الدین کلہ ادب

لمعات الذہب

فی شرح

مختارات الأدب

درجہ خامسہ میں پڑھائی جانے والی "المختارات من ادب العرب للندوی" کی اردو شرح، جس میں معرب عبارت، بامحاورہ ترجمہ اور حل لغات کے ساتھ ساتھ تاریخ کا بھی احاطہ کیا گیا ہے، اہل علم کے لئے ایک بیش بہا قیمتی تحفہ

ازقلم

عتیق الرحمٰن سیف کوٹ ادوی غفرلہ ولوالدیہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

ناشر

ایچ ایم سعید کمپنی

ادب منزل، پاکستان چوک، کراچی

الدین کلہ ادب

لمعات الذہب

فی شرح

مختارات الأدب

درجہ خامسہ میں پڑھائی جانے والی ''المختارات من ادب العرب للندویؒ''
کی اردو شرح، جس میں معرب عبارت، بامحاورہ ترجمہ اور حل لغات کے
ساتھ ساتھ تاریخ کا بھی احاطہ کیا گیا ہے، اہل علم کے لئے ایک بیش بہا قیمتی تحفہ

از قلم

عتیق الرحمٰن سیف کوٹ ادوی غفرلہ ولوالدیہ

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی و متخصص جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

ناشر

ایچ۔ایم۔سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

عرضِ ناشر

کسی بھی ملک وقوم کی زبان میں اس کا منشور ومنظوم ذخیرہ ادب کے نام سے اس کے لئے مایۂ افتخار وانبساط خیال کیا جاتا ہے۔اس سلسلہ میں عربی ادب مختلف وجوہ واعتبارات سے جس امتیاز وفوقیت کا حامل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔دراصل وہ عربی زبان کی اس خصوصی شان کی بنا پر ہے جو اسے دیگر زبانوں کے مقابلہ میں حاصل ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمتہ اللہ نے ''مختارات'' کے نام سے اصل عربی ادب سے جو کہ تقلیدی اور صناعی ادب کے برعکس حقیقی اور طبعی ادب ہے، چند چیدہ چیدہ شہ پارے جمع کر کے جو گلدستہ سالہا سال قبل مرتب فرمایا تھا اس کی طراوت ونضارت اور رنگینی وخوشنمائی تا حال قائم وسالم ہے بلکہ مرورِ وقت کے ساتھ ساتھ مزید بڑھتی معلوم ہو رہی ہے۔یہ اتنی اہم ومقبول کتاب ہے کہ دنیائے عرب میں اسے داخلِ نصاب ہونے کا شرف ملا ہوا ہے۔

اب پاکستان میں بھی اسے وفاق المدارس کے تحت نصاب میں داخل کر دیا گیا ہے۔

مولانا عتیق الرحمٰن سیف نے وقت کی ضرورت کا احساس کر کے طلبہ کی سہولت کے لئے اس کا ترجمہ اور ضروری شرح کرنے کی خوب سعی فرمائی ہے جسے طبع اور شائع کرنے کی سعادت ہمارے ادارے کو حاصل ہو رہی ہے۔

ہم نے حتی الامکان بہتر سے بہتر انداز میں یہ خدمت سرانجام دینے کی کوشش کی ہے۔امید ہے کہ طلبہ اور دیگر متعلقین کے لئے نافع ثابت ہوگی۔

مینجر
ایچ۔ایم۔سعید کمپنی
ادب منزل پاکستان چوک
کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست

انتساب

اس بلند و بالا ہستی سے لے کر
ان مقدس ہاتھوں کے حاملین
کے نام جن کے طفیل بندہ نے
اسلام کی راہ تاباں دیکھی۔

☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریظ

استاذ العلماء استاذی المکرّم حضرت مولانا مفتی سید عبد القدوس صاحب الترمذی دام اقبالہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔ اما بعد!

مختارات الادب، مفکر اسلام حضرت مولانا ابوالحسن ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایسا ادبی علمی شاہکار ہے جو رہتی دنیا تک ان کے نام کو ادبی حلقوں میں زندہ رکھے گا۔ پھر یہ صرف ایک ادبی شہ پارہ ہی نہیں ہے بلکہ فصاحت و بلاغت کے بلند و بالا مضامین پر مشتمل ہونے کے ساتھ ایک اخلاقی وعلمی دستاویز بھی ہے جس نے قدیم ادبی مذاق سے ہٹ کر ایک صاف ستھرا اور نہایت پاکیزہ ادبی معیار قائم کیا ہے۔

کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ پاکستان کے مدارس کی سب سے بڑی تنظیم ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' نے اسے اپنے نصاب میں شامل کیا ہے، کتاب کے بلند واعلیٰ معیار کے پیش نظر ضرورت تھی کہ اس کا سلیس اردو ترجمہ کیا جائے اور ساتھ ہی الفاظ کی لغوی، صرفی اور نحوی تحقیق بھی ہوتا کہ اس سے استفادہ کا دائرہ وسیع ہو، اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے ہمارے عزیز فاضل مولوی عتیق الرحمٰن سلمہ فاضل جامعہ دار العلوم کراچی ومتخصص فی الفقہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا نے قلم اٹھایا اور اس ضرورت کو بحسن وخوبی پورا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ انکی محنت کو قبول اور نافع فرمادیں اور انہیں جزائے خیر سے نوازیں۔

مختارات الادب اور اسکے گرامی قدر مولف کا تعارف نیز ترجمہ کے التزامات و فوائد پر عزیز موصوف نے ''حرف تمنا ومقدمۃ لمعات الذہب'' میں روشنی ڈال دی ہے تفصیل کیلئے اسکو پڑھنا کافی ہے، تاہم احقر نے بعض مقامات کو پڑھا تو ترجمہ کی سلاست وفصاحت کو دیکھ کر بیحد مسرور ہوا اور بے ساختہ فاضل مترجم کے حق میں دعائیں نکلیں۔ اللہ کرے زور قلم اور زیادہ۔

فقط

احقر عبد القدوس الترمذی غفرلہ

خادم الجامعۃ الحقانیۃ ساہیوال سرجودھا

عاشر من شہر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

تقریظ

استاذ العلماء استاذی المکرّم حضرت مولانا زبیر احمد صاحب صدیقی دام اقبالہ

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم: امابعد!

زبان اور قلم اللہ تعالیٰ کی بیش قیمت نعمتیں ہیں، احکام خداوندی، پیغام رسل علیہم السلام، نصائح بندگان خداحتی کہ اپنے دل کی بات انسانیت تک پہنچانے کے لئے بھی یہی دو ذرائع ہیں، زبان سے کی گئی تعبیر کو بیان اور قلم کی عمدہ بات کو ادب کا روپ دے دیا گیا ہے۔

ادب عربی اہل اسلام کی مذہبی روایت، دینی ثقافت اور مسلکی ضرورت ہے، ادب عربی پر دسترس حاصل کئے بغیر قرآن وحدیث، علوم عربیہ اور دینی اقدار سے آگاہی حاصل کرنا ناممکن ہے اس لئے محققین نے ادب عربی کے حصول کو فرض کفایہ کا درجہ دیا ہے۔

وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے ماضی قریب میں حسب ضرورت اپنے نصاب میں ترامیم کی ہیں، ان ترامیم میں مدارس کے درجہ خامسہ میں ''دیوان متنبّی'' کی جگہ ''مختارات من ادب العرب'' مصنفہ عالمی طور پر خدمات دینیہ سرانجام دینے والے عالم ربانی، ماہر ادب، مشہور مؤرخ حضرت اقدس مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نصاب میں مقرر کی۔

''مختارات'' جدید عربی ادب کا شاہکار ہے لیکن اسکے حل کے لئے کوئی قابل ذکر شرح ابھی تک طبع نہیں ہوئی جس کی وجہ سے طلباء اور بعض مدرسین کو سخت دشواری کا سامنا تھا۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے برادر عزیز، جامعہ فاروقیہ شجاع آباد سے فیض یافتہ مولانا عتیق الرحمٰن صاحب زید شرفہ کو کہ انہوں نے اسکا بامحاورہ ترجمہ لفظی ترجمہ کو سامنے رکھ کر اور مشکل الفاظ کی تشریح کر کے طلباء اور مدرسین کی مشکل کو حل کر دیا، یقیناً یہ کتاب ''لمعات الذہب فی شرح مختارات الادب'' علمی حلقے میں خوب پذیرائی حاصل کرے گی اور مصنف طول عمرہ کے لئے صدقہ جاریہ بنے گی۔

میری دلی دعا ہے کہ باری تعالیٰ اس شرح اور اس کے مصنف کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ امین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

زبیر احمد صدیقی غفرلہ ولوالدیہ
خادم الجامعۃ الفاروقیۃ شجاع آباد ضلع ملتان
۱۶ ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمد حبیب اللہ صاحب تونسوی مدظلہ مدرس مدینۃ العلوم سرگودھا

مدارس دینیہ کے نصاب میں داخل شدہ کتاب ''المختارات'' کسی تعریف وتعارف کی محتاج نہیں ہے، خصوصاً ادب عربی سے محبت وعقیدت رکھنے والے علماء وطلباء کے سامنے تو اس کے خصائص وخوبیاں درخشاں وآشکارا ہیں۔ چونکہ یہ کتاب فن ادب کیلئے منتخب کی گئی ہے اور کسی بھی زبان کے مشکل ترین الفاظ کا بہت سارا مجموعہ اس کی ادبی کتابوں میں پایا جاتا ہے اور یہ بھی امر واقعی ہے کہ عام طلباء محض اپنی عربی دانی کے بل بوتے پر فن ادب کی کتابوں کو حل نہیں کر پاتے اس لئے ضروری ہوا کہ اس بارے میں طلباء کی راہنمائی کی جائے۔

یہ سعادت اللہ تعالیٰ نے عزیزم مفتی عتیق الرحمٰن سلمہ کے حصہ میں ڈالدی، انہوں نے اس پر قلم اٹھایا اور کتاب کو حل کرنے کا حق ادا کردیا۔ اس کی شرح کی ضرورت اس لئے بھی پیش آئی کہ ''المختارات'' میں مروجہ کتب ادب کی طرح محض بے ہودہ ہفوات، آوارہ منظر کشیاں، بیجا مذمت ومدح سرائیاں اور من گھڑت قصے کہانیاں تو بالکل ہیں ہی نہیں البتہ یہ کتاب اپنے اندر جہاں حقیقی فصاحت وبلاغت اور دلوں میں اترنے والا انداز بیان رکھتی ہے وہاں سیرت وتاریخ، معاشیات واقتصادیات، بادشاہت وسلطنت، زہد وتقویٰ، اخلاص وللّٰہیت اور ایثار ومحبت کے زریں اصول بھی بتلاتی چلی جاتی ہے۔

ان چیزوں کی جتنی ضرورت عربی دانوں کو ہے اس سے کہیں زیادہ اس کے حاجت مند اردو داں خواص وعوام، علماء وطلباء بھی ہیں، چنانچہ افادہ واستفادہ کیلئے ضروری تھا کہ یہ نادر مجموعہ اور لآلی ثمینہ اردو زبان میں بھی ہونے چاہئیں، اس لئے مصنف مدظلہ العالی نے اپنے شعلہ بار قلم سے ایسی سلاست اور روانگی سے ترجمہ فرمایا کہ یہ شرح عوام وخواص کے لئے مستقل مجموعہ نوادرات اور مفید ترین کتاب بن گئی، بندہ نے اس کتاب کا اول سے لے کر آخر تک بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اور اس کو از حد مفید پایا ہے۔

خداوند قدوس سے دعا ہے کہ اس کتاب کو مصنف وقارئین سب کے لئے دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ بنائے۔ آمین ثم آمین

حافظ حبیب اللہ غفرلہ ولوالدیہ ولمن قال آمین
حال مقیم مدرسہ مدینۃ العلوم مقام حیات سرگودھا
آواخر ربیع الثانی ۱۴۲۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرف تمنا

اَلْحَمْدُ لِأَهْلِهٖ وَالصَّلٰوةُ لِأَهْلِهَا أَمَّا بَعْدُ!

اسلام ایک آفاقی، عالمگیری اور ہمہ جہتی مذہب ہے اس کا اپنا ایک قانون اور اسلوب ہے جس کو سمجھنے کے لئے اس کتاب کو سمجھنا ہوگا جس میں یہ سب مل سکتا ہے میری مراد اسلامی نظام کا دستور العمل قرآن کریم ہے اور قرآن کو سمجھنے کے لئے عربی کا فہم اور ادراک ضروری ہے، عربی محض قرآن و حدیث کی زبان ہی نہیں بلکہ ایک وسیع علاقائی زبان بھی ہے

علاقائی نسبت سے اس زبان میں وہ سب کچھ ہوگا جو دیگر زبانوں میں ملتا ہے کسی بھی زبان کا سرمایہ اس کی ادبی ثروت ہوتی ہے اور یہ مسلم اصول ہے جب تک کسی زبان کے ادب میں دسترس نہ ہو اس وقت تک اس زبان پر عبور حاصل نہیں کیا جا سکتا، ادب سے صرف اس زبان کی چاشنی ہی نہیں بلکہ اس علاقہ کی ثقافت، تہذیب و تمدن اور معاشرے کی اقدار کا بھی علم ہوتا ہے، کیونکہ وہ ادب ہی ہے جو زبان کے معاشرے کا مکمل عکس پیش کرتا ہے۔

مأدبہ جو کہ ادب سے مشتق ہے اور یہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو کسی کی دعوت کے وقت تیار کیا جائے اور یقینی بات ہے کہ اس دسترخوان پر دعوت کرنے والا اپنی بساط کے مطابق انواع و اقسام کے کھانے اور فواکہ ڈھیر کر دے گا تا کہ مہمان اس کے لطف و کرم سے خوب بہرور ہو اور اس کا خوب اکرام ہو سکے، اسی طرح اگر تھوڑی سی باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو درحقیقت کسی زبان کا ادب ہی اس کا دسترخوان ہوتا ہے اور اس زبان کا حامل معاشرہ اس بات کی کوشش کرتا ہے کہ ہمارے دسترخوان پر بیٹھنے والا شخص اس سے مکمل سیراب ہو اور اس کو ہر وہ چیز مل سکے جو اس زبان کی حقیقت کی عکاسی کرتی ہو۔

عربی ادب دو حصوں میں تقسیم ہے (۱) منظم (۲) منثر۔

منظم صورت میں اپنے جذبات کی ترجمانی مختصر پیرائے میں کی جا سکتی ہے، زمانہ

اسلام سے قبل کا یہ حصہ دوحصوں میں منقسم ہے،ایک میں عرب کی شجاعت وجوانمردی، جود وسخا،قبائلی عصبیت پرفخر، جانوروں کی تعریف، شمشیر وسنان کے معرکے بھرپورانداز میں ملتے ہیں جن کو پڑھ کرآج کا انسان یوں محسوس کرتا ہے کہ ان تمام کرداروں کے ساتھ ہے اوراس کی حالت بھی ان چکیوں میں پسنے والوں کی طرح ہے، دل میں دردوغم،خون میں حدت، غیرت میں جوش اورضرب وحرب کا شوق خوب پیدا ہوتا ہے لیکن دوسرا حصہ اکثرفضول گوئی اورلایعنی مضامین پر مشتمل ہے جس میں اس کا دائرہ کاربس اپنی محبوبہ تک محدود ہے، کہیں اس کی خوشنودی کے حصول کیلئے زمین وآسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں تو کہیں اسکے اجڑے نشیمن کا تذکرہ ہے، کہیں اس کے وصال کے تلذذ کا ذکر ہے تو کہیں اس کے ہجروصال کا ماتم لیکن اس طرح کا ادب قوم کوکیا دیتا ہے؟ یہ صحیح ہے کہ اس میں فصاحت وبلاغت تو ہے لیکن سبق والی چیز ناپید! مؤدبین کی سوچ محدود، افکارسطحی اورکلام بلاروح تھی اس منظم کلام میں کہیں کہیں علم وحکمت کی باتیں بھی ملتی ہیں لیکن وہ اتنی قلیل ہیں کہ قابل ذکرنہیں اورمنثر حصہ اگرچہ زیادہ محفوظ نہیں ہے لیکن اسمیں بھی قوم کا یہی حال ہے۔

اسلام کی آفاقی اورعالمگیری سوچ نے افکاروں کوتبدیل کردیا جس کی وجہ سے ایسا اسلوب معرض وجود میں آیا جوروح میں سرشاری،طبیعت میں فرحت،سوچوں میں وسعت، لسان میں ظرافت پیدا کرنے کے ساتھ ساتھ فصاحت وبلاغت کا بھی ایک شاہکارتھا،لیکن رفت زمانہ نے جہاں دیگرخرابیاں پیدا کیں وہیں اس ادب میں بھی خرابیاں عودکرآئیں، جو ادب سوچوں کووسعت اورروح کوکشادگی مہیا کرتا تھاوہ روح میں ظلمت،سوچوں میں تھماؤ اورآفاقی فکروں میں تنزل کا شکار ہوتا گیا۔

اگرچہ ہردورمیں کچھ ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کی وجہ سے ہرچیز کانظام چلتارہتا ہے، یہی حال ادب کا بھی ہے کہ وہ بھی ان ہستیوں کی برکت سے افق پرچمکتا رہا،حضرت مولف رحمہ اللہ شاید یہی چاہ رہے ہیں جیسا کہ ان کے مقدمہ سے بھی ظاہرہوتا ہے کہ قدیم ادب جس میں صرف فصاحت وبلاغت ہے لیکن انسانی زندگی پرجوایک اثرمرتب ہونا چاہیے وہ نہیں،جبکہ جدید میں بھی اکثرایسا ہے تو قدیم وجدید کے امتزاج سے ایسا ادبی شاہکارمرتب کیا جائے جوانسانی روح کے تمام تقاضوں کو نہ سہی لیکن اکثرکوضرورپورا کرے،اس میں شائستگی اورلطافت بھی ہو، پاکیزگی اوروسعت بھی،ظرافت اوربذلہ سنجی بھی ہواورایک سبق بھی،

اسلئے انہوں نے اپنی یہ کتاب اس انداز میں ترتیب دی۔

ہمارے آج کے دور میں اردو ادب دور جاہلیت کا پرتو لگتا ہے، بڑے بڑے ادیب، لکھاری اپنے تمام ادبی وتاریخی مضامین میں جب تک عشق مجازی کے درخت کو اپنے پسینہ سے پانی نہ پلائیں اس وقت تک ان کا ادبی مزاج سیراب نہیں ہوتا، اس لئے ان کی کتب میں حقائق کے ساتھ ساتھ خلاف واقعہ اور غلط چیزیں آگئی ہیں۔

شکوہ تو ان ظالموں سے ہے جو مسلمان ہو کر اپنی شاندار تاریخ کو اس انداز میں مسخ کرتے ہیں کہ عام قاری اس کو تاریخی حقائق سمجھتا ہے اور ان ادیبوں نے اتنا اندھیر مچایا ہے کہ تاریخی واقعات لکھتے ہوئے صحابہ کرام ﷺ جیسی مقدس ہستیوں کو بھی نہیں بخشا اور جب ان کے معرکہ انگیز حالات کا ذکر کرتے ہیں تو وہاں بھی کسی لڑکی کے ساتھ ان کے عشق مجازی کو چلا رہے ہیں (العیاذ باللہ) جو یقیناً بہت بڑا کذب، بہتان اور ہماری تاریخ کو مسخ کرنے کی گھٹیا سازش ہے۔

اس گئے گزرے دور میں جب کہ ادب کی طنابیں ان لوگوں کے ہاتھ میں ہیں جو ادبی ڈھنگ کی ہوا اور تاریخی حقائق کو بیان کرنے کے اسلوب کی ابجد سے بھی ناواقف ہیں، آپ کی یہ مرتب شدہ کتاب نعمت غیر مترقبہ ہے جو آپ نے علماء وطلباء کی خدمت میں پیش کی۔ مختارات ایک ادبی شہ پارہ ہے اور اس کا تعلق اگرچہ درس نظامی سے ہے لیکن یہ صرف علماء اور طلباء کیلئے نہیں لکھی گئی اس لئے اس سے جہاں یہ حضرات بہرہ ور ہو سکتے ہیں وہیں دیگر حضرات بھی اسکے اسباق سے جھولیاں بھر سکتے ہیں لیکن ان کی دسترس میں لانے کیلئے ضروری تھا کہ اس کتاب کو اس زبان میں پیش کیا جائے جس کو وہ بآسانی سمجھ سکے۔

بندہ نے ترجمہ کرتے ہوئے اگرچہ انتہائی کوشش کی ہے کہ عبارت اور ترجمہ میں کوئی کمی نہ رہ جائے لیکن انسان پھر بھی انسان ہے اور اس سے غلطی کا نہ ہونا بہت بعید ہے، ہوسکتا ہے کہ اس میں باوجود کوشش کے کوئی غلطی رہ گئی ہو اور کہیں ایسی کوئی چیز رہ گئی ہو جسکو آپ حضرات ضروری سمجھتے ہوں تو آپ سے مودبانہ التماس ہے کہ جو غلطی آپ کی نظر سے گزرے بندہ کو ضرور اس سے مطلع فرمائیں، تاکہ اس کتاب کی تصحیح میں اجر کے شریک ہوں اور جو کمی ہے اس پر بھی، انشاءاللہ اگلی مرتبہ اس کمی اور اس غلطی کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کی جائیگی۔

بندہ اپنی گزارشات کے آخر میں ان تمام حضرات کا جنہوں نے اس کٹھن کام میں

ہر قدم پر دامے، درمے، سخنے جس انداز میں بھی مدد اور رہنمائی کی تہہ دل سے شکر گزار ہے، خصوصا برادر عزیز مولوی لئیق الرحمٰن حفظہ اللہ اور بہت ہی پیارے ساتھی مولوی محمد زاہد بخاری سلمہ کا، جنہوں نے دن رات ایک کر کے اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں میری انتہائی مدد کی اور قابل صد تکریم مولانا مفتی حبیب اللہ صاحب تونسوی مدظلہ کا جنہوں نے نہ صرف تاریخی واقعات کا پس منظر ڈھونڈھ کر تاریخی حوالے کتاب کی زینت بنانے میں کافی مدد کی اور اسمیں بڑا اہم کردار ادا کیا (اور جو باقی رہ گئے ہیں وہ انشاءاللہ اگلی طباعت میں شامل کر دیے جائیں گے) بلکہ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے اپنے قیمتی وقت میں سے کچھ حصہ نکال کر پوری کتاب پر نظر عمیق فرمائی اور جہاں ضروری سمجھا وہاں اصلاح بھی فرمائی (جزاہم اللہ احسن الجزاء) ان کے ساتھ ساتھ میں اپنے ان تمام اساتذہ مدظلہم اور ان ساتھیوں کا جنہوں نے قدم قدم پر بندہؔ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اس کو جلد منظر عام پر لانے کا اصرار کرتے رہے، بہت شکر گزار ہوں کہ ان کی حوصلہ افزائی سے ہی یہ کتاب اتنی جلد منظر عام پر آسکی وگرنہ بندہ اپنی تہی دامنی کی وجہ سے کئی مرتبہ اس سے پیچھے ہٹا تھا۔

اپنے محسنین میں سے ناشران حضرات (مالکان ایچ۔ ایم۔ سعید کمپنی) کا شکریہ ادا نہ کرنا بہت بڑی ناانصافی ہوگی، کہ اس آڑے وقت میں جب کہ بندہ وسائل سے تہی دامنی کی وجہ سے اس کی اشاعت کے مسائل میں کافی پریشان تھا انہوں نے حامی بھر کر بندہ پر ایک احسان کیا، اللہ تعالی ان سب کو اپنے ہاں سے اجر عظیم عطا فرمائے، دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس کتاب کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بندہ، اس کے والدین اور تمام اساتذہ کے لئے ذخیرہ آخرت اور پڑھنے والوں کے لئے نافع بنائے۔ آمین!

عتیق الرحمٰن سیف غفرلہ ولوالدیہ

فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

متخصص جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

۹ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ

مقدمۃ لمعات الذہب

یہ مقدمہ تین ابواب پر مشتمل ہے (۱) ادب کے متعلقات (۲) مختارات من ادب العرب کی خاصیات (۳) لمعات الذہب کا اجمالی خاکہ۔

الباب الاول فی متعلقات الادب

ادب کی لغوی تعریف:

ادب مختلف ابواب سے استعمال ہوتا ہے، باب کرم سے اس کا مصدر أَدَبًا آتا ہے، ادب والا ہونا، ادیب بھی اسی سے ہے جس کی جمع أُدَبَاءُ آتی ہے۔ باب ضرب سے اس کا مصدر أَدْبًا آتا ہے، دعوت کا کھانا تیار کرنا اور دعوت دینا، اسی سے اسم فاعل آدِبٌ آتا ہے، باب اِفعال سے بھی اس کا یہی معنی آتا ہے، آدبٌ کی تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن منظور افریقی رقم طراز ہیں: الآدِبُ: اَلدَّاعِیُ إِلَی الطَّعَامِ . آدب وہ ہے جو کھانے کی طرف بلائے۔

قَالَ طُرْفَۃُ:

نَحْنُ فِی الْمَشَاۃِ نَدْعُوْ الْجَفَلٰی
لَا تَرَی الْآدِبَ فِیْنَا یَنْتَقِرُ (لسان العرب ج۱ص۹۳)

''ہم موسم سرما میں دعوت کا خاص اہتمام کرتے ہیں آپ ہم میں سے کھانے کی طرف بلانے والے کو ایسا نہیں پائیں گے کہ وہ کسی کو بھگادے''

باب تفعیل سے اس کا معنی علم سکھلانا آتا ہے قال الزجاج: وَھٰذَا مَا أَدَّبَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ ، أَیْ عَلَّمَ اللّٰہُ بِہٖ نَبِیَّہٗ. اور یہ وہ شے ہے جس کے ذریعے اللہ نے اپنے نبی کو مؤدب کیا یعنی اللہ نے اپنے نبی کو علم سکھلایا (ایضا)

باب استفعال (استادابا) اور تفعل (تادبا) سے ادب سیکھنے اور ادب والا ہونے کے معنی میں مستعمل ہے۔

ادب سے ایک لفظ مَأْدُبَۃٌ ماخوذ ہے جس کی جمع مَآدِبُ آتی ہے، عبداللہ بن حسین عکبری ''المشوف المعلم '' ص۵۹ پر رقم طراز ہیں: اَلْمَأْدُبَۃُ: بِضَمِّ الدَّالِ وَ فَتْحِھَا، اَلطَّعَامُ یَصْنَعُہُ الرَّجُلُ وَیَدْعُوْ إِلَیْہِ النَّاسَ. ''مأدبہ اس کھانے کو کہتے ہیں جو آدمی لوگوں کی دعوت کے لئے تیار کرے''

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے: إِنَّ هٰذَا الْقُرْآنَ مَأْدُبَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی فِي الْأَرْضِ فَتَعَلَّمُوا مِنْ مَأْدُبَتِهٖ ''یہ قرآن زمین میں اللہ کی دعوت کا پیغام ہے لہٰذا تم اس سے علم سیکھو''

قرآن پر مأدبۃ کا اطلاق بلانے کے معنی میں کیا گیا ہے کہ جس طرح کھانے کی طرف بلایا جاتا ہے اسی طرح قرآن کی جانب بھی بلایا گیا ہے۔

ادب کی اصطلاحی تعریفات:

ادب کی اصطلاحی تعریفات مختلف کی گئی ہیں، لیکن اس کے مفہوم، مصداق اور مقصد کے جو زیادہ قریب ہیں وہ درج ذیل ہیں باقی کو طوالت کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔

(۱) سید شریف جرجانی نے ''تعریفات'' میں اس کی تعریف یوں کی ہے: ''هُوَ عِلْمٌ يُحْتَرَزُ بِهٖ عَنِ الْخَلَلِ فِي كَلَامِ الْعَرَبِ لَفْظًا وَكِتَابَةً'' علم ادب وہ علم ہے جس کے ذریعہ انسان کلام عرب میں لفظی اور تحریری غلطی سے بچ سکے'' (التعریفات للجرجانی ص۶)
اور صاحب منجد نے بھی ''المنجد'' میں یہی تعریف کی ہے۔

(۲) حاجی خلیفہ نے ''کشف الظنون'' میں اس کی تعریف یوں کی ہے ''اَلْأَدَبُ هُوَ حِفْظُ أَشْعَارِ الْعَرَبِ وَأَخْبَارِهَا، وَالْأَخْذُ مِنْ كُلِّ عِلْمٍ بِطَرْفٍ'' ادب عرب کے اشعار و اخبار کے حفظ اور عربی زبان کے دوسرے علوم سے بقدر ضرورت اخذ کرنے کا نام ہے اور علامہ ابن خلدون نے ''تاریخ ابن خلدون'' کے مقدمہ میں بھی یہی تعریف کی ہے۔

(۳) ابوزید انصاری نے ''تاج العروس'' میں اس کی تعریف یوں کی ہے: ''كُلُّ رِيَاضَةٍ مَحْمُوْدَةٍ يَتَخَرَّجُ بِهَا الْإِنْسَانُ فِي فَضِيْلَةٍ مِّنَ الْفَضَائِلِ'' (ج۱ ص۱۴۴) ہر ایک اچھی ریاضت جس کی وجہ سے کسی خوبی میں سے کسی وصف سے متصف ہو سکے۔

موضوع علم ادب:

علامہ ابن خلدون نے مقدمہ ابن خلدون ص۵۵۳ پر لکھا ہے، هٰذَا الْعِلْمُ لَا مَوْضُوْعَ لَهٗ يُنْظَرُ فِي إِثْبَاتِ عَوَارِضِهٖ أَوْ نَفْيِهَا اس علم کا کوئی موضوع نہیں ہے کہ جس کے عوارض ذاتیہ کے اثبات یا نفی سے بحث کی جائے اسی تعریف کو شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ نے درست کہا ہے، بعض حضرات نے تکلف کر کے موضوع متعین کرنے کی کوشش کی ہے، کسی نے کہا اس کا موضوع نظم و نثر ہے، جب کہ بعض کا خیال ہے اس کا موضوع طبیعت اور

فطرت جو خارجی حقائق اور داخلی کیفیات کی ترجمانی کرے، ہے۔

صاحب کشف الظنونؒ نے لکھا ہے: وَقَدْ لَا يَظْهَرُ إِلَّا بِتَكَلُّفٍ كَمَا فِيْ بَعْضِ الْأَدْبِيَّاتِ إِذْ رُبَمَا تَكُوْنُ صَنَاعَةٌ عِبَارَةٌ عَنْ عِدَةِ أَوْضَاعٍ وَاصْطِلَاحَاتٍ......... مُتَعَلِّقَةٌ بِأَمْرٍ وَاحِدٍ بِغَيْرِ أَنْ يَكُوْنَ هُنَاكَ إِثْبَاتُ أَعْرَاضٍ ذَاتِيَةٍ لِمَوْضُوْعٍ وَاحِدٍ اور کبھی فن کا موضوع متعین اور واضح نہیں ہوتا تکلف کر کے متعین کرنا اور بات ہے جیسے بعض ادبیات کا معاملہ ہے وجہ اسکی یہ ہوتی ہے کہ بسا اوقات کوئی فن مختلف موضوعات و اصطلاحات سے عبارت ہوتا ہے ان میں سے کسی ایک موضوع کے عوارض ذاتیہ کا اثبات یا اس سے بحث اس فن کا مقصد نہیں ہوتا (کہ اسے فن کا موضوع قرار دیا جائے) (ج ا ص ۷۵)

علم ادب کا مقصد:

علامہ ابن خلدون مقدمہ میں اس کی غرض وغایت یوں تحریر فرماتے ہیں "وَإِنَّمَا الْمَقْصُوْدُ مِنْهُ ثَمْرَتُهُ وَهِيَ الْإِجَادَةُ فِيْ فَنَّيِ الْمَنْظُوْمِ وَالْمَنْثُوْرِ عَلٰى أَسَالِيْبِ الْعَرَبِ وَمَنَاحِيْهِمْ" درحقیقت علم ادب سے مقصود اس کا ثمرہ ہے اور اس کا ثمرہ عرب کے طرز و انداز اور اسلوب کے مطابق نظم و نثر میں مہارت کا نام ہے (ص ۵۵۳)۔

☆☆☆☆☆☆☆

الباب الثانی

مختارات من ادب العرب کی خاصیات:

یہ کتاب ایک ادبی شہ پارہ ہے اور مرتب کی ترتیب کا مقصد یقیناً یہی ہے کہ قدیم وجدید ادب میں سے صاف ستھرا اور سبق آموز ادب جمع کر کے ایک کتابی شکل میں علماء اور طلباء کی خدمت میں پیش کیا جائے تا کہ جمودی اور روح سے خالی ادب سے جان چھوٹ جائے ایسا ادب سامنے لایا جائے جس کو پڑھ کر نہ صرف روح میں تازگی اور کلام میں شائستگی آئے بلکہ انسان اپنے ماضی سے بھی روشناس ہو، حضرت یقیناً اس میں کامیاب ہوئے ہیں۔

اس کتاب میں مرتب نے اگرچہ مختلف حضرات کے مضامین کو جمع کیا ہے لیکن قارئین بخوبی جانتے ہیں کہ ہر مرتب اپنی طبیعت اور ذوق کے مطابق چیز جمع کرتا ہے اس لئے حضرت مولف کی مرتب شدہ کتاب سے ان کے ذوق اور فطرت سلیمہ کا بخوبی اندازہ ہو رہا ہے۔

مرتب نے اس کتاب میں اسلام کے سنہری دور سے لے کر فی زمانہ تک عمدہ

مضامین کا انتخاب کیا ہے، کتاب کی ابتدا قرآن کریم کے بلیغانہ اور مرقع ومرصع عبارت سے مزین دو قصوں سے کی ہے اگر چہ قرآن کریم ادب کی کتاب نہیں اور یقیناً نہیں ہے بلکہ احکامات کے لئے ہی نازل ہوا ہے لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو جہاں اس میں احکامات ہیں وہیں اس میں تمام علوم وفنون بھی پروئے گئے ہیں اگر علم فقہ کے اصول ہیں تو منطقی استدلالات بھی اس میں موجود ہیں، پھر انداز بیان اگر چہ اکثر مقامات پر تسلسل رکھتا ہے اور نثر کی صورت میں ہے لیکن بلیغ کتاب جب بلیغ زبان میں ہوتی ہے تو اس زبان کے ہر وصف پر مشتمل ہوتی ہے، عربی زبان صرف نثر کا نام نہیں بلکہ دیگر زبانوں کی طرح نظم کی صورت میں بھی موجود ہے اور قرآن کریم میں بھی مرقع ومرصع انداز میں ان دونوں چیزوں کو بیان کیا گیا ہے اسلئے قرآن کے اس طرز بیان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا، پھر اس کا نزول اس زمانہ میں ہوا ہے جس میں عربی کا طوطی صرف نظم میں ہی نہیں نثر میں بھی بول رہا تھا اس لئے اس زمانہ کا اعتبار کرتے ہوئے قرآن کریم کے اسلوب میں اسکی جھلک بھی ملتی ہے ایسے ہی دو قصوں کا حضرت نے انتخاب کیا اور اپنی کتاب میں ان کو سب سے پہلے جگہ دی، پھر احادیث نبویہ سے چند ایسی احادیث کا انتخاب کیا جو مختصر مگر جامع ہیں، آنحضرت ﷺ جیسا فصیح وبلیغ کون ہوسکتا ہے؟ آپ کے کلام کا ہر جز فصاحت سے بھر پور ہے اور اس میں ایسی حکمتیں پوشیدہ ہیں جن کو باہر لانا ہر بندے کے بس کی بات نہیں ہے، اس کے بعد آنحضرت ﷺ کا بچپن، پھر مکی زندگی سے مدنی زندگی کی طرف انتقال، صحابہ سے آپ کی محبت، اسلام پر کڑے وقت جیسے واقعات کو ذکر کیا ہے، اس طرح ایک لڑی ہے جس میں چودہ صدیوں کے عمدہ ذوق کے حامل مصنفین کے مضامین کو جگہ دی ہے۔

آپکے ہاتھوں میں حضرت علی میاں رحمہ اللہ کی کتاب ہے اس لئے ان کے ذوق سلیم کو سامنے رکھتے ہوئے پڑھیں اور اس سے صرف عربی گرائمر کی ہی نہیں بلکہ ادبی ذوق کی چاشنی کیلئے بھی استفادہ کریں اگر آپ مرتب کے اغراض ومقاصد کو سامنے رکھیں گے تو سونے پر سہاگہ ہوگا کیونکہ اس کتاب کا ہر مضمون ایک سبق پر مشتمل ہے، کہیں مرتب اتحاد کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں تو کہیں غیرت ایمانی کو جھنجھوڑتے ہوئے، کہیں تاریخ کے دریچوں کو واکر کے اس سے خوشہ چینی کرتے نظر آتے ہیں تو کہیں قبل نبوت کے حالات بیان کرتے ہوئے، کہیں اخلاق کی دعوت دیتے نظر آتے ہیں تو کہیں ماں بیٹے کے تعلقات کی منظر کشی کرتے ہوئے، کہیں ایک عامی انسان کو سبق دیتے نظر آتے ہیں تو کہیں ارباب دولت کے

دروازوں کو کھٹکھٹاتے ہوئے، اگر ایک طرف ظالم ومظلوم کا تقابل کررہے ہیں تو ساتھ ہی استقامت بھی سمجھارہے ہیں، اگر ایک طرف جذبہ جہاد ابھار رہے ہیں تو ساتھ ہی تصوف بھی سمجھارہے ہیں، جہاں انصاف کی دعوت دے رہے ہیں وہیں عدم انصاف اور ظلم کے نقصانات بھی بیان کررہے ہیں، ایک طرف زاہد وعابد لوگوں کے اعمال کا تذکرہ کررہے ہیں تو ساتھ ہی ارباب حکومت کے مشعل راہ افراد کا تذکرہ بھی، الغرض مرتب نے کوشش کی ہے کہ ہر قسم کے اس عنوان کو کتاب میں جگہ دیں جو فی زمانہ ضروری ہے اور اس سے کوئی نہ کوئی سبق بھی حاصل کیا جاسکتا ہے، اب یہ ہم پر ہے کہ ان سے کتنا سبق حاصل کرکے اپنی زندگی کو ان راہوں پر ڈالتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

الباب الثالث

لمعات الذہب کا اجمالی خاکہ:

☆......سب سے پہلے عربی عبارت، پھر ترجمہ اور آخر میں حل لغات درج کی گئی ہیں۔

☆......عربی عبارت معرب ہے۔

☆......ہمزہ وصلی اور قطعی کا خاص طور پر خیال رکھا گیا ہے۔

☆......اردو ترجمہ سلیس انداز میں کیا گیا ہے اور اس میں از حد کوشش کی گئی ہے کہ کسی لفظ کا ترجمہ رہ نہ جائے اور عربی عبارت میں لفظ جس ترتیب سے آئے ہیں اسی ترتیب سے ان کا ترجمہ لکھا جائے۔

☆......عربی میں چونکہ واؤ کثیر الاستعمال ہے مگر اردو میں اس کا زیادہ استعمال کرنا فقرے کی سلاست پر اثر انداز ہوتا ہے اس لئے ترجمہ میں ہر جگہ اس کا ترجمہ اور سے نہیں کیا گیا بلکہ اس کی جگہ (،) استعمال کیا گیا ہے تاکہ عبارت کی خوبصورتی برقرار رہے الا یہ کہ قرآن کا ترجمہ یا احادیث کا ترجمہ ہو تو وہاں اسکو باقی رکھا ہے۔

☆...... جہاں لفظی ترجمہ انسب نہ تھا بلکہ مرادی معنی انسب تھا وہاں مرادی معنی کو ہی لیا گیا ہے لیکن یہ نادر الوقوع ہے۔

☆...... مصنفین مضامین اور مضمون میں جن حضرات کا تذکرہ ہے ان کا مختصر تعارف بھی حاشیہ میں لکھ دیا گیا ہے اس ضمن میں صرف مختارات کے حاشیہ میں لکھے گئے تعارف پر ہی

اکتفا کیا ہے تا کہ کتاب کی ادبی چاشنی باقی رہے لیکن جہاں بالکل ہی اختصار کیا گیا تھا وہاں اس کو دیگر کتابوں کی مدد سے قدرے تفصیل سے ذکر کر دیا ہے۔

☆......تاریخی مقامات کا مختصر تعارف بھی بعض مقامات پر درج کیا گیا ہے۔

☆......جہاں کہیں ضروری تھا وہاں اسباق کا پس منظر بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

☆......جس کلمہ کی لغت کا حل مقصود تھا، لکیر لگا کر اس کو اجاگر کیا گیا ہے۔

☆......حل لغات میں سب سے پہلے حرف اصلی لکھے ہیں الا یہ کہ کلمہ مفرد ہو تو اس کی جمع اور اگر جمع ہو تو اسکی مفرد، مذکر ہو تو مونث اور مونث ہو تو مذکر لکھنے کے بعد جب ابواب کی تفصیل شروع کی ہے تو وہاں حرف اصلی لکھے ہیں۔

☆......حرف اصلی لکھتے وقت پورے حروف لکھے ہیں مضاعف میں ادغام یا معتل میں حذف کا اعتبار نہیں کیا البتہ ابواب کے مصادر لکھتے وقت اس کا اعتبار کیا گیا ہے۔

☆......ثلاثی مجرد کے ابواب کے مصادر پر تو اعراب کا التزام کیا ہے بقیہ ابواب پر اس کا التزام نہیں کیا۔

☆......اگر کلمہ اسم ہے تو اس کی مناسب بحث کرنے کے بعد اگر ابواب میں سے کسی باب کی اس کے معنی کے ساتھ مناسبت تھی تو اس باب کو ذکر کیا گیا ہے وگرنہ ابواب کی تفصیل ترک کر دی گئی ہے۔

☆......ابواب کو بریکٹ میں لکھا گیا ہے۔

☆......ابواب کے ساتھ اس کا مصدر اور بعد میں اس کا ترجمہ ذکر کیا گیا ہے۔

☆......اگر کسی باب سے متعدد مصادر آتے ہیں تو ایک مصدر کا ترجمہ جہاں ختم ہو جاتا ہے اس کے بعد دوسرا مصدر لکھ کر اس کے معانی ذکر کئے گئے ہیں۔

☆......اگر ایک باب کے مصدروں پر دو اعراب پڑھے جا سکتے ہیں لیکن انکا ترجمہ ایک ہی ہے تو دونوں کو اکٹھے ہی لکھا گیا ہے۔

☆......حل لغات میں تکرار کلمہ کی صورت میں اس مقام کی مناسبت سے کم سے کم تفصیل ذکر کرنے کے بعد مکمل تفصیل جس صفحے پر مذکور ہے اس کا نمبر بھی ذکر کر دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

ایک نظر صاحب کتاب پر

نام ونسب:

آپ کا اسم گرامی علی اور کنیت ابوالحسن ہے، لیکن آپ علی میاں کے نام سے مشہور ہوئے، والد محترم کا اسم گرامی مولانا حکیم سید عبدالحیؒ ہے، پورا نام سید ابوالحسن علی بن حکیم سید عبدالحی ندوی رحمہما اللہ ہے۔

ولادت باسعادت:

علی میاں رحمہ اللہ نے ۶ محرم ۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۴ء اس دنیا میں آنکھ کھولی، آپ کا آبائی گاؤں تکیہ کلاں رائے بریلی (ہندوستان) ہے۔

خاندانی پس منظر:

آپ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے، آپ کے والد گرامی ہندوستان کے چوٹی کے اصحاب فضل وکمال میں سے اور کئی کتابوں کے مصنف تھے، مثلاً ''نزہۃ الخواطر (الاعلام بمن فی تاریخ الہند من الاعلام) جو کہ آٹھ جلدوں میں بڑا قیمتی موسوعہ ہے، الثقافۃ الاسلامیۃ فی الہند، ایام تہذیب الاخلاق، اور گل رعنا'' وغیرہ مشہور تصانیف ہیں۔

حضرت کی والدہ محترمہ جن کا اسم گرامی سیدہ خیر النساءؒ ہے، قدرت نے ان کو ماں کی صفات کے ساتھ ساتھ ادبی ذوق سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا تھا، اپنا تخلص ''بہتر'' استعمال کرتی تھیں جو کہ یقیناً ان کی شخصیت کی مکمل عکاسی کرتا ہے، ان کی تصانیف میں ''ذائقہ اور حسن معاشرت'' بہت معروف ہیں۔

جو بچہ ایسے علمی خاندان کا چشم و چراغ ہو اس کی تربیت جس انداز میں ہونی چاہیے اسی انداز میں آپ کی تربیت ہوئی اور آپ نے بھی اپنی تربیت کرنے والوں کو مایوس نہ کیا۔

ابتدائی تعلیم وتربیت:

مولانا کی ابتدائی تعلیم تو دراصل ماں کی گود سے ہی شروع ہوگئی تھی، نمازوں کی پابندی، تلاوتِ قرآن کا شغف، دینی علوم سے خاطر تعلق، انگریزی میں حد سے زیادہ انہماک سے بچاؤ، کبر ونخوت سے اجتناب، دوسروں کی حقارت اور ان کی ایذا رسانی سے بچنا ابتدائی تعلیم کا ہی اثر تھا، مگر علمی خاندان کے چشم و چراغ ہونے کی وجہ سے کسب علم بھی آپ پر لازم تھا۔

حضرت نے جن اساتذہؒ سے کسب علم کیا وہ ماہر فن اور اپنے دور کے یکتائے روزگار تھے، عربی تعلیم مولانا عرب خلیل صاحبؒ سے حاصل کی، اپنے ایک قریبی رشتہ دار مولانا عزیز الرحمٰن حسنیؒ سے ابتدائی کتابیں نحو میر، میزان وغیرہ پڑھیں فارسی کی کتابیں بوستاں وغیرہ اپنے عم محترم سید محمد اسماعیلؒ سے پڑھیں، خوشخطی، حساب اور اردو وغیرہ کی مشق ماسٹر محمد زمان خانؒ سے کی، اپنے برادر کبیر ڈاکٹر سید عبد العلیؒ سے انگریزی و عربی میں استفادہ کیا، علامہ تقی الدین ہلالی مراکشیؒ سے بھی استفادہ کیا، دیوان نابغہ انہی سے پڑھا اور ادب عربی کی تدریس کے اصول بھی انہی سے اخذ کئے، سید سلیمان ندویؒ سے ندوہ میں تدریس کے دوران فلسفۂ قدیم پڑھکر یونانی فلسفہ سے آگاہی حاصل کی، تفسیر قرآن میں آخری پارے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کے جانشین حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ کے شاگرد رشید خواجہ عبد الحی فاروقیؒ سے پڑھے، یہیں پہلی بار آپ نے حضرت لاہوری رحمہ اللہ کا تذکرہ سنا اور ان کے اتنے گرویدہ ہوئے کہ ان سے کسب بھی کیا، دار العلوم دیوبند میں حضرت مدنیؒ سے حدیث، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ سے فقہ اور قاری اصغر علیؒ سے تجوید پڑھی، ندوہ میں طالب علمی کے دوران مولانا حیدر حسن خان ٹونکیؒ سے صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم، ابوداؤد اور ترمذی حرفاً حرفاً سبقاً پڑھیں اور انہی سے بیضاوی اور منطق کے اسباق بھی باضابطہ پڑھے۔

سلوک وطریقت:

حضرت لاہوریؒ سے آپکی واقفیت تو ہو چکی تھی لیکن پہلی باضابطہ ملاقات مئی ۱۹۲۹ء میں ہوئی دوسرے سال ۱۹۳۰ء میں دوبارہ حاضر ہو کر مستقل وقت لیکر سورۃ بقرۃ کا شروع کا حصہ پڑھا پھر ۱۹۳۱ء میں حجۃ اللہ البالغہ کے درس میں شریک ہوئے اور خوب استفادہ کیا اس دوران آپ کے دل میں حضرت سے اصلاح وتربیت کے مستقل تعلق کا جذبہ پیدا ہوا تو ان سے درخواست کی حضرت نے فرمایا میرے شیخ ومرشد حضرت خلیفہ غلام محمد صاحبؒ بقید حیات ہیں ان کی خدمت میں خط لکھدیتا ہوں آپ دین پور شریف (خانپور) چلے جائیں اور ان سے بیعت ہو جائیں چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا، حضرت خلیفہ سے بیعت ہوئے اور ایک گہرا اثر لے کر واپس آئے، ادھر تفسیر کے اسباق میں حضرت لاہوری سے تعلق بڑھتا گیا اور شفقت ومحبت میں بھی اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ حضرت لاہوری نے ان کو اپنی خلافت عطا فرمائی، ایک مرید باصفا نے کامل پیر طریقت کی صحبت سے کیا پایا وہ خود ہی بیان فرماتے ہیں "اگر مولانا

احمد علی صاحب سے ملاقات نہ ہوتی تو میری زندگی اچھی یا بری، بہر حال موجودہ زندگی سے مختلف ہوتی اور شاید اس میں ادب وتاریخ اور تصنیف وتالیف کے سوا کوئی ذوق اور رجحان نہ پایا جاتا خداشناسی، راہ یابی جیسی چیزیں مولانا کی صحبت میں ملیں، کم سے کم خداطلبی کا ذوق، خدا کے نام کی حلاوت، مردان خدا کی محبت، اپنی کمی اور اصلاح وتکمیل کی ضرورت کا احساس پیدا ہوا۔

مسلک ومشرب:

حضرت کا مسلک ومشرب حنفی تھا، دارالعلوم دیوبند کے اساتذہ کا مسلک ومشرب تو واضح ہی ہے ندوہ میں آپ کے بڑے استاذ حضرت مولانا حیدر حسن صاحب تھے جو پکے حنفی عالم تھے، امام اعظم رحمہ اللہ سے ان کی محبت وعقیدت اور مذہب حنفی سے لگاؤ عقیدہ کی حد تک پہنچا ہوا تھا، حتی کہ بعض اوقات امام اعظم رحمہ اللہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آبدیدہ ہوجاتے، حنفی مذہب کو اقرب الی الحدیث سمجھتے اور ثابت کرتے تھے، ساتھ ساتھ ہی حدیث کی ضرورت اور حجیت کے بھی قائل تھے یہی ان کا اعتدال تھا جو علی میاں میں منتقل ہوا، چنانچہ مولانا پکے حنفی ہونے کے ساتھ ساتھ ہمیشہ وسیع الذہن رہے، لیکن یہ وسعت، عمل بالحدیث کی ان شکلوں تک نہیں پہنچی ہوئی تھی جو آج کے مدعیان عمل بالحدیث (غیر مقلدین) نے ایجاد کررکھی ہیں، ان کی وسعت ذہنی کی وجہ سے بعض لوگوں کو یہ مغالطہ بھی لگا ہے لیکن یہ محض ایک مغالطہ اور حضرت پر افتراء ہے وگرنہ آپ آخر عمر تک پکے حنفی ہی رہے۔

ادبی زندگی کا آغاز:

۱۹۳۷ء تک حضرت کا مطالعہ علمی میدان میں ٹھاٹھیں مارتا رہا لیکن اس کے بعد تفسیر وحدیث، تاریخ وادب کے دائرے سے باہر نکلا اور اسمیں آپکے معاون برادر بزرگ اور مربی ڈاکٹر سید عبدالعلیؒ ہیں وہ چونکہ عربی رسائل واخبارات کے ازحد شوقین تھے اس لئے ان کے پاس عربی کے رسائل واخبارات کا انبار ہوتا تھا، مولانا نے ان کی مدد سے اخبارات پڑھنے شروع کیے، رفتہ رفتہ تعبیر واظہار خیال کی وہ قدرت نصیب ہوئی جو کسی اور کتاب سے حاصل نہ ہوسکتی تھی، اس کے بعد آپ نے مضامین لکھنا شروع کیے ۱۹۳۲ء میں ندوہ سے عربی رسالہ "الضیاء" شائع ہونا شروع ہوا تو اس نے حضرت کے ادبی ذوق کیلئے مہمیز کا کام کیا اور اس سے قلم میں سیلانی اور جولانی پیدا ہوئی، عربی ادب میں ڈاکٹر احمد امین شکیب ارسلان اپنی تحریروں

میں اسلامیت اور پختگی کی وجہ سے پسند آئے اور تخیلاتی ادب میں آپ سید عبد الرحمان کواکبی سے خاصے متاثر ہوئے، عالم عرب کے رسائل سے جہاں آپکو ادبی ذوق کی چاشنی ملی وہیں پوری دنیا کے حالات سے آگہی بھی ہوئی جس کی وجہ سے نظر وفکر میں وسعت پیدا ہوئی اور ہندوستان کی محدود فضا سے نکل کر عالم اسلام اور اسکے مسائل وتحریکات میں دلچسپی کا سامان پیدا ہوا، تب آپ نے سیاسی تحریکات کا مطالعہ بھی شروع کیا، اس سلسلہ میں مولانا آزاد کے الہلال کے ولولہ انگیز مضامین، علامہ اقبال کی حیات بخش شاعری اور مولانا محمد علی جوہر کی پرجوش تقریروں کو سنا، بالخصوص اسلام کے خلاف مغربی طاقتوں کی صف آرائیوں کو دیکھا تو آپکے ذہن کی ساکن فضا پر ایک تموج پیدا ہوا اور بعض خوابیدہ فطری صلاحیتیں بیدار ہوئیں۔

اردو کی سب سے پہلی باقاعدہ تصنیف:

ان حالات میں جب کہ ملک پر انگریز کا قبضہ تھا اور اسلام کے ایک پہلو (جہاد) کے خلاف جو ایک مخصوص لابی کام کر رہی تھی اسکی ضرورت تھی کہ اسلام کے اس پہلو کو اجاگر کیا جائے چنانچہ آپکی سب سے پہلی تصنیف "سیرت سید احمد شہیدؒ" ۱۹۳۹ھ میں اس وقت منظر عام پر آئی جب کہ آپنے اپنی عمر کی صرف سولہ بہاریں دیکھی تھیں اور اس کتاب میں آپ نے انکی زندگی کے ہر پہلو کا انسانی بساط کے مطابق خوب احاطہ کیا اور انکے جہادی کارناموں کو بڑی بسط وتفصیل کے ساتھ ذکر کیا، اس کم عمری میں یہ کارنامہ دیکھ کر بڑی بڑی عقلیں حیران وششدر تھیں کیونکہ یہ ایک ایسی کتاب تھی جس نے برصغیر کے ایک بڑے خلا کو پر کر دیا، بہت سارے غیرت مند اور حساس انسانوں کو بے چین ومضطرب کر دیا، اس سلسلہ میں آپکی خدمت میں جو خطوط آئے انہوں نے آپکو محدود تدریسی ماحول سے نکال کر وسیع دعوتی میدان میں لا کھڑا کیا جس کی وجہ سے اس سال پورے ملک کا دورہ کیا اور کام کرنے والے تمام اکابرین سے ملاقاتیں کیں جن میں مولانا الیاس صاحبؒ (بانی تبلیغی جماعت) اور مولانا عبد القادرؒ رائے پوری قابل ذکر ہیں۔ حضرت رائے پوریؒ کی حقیقت پسندی، روشن ضمیری، سیاسی فہم وفراست، دینی ودنیوی جامعیت، کریمانہ اخلاق اور بزرگانہ شفقت نے آپ کو خاصا متاثر کیا انہوں نے بھی آپ کی علمی وادبی صلاحیتوں کو ایک جوہری کی نظر سے دیکھا، پہچانا اور حوصلہ افزائی کی۔

دعوتی سرگرمیاں:

یہیں سے علی میاںؒ کی دعوتی سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور یہ بنیادی طور پر تین نکات

پر مشتمل ہوا کرتی تھیں۔

(۱)...... عام لوگوں میں ایمان کی مبادیات، عقائد و اعمال، معاملات و اخلاق، تزکیۂ نفس اور دعوت الی اللہ کو اس طرح رائج کیا جائے کہ ہر ایک میں اسلام کی حقیقت و حقانیت راسخ ہو جائے لیکن اس میں آپ انتہائی حد تک تدریج کے قائل تھے۔

(۲)...... رجال سازی کا کام: آپ سمجھتے تھے کہ کوئی بھی تحریک، ادارہ یا دعوت اپنی مالی قوت کے استحکام کے باوجود اس وقت تک رو بہ ترقی نہیں ہو سکتی جب تک اس کو چلانے والے صحیح معنوں میں اس کے حامل اور وارث نہ ہوں کیونکہ جب پرانے افراد ختم ہو جاتے ہیں تب اگر نئے افراد نہ ہوں تو یہ تحریکیں اور دعوتیں ڈوب جایا کرتی ہیں، اس لئے اس کام کو آگے بڑھانے کے لئے ہر دور میں نئے افراد پیدا کئے جاتے رہنے چاہییں اور آپ اس پر خوب محنت فرماتے تھے۔

(۳)...... حوصلہ افزائی: اس سلسلہ میں کام کرنے والے افراد کی ہر لمحہ حوصلہ افزائی نہ کی جائے تو جذبات کے گل ہو جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اس لئے حوصلہ افزائی کی جاتی رہنی چاہیے تاکہ بددلی اور کسر ہمت کا انکے پاس سے گزر ہی نہ ہو۔

آپ کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے کہ آپ کو کثیر الاستعمال چار زبانوں (اردو، عربی، فارسی، انگلش) پر مکمل عبور حاصل تھا اس لئے حضرت نے اس خداداد صلاحیت سے اپنی تصنیفی و دعوتی سرگرمیوں میں خوب فائدہ اُٹھایا، اُدھر مولانا کی شخصیت میں ایک آفاقیت، ہمہ گیری و جامعیت کا بھی ایک بڑا امتیاز موجود تھا، اس لئے آپ کی علمی، دعوتی، فکری سرگرمیاں، کثیر خدمات اور متنوع تصانیف وقت کی برکت کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

آپکی شخصیت کا ایک اور پہلو:

آپ چونکہ ہمہ گیر شخصیت کے حامل تھے اس لئے آپ کی تصانیف میں جہاں تاریخی حقائق انسان کو خواب غفلت سے بیدار کرتے ہیں وہیں علوم الٰہی کے اسرار بھی انسانی عقلوں پر روشن ہوتے ہیں اسی ہمہ جہتی نے آپ کو چلتی پھرتی دعوت و فکر بنا دیا تھا، آپ کا یہ کردار کئی شعبوں کا پتا دیتا ہے جن کی تفصیل آپ کی تحریر و تقریروں میں جا بجا ملتی ہے ان میں سے چند کا تذکرہ پیش خدمت ہے۔

(۱)...... مسلمانوں میں دینی و مذہبی شعور، ایمانی استقامت اور جذبہ عمل ابھارنا تاکہ ان کے

عقائد واعمال درست ہو جائیں۔

(۲)...... نبی کریم ﷺ سے روحانی، عقلی اور جذباتی تعلق وجذبہ کو اس قدر مستحکم ومضبوط کرنا کہ آپ ﷺ کی ذات ہی عزیز تر ہو جائے۔

(۳)...... اسلام کے مفہوم کو جدید مغربی تصورات یا اقتصادی تعبیرات کی اصطلاحات کے تابع ہونے سے بچانے کی بھرپور کاوش اور اس میں تحریفات کی کوششوں کا مقابلہ کرنا۔

(٤)...... یورپین نظام تعلیم وتربیت (جو کہ آج کل اسلامی ممالک میں ایک وبا کی طرح کثرت سے پھیل رہا ہے) کے تسلط کا خاتمہ کر کے اسلام کا تعلیمی نظام نافذ کرنا۔

(۵)...... تمام ممالک اسلامیہ میں ایک ایسی علمی، عملی اور فکری منظم تحریک پیدا کرنا جس کی وجہ سے نئی تعلیم یافتہ نسل اسلام کے علمی ذخائر سے استفادہ کر سکے۔اس کے علاوہ دیگر کئی مقاصد بھی ذکر کیئے گئے ہیں۔

معاصرین میں آپ کا مقام:

حضرت کو ہم عمر علما ادباء داعیان اور مصنفین پر اس لحاظ سے بھی برتری حاصل ہے کہ حضرت کی پوری زندگی علم وعمل، تقوی ودیانت اور قول وفعل کی جامعیت کی مثال تھی۔

آپکا تصنیفی مزاج:

آپ کی تصنیفات وخطبات میں ایمانی صلابت اور روحانی بلندی حد درجہ کی نظر آتی ہے لیکن اسکے باوجود حضرت نے اعتدال کا دامن کہیں بھی نہیں چھوڑا اگر چہ عمومی فضا یہی ہوتی ہے کہ جب قلم میں روانی اور سیلانی آتی ہے تو بعض اوقات سیلاب میں طغیانی بھی آجاتی ہے اور جب سیلاب بہہ پڑتے ہیں تو پھر اپنے سامنے آنے والی ہر شے کو خس وخاشاک کی طرح بہا کر لیجاتے ہیں اسی طرح قلم کی طغیانی بھی ہر شے کے بخیے ادھیڑ کر رکھ دیتی ہے لیکن حضرت کا تعلق چونکہ خانوادۂ نبوت سے تھا جسکی فیض رسانیوں نے نقشہ عالم بدل کر دل ودماغ اور سوچوں کو ایک نیا رخ ایک نیا موڑ دیا تھا۔اس خانوادہ نبوت میں حضرت سید احمد شہیدؒ جیسی شخصیت وجود میں آئی تھی اسی خاندان سے ہی حضرت کا تعلق تھا۔مشفق ماں نے ان کیلئے بارگاہ الٰہی میں اپنی نیم شبی کی تڑپ میں آنسو بہائے تھے اِس لیے آپکے ہاتھوں سے اعتدال کا دامن کہیں بھی چھوٹنے نہیں پایا۔ایک طرف غیرت ایمانی یہ تھی کہ عقیدہ میں کسی قسم کی لچک ونرمی حضرت سے برداشت نہ ہوتی تھی، اسلئے قادیانیوں اور شیعوں کے خلاف

''صورتان متضادان'' اور'' القادیانی والقادیانیہ'' لکھیں لیکن دوسری طرف اعتدال کا دامن نہ چھوڑا حتی کہ اپنی زبان وقلم سے کسی کے جذبات کو ٹھیس نہیں پہنچائی۔ یہی ایک بندہ مومن کا طرۂ امتیاز ہے اور یہی اسکے کمال کی دلیل ہے۔

آپ کی تحریرات کی اساس:

حضرت کی تالیفات وتصانیف کا بنیادی مقصد چونکہ دعوتی فکر ہے اسلئے ۱۹۹۴ء میں حکومت ترکی نے آپ کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کے اعزاز واکرام میں ایک عالمی کانفرنس منعقد کی جس میں عرب وعجم کے ادباء نے اپنے اپنے مقالے پیش کیے، ڈاکٹر یوسف قرضاوی کا مقالہ'' رکائزا لفقہ الدعوی عند العلامہ ابی الحسن الندوی'' قابل ذکر ہے اسمیں انہوں نے آپ کی دعوتی فکر کو جن ۲۰/اساسی وبنیادی نکات پر مبنی قرار دیا ہے، وہ مختصراً آپ کی خدمت میں پیش ہیں۔

(۱)...... مادیت کے مقابلہ میں ایمان راسخ (۲)...... عقل پر وحی کو برتری (۳)...... قرآن کریم سے گہری وابستگی (٤)...... سنت وسیرت رسول ﷺ سے والہانہ تعلق (۵)...... روحانیت کی چنگاریوں کو روشن کرنے کا جذبہ (٦)...... مثبت اندازفکر اور تعمیری کدوکاوش (۷)...... جہاد فی سبیل اللہ کا احیاء (۸)...... اسلامی تاریخ سے سبق آموزی اور عظماء اسلام کے کارناموں سے عبرت وجذبے کا حصول (۹) مغربی فکر اور مادہ پرستانہ تہذیب وتمدن پر تنقید (۱۰)...... جاہلی تعصب اور قوم پرستی کی تردید (۱۱)...... ردقادیانیت اور عقیدہ ختم نبوت ﷺ کا تحفظ (۱۲)...... ذہنی ارتداد کا مقابلہ (۱۳)...... امت مسلمہ کے قائدانہ کردار کا تسلسل اور اس کی بازیابی کی جدوجہد (١٤)...... صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت (۱۵)...... مسئلہ فلسطین اور بیت المقدس کی بازیابی پر توجہ (١٦)...... آزاد اسلامی تعلیم وتربیت کی ضرورت پر زور (۱۷) ...... بچوں کی تربیت (۱۸)...... مبلغین اور مخلص کارکنوں کی تیاری کا جذبہ (۱۹)...... اسلامی بیداری اور اسلامی تحریکات کی متوازن رہنمائی اور رفع نزاع باہمی (۲۰)...... بوقت خطاب پوری انسانیت کو مخاطب کرنا۔

ڈاکٹر یوسف قرضاوی اپنے ایک دوسرے مقالہ'' فقہ الدعوۃ عند العلامۃ ابی الحسن'' میں یوں رقم طراز ہیں، مولانا کی سات خصوصیات قابل رشک ہیں اور وہ یہ ہیں۔

(۱)...... داعی دین کی صفات سے ان کا متصف ہونا (۲)...... مواقع کا حصول واستعمال

(۳)...... عقل وحکمت سے سرفرازی (٤)...... وسعت مطالعہ اور کثرت معلومات (٥) ......ادبی صلاحیت اور بصیرت (٦)...... جیتے جاگتے دل کے ساتھ مرد مومن کے اخلاق وکردار (۷)...... صحیح اسلامی عقیدہ سے مزین شخصیت۔

آپ کی ممتاز تصنیفات:

عربی کی سب سے پہلی باضابطہ تصنیف ''ماذا خسر العالم'' ہے اور اردو کی سب سے پہلی تصنیف ''سیرت سید احمد شہید'' ہے، حضرت سے ایک مرتبہ سوال کیا گیا کہ آپ کو اپنی کتابوں میں سب سے زیادہ محبوب کون سی کتاب ہے؟ فرمایا فضیلت تو ''السیرۃ النبویۃ'' کو حاصل ہے ویسے ''ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین'' ہے جس نے عالم عرب میں ہمارا سب سے پہلا تعارف کرایا، عام وخاص تمام حلقوں میں محبوب ہوئی اور ''سیرت سید احمد شہید'' ہے جس سے ہندوستان میں تعارف ہوا، دینی اور دعوتی حلقوں نے پسند کی نظر سے دیکھا حکیم الامت حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے تقریظ لکھی اور بہت بلند الفاظ فرمائے، مولانا سید سلیمان ندوی رحمہ اللہ نے جامع اور طاقتور مقدمہ لکھا جو ان کی تحریروں میں سے ایک شاہکار ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی مدظلہ اپنے مضمون ''توصیف کیا بیان کریں ان کے کمال کی'' میں رقم طراز ہیں ''یوں تو حضرت کی تمام تصانیف ہمارے لئے ادب کا بہترین سرمایہ ہیں لیکن تاریخ دعوت وعزیمت، انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر اور مسلم ممالک میں اسلامیت ومغربیت کی کشمکش، یہ تین کتابیں ایسی ہیں کہ راقم الحروف نے ان سے خاص طور پر بہت ہی استفادہ کیا اور ان کے ذریعہ بہت سی زندگیوں میں فکری اور علمی انقلاب لایا'' مولانا کی ان تصانیف نے ایک دنیا کو متاثر کیا اور انکی قابل فخر تصانیف میں ماذا خسر العالم اپنے مضامین کی جامعیت، نزاکت، اعتدال اور اسلوب بیان کی سحر آفرینی اور اثر اندازی کی وجہ سے اسلامی دنیا میں ایک فکری اور عملی انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوئی، یہ صرف ایک کتاب نہ تھی ایک نسخۂ شفا تھا جس سے مریضوں نے اپنا مرض پہچان کر بیماری دور کی، ایک مدرسہ اور مکتبِ فکر کی اساس تھی جس کے زیر سایہ ہزاروں تلامذہ اور منتسبین تیار ہوئے، کتاب کو پڑھیں تو ایسا لگتا ہے کہ ایک آبشار ہے جس کے جھرنے بہہ رہے ہیں اور فطرت سلیمہ کا حامل شخص اس سے خوب استفادہ کرسکتا ہے۔ نگاہ بلند، سخن دل نواز اور جان پرسوز کے جو اوصاف کسی بھی میر کارواں کا زادراہ اور سرمایہ حیات ہوتے ہیں وہ مولانا کی

تصانیف میں خصوصاً ''ماذا خسر العالم'' میں بہت نمایاں طور پر محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

کتاب کے صفحہ صفحہ سے مولانا کے دل کا گداز ،فکری سلامتی اور پاکیزگی ،مطالعہ کی وسعت ،عالم اسلام کے حالات کا باریک بینی سے جائزہ ،تمام مسائل اور مشاکل کے حل کی بے لوث کوشش ،مسلمانوں کو انکی ذمہ داری اور فرائض یاددلانے کا ذوق نمایاں معلوم ہوتا ہے''ماذا خسر العالم'' میں ایک مضمون ''محمد رسول اللہ ﷺ روح العالم العربی'' کے عنوان سے ہے یہ کتاب کا سب سے جاندار اور طاقتور حصہ ہے ،مولانا اس کو اپنے لئے نجات اور سعادت کا سرمایہ سمجھتے تھے۔ حضرت خود تحریر فرماتے ہیں کہ اگر کسی بدعت اور فتنہ کا اندیشہ نہ ہوتا تو مصنف وصیت کرجاتا کہ کتاب کے یہ صفحات اس کے کفن میں رکھدیئے جائیں کیونکہ وہ ان کو اپنے لئے ذریعہ مغفرت اور وسیلہ شفاعت سمجھتا ہے ، یہ مضمون اقبال کے اس بلیغ شعر کی شرح ہے ؎

نہیں وجود حدود وثغور سے اس کا
محمد عربی سے عالم عربی

''ماذا خسر العالم'' کا اردو ترجمہ ''انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر'' بھی اپنی اثر پذیری میں پیچھے نہیں ہے۔

وجہ تصنیف مختارات:

حضرت علی میاںؒ کے دل میں نئے نصاب کی ترتیب کا داعیہ بڑی تیزی سے پیدا ہوا اور اس کام کا آغاز ''مختارات من ادب العرب'' کی ترتیب سے ہوا جو قرن اول سے لیکر عصر حاضر تک کے نثر وادب کے اعلی نمونوں پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ تبع بندی وتصنع سے آزاد اور صالح مقاصد کی آئینہ دار تھی ، یہ کتاب ۱۹۴۰ء میں مکمل ہوئی اور ۱۹۴۲ء میں پہلی مرتبہ زیور طبع سے آراستہ ہوئی ، یہ دو جلدوں پر مشتمل ہے ، یہ کتاب اتنی مقبول ہوئی کہ دمشق یونیورسٹی کے ''کلیۃ الشرعیہ'' میں ادب عربی کے نصاب میں داخل کی گئی ہے ،مشہور ادیب ''علی طنطاوی'' نے اس کتاب کے بارے میں اپنے تاثر یوں ظاہر کئے ''اگر کسی ادیب کے ذوق کی دلیل اس کا انتخاب ہے تو قارئین کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ ہم نے کچھ عرصہ ہوا ادبی منتخبات اور نمونوں کے مجموعوں کو جمع کیا تاکہ ان میں سے کسی کو ثانویات شرعیہ کے طلبہ کے سامنے رکھیں ، ہماری کمیٹی کے ممبران نے (جو سب ادباء میں سے تھے) علیحدہ علیحدہ تلاش وجستجو کی اور اس

موضوع کی کئی کتابوں کا جائزہ لیا، آخر میں ہم سب متفقہ طور پر اس نتیجہ پر پہنچے کہ درسی منتخبات کے مجموعوں میں سب سے بہترین ابوالحسن علی ندوی کا مرتب کردہ مجموعہ مختارات ہے جو زمانے کے اصناف اور ادیب کے متنوع نمونوں کا سب سے جامع مجموعہ ہے۔

مختارات زیادہ تر جدید حلقوں اور یونیورسٹیوں کے ایم اے عربی کے کورس میں داخل ہوئی جن میں علی گڑھ، الہ آباد، حیدرآباد، مدراس، دہلی اور لکھنؤ کی یونیورسٹیاں نمایاں ہیں، سعودی عرب کی وزارت تعلیم نے بھی اس کو اپنے ہاں کے نصاب میں داخل کیا، لیکن ہمارے قدیم مدارس میں اس کو بڑی مشکل سے باری ملی اور ملی بھی تو جلد اس کی چھٹی کرادی گئی کیونکہ ان حلقوں کا ردعمل ''**انظرالی ماقال ولا تنظرالی من قال**'' کی بجائے ''**انظرالی من قال ولاتنظرالی ماقال**'' پر ہے لیکن حال ہی میں اس کی پذیرائی ہوئی اور پاکستان کے مدارس دینیہ کے بورڈ وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اس کو باقاعدہ اپنے ماتحت مدارس میں بطور نصاب کے شامل کیا ہے جو اس کی عنداللہ مقبولیت کی واضح دلیل ہے۔

تصانیف کی خاصیات:

حضرت کی تصانیف میں ادبی اعتبار سے بھی بے پناہ جاذبیت اور سحر ہے اور یہ امتیاز انہی بلند پایہ افراد کو حاصل ہوتا ہے جو فکر صحیح اور مقصد کی آب یاری کی تڑپ اور درد سے مزین ہوتے ہیں، حضرت ان اوصاف سے مزین تھے اور اس کی وجہ حضرت کا قرآن کریم کے ساتھ خاص شغف تھا کیونکہ حضرت کی کوئی تحریر اور تقریر قرآن کریم کے حوالوں سے خالی نہیں ہوتی تھی، بلکہ قرآن کے حوالوں کی وجہ سے اس میں ایسی حلاوت و تاثیر پیدا ہوجاتی تھی جو معاصرین کے ہاں ناپید ہے، ساری تالیفات میں یہی جوش وجذبہ کارفرما ہے اس لئے پڑھنے والا مولانا کے پاکیزہ احساسات، دل کی دردمندی، عقل کی بلندی اور فکر کی سلامتی کا گرویدہ ہوتا چلا جاتا ہے، مشاہیر اہل کمال اور علماء کے تاثرات مولانا کی کتابوں کے سلسلہ میں اتنے زیادہ ہیں کہ وہ خود مستقل کتاب بن سکتے ہیں۔

تراجم اور مترجمین کتب:

حضرت کی کتابوں کو جب عرب وعجم میں پذیرائی ملی تو اس بات کی ضرورت محسوس ہوئی کہ حضرت کے پیغام کو ساری دنیا میں پہچانے کے لئے ان کتابوں کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کرنا بھی ضروری ہے، اسلئے ان کتابوں کا دیگر زبانوں میں ترجمہ کیا گیا، انگریزی ترجمہ

کا کافی کام ڈاکٹر محمد آصف قدوائی کا مرہون منت ہے وہ انگریزی کے کہنہ مشق صاحب قلم اور مترجم تھے انہوں نے سب سے پہلے "ماذا خسر العالم" کا ترجمہ کیا جس کے بارہ میں بہت سے انگریزی ماہرین کا خیال ہے کہ کسی غیر انگریزی کتاب کا اب تک انگریزی میں اس سے بہتر ترجمہ نہیں ہوا، اس کے علاوہ ڈاکٹر آصف نے "نقوش اقبال، کاروان مدینہ، ارکان اربعہ" وغیرہ کا ترجمہ کیا، ان دو حضرات کے علاوہ دیگر متعدد انگریزی دان افراد نے بھی مولانا کی کتابوں کا بڑے سلیقہ سے ترجمہ کیا ہے جن میں سید محی الدین سابق سیکشن آفیسر حکومت یو۔پی سرفہرست ہیں، انگریزی کے علاوہ فرانسیسی، فارسی، بنگالی، ترکی، ملیشین، گجراتی، تامل، ہندی وغیر متعدد عالمی وعلاقائی زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے، ترکی ترجمہ کا کام جناب یوسف قراچہ ندوی (ترکی نژاد) نے کیا ہے، اردو عربی مترجمین میں مولانا محمد الحسنی، مولانا سعید الرحمن اعظمی، مولانا نور عظیم ندوی، ڈاکٹر شمس تبریز خان، ڈاکٹر عبداللہ عباس ندوی، مولانا شمس الحق ندوی، مولانا نذر الحفیظ ندوی اور مولانا سید سلمان حسینی ندوی سرفہرست ہیں۔

تصانیف:

آخر میں ہم حضرت کی چند مشہور کتابوں کا تذکرہ کیے چلتے ہیں۔

(۱)......انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر (۲)......سیرت سید احمد شہید (۳)......کاروان زندگی (٤)......مذہب وتمدن (۵)...... پرانے چراغ (٦)......مسلم ممالک میں اسلامیت اور مغربیت کی کشمکش (۷)......السیرۃ النبویۃ ﷺ (۸)......نقوش اقبال (۹)......کاروان مدینہ (۱۰)......قصص النبیین (۱۱)......تاریخ دعوت وعزیمت (۱۲)......زندہ رہنا ہے تو میر کارواں بن کر رہو (۱۳)......پاجا سراغ زندگی (١٤)......دستور حیات (۱۵)......اسلامی بیداری کی لہر پر ایک نظر (١٦)......ملک ومعاشرہ کا سب سے خطرناک مرض ظلم وسفاکی (۱۷)......دین وعلم کی خدمات اور ایمانی تقاضے کی اہمیت (۱۸)......لسانی وتہذیبی جاہلیت کا المیہ اور اس سے سبق (۱۹)......دریائے کابل سے دریائے یرموک تک (۲۰)......منصب نبوت اور اسکے عالی مقام حاملین (۲۱)......پندرہویں صدی ماضی وحال کے آئینہ میں (۲۲)......عالم عربی کا تازہ المیہ (۲۳)......شرق اوسط کی ڈائری (۲٤)......حیات عبدالحی (۲۵)......مختارات من ادب العرب۔ اسکے علاوہ بھی حضرت کی کئی تصانیف ہیں جنکو طوالت کی وجہ سے ذکر نہیں کیا جا رہا۔

۳۶

لبیک:

۱۳۳۳ھ بمطابق ۱۹۱۴ء میں آنکھیں کھولنے والے علمی خاندان کے چشم و چراغ، زندگی کے ہر موڑ پر کامیابی سے ہمکنار ہونے والے، علمی و عملی میدان میں امت کے فکر مند پیشوا، میر کارواں، دنیائے ادب کے بے تاج بادشاہ، ہزاروں لاکھوں انسانوں سے خراج عقیدت و تمغہائے حسن کارکردگی پانیوالے علی میاںؒ نے بالآخر اپنی تمام منازل طے کر چکنے کے بعد ۲۲ رمضان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء کو زندگی کی ۸۵ بہاریں دیکھ کر داعی اجل کو لبیک کہہ دیا۔ اناللہ و انا الیہ راجعون ۔ آپکی وفات حسرت آیات پورے عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور اس دن ''**موت العالم موت العالم**'' کا منظر خوب محسوس کیا جا سکتا تھا آپکی وفات کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے انداز میں آپکو خراج تحسین پیش کیا اور آپ کی زندگی پر مستقل تصانیف وجود میں آ چکی ہیں، اللہ انکو کروٹ کروٹ اپنی رحمت میں رکھیں اور اپنے شایان شان انکی خدمات کا بہترین صلہ عطا فرمائیں اور ہمیں بھی انکے علم و عمل، فکر و تڑپ سے مستفیض ہونے کی بھرپور ہمت اور توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یا رب العالمین

☆☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُقَدَّمَةُ مُخْتَارَاتٌ مِّنْ أَدَبِ الْعَرَب

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ، وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَاوَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ، وَمَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ.

أَمَّابَعْدُ! فَإِنَّ الْأَدَبَ الْعَرَبِيَّ قَدْأُصِيْبَ بِمِحْنَةٍ أُصِيْبَ بِهَا أَدَبُ كُلِّ أُمَّةٍ، وَهِيَ مِحْنَةٌ تَكَادُ تَكُوْنُ طَبِيْعِيَّةً وَمُطَّرِدَةً لِلْآدَابِ وَاللُّغَاتِ إِلٰى أَنَّ آجَالَهَا تَخْتَلِفُ، فَقَدْيَطُوْلُ أَجَلُ هٰذِهِ الْمِحْنَةِ فِيْ أَدَبِ قَوْمٍ وَيَقْصُرُ فِيْ أَدَبِ قَوْمٍ آخَرِيْنَ، وَذٰلِكَ يَرْجِعُ إِلَى الْأَحْوَالِ الْاِجْتِمَاعِيَّةِ وَالْعَوَامِلِ السِّيَاسِيَّةِ وَحَرَكَاتِ الْإِصْلَاحِ وَالتَّجْدِيْدِ، وَالْبَعْثِ الْجَدِيْدِ، فَإِذَا تَوَفَّرَتْ فِيْ أُمَّةٍ قَصُرَ أَجَلُ هٰذِهِ الْمِحْنَةِ، وَإِذَا فُقِدَتْ أَوْضَعُفَتْ طَالَ أَمَدُ هٰذِهِ الْمِحْنَةِ وَطَالَ شَقَاءُ الْأَدَبِ وَالْأُمَّةِ بِهَا.

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور ہمارے آقا و سردار محمد ﷺ، آپ کی آل واصحاب اور اس شخص پر کہ جس نے نیکی کے ذریعہ آپ کی پیروی کی، قیامت تک کے لئے درود و سلام ہو۔

امابعد!

عربی ادب اس آزمائش میں مبتلا ہوا ہے جس میں ہر قوم کا ادب مبتلا ہوتا چلا آیا ہے ادب اور لغات کی یہ آزمائش طبعی اور عام ہے مگر اسکی مدت مختلف ہے لہذا اس آزمائش کی مدت کسی قوم کے ادب میں طویل ہوتی ہے اور کسی دوسری قوم کے ادب میں مختصر ہوتی ہے، اس کا سبب اجتماعی احوال، سیاسی عوامل، اصلاح وتجدید کی تحریکیں اور نئی پود ہیں۔ جب کسی قوم میں یہ اسباب اپنی ہمتیں صرف کرنے لگ جائیں تو اس آزمائش کی مدت کم ہوجاتی ہے اور جب ان اسباب کا فقدان ہو یا جب یہ اسباب کمزور اور ضعیف ہوجائیں تو اس آزمائش کی مدت طویل ہوجاتی ہے اور اس کی وجہ سے ادب اور اہل ادب کی بدبختی طویل ہوجاتی ہے۔

مقدمة : دیباچہ، ہر چیز کا شروع، پیشانی [جمع] مقدمات ۔ أصیب : صوب (إفعال) إصابۃً مصیبت نازل ہونا، صواب سمجھنا (ن) صَوْبًا، مَصَابًا اوپر سے اترنا، بہانا (تفعیل) تصویبا تصدیق کرنا، جھکا دینا ۔ محنۃ : آزمائش [جمع] مِحَن ۔ محن (ف) مَحْنًا آزمانا، مارنا، دینا (افتعال) امتحانًا آزمائش کرنا، غور کرنا ۔ مطردۃ : کما یقال ''حکم مطرد'' عام حکم ۔ طرد (افتعال) اطّرادًا ایک دوسرے کی پیروی کرنا، دور ہونا (ن) طَرْدًا، طَرَدًا دور کرنا۔ دھتکارنا، جلاوطن کرنا (س) طَرَدًا کھوج لگانا، پیچھا کرنا (مفاعلہ) مطاردۃً ایک دوسرے پر حملہ کرنا (تفعیل) تطریدًا اٹھانا (استفعال) استطرادًا فریب دینے کیلئے شکست ظاہر کرنا، توریہ کرنا (إفعال) إطرادًا جلاوطن کرنے کا حکم دینا (انفعال) انطرادًا جلاوطن ہونا ۔ البعث : ہروہ جماعت جو کہیں بھیجی جائے، فوج [جمع] بُعُث، بُعُوث ۔ بعث (ف) بَعْثًا تنہا بھیجنا، برانگیختہ کرنا (س) بَعَثًا نیند سے بیدار ہونا (تفعّل) تبعّثًا کسی چیز کا تیزی سے ظاہر ہونا ۔ أمد : [بفتح المیم] مدت، آخری حد [جمع] آماد ۔ أمد (تفعیل) تأمیدًا مدت بیان کرنا (س) أَمَدًا غضبناک ہونا ۔ شقاء : شقی (س) شقاءً بد بخت ہونا (إفعال) إشقاءً بد بخت بنانا۔

إنَّ هٰـذِهِ الْـمِحْنَةَ هُوَ تَسَلُّطُ أَصْحَابِ الصِّنَاعَةِ وَالتَّكَلُّفِ عَلٰى هٰذَا الْأَدَبِ الَّـذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَهُ حِرْفَةً وَصِنَاعَةً وَيَحْتَكِرُوْنَهُ احْتِكَارًا وَيَتَنَافَسُوْنَ فِيْ تَنْمِيْقِهٖ وَتَحْبِيْرِهٖ لِيُثْبِتُوْا بِهٖ بَرَاعَتَهُمْ وَتَفَوُّقَهُمْ وَيَصِلُوْا بِهٖ إِلٰى أَغْرَاضِهِمْ، وَيَسْتَمِرُّ ذٰلِكَ وَيَسْتَفْحِلُ حَتّٰى يُصْبِحَ الْأَدَبُ مَقْصُوْرًا عَلَيْهِمْ مُخْتَصًّا بِهِمْ، وَيَأْتِيْ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَايُفْهَمُ مِنْ كَلِمَةِ "الْأَدَبِ" إِلَّا مَا أُثِرَ عَنْ هٰذِهِ الطَّبَقَةِ مِنْ كَلَامٍ مَصْنُوْعٍ وَأَدَبٍ تَقْلِيْدِيٍّ لَاقُوَّةَ فِيْهِ وَلَارُوْحَ، وَلَاجِدَّةَ فِيْهِ وَلَاطَرَافَةَ، وَلَا مُتْعَةَ فِيْهِ وَلَا لَذَّةَ.

یہ آزمائش ان اہل صناعت وتکلف کا اس ادب پر قبضہ واقتدار ہے جو اس ادب کو پیشے اور کاریگری کے طور پر لیتے ہیں اور اسکو بلاشرکت غیرے اپنے لئے خاص کرتے ہیں۔ اس کی ملمع سازی اور عبارت آرائی کرنے میں ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں تاکہ اس کے ذریعہ اپنا کامل ہونا اور برتر ہونا دکھلائیں اور اپنے مقاصد تک پہنچ جائیں۔ یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہتا ہے اور سنگین ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ادب ان ہی لوگوں تک محدود اور خاص ہوتا چلا جاتا ہے، لوگوں پر ایک ایسا دور بھی آجاتا ہے کہ ''ادب'' کے کلمہ سے وہی کچھ سمجھا جانے لگتا ہے جو اس طبقہ سے منقول ہوتا ہے یعنی بناوٹی کلام اور تقلیدی ادب کہ اس

اس میں کوئی جدت ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی نیا پن، اس میں کوئی نفع ہوتا ہے اور نہ ہی اس میں کوئی لذت ہوتی ہے۔

احتکارا: حکر (افتعال) احتکارًا مہنگا بیچنے کے لئے روک کر رکھنا (ض) حَکرًا گھٹانا، ظلم کرنا (س) حَکَرًا اصرار کرنا، خودسر ہونا۔ یتنافسون: نفس (تفاعل) تنافسًا بطریق مقابلہ کے رغبت کرنا، مبالغہ کرنا (س) نَفَسًا، نَفَاسِیَّۃً بخل کرنا، حسد کرنا (ن) نَفسًا نظر بد لگانا (ک) نفاسۃً، نُفُوسًا نفیس ومرغوب ہونا (تفعیل) تنفیسًا غم دور کرنا، ترغیب دینا (مفاعلہ) منافسۃً باہم فخر کرنا (تفعّل) تنفسًا سانس لینا۔ تنمیقه: نمق (تفعیل) تنمیقًا منقش کرنا، کتاب کو خوبصورت لکھنا (ن) نَمقًا لکھنا، طمانچہ مارنا۔ تحبیره: حبر (تفعیل) تحبیرًا عمدہ بنانا، کما یقال "حبرا لکلام او الخط او الشعر" کلام یا خط یا شعر کو عمدہ بنانا (ن) حَبرًا زینت دینا، منقش کرنا (س) حُبُورًا خوش ہونا (إفعال) إحبارًا خوش ومسرور کرنا (تفعّل) تحبّرًا مزین ہونا، عمدہ ہونا۔ براعتهم: برع (ن،س،ک) بَرَاعَۃً، بُرُوعًا علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا (تفعّل) تبرعًا [بالصدقۃ] صدقہ کرنا، تبرع کرنا تفوقهم: فوق (تفعّل) تفوّقًا اپنی برتری دکھلانا، ٹھہر ٹھہر کر خرچ کرنا (ن) فَوْقًا، فَوَاقًا بلند ہونا، سبقت لے جانا۔ فُوَاقًا ہچکی آنا (تفعیل) تفویقًا فضیلت دینا (إفعال) إفاقۃً صحتیاب ہونا، دو دفعہ دوہنے کے درمیان آرام لینا، ہوش میں آنا (افتعال) افتیاقًا محتاج ہونا، فقیر ہونا (انفعال) انفیاقًا لاغر ہونا، ہلاک ہونا۔ یستفحل: فحل (استفعال) استفحالًا بڑا ہونا (تفعّل) تفحّلًا سانڈ کے مشابہہ ہونا (ف) فَحْلًا [إبلَہٗ] فحلًا [کریمًا] عمدہ سانڈ جفتی کے لئے ڈھونڈنا۔ تقلیدي: قلد (تفعیل) تقلیدًا گلے میں ہار ڈالنا، کام سپرد کرنا (ض) قَلْدًا بٹنا، کسی چیز پر موڑنا (إفعال) إقلادًا [البحر] سمندر میں غرق کردینا (تفاعل) تقالدًا باری باری آنا (افتعال) اقتلادًا [الماء] پانی کا چلو لینا۔ طرافة: طرف (ک) طَرَافۃً نیا مال ہونا (ض) طَرْفًا طمانچہ مارنا، ہٹانا (تفعیل) تطریفًا کنارہ پر کردینا (إفعال) إطرافًا نئی عمدہ چیز لانا۔

وَيَطْغَى هٰذَا الْأَدَبُ الصِّنَاعِيُّ التَّقْلِيْدِيُّ عَلٰى كُلِّ مَا يُؤْثَرُ عَنْ هٰذِهِ الْأُمَّةِ وَتَحْتَوِيْ عَلَيْهِ مَكْتَبَتُهَا الْغَنِيَّةُ الزَّاخِرَةُ مِنْ أَدَبٍ طَبْعِيٍّ وَكَلَامٍ مُرْسَلٍ، وَتَعْبِيْرٍ بَلِيْغٍ يُحَرِّكُ النُّفُوْسَ وَيُثِيْرُ الْإِعْجَابَ، وَيُوَسِّعُ آفَاقَ الْفِكْرِ، وَيُغْرِيْ بِالتَّقْلِيْدِ، وَيَبْعَثُ فِي النَّفْسِ الثِّقَةَ، وَلَا عَيْبَ فِيْهِ إِلَّا أَنَّهٗ صَدَرَ عَنْ رِجَالٍ لَمْ يَنْقَطِعُوْا إِلَى الْأَدَبِ وَالْإِنْشَاءِ وَلَمْ يَتَّخِذُوْهُ حِرْفَةً وَمَكْسَبًا، وَلَمْ يَشْتَهِرُوْا بِالصِّنَاعَةِ الْأَدَبِيَّةِ،

وَلَمْ يَكُنْ لِهٰذَا النِّتَاجِ الْأَدَبِيِّ الْجَمِيلِ الرَّائِعِ عُنْوَانٌ أَدَبِيٌّ، وَلَمْ يَكُنْ فِيْ سِيَاقٍ أَدَبِيٍّ، وَإِنَّمَا جَاءَ فِيْ بَحْثٍ دِيْنِيٍّ، أَوْ كِتَابٍ عِلْمِيٍّ، أَوْمَوْضُوْعٍ فَلْسَفِيٍّ أَوِ اجْتِمَاعِيٍّ، فَبَقِيَ مَغْمُوْرًا مَطْمُوْرًا فِي الْأَدَبِ الدِّيْنِيِّ، أَوِالْكُتُبِ الْعِلْمِيَّةِ، وَلَمْ يَشَأِ الْأَدَبُ الصِّنَاعِيُّ بِكِبْرِيَائِهِ، أَنْ يَّفْسَحَ لَهُ فِيْ مَجْلِسِهِ وَلَمْ يَنْتَبِهْ لَهُ مُؤَرِّخُو الْأَدَبِ بِضِيْقِ تَفْكِيْرِهِمْ وَقُصُوْرِ نَظْرِهِمْ، فَيُنَوِّهُوْا بِهِ وَيُعْطُوْهُ مَكَانَهُ اللَّائِقَ بِهِ.

یہ مصنوعی تقلیدی ادب ہراس چیز سے جواس امت سے منقول ہوئی ہے حد سے زیادہ بڑھ گیا ہےاوراس کا قیمتی قابل فخر کتب خانہ اس طبعی ادب، مرسل کلام اوراس بلیغ تعبیر پر جو دلوں کو حرکت دیتی، حیرانگی پیدا کرتی ،فکر کی دنیا کو وسیع تر کرتی ،تقلید کی رغبت دلاتی اور قلب میں اعتماد پیدا کرتی ہے، حاوی ہوگیا، اس (ادب طبعی) میں کوئی عیب کی بات تونہیں تھی البتہ یہ ایسے لوگوں سے صادر ہوا تھا جو ادب وانشاء سے کبھی الگ نہیں رہے تھےاورانہوں نے اس ادب طبعی کوحرفت وکسب کےطور پر اختیار کیا تھااور نہ ہی ادبی کاریگری کی وجہ سے مشہور ہوئے تھے۔اس تعجب خیز ،خوبصورت ادبی پیدائش کا کوئی ادبی عنوان تھا اور نہ ہی یہ ادبی پیدائش ادبی سیاق میں ہوتی تھی بلکہ یہ ادبی پیدائش تو دینی بحث یا کسی علمی کتاب یا کسی فلسفی یا اجتماعی موضوع میں ہوتی لہذا یہ ادبی پیدائش دینی ادب یا علمی کتابوں میں گمنام ہوکر رہ گئی۔مصنوعی ادب نے تکبر کی بدولت یہ بھی نہ چاہا کہ اس کیلئے اپنی مجلس میں وسعت پیدا کرے (ادب طبعی کو بیٹھنے دیا جائے) مؤرخینِ ادب بھی اپنی تنگ فکری اور تنگ نظری کی بدولت اس سے غافل رہے کہ اسکا نام بلند کرتے اور اسکو اسکی شان کے مطابق مناسب مقام عطا کرتے۔

یطغی : طغی (س) طُغْيًا، طُغْيَانًا ظلم ونافرمانی میں حد سے گزرجانا، کفر میں غلو کرنا (اِفعال) اِطغاءً ا(تفعیل) تطغیۃً سرکشی پر اکسانا، پلکوں کو بند کرنا۔**تحتوی** : حوی(افتعال) احتواءً اجمع کرنا (ض) حَوایۃً ،حَیًّا جمع کرنا (تفعیل) تحویۃً قبضہ کرنا (تفعّل) تحوّیًا سمٹنا۔ **الزاخرۃ** : [مذکر] الزاخر بلندعزت، بھرا ہوا، شادماں۔[جمع] زَواخر۔زخر(ف) زَخْرًا، زُخورًا خوش کرنا،فخر کرنا، چڑھنا،موجزن ہونا (مفاعلہ) مزاخرۃً فخر میں مقابلہ کرنا (تفعّل) تزخرا[البحرأوالوادی] دریا یا وادی کا چڑھنا اور موج مارنا۔**یثیر** : ثور (إفعال) إثارۃً جوش دلانا (تفعیل) تثویرًا کھود کرید کرنا (ن) ثَوْرًا، ثُوَرانًا جوش میں آنا، حملہ کرنا (مفاعلہ) مثاورۃً ایک دوسرے پرحملہ کرنا۔**الإعجاب** : [مفرد] العُجْبُ حیرانگی، تعجب، رضامندی۔عجب (إفعال) إعجابًا تعجب میں ڈالنا، خوش ہونا (س) عَجَبًا تعجب کرنا، پسند کرنا۔**یغری** : غری

(إفعال) إغراءً ترغیب دینا، فساد پیدا کرنا (س) غرًاءً، غرًا (تفعیل) تغریۃً بہت رغبت رکھنا، سریش سے جوڑنا۔ النتاج: جانوروں کے بچہ جننے کی حالت۔ نتج (ض) نتجًا بچہ جننے میں خبرگیری کرنا، نتیجہ نکالنا (إفعال) إنتاجًا جننا، حاملہ اونٹنی اور بکریوں کا مالک ہونا۔ الرائع: تعجب خیز، خوشگوار، حسن یا بہادری کی وجہ سے تعجب میں ڈالنے والا [جمع] رائعون۔ روع (إفعال) إراعًا (تفعیل) ترویعًا تعجب میں ڈالنا (س) رَوعًا خوش کن ہونا (ن) رَوعًا تعجب میں ڈالنا، واپس ہونا۔ مغمورا: گمنام، غیر مشہور و مقہور۔ غمر (ن) غَمرًا ڈھانکنا (س) غَمرًا کینہ سے بھر جانا۔ بصلہ [علی] بے ہوشی طاری ہونا (ک) غمارۃً بہت ہونا، جاہل ہونا (تفعیل) تغمیرًا پھینکنا (مفاعلہ) مغامرۃً مقاتلہ کرنا اور موت کی پروانہ کرنا (إفعال) إغمارًا [الحرّ] گرمی کم ہو جانے کی وجہ سے سفر پر جرأت دلانا (انفعال) انغمارًا پانی میں ڈوبنا۔ مطمورا: قید۔ طمر (ض) طَمرًا دفن کرنا، چھپانا۔ طُمُورًا، طِمارًا کودنا، اُچھلنا (ن) طُمورًا جانا، سفر کرنا (س) طَمَرًا سوج جانا (تفعیل) تطمیرًا لپیٹنا اور دفن کرنا۔ یفسح: فسح (ف) فُسوحًا کشادگی کرنا، فَسحًا کشادہ قدم رکھنا (ک) فَساحۃً (إفعال) إفساحًا وسیع ہونا۔ فینوھوا: نوہ (تفعیل) تنویھًا کسی کا نام بلند کرنا، بلند آواز سے پکارنا (ن) نُوھًا بلند ہونا، سر اٹھا کے چیخنا (تفعّل) تنوھًا بلند ہونا۔ اللائق: لیق (ض) لَیقًا، لِیاقۃً مناسب ہونا، چمٹنا (ض) لَیقۃً درست کرنا (تفعیل) تلییقًا نرم کرنا (افتعال) التیاقًا دوستی کرنا، چمٹنا (استفعال) استلاقۃً چپکانا۔

إِنَّ هٰذَاالْأَدَبَ الطَّبِيعِيَّ الْجَمِيلَ الْقَوِيَّ كَثِيرٌ وَقَدِيمٌ فِي الْمَكْتَبَةِ الْعَرَبِيَّةِ، بَلْ هُوَأَكْبَرُ سِنًّا وَأَسْبَقُ زَمَنًا مِّنَ الْأَدَبِ الصِّنَاعِيِّ، فَقَدْ دُوِّنَ هٰذَاالْأَدَبُ فِي كُتُبِ الْحَدِيثِ وَالسِّيرَةِ قَبْلَ أَنْ يُدَوَّنَ الْأَدَبُ الصِّنَاعِيُّ فِي كُتُبِ الرَّسَائِلِ وَالْمَقَامَاتِ، وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَحْظَ مِنْ دِرَاسَةِ الْأُدَبَاءِ وَالْبَاحِثِينَ وَعِنَايَتِهِمْ مَاحَظِيَ بِهِ الْأَدَبُ الصِّنَاعِيُّ، مَعَ أَنَّهُ هُوَ الْأَدَبُ الَّذِي تَجَلَّتْ فِيهِ عَبْقَرِيَّةُ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَأَسْرَارُهَا وَبَرَاعَةُ أَهْلِ اللُّغَةِ وَلَبَاقَتُهُمْ، وَهُوَ مَدْرَسَةُ الْأَدَبِ الْأَصِيلَةِ الْأُولٰى.

یقیناً یہ مضبوط خوبصورت طبعی ادب عربی مکتبہ میں بکثرت اور قدیم زمانے سے موجود ہے (صرف یہی ہی نہیں) بلکہ یہ طبعی ادب، مصنوعی ادب سے عمر کے حساب سے بھی بڑا ہے اور زمانے کے اعتبار سے بھی قدیم ہے، رسائل و مقامات میں مصنوعی ادب کی تدوین سے قبل حدیث و سیرت کی کتابوں میں اس ادب طبعی کی تدوین ہو چکی تھی، لیکن ادیبوں اور محققین کی دراست و پڑھنے، پڑھانے اور ان کی توجہ و عنایت کا جو حصہ مصنوعی ادب کو ملا وہ

اس ادب طبعی کو نہ مل سکا، حالانکہ یہی وہ ادب ہے کہ جس میں عربی لغت کی فضیلت (سرداری وبرتری) اور اس کے اسرار روشن ہوئے، اہل لغت کا کمال اور ان کی مہارت بہترین انداز میں ظاہر ہوئی اور یہی ادب طبعی، ادب کا پہلا اور حقیقی مدرسہ ہے۔

دون: دون (تفعیل) تدویناً ترتیب دینا، رجسٹر میں نام لکھنا (ن) دَوْنًا گھٹیا ہونا (تفعّل) تدوُّنًا پورے طریقے سے مستغنی ہونا۔ لم یحظ: حظظ (س) حَظًّا (إفعال) إحظاظًا نصیب والا ہونا۔ تجلت: جلی (تفعّل) تجلیًا اچھی طرح ظاہر ہونا (س) جَلًی سر کے اگلے حصے کے بالوں کا اڑجانا۔ جلواءً کشادہ ہونا (تفعیل) تجلیۃً کسی کی مصیبت کو دور کرنا (مفاعلہ) مجالاۃً دوسرے کے سامنے ظاہر کرنا، کھلم کھلا کرنا (إفعال) إجلآءً نکلنا، نکالنا، خوف کی وجہ سے چھوڑ دینا۔ عبقریۃ: عبقر کی طرف منسوب سردار، ہر چیز پر فائق، چمکدار، عبقر ایک جگہ کا نام ہے جس کے متعلق عرب کا گمان تھا کہ وہاں جنات بہت ہیں۔

وَنَأْخُذُ كُتُبَ الْحَدِيْثِ وَالسِّيْرَةِ ــــ كَمِثَالٍ لِهٰذَاالْأَدَبِ الطَّبُعِيِّ ــــ أَوَّلاًفَنَقُوْلُ: إِنَّهَااشْتَمَلَتْ عَلٰى مُعْجِزَاتٍ بَيَانِيَّةٍ وَقِطَعٍ أَدَبِيَّةٍ سَاحِرَةٍ، تَخْلُوْمِنْهَا مَكْتَبَةُالْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ ــــ عَلٰى سِعَتِهَاوَغِنَاهَا ــــ وَهُوَدَلِيْلٌ عَلٰى صِحَّةِ هٰذِهِ اللُّغَةِ وَمُرُوْنَتِهَا، وَاقْتِدَارِهَاعَلَى التَّعْبِيْرِالدَّقِيْقِ عَنْ خَوَاطِرَ وَمَشَاعِرَ وَوِجْدَانَاتٍ وَ كَيْفِيَّاتٍ نَفْسِيَّةٍ عَمِيْقَةٍ دَقِيْقَةٍ، وَوَصْفٍ بَلِيْغٍ مُصَوِّرٍ لِلْحَوَادِثِ الصَّغِيْرَةِ، وَهِيَ الْكُتُبُ الَّتِيْ حَفِظَتْ لَنَا مَنَاهِجَ كَلَامِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِيْنَ وَأَسَالِيْبَ بَيَانِهِمْ، وَلَئِنْ صَحَّ مَا قَالَهُ الرَّقَاشِيُّ: إِنَّ مَا تَكَلَّمَتْ بِهِ الْعَرَبُ مِنْ جَيِّدِ الْمَنْثُوْرِ، أَكْثَرُ مِمَّا تَكَلَّمَتْ بِهٖ مِنْ جَيِّدِ الْمَنْظُوْمِ، فَلَمْ يُحْفَظْ مِنَ الْمَنْثُوْرِ عُشْرُهُ، وَلَاضَاعَ مِنَ الْمَوْزُوْنِ عُشْرُهُ "فَكُتُبُ الْحَدِيْثِ النَّبَوِيِّ تَسُدُّ هٰذَاالْفَرَاغَ الْوَاقِعَ فِيْ تَارِيْخِ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ تَنْقُلُ إِلَيْنَا هٰذَا الذُّخْرَ الْأَدَبِيَّ الَّذِيْ أُعْتُقِدَ أَنَّهُ قَدْ ضَاعَ وَتَمْتَازُ أَنَّهَا قَدِ اتَّصَلَ سَنَدُهَاوَصَحَّتْ رِوَايَتُهَافَهِيَ أَوْثَقُ مَصْدَرٍ لِلُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ الْبَلِيْغَةِ الَّتِيْ كَانَتْ سَائِدَةً فِيْ عَهْدِهَا الذَّهَبِيِّ الْأَوَّلِ وَلِلْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ الَّذِيْ كَانَ مُنْتَشِرًا فِيْ جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ.

ہم اس طبعی ادب کے لئے پہلے حدیث اور سیرت کی کتابوں کو بطور مثال لیتے ہیں، ہم کہتے ہیں: یہ حدیث اور سیرت کی کتابیں ایسے واضح معجزات اور ساحرانہ ادبی قطعات پر مشتمل ہیں جن سے عربی ادب کا مکتبہ اپنی وسعت اور مالداری کے باجود خالی ہے، یہی بات

اس لغت کی صحت پر دال ہے اور اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ یہ لغت نفس وشعور، جذبات، گہری ودقیق نفسیاتی کیفیات کی تعبیر پر قدرت رکھتی ہے، نیز ایسے بلیغ وصف پر دلالت کرتی ہے جو چھوٹے چھوٹے حادثات کی تصویر کشی کرتا ہے اور یہی وہ کتب ہیں جنہوں نے ہمارے لئے سابقینِ عرب کے کلام کے طرق اور ان کے اسلوبِ بیان کو محفوظ کیا اور رقاشی نے جو یہ کہا ہے کہ "یقیناً اہل عرب نے جو عمدہ کلام نثر میں کیا ہے وہ بنسبت عمدہ کلام منظوم کے زیادہ وکثیر ہے لیکن پھر بھی کلام نثر کا عشر بھی محفوظ نہیں اور کلام منظوم کا عشر بھی ضائع نہیں ہوا" اگر اس کو درست مان لیا جائے تو احادیثِ نبویہ کی کتابیں اس ادبی ذخیرے کو جس کے بارے میں گمان کیا گیا کہ وہ ضائع ہو گیا ہے، ہماری طرف منتقل کر کے عربی ادب کی تاریخ میں واقع اس خلا کو پر کر دیتی ہیں۔ یہ کتب حدیث اس وجہ سے بھی ممتاز ہیں کہ انکی سند متصل اور ان کی روایت صحیح ہے لہذا یہ کتب حدیث اس بلیغ عربی لغت کا قوی ترین مصدر ہیں جو اپنے سنہری دور میں رائج تھی اور اس ادب عربی کا قوی ترین مأخذ ہیں جو جزیرۂ عرب میں پھیلا ہوا تھا۔

مرونتها: مرن (ن) مُرُونَۃً، مُرُونًا تھوڑی سختی کے ساتھ نرم ہونا، عادی ہونا۔ مَرُنًا نرم کرنا، بھاگنا، پنخ دینا (تفعیل) تمرینًا عادی بنانا (تفعّل) تمرّنًا بتکلف دانا وزیرک بننا، مہربان ہونا۔ خواطر: [مفرد] خاطرٌ امر یا تدبیر جو دل میں گزرے، خیال، کبھی دل و نفس پر بھی مجازاً اطلاق کیا جاتا ہے۔ خطر (ض) خطرانًا، خطیرًا ہلنا، فخر وغرور سے ہلانا (ن، ض) خُطورۃً سوجھنا، پیش آنا (ک) خَطَرًا، خُطورۃً عالی مرتبہ ہونا (مفاعلہ) مخاطرۃً خطرہ میں ڈالنا، شرط لگانا (اِفعال) اِخطارًا خطرہ میں ہونا، بلند مرتبہ میں ہم مثل ہونا (تفاعل) تخاطرًا شرط لگانا۔ أسالیب: [مفرد] اُسلوبٌ طریقہ، راستہ، ناک کی بلندی۔ الذخر: ذخر کا اسم۔ جسکو ذخیرہ بنا کر رکھا جائے [جمع] اُذخارٌ۔ ذخر (ف) ذَخْرًا (افتعال) اِدّخارًا وقتِ ضرورت کیلئے چھپا رکھنا۔ سائدۃ: [مذکر] سائدٌ (صفت) [جمع] ساداتٌ۔ سید (ن) سِیادۃً، سُؤدُدًا سردار ہونا، شریف ہونا (س) سَوَدًا کالا ہونا (تفعیل) تسویدًا دلیر ہونا، سردار بنانا، کالا کرنا (مفاعلہ) مساودۃً مکر وفریب کرنا، رات کی تاریکی میں ملنا، راز کی بات کہنا (تفعّل) تسوّدًا نکاح کرنا، کالا کرنا۔

إِنَّ هٰذِهِ الْكُتُبَ تَشْتَمِلُ عَلٰى رِوَايَاتٍ قَصِيْرَةٍ وَطَوِيْلَةٍ وَكُلُّهَا أَمْثِلَةٌ جَمِيْلَةٌ لِلُغَةِ الْعَرَبِ الْعَرْبَاءِ الَّتِيْ كَانُوْا يَتَكَلَّمُوْنَ بِهَا وَيُعَبِّرُوْنَ فِيْهَا عَنْ ضَمَائِرِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ، وَيَجِدُ دَارِسُ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ فِيْهَا مِنَ الْبَلَاغَةِ الْعَرَبِيَّةِ، وَالْقُدْرَةِ

الْبَيَانِيَّةِ، وَالْوَصْفِ الدَّقِيقِ، وَالتَّعْبِيرِ الرَّقِيقِ، وَعَدَمِ التَّكَلُّفِ وَالصِّنَاعَةِ مَا يَقِفُ أَمَامَهُ خَاشِعًا مُعْتَرِفًا لِلرُّوَاةِ بِالْبَلَاغَةِ وَالتَّحَرِّيْ فِيْ صِحَّةِ النَّقْلِ وَالرِّوَايَةِ، وَ لِلُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ بِالسَّعَةِ وَالْجَمَالِ أَمَّا الرِّوَايَاتُ الطَّوِيْلَةُ فَهِيَ ثَرْوَةٌ أَدَبِيَّةٌ ذَاتُ قِيمَةٍ فَنِّيَّةٍ عَظِيمَةٍ وَهِيَ الَّتِيْ تَجَلَّتْ فِيهَا بَلَاغَةُ الرَّاوِيْ الْعَرَبِيِّ وَاقْتِدَارُهُ عَلَى الْوَصْفِ وَالتَّعْبِيرِ وَالتَّصْوِيرِ، وَهِيَ الَّتِيْ يُطَوِّلُ فِيهَا نَفَسَهُ فَيَحْكِيْ حِكَايَةً يُعَبِّرُ فِيهَا عَنْ معانٍ كَثِيرَةٍ وَأَحَاسِيسَ دَقِيقَةٍ، وَمَنَاظِرَ مُتَنَوِّعَةٍ، فَلَا يَخْذُلُهُ اللِّسَانُ وَلَا يَخُونُهُ الْبَيَانُ وَلَا يَتَخَلَّفُ عَنْهُ مَدَدُ اللُّغَةِ، وَكَأَنَّهَا لَوْحَةٌ فَنِّيَّةٌ مُنْسَجِمَةٌ مُتَنَاسِقَةٌ قَدْ أَبْدَعَ فِيهَا الْفَنَّانُ، أَوْ صُوْرَةٌ مُتَنَاسِبَةٌ قَدْ أَحْسَنَ فِيهَا الْمُصَوِّرُ كُلَّ الْإِحْسَانِ.

یقیناً یہ کتابیں مختصر وطویل روایات پر مشتمل ہیں اور یہ سب روایات اصیل عرب کی لغت کی جن کا اہل عرب تکلم کیا کرتے تھے، جن کے ذریعہ اپنا مافی الضمیر بیان کرتے تھے بہترین مثالیں ہیں، عربی ادب پڑھنے والا شخص جب بھی ان کے سامنے انتہائی باادب، راویوں کیلئے بلاغت، صحت نقل وروایت میں جدوجہد اور عربی لغت کیلئے وسعت وجمال کا اعتراف کرتے ہوئے کھڑا ہوگا ان روایات میں بلاغت عربیہ، قدرت بیانیہ، دقیق وصف، باریک تعبیر اور عدم تکلف وبناوٹ پائیگا۔ بہرحال یہ طویل روایتیں عظیم فنی، قیمتی، ادبی سرمایہ ہیں یہی وہ ادبی خزانہ ہے جس میں عرب راوی کی بلاغت، وصف، تعبیر اور تصویر کشی میں اس کی قدرت اچھی طرح ظاہر ہوتی ہے اور یہی وہ روایات ہیں جس میں عربی ادیب اپنے نفس کو بڑا کرتا ہے اور ایسی حکایت بیان کرتا ہے کہ جس میں بہت سے معانی، نازک احساسات اور مختلف مناظر ہوتے ہیں لیکن اس کو زبان رسوا کرتی ہے اور نہ ہی بیان اس کو دھوکہ دیتا ہے اور لغت کی مدد بھی اس سے پیچھے نہیں رہتی، گویا یہ ایک ایسا مرتب اور منظم فنی تختی ہے جس میں ماہروں نے انتہائی عمدگی سے کام کیا ہے یا ایک ایسی متناسب تصویر ہے جس میں مصور نے بہت ہی عمدہ طریقہ سے اپنے فن کا مظاہرہ کیا ہے۔

الرقیق: پتلا [جمع] أرقاء۔ رق (ض) رِقَّۃً پتلا ہونا، رحم کرنا، شرم کرنا۔ رِقًّا غلام بننا (إفعال) إرقاقاً نرم کرنا، مالک ہونا (تفعیل) ترقیقاً نرم کرنا، خوبصورتی سے گفتگو کرنا (تفعّل) ترقّقاً ترس کھانا۔ للرواۃ: [مفرد] راوِ روایت کرنے والا۔ روی (ض) رِوَایۃً نقل کرنا، بیان کرنا (س) رِیًّا، رِوًی سیراب ہونا، سرسبز ہونا (تفعیل) ترویۃً سفر میں پانی ساتھ لیجانا، غور وفکر کرنا، روایت کرنے پر آمادہ کرنا (افتعال) ارتواءً مضبوط ہونا، بٹ جانا۔

ثروة: مال یاقوم کی کثرت۔ثری (ن) ثراءً (س) ثَرِیَ بہت مال والا ہونا، زیادہ کرنا (إفعال) إثراءً بہت مال والا ہونا۔متنوعة: نوع (تفعّل) تنوعًا قسموں میں بٹنا مختلف ہونا (ن) نَوْعًا جھکنا، رائج ہونا (تفعیل) تنویعًا کسی چیز کو قسموں میں تقسیم کرنا۔منسجمة: سجم (انفعال) انسجامًا [الکلام] کلام کا مرتب ہونا (ف ض) سَجْمًا، سُجُومًا دیر کرنا، ٹالنا، بہانا۔متناسقة: نسق (تفاعل) تناسقًا منظم ہونا، باترتیب ہونا (ن) نَسْقًا پرونا، کلام کو ترتیب دینا (تفعیل) تنسیقًا ترتیب وار رکھنا (انفعال) انساقًا سجع کہنا۔الفنّان: ماہر، فنکار۔

اِقْرَأْ مَعِیَ حَدِیْثَ کَعْبِ بْنِ مَالِکٍ عَنْ تَخَلُّفِهٖ عَنْ غَزْوَةِ تَبُوْکٍ وَهُوَ مُوْضُوْعٌ دَقِیْقٌ مُّحْرِجٌ ،یُطْلَبُ مِنْهُ الصَّرَاحَةُ وَالْاِعْتَرَافُ بِالتَّقْصِیْرِ، وَالشَّهَادَةُ عَلَی النَّفْسِ وَیُطْلَبُ مِنْهُ تَصْوِیْرُ ذٰلِکَ الْجَوِّ الْقَائِمِ الْعَابِسِ الَّذِیْ عَاشَ فِیْهِ خَمْسِیْنَ لَیْلَةً،وَیُطْلَبُ مِنْهُ تَصْوِیْرُ الْخَوَاطِرِ الَّتِیْ کَانَتْ تَجِیْشُ فِیْ صَدْرِهٖ وَ تُسَاوِرُ نَفْسَهٗ وَهُوَ یَعِیْشُ فِیْ جَفَاءٍ وَعِتَابٍ مِّمَّنْ یُحِبُّهُمْ وَتَرْبُطُهٗ بِهِمُ الْعَقِیْدَةُ وَالْعَاطِفَةُ،لَایَجِدُ لَذَّةً فِیْ فِرَاقِهِمْ وَلَا یَرٰی فِی الدُّنْیَا عِوَضًا عَنْهُمْ،وَتَصْوِیْرُ تِلْکَ الصِّلَةِ الرُّوْحِیَّةِ وَالْحُبِّ الْعَمِیْقِ الَّذِیْ یَرْبُطُهٗ بِالنَّبِیِّ ﷺ رَبْطًا وَثِیْقًا مُحْکَمًا،لَایَحُلُّهُ الْعِتَابُ وَالْعِقَابُ،وَلَا یُضْعِفُهٗ إِقْبَالُ الْمُلُوْکِ عَلَیْهِ وَتَوَدُّدُهُمْ إِلَیْهِ،وَ تَصْوِیْرُ ذٰلِکَ السُّرُوْرِ الَّذِیْ غَمَرَهٗ عَلٰی إِثْرِ قُبُوْلِ تَوْبَتِهٖ، مَاأَصْعَبَ هٰذَا الْمُوْضُوْعَ وَمَا أَکْثَرَهٗ تَعَقُّدًا وَدِقَّةً،وَلٰکِنَّهٗ بِبَلَاغَتِهِ الْعَرَبِیَّةِ یَتَغَلَّبُ عَلٰی هٰذِهِ الْمَشَاکِلِ النَّفْسِیَّةِ وَالْأَدَبِیَّةِ،وَیَتْرُکُ لَنَا ثَرْوَةً نَعْتَزُّ بِهَا.

آپ میرے ساتھ غزوہ تبوک سے پیچھے رہ جانے سے متعلق حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ پڑھیں، یہ واقعہ ایک ایسا دقیق اور اضطراب پیدا کرنے والا موضوع ہے کہ جس کے پڑھنے سے صراحت، کوتاہی کا اعتراف اور اپنے آپ پر گواہی کا پتہ چلتا ہے، اس سیاہ اور سخت فضا کی تصویر کشی ہوتی نظر آتی ہے جس میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے پچاس راتیں کاٹیں، ایسے دلوں کی تصویر نظر آتی ہے جو حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے سینے میں جوش مار رہے تھے اور ان کے نفس پر جب کہ وہ اپنے محبوب لوگوں کی جانب سے سزا و جفا میں جی رہے تھے حملہ کر رہے تھے۔ان کو ایک جذبہ وعقیدہ نے ان لوگوں کے ساتھ مربوط کیا ہوا تھا کہ جن کی جدائی میں کسی قسم کی لذت نہیں ملتی تھی اور ان کے نزدیک دنیا میں اس کا کوئی بدل نہیں تھا (اسکے کے پڑھنے سے) اس روحانی تعلق اور گہری محبت کی تصویر کا پتہ چلتا ہے کہ جس نے

حضرت کعب بن مالک ﷛ کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ مضبوطی سے باندھا ہوا تھا اس محبت کو سزا و عتاب نے عہد و میثاق سے آزاد نہیں کر دیا تھا، حضرت کعب بن مالک ﷛ کی طرف بادشاہوں کا مائل ہونا اور ان کی حضرت کعب بن مالک ﷛ سے محبت کا اظہار بھی حضرت کعب ﷛ کی محبت کو کمزور نہ کر سکا اور اس واقعہ کے پڑھنے سے اس خوشی و مسرت کی صورت کا پتہ چلتا ہے جس نے توبہ کے قبول ہونے کے بعد ان کو ڈھانپ لیا۔ یہ موضوع کتنا مشکل موضوع ہے؟ کتنا گہرا اور دقیق موضوع ہے؟ لیکن اس کے باوجود یہ موضوع اپنی عربی بلاغت کی وجہ سے ان نفسانی اور ادبی مشاکل پر غالب ہے اور اس نے ہمارے لئے ایسا قیمتی سرمایہ چھوڑا ہے جس پر ہم فخر کرتے ہیں۔

الجو: آسمان و زمین کا درمیانی حصہ، اندرونی حصہ، کشادہ اور نشیبی زمین، فضا۔ [جمع] جِوا، أجْواء۔ القاتم: قتم (ض) قتامۃً قُتومًا سیاہی مائل ہونا، متغیر ہونا (ن) قُتومًا (س) قتمًا بلند ہونا۔ العابس: عبس (ض) عبسًا، عُبوسًا چیں بچیں ہونا، ترش روئی کرنا (انفعال) انعباسًا میلا ہونا، میل خشک ہونا (تفعّل) تعبسًا ترش رُو ہونا۔ تساور: سور (مفاعلہ) مساورۃً ایک دوسرے پر حملہ کرنا، چکرا دینا (ن) سَوْرًا ابھاندنا، چڑھنا (تفعّل) تسوّرًا دیوار پر چڑھنا، کنگن پہننا (تفعیل) تسویرًا اچھالنگنا، پناہ پانا، کنگن پہنانا۔ الروحیۃ: روح، جان، نفس، وحی، امر الٰہی، جبرئیل۔ [جمع] أرْواح۔

اِقْرَأْمَعِیَ هٰذِهِ الْقِطْعَةَ الصَّغِیْرَةَ الَّتِیْ أَقْتَبِسُهَا مِنْ حَدِیْثِهِ الطَّوِیْلِ، وَهُوَ یَحْکِیْ مَا أَحَاطَ بِهٰذِهِ الْغَزْوَةِ الْعَظِیْمَةِ مِنْ ظُرُوْفٍ وَأَجْوَاءٍ، وَیُصَوِّرُ تِلْکَ الْحَالَةَ النَّفْسِیَّةَ الَّتِیْ تَخَلَّفَ فِیْهَا عَنْ هٰذِهِ الْغَزْوَةِ وَمَا انْتَابَهُ مِنَ التَّرَدُّدِ، وَلَمْ یَکُنِ التَّخَلُّفُ عَنِ الْغَزَوَاتِ مِنْ سِیْرَتِهِ وَعَادَتِهِ، وَتَمَتَّعْ بِمَا احْتَوَتْ عَلَیْهِ هٰذِهِ الْقِطْعَةُ مِنَ الْقُوَّةِ وَالْجَمَالِ، وَصِدْقِ التَّصْوِیْرِ وَبَرَاعَةِ التَّعْبِیْرِ.

آپ میرے ہمراہ یہ چھوٹا سا ٹکڑا پڑھیں جو میں نے کعب بن مالک ﷛ کے طویل واقعہ سے اخذ کیا ہے، کعب بن مالک ﷛ اس وقت کی حکایت بیان کرتے ہیں جب حالات و فضا نے اس عظیم غزوہ کا ہر طرف سے احاطہ کیا ہوا تھا، اس دلی کیفیت کی منظر کشی کرتے ہیں جس کیفیت و حالت میں وہ اس غزوہ سے پیچھے رہے اور جو تردد انہیں لاحق ہوا، حالانکہ غزوات سے پیچھے رہنا حضرت کعب بن مالک ﷛ کی عادت و طریقہ نہیں تھا، واقعہ کا یہ ٹکڑا قوت، خوبصورتی اور تصویر کی ایسی سچائی اور کامل تعبیر پر مشتمل ہے کہ جس کو پڑھ کر آپ لذت

حاصل کریں گے۔

انتیاب: نوب (افتعال) انتیابًا لاحق ہونا، لگا تار آنا (ن) نَوْبًا، مَنابًا، نِیابًا قائم مقام ہونا، نَوْبۃً پیش آنا (مفاعلہ) مناوبۃً سزا دینا (إفعال) إنابۃً قائم مقام بنانا، توبہ کرنا، باری باری واپس آنا (استفعال) استنابۃً اپنا نائب بنانا۔

وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ تِلْکَ الْغَزْوَۃَ حِیْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ وَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ، فَطَفِقْتُ أَغْدُوْ لِکَیْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَیْئًا، فَأَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ: أَنَا قَادِرٌ عَلَیْهِ، فَلَمْ یَزَلْ یَتَمَادٰی بِیْ حَتّٰی اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهُ، وَلَمْ أَقْضِ مِنْ جِهَازِیْ شَیْئًا، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِیَوْمٍ أَوْ یَوْمَیْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَیْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَیْئًا، فَلَمْ یَزَلْ بِیْ حَتّٰی أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِکَهُمْ، وَلَیْتَنِیْ فَعَلْتُ، فَلَمْ یُقَدَّرْ لِیْ ذٰلِکَ، فَکُنْتُ إِذَا خَرَجْتُ فِی النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَطُفْتُ فِیْهِمْ، أَحْزَنَنِیْ أَنِّیْ لَا أَرٰی إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَیْهِ النِّفَاقُ، أَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰہُ مِنَ الضُّعَفَاءِ.

"اور یہ غزوہ آپ ﷺ نے اس وقت کیا جبکہ پھل بالکل پکے ہوئے تھے، اور درختوں کے سائے بھی پسندیدہ تھے چنانچہ آپ ﷺ نے اور دوسرے مسلمانوں نے جہاد کی تیاریاں شروع کردیں، میں روزانہ صبح سویرے تیاری کرنا شروع کرتا تا کہ ان کے ساتھ جانے کیلئے سامان تیار کروں لیکن کچھ کیے بغیر لوٹ آتا اور اپنے آپ سے کہتا میں قادر ہوں جب چاہوں گا تیاری کرلوں گا میرے ساتھ یہ قصہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے محنت و مشقت کر کے تیاری کرلی اور آپ ﷺ صبح کے وقت مسلمانوں کولیکر جہاد کے لئے روانہ ہوگئے اور میں نے ابتک کچھ بھی تیاری نہیں کی تھی، اس وقت بھی اپنے آپ سے یہی کہا ایک دوروز میں تیاری کر کے نکل جاؤں گا اور لشکر سے مل جاؤں گا۔ پھر لشکر کے نکل جانے کے بعد اگلی صبح میں نے تیاری کرنی چاہی لیکن بغیر کسی تیاری کے واپس آ گیا، پھر اسی ارادے سے اگلے روز نکلا لیکن پھر ویسے ہی آ گیا، میرے ساتھ یہی معاملہ چلتا رہا جبکہ لشکر نے انتہائی تیزی سے سفر کرلیا اور غزوہ مجھ سے فوت ہوگیا، اس وقت بھی مجھے خیال آیا کہ نکل پڑوں اور لشکر سے مل جاؤں کاش! میں ایسا کر لیتا لیکن یہ میرے مقدر میں نہیں تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے جانے کے

بعد جب میں مدینہ میں گھومتا تو مجھے یہ بات غمگین کرتی کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر نفاق کی چھاپ لگی ہوئی تھی یا ان لوگوں کے جو اللہ کے ہاں معذور تھے، اور کوئی مدینہ میں نظر نہ آتا۔

ثُمَّ انْظُرْ كَيْفَ يُصَوِّرُ حَالَتَهُ وَقَدْ هَجَرَهُ الْمُسْلِمُوْنَ وَنُهُوْا عَنْ كَلَامِهِ، وَكَيْفَ يُعَبِّرُ عَنْ حَالَةِ الْمُحِبِّ الَّذِيْ هَجَرَهُ الْحَبِيْبُ ـــ عُقُوْبَةً وَتَأْدِيْبًا ـــ وَهُوَ يَطْمَعُ فِيْ وُدِّهِ وَيَتَسَلّٰى بِنَظَرَاتِهِ وَالَّذِيْ لَمْ يَزِدْهُ هٰذَا الْعِتَابُ إِلَّا رُسُوْخًا فِي الْمَحَبَّةِ وَلَوْعَةً وَجَوًى ، دَعْهُ يَقُصُّ قِصَّتَهُ بِلِسَانِهِ الْبَلِيْغِ :

پھر آپ دیکھیں کہ حضرت کعب بن مالک ؓ اپنی حالت کی منظر کشی کس انداز میں کر رہے ہیں جب کہ مسلمان انکو چھوڑ چکے تھے اور ان سے بات چیت بند کر دی تھی، کس طرح اس محبت کرنے والے کی حالت بیان کر رہے ہیں جس کو اس کے محبوب نے سزا کے طور پر چھوڑ دیا ہو جبکہ وہ اس محبوب کی محبت کی طمع رکھتا ہو، اس کے دیکھنے سے اپنے آپ کو تسلی دیتا ہو، کس طرح ایسے محبت کرنے والے کی حالت بیان کر رہے ہیں کہ اس سزا نے جس کی محبت میں مزید پختگی اور عشق و محبت کی آگ مزید بھڑ کا دی ہو، خیر! ان کو اپنی بلیغ زبان میں قصہ بیان کرنے دیجئے!

وَنَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةِ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا، حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِيْ أَعْرِفُ. فَلَبِثْنَا عَلٰى ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، فَأَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وَقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَانِ، وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ، فَكُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَأَطُوْفُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يُكَلِّمُنِيْ أَحَدٌ، وَآتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ (ﷺ) فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهِ بَعْدَ الصَّلَاةِ، فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ؟ ثُمَّ أُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِنْهُ، فَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلٰى صَلَاتِيْ أَقْبَلَ إِلَيَّ، وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ أَعْرَضَ عَنِّيْ حَتّٰى إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِكَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ، مَشَيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ جِدَارَ حَائِطِ أَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ، فَقُلْتُ: يَا أَبَا قَتَادَةَ ، أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ أُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ فَسَكَتَ، فَعُدْتُ لَهُ فَنَشَدْتُهُ، فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ، فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ.

''ادھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کوان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع فرمادیا۔لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے، ہمارے لیے بدل گئے، حتیٰ کہ زمین میرے لئے اجنبی بن گئی اور وہ نہ رہی جسکو میں پہچانتا تھا (جب سب کچھ منہ موڑ گیا تو زمین بھی تنگ ہوگئی) اسی حالت میں ہم نے پچاس راتیں گزاردیں اور میرے دونوں ساتھی (خفیہ طریقے سے لوگوں سے چھپ کر) اپنے گھروں میں ہی بیٹھ گئے، روتے رہے جب کہ میں جوان آدمی تھا اور قوم میں سب سے زیادہ طاقتور اس لئے باہر نکلتا، مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا لیکن مجھ سے کوئی بات نہ کرتا، میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب کہ آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے، سلام کرتا اور اپنے جی میں کہتا (دیکھنا) کہ کیا آپ ﷺ کے لبِ مبارک میرے سلام کے جواب کے لئے حرکت کرتے ہیں یا نہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور کنکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتا۔تو معلوم ہوتا جب میں نماز میں مشغول ہوجاتا ہوں تو آپ ﷺ میری طرف دیکھتے ہیں لیکن جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں تو آپ نظریں پھیر لیتے ہیں۔مسلمانوں کی یہ بے رخی جب کافی طویل ہوگئی تو میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ جو کہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے، کے باغ کی طرف چلا گیا اور دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگیا۔میں نے انہیں سلام کیا لیکن بخدا! انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا میں نے ان سے کہا: اے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ! میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اللہ اور اس کے رسول سے میری محبت کو نہیں جانتے؟؟؟ لیکن اس پر بھی وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ یہی سوال دہرایا اور انہیں قسم دی لیکن وہ خاموش رہے، پھر تیسری مرتبہ بھی میں نے یہی سوال دہرایا اور انہیں قسم دی تو انہوں نے جواب میں صرف یہ کہا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں (یہ سن کر) میری آنکھیں ڈبڈبانے لگیں اور میں دیوار پھاند کر واپس آ گیا۔

وَاقْرَأْ مَعِيَ كَذٰلِكَ حَدِيْثَ الْإِفْكِ الَّذِيْ ظَهَرَتْ فِيْهِ بَرَاعَةُ السَّيِّدَةِ عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا الْأَدَبِيَّةُ وَقُوَّتُهَا الْبَيَانِيَّةُ، وَحُسْنُ تَصْوِيْرِهَا وَوَصْفِهَا لِلْعَوَاطِفِ وَالْمَشَاعِرِ النِّسْوِيَّةِ اللَّطِيْفَةِ الدَّقِيْقَةِ، وَقَدْ تَجَلَّتْ فِيْ هٰذِهِ الْقِطْعَةِ رِقَّةُ عَاطِفَةِ الْمَرْأَةِ الْمُحِبَّةِ لِزَوْجِهَا، مَعَ إِبَاءِ الْحُرَّةِ الْوَاثِقَةِ بِعَفَافِهَا وَطَهَارَتِهَا، الْمُؤْمِنَةِ بِرَبِّهَا. وَقَدْ أَضْفٰى هٰذَا الْمَزِيْجُ الْغَرِيْبُ مِنَ الرِّقَّةِ وَالشِّدَّةِ، وَالْعَاطِفَةِ وَالْعَقْلِ. زِدْ إِلٰى ذٰلِكَ بَيَانَ عَائِشَةَ الَّتِيْ تَقَلَّبَتْ فِيْ أَعْطَافِ الْبَلَاغَةِ

الْعَرَبِيَّةِ وَانْتَقَلَتْ فِيهَا مِنْ بَيْتٍ إِلَى بَيْتٍ، قَدْ أَضْفَى كُلُّ ذٰلِكَ عَلَى هٰذِهِ الرِّوَايَةِ مِنَ الْجَمَالِ الْفَنِّيِّ مَا يَجْعَلُهَا مِنَ الْقِطَعِ الْأَدَبِيَّةِ الْخَالِدَةِ فِي الْأَدَبِ.

اسی طرح آپ میرے ہمراہ حدیث افک پڑھیں جس میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ادبی فضیلت، قوت بیانیہ اور عمدہ منظر کشی ظاہر ہوتی ہے، ان کی طرف سے جذبات اور انتہائی نازک وگہرے نسوانی احساسات کو خوبصورت پیرائے میں بیان کرنا ظاہر ہوتا ہے۔ اس حدیث کے ٹکڑے میں اپنے شوہر سے محبت کرنے والی عورت کی جذباتی حیا کے ساتھ ساتھ اس شریف عورت کی خودداری بھی ظاہر ہوتی ہے جو اپنی عفت وطہارت میں قابل اعتماد تھیں، اپنے رب پر ایمان لانے والے تھیں، اس نامانوس ملغوبہ نے جو کہ شرم اور مصیبت، شفقت اور دانائی سے مرکب ہے اس واقعہ کو بڑھادیا۔ اس کے ساتھ آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان بھی ملا لیجئے کہ جنہوں نے عربی بلاغت کے گوشوں میں کروٹیں لیں اور بلاغت عربیہ میں ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہوئیں۔ ان سب باتوں نے اس روایت میں مزید ایسی فنی خوبصورتی بڑھادی جس نے اس روایت کو عربی ادب کے شہ پاروں میں داخل کردیا جو ہمیشہ عربی ادب کا حصہ رہیں گے۔

النسویۃ: النسویۃ دراصل النسوۃ سے نسبت کی یا لگائی تو نسویۃ ہوگیا۔ النِّسوۃ، النِّساء، النِّسوان، النِّسون عورتیں یہ تمام الفاظ لفظ مرأۃ کی جمع من غیر لفظہ ہیں۔ أَبَاءٌ: خوددار۔ أَبی (اِفعال) إِیباءً [الشیٔ] خوددار بنانا، کما یقال [رجل أَباءٌ] خوددار مرد (ض، ف) إِباءً، إِبَائَۃً ناپسند کرنا۔ أضفی: ضفو (اِفعال) إِضفاءً، پورا کرنا، بڑھانا (ن) ضَفْوًا کناروں سے بہنا، پورا ہونا۔ المزیج: ملایا ہوا، کڑوا بادام۔ مزج (ن) مَزْجًا، مِزَاجًا ملانا، اکسانا (مفاعلہ) ممازجۃً مل جانا، فخر میں مقابلہ کرنا (تفعیل) تمزیجًا کچھ دینا (تفاعل) تمازجًا ایک دوسرے سے ملنا۔

اُنْظُرْ كَيْفَ تَصِفُ مَا تَقُولُهُ النَّاسُ وَتَحَدَّثُوا بِهِ وَمَا شَعَرَتْ بِهِ مِنْ تَغَيُّرٍ فِي وَجْهِ الرَّسُولِ ﷺ تَذْكُرُ كُلَّ ذٰلِكَ فِي حَيَاءِ الْمَرْأَةِ وَأَدَبِهَا مِنْ غَيْرِ إِبْهَامٍ أَوْعِي (قَالَتْ عَائِشَةُ: ((فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ قَدِمْتُ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ فِي أَصْحَابِ الْإِفْكِ لَا أَشْعُرُ بِشَيْئٍ مِّنْ ذٰلِكَ، وَهُوَ يُرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ مِنْ رَّسُولِ اللهِ ﷺ اللُّطْفَ الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي. إِنَّمَا يَدْخُلُ عَلَيَّ رَسُولُ اللهِ ﷺ فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيكُمْ؟ ثُمَّ يَنْصَرِفُ فَذٰلِكَ يُرِيبُنِي، وَلَا أَشْعُرُ بِالشَّرِّ))وَتَذْكُرُ تَوَجُّعَهَا مِنَ الْخَبَرِ الْمُشَاعِ فَتَقُولُ: ((فَبَكَيْتُ

يَوْمِي ذٰلِكَ كُلَّهُ، لَايَرْقَأُلِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ، قَالَتْ: وَأَصْبَحَ أَبَوَايَ عِنْدِيْ وَقَدْ بَكَيْتُ لَيْلَتَيْنِ وَيَوْمًا، لَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَلَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ حَتّٰى أَنِّيْ لَأَظُنُّ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقُ كَبِدِيْ))

آپ دیکھیں تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا، لوگوں کی کہی سنی باتوں کو اور اس کی وجہ سے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر تبدیلی اور تغیر کے احساس کو کس انداز میں بیان کر رہی ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا یہ سب کچھ عورت کی حیا اور ادب کے دائرے میں رہ کر بلا کسی ابہام وعجز کے ذکر کر رہی ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب ہم مدینہ آ گئے تو میں واپس آنے کے ساتھ ہی ایک ماہ تک بیمار رہی۔ لوگ اصحاب افک کی باتوں میں شریک ہو رہے تھے جبکہ مجھے کسی شے کا علم ہی نہ تھا لیکن مجھے اس بیماری میں یہ بات شک میں ڈالتی تھی کہ میں رسول اللہ ﷺ کا وہ لطف جو پہلے، بیماریوں میں دیکھتی تھی نظر نہ آتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لاتے مجھے سلام کرتے پھر فرماتے تمہارا کیا حال ہے؟ پھر واپس تشریف لے جاتے، یہی بات مجھے شک میں تو ڈال رہی تھی لیکن میں شر سے بے خبر تھی۔ ہر سو پھیلی ہوئی اس خبر سے پہنچنے والی تکلیف کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں "کہ میں سارا دن روتی رہی، میرے آنسو تھمتے تھے اور نہ میں نے نیند کا سرمہ لگایا (سو بھی نہ سکی) فرماتی ہیں ایک صبح میرے والدین میرے پاس تھے اور میں دو راتوں اور ایک دن سے رو رہی تھی نہ میں نے نیند کا سرمہ پہنا اور نہ میرے آنسو تھمے یہاں تک کہ میرا پختہ گمان ہو گیا کہ یہ رونا میرا جگر پاش پاش کر دیگا"۔

<u>یفیضون</u>: فوض (إفعال ومفاعلہ) إفاضۃً ومفاوضۃً بعض کا برابر کا شریک ہونا، کما یقال "شرکۃ مفاوضۃ" ایسی شرکت کہ جس میں تمام شریک مال، تصرف اور دین کے لحاظ سے برابر ہوں اور ہر ایک دوسرے کا وکیل اور کفیل ہو، اس کے مقابلہ میں شرکۃ عنان ہے اس میں شرکاء تصرف میں بھی برابر نہیں ہوتے اور ہر ایک دوسرے کا کفیل بھی نہیں ہوتا (تفعیل) تفویضًا اختیار سپرد کرنا، حاکم بنانا۔ <u>اکتحل</u>: کحل (افتعال) اکتحالاً آنکھوں میں سرمہ لگانا، نیند نہ آنا (ف، ن) کحلاً سرمہ لگانا (إفعال) إکحالاً قحط پڑنا۔ <u>یرقأ</u>: رقو (ف) رَقاءًا، رُقوءًا [الدمع أو الدم] آنسو کا خشک ہونا یا خون کا رکنا (إفعال) إرقاءً اخشک کرنا۔ <u>کبدي</u>: جگر، کلیجہ (مذکر و مونث) [جمع] أکباد، کبود۔

وَتَتَقَدَّمُ فِي الْحِكَايَةِ وَتَذْكُرُ كَيْفَ يَسْأَلُهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَمَّا قِيْلَ عَنْهَا وَيَعْزِمُ عَلَيْهَا الصِّدْقَ، فَلَا تَلْبَثُ أَنْ تَعْتَرِيَهَا حَمِيَّةُ الْمَرْأَةِ الْعَفِيْفَةِ الْفَاضِلَةِ، وَيَقْلِصُ

دَمْعُهَا حَتّٰى لَا تَحُسَّ مِنْهَا بِقَطْرَةٍ، وَتَرْجُوْ أَبَاهَا وَأُمَّهَا أَنْ يُجِيْبَا عَنْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَيَمْتَنِعَانِ وَيُفَضِّلَانِ السُّكُوْتَ حَيَاءً مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَاسْتِحْيَاءً مِنَ الدِّفَاعِ عَنْ قَضِيَّةِ بِنْتِهِمَا وَهُوَ الدِّفَاعُ عَنِ النَّفْسِ، فَتَنْبَرِيْ لِلْكَلَامِ الْقَوِيِّ الصَّرِيْحِ الْمُبِيْنِ ــ وَهِيَ الْبَلِيْغَةُ الْأَدِيْبَةُ ــ وَتَتَمَثَّلُ بِقَوْلِ سَيِّدِنَا يَعْقُوْبَ وَ تُفَوِّضُ أَمْرَهَا إِلَى اللّٰهِ، وَتَنْزِلُ بَرَاءَ تُهَا مِنَ السَّمَاءِ فَتَطْلُبُ مِنْهَا أُمُّهَا أَنْ تَشْكُرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَتَقُوْمَ إِلَيْهِ فَتَأْبٰى ــ فِيْ دَلَالِ الْعَفَائِفِ وَأَنَفَةِ الْمُؤْمِنِ ــ أَنْ تَحْمَدَ إِلَّا اللّٰهَ الَّذِيْ أَنْزَلَ بَرَاءَ تَهَا مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمَاوَاتٍ، وَخَلَّدَ طَهَارَتَهَا إِلٰى آخِرِ يَوْمٍ يُقْرَأُ فِيْهِ الْقُرْآنُ وَيُؤْمَنُ بِهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حکایت بیان کرنے میں مزید آگے بڑھتی ہیں اور ذکر کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ان سے متعلق لوگوں کی باتوں کے بارے میں کس طرح سوال کیا تھا جبکہ آپ ﷺ ان پر سچائی کا یقین رکھتے تھے لہٰذا فوراً ان کو فضیلت والی پاکدامن عورت کی غیرت لاحق ہو جاتی ہے، ان کے آنسوؤں کی لڑی تھم جاتی ہے یہاں تک کہ ان کو ایک قطرہ کا بھی احساس نہیں رہتا اور وہ امید کرتی ہیں کہ ان کے والدین ان کی طرف سے رسول اللہ ﷺ کو جواب دیں گے لیکن اپنی بیٹی کے مسئلہ پر دفاع سے حیا کرتے ہوئے خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ اپنا دفاع تھا۔ آخرکار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بلیغانہ ادیبہ کی حیثیت سے قوی، صریح اور واضح بیان و کلام پیش کرتی ہیں، سیدنا یعقوب علیہ السلام کے قول کو بطور تمثیل کے بیان کرتی ہیں، اپنے معاملہ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتی ہیں، پھر آسمان سے ان کی براءت نازل ہوتی ہے تو ان کی والدہ ان سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ نبی ﷺ کا شکریہ ادا کریں اور ان کی طرف کھڑی ہوں لیکن وہ پاکدامن عورتوں کے ناز و نخرہ اور مؤمن کی خودداری کی وجہ سے اس بات سے انکار کر دیتی ہیں کہ کسی کی تعریف کریں لیکن اس اللہ کی حمد بیان کرتی ہیں کہ جس نے سات آسمانوں کے اوپر سے ان کی براءت کا اعلان فرمایا اور قرآن کریم کے پڑھے جانے اور اس پر ایمان لائے جانے کے دن تک ان کی پاکیزگی و پاکدامنی ہمیشہ ہمیشہ قائم رکھی۔

<u>فلا تلبث</u> :لبث (س) لُبثًا، لَبثًا ٹھہرنا، تاخیر کرنا (تفعیل) تلبیثًا (إفعال) إلباثًا ٹھہرانا، مقیم کرانا (تفعّل) تلبثًا ٹھہرنا (استفعال) استلباثًا سست پانا، سست سمجھنا۔ <u>یقلص</u>: قلص (ض) قُلوصًا ختم ہونا، کودنا، اکٹھا ہو کر چلنا (ض) قُلوصًا (س) قلَصًا جی متلانا (تفعیل) تقلیصًا سمیٹنا (تفعّل) تقلصًا اکٹھا ہونا، سکڑنا۔ <u>فتنبری</u>: بری (انفعال) انبراءً اتراشا جانا بصلہ [لام] پیش آنا (ض) بَرْيًا (افتعال) ابتراءً تراشنا، کمزور کرنا (إفعال) إبراءً مٹی لگنا

(مفاعلہ) مباراۃً آگے بڑھنے کی کوشش کرنا (تفعّل) تبریًا در پے ہونا۔

وَاقْرَأْ كَذٰلِكَ حِكَايَتَهَا لِلْهِجْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَذِكْرَهَا لِتَفَاصِيْلِهَا وَمَا وَقَعَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَصَاحِبِهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِي الطَّرِيْقِ، وَوُصُوْلِهِمَا الْمَدِيْنَةَ، وَكَيْفَ تَلَقَّاهُمَا الْأَنْصَارُ، وَفَرِحُوْا بِقُدُوْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَكُلُّ ذٰلِكَ مِثَالٌ رَائِعٌ لِلْوَصْفِ الدَّقِيْقِ الْبَلِيْغِ، وَالْبَيَانِ الْقَادِرِ الْوَصَّافِ. وَهُنَالِكَ رِوَايَاتٌ أُخْرٰى طَوِيْلَةُ النَّفَسِ، صَافِيَةُ الْبَيَانِ، تَشْتَمِلُ عَلٰى غُرَرِ الْكَلَامِ وَبَدَائِعِهِ الْحِسَانِ وَمَنَاهِجِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِيْنَ فِيْ كَلَامِهِمْ، كَحَدِيْثِ صُلْحِ الْحُدَيْبِيَّةِ وَحَدِيْثِ الْإِيْلَاءِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ كَانَتْ تَسْتَحِقُّ أَنْ تَكُوْنَ فِي الْمَكَانَةِ الْأُوْلٰى فِيْ دِرَاسَاتِنَا الْأَدَبِيَّةِ، وَلٰكِنَّهَا أُفْلِتَتْ مِنْ نَظَرِ الْمُؤَلِّفِيْنَ وَالنَّاقِدِيْنَ، لِأَنَّهَا لَمْ تَدْخُلْ فِيْ دَوَاوِيْنِ الْأَدَبِ، وَلِأَنَّ تَصَوُّرَهُمْ لِلْأَدَبِ كَانَ تَصَوُّرًا مَّحْدُوْدًا جَامِدًا لَا يَعْدُو الصِّنَاعَةَ.

اسی طرح آپ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ہجرت نبویہ سے متعلق بیان کردہ حکایت تفصیل سے پڑھیں، رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھی (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے ساتھ راستے سے لیکر مدینہ منورہ پہنچنے تک جو کچھ واقعات پیش آئے، کس طرح انصار نے ان کا استقبال کیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے آنے پر کتنے خوش ہوئے۔ (یہ سب آپ پڑھیں) یہ سب گہرے اور بلیغ وصف، قادر بیان وصف شناسی کی انوکھی مثالیں ہیں (جہاں یہ واقعات و روایات ہیں) وہاں بڑے بڑے مضمونوں کی فصیح کلام سے بھرپور دوسری روایات بھی ہیں جو منتخب، تحسینِ کلام کے خوبصورت طرق، اور دور اول (سابقین عرب) کے عربی کلام کے طرق پر مشتمل ہیں۔ مثال کے طور پر جیسے: صلح حدیبیہ کی روایت، ایلاء کی روایت اور اس کے علاوہ دیگر روایات ہیں۔ یہ روایات اس بات کی مستحق تھیں کہ ہمارے ادبی اسباق میں پہلے درجہ ومرتبہ پر ہوتیں لیکن یہ روایات مؤلفین اور ناقدین کی نظر سے چھوٹ گئیں (اس کی ایک وجہ) اسلئے کہ یہ روایات دیوان ادب میں داخل نہیں تھیں اور (دوسری وجہ) ان مؤلفین اور ناقدین کا ادب کے بارے میں جو تصور تھا وہ ایک ایسا جامد اور محدود تھا جو بناوٹ کے قریب تھا

بدائع: [مفرد] بدیعٌ وہ علم جس کے ذریعے تحسینِ کلام کے طریقے جانے جائیں، بغیر نمونے کے پیدا کرنے والا، بغیر نمونے کے پیدا کیا ہوا۔ بدع (ف) بَدْعًا بغیر نمونے کے کوئی چیز بنانا، ایجاد کرنا (ک) بَدْعًا، بَدَاعَۃً انوکھا ہونا، بے مثال ہونا (س) بَدَعًا موٹا ہونا

(إفعال) إبداعًا کسی کام کو خوش اسلوبی سے کرنا (افتعال) ابتداعًا ایجاد کرنا، بدعت نکالنا (استفعال) استبداعًا عجیب ونادر سمجھنا۔ مناهج: [مفرد] منهجٌ واضح راستہ۔ نهج (ف) نهجًا [الطریق] راستہ پر چلنا، پرانا کرنا، واضح کرنا (ف، ن) نهجًا بوسیدہ ہونا (إفعال) إنهاجًا واضح ہونا۔ افلتت: فلت (إفعال) إفلاتًا (تفعّل) تفلتًا (انفعال) انفلاتًا چھوٹنا، رہا ہونا جھگڑا کرنا (ض) فلتًا رہا کرنا، چھوڑنا (مفاعله) فِلاتًا ومفالتةً اچانک آنا، پانا (استفعال) استفلاتًا چھین لینا (افتعال) افتلاتًا بلاتوقف کام کرنا۔ دواوین: [مفرد] الدیوانُ مجموعہ کتب، اشعار وقصائد کا مجموعہ، کچہری۔

وَيَلِي الْحَدِيْثَ كُتُبُ السِّيْرَةِ، فَقَدْ حَفِظَتْ لَنَا جُزْءً اكَبِيْرًا مِّنْ كَلَامِ الْعَرَبِ الْأَقْحَاحِ، وَمَثَّلَتْ تِلْكَ اللُّغَةَ الْبَلِيْغَةَ الَّتِيْ كَانَتْ فِي الْعُصُوْرِ الْعَرَبِيَّةِ الْأُوْلٰى وَهَذَّبَهَا الْإِسْلَامُ وَرَقَّقَهَا، وَاشْتَمَلَتْ عَلٰى قِطَعٍ أَدَبِيَّةٍ لَايُوْجَدُ لَهَا نَظِيْرٌ فِي الْمَكْتَبَةِ الْعَرَبِيَّةِ الْمُتَأَخِّرَةِ. اِقْرَأْ فِيْ سِيْرَةِ ابْنِ هِشَامٍ حَدِيْثَ حَلِيْمَةَ ابْنَةِ أَبِيْ ذُوَيْبٍ السَّعْدِيَّةِ عَنْ رَّضَاعَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَاقْرَأْ فِيْهَا قِصَصَ الْاِضْطِهَادِ وَ التَّعْذِيْبِ، وَاقْرَأْ فِيْهَا مَغَازِيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَحُرُوْبَهٗ، وَاقْرَأْ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَالشَّمَائِلِ، وَفِيْ كُتُبِ التَّارِيْخِ وَالسِّيَرِ أَحَادِيْثَ الْوَصْفِ وَالْحِلْيَةِ تَجِدْ مِنَ الْقُدْرَةِ الْفَائِقَةِ عَلَى الْوَصْفِ وَالتَّعْبِيْرِ وَالْبَيَانِ السَّاحِرِ لِدَقَائِقِ الْحَيَاةِ وَخَوَالِجِ النَّفْسِ وَتَرٰى مِنَ اللُّغَةِ النَّقِيَّةِ الصَّافِيَةِ وَاللَّفْظِ الْخَفِيْفِ وَالتَّعْبِيْرِ الدَّقِيْقِ الرَّقِيْقِ مَايُطْرِبُكَ وَيَمْلَؤُكَ سُرُوْرًا وَلَذَّةً وَثِقَةً وَإِيْمَانًا بِعَبْقَرِيَّةِ هٰذِهِ اللُّغَةِ، وَرَغْبَةً فِيْ دِرَاسَتِهَا وَالتَّوَسُّعِ فِيْهَا.

حدیث کے بعد سیرت کی کتابیں ہیں، سیرت کی کتابوں نے خالص عربی کلام کا ایک بڑا حصہ ہمارے لئے محفوظ کیا ہے، ان کتب سیرت نے اس بلیغ زبان کی نظیر پیش کی ہے جو دور اول کے عربی زمانے میں تھی، اسلام نے اس کو مہذب بنایا اور اس میں نرمی پیدا کی۔ سیرت کی یہ کتابیں ایسے ادبی قطعات پر مشتمل ہیں کہ جن کی نظیر جدید عربی لائبریری میں نہیں ملتی، آپ سیرت ابن ہشام میں رسول اللہ ﷺ کی رضاعت سے متعلق حلیمہ بنت ابی ذویب رضی اللہ عنہا کا واقعہ پڑھیں اور اس میں آپ ''قصص الاضطہاد والتعذیب'' (یعنی نبی ﷺ کے پر مشقت اور کٹھن واقعات وحالات) کا مطالعہ کریں اور (سیرت ابن ہشام میں آپ) ''مغازی رسول وحروبہ'' (یعنی آپ ﷺ کے غزوات اور جنگیں کا مطالعہ کریں)

حدیث وشمائل (نبی کریم ﷺ کی عادات) تاریخ اور سیرت کی کتابوں میں آپ عمدہ اور خوبصورت واقعات پڑھیں تو آپ زندگی کی باریکیوں، دل کے خلجان کے بیان کرنے کا وصف، اس کی تعبیر اور جادو بیانی پر واضح قدرت پائیں گے۔ صاف ستھری زبان، ہلکے پھلکے الفاظ اور گہری وباریک تعبیر میں آپ ایسی چیزیں دیکھیں گے جو آپ کو طرب میں مبتلا کر دیں گی، آپ کو خوشی، لذت، خوداعتمادی، اس زبان کی برتری پر یقین، اوراس کے پڑھنے پر اوراس میں مزید وسعت پیدا کرنے کی رغبت سے بھر دیں گی۔

یلی : ولی (ض،ح) وَلْیًا متصل ہونا، قریب ہونا [لیکن ضرب سے قلیل الاستعمال ہے] (ح) وِلایۃً والی ہونا، محبت کرنا، منصرف ہونا (اِفعال) اِیلاءً (تفعیل) تولیۃً والی مقرر کرنا، پیٹھ دیکر بھاگنا (تفعّل) تولّیًا ذمہ داری لینا، کسی کے کام کے لئے مستعد ہونا (تفاعل) توالیًا پے درپے ہونا (مفاعلہ) موالاۃً وولاءً دوستی کرنا بصلہ [عن] اعراض کرنا، جدا جدا کرنا **الاقحاح**: [مفرد] اقحّ خالص، سخت وبدخو۔ قحّ (ن) قُحوحۃً، قحاحۃً خالص ہونا. **الاضطهاد**: ضہد (افتعال، ف) اضطہادًا، ضَہدًا غلبہ پانا، ظلم کرنا، مجبور کرنا۔ **الحلیۃ**: [جمع] حُلیٌّ زیور، ظاہری شکل وصورت۔ حلی (ض) حَلْیًا زیور بنانا، آراستہ کرنا، سنوارنا (س) حَلْیًا زیور پہننا (تفعیل) تحلیۃً زیور پہنانا، زیور بنانا۔ **خوالج**[مفرد] خالجۃٌ (فاعل) خلجان میں ڈالنے والی۔ خلج (ن،ض) خَلْجًا، کما یقال "خلجته امور الدنیا" دنیا کے بکھیڑوں نے اس کو خلجان میں ڈال دیا یعنی پھنسالیا (س) خَلَجًا بگڑنا (افتعال) اختلاجًا پھڑکنا، خلجان ہونا. **یطرب**: طرب (س) طرَبًا خوشی یا غم سے جھومنا (تفعیل) تطریبًا گانا وسُر نکالنا، خوشی پر برانگیختہ کرنا۔

وَهٰكَذَا صَانَ اللّٰهُ هٰذِهِ اللُّغَةَ الْكَرِيْمَةَ الْأَمِيْنَةَ لِلْقُرْآنِ مِنَ الضَّيَاعِ وَ انْتَقَلَتْ ثَرْوَتُهَا مِنْ جِيْلٍ إِلٰى جِيْلٍ وَمِنْ كِتَابٍ إِلٰى كِتَابٍ، حَتّٰى جَاءَ دَوْرُ التَّأْلِيْفِ وَالتَّارِيْخِ فِي الْقَرْنِ الثَّالِثِ وَالرَّابِعِ، وَحَفِظَ لَنَا الْمُؤَرِّخُوْنَ أَمْثَالَ الطَّبْرِيِّ وَالْمَسْعُوْدِيِّ، وَالْأُدَبَاءِ، أَمْثَالَ الْجَاحِظِ وَابْنِ قُتَيْبَةَ وَأَبِي الْفَرَجِ الْأَصْبَهَانِيِّ ثَرْوَةً زَاخِرَةً مِّنَ الْأَدَبِ فِيْ كُتُبِهِمْ وَحَفِظُوْا لَنَا تِلْكَ اللُّغَةَ الْعَذْبَةَ الْبَلِيْغَةَ الَّتِيْ كَانَ الْعَرَبُ الصُّرَحَاءُ يَتَكَلَّمُوْنَ بِهَا فِيْ بُيُوْتِهِمْ وَعَلٰى مَوَائِدِهِمْ وَفِيْ مَجَالِسِ انْبِسَاطِهِمْ وَجَاءَ مِنْهَا الشَّيْئُ الْكَثِيْرُ فِيْ كِتَابِ الْبُخَلَاءِ لِلْجَاحِظِ وَكِتَابِ الْإِمَامَةِ وَالسِّيَاسَةِ لِابْنِ قُتَيْبَةَ وَكِتَابِ الْأَغَانِيْ لِأَبِي الْفَرَجِ الْأَصْبَهَانِيِّ (عَلٰى ضَآلَةِ قِيْمَةِ الْكِتَابَيْنِ الْأَخِيْرَيْنِ التَّارِيْخِيَّةِ)، وَرَوْضَةِ الْعُقَلَاءِ وَنُزْهَةِ الْفُضَلَاءِ

وَكِتَابُ الْأَمْتَاعِ وَالْمُوَانَسَةِ لِأَبِي حَيَّانَ التَّوْحِيدِيِّ، وَهٰذِهِ كُتُبُ التَّارِيخِ وَالْأَدَبِ الَّتِي تُمَثِّلُ لَنَا الْعَرَبِيَّةَ فِي جَمَالِهَا الْأَوَّلِ وَنَقَائِهَا الْأَصِيلِ وَسَعَتِهَا النَّادِرَةِ

اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس معزز زبان کی جو قرآن کریم کی امانت دار ہے ضائع ہونے سے حفاظت فرمائی اور اس کی دولت نسل در نسل اور کتاب در کتاب منتقل ہوئی یہاں تک کہ تیسری اور چوتھی صدی ہجری میں تالیف اور تاریخ کا دور آ گیا۔ طبری اور مسعودی جیسے مؤرخین نے، جاحظ، ابن قتیبہ اور ابوالفرج اصبہانی جیسے ادیبوں نے اپنی کتابوں میں ہمارے لئے ادب سے چھلکنے والی دولت جمع کر دی، ہمارے لئے وہی پرکشش اور بلیغ لغت محفوظ کی جس کا خالص عرب اپنے گھروں اور خوشی وغمی کی مجالس میں تکلم کرتے تھے۔ اس کا وافر حصہ جاحظ کی ''البخلاء'' ابن قتیبہ کی ''الامامۃ والسیاسۃ'' ابوالفرج اصبہانی کی ''الاغانی'' (باوجودیکہ ان دونوں کتابوں کی تاریخی حیثیت کم ہے) اور ابوحیان توحیدی کی ''روضۃ العقلاء'' ''نزھۃ الفضلاء'' اور ''کتاب الامتاع والموانسۃ'' جیسی کتابوں میں آ گیا ہے۔ یہ تاریخ و ادب کی وہ کتب ہیں جو زبان عربی کو اس کے سابقہ جمال، اچھوتے جوہر اور اس کی بے مثال کشادگی میں (ڈھال کر) ہمارے لئے نقشہ کھینچ دیتی ہیں۔

صَانَ: صون (ن) صَوْنًا، صِيَانًا (افتعال) اصطیانًا حفاظت کرنا (تفعّل) تصوّنًا نفس کی حفاظت کرنا، بچنے کے لئے تکلف کرنا۔ زاخرة: [فاعل] چھلکنے والی، کریم، فیاض۔ الصرحاء: خالص شئے۔ صرح (ک) صَراحةً، صُروحةً خالص ہونا، صاف ہونا (ف) صَرحًا (إفعال) إصراحًا ظاہر کرنا (تفعیل) تصریحًا بغیر کنایہ کے کھلم کھلا کہنا۔ موائد: [مفرد] موئدۃ مصیبتیں۔ وأد (ض) وَأْدًا زندہ درگور کرنا، بوجھل کرنا (تفعّل) تواُّدًا (افتعال) اتّئادًا مہلت و آہستگی سے کام کرنا۔ نقائها: [مفرد] نُقاوۃٌ عمدہ حصہ، خلاصہ۔ نقو (ن) نَقْوًا گودا نکالنا گودا چونکہ اصل ہوتا ہے اس لئے اس سے جوہر کا معنی مراد لیا گیا ہے۔

ثُمَّ جَاءَ دَوْرُ الْمُتَكَلِّفِينَ الْمُقَلِّدِينَ لِلْعَجَمِ، وَنَبَغَ فِي الْعَوَاصِمِ الْعَرَبِيَّةِ أَمْثَالُ أَبِي إِسْحَاقَ الصَّابِيِّ وَأَبِي الْفَضْلِ بْنِ الْعَمِيدِ وَالصَّاحِبِ بْنِ عَبَّادٍ، وَأَبِي بَكْرٍ الْخَوَارِزْمِيِّ، وَبَدِيعِ الزَّمَانِ الْهَمَدَانِيِّ وَأَبِي الْعَلَاءِ الْمُعَرِّي، وَاخْتَرَعُوا أُسْلُوبًا لِلْكِتَابَةِ وَالْإِنْشَاءِ هُوَ بِالصِّنَاعَةِ الْيَدَوِيَّةِ وَالْوَشْيِ وَالتَّطْرِيزِ أَشْبَهُ مِنْهُ بِالْبَيَانِ الْعَرَبِيِّ السَّلْسَالِ وَكَلَامِ الْعَرَبِ الْأَوَّلِينَ الْمُرْسَلِ الْجَارِي مَعَ الطَّبْعِ وَغَلَبَ عَلَيْهِمُ السَّجْعُ وَالْبَدِيعُ وَغَلَوْا فِي ذٰلِكَ غُلُوًّا أَذْهَبَ بَهَاءَ اللُّغَةِ وَرُوَائَهَا

وَقُيِّدَ الْأَدَبُ بِسَلَاسِلَ وَأَغْلَالٍ أَفْقَدَتْ حُرِّيَّتَهٗ وَانْطِلَاقَهٗ وَخِفَّةَ رُوْحِهٖ وَجَمَالِهٖ.

پھر تصنع اور عجمیوں کی پیروی کرنے والوں کا دور آیا اور عربی دار السلطنت میں ابو اسحاق صابی، ابو الفضل بن عمید، صاحب بن عباد، ابو بکر خوارزمی، بدیع الزمان ہمدانی اور ابو العلاء معری جیسے لوگ ظاہر ہوئے، جنہوں نے کتابت اور انشاء کا ایسا اسلوب ایجاد کیا جو خود ساختہ، آراستہ و پیراستہ اس طرح خوشنما بنا دیا گیا تھا کہ وہ خوشگوار عربی اور متقدمین عرب کے آزاد غیر مسجع، رواں کلام کے ساتھ باوجود عیب دار ہونے کے مشابہ ہو گیا لیکن ان لوگوں پر سجاعت (سجع بندی) و بداعت کا غلبہ ہوا اور انہوں نے اسمیں ایسا غلو کیا جو لغت (عربی) کی رونق و خوشنمائی کو ختم کر گیا اور ادب کو ایسی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیا گیا جنہوں نے اس کی آزادی، روانگی، اس کی روح اور جمال کا خفیف ہونا نظروں سے اوجھل کر دیا۔

نبغ: نبغ (ف،ض،ن) نَبْغًا، نُبُوغًا ظاہر ہونا (إفعال) إنباغًا آنا جانا۔ العواصم: [مفرد] العاصمۃ دار السلطنت، مدینہ منورہ کا لقب۔ عصم (ض) عصمًا کمائی کرنا، روک لینا (افتعال) اعتصامًا ہاتھ سے پکڑنا، گناہ سے باز رہنا، باندھنا (إفعال) إعصامًا پکڑنا، لازم ہونا۔ الوشي: وشی (ض) وَشْيًا، وَشِيَۃً (تفعیل) توشیۃً منقش کرنا، جھوٹ بولنا، کپڑا اٹھانا (ض) وِشایۃً چغلخوری کرنا، بکثرت ہونا (إفعال) إیشاءً ابتدائی نباتات ظاہر ہونا، جاننا، تندرست کرنا (تفعّل) توشیًا نقش و نگار ہونا، سفیدی کا پھیلنا (افتعال) ایتشاءً ٹوٹی ہوئی شی کا درست ہونا۔ التطریز: طرز (تفعیل) تطریزًا خوش نما بنانا، بیل بوٹے بنانا (س) طَرَزًا بد خلقی کے بعد اچھا اخلاق ہونا، لباس فاخرہ استعمال کرنا (ن) طَرْزًا گھونسہ مار کے ہٹانا۔ السلسال: شیریں، خوشگوار۔ السجع: سجع (ف) سَجْعًا مقفٰی کلام بولنا، لمبی آواز نکالنا۔ رواء: بضم الراء خوشنمائی، چہرہ کی رونق۔ سلاسل: [مفرد] سَلْسَلَۃٌ زنجیر، کوہان کا لمبا ٹکڑا، سطریں۔ سلسل (فعلل) سلسلۃً ایک کو دوسرے سے جوڑنا (تفعلل) تسلسلًا [الماء] پست زمین میں پانی کا بہنا [الثوب] کپڑے کا پہننے سے پتلا پڑنا۔ أغلال: [مفرد] الغُلُّ ہتھکڑی یا طوق۔ غلل (ن) غلًّا داخل ہونا، داخل کرنا، چپکے سے لینا اور اپنے مال میں ملا دینا (ض) غِلًّا، غلیلًا کینہ رکھنا (تفعیل) تغلیلًا ہاتھ میں ہتھکڑی یا گلے میں طوق ڈالنا۔

وَتَزَعَّمَ هٰؤُلَاءِ الْأَدَبَ الْعَرَبِيَّ وَاحْتَكَرُوْهُ وَخَضَعَ لَهُمُ الْعَالَمُ الْعَرَبِيُّ الْإِسْلَامِيُّ لِنُفُوْذِهِمْ وَعُلُوِّ مَكَانَتِهِمْ تَارَةً، وَلِلْانْحِطَاطِ الْفِكْرِيِّ وَالْاِجْتِمَاعِيِّ الَّذِيْ كَانَ يَسُوْدُ عَلَى الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ أُخْرٰى، وَأَصْبَحَ أُسْلُوْبُهُمْ لِلْكِتَابَةِ هُوَ

الْأُسْلُوْبُ الْوَحِيْدُ الَّذِيْ يُحْتَذٰى وَيُقَلَّدُ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ .

ان لوگوں نے عربی ادب گھڑا اور ذخیرہ کیا اور عالم عربی اسلامی یا توان کی بالادستی اور بلند مرتبت کی وجہ سے یا پھر اس فکری اور اجتماعی پستی کی وجہ سے جو دوسرے عالم اسلامی کی قیادت کررہی تھی ان کا ماتحت ہوگیا اور ان لوگوں کا اسلوبِ کتابت ہی ایک ایسا یکتا اسلوب ہوگیا جس کی عالم اسلام میں پیروی اور تقلید کی جانے لگی۔

یحتذي : حذو (افتعال) احتذاءً پیروی کرنا، جوتا پہنانا (ن) حَذْوًا، حِذاءً نمونہ پر کاٹنا (مفاعلۃ) محاذاۃً مقابل میں ہونا۔

وَجَاءَ أَبُو الْقَاسِمِ الْحَرِيْرِيُّ فَأَلَّفَ الْمَقَامَاتِ، وَهُوَ أُسْلُوْبُ الْكِتَابَةِ الْمُسَجَّعَةِ الْمُخْتَمِرُ، وَتَهَيَّأَتْ لِقُبُوْلِهَا النُّفُوْسُ فَعَكَفَ عَلَيْهَا الْعَالَمُ الْإِسْلَامِيُّ دِرَاسَةً وَشَرْحًا وَتَقْلِيْدًا وَحِفْظًا، وَتَغَلْغَلَتْ فِيْ مَدَارِسِ الْفِكْرِ وَالْأَدَبِ، وَبَقِيَتْ مُسَيْطِرَةً عَلَى الْعُقُوْلِ وَالْأَقْلَامِ أَطْوَلَ مُدَّةٍ تَمَتَّعَ بِهَا كِتَابٌ أَدَبِيٌّ، وَمَاذَاكَ لِفَضْلِ الْكِتَابِ بَلْ لِأَنَّهُ قَدْ وَافَقَ هَوَى النُّفُوْسِ وَصَادَفَ عَصْرَ الْجُمُوْدِ وَالْعُقْمِ الْأَدَبِيِّ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ .

چنانچہ ابوالقاسم حریری آئے اور انہوں نے ''مقامات'' تالیف کی وہ انشاء کا مسجع و مخمور اسلوب تھا لوگ اس کو قبول کرنے کیلئے آمادہ ہوگئے چنانچہ عالم اسلام اس کے پڑھانے ،شرح کرنے ،اتباع کرنے اور یاد کرنے میں منہمک ہوگیا اور یہ کتاب فکر وادب کے مدارس میں زبردستی داخل ہوگئی۔ اتنی مدت دراز تک جتنی مدت کی وجہ سے کوئی ادبی کتاب فائدہ حاصل کرسکتی ہے یہ کتاب قلم اور عقلوں میں باقی رہی (اس دوران) ادبی محررین اس سے لطف اندوز ہوتے رہے، یہ (سب کچھ) کتاب کی فضیلت کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس وجہ سے تھا کہ یہ ان کی نفسانی خواہشات کے موافق تھی اور کتاب نے زمانہ کا خشک ہونا (اہل ادب سے) اور عالم اسلام میں ادبی بانجھ پن پایا تھا۔

المختمر : خمر (افتعال) اختمارًا شراب بن جانا، اوڑھنی ڈالنا (ن،ض) خَمْرًا چھپانا، شراب پلانا (س) خَمَرًا پوشیدہ ہونا، سابقہ حالات سے بدل جانا (تفعیل) تخمیرًا ڈھانپ لینا (مفاعلہ) مخامرۃً بیع میں دھوکہ دینا (إفعال) إخمارًا چھپنا، چھپانا، غافل کرنا. تھیأت : ھیٔ (تفعّل) تھیّوءًا تیار ہونا، آمادہ ہونا (ض،ک،س) ھَیْأَۃً خوش شکل ہونا (تفعیل) تھیئۃً، تھیأً درست کرنا (مفاعلہ) مھایاۃً موافقت کرنا۔ تغلغلت : غلغل (تفعلل) تغلغلًا

تختی سے داخل ہونا (فعلل) غلغلاً تختی سے داخل ہونا، جلدی کرنا۔ صادف: صدف (ن، ض) صَدفًا، صُدُوفًا پھر جانا (ض) صَدفًا بصلہ [عن] اعراض کرنا، پھیر دینا (س) صَدَفًا گھوڑے کی رانوں کا قریب ہونا اور کھروں کا دور ہونا (إفعال) إصدافًا بصلہ [عن] پھیر دینا، ہٹا دینا (مفاعلہ) مصادفۃً پانا۔

ثُمَّ جَاءَ الْقَاضِي الْفَاضِلُ، مُجَدِّدُ أُسْلُوْبِ الْحَرِيْرِيِّ وَبِالْأَصَحِّ مَقَلِّدُهُ، وَهُوَ وَزِيْرُ أَعْظَمُ دَوْلَةٍ إِسْلَامِيَّةٍ فِيْ عَصْرِهَا، وَكَاتِبُ سِرِّ أَحَبِّ سُلْطَانٍ فِيْ عَهْدِهِ صَلَاحِ الدِّيْنِ الْأَيُّوْبِيِّ قَاهِرِ الصَّلِيْبِيِّيْنَ وَمُعِيْدِ مَجْدِ الْمُسْلِمِيْنَ، فَانْتَشَرَ أُسْلُوْبُهُ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ وَحَرَصَ عَلٰى تَقْلِيْدِهِ الْكُتَّابُ وَالْمُنْشِئُوْنَ فِيْ إِنْحَاءِ الْمَمْلَكَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ.

پھر قاضی الفاضل (جن کا مختصر تعارف آگے آرہا ہے) آئے جو کہ علامہ حریری کے اسلوب کی تجدید کرنے والے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ ان کے مقلد تھے، یہ اپنے زمانے کی دولت اسلامیہ کے وزیر اعظم اور اپنے زمانے کے محبوب ترین بادشاہ صلاح الدین ایوبی جو کہ عیسائیوں پر غالب آنے والے اور مسلمانوں کی ناموری واپس لانے والے ہیں کے راز کو لکھنے والے تھے چنانچہ ان کا طرز تحریر عالم اسلام میں شہرت پا گیا اور مملکت اسلامیہ کے اطراف میں محررین اور انشاء پرداز ان کی پیروی میں حرص کرنے لگے۔

وَهٰكَذَا بَقِيَ أُسْلُوْبٌ وَحِيْدٌ يَتَحَكَّمُ فِي الْعَالَمِ الْإِسْلَامِيِّ وَيُسَيْطِرُ عَلَى الْأَوْسَاطِ الْأَدَبِيَّةِ وَأَصْبَحَ مَاخَلَفَهُ هٰؤُلَاءِ الْكُتَّابُ الْمُتَصَنِّعُوْنَ مِنْ تُرَاثٍ أَدَبِيٍّ هُوَ الْمَعْنٰى بِالْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ، وَجَاءَ الْمُؤَرِّخُوْنَ لِلْأَدَبِ فَاعْتَبَرُوْهُمْ أَئِمَّةَ الْبَلَاغَةِ وَأُمَرَاءَ الْبَيَانِ وَأَصْحَابَ الْأَسَالِيْبِ وَقَدَّمُوْا مَا كَتَبُوْهُ وَعَرَضُوْهُ لِلدَّارِسِيْنَ وَالْبَاحِثِيْنَ وَقَلَّدَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَتَنَاقَلُوْهُ، وَأَصْبَحَتْ كُتُبُ التَّارِيْخِ وَالْأَدَبِ نُسْخَةً وَاحِدَةً وَأَصْبَحَتِ الْكِتَابَةُ صُوْرَةً وَاحِدَةً مِنَ الْقَرْنِ التَّاسِعِ إِلَى الْقَرْنِ الثَّالِثَ عَشَرَ، لَايُسْتَثْنٰى مِنْهَا إِلَّا عَبْقَرِيَّانِ اثْنَانِ، أَوَّلُهُمَا ابْنُ خَلْدُوْنَ، وَثَانِيْهِمَا الْإِمَامُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحِيْمِ الدِّهْلَوِيُّ (م ۱۱۷۶ھ) وَتَنَاسَى هٰؤُلَاءِ مَا كَتَبَ غَيْرُهُمْ وَانْصَرَفَ النَّاسُ، حَتَّى الْبَاحِثِيْنَ مِنْهُمْ، عَنْ ذَخَائِرِ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ الثَّمِيْنَةِ، وَلَمْ يُفَكِّرْ أَحَدٌ فِيْ أَنْ يَبْحَثَ التَّارِيْخَ وَالسِّيَرَ وَالتَّرَاجِمَ وَفِيْ مُؤَلَّفَاتِ الْعُلَمَاءِ عَنْ قِطَعٍ أَدَبِيَّةٍ رَائِعَةٍ تَفُوْقُ، فِيْ قُوَّتِهَا وَحَيَوِيَّتِهَا، وَسَلَاسَتِهَا وَسَلَامَتِهَا وَفِيْ بَلَاغَتِهَا وَجَمَالِ

لُغتِهَا،عَلٰى دَوَاوِينَ أَدَبِيَّةٍ وَمَجَامِيعَ وَرَسَائِلَ أَكَبَّ عَلَيْهَا النَّاسُ وَافْتَتَنُوْا بِهَا.

اسی طرح عالم اسلام میں ادب کے حلقوں کے درمیان یہ نرالا طرزِ تحریر مشہور ہوا اور چھایا رہا، ان تصنع کرنے والے محررین نے جو ادب عربی کی میراث پیچھے چھوڑی وہی ادب عربی کا معنی بن گئی پھر ادب کے مؤرخین آئے انہوں نے (ان مذکورہ لوگوں کو) بلاغت کے امام، بیان کے بادشاہ اور اصحاب الاسالیب اعتبار کیا، انہوں نے جو کچھ لکھا تھا وہ (ان مؤرخین نے) طلبہ اور بحث وتفتیش کرنے والوں کے سامنے لاکر پیش کر دیا، ان میں سے بعض نے بعض کی پیروی کی اور ایک دوسرے سے نقل کیا (اس کے نتیجہ میں) تاریخ وادب کی کتابیں ایک ہی نسخہ بن گئیں اور نویں صدی سے تیرھویں صدی تک ایک ہی طرز کی کتابت ہوگئی اس سے کوئی بھی مستثنیٰ نہیں، سوائے دو غیر معمولی عظیم شخصیتوں کے، ان میں سے پہلے ابن خلدون اور دوسرے امام احمد بن عبد الرحیم دہلوی (متوفی ۱۱۶۷ھ) ہیں ان مؤرخین نے وہ سب کچھ اپنے آپ سے اوجھل کر دیا جو ان کے علاوہ دوسرے لوگوں نے لکھا تھا اور تمام لوگوں سے حتیٰ کہ ادب عربی کے قیمتی ذخائر سے بحث وتفتیش کرنے والوں سے بھی انحراف کیا، ان میں سے کسی نے نہ سوچا کہ وہ تاریخ، سیر، حالات اور علماء کے ان ادبی، خوشنما شہ پاروں کی تالیفات میں بحث کریں جو اپنی قوت، ہیبت، روانی، سلامتی، بلاغت اور لغت کے جمال میں ان ادبی دفاتر، مجموعوں اور رسائل پر فائق ہیں جن پر لوگ اوندھے منہ گرے اور ان کی وجہ سے فتنہ میں پڑ گئے۔

ویسیطر: سیطر (فعلل) سیطرۃً نگہبان ہونا، داروغہ ہونا۔ رائعة: تعجب خیز، خوشگوار، حسن یا بہادری کی وجہ سے تعجب میں ڈالنے والا، خوش کن [جمع] رَوَائِعُ، رُوَّعٌ۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۹ پر ہے۔ سلاستها: سلس (س) سَلَاسَةً، سُلُوْسًا، آسانی سے مطیع ہونا (تفعّل) تسلسًا لٹکنا، [السَّلَس] نرمی، تابعداری۔ أکب: کبب (ن) کَبًّا اوندھا کر دینا، پچھاڑنا، بھاری ہونا (إفعال) إکبابًا پچھاڑنا، سرنگوں ہونا (تفاعل) تکابًا بھیڑ کرنا (تفعل) تکبا کپڑے میں لپٹنا (انفعال) انکبابًا لازم ہونا۔

هٰذَا وَقَدْ بَقِيَتْ طَائِفَةٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ، حَتّٰى فِيْ عُصُوْرِ الْاِنْحِطَاطِ الْأَدَبِيِّ، غَيْرَ خَاضِعِيْنَ لِأُسْلُوْبٍ تَقْلِيْدِيٍّ فِيْ عَصْرِهِمْ، مُتَحَرِّرِيْنَ مِنَ السَّجْعِ وَالْبَدِيْعِ وَالصَّنَائِعِ وَالْمُحْسِنَاتِ اللَّفْظِيَّةِ يَكْتُبُوْنَ وَيُؤَلِّفُوْنَ فِيْ لُغَةٍ عَرَبِيَّةٍ نَقِيَّةٍ وَفِيْ أُسْلُوْبٍ مَطْبُوْعٍ يَتَدَفَّقُ بِالْحَيَاةِ، إِذَا قَرَأَهُ الْإِنْسَانُ مَلَكَهُ الْإِعْجَابُ وَآمَنَ بِفِكْرَتِهِمْ وَ

خَضَعَ لِعَقِيدَتِهِمْ وَلِمَايُقَرِّرُوْنَهُ،وَهٰذِهِ الْقِطَعُ الَّتِيْ طُوِيَتْ فِيْ أَثْنَاءِ كُتُبٍ عِلْمِيَّةٍ أَوْدِيْنِيَّةٍ فَجَهِلَهَاالْأُدَبَاءُ وَزَهَدَ فِيْهَاتَلَامِيْذُالْأَدَبِ هِيَ مِنْ بَقَايَاالْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ الْأَصِيْلِ،وَهِيَ الَّتِيْ عَاشَتْ بِهَاالْعَرَبِيَّةُ هٰذِهِ السِّنِيْنَ الطِّوَالَ وَهِيَ الَّتِيْ يَفْزَعُ إِلَيْهَاالْمُتَأَدِّبُ الْمُتَذَوِّقُ وَهِيَ رِيَاضٌ خَضْرَاءُ فِيْ صَحْرَاءِ الْعَرَبِيَّةِالْقَاحِلَةِ الَّتِيْ تَمْتَدُّ مِنْ عَصْرِابْنِ الْعَمِيْدِإِلٰى عَصْرِالْقَاضِيْ الْفَاضِلِ إِلٰى أَنْ جَاءَ ابْنُ خُلْدُوْنَ.

اس کے ساتھ ساتھ علماء کی ایک ایسی جماعت ادبی پستی کے زمانوں میں بھی باقی رہی جو اپنے زمانہ کے تقلیدی اسلوب کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ سجع بندی، بدیع صنائع اور محسنات لفظیہ سے آزاد، صاف وشفاف عربی اور ایسے ڈھلے ہوئے اسلوب میں لکھتے اور تالیف کرتے جو زندگی میں جوش پیدا کردیتا ہے۔ جب انسان اس کو پڑھتا ہے تو اسکو حیرت کا مالک بنادیتی ہے (حیرت میں ڈوب جاتا ہے) ان کی فکر کو تسلیم کرلیتا ہے، ان کی عقیدت اوران کی ثابت کردہ بات کے لئے فروتنی کا اظہار کرتا ہے۔ یہی وہ قطعے ہیں جو علمی یا دینی کتب میں سموئے گئے اور ادباء ان سے غافل ہوئے، طلباء ادب ان سے بے رغبت رہے (حقیقت میں) یہی اصلی ادب عربی کا بقیہ جات ہیں، انہی کی وجہ سے عربی ان کئی سالوں میں باقی رہی، انہی کی طرف ذوق وادب کے طالب فریاد چاہتے ہیں اور یہ عربی کے ان بے رونق بیابانوں میں سرسبز باغ ہیں جو ابن عمید کے زمانے سے قاضی الفاضل کے زمانے تک پھیلے رہے یہاں تک کہ ابن خلدون کا زمانہ آگیا۔

__یتدفق__: دفق (تفعل) تدفقا تیزی سے گرنا، زور سے گرنا (ض،ن) دَفْقًا زور سے گرانا (ن) دَفْقًا، دُفُوقًا بھرکر بہنا، گرنا (إفعال) إدفاقًا گرا کر خالی کردینا۔ __طویت__: طوی (ض) طَیًّا لپیٹنا، بھوکے رہنے کا ارادہ کرنا (س) طَوًی بھوکا ہونا (انفعال) انطواءً جمع ہونا (افتعال) اطواءً لپیٹا جانا۔ __القاحلة__: قحل (ف) قُحُولًا (س) قَحَلًا خشک ہونا (إفعال) إقحالًا خشک کرنا (مفاعلہ) مقاحلۃً کسی چیز سے لازم رہنا (تفعّل) قحلًا بڑھاپے کی وجہ سے خشک کھال والا ہونا۔

إِنَّ مَا كَانَ كَتَبَ هٰؤُلَاءِ الْعُلَمَاءُ غَيْرَ مُعْتَقِدِيْنَ أَنَّهُمْ يَكْتُبُوْنَ لِلْأَدَبِ وَلَازَاعِمِيْنَ أَنَّهُمْ فِيْ مَكَانَةٍ عَالِيَةٍ مِّنَ الْإِنْشَاءِ هُوَالَّذِيْ يُسْعِدُ الْعَرَبِيَّةَ وَيُشْرِفُهَا أَكْثَرَمِمَّايُسْعِدُهَاوَيُشْرِفُهَا كِتَابَاتُ الْأُدَبَاءِ وَرَسَائِلُهُمْ وَمَوْضُوْعَاتُهُمُ الْأَدَبِيَّةُ، وَأَخَافُ لَوْأَنَّهُمْ قَصَدُوْاالْأَدَبَ وَتَكَلَّفُوْاالْإِنْشَاءَ لَفَسَدَتْ كِتَابَتُهُمْ وَفَقَدَتْ

ذٰلِکَ الرَّوْنَقَ وَتِلْکَ الْعَذُوْبَةَ الَّتِی تَمْتَازُبِهَا کِتَابَتُهُمْ وَخَسِرْنَا هٰذِهِ الْقِطَعَ الْجَمِیْلَةَ الْمَلِیْئَةَ بِالْحَیَاةِ، فَقَدِالْتَصَقَتْ بِالْأَدَبِ شُرُوْطٌ وَصِفَاتٌ وَتَقَالِیْدُ هِیَ الْمُفْسِدَةُ لَهُ، الطَّامِسَةُ لِنُوْرِهِ، فَلَا بُدَّ فِیْهِ مِنَ السَّجْعِ وَالصِّنَاعَةِ وَلَا بُدَّ فِیْهِ مِنَ الْبَدِیْعِ وَ الْمُحْسِنَاتِ اللَّفْظِیَّةِ وَلَابُدَّ مِنْ تَقْلِیْدِ مَنْ یُعَدُّ فِی الطَّبَقَةِ الْأُوْلٰی مِنَ الْأُدَبَاءِ، أَمَّاالْکِتَابَاتُ الْعِلْمِیَّةُ التَّارِیْخِیَّةُ أَوِالدِّیْنِیَّةُ فَلَیْسَتْ فِیْهَا هٰذِهِ الْإِلْتِزَامَاتُ وَهٰذِهِ الشُّرُوْطُ الْقَاسِیَةُ فَتَأْتِی أَبْلَغَ وَأَجْمَلَ ۔

بلاشبہ ان علماء نے جو کچھ بھی لکھا اس اعتقاد سے نہیں لکھا کہ وہ ادب کے لئے لکھ رہے ہیں اور نہ ہی اس گمان سے کہ وہ انشاء پردازی کے کسی اونچے مقام پر (فائز) ہیں اور یہی چیز عربی کو زیادہ درست اور سیدھا کرتی ہے بنسبت اس درشتگی اور سدھائی کے جس کو ادیبوں نے اپنے مضامین، رسائل اور ادبی موضوعات میں کیا ہے، مجھے تو ڈر ہے کہ اگر وہ ادب کا قصد کرتے اور انشاء پردازی کا تکلف کرتے تو ان کی تحریر خراب ہو جاتی اور وہ رونق و چاشنی ختم ہو جاتی جس کی بناء پر ان کی تحریر ممتاز ہوئی اور ہم ان خوبصورت زندگی سے بھرپور شہ پاروں سے محروم ہو جاتے۔ ادب کے ساتھ ایسی شرطیں، صفات اور رسوم چپکا دیئے گئے جو اس کو خراب کرنیوالے ہیں اور اس کے نور کو بجھا دینے والے ہیں چنانچہ اس میں سجع اور صناعت ناگزیر ہیں، بداعت اور محسنات لفظیہ ضروری ہیں اور جن ادیبوں کو طبقہ اولیٰ میں شمار کیا گیا ہے ان کی تقلید لازم ہے۔ رہی بات ان علمی، تاریخی یا دینی مضامین کی چونکہ ان میں یہ التزامات اور اندھی شرائط نہیں ہیں لہٰذا وہ انتہائی بلیغ اور خوبصورت طریقہ پر نمودار ہوئے ہیں۔

<u>التصقت</u>: لصق (افتعال) التصاقًا (س) لَصَقًا، لُصُوْقًا چپکنا (إفعال) إلصاقًا چپکانا، زخمی کرنا (مفاعلہ) ملاصقۃً چپکانا۔ <u>الطامسة</u>: [جمع] طامساتٌ، طوامسُ۔ طمس (ن، ض) طَمْسًا، طُمُوْسًا (تفعّل) تطمّسًا (انفعال) انطماسًا بے نور رہونا، مٹنا (ض) طَمْسًا مٹانا، ہلاک کرنا، ڈھانپ لینا (ض) طَمَاسَۃً اندازہ کرنا۔

وَنَرٰی الْکَاتِبَ الْوَاحِدَ إِذَاتَنَاوَلَ مُوْضُوْعًاأَدَبِیًّا وَتَکَلَّفَ الْإِنْشَاءَ تَدَلّٰی وَأَسَفَ وَتَعَسَّفَ وَتَکَلَّفَ وَلَمْ یَأْتِ بِخَیْرٍ، وَإِذَااسْتَرْسَلَ فِی الْکَلَامِ وَکَتَبَ فِی مُوْضُوْعٍ عِلْمِیٍّ أَوْ دِیْنِیٍّ أَحْسَنَ وَأَجَادَ، هٰکَذَانَرٰی الزَّمَخْشَرِیَّ مُتَکَلِّفًا مُقَلِّدًا فِی (أَطْوَاقِ الذَّهَبِ) وَکَاتِبًامُوَفَّقًا بَلِیْغًا فِی مُقَدِّمَةِ (الْمُفَصَّلِ) وَفِی مَوَاضِعَ مِنْ تَفْسِیْرِهِ (الْکَشَّافِ) وَنَجِدُ ابْنَ الْجَوْزِیِّ غَیْرَ مُوَفَّقٍ فِی کِتَابِهِ (الْمُدْهِشِ)

وَ كَاتِبًا مُتَرَسِّلًا بَلِيْغًا فِيْ كِتَابِهِ (صَيْدِ الْخَاطِرِ) وَظَنِّيْ أَنَّهُمَا كَانَا يَعْتَبِرَانِ أَثَرَيْهِمَا الْأَدَبِيَّيْنِ (أَطْوَاقِ الذَّهَبِ) وَ(الْمُدْهِشِ) مِنْ أَفْضَلِ كِتَابَاتِهِمَا الْأَدَبِيَّةِ الَّتِيْ يَعْتَمِدَانِ عَلَيْهَا وَيَفْتَخِرَانِ بِهَا وَلَعَلَّ عَصْرَهُمَا صَفَقَ لِهٰذَيْنِ الْكِتَابَيْنِ الْأَطْوَاقِ وَالْمُدْهِشِ أَكْثَرَ مِمَّا صَفَقَ لِكِتَابَاتِهِمُ الْعِلْمِيَّةِ وَالْأَدَبِيَّةِ وَالدِّيْنِيَّةِ. وَلٰكِنَّ قَاضِيَ الزَّمَانِ وَحَاكِمَ الذَّوْقِ قَدْ حَكَمَا بِالْعَدْلِ، وَلَيْسَ الْيَوْمَ لِلْكِتَابَيْنِ الْأَوَّلَيْنِ قِيْمَةٌ كَبِيْرَةٌ، أَمَّا صَيْدُ الْخَاطِرِ وَتَلْبِيْسُ إِبْلِيْسَ وَالْمُفَصَّلُ وَالْكَشَّافُ فَهِيَ جَدِيْرَةٌ بِالْبَقَاءِ جَدِيْرَةٌ بِكُلِّ اعْتِنَاءٍ.

ہم ایک محرر کو دیکھتے ہیں کہ جب وہ کسی ادبی موضوع کو اختیار کرتا ہے، انشاء میں دشواری اٹھاتا ہے، اوپر سے نیچے آتا ہے، معمولی کاموں میں الجھتا ہے، بے راہ روی اختیار کرتا ہے، تکلف کرتا ہے، کوئی بہتری نہیں لاتا مگر جب گفتگو میں وسعت پیدا کرے اور کسی علمی یا دینی موضوع کے متعلق لکھے تو اچھے اور عمدہ طریقے سے (لکھتا) ہے۔ اسی طرح ہم علامہ زمخشریؒ کو دیکھتے ہیں کہ وہ (اپنی کتاب) ''أطواق الذهب'' میں تکلف کرنے والے مقلد نظر آتے ہیں، ''المفصل'' کے مقدمہ اور تفسیر ''کشاف'' کی کئی جگہوں میں ایک بامراد بلیغ محرر نظر آتے ہیں، ہم ابن جوزیؒ کو اپنی کتاب ''المدهش'' میں ناکام پاتے ہیں اور ''صید الخاطر'' میں ایک رواں بلیغ کاتب پاتے ہیں میرا گمان تو یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات اپنے ان دو ادبی اثر (اطواق الذهب، اور المدهش) کو اپنے ان تمام ادبی مضامین سے افضل سمجھتے ہیں جن پر اعتماد اور فخر کرتے ہیں، شاید ان کا زمانہ ان دو کتابوں (اطواق الذهب، المدهش) کو ان کی دوسری علمی، دینی اور ادبی کتابوں سے زیادہ قبول کرتا ہو لیکن زمانہ شناس اور باذوق آدمی انصاف سے فیصلہ کرتے ہیں اور آج ان پہلی دو کتابوں کی کوئی بڑی قیمت نہیں ہے۔ باقی رہی بات صید الخاطر، تلبیس الابلیس، المفصل اور کشاف کی تو یہ باقی رکھنے اور انتہائی اہتمام کے لائق ہیں۔

اسف: أَسِفَ (س) أَسَفًا غمگین ہونا، افسوس کرنا (إفعال) إیسافًا غضبناک کرنا، غمگین کرنا (تفعّل) تأسّفًا افسوس کرنا۔ تعسّف: عسف (تفعّل) تعسّفًا ظلم کرنا، ہٹ جانا (ض) عَسْفًا ظلم کرنا، خدمت لینا (إفعال) إعسافًا رات میں بے راہ چلنا، غلام سے سخت کام لینا (تفعیل) تعسیفًا بغیر علامت نشان کے چلنا (افتعال) اعتسافًا بغیر جانے پہچانے راستہ کو چلنا، ظلم کرنا۔ استرسل: رَسِلَ (استفعال) بصلہ [فی] استرسالًا وسعت کرنا (س) رَسَلًا، رَسَالَۃً نرم چال چلنا، لٹکا ہوا ہونا (تفعیل) ترسیلًا آہستہ آہستہ کسی کام کو کرنا (إفعال) إرسالًا

بھیجنا، چھوڑنا (تفعّل) ترسّلاً نرمی کرنا، رسول ہونے کا دعویٰ کرنا۔ جدیر: جدر (ک) جَدارۃً لائق ہونا (ن) جدرُ الائق و مناسب بنانا، گھیرنا، اوٹ میں ہوجانا (إفعال) إجداراً [النبت] کونپل نکلنا (تفعیل) تجدیراً (افتعال) اجتداراً [الحائط] دیوار بنانا۔ اعتناء: عنی (افتعال) اعتناءاً اہتمام کرنا، نازل ہونا (ض) عَنْیاً نازل ہونا، مفید ہونا۔ عِنایۃ، عُنْیاً مشغول کرنا حفاظت کرنا (س) عَنًی مفید ہونا، عَناءً تھکنا (إفعال) إعناءً (تفعیل) تعنیۃً تکلیف پہنچانا (مفاعلہ) معاناۃً مشقت برداشت کرنا، حفاظت کرنا، مداراۃ کرنا۔

لَیسَ السِّرُ فِی فَضْلِ هٰذِهِ الْکِتاباتِ الْعِلْمِیَّةِ وَالدِّیْنِیَّةِ وَتَأْثِیرِهَا وَقُوَّتِهَاوَجَمالِهَاهُوَالتَّحَرُّزُ مِنَ السَّجْعِ وَالْبَدِیْعِ وَتَرَسُّلِهَا فَحَسْبُ، بَلِ السَّبَبُ الْأَکْبَرُهُوَأَنَّ هٰذِهِ الْکِتَابَاتِ قَدْ کُتِبَتْ عَنْ عَقِیْدَةٍ وَعَاطِفَةٍ وَعَنْ فِکْرَةٍ وَاقْتِناعٍ وَعَنْ حَمَاسَةٍ وَعَزْمٍ. أَمَّاالْکِتَابَاتُ الْأَدَبِیَّةُ فَقَدْکَانَ غَالِبُهَایُکْتَبُ بِالْاِقْتِرَاحِ مِنْ مَلِکٍ أَوْوَزِیرٍأَوْصَدِیقٍ أَوْ لِإِرْضَاءِ شَهْوَةِ الْأَدَبِ أَوْ تَحْقِیقِ رَغْبَةِ الْمُجْتَمَعِ أَوْحُبًّا لِلظُّهُوْرِ وَالتَّفَوُّقِ،وَهٰذِهِ کُلُّهَادَوَافِعُ سَطْحِیَّةٌ لَاتَمْنَحُ الْکِتَابَةَ الْقُوَّةَ وَالرُّوْحَ وَ لَاتُسْبِغُ عَلَیْهَالِبَاسَ الْبَقَاءِ وَالْخُلُوْدِ. وَلَا تُعْطِیْهَاالتَّأْثِیرَ فِی النُّفُوْسِ وَالْقُلُوْبِ،وَالْفَرْقُ بَیْنَهَاوَبَیْنَ الْکِتَابَاتِ الْمُنْبَعِثَةِ مِنَ الْقَلْبِ وَالْعَقِیْدَةِ کَالْفَرْقِ بَیْنَ الصُّوْرَةِ وَالْإِنْسَانِ وَکَالْفَرْقِ بَیْنَ النَّائِحَةِ وَالثَّکْلٰی.

ان علمی اور دینی کتابوں کی فضیلت، تاثیر، قوت اور جمال کا راز صرف ان کا سجع و بداعت اور ترسل کے ساتھ تحریر ہونا ہی نہیں ہے بلکہ سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ یہ کتابیں ایک عقیدے، جذبے، نظریے، اطمینان، غیرت اور عزم کے ساتھ لکھی گئی ہیں، رہی ادبی کتابیں تو وہ عام طور پر کسی بادشاہ، وزیر یا کسی ساتھی کی فرمائش پر یا ادب کی شہوت کو راضی کرنے یا عوام کی چاہت کی تحقیق یا خود ظاہر ہونے اور چھا جانے کی محبت کی وجہ سے لکھی جاتی ہیں، یہ سب سطحی تجھلیں ہیں جو کتاب کو قوت اور روح عطا نہیں کرتیں، ہمیشگی اور بقاء کا جامہ نہیں پہناتیں، دلوں اور نفوس میں تاثیر نہیں بخشتیں۔ ان کتابوں میں اور اُن کتابوں میں جو دل اور عقیدے سے پروان چڑھتی ہیں ایسا فرق ہے جیسا کہ انسان اور تصویر میں، نوحہ کرنیوالی اور اپنے بچے کی گمشدگی پر رونے والی عورت میں فرق ہے۔

اقتناع: قنع (افتعال) اقتناعًا راضی ہونا، اپنے مقام پر واپس آنا (ف، س) قَنعًا اپنے مقام پر واپس آنا، دوپٹہ اوڑھنا (تفعیل) تقنیعًا راضی کرنا (إفعال) إقناعًا بلند کرنا

(تفعّل) تقنعًا بتکلف قناعت کرنا۔ **الاقتراح**: قرح (افتعال) اقتراحًا بصلہ [علی] خواہش کرنا (ف) قَرْحًا (تفعیل) تقریحًا زخمی کرنا (ف) قُرُوحًا، قِرَاحًا (س) قَرَحًا پانچ سال کا ہونا (ف) قُرُوحًا، قِرَاحًا حمل ظاہر ہونا (تفعّل) تقرحًا تیاری کرنا۔ **دوافع**: جھیلیں، نشیبی مقامات جہاں سیلاب کا پانی جمع ہو جائے۔ **لاتمنح**: منح (ف،ض) مَنْحًا عطا کرنا (مفاعلہ) ممانحۃ لگاتار عطیہ دینا (افتعال) امتناحًا عطیہ لینا (تفعّل) تمنحًا دوسرے کو کھلانا۔ **لاتسبغ**: سبغ (إفعال) إسباغًا پہننا، لمبا وکشادہ کرنا (ن) سُبُوْغًا وسیع وفراخ ہونا، مائل ہونا۔ **النائحۃ**: نوحہ کرنے والی [جمع] النائحات، نوائح، نَوّح، نوُح۔ نوح (ن) نَوْحًا، نُوَاحًا، نِیَاحًا مردہ پر واویلا کرنا، کوکو کرنا (مفاعلہ) مناوحۃ مقابلہ کرنا (تفعّل) تنوحًا جھولنا (تفاعل) تناوحًا باہم مقابل ہونا، تیز چلنا (استفعال) استناحۃ نوحہ کرنا، رو کر دوسرے کو رلانا۔ **الثکلی**: (مونث) بچہ گم کرنیوالی عورت [جمع] ثَوَاکِل، ثَکَالَی۔ ثکل (س) ثکلًا گم کرنا (إفعال) إثکالًا گم کرادینا، سامنے مرجانا۔

وَيُذَكِّرُنِيْ هٰذَا قِصَّةٌ رَوَيْنَا فِي الصِّبَا وَهُوَ أَنَّ كَلْبًا قَالَ لِغَزَالٍ: مَالِيْ لَا أَلْحَقُكَ وَأَنَا مَنْ تَعْرِفُ فِي الْعَدْوِ وَالْقُوَّةِ ؟ قَالَ لِأَنَّكَ تَعْدُوْ لِسَيِّدِكَ وَأَنَا أَعْدُوْ لِنَفْسِيْ وَقَدْ كَانَ هٰؤُلَاءِ الْكُتَّابُ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ مَلَكَتْهُمْ فِكْرَةٌ أَوْعَقِيْدَةٌ أَوْيَكْتُبُوْنَ لِأَنْفُسِهِمْ يَكْتُبُوْنَ إِجَابَةً لِنِدَاءِ ضَمِيْرِهِمْ وَعَقِيْدَتِهِمْ مُنْدَفِعِيْنَ مُنْبَعِثِيْنَ فَتَشْتَعِلُ مَوَاهِبُهُمْ وَيَفِيْضُ خَاطِرُهُمْ وَيَتَحَرَّقُ قَلْبُهُمْ فَتَنْثَالُ عَلَيْهِمُ الْمَعَانِيْ وَتُطَاوِعُهُمُ الْأَلْفَاظُ وَتُؤَثِّرُ كِتَابَتُهُمْ فِيْ نُفُوْسِ قُرَّائِهَا لِأَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ قَلْبٍ فَلَا تَسْتَقِرُّ إِلَّا فِيْ قَلْبٍ.

بچپن میں سنی ہوئی یہ حکایت بھی مجھے یہی یاد دلاتی ہے اور وہ یہ ہے کہ ایک کتے نے ہرن سے کہا میں تم تک نہیں پہنچ سکتا حالانکہ تم میری دوڑ اور قوت سے واقف ہو؟ ہرن نے جواب دیا اسلئے کہ تم اپنے آقا کے لئے دوڑتے ہو اور میں اپنے آپ کے لئے دوڑتا ہوں۔ یہ مؤمنین کاتبین جن پر نظریے یا عقیدے یا اپنے جی کے لئے لکھنے کی بادشاہت تھی جب وہ اپنے ضمیر اور عقیدے کی آواز پر ہمہ تن مصروف ہوکر تیز روی سے لکھتے تو ان کے مواھب مشتعل ہو جاتے، ان کے دل بہہ جاتے اور جل جاتے، معانی کی ان پر آمد ہوتی اور الفاظ ان کے تابع ہو جاتے تھے، ان کا لکھنا انکے قارئین کے دلوں پر اثر کرتا تھا اس لئے کہ جب وہ دل سے نکلتا تھا تو صرف دل ہی میں قرار پکڑتا تھا۔

الصبا: صبو(ن) صُبُوًا، صُبُوًّا، صَبَاءً بچپنے کی طرف مائل ہونا، بچوں کی سی خصلت اختیار کرنا (إفعال) إصباءً ابچے والا ہونا، شوق میں ڈال دینا (س) صَبَاءً (استفعال) استصباءً ابچوں جیسا کام کرنا (تفعّل) تصبّیًا کھیل کود کی طرف مائل ہونا۔ العدو: عدو(ن) عَدْوًا، عَدْوانًا دوڑنا، تجاوز کرنا (س) عَدًا بغض رکھنا (تفعیل) تعدیۃً بصلہ [عن] چھوڑ دینا (مفاعلہ) معاداۃً جھگڑا کرنا، دور کرنا، دشمن ہونا (إفعال) إعداءً ادوڑنے کے لئے اکسانا، مدد کرنا، عادی بنانا (تفعّل) تعدیًا تجاوز کرنا، متعدی ہونا۔ مواھب: [مفرد] موھبۃٌ عطیہ، ھبہ کی ہوئی چیز۔ فتنثال: ثول (انفعال) انثیالًا گرنا، ٹوٹ پڑنا (ن، س) ثَوَلًا دیوانا ہونا، بے وقوف ہونا (تفعّل) تثولًا اکٹھا ہونا، برا بھلا کہنے اور مارنے پیٹنے لگنا۔

أَمَّا هٰؤُلَاءِ الْمُتَصَنِّعُوْنَ فَإِنَّهُمْ فِيْ كِتَابَاتِهِمُ الْأَدَبِيَّةِ أَشْبَهُ بِالْمُمَثِّلِيْنَ قَدْ يُمَثِّلُوْنَ الْمُلُوْكَ فَيَتَصَنَّعُوْنَ أُبْهَةَ الْمَلِكِ وَمُظَاهِرَةً، وَقَدْ يُمَثِّلُوْنَ الصَّعْلُوْكَ فَيُظَاهِرُوْنَ بِالْفَقْرِ وَقَدْ يُمَثِّلُوْنَ السَّعِيْدَ وَقَدْ يُمَثِّلُوْنَ الشَّقِيَّ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَذُوْقُوْا لَذَّةَ السَّعَادَةِ أَوْيُكْتَوُوْا بِنَارِ الشَّقَاءِ. وَقَدْ يُعَزُّوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُشَارِكُوْا الْمَفْجُوْعَ فِيْ أَحْزَانِهِ وَقَدْ يُهَنِّئُوْنَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُشَارِكُوا السَّعِيْدَ فِيْ أَفْرَاحِهِ.

رہے یہ مصنوعی کاتبین تو یہ اپنی ادبی کتابوں میں ممثلین کے مشابہ زیادہ ہوتے ہیں، کبھی بادشاہوں کی مثال دیتے ہیں تو مصنوعی طور پر بادشاہ کا مظہر اور اس کی نخوت (تکبر) ظاہر کرتے ہیں، کبھی فقیروں کی مثال دیتے ہیں تو فقیر بن کر ظاہر ہوتے ہیں اور کبھی خوش بخت اور بد بخت کی مثال دیتے ہیں بغیر اسکے کہ نیک بختی کی لذت کو چکھیں یا بدبختی کی آگ سے داغے جائیں اور کبھی غمگین کے غم میں شریک ہوئے بغیر تعزیت کرتے ہیں اور کبھی نیک بخت کی خوشیوں میں شریک ہوئے بغیر اسکو مبارکباد دیتے ہیں۔

أبھۃ: نخوت، بڑائی، تکبر۔ أبہ (تفعّل) تأبّھا بصلہ [علی] تکبر کرنا، بڑا بننا (تفعیل) تأبیھا خبردار کرنا، سمجھانا (ف) أبھا تاڑ جانا۔ الصّعلوک: فقیر محتاج، کمزور [جمع] صَعَالِیْکُ۔ صعلک (فعلل) صعلکۃً محتاج بنانا، دبلا کرنا (تفعلل) تصعلکًا فقیر و محتاج ہونا۔ یکتووا: کوی (افتعال) اکتواءً اداغ لگنا (ض) کَیًّا لوہے وغیرہ سے داغ دینا، ڈنک مارنا (إفعال) إکواءً ازبان سے تکلیف پہنچانا (مفاعلہ) مکاواۃً باہم گالی گلوچ دینا۔ المفجوع: فجع (ف) فَجْعًا (تفعیل) تفجیعًا دردمند کرنا، مصیبت زدہ بنانا (إفعال) إفجاعًا مصیبت زدہ کرنا (تفعّل) تفجعًا دردمند ہونا۔ یھنئون: ھنأ (تفعیل) تھنئۃً، تھنیئًا مبارکباد

دینا (س) هَنَأ خوش ہونا، لطف اُٹھانا (تفعّل) تهنؤا (ض، س، ن) هنأ، هَنأ، هَنَأ خوشگوار ہونا۔ هَنَأَةً بغیر رنج ومشقت کے حاصل ہونا (ف) هَنَأ تیار کرنا (إفعال) إهناءً ادینا۔

بِالْعَكْسِ مِنْ ذٰلِكَ اِقْرَأْ كِتَابَاتِ الْغَزَالِيِّ فِي (الْإِحْيَاءِ) وَفِي (الْمُنْقِذِ مِنَ الضَّلَالِ) وَاقْرَأْ خُطَبَ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِيْلِيِّ ﷺ مَاصَحَّ مِنْهَا، وَاقْرَأْ مَاكَتَبَهُ الْقَاضِيْ ابْنُ شَدَّادٍ عَنْ صَلَاحِ الدِّيْنِ، وَاقْرَأْ مَا كَتَبَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَ تِلْمِيْذُهُ الْحَافِظُ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةُ فِيْ كُتُبِهِمَا تَرَمِثَالًارَائِعًا لِلْكِتَابَةِ الْأَدَبِيَّةِ الْعَالِيَةِ يَتَدَفَّقُ قُوَّةً وَحَيَاةً وَتَأْثِيْرًا، وَذٰلِكَ هُوَالْأَدَبُ الْحَيُّ الْخَلِيْقُ بِالْبَقَاءِ وَلَاسَبَبَ لِذَالِكَ إِلَّا أَنَّهُ كُتِبَ عَنْ عَقِيْدَةٍ وَعَاطِفَةٍ.

اس کے برعکس آپ امام غزالی رحمہ اللہ کی ''الاحیا'' اور ''المنقذ من الضلال''، عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے صحیح خطبات، قاضی ابن شدادؒ کا دین کی اصلاح کے بارے میں لکھا ہوا، شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد رشید حافظ ابن قیم الجوزیؒ نے اپنی کتابوں میں جو کچھ لکھا ہے اس کا مطالعہ کریں تو اونچی ادبی کتابت کی انوکھی مثالیں دیکھیں گے، جس سے قوت، حیات، اور تاثیر پھوٹتی ہے اور یہی زندہ ادب ہے جو کہ باقی رہنے کے قابل ہے اور اس کا سبب صرف وہی ہے کہ یہ عقیدے اور جذبے سے لکھا گیا ہے۔

وَهُنَالِكَ شَيْئٌ آخَرُوَهُوَ أَنَّ الْإِيْمَانَ وَصَفَاءَ النَّفْسِ وَالْإِشْتِغَالَ بِاللهِ وَالْعُزُوْفَ عَنِ الشَّهَوَاتِ يَمْنَحُ صَاحِبَهُ صَفَاءَ حِسٍّ وَلَطَافَةَ نَفْسٍ وَعَذُوْبَةَ رُوْحٍ وَنُفُوْذَ إِلَى الْمَعَانِيْ الدَّقِيْقَةِ وَاقْتِدَارًاعَلَى التَّعْبِيْرِ الْبَلِيْغِ فَتَأْتِيْ كِتَابَتُهُ كَأَنَّهَا قِطْعَةٌ مِنْ نَفْسِ صَاحِبِهَاوَصُوْرَةٌ لِرُوْحِهِ خَفِيْفَةٌ عَلَى النَّفْسِ مُشْرِقَةُ الدِّيْبَاجَةِ لَطِيْفَةُ السَّبْكِ بَارِعَةٌ فِي التَّصْوِيْرِلِذٰلِكَ كَانَ مِنَ الْأَدَبِ الصُّوْفِيِّ وَفِيْ كَلَامِ الصَّالِحِيْنَ الْعَارِفِيْنَ قِطَعٌ أَدَبِيَّةٌ خَالِدَةٌ لَمْ تَفْقِدْ جَمَالَهَا وَقُوَّتَهَاعَلٰى مَرِّ الْعُصُوْرِ وَالْأَجْيَالِ، وَتَرٰى مِنْ ذٰلِكَ نَمَاذِجَ فِيْ كَلَامِ السَّادَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَابْنِ السَّمَّاكِ وَالْفُضَيْلِ بْنِ عِيَاضٍ وَابْنِ عَرَبِيِّ الطَّائِيِّ تُعَدُّ مِنْ مَحَاسِنِ الْعَرَبِيَّةِ، وَاقْرَأْ عَلٰى سَبِيْلِ الْمِثَالِ الْحِوَارَ الَّذِيْ دَارَ بَيْنَ ابْنِ عَرَبِيِّ وَنَفْسِهِ وَسَجَّلَهُ فِيْ كِتَابِهِ (رِسَالَةِ رُوْحِ الْقُدْسِ).

یہاں ایک چیز اور ہے وہ یہ کہ ایمان اور خالص نفس، اشتغال باللہ اور شہوات سے

٥ کنارہ کشی اپنے صاحب کو حس کی صفائی، نفس کی لطافت، روح کی مٹھاس، دقیق معانی کی

طرف نفوذ اور بلیغ تعبیر پر قدرت بخشتا ہے تو اس سے ایسی کتابت صادر ہوتی ہے گویا کہ وہ لکھنے والے کے نفس کا ٹکڑا ہے اور اس کی روح کی تصویر ہے۔ وہ تحریر نفس پر خفیف، چمکتے چہرے والی، باریک پگھلنے والی اور تصویر میں باکمال ہوتی ہے اسی وجہ سے صوفی ادب میں، عارفین اور صالحین کے کلام میں ایسے ادبی قطعے ہیں جو ہمیشہ رہنے والے ہیں اور انہوں نے زمانوں اور نسلوں کے گزرنے کے باوجود اپنی قوت اور جمال کو گم نہیں کیا، اس کی مثالیں آپ دیکھ سکتے ہیں مثلا: حسن بصریؒ، ابن سماکؒ، فضیل بن عیاضؒ اور ابن عربی الطائیؒ کے کلام میں جو کہ عربیت کے محاسن میں شمار کئے جاتے ہیں مثال کے طور پر آپ وہ مکالمہ پڑھیں جو کہ ابن عربی نے اپنے نفس سے کیا اور اس کو اپنی کتاب ''رسالۃ روح القدس'' میں لکھا ہے۔

العزوف: عزف (ن، ض) عَزْفا، عزوفا بے رغبتی کرنا، ملول کرنا، منع کرنا (تفعیل) تعزیفا آواز دینا (إفعال) إعزا فا ہوا کی سرسراہٹ سننا (تفاعل) تعازفا ایک دوسرے کی ہجو کرنا، آپس میں فخر کرنا۔ السبک: سبک (ن، ض) سَبْکًا (تفعیل) تسبیکًا پگھلا کر سانچہ میں ڈالنا، مہذب بنانا (انفعال) انسباکا پگھلنا، ڈھلنا۔ بارعة: برع (ن، س، ک) بَرَاعۃً، بُروعًا علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا، چڑھنا (تفعّل) تبرعًا صدقہ کرنا، تبرع کرنا۔ الأجیال: [مفرد] الجیل۔ ایک زمانہ کے لوگ، قوم، صدی، دیگر جمع جیلان بھی آتی ہے۔ الحوار: حور (مفاعلہ) محاورۃً وحوارًا گفتگو کرنا، جواب دینا (ن) حَوْرًا، مَحَارَۃً واپس ہونا، متحیر ہونا (إفعال) إحارۃً جواب دینا (تفاعل) تحاورًا ایک دوسرے سے گفتگو کرنا۔ سجل: سجل (تفعیل) تسجیلًا ضبط تحریر کرنا، لکھنا (ن) سَجْلًا پھینکنا، گرانا (مفاعلہ) مساجلۃً کسی سے مقابلہ کرنا۔

إِنَّ هٰذِهِ الْقِطَعَ الْأَدَبِيَّةَ الدَّافِقَةَ بِالْحَيَاةِ وَ الْقُوَّةِ وَالْجَمَالِ كَثِيْرَةٌ غَيْرُ قَلِيْلَةٍ فِي الْمَكْتَبَةِ الْعَرَبِيَّةِ إِذَاجُمِعَتْ تَكَوَّنَتْ مِنْهَا مَكْتَبَةٌ لٰكِنَّهَا مَنْثُوْرَةٌ مُبَعْثَرَةٌ فِيْ هٰذِهِ الْمَكْتَبَةِ مَطْوِيَّةٌ مَغْمُوْرَةٌ فِيْ أَوْرَاقِ كُتُبٍ وَمُؤَلَّفَاتٍ لَا تَجِدُ فِيْ رُكْنِ الْأَدَبِ وَالْإِنْشَاءِ فِيْ مَكْتَبَاتِنَا الْعَرَبِيَّةِ وَلَا يَذْكُرُهَا الْمُؤَرِّخُوْنَ لِلْأَدَبِ فِيْ كُتُبِهِمْ هٰذِهِ الْقِطَعُ أَصْدَقُ تَمْثِيْلًا لِلُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ وَأَدَبِهَا الرَّفِيْعِ وَمَحَاسِنِهِ مِنْ كَثِيْرٍ مِنَ الْكُتُبِ الْمُخْتَصَّةِ بِالْأَدَبِ وَمِنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْمَجَامِيْعِ وَالرَّسَائِلِ وَالْمَقَامَاتِ وَ الْمَقَالَاتِ الْأَدَبِيَّةِ الَّتِيْ تُعْتَبَرُ أَسَاسَ الْأَدَبِ وَزَهْوَ الْعَرَبِيَّةِ وَمَحْصُوْلَ الْعُقُوْلِ.

بلاشبہ یہ ادبی قطعے جو زندگی، قوت اور جمال کو بہاتے ہیں عربی مکتبوں میں کم نہیں

ہیں اگر جمع کیئے جائیں تو پورا ایک مکتبہ بن جائے لیکن وہ منتشر ہیں اور ان مکتبوں میں بکھرے ہوئے ہیں، کتابوں اور مؤلفات کے اوراق لپٹے ہوئے اور ڈھانپے ہوئے ہیں جس کو آپ ہمارے عربی مکاتب کے ادب اور انشاء کے رکن میں نہیں پائینگے اور ادب کے مؤرخین ان کو اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے، یہی قطعے عربی لغت، اس کے بلند ادب اور محاسن کی، ادب کی ان کثیر کتابوں کے مقابلے میں جو ادب کے ساتھ مختص سمجھی جاتی ہیں اور ان بہت سارے مجموعوں، خطوط، مقامات اور عربی مقالات کے مقابلے میں جو کہ ادب کی بنیاد، عربی کی بہار اور عقلوں کا محصول سمجھے جاتے ہیں، سچی مثالیں ہیں۔

مبعثرة: بعثر (فعلل) بعثرۃً بکھیرنا، الٹنا پلٹنا (تفعلل) تبعثراً الٹا پلٹا جانا۔
مغمورة: غمر (ن) غمراً بلند ہو کر ڈھانپ لینا، احسانات کی بارش کرنا (س) غمراً چکناہٹ کی بو آنا، داغدار ہونا (ک) غمارۃً غمورۃً اردگرد کو ڈھانپ لینا (إفعال) إغماراً ڈھانپنا (انفعال) انغماراً ڈوبنا (مفاعلہ) مغامرۃً اپنے آپکو مصائب میں دھکیلنا۔ زهو: تروتازہ، فخر، ظلم۔ زھو (ن) زَھْوًا، زُھُوًّا چمکنا، بڑھنا، تکبر کرنا (ن) زَھْوًا حقیر جاننا، لہلہانا (إفعال) إزهاءً تکبر کرنا (تفعیل) تزھیۃً رنگ پکڑنا (افتعال) ازدھاءً مغرور بنانا، حقارت سے دیکھنا۔

وَهٰذِهِ الْقِطَعُ هِيَ الَّتِيْ تَخْدِمُ اللُّغَةَ وَالْأَدَبَ أَكْثَرَ مِمَّا تَخْدِمُهَا كُتُبُ اللُّغَةِ وَالْأَدَبِ، وَهِيَ الَّتِيْ تَفْتِقُ الْقَرِيْحَةَ وَتُنَشِّطُ الذِّهْنَ وَتُقَوِّي الذَّوْقَ السَّلِيْمَ وَتُعَلِّمُ الْكِتَابَةَ الْحَقِيْقِيَّةَ. إِنَّ هٰذِهِ الْقِطَعَ وَالنُّصُوْصَ مَنْثُوْرَةٌ كَمَا قُلْتُ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ وَالسِّيْرَةِ وَالتَّارِيْخِ وَكُتُبِ الطَّبَقَاتِ وَالتَّرَاجِمِ وَالرِّحْلَاتِ وَفِي الْكُتُبِ الَّتِيْ أُلِّفَتْ فِي الْإِصْلَاحِ وَالدِّيْنِ وَالْأَخْلَاقِ وَالْاِجْتِمَاعِ، وَفِيْ بُحُوْثٍ عِلْمِيَّةٍ وَدِيْنِيَّةٍ، وَفِيْ كُتُبِ الْوَعْظِ وَالتَّصَوُّفِ وَفِي الْكُتُبِ الَّتِيْ سَجَّلَ فِيْهَا الْمُؤَلِّفُوْنَ خَوَاطِرَهُمْ وَتَجَارِبَ حَيَاتِهِمْ وَمُلَاحَظَاتِهِمْ وَانْطِبَاعَاتِهِمْ وَرَوَوْا فِيْهَا قِصَّةَ حَيَاتِهِمْ.

یہی وہ قطعات ہیں جو کہ لغت اور ادب کی کتابوں سے زیادہ لغت اور ادب کی خدمت کرتے ہیں، یہی وہ قطعات ہیں جو کہ طبیعت کو کھولتے ہیں، ذھن کو نشاط فراہم کرتے ہیں، ذوق سلیم کو قوت بخشتے ہیں اور حقیقی کتابت سکھلاتے ہیں جیسا کہ میں نے ابھی بتلایا کہ یہ قطعات اور نصوص حدیث، سیرت، تاریخ، طبقات، تراجم، اسفار اور ان کتابوں میں جو اصلاح، دین، اخلاق اور اجتماع، علمی اور دینی مباحثوں میں تالیف کی گئیں، وعظ وتصوف اور ان

کتب میں جن میں مصنفین نے اپنے خیالات، زندگی کے تجربات، اپنے ملاحظات اور انطباعات قلم بند کئے ہیں اور جن میں اپنی داستان حیات قلم بند کی ہے، بکھرے پڑے ہیں۔
تـفـتـق : فتق (ن،ض) فتقًا (تفعیل) تفتیقًا پھاڑنا، ادھیڑنا (س) فتقًا سرسبز ہونا (تفعّل) تفتقًا (انفعال) انفتاقًا پھٹنا، موٹا ہونا۔ الـقـريـحـة: [جمع] قرائح طبیعت، ہر چیز کا اول، کنویں کا پہلا پانی، ملکہ راسخہ۔ بقیہ تفصیل صفحہ ۶۳ پر ہے۔ انطباعاتهم: طبع (انفعال) انطباعًا ڈھلنا، بھر جانا (س) طَبَعًا میلا کچیلا ہونا، عیب دار ہونا (تفعیل) تطبیعًا بھر دینا، گندا کرنا (تفعّل) تطبّعًا بھر جانا، ڈھلنا۔

هٰـذِهٖ ثَرْوَةٌ أَدَبِيَّةٌ زَاخِرَةٌ تَكَادُ تَكُوْنُ ضَائِعَةً، وَقَدْ جَنٰى هٰذَا الْإِهْمَالُ عَلَى اللُّغَةِ وَالْأَدَبِ وَعَلَى الْكِتَابَةِ وَالْإِنْشَاءِ وَعَلَى التَّالِيْفِ وَالتَّصْنِيْفِ وَعَلَى التَّفْكِيْرِ، فَقَدْ حَرَمَهُ مَادَّةً غَزِيْرَةً مِنَ التَّعْبِيْرِ وَبَاعِثًا قَوِيًّا لِلتَّفْكِيْرِ.

یہ چھلکنے والی ادبی ثروت قریب تھا کہ ضائع ہو جاتی اور اس سستی نے لغت، ادب، کتابت، انشاء، تالیف، تصنیف اور تفکیر پر جرم کا ارتکاب کیا اور اس کو تعبیر کے قوی مادے سے اور تفکیر کے قوی باعث سے محروم کر دیا۔

الإهـمـال: همل (إفعال) إهمالًا، قصدًا یا بھولے سے چھوڑ دینا [امرہ] کام کو غیر محکم چھوڑ دینا، یہ سستی کی وجہ سے ہوتا ہے اسلئے یہاں پر لازمی معنی مراد لیا گیا ہے (ن، ض) هملًا، هُمُولًا بہانا، برسانا، آزاد پھرنا۔ غـزيـرة: ہر چیز کا بہت سارا حصہ [جمع] غِزَارٌ۔ غزر (ک) غَزْرًا، غَزَارَةً شے کا کثیر ہونا (تفعّل) تغزّرًا زیادہ گوشت والا اور موٹا ہونا۔

مُخْطِئٌ مَنْ يَظُنُّ أَنَّ الْمَكْتَبَةَ الْعَرَبِيَّةَ قَدِ اسْتُنْفِدَتْ وَعُصِرَتْ إِلٰى آخِرِ قَطَرَاتِهَا، إِنَّهَا لَاتَزَالُ مَجْهُوْلَةً تَحْتَاجُ إِلَى اكْتِشَافَاتٍ وَمُغَامَرَاتٍ، إِنَّهَا لَاتَزَالُ بِكْرًا جَدِيْدَةً تُعْطِى الْجَدِيْدَ وَتُفْجِأُ بِالْغَرِيْبِ الْمَجْهُوْلِ، إِنَّهَا لَاتَزَالُ فِيْهَا ثَرْوَةٌ دَفِيْنَةٌ تَنْتَظِرُ مَنْ يَحْفِرُهَا وَيُثِيْرُهَا.

بلاشبہ وہ شخص غلط فہمی میں ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ مکتبہ عربیہ ختم ہو گئی اور اپنے آخری قطرے تک نچوڑ لی گئی کیونکہ وہ تو بلاشبہ ابھی تک مجہول ہے، کھولنے اور جان کی بازی لگانے کی طرف محتاج ہے، وہ ابھی تک نئی اور باکرہ ہے، نئی چیزیں دیتی ہے اور اچانک اجنبی اور مجہول چیز لاتی ہے اس میں ابھی تک ثروت مدفون ہے اور اسکی منتظر ہے جو اس کو کھودے اور پھیلائے۔

استـنـفـدت: نفد (استفعال) استنفادًا (افتعال) انتفادًا نیست و نابود کرنا، پورا

بدلہ لینا (س) نَفَذَ ا، نَفَاذً ا نیست و نابود ہونا (ن) نَفَذَ ا آگے بڑھ جانا (إفعال) إِنفاذً ا بے مال و بے توشہ ہونا، نیست و نابود کرنا۔ تفجأ: فَجَأَ (ف،س) فَجْأً، فَجَأَةً (مفاعلہ) مفاجاۃً (افتعال) افتجاءً اچانک آجانا، جلدی کرنا۔

إِنَّ مَكْتَبَةَ الْأَدَبِ الْعَرَبِيِّ فِيْ حَاجَةٍ شَدِيْدَةٍ إِلَى اِسْتِعْرَاضٍ جَدِيْدٍ وَإِلَى دِرَاسَةٍ جَدِيْدَةٍ وَإِلَى عَرْضٍ جَدِيْدٍ. وَلٰكِنَّ هٰذِهِ الدِّرَاسَةَ وَهٰذَا الْاِسْتِعْرَاضَ يَحْتَاجَانِ إِلَى شَيْءٍ كَبِيْرٍ مِّنَ الشَّجَاعَةِ وَإِلَى شَيْءٍ كَبِيْرٍ مِنَ الصَّبْرِ وَالْاِحْتِمَالِ وَإِلَى شَيْءٍ كَبِيْرٍ مِنْ رَحَابَةِ الصَّدْرِ وَسَعَةِ النَّظَرِ فَالَّذِيْ يَخُوْضُ فِيْهَا لِيَخْرُجَ عَلَى الْعَالَمِ بِتُحَفٍ أَدَبِيَّةٍ جَدِيْدَةٍ وَذَخَائِرَ عَرَبِيَّةٍ جَدِيْدَةٍ، يَنْبَغِيْ أَنْ لَّايَكُوْنَ ضَيِّقَ التَّفْكِيْرِ، جَامِدًا مُتَعَصِّبًا فِيْ فَهْمِهِ لِلْأَدَبِ، مُتَعَصِّبًا لِبَلَدٍ أَوْلِطَبَقَةٍ أَوْلِعَصْرٍ تَهُوْلُهُ ضَخَامَةُ الْعَمَلِ، وَاتِّسَاعُ الْمَكْتَبَةِ الْعَرَبِيَّةِ، أَوْ يُوْحِشُهُ عُنْوَانٌ دِيْنِيٌّ أَوْ يَمْنَعُهُ، مِنَ الْاِخْتِيَارِ وَالدِّرَاسَةِ، اِسْمٌ قَدِيْمٌ لَاصِلَةَ لَهُ بِالْأَدَبِ وَالْأُدَبَاءِ، يَجِبُ أَنْ يَّكُوْنَ حُرَّ التَّفْكِيْرِ، وَاسِعَ الْأُفُقِ بَعِيْدَ النَّظَرِ مُتَطَلِّعًا إِلَى الدِّرَاسَةِ وَالتَّجْرِبَةِ وَاسِعَ الْاِطِّلَاعِ عَلَى الْكُنُوْزِ الْقَدِيْمَةِ يَفْهَمُ الْأَدَبَ فِيْ أَوْسَعِ مَعَانِيْهِ وَيَعْتَقِدُ أَنَّهُ تَعْبِيْرٌ عَنِ الْحَيَاةِ وَعَنِ الشُّعُوْرِ وَالْوِجْدَانِ فِيْ أُسْلُوْبٍ مُفْهِمٍ مُؤَثِّرٍ لَاغَيْرَ.

بلاشبہ ادب عربی کا مکتبہ جدید نظر ثانی، نئے طرز پر پڑھانے اور نئی پیش کش کا شدید محتاج ہے لیکن یہ پڑھانا اور نظر ثانی کرنا بہت بڑی شجاعت، بہت بڑے صبر و برداشت اور سینے کی بہت بڑی کشادگی اور نظر کی بہت بڑی وسعت کا محتاج ہے لہٰذا جو شخص اس میں گھسنا چاہتا ہے تاکہ دنیا کے لئے نئے ادبی تحفے اور نئے عربی ذخیرے نکالے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ اس میں تنگ فکری اور جمود نہ ہو، ادب کے سمجھنے میں متعصب نہ ہو، کسی شہر، کسی طبقے یا کسی زمانے کے اعتبار سے متعصب نہ ہو، کام کی بڑائی اور عربی مکتبے کی وسعت اسے پریشان نہ کردے، یا کوئی دینی عنوان اسکو وحشت میں نہ ڈالے یا کوئی قدیم نام جس کا ادب اور ادباء سے ادنیٰ سا بھی تعلق نہ ہو اس کو اختیار کرنے اور پڑھانے سے نہ روکے بلکہ ضروری ہے کہ وہ آزادانہ سوچ، وسیع افق والا، دور اندیش ہو، پڑھانے اور تجربے میں نکالا ہوا ہو (تجربہ کار ہو) پرانے خزانوں کے بارے میں وسیع مطالعہ رکھنے والا ہو، ادب کو اس کے وسیع معنی کے ساتھ سمجھنے والا ہو اور یہ اعتقاد رکھنے والا ہو کہ صرف سمجھانے والے کے موثر انداز میں ہی یہ زندگی، شعور اور وجدان سے تعبیر ہے، اسکے علاوہ سے نہیں۔

رحـــابۃً : رحب (ک) رَحَابَۃً ،رُحْبًا (س) رَحْبًا کشادہ ہونا (تفعیل) ترحیبًا کشادہ کرنا، بہتر طریقہ سے استقبال کرنا (إفعال) إرحابًا کشادہ ہونا۔ یتـــحف: [مفرد] تحفۃٌ ہدیہ، نفیس قیمتی چیز، ہر وہ چیز جو کسی کے سامنے لطف ومہربانی کے طور پر پیش کی جائے۔ تحف (إفعال) إتحافًا ھدیہ کرنا، تحفہ دینا۔ تہـولـہ: ھول (ن) ھَوْلًا خوفزدہ ہونا، مرعوب ہونا، گھبراہٹ میں ڈالنا (تفعیل) تھویلًا گھبراہٹ میں ڈالنا، برا دکھانا، مزین ہونا (افتعال) اھتیا لا گھبرانا۔ یوحشـــہ: وحش (إفعال) إیحاشًا وحشت محسوس کرنا، ویران ہونا (ض) وَحْشًا خوف کی وجہ سے کسی شئے کو پھینک دینا (تفعّل) توحشًا وحشی کی مانند ہونا، بھوک کی وجہ سے پیٹ خالی ہونا (استفعال) استیحاشًا وحشت محسوس کرنا۔

إِنِّیْ لَاأَزْدَرِیْ کُتُبَ الْأَدَبِ الْقَدِیْمَۃَ،مِنْ رَسائِلَ وَمقَامَاتٍ وَغَیرِھا، وَلاأُقَلِّلُ قِیْمَتَھااللُّغَوِیَّۃَ وَالْفَنِّیَّۃَ وَأَعْتَقِدُ أَنَّھَامَرْحلَۃٌ طَبْعِیَّۃٌ فِیْ حَیَاۃِ اللُّغَاتِ وَ الْآدَاب،وَلٰکِنِّیْ أَعْتَقِدُ أَنَّھَالَیْسَتِ الْأَدَبَ کُلَّہٗ وَأَنَّھا لا تُحْسِنُ تَمْثِیْلَ أَدَبِنا الْعَالِی الَّذِیْ ھُوَمِنْ أَجْمَلِ آدَابِ الْعَالَمِ وَأَوْسَعِھا،وَأَنَّھَاجَنَتْ عَلَی الْقَرَائِحِ وَالْمَلَکَاتِ الْکِتَابِیَّۃِ،وَالْمَوَاھِبِ وَالطَّاقَاتِ وَعَلٰی صَلَاحِیَّۃِ اللُّغَۃِ الْعَرَبِیَّۃِ وَمَنعتْ مِنَ التَّوَسُّعِ وَالْاِنْطِلَاقِ فِیْ آفَاقِ الْفِکْرِ وَالتَّعْبِیْرِ وَالتَّحْلِیْقِ فِیْ أَجْوَاءِ الْحقِیْقَۃِ وَالْخیَالِ،وَ تَخلَّفَتْ بِھٰذِہِ الْأُمَّۃُالْعَظِیْمَۃُذَاتُ اللُّغَۃِ الْعَبْقَرِیَّۃِ وَالْأَدَبِ الْغَنِیِّ فَتْرَۃً غَیْرَ قَصِیْرَۃٍ فَخُیِّرَلَنَاأَنْ نُعْطِیَھَاحَظَّھَامِنَ الْعِنَایَۃِ وَالدِّرَاسَۃِ وَنَضَعَھَا فِیْ مَکَانِھَاالطَّبْعِیِّ فِیْ تَارِیْخِ الْأَدَبِ وَطَبَقَاتِ الْأُدَبَاءِ،وَأَنْ نَنقِّبَ فِی الْمَکْتَبَۃِ الْعَرَبِیَّۃِ مِنْ جَدِیْدٍ وَ نُعَرِّضَ عَلٰی نَاشِئَتِنَاوَعَلَی الْجِیْلِ الْجَدِیْدِ نَمَاذِجَ جَدِیْدَۃً مِنَ الْکُتُبِ الْقَدِیْمَۃِ لِلْأَدَبِ الْعَرَبِیِّ حَتّٰی یَتَذَوَّقَ جَمَالَ ھٰذِہِ اللُّغَۃِ وَیَنْشَأَعَلَی الْإِبَانَۃِ وَالتَّعْبِیْرِ الْبَلِیْغِ،وَیتَعَرَّفَ بِھٰذِہِ الْمَکْتَبَۃِ الْوَاسِعَۃِ وَیَسْتَطِیْعَ أَنْ یُفِیْدَ مِنْھَا

یقیناً میں ادب کی پرانی کتابوں میں سے رسائل اور مقامات وغیرہ کی تحقیر نہیں کرتا اور نہ ہی میں انکی لغوی اور فنی قیمت کو گھٹا تا ہوں بلکہ میں عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ لغات اور آداب کی زندگی میں ایک طبعی مرحلہ ہے لیکن میں یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ یہ کتابیں بے شک پورا ادب نہیں ہیں اور ان سے ہمارے اس اونچے ادب کی جو کہ دنیا کے آداب میں سے جمیل تر اور وسیع تر ہے، مثال دینا اچھا نہیں ہے اور ان پرانی کتابوں نے طبائع، کتابی ملکوں، مواھب، طاقتوں اور عربی لغت کی صلاحیت پر جنایت کی ہے، انہوں نے فکر کے آفاق میں توسع اور

چلنے سے منع کیا، حقیقت اور خیال کی فضاؤں میں منڈلانے اور تعبیر کرنے سے روکا اور اس کی وجہ سے عظیم امت جو کہ عبقری لغت اور غنی ادب کی حامل تھی ایک طویل زمانے کے لئے پیچھے رہ گئی، ہمیں یہ اختیار دیا گیا کہ ان کو عنایت اور دراست میں سے ان کا حصہ دیں، ادب کی تاریخ اور طبقات ادباء میں سے ان کو ان کے مکان طبعی پر رکھیں اور نئے سرے سے مکتبہ عربیہ میں نقب زنی کریں۔ اپنی نئی پیداوار اور نئی نسل پر عربی ادب کی قدیم کتابوں کی نئی مثالیں پیش کریں تا کہ وہ اس لغت کے جمال وخوبصورتی کو چکھ لے اور بیان کرنے اور بلیغ تعبیر پر نشو ونما پائے، اس وسیع مکتبہ کو پہنچانے اور اس سے فائدہ حاصل کرنے پر قادر ہو۔

لا ازدري: زری (افتعال) ازدراءً حقیر سمجھنا (ض) زُرْيًا، مَزْرِيَۃً (تفعل) تزریۃً عیب لگانا، عتاب کرنا، بدگوئی کرنا۔ جنت: جنی (ض) جِنایۃً گناہ کرنا۔ جَنْيًا، جنیٰ درخت سے توڑنا (مفاعلہ) مجاناۃً نا کردہ گناہ کی نسبت کرنا، چننا۔ التحليق: حلق (تفعیل) تحليقًا اڑنے میں چکر لگانا، حلقہ کی مانند بنانا (ض) حَلْقًا مونڈنا (ن) حَلْقًا حلق پر مارنا (س) حَلَقًا حلق کے درد والا ہونا (تفعّل) تحلقًا حلقہ بنا کر بیٹھنا (إفعال) إحلاقًا بھرنا۔ ننقب: نقب (ن) نَقْبًا کھود کرید کرنا، پیوند لگانا (س) نَقَبًا سیر کرنا (ن) نِقابۃً (س) نَقَبًا (ک) نَقابۃً سردار ہونا (تفعیل) تنقیبًا خوب اچھی طرح کھود کرید کرنا (مفاعلہ) مناقبۃً مناقب پر فخر کرنا (تفعّل) تنقبًا تفتیش میں مبالغہ کرنا، نقاب ڈالنا۔ ناشئتنا: نشأ (ف، ک) نَشأً، نُشوءًا، نَشأۃً پرورش کرنا، جوانی کو پہنچنا (إفعال) إنشاءً پرورش کرنا، نو پید کرنا (تفعیل) تنشئۃً پرورش کرنا (تفعّل) تنشأ جانا (استفعال) استنشاءً حقیقت دریافت کرنا۔

عَلٰى هٰذَا الْأَسَاسِ وَعَلٰى هٰذِهِ الْفِكْرَةِ أَلَّفْنَا كِتَابَنَا (مُخْتَارَاتٌ مِّنْ أَدَبِ الْعَرَبِ) وَهَا هُوَ الْجُزْءُ الْأَوَّلُ مِنْ هٰذَا الْكِتَابِ يَجْمَعُ بَيْنَ الطَّبْعِيِّ وَالْفَنِّيِّ، وَلِكُلٍّ قِيمَةٌ أَدَبِيَّةٌ، وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْقَدِيمِ وَالْحَدِيثِ، نَرْجُوْ أَنْ يَّقَعَ مِنَ الْأُدَبَاءِ وَالْمُعَلِّمِيْنَ مَوْقِعَ الْاِسْتِحْسَانِ وَالْقُبُوْلِ.

اسی بنیاد اور اسی نظریے پر ہم نے اپنی کتاب ''مختارات من ادب العرب'' کو تالیف کیا اور یہ اس کتاب کا پہلا حصہ ہے جو طبعی اور فنی کو جمع کرتا ہے، ان دونوں میں سے ہر ایک کی اپنی قیمت ہے، قدیم اور جدید کو جمع کرتا ہے ہمیں امید ہے کہ ادباء اور معلمین اس کو استحسان اور قبول کی جگہ بخشیں گے۔

وَقَدْ عُنِيتُ بِتَرْجَمَةِ أَصْحَابِ النُّصُوْصِ وَأَشَرْتُ إِلٰى مَكَانَتِهِمْ

الْأَدَبِيَّةِوَمَاتَمْتَازُبِهِ الْقِطْعَةُ الَّتِيْ اقْتَبَسْتُ مِنْ كِتَابَاتِهِمُ الْكَثِيْرَةِ،وَأَدَبِهِمُ الْجَمِّ، لِيَسْتَعِيْنَ بِهِ الْمُعَلِّمُوْنَ فِيْ تَرْبِيَةِ الذَّوْقِ الْأَدَبِيِّ،وَمَعْرِفَةِ الْفَضْلِ لِأَصْحَابِه.

میں نے اصحاب نصوص کے تراجم کا اہتمام کیا ہے،ان کی ادبی منزلت کی طرف اوران چیزوں کی طرف جن کی وجہ سے، یہ ادبی قطعے جن کا میں نے ان کی بہت ساری کتابوں اوران کے بہت سارے ادب سے اقتباس کیا ہے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں اشارہ کیا ہے تاکہ ادبی ذوق کی تربیت اوران اصحاب اقتباس کے فضائل کی معرفت میں، پڑھانے والے اس سے مدد حاصل کریں۔

<u>الجم:</u> بڑی تعداد۔ جمّ (ن،ض)جُموما کثرت سے جمع ہونا،قریب ہونا،آرام پانا(تفعیل) تجمیما گنجان ہونا، چوٹی تک بھرنا(إفعال)إجماما قریب ہونا، وقت آنا،جمع ہونے دینا(استفعال)استجماما بکثرت جمع ہونا، بہلانا، اگنا۔

وَشُكْرِيْ وَاعْتِرَافِيْ لِأُسْتَاذِنَا الْعَلَّامَةِ السَّيِّدِ سُلَيْمَانَ النَّدْوِيِّ مُعْتَمَدِ دَارِالْعُلُوْمِ نَدْوَةِ الْعُلَمَاءِ وَالدُّكْتُوْرِالسَّيِّدِ عَبْدِالْعَلِيِّ الْحَسَنِيِّ مُدِيْرِنَدْوَةِ الْعُلَمَاءِ وَالْأُسْتَاذِ مُحَمَّد عِمْرَان خَان النَّدْوِيِّ الْأَزْهَرِيِّ عَمِيْدِ دَارِالْعُلُوْمِ سَابِقًا اَلَّذِيْنَ كَانَ لِتَشْجِيْعِهِمْ وَإِتَاحَتِهِمْ لِلْفُرَصِ فَضْلٌ كَبِيْرٌ فِيْ تَالِيْفِ هٰذَا الْكِتَابِ،عَامَ ١٣٥٩ھ،وَتَقْرِيْرِهِ لِلدِّرَاسَةِ فِيْ دَارِالْعُلُوْمِ نَدْوَةِ الْعُلَمَاءِ، كَمَا كَانَ لِحَضَرَاتِ الْأَسَاتِذَةِ الشَّيْخ مُحَمَّد حَلِيْم عَطَا مُدَرِّسِ الْحَدِيْثِ الشَّرِيْفِ فِيْ دَارِالْعُلُوْمِ، وَالْأُسْتَاذِ الْكَبِيْرِالسَّيِّدِ طَلْحَةَ الْحَسَنِيِّ مُعَلِّمِ الْكُلِّيَّةِ الشَّرْقِيَّةِ فِيْ لَاهُوْرَسَابِقًا، وَالْأُسْتَاذِ مُحَمَّد نَاظِم النَّدْوِيِّ أُسْتَاذِ آدَابِ اللُّغَةِ الْعَرَبِيَّةِ فِيْ دَارِالْعُلُوْمِ سَابِقًا، وَالْأُسْتَاذِعَبْدِ السَّلَامِ الْقُدْوَائِيِّ النَّدْوِيِّ أُسْتَاذِ التَّارِيْخِ وَالسِّيَاسَةِ فِيْ دَارِالْعُلُوْمِ سَابِقًا،تَوْجِيْهَاتٌ وَآرَاءٌ سَدِيْدَةٌ وَمُسَاعَدَاتٌ غَالِيَةٌ وَشُكْرِيْ وَتَقْدِيْرِيْ لِلْأُسْتَاذِ عَبْدِ الْحَفِيْظِ الْبَلْيَاوِيِّ،الَّذِيْ سَاعَدَ الْمُؤَلِّفَ وَتَنَاوَلَ الْكِتَابَ بِشَرْحِ الْغَرِيْبِ وَإِيْضَاحِ الْغَامِضِ،تُوُفِّيَ إِلٰى رَحْمَةِ اللهِ فِيْ ١٧مِنْ جُمَادَى الْآخِرَةِ سَنَةَ ١٣٩١ھ اَلْمُصَادِفِ ١٠ أَغُسْطُس ١٩٧١ء وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلًا وَآخِرًا،وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ وَخَاتَمِ رُسُلِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّآلِهِ وَصَحْبِه.

ابو الحسن علی الحسنی الندوی

میں اعتراف کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں اپنے استاذ علامہ سید سلیمان ندوی

نگران دارالعلوم ندوۃ العلماء، ڈاکٹر سید ابوالعلی الحسنی مدیر ندوۃ العلماء، استاذ محمد عمران خان ندوی الازھری سابق مدیر دارالعلوم، یہ وہ حضرات ہیں جنکا ۱۳۵۹ھ میں اس کتاب (کو لکھنے) پر جرأت دلانے اور فرصت نکالے پر تیار کرنے میں اور ندوۃ العلماء میں پڑھانے کیلئے مقرر کرنے میں بڑا حصہ ہے جیسا کہ حضرات اساتذہ یعنی الشیخ محمد حلیم عطا استاذ حدیث شریف دارالعلوم، بڑے استاذ السید طلحہ الحسنی سابق استاذ شرقی کالج لاہور، استاذ محمد ناظم ندوی صاحب سابق استاد ادب عربی دارالعلوم، اسی طرح استاذ عبدالسلام قدوائی ندوی سابق استاذ تاریخ وسیاست دارالعلوم کی، اس کتاب کی تالیف میں توجہات، مضبوط آراء اور ہمہ گی کوششیں ہیں۔ میں قدر کرتا ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں استاذ عبدالحفیظ بلیاوی صاحب کا جنہوں نے غریب الفاظ کی شرح اور غامض الفاظ کی توضیح کے معاملہ میں اس کتاب کولیکر مؤلف کی مدد کی جو کہ جوارِ رحمت کی طرف ۱۷ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ بمطابق ۱۰ اگست ۱۹۷۱ء میں انتقال فرماگئے۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ أَوَّلاً وَآخِراً، وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهِ وخَاتَمِ رُسُلِهِ سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ. (آمین)

ابو الحسن علی الحسنی الندوی

۱۰ / ربیع الاول ۱۳۹۱ھ

۶/مئی ۱۹۷۱ء

☆☆☆☆☆☆☆

عبادُ الرَّحمٰنِ

بسم اللہ الرحمن الرحیم (۱)

تَبَارَکَ الَّذِی جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّجَعَلَ فِیْهَا سِرَاجًا وَّقَمَرًا مُّنِیْرًا. وَهُوَ الَّذِی جَعَلَ اللَّیْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ أَرَادَ أَنْ یَّذَّکَّرَ أَوْ أَرَادَ شُکُوْرًا. وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْأَرْضِ هَوْنًا وَّإِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا. وَالَّذِیْنَ یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِیَامًا. وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا کَانَ غَرَامًا. إِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا. وَالَّذِیْنَ إِذَا أَنْفَقُوْا لَمْ یُسْرِفُوْا وَلَمْ یَقْتُرُوْا وَکَانَ بَیْنَ ذٰلِکَ قَوَامًا. وَالَّذِیْنَ لَایَدْعُوْنَ مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ وَلَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ یَلْقَ أَثَامًا. یُضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَیَخْلُدْ فِیْهٖ مُهَانًا.

وہ ذات بہت عالی شان ہے جس نے آسمان میں برج بنائے اور اس میں چراغ (یعنی سورج) اور چاند اجالا کرنے والا رکھا۔ اور وہ ذات ایسی ہے جس نے رات اور دن کو ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والا بنایا (اور یہ سب کچھ دلائل ونعم جو مذکور ہوئے) اس شخص کے (سمجھنے کے) لئے ہیں جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔ اور (حضرت) رحمان کے (خاص) بندے وہ ہیں جو زمین پر عاجزی کے ساتھ چلتے ہیں اور جب ان سے جہالت

(۱) وجہ انتخاب قرآن کریم کے اس حصہ میں اللہ رب العزت نے مومن کی بارہ صفات کا ذکر کیا ہے اور اس حصہ کو مفسرین عبادالرحمن سے تعبیر کرتے ہیں مرتب اپنی کتاب کے شروع میں اس کو لاکر اس بات کی طرف توجہ دلا رہے ہیں کہ مومن کے اندر کون کون سی صفات ہونی چاہئیں تاکہ ہم بھی ان انعامات خداوندی کے مستحق ہو جائیں جو اللہ نے ان لوگوں کے لئے رکھے ہیں وہ بارہ صفات درج ذیل ہیں (۱) یمشون علی الأرض هونا (۲) إذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاما (۳) یبیتون لربهم سجدا وقیاما (٤) یقولون ربنا اصرف عنا عذاب جهنم (٥) إذا أنفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا (٦) لایدعون مع الله إلها آخر (۷) لایقتلون النفس التی حرم الله إلا بالحق (۸) ولایزنون (۹) لایشهدون الزور (۱۰) إذا مروا باللغو مروا کراما (۱۱) إذا ذکروا بآیات ربهم لم یخروا علیها صما وعمیانا (۱۲) ربنا هب لنا من أزواجنا وذریاتنا قرة أعین واجعلنا للمتقین إماما۔ ان صفات کے حاملین کے لئے آخر میں انعام خداوندی کا اعلان أولئک یجزون الغرفة بما صبروا ویلقون فیها تحیة وسلاما خالدین فیها حسنت مستقرا ومقاما سے کیا گیا ہے۔ ان صفات کی مزید تشریح وتفسیر کے لئے کسی بھی معتبر تفسیر قرآن کا مطالعہ کرنا کافی ہوگا تاکہ ان صفات کو صحیح معنوں میں اپنی زندگی میں رائج کرسکیں۔

والے لوگ (جہالت کی) بات (چیت) کرتے ہیں تو وہ رفع شر کی بات کرتے ہیں (یعنی نرم و ملائم بات، انکی جہالت کے بارے میں کہہ کر الگ ہو جاتے ہیں)۔اور (حضرت رحمان کے خاص بندے) وہ ہیں جو راتوں کو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں کاٹ دیتے ہیں۔اور (حضرت رحمٰن کے خاص بندے) وہ ہیں جو دعائیں مانگتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار جہنم کے عذاب کو ہم سے دور رکھیے، کیونکہ اس کا عذاب پوری تباہی ہے۔ بے شک وہ جہنم (تو) برا ٹھکانہ اور برا مقام ہے۔(یہ حالت تو ان کی طاعات بدنیہ میں ہے اور طاعات مالیہ میں ان کا کیا طریقہ ہے آگے اس کا بیان ہے) اور جب وہ خرچ کرنے لگتے ہیں تو نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ ہی تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ کرنا اس (افراط وتفریط) کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے۔اور (حضرت رحمان کے خاص بندے) وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور معبود کی پرستش نہیں کرتے اور جس شخص کے قتل کرنے کو اللہ تعالیٰ نے حرام فرمایا ہے اس کو قتل نہیں کرتے مگر جہاں، اسلام کے تقاضے کی وجہ سے (یعنی قصاص، حد زنا وغیرہ) چاہیے اور وہ زنا نہیں کرتے، اور جو شخص ایسے کام کریگا تو سزا سے اس کو واسطہ پڑیگا۔(کہ) قیامت کے دن اس کا عذاب بڑھتا چلا جائیگا اور وہ اس (عذاب) میں ہمیشہ ہمیشہ ذلیل (وخوار) ہو کر رہیگا

<u>تبارک</u>: برک (تفاعل) تبارُکا مقدس ہونا، نیک شگون لینا (تفعیل) تبریکًا برکت کی دعا کرنا (اِفعال) اِبراکًا اونٹ کو بٹھانا (ن) بُروکًا بیٹھنا۔<u>بروجًا</u>: [مفرد] برج۔ آسمان کے برجوں میں سے ایک [آسمان کے بارہ برج ہیں، جن کے نام حسب ذیل ہیں: (۱) حمل (۲) ثور (۳) جوزاء (۴) سرطان (۵) اسد (۶) سنبلہ (۷) میزان (۸) عقرب (۹) قوس (۱۰) جدی (۱۱) دلو (۱۲) حوت] قلعہ، ستون، محل، مینار، گنبد۔ برج (تفعیل) تبریجًا برج بنانا۔<u>خلفۃ</u>: خلف (ن) خِلفَۃً، خَلَفًا ایک دوسرے کے قائم مقام ہونا۔ خِلافَۃً جانشین ہونا، خُلوفًا بیوقوف ہونا (س) خَلَفًا بائیں ہتھا ہونا، بھینگا ہونا (تفعیل) تخلیفًا پیچھے چھوڑنا (اِفعال) اِخلافًا وعدہ خلاف پانا۔<u>غرامًا</u>: ہلاکت، عذاب۔غرم (س) غُرمًا، غَرامۃً نقصان اٹھانا، ادا کرنا (اِفعال) اِغرامًا ادائیگی کو لازم کرنا (تفعل) تغرمًا تاوان برداشت کرنا۔<u>ساءت</u>: سوء (ن) سَوءًا، سَواءۃً مکروہ سلوک کرنا، غمگین کرنا۔ سَواءًا قبیح ہونا (تفعیل) تسویۃً بگاڑنا، سرزنش کرنا۔<u>لم یقتروا</u>: قتر (ن، ض)، قَترًا، قُتورًا النفقہ میں تنگی کرنا۔ قَترًا تخمینہ کرنا (تفعیل) تقتیرًا النفقہ میں تنگی کرنا، ایک دوسرے کے قریب ہونا

(إفعال) إقتارًا مال کم ہونا، روزی تنگ کرنا (تفعّل) تقترًّ اغضبناک ہوکر آمادہ جنگ ہونا، فریب دینے کا ارادہ کرنا۔ قواما: اعتدال، قد روقامت۔ قوم (ن) قَوْمًا، قیامًا اعتدال پر ہونا، مداومت کرنا، نگہبانی کرنا (تفعیل) تقویمًا سیدھا کرنا (إفعال) إقامۃً کھڑا کرنا، اقامت کرنا، وطن بنالینا۔ یضعف: ضعف (مفاعلہ) مضاعفۃً دوچند کرنا (ف) ضَعْفًا زیادہ کرنا (ن) ضُعْفًا (ک) ضَعَافَۃً کمزور ہونا (تفعیل) تضعیفًا دوچند کرنا، کمزور کرنا۔

إِلَّا مَنْ تَابَ وَ آمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صٰلِحًا فَأُولٰئِکَ یُبَدِّلُ اللهُ سَیِّئَاتِهِمْ حَسَنٰتٍ وَّ کَانَ اللهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا. وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ صٰلِحًا فَإِنَّهٗ یَتُوْبُ إِلَی اللهِ مَتَابًا. وَالَّذِیْنَ لَا یَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا کِرَامًا. وَالَّذِیْنَ إِذَا ذُکِّرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ یَخِرُّوْا عَلَیْهَا صُمًّا وَّ عُمْیَانًا. وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ أَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ أَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ إِمَامًا. أُولٰئِکَ یُجْزَوْنَ الْغُرْفَةَ بِمَا صَبَرُوْا وَیُلَقَّوْنَ فِیْهَا تَحِیَّةً وَّ سَلٰمًا. خٰلِدِیْنَ فِیْهَا حَسُنَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ مُقَامًا. قُلْ مَا یَعْبَؤُا بِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَا دُعَاؤُکُمْ فَقَدْ کَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ یَکُوْنُ لِزَامًا.

مگر جس نے (شرک ومعاصی سے) توبہ کرلی اور ایمان لائے اور نیک کام کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کے گزشتہ گناہوں کی جگہ نیکیاں عطا کرے گا، اللہ تعالیٰ غفور ہے رحیم ہے اور جو شخص (جس معصیت سے) توبہ کرتا ہے اور نیک کام کرتا ہے تو (وہ بھی عذاب سے بچا رہے گا کیونکہ) وہ اللہ تعالیٰ کی طرف خاص طور پر رجوع کر رہا ہے اور (حضرت رحمٰن کے خاص بندے) وہ ہیں جو بے ہودہ باتوں میں شامل نہیں ہوتے اور اگر (اتفاقاً) بے ہودہ مشغلوں کے پاس سے ہوکر گزریں تو سنجیدگی کے ساتھ گزر جاتے ہیں اور (حضرت رحمٰن کے خاص بندے) تو ایسے ہیں کہ جس وقت ان کو اللہ کے احکام کے ذریعہ سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان احکام پر اندھے ہوکر نہیں گرتے اور (حضرت رحمٰن کے خاص بندے) تو ایسے ہیں کہ وہ دعا کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں اور ہماری اولاد کی طرف سے آنکھوں کی ٹھنڈک (رحمت) عطا فرما، ہمیں متقیوں کا امام بنادے ایسے لوگوں کو (بہشت میں رہنے کے لئے) بالا خانے ملیں گے بوجہ (ان کے دین وطاعت پر) ثابت قدم رہنے کے اور ان کو اس (بہشت) میں (فرشتوں کی جانب سے) بقا کی دعا اور سلام ملے گا (اور) وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے وہ کیسا اچھا ٹھکانہ اور اچھا مقام ہے آپ (عام طور پر لوگوں سے) کہہ دیجئے میرا رب تمہاری ذرہ بھی پرواہ نہ کرے گا اگر تم عبادت نہ کروگے سو

تم تو (احکام الٰہیہ کو) جھوٹا سمجھتے ہو عنقریب جھوٹا سمجھنا تمہارے لئے وبال (جان) ہوگا۔
الزور: باطل، اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانا، عقل، جھوٹ۔ زور (تفعیل) تزویرًا باطل ٹھہرانا (تفعّل) تزوّرًا جھوٹ بولنا۔ لم یخرّوا: خرر (ن،ض) خرًّا، خُرورًا اوپر سے نیچے گرنا، مرنا (إفعال) إخرارًا گرانا۔ صمًّا: [مفرد] أصمّ۔ صمم (س) صَمَمًا، صمًّا بہرا ہونا (ن) صمًّا بند کرنا، مارنا (تفعیل) تصمیمًا بہرا کردینا (إفعال) إصمامًا بہرا ہونا۔ عمیانًا: [مفرد] أعمٰی اندھا [دیگر جمع] أعماء اور عُماة آتی ہیں۔ عمی (س) عَمًى اندھا ہونا، عَمَایَةً گمراہ ہونا، اصرار کرنا (تفعیل) تعمیةً پوشیدہ رکھنا (إفعال) إعماءً اندھا کرنا۔ قرّة: قرر (س، ض) قُرّةً، خوشی کی وجہ سے ٹھنڈا ہونا (ن،ض،س) قَرًّا ٹھنڈا ہونا (س،ض) قَرارًا قرار پکڑنا، ٹھہرنا (تفعیل) تقریرًا اقرار کرنا (مفاعلہ) مقارّةً موافقت کرنا (تفعّل) تقرّرًا ثابت ہونا۔ إمامًا: جس کی اقتداء کی جائے (پیشوا، پیش امام، خلیفہ، امیر لشکر)۔ امم (ن) إمامةً امام بننا (تفعّل) تأمّمًا ماں بنانا، (افتعال) ائتمامًا اقتداء کرنا۔ یجزون: جزی (ض) جزاءً بدلہ دینا، حق ادا کرنا (تفاعل) تجازیًا تقاضہ کرنا (افتعال) اجتزاءً بدلہ مانگنا۔ الغرفة: بالاخانہ، کوٹھری [جمع] غُرَفٌ، غُرُفاتٌ۔ تحیّة: حیی (تفعّل) تحیّةً سلام کرنا، حیّاک اللہ کہنا (س) حیاةً زندہ رہنا (إفعال) إحیاءً زندہ کرنا (مفاعلہ) محایاةً شرم دلانا (استفعال) استحیاءً شرم کرنا، منقبض ہونا۔ یعبؤ: عبأ (ف) عَبْأً (تفعیل) تعبیةً پروا کرنا، قصد کرنا (افتعال) اعتباءً سب کچھ لے لینا۔ لزامًا: لزم (س) لزامًا (مفاعلہ) لزامًا چمٹے رہنا اور جدا نہ ہونا (س) لزومًا لازم رہنا (إفعال) إلزامًا لازم کرنا (افتعال) التزامًا گردن پکڑنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سَيِّدُنَا مُوسٰى عَلٰى نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　(۱)

طٰسٓمٓ. تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ. نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَ فِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ. اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ. وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ.

طٰسٓمٓ: یہ (مضامین جو آپ پر وحی کئے جاتے ہیں) کتاب واضح (یعنی قرآن) کی آیتیں ہیں۔ ہم آپ کو موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا کچھ حصہ ٹھیک ٹھیک پڑھ کر (یعنی نازل کر کے) ان لوگوں کے (نفع کے) لئے جو کہ ایمان رکھتے ہیں (کیونکہ مقاصد قصص عبرت و استدلال علی النبوۃ وغیرہما ہیں اور وہ مومنین ہی کے لئے نافع ہیں خواہ حقیقۃً مومن ہوں یا حکماً) سناتے ہیں۔ فرعون سرزمین (مصر) میں بہت بڑھ چڑھ گیا تھا اور اس نے وہاں کے

(۱) وجہ انتخاب: اس قصہ کو اپنی کتاب کا جزو بنانے کی حقیقی وجہ تو مولف ہی جانتے ہونگے لیکن ایک تاریخی واقعہ دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ شاید اس وجہ سے ان آیات کا چناؤ کتاب کے لئے کیا ہو وہ واقعہ تاریخ کی کتب میں یوں مذکور ہے" جب پورے عرب میں قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت کا چرچا ہوگیا تو دور دور سے کئی شعراء نے قرآن مجید سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا اسی غرض سے ایک شاعر اپنے گھر سے نکلا راستے میں ایک چھوٹی سی بچی ملی اس بچی نے پوچھا" إلى أين يا عم" چچا جان کہاں کا ارادہ ہے؟ اس نے جواب دیا محمد ﷺ کی طرف قرآن مجید کا مقابلہ کرنے جا رہا ہوں، وہ لڑکی کہنے لگی: چچا جان! حضور ﷺ کے پاس بعد میں جانا پہلے میں آپ کو قرآن مجید کی ایک چھوٹی سی آیت سناتی ہوں آپ مجھے اسکا جواب دیدیں، وہ کہنے لگا: سنائیے تو اس لڑکی نے قرآن مجید کی یہ آیت سنائی" وأوحينا إلى أم موسى أن أرضعيه فإذا خفت عليه فألقيه في اليم ولا تخافي ولا تحزني إنا رادوه إليك وجاعلوه من المرسلين" اور کہا چچا جان! دیکھیں اس چھوٹی سی آیت میں چھ چیزیں ہیں، دو امر (أرضعيه، فألقيه) دو نہی (لاتخافي، لاتحزني) دو وعدے (إنا رادوه إليك وجاعلوه من المرسلين) کیا آپ اپنا کوئی اس طرح کا مختصر کلام سنا سکتے ہیں؟ جس میں یہ تینوں چیزیں تکرار کے ساتھ آجائیں اور کلام کی فصاحت و بلاغت میں بھی کوئی فرق نہ آئے" وہ شاعر کچھ دیر سوچتا رہا، پھر ٹھنڈا سانس لیا اور زور زور سے کہنے لگا" أشهد أن هذا الكلام ليس من كلام العباد" یعنی میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ کلام کسی انسان کا نہیں ہوسکتا۔

باشندوں کی مختلف قسمیں کرر کھی تھیں (اس طرح کہ قبطیوں کو معزز اور اسرائیلوں کو پست و خوار کرر کھا تھا) کہ ان (باشندوں) میں سے ایک جماعت (یعنی بنی اسرائیل) کا زور گھٹا رکھا تھا (اسطرح سے) کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کراتا تھا اور ان کی عورتوں (لڑکیوں) کو زندہ رہنے دیتا تھا واقعی وہ بڑا مفسد تھا (غرض فرعون تو اس خیال میں تھا) اور ہم کو یہ منظور تھا کہ جن لوگوں کا زمین (مصر) میں زور گھٹایا جارہا تھا ہم ان پر (دنیوی و دینی) احسان کریں اور (وہ احسان یہ کہ) ان کو دینی پیشوا بنادیں۔اور (دنیا میں) ان کو (ملک کا) مالک بنائیں اور (مالک ہونے کے ساتھ) ان کو زمین میں حکومت دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین کو ان (بنی اسرائیل) کی جانب سے وہ (ناگوار واقعات) دکھلائیں جن سے وہ بچاؤ کررہے تھے (مراد اس سے زوال سلطنت و ہلاکت ہے کہ اسی سے بچاؤ کرنے کے لیئے بنی اسرائیل کے بیٹوں کو فرعون ایک خواب کی بناء پر وہ جو فرعون نے دیکھا تھا اور نجومیوں نے تعبیر بتلائی تھی قتل کررہا تھا پس ہمارے قضاء وقدر کے سامنے ان لوگوں کی تدبیر کچھ کام نہ آئی)

علا: علو (ن) عُلُوًّا (ف) عَلاءً بلند ہونا، غالب ہونا، بصلہ [فی] تکبر کرنا (تفعیل) تعلیۃً چڑھنا، عالی مرتبہ بنانا (تفعل) تعلیًا آہستہ آہستہ چڑھنا شیعًا: گروہ [واحد تثنیہ، جمع، مذکر، مونث تمام کے لئے برابر ہے] اس لفظ کا غلبۂ استعمال موجودہ زمانے میں ان لوگوں کے لیے ہے جو اپنے آپ کو حضرت علیؓ کے طرف دار سمجھتے ہیں۔شیع (تفعل) تشیعًا شیعہ ہونے کا دعوی کرنا، بکھرنا۔یستحیی: حیی (استفعال) استحیاءً زندہ چھوڑنا، شرم کرنا (س) حیاۃً زندہ رہنا، حیاءً منقبض ہونا (تفعیل) تحیۃً حیاک اللہ کہنا، سلام کرنا (إفعال) إحیاءً زندہ کرنا، بیدار رہنا۔نمن: منّ (ن) منًّا، منّۃً احسان جتلانا، بھلائی کرنا (تفعل) تمنًّا کمزور کرنا، کاٹنا (تفعیل) تمنینًا لاغر کرنا (استفعال) استمنانًا طالب احسان ہونا۔یحذرون: حذر (س) حَذَرًا بچنا، چوکنا رہنا (تفعیل) تحذیرًا خوف دلانا، متنبہ کرنا (افتعال) احتذارًا بچتے رہنا

وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ أُمِّ مُوسَىٰ أَنْ أَرْضِعِيهِ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي إِنَّا رَادُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ الْمُرْسَلِينَ. فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُونَ لَهُمْ عَدُوًّا وَحَزَنًا، إِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا كَانُوا خَاطِئِينَ. وَقَالَتِ امْرَأَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّي وَلَكَ لَا تَقْتُلُوهُ عَسَىٰ أَنْ يَنْفَعَنَا أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُونَ.

اور (جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو) ہم نے موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو الہام کیا کہ

تم انکو دودھ پلاؤ پھر جب تم کو ان کی نسبت (جاسوسوں کے مطلع ہونیکا) اندیشہ ہوتو (بے خوف وخطر) ان کو دریا (نیل) میں ڈال دینا (۱) اور نہ تو (غرق) سے اندیشہ کرنا اور نہ (مفارقت پر) غم کرنا (کیونکہ) ہم ضرور ان کو پھر تمہارے ہی پاس واپس پہنچادیں گے اور پھر اپنے وقت پر) ان کو پیغمبر بنادیں گے (غرض وہ اسی طرح ان کو دودھ پلاتی رہیں پھر جب افشاء راز کا خوف ہوا تو صندوق میں بند کر کے اللہ کے نام پر نیل میں چھوڑ دیا غرض وہ صندوق کنارے پر لگا) تو فرعون کے لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام کو (یعنی مع صندوق کے) اٹھالیا تا کہ وہ ان لوگوں کے لئے دشمن اور غم کا باعث بنیں، بلاشبہ فرعون اور ہامان اور ان کے تابعین (اس بارے میں) بہت چوکے (کہ اپنے دشمن کو اپنی بغل میں پالا) اور فرعون کی بی بی (حضرت آسیہ (۲)) نے (فرعون سے) کہا کہ یہ (بچہ) میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے (یعنی اس کو دیکھ کر جی خوش ہوا کریگا) اس کو قتل مت کرو عجب نہیں کہ (بڑا ہوکر) ہم کو کچھ فائدہ پہنچاوے

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خاندان یعنی بنواسرائیل کا اصل وطن شام تھا، آپکی ولادت ۱۵۲۰ قبل مسیح ہوئی ورنسب نامہ تورات میں والد کی طرف سے موسیٰ بن عمرام بن قہات بن لاوی بن یعقوب اور والدہ کی طرف سے موسیٰ بن لوخانیت ہائذ بن لاوی بن یعقوب لکھا ہے، فرعون کے خوف سے انکی والدہ نے ان کو دریائے نیل میں ڈال دیا تھا یہ دریا جھیل وکٹوریہ سے نکل کر بنواسرائیل کے محلات سے ہوتا ہوا فرعون کے شاہی محلات کے عین قریب سے گزر کر بحر احمر میں جا گرتا ہے، یہ دریا اب بھی دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے، حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں آپ کے خاندان کے کل بارہ نفوس شام سے ہجرت کر کے مصر آگئے تھے اور یہیں آباد رہے لیکن تقریباً ساڑھے چار سو سال بعد فرعون کے مظالم سے تنگ آکر جب واپس شام گئے تو اسوقت تورات کی روایت کے مطابق ان کے لڑنے والے قابل ذکر افراد کی تعداد چھ لاکھ تین ہزار پانچ سو پچاس تھی (انجیل، گنتی ۱۔۴۶) اتنی بڑی تعداد نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قیادت میں دریا قلزم کو عبور کیا اور یہ دریا مصر کے مشرق میں واقع ہے اور مصر سے شام جاتے ہوئے راستہ میں پڑتا ہے اور اسی دریا میں فرعون غرق ہوا، یہ واقعہ بڑی تفصیل سے کتب تاریخ وتفسیر میں موجود ہے، یہاں اتنی بات ذہن میں رہے کہ دریا کا خشک ہو کر موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کو راستہ دیدینا اور پھر یکایک اپنی پہلی حالت پر جاری وساری ہو کر فرعون اور اسکے لشکر کو غرق کر دینا بعید از قیاس نہیں ہے، کیونکہ سمندری زلزلہ کیوقت اس طرح کی صورتیں پیش آجاتی ہیں، جیسے آج سے تقریباً پون صدی قبل ہندوستان کی ریاست بہار میں، دریا گنگا میں ایسا واقعہ پیش آچکا ہے جسکی تفصیل انگریزی روزنامہ ''پانیر'' لکھنو کی ۲۰ جنوری ۱۹۳۴ء کی اشاعت میں مذکور ہے اور یہ واقعہ ایک خلق کثیر نے دیکھا تھا جسکی اجمالی تفصیل اس طرح ہے کہ جنوری ۱۹۳۴ء بمطابق رمضان ۱۳۵۲ھ کو دریا گنگا میں ایک بہت بڑا سمندری زلزلہ آیا جس سے دریا گنگا کا پانی یکدم ختم ہوگیا جونہی زلزلہ ختم ہوا دریا پھر یکایک اسی اپنی پہلی حالت پر بہنا شروع ہوگیا، عجیب بات یہ ہے کہ یہ زلزلہ صرف سیکنڈوں کیلئے نہیں بلکہ پورے پانچ منٹ تک رہا۔

(۲) فرعون کی اس بیوی کا نام آسیہ ہے جس نے بچپن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کفالت کی تھی ان کا نسب نامہ تفسیر ابوالسعود میں یوں لکھا ہے ''آسیہ بنت مزاحم بن عبید بن الریان بن الولید، یہی ولید وہ شخص ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں مصر کا بادشاہ تھا، جس کی گھر والی نے حضرت یوسف کو پھسلانا چاہا تھا، جسکا قصہ تفصیل سے قرآن مجید کی سورۃ یوسف میں موجود ہے حضرت آسیہ نے صندوق میں روتے ہوئے بچے کو دیکھا تو انکے دل میں اس بچے کی محبت نے گھر کرلیا، مولانا عبدالماجد دریابادی فرماتے ہیں ''نبی سے یہ محبت ہی آسیہ کے ایمان لانے کا سبب بن گئی''

ہم اس کو (اپنا) بیٹا ہی بنالیں اور ان لوگوں کو (انجام کی) خبر نہ تھی (کہ یہی وہ بچہ ہے جس کے ہاتھوں فرعون کی حکومت غارت ہوگی)

الیمّ: [مصدر] سمندر، سانپ۔ یمّ (ن) یَمًّا سمندر میں پھینکا جانا (تفعیل) تیمیمًا تیمّم کرانا (تفعل) تیمّمًا قصد کرنا، تیمّم کرنا۔ رادوہ: ردد (مفاعلہ) مرادّۃً، رِدادًا واپس کر دینا، بحث کرنا (ن) رَدًّا، مَرَدًّا پھیرنا (اِفعال) اِرداداً جوش میں آنا (تفعل) ترددًا شک وشبہ میں پڑ جانا (افتعال) ارتدادًا دین سے پھر جانا۔ التقطہ: لقط (افتعال) التقاطًا زمین سے اٹھانا، بغیر ارادہ اور طلب کے مطلع ہونا (ن) لَقطًا زمین سے اٹھانا، حاصل کرنا۔ اللُّقَطة: وہ چیز جو راستہ میں پڑی ہوئی ملے یا وہ شے متروک جس کا مالک معلوم نہ ہو اور اسکو اٹھالیا جائے۔

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسٰى فٰرِغًا اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهٖ لَوْلَآ أَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ. وَقَالَتْ لِأُخْتِهٖ قُصِّيْهِ فَبَصُرَتْ بِهٖ عَنْ جُنُبٍ وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ. وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلٰى أَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ. فَرَدَدْنٰهُ إِلٰى أُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ.

اور (ادھر یہ قصہ ہوا کہ) موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا دل (خیالات مختلفہ کے ہجوم سے) بیقرار ہوگیا قریب تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کا حال (سب پر) ظاہر کر دیتیں اگر ہم انکے دل کو اس غرض سے مضبوط نہ کئے رہتے کہ یہ (ہمارے وعدے پر) یقین کئے (بیٹھی) رہیں انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن (یعنی اپنی بیٹی جس کا نام کلثوم ہے) سے کہا، ذرا موسیٰ علیہ السلام کا سراغ تو لگا سو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو دور سے دیکھا اور ان لوگوں کو (یہ) خبر نہ تھی (کہ یہ ان کی بہن ہیں اور اسی فکر میں آئی ہیں) اور ہم نے پہلے ہی سے موسیٰ علیہ السلام پر دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی سو وہ (اس موقع کو دیکھ کر) کہنے لگیں کیا میں تم لوگوں کو کسی اپنے گھرانے کا پتہ بتاؤں جو تمہارے لئے اس بچہ کی پرورش کریں اور وہ (دل سے) اس کی خیر خواہی کریں۔ غرض ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو ان کی والدہ کے پاس (اپنے وعدہ کے مطابق) واپس پہنچا دیا تا کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور تا کہ (فراق کے) غم میں نہ رہیں اور تا کہ اس بات کو جان لیں کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہوتا ہے لیکن (افسوس کی بات ہے کہ) اکثر لوگ (اس کا) یقین نہیں رکھتے۔

4

فؤاد: دل، بسا اوقات عقل کو بھی کہا جاتا ہے [جمع] اُفئِدۃٌ۔ فرغا: فرغ (ک) فَراغۃً رنجیدہ ہونا، گھبرانا (س، ف، ن) فَراغًا، فروغًا خالی ہونا، ارادہ کرنا۔ فُرُغًا گرانا (س) فَرَاغا گرنا۔ ربطنا: [جمع] رُبُطٌ۔ ربط (ن ض) رَبْطًا قوی کرنا، صبر دینا، باندھنا۔ رَباطۃً مضبوط دل ہونا (مفاعلۃ) مرابطۃً، رباطا دشمن کی سرحد کے پاس ہمیشہ قیام رکھنا (افتعال) ارتباطًا سرحد کی حفاظت کیلئے تیار کرنا۔ قصیہ: قصص (ن) قصًا آہستہ آہستہ پیروی کرنا، کاٹنا۔ قصصًا بیان کرنا (مفاعلہ) مقاصۃً قصاص لینا (افتعال) اقتصاصا قصاص لینا، تابعداری کرنا۔ جنب: دور، غیر فرمانبردار، اجنبی، ناپاک (واحد، تثنیہ، جمع، مذکر و مونث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے) جنب (ن) جَنْبًا دور کرنا، ہانکنا (س) جَنَبًا مائل ہونا (ن، س، ض) جنابۃً ناپاک ہونا۔

وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَاسْتَوٰى اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا وَّعِلْمًا وَّكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ. وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ أَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلَانِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَكَزَهٗ مُوْسٰى فَقَضٰى عَلَيْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ إِنَّهٗ عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِيْنٌ.

اور جب (پرورش پاکر) اپنی بھری جوانی (کی عمر) کو پہنچے اور (قوت جسمانیہ، عقلیہ سے) بادرست ہو گئے تو ہم نے ان کو حکمت اور علم عطا کیا (یعنی نبوت سے پہلے ہی فہم سلیم و عقل مستقیم جس سے حسن و قبح میں امتیاز کرسکیں عنایت فرمائی) اور ہم نیکو کاروں کو یونہی صلہ دیا کرتے ہیں (یعنی عمل صالح سے فیضان علم میں ترقی ہوتی ہے اسمیں اشارہ ہے کہ فرعون کے مشرب کو موسیٰ علیہ السلام نے کبھی اختیار نہ کیا تھا بلکہ اس سے دور رہے) اور موسیٰ علیہ السلام شہر (مصر) میں (کہیں باہر سے) ایسے وقت پہنچے کہ وہاں کے (اکثر) باشندے بے خبر (پڑے سورہے) تھے تو انہوں نے وہاں دو آدمیوں کو لڑتے دیکھا ایک تو ان کی برادری میں سے تھا اور دوسرے مخالفین میں سے تھا (اس کا نام قلیون تھا اور یہ فرعون کے مطبخ کا باورچی تھا) سو وہ جو ان کی برادری میں سے تھا اس نے موسیٰ علیہ السلام سے اس کے مقابلہ میں جو ان کے مخالفین میں سے تھا مدد چاہی تو موسیٰ علیہ السلام نے اس کو (ایک) گھونسا مارا اور اسکا کام ہی تمام کردیا (یعنی وہ مر ہی گیا) موسیٰ علیہ السلام کہنے لگے یہ تو شیطانی حرکت ہوگئی بیشک شیطان (بھی آدمی کا) کھلا دشمن ہے (غلطی میں ڈال دیتا ہے)

استوی: سوی (استفعال) استواءً پوری جوانی کو پہنچنا، غالب ہونا (س) سَوِیَ [الرجل] درست کام والا ہونا (مفاعلۃ) مساواۃً برابر کرنا (اِفعال) اِسواءً رسوا ہونا، ہموار کرنا

وکزہ: وکز (ض) وکزًا مکا مارنا، ہٹانا، گاڑنا (تفعّل) توکزًا آمادہ ہونا، ٹیک لگانا، شکم سیر ہونا۔

قَالَ رَبِّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْلِيْ فَغَفَرَلَهُ إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ . قَالَ رَبِّ بِمَآ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ فَلَنْ أَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ . فَأَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ خَائِفًا يَّتَرَقَّبُ فَإِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهُ بِالْأَمْسِ يَسْتَصْرِخُهُ قَالَ لَهُ مُوْسٰى إِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ . فَلَمَّآ أَنْ أَرَادَ أَنْ يَّبْطِشَ بِالَّذِيْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ يٰمُوْسٰى أَتُرِيْدُ أَنْ تَقْتُلَنِيْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْأَمْسِ إِنْ تُرِيْدُ إِلَّا أَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِي الْأَرْضِ وَمَا تُرِيْدُ أَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِيْنَ.

عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! مجھ سے قصور ہوگیا آپ معاف کردیجئے سو اللہ عزوجل نے معاف فرمادیا بلاشبہ وہ بڑا غفور ہے رحیم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے (یہ بھی) عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! چونکہ آپ نے مجھ پر (بڑے بڑے) انعامات فرمائے ہیں سو کبھی میں مجرموں کی مدد نہ کروں گا (یہاں مجرمین سے مراد وہ ہیں جو دوسروں سے گناہ کا کام کرانا چاہیں کیونکہ کسی سے گناہ کرانا بھی ایک جرم ہے پس اس میں شیطان بھی داخل ہوگیا کہ وہ گناہ کراتا ہے اور گناہ کرنے والا اسکی مدد کرتا ہے خواہ عمداً یا خطاً مطلب یہ ہوا کہ میں شیطان کا کہا کبھی نہ مانوں گا یعنی موقع محتملۂ خطا میں احتیاط وتیقظ سے کام لوں گا اور اصل مقصود اتنا ہی ہے مگر شمول حکم کے لئے مجرمین جمع کا صیغہ لایا گیا کہ اوروں کو بھی عام ہوجائے)۔ پس موسیٰ علیہ السلام کو شہر میں خوف و وحشت کی حالت میں صبح ہوئی کہ اچانک (دیکھتے کیا ہیں کہ) وہی شخص جس نے کل گزشتہ ان سے مدد چاہی تھی وہ پھر ان کو (مدد کے لئے) پکار رہا ہے موسیٰ علیہ السلام اس سے فرمانے لگے کہ بے شک تو صریح بدراہ (آدمی) ہے۔ سو جب موسیٰ علیہ السلام نے اس پر ہاتھ بڑھایا جو ان دونوں کا مخالف تھا تو وہ اسرائیلی کہنے لگا کہ اے موسیٰ! کیا (آج) مجھکو قتل کرنا چاہتے ہو جیسا کہ کل ایک (آدمی) قتل کرچکے ہو (معلوم ہوتا ہے کہ) بس تم دنیا میں اپنا زور بٹھلانا چاہتے ہو اور صلح (اور ملاپ) کروانا نہیں چاہتے۔

ظهيرًا: مددگار، مضبوط پیٹھ والا۔ ظہر (ن) ظہارۃً مضبوط پیٹھ والا ہونا۔ يترقب: رقب (تفعّل) ترقبًا، انتظار کرنا، چڑھنا، (ن) رقوبًا نگہبانی کرنا، ڈرانا (إفعال) إرقابًا بشرط رقبیٰ زندگی بھر کے لئے دینا، کما یقال [أرقبه الدار] کسی کو گھر زندگی بھر کے لئے اس شرط پر دینا کہ جو پہلے مرگیا دوسرا اس گھر کا مالک ہوگا (مفاعلۃ) مراقبۃً نگہبانی کرنا۔ يستصرخه: صرخ (استفعال) استصراخًا مدد طلب کرنا، (ن) صراخًا، صریخًا زور سے

چیخنا، فریاد کرنا (إفعال) إصراخًا مدد کرنا۔ غوي: گمراہ، خواہشات کا غلام۔ غوی (ض) غَیًّا (س) غَوایۃً گمراہ ہونا، محروم ہونا (إفعال) إغواءً گمراہ کرنا (انفعال) انغواءً گرنا، جھکنا۔ یبطش: بطش (ض، ن) بطشًا سختی سے پکڑنا، حملہ کرنا۔ جبارًا: سرکش، قاہر، مغرور، اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے اسماء حسنیٰ میں سے ایک اسم ہے۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ أَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰى إِنَّ الْمَلَأَ يَأْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ إِنِّيْ لَكَ مِنَ النّٰصِحِيْنَ . فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ .

اور (اس مجمع میں) ایک شخص (جس کا نام حذقیل تھا اور یہ فرعون کا چچازاد بھائی تھا) شہر کے (اس) کنارہ سے (جہاں یہ مشورہ ہو رہا تھا) دوڑتے ہوئے آیا اور کہنے لگا کہ اے موسیٰ علیہ السلام اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ (یہاں سے) چل دیجئے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں۔ پس یہ (سن کر) موسیٰ علیہ السلام وہاں سے (کسی طرف کو) خوف اور وحشت کی حالت میں نکل گئے (اور چونکہ راستہ معلوم نہ تھا دعا کے طور پر) کہنے لگے کہ اے میرے پروردگار! مجھکو ان ظالم لوگوں سے بچا لیجئے۔

أقصا: [اسم تفضیل] زیادہ دور، قصو (ن) قصوًا، قُصُوًّا (س) قصًا دور ہونا۔

الملاء: اشراف قوم جن سے دلوں پر ہیبت طاری ہو۔ ملأ (ف) مَلأً، مِلأۃً بھرنا، لبالب کرنا (ک) مَلأً تونگر ہونا (مفاعلہ) ممالأۃً مدد کرنا، موافقت کرنا (تفعل) تملأً پُر ہونا۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّيْ أَنْ يَّهْدِيَنِيْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ . وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُوْدَانِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِيْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَأَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ . فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰى إِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ إِنِّيْ لِمَآ أَنْزَلْتَ إِلَيَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ . فَجَآءَتْهُ إِحْدٰهُمَا تَمْشِيْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِيْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ .

اور جب موسیٰ علیہ السلام مدین کی طرف ہو لیے کہنے لگے کہ امید ہے کہ میرا رب مجھ کو (کسی مقام امن کا) سیدھا راستہ چلا دیگا (چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مدین (۱) جا پہنچے) اور

(۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک زوجہ محترمہ "قطورہ" کے بطن سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام (بقیہ اگلے صفحہ پر)

جب مدین کے پانی (یعنی کنویں) پر پہنچے تو اس پر (مختلف) آدمیوں کا ایک مجمع دیکھا جو پانی پلا رہے تھے اور ان لوگوں سے ایک طرف (الگ) کو دو عورتیں دیکھیں کہ وہ (اپنی بکریاں) روکے کھڑی ہیں، موسیٰ علیہ السلام نے (ان سے) پوچھا تمہارا کیا مطلب ہے؟ وہ دونوں بولیں (ہمارا معمول یہ ہے) کہ ہم (اپنے جانوروں کو) اس وقت تک پانی نہیں پلاتیں جب تک کہ یہ چرواہے پانی پلا کر (جانوروں کو) ہٹا کر نہ لے جائیں اور ہمارے باپ بہت بوڑھے ہیں۔ پس (یہ سن کر) موسیٰ علیہ السلام نے ان کے لئے پانی (کھینچ کر ان کے جانوروں کو) پلایا پھر (وہاں سے) ہٹ کر سایہ میں جا بیٹھے پھر (جناب باری میں) دعا کی کہ اے میرے پروردگار (اس وقت) جو (نعمت) بھی آپ مجھ کو بھیج دیں میں اسکا (سخت) حاجتمند ہوں۔ سو موسیٰ علیہ السلام کے پاس (مذکورہ لڑکیوں میں سے) ایک لڑکی آئی کہ شرماتی ہوئی چلتی تھی (اور آ کر) کہنے لگی کہ میرے والد تم کو بلاتے ہیں (یہ بزرگ حضرت شعیب علیہ السلام تھے) تا کہ تم کو اس کا صلہ دیں جو تم نے ہماری خاطر (ہمارے جانوروں کو) پانی پلا دیا تھا (موسیٰ علیہ السلام ساتھ ہو لئے گو مقصود موسیٰ علیہ السلام کا بالیقین حصول عوض نہ تھا لیکن مقام امن اور کسی رفیق شفیق کے ضرور باقتضائے وقت جویاں تھے اور اگر بھوک کی شدت بھی اس جانے کا ایک جزو علت ہو تو مضائقہ نہیں اور اس کو اجرت سے کچھ تعلق نہیں اور ضیافت کی تو استدعا بھی بالخصوص حاجت کے وقت اور پھر بالخصوص کریم سے کچھ ذلت نہیں چہ جائیکہ دوسرے کی استدعا پر ضیافت کا قبول کر لینا) سو جب ان کے پاس پہنچے اور ان سے تمام حال بیان کیا تو انہوں نے (تسلی دی اور) کہا کہ (اب) اندیشہ نہ کرو تم ظالم لوگوں سے بچ آئے۔

تلقاء: لقاء کا [اسم] ہے ملاقات کی جگہ، مقابل۔ **خطبکما**: (مصدر) حالت [جمع] خطوب۔ **یصدر**: صدر (اِفعال) اِصدارًا واپس کرنا، ظاہر کرنا (ن، ض) صَدْرًا واپس ہونا، متوجہ ہونا۔ صُدُورًا پیدا ہونا (تفعیل) تصدیرًا واپس کرنا (مفاعلۃ) مصادرۃً اسرار کیساتھ مطالبہ کرنا۔ **الرعاء**: [مفرد] الراعی چرواہا، نگہبان، دیگر جمع رُعاۃٌ، رُعیانٌ، رِعاءٌ

''مدین'' رکھا گیا، قرآن مجید اور دیگر کتب میں مذکور مدین نامی شہر انہی کی طرف منسوب ہے یہ شہر محل وقوع کے اعتبار سے بحر احمر کے ساحل عرب پر کوہ طور سے جنوب مشرق میں شمالاً جنوباً عرض البلد ۲۹.۲۹ درجے اور ۳۹.۲۷ درجے کے درمیان واقع ہے یہ شہر اب بھی ملک شام میں موجود ہے، اسی شہر میں اللہ کے پیارے پیغمبر حضرت شعیب بن میکیل بن یشجر بن مدین بن ابراہیم لوگوں کی اصلاح کیلئے بھیجے گئے تھے، حضرت شعیب علیہ السلام کا نام تورات میں ''یترو'' اور ''حوباب'' لکھا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی جو اللہ کے مشہور اور پیارے پیغمبر ہیں اسی شہر کی طرف ہجرت کی تھی اور ہجرت کرتے وقت مصر سے شام جانے کے لئے جو راستہ اختیار کیا تھا اسی راستے پر آج کل اسرائیل آباد ہے۔

بھی آتی ہیں۔ رعی (ف) رَعْیًا گھاس چرنا (مفاعلہ) مراعاۃً حفاظت کرنا، انجام پر غور کرنا (إفعال) إرعاءًا چرانا بصلہ [علی] شفقت کرنا۔ **سقی**: سَقی (ض) سَقْیًا پلانا، عیب لگانا (إفعال) إسقاءًا پانی پینے کے لئے دینا (مفاعلۃ) مساقاۃً کسی کو زمین کی دیکھ بھال کے لیے اس شرط پر مقرر کرنا کہ زمین کا کچھ غلہ ملے گا۔ **یجزي**: جزی (ض) جزاءًا بدلہ دینا، ادا کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۷ پر ہے۔ **نجوت**: نجو (ن) نَجاۃً، نَجاءًا نجات پانا۔ نَجاءًا، تیز چل کر آگے بڑھنا (تفعیل) تنجیۃً رہائی دلانا (تفاعل) تناجیًا (افتعال) انتجاءًا سرگوشی کرنا، راز دار بنانا۔

قَالَتْ إِحْدٰاهُمَا يٰأَبَتِ اسْتَئْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَئْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْأَمِيْنُ. قَالَ إِنِّيْ أُرِيْدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰى أَنْ تَأْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ فَإِنْ أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ أُرِيْدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِيْٓ إِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ. قَالَ ذٰلِكَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللّٰهُ عَلٰى مَا نَقُوْلُ وَكِيْلٌ.

(پھر) ایک لڑکی نے کہا ابا جان! آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط (ہو اور) امانت دار (بھی) ہو۔ وہ (بزرگ موسیٰ علیہ السلام سے) کہنے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں لڑکیوں میں سے ایک (۱) کو تمہارے ساتھ بیاہ دوں اس شرط پر کہ تم آٹھ سال تک میری نوکری کرو (حاصل یہ کہ آٹھ سال کی خدمت اس نکاح کا مہر ہے) پھر اگر تم دس سال پورے کر دو تو پھر یہ تمہاری طرف سے (احسان ہے) اور میں (اس معاملہ میں) تم پر کوئی مشقت ڈالنا نہیں چاہتا تم مجھکو انشاء اللہ تعالیٰ خوش معاملہ پاؤ گے (یعنی کام لینے اور کام کی پابندی وغیرہ تمام امور میں آسانی برتوں گا)۔ (موسیٰ علیہ السلام رضا مند ہو گئے اور) کہنے لگے کہ (بس تو) یہ بات میرے اور آپ کے درمیان (پکی) ہو چکی ہے اور ان دونوں مدتوں میں سے جس (مدت) کو بھی پورا کر دوں مجھ پر کوئی جبر نہ ہوگا اور ہم جو (معاملہ) کی بات چیت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ اس کا گواہ (کافی) ہے (اس کو حاضر وناظر سمجھ کر عہد کو پورا کرنا چاہئے)

استاجره: اجر (استفعال) استیجارًا مزدور رکھنا (ن،ض) اَجْرًا، اُجارۃً مزدوری دینا (افتعال) ائتجارًا صدقہ کرنا، مزدوری طلب کرنا (إفعال) إیجارًا کرائے پر دینا۔ **حجج**:

(۱) حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شادی حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی صفورہ سے اس وقت ہوئی جب آپ کی عمر تیس سال تھی، چالیس سال کی عمر میں انکے ہاں ایک صاحبزادہ "جیرسوم" نامی (جسکا معنی میں اب مسافر ہوں ہے، پیدا ہوا (تورات)) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک سو بیس سال کی عمر پا کر وادی تیہ میں وفات پائی (انا للہ وانا الیہ راجعون)

[مفرد]حِجَّۃٌ سال۔أشق:شقق (ن) شَقًّا،مَشَقَّۃً مشقت میں ڈالنا،دشوار ہونا۔شقًّا پھاڑنا (مفاعلۃ) مشاقّۃً مخالفت کرنا،دشمنی کرنا(افتعال) اشتقاقًا آدھا لینا(انفعال)انشقاقًا شگاف پڑنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

جَوَامِعُ الْكَلِمِ

أَمَّابَعْدُ ! لسیدناو مولانامحمدرسول اللہ(۱)

فَإِنَّ أَصْدَقَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ،وَأَوْثَقَ الْعُرٰى كَلِمَةُالتَّقْوٰى،وَخَيْرَ الْمِلَلِ مِلَّةُ إِبْرَاهِيْمَ،وَخَيْرَالسُّنَنِ سُنَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَأَشْرَفَ الْحَدِيْثِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَأَحْسَنَ الْقِصَصِ هٰذَا الْقُرْآنُ،وَخَيْرَالْأُمُوْرِعَوَازِمُهَا،وَشَرَّالْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَأَحْسَنَ الْهَدْيِ هَدْيُ الْأَنْبِيَاءِ،وَأَشْرَفَ الْمَوْتِ قَتْلُ الشُّهَدَاءِ.

یقیناًسب سے زیادہ سچی (بات) اللہ تعالیٰ کی کتاب (میں) ہے۔اور پکڑنے کے لئے سب سے زیادہ مضبوط چیزتقویٰ ہے۔اور سب سے بہترین ملت،ملتِ ابراہیمیہ ہے۔اور سب سے بہترین سنت نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔اور سب سے بلندرتبہ والی بات اللہ کا ذکر ہے۔اور سب سے بہترین قصہ یہ قرآن کریم ہے۔اور سب سے بہترین کام پختہ ارادے والے ہیں۔اور سب سے بدترین کام دین میں (من گھڑت) شے ہے (جس کا ثبوت اصولِ دین میں نہ ہو) اور سب سے بہترین سیرت انبیاء علیہم السلام کی سیرت ہے اور سب سے بلندمرتبت موت شہدا کی موت ہے۔

العري: [مفرد]العروۃُ چھاگل یالوٹے کادستہ،دراصل ہرپکڑنے کی شئے کوعروہ کہاجاتاہے۔ملل: [مفرد]مِلَّۃٌ مذہب،شریعت۔قصص: [مفرد]قِصَّۃٌ بات،واقعہ، حالت۔قصص (ن) قَصَصًا بیان کرنا،بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔محدثات: [مفرد] مُحدَثۃٌ،کتاب وسنت واجماع کے خلاف دین میں نئی بات پیدا کرلینا (من گھڑت باتیں)

(۱) آپ ﷺ کی زبان مبارک سارے جہانوں میں سب سے زیادہ فصیح اور آپ کا بیان سب سے زیادہ بلیغ ہوتا تھا آپ ﷺ میں صفات بلیغہ،ماحول ومزاج کے مطابق بیان کا سلیقہ،عمدہ ذوق،پاکیزہ حس،زبان پرقدرت اورادب وموہبت کی میراث اس طرح جمع ہوگئی تھیں کہ آپ سے قبل کسی دوسرے میں اس طرح جمع نہیں ہوئی تھیں اور نہ ہی آپ کے بعد کسی اور میں جمع ہونگی ان تمام خصوصیات کے ساتھ ساتھ آپ کی زبان مبارک وحی کے جاری ہونے کی جگہ تھی اس لئے آپ سیلاب کے بعد چراہ گاہ تھے اور آپ کے سبزہ اور نباتات سے حدیث بیان کی جاتی ہے لفظ آپ کے اطاعت گزار تھے،زبان کے پکے،دل کے سخی، عمدہ مذہب والے،آسان الفاظ کو استعمال کرنے والے،امام،مجتہد،صاحب معجزات اور لسان عرب میں نشانیوں والے تھے۔

محدَثۃ، کتاب وسنت واجماع کے خلاف دین میں نئی بات پیدا کر لینا (من گھڑت باتیں) حدث (ن) حدوثًا واقع ہونا، نو پید ہونا (تفعیل) تحدیثًا روایت کرنا (إفعال) إحداثًا ایجاد کرنا، پاخانہ کرنا۔ الهدي: طریقہ، سیرت، رہنمائی، بیان۔ ھدی (ض) ھُدًی رہنمائی کرنا، بیان کرنا۔ ھِدآءً ابھیجنا، آگے ہونا (تفعیل) تھدیۃً جدا جدا کرنا، تحفہ دینا (تفعّل) تھدیًّا (افتعال) اھتداءً ہدایت پانا۔

وَأَعْمَى الْعَمَى الضَّلَالَةُ بَعْدَ الْهُدٰى. وَخَيْرُ الْعِلْمِ مَانَفَعَ، وَخَيْرُ الْهَدْيِ مَااتُّبِعَ، وَشَرُّ الْعَمَى عَمَى الْقَلْبِ، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِّنَ الْيَدِ السُّفْلٰى، وَمَا قَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَأَلْهٰى، وَشَرُّ الْمَعْذِرَةِ حِيْنَ يَحْضُرُ الْمَوْتُ وَشَرُّ النَّدَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَمِنَ النَّاسِ مَنْ لَّا يَأْتِي الصَّلَاةَ إِلَّا دُبُرًا، وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّايَذْكُرُ اللهَ إِلَّا هَجْرًا، وَأَعْظَمُ الْخَطَايَا اللِّسَانُ الْكَذُوْبُ، وَخَيْرُ الْغِنٰى غِنَى النَّفْسِ، وَخَيْرُ الزَّادِ التَّقْوٰى، وَرَأْسُ الْحِكْمَةِ مَخَافَةُ اللهِ، وَخَيْرُ مَا وُقِّرَ فِي الْقُلُوْبِ الْيَقِيْنُ، وَالْإِرْتِيَابُ مِنَ الْكُفْرِ، وَالنِّيَاحَةُ مِنْ عَمَلِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَالْغُلُوْلُ مِنْ جُثَاءِ جَهَنَّمَ، وَالْكَنْزُ كَيٌّ مِّنَ النَّارِ، وَالشِّعْرُ مِنْ مَزَامِيْرِ إِبْلِيْسَ، وَالْخَمْرُ جُمَّاعُ الْأَثْمِ، وَالنِّسَاءُ حِبَالَةُ الشَّيْطَانِ، وَالشَّبَابُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْجُنُوْنِ

اور سب سے بڑی گمراہی ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے۔ اور بہترین علم وہ ہے جس نے فائدہ دیا۔ اور سب سے بہترین سیرت وہ ہے کہ جس کی پیروی کی گئی۔ اور سب سے بدترین گمراہی دل کی گمراہی ہے۔ اور اوپر والا ہاتھ نیچے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اور جو تھوڑا ہو اور کافی ہو وہ بہتر ہے اس سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔ اور سب سے بدترین معذرت وہ ہے جو موت کے حاضر ہونے کے وقت کی جائے۔ اور سب سے بدترین شرمندگی قیامت کے دن کی ہوگی۔ اور بعض لوگ وہ ہیں جو نماز کی طرف پشت موڑ کر آتے ہیں۔ (یعنی جلدی جلدی ٹھونگے مار کر واپس جانے کی کرتے ہیں تو گویا کہ وہ آتے ہی پشت موڑ کر ہیں) اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بے دلی کیساتھ۔ اور سب سے بڑی غلطی جھوٹی زبان ہے۔ اور سب سے بہترین غنا نفس کا غنا ہے۔ اور بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے۔ اور (اصل) حکمت کی جڑ تو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے۔ اور دل میں جم جانے والی اشیاء میں سے سب سے بہترین شے یقین ہے۔ اور شک وشبہ (میں مبتلا ہونا تو) کفر (میں سے) ہے۔ اور نوحہ کرنا جاہلیت کے عمل میں سے ہے۔ اور خیانت کرنا (مالِ غنیمت میں) جہنم کا شعلہ ہے۔

اور خزانہ جہنم کی آگ سے داغ ہے۔ (جس مال پر زکوۃ نہ دیجائے اس کو جہنم میں گرم کر کے مالک کو داغا جائے گا جس کی وجہ سے مالک کے جسم میں داغ پڑ جائیں گے) اور شعر گوئی شیطان کی بانسریوں میں سے ہے۔ اور شراب تمام گناہوں کا مجموعہ ہے۔ اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں۔ اور جوانی جنون کے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے۔

دبرًا: پچھلا حصہ، آخر۔ دبر (ن) دَبْرًا، دُبورًا، گزر جانا، نقل کرانا [جمع] أدْبارٌ (س) دَبَرًا کجاوہ وغیرہ سے زخمی پیٹھ والا ہونا (تفعیل) تدبیرًا غور کرنا، انجام سوچنا۔ الھجر: ھجر (ن) ھَجْرًا، ھِجرانًا اعراض کرنا، قطع تعلق کرنا (تفعیل) تھجیرًا دوپہر میں چلنا، سخت گرم ہونا (مفاعلہ) مھاجرۃً ہجرت کرنا (إفعال) إھجارًا بکواس کرنا، دوپہر میں چلنا۔ وقر: وقر (ض) وَقْرًا پھاڑنا، پھٹنا (ک) وَقارۃً، وَقارًا سنجیدہ و صاحب وقار ہونا، ثابت رہنا (ض) وُقْرًا، وُقورۃً وقار کے ساتھ بیٹھنا (إفعال) إیقارًا بوجھ لادنا (تفعیل) توقیرًا تعظیم کرنا، زخمی کرنا۔ النیاحۃ: نوح (ن) نَوْحًا، نِیاحۃً مردہ پر واویلا کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۳ پر ہے۔

الغلول: غلل (ن) غُلولًا خیانت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔ الجثاء: [مفرد] الجُثوۃُ شعلہ، ڈھیر، قبر۔ جثو (ن) جُثُوًّا (ض) جُثِیًّا زانو پر بیٹھنا یا انگلیوں کے بل کھڑا ہونا (إفعال) إجثاءً زانو کے بل بٹھانا۔ کیّ: کوی (ض) کَیًّا لوہے وغیرہ سے داغ دینا، ڈنک مارنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ المزامیر: [مفرد] المِزْمارُ بانسری پھر گیت کو کہا جانے لگا۔ زمر (ض، ن) زَمْرًا، زَمیرًا بانسری بجانا، اکسانا (ض) زَمَرانًا بھاگنا، بدکنا (تفعیل) تزمیرًا بانسری بجانا، مشک بھرنا۔ حبالۃ: پھندا [جمع] حبائل۔ حبل (ن) حَبْلًا رسی سے باندھنا، پھندے سے پکڑنا (س) حَبَلًا حاملہ ہونا (تفعیل) تحبیلًا حاملہ کرنا۔

وَشَرُّ الْمَكَاسِبِ كَسْبُ الرِّبَا، وَشَرُّ الْمَآكِلِ مَالُ الْيَتِيمِ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وُّعِظَ بِغَيْرِهِ، وَالشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِيْ بَطْنِ أُمِّهِ، وَإِنَّمَا يَصِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى مَوْضَعِ أَرْبَعِ أَذْرُعٍ، وَالْأَمْرُ بِآخِرَتِهِ، وَمَلَاكُ الْعَمَلِ خَوَاتِيمُهُ، وَشَرُّ الرَّوَايَا رَوَايَا الْكَذِبِ، وَكُلُّ مَاهُوَ آتٍ قَرِيبٌ، وَسِبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوقٌ وَقِتَالُ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَأَكْلُ لَحْمِهِ مِن مَّعْصِيَةِ اللهِ، وَحُرْمَةُ مَالِهِ كَحُرْمَةِ دَمِهِ، وَمَنْ يَتَأَلَّ عَلَى اللهِ يُكَذِّبْهُ، وَمَنْ يَّغْفِرْ يَغْفِرِ اللهُ لَهُ وَمَنْ يَّعْفُ يَعْفُ اللهُ عَنْهُ، وَمَنْ يَّكْظِمِ الْغَيْظَ يَأْجُرْهُ اللهُ، وَمَنْ يَّصْبِرْ عَلَى الرَّزِيَّةِ يُعَوِّضْهُ اللهُ، وَمَنْ يَّتْبَعِ السُّمْعَةَ يُسَمِّعِ اللهُ بِهِ، وَمَنْ يَّصْبِرْ يُضَعِّفِ اللهُ لَهُ وَمَنْ يَّعْصِ اللهَ يُعَذِّبْهُ اللهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَلِأُمَّتِيْ

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِأُمَّتِیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَلِأُمَّتِیْ أَسْتَغْفِرُ اللہَ لِیْ وَلَکُمْ ۔

اور بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔اور بدترین کھانا یتیم کا مال کھانا ہے۔اور خوش بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت حاصل کرے۔اور بد بخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ سے بد بخت پیدا ہوا۔اور یقیناً تم میں سے ہر ایک چار گز کی جگہ جائیگا۔اور معاملہ اپنے اختتام کے ساتھ ہے۔(اختتام پر معاملہ کا دارومدار ہوتا ہے۔)اور عمل کا سرمایہ اس کے انجام میں ہے۔اور بدترین روایات جھوٹی روایات ہیں۔اور ہر آنے والی چیز قریب ہے۔اور مومن کو گالی دینا فسق ہے اور مومن سے قتال کرنا کفر ہے۔اور اس کا گوشت کھانا (غیبت کرنا) اللہ تعالیٰ کی معصیت و نافرمانی ہے۔اور اس کے مال کی حرمت اس کے خون کی حرمت کی مانند ہے اور جو اللہ پر قسم کھائے وہ اس کی تکذیب کرتا ہے۔اور جو بخش دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرماتے ہیں اور جو معاف کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے ہیں۔اور جو غصہ کو ضبط کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اجر عطا فرماتے ہیں۔اور جو مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ عطا فرماتے ہیں۔اور جو کسی کی بات غور سے سنتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی بات (غور سے) سنتے ہیں۔اور جو صبر کرتا ہے اللہ اس کو دوہرا اجر دیتے ہیں اور جو اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب دیتے ہیں۔اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما، اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما، اے اللہ! میری اور میری امت کی مغفرت فرما، میں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

الرویا: [مفرد] راویۃ تا مبالغہ کی ہے، حدیث یا اشعار کو نقل کرنے والا، روی (ض) رِوَایۃً نقل کرنا، بیان کرنا بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۲ پر ہے۔یتالی: (تفعّل) تالّیًا (إفعال) إیلاءً (افتعال) ائتلاءً قسم کھانا۔الرَّزِیۃ: [جمع] الرَّزایا بڑی مصیبت۔رزء (ف) رُزْءًا حاصل کرنا، کم کرنا، مصیبت میں ڈالنا (افتعال) ارتزاءً کم کرنا، بھلائی حاصل کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اَلْخَطَابَةُ الْمُعْجِزَةُ (۱)

عَنْ أَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ لَمَّا أَعْطٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَا أَعْطٰى مِنْ تِلْكَ الْعَطَايَا الْكِبَارِ فِيْ قُرَيْشٍ وَفِيْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ وَلَمْ يَكُنْ فِي الْأَنْصَارِ مِنْهَا شَيْئٌ وَجَدَ هٰذَا الْحَيُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ أَنْفُسِهِمْ حَتّٰى كَثُرَتْ فِيْهِمُ الْقَالَةُ حَتّٰى قَالَ قَائِلُهُمْ لَقِيَ وَاللّٰهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ قَوْمَهُ فَدَخَلَ عَلَيْهِ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ إِنَّ هٰذَا الْحَيَّ مِنَ الْأَنْصَارِ قَدْ وَجَدُوْا عَلَيْكَ فِيْ أَنْفُسِهِمْ لِمَا صَنَعْتَ فِيْ هٰذَا الْفَيْئِ الَّذِيْ أَصَبْتَ قَسَّمْتَ فِيْ قَوْمِكَ وَأَعْطَيْتَ عَطَايَا عِظَامًا فِيْ قَبَائِلِ الْعَرَبِ وَلَمْ يَكُنْ فِيْ هٰذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ مِنْهَا شَيْئٌ، قَالَ فَأَيْنَ أَنْتَ مِنْ ذٰلِكَ يَا سَعْدُ ؟ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَنَا إِلَّا مِنْ قَوْمِيْ !

حضرت ابوسعید (سعد بن مالک الانصاری متوفی ۷۴ھ بعمر ۸۴ سال) خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے قریش اور قبائلِ عرب کو بڑے بڑے تحفے عطا فرمائے مگر انصار صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس میں سے تھوڑا سا بھی حصہ نہیں دیا تو انصار کے اس قبیلے نے اس کو اپنے دل میں برا سمجھا (یعنی ان کو یہ کام پسند نہیں آیا) جس کی وجہ سے ان میں الٹی سیدھی باتیں ہونے لگیں حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے یہاں تک کہہ دیا:

”خدا کی قسم! رسول اللہ ﷺ تو اپنی قوم سے جا ملے ہیں“

تو آپ ﷺ کی خدمت میں حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول (ﷺ)! انصار کا یہ قبیلہ آپ سے کچھ ناراض ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ آپ نے جو مالِ فَیٔ حاصل کیا ہے اپنی قوم میں تقسیم کر دیا ہے، قبائلِ عرب کو بڑے بڑے تحفے عطا فرمائے لیکن

(۱) ”الخطابۃ المعجزۃ“ کا پس منظر۔ ۶ شوال ۸ھ کو مسلمانوں کی طرف سے بارہ ہزار کا لشکر بنوثقیف اور ہوازن پر حملہ کے لئے مدینہ سے نکلا، بنوثقیف طائف پر حکمران تھے جبکہ ہوازن کی آبادی طائف اور مکہ کے درمیان پھیلی ہوئی تھی، اتنے بڑے لشکر کو دیکھ کر مسلمانوں کے دل میں یہ خیال آیا کہ آج تو ہم میدان ضرور مار لیں گے انہیں اللہ کی طرف سے توجہ کا ہٹنا پایا جاتا ہے اور یہ چیز اللہ کو پسند نہ آئی، اس لئے جب مسلمانوں کا لشکر وادی حنین میں پہنچا تو دشمن جس کی قیادت بنوثقیف کا تیس سالہ نوجوان مالک بن عوف کر رہا تھا اور اس کو جوش دلانے کے لئے عرب کا مشہور شاعر اور دانشور سو سالہ بوڑھا درید بن صمہ بھی شریک تھا، نے اچانک حملہ کر دیا جس کی وجہ سے ابتداء میں مسلمانوں کو مشکل پیش آئی لیکن بعد میں اللہ کی مدد اور نصرت کے شامل حال ہونے کی بناء پر شاندار فتح نصیب ہوئی۔ جنگ کے اختتام پر مسلمانوں کو چوبیس ہزار اونٹ، بیس ہزار بھیڑ بکریاں، چودہ ہزار اوقیہ چاندی اور چھ ہزار قیدی بطور مال غنیمت حاصل ہوئے اور آپ ﷺ نے ایک ایک قریشی کو سو درہم یا اس سے زائد مال بطور ”مؤلفۃ قلوب“ عطا فرمایا اور انصار کو کچھ بھی نہیں دیا جس کی وجہ سے یہ مذکورہ بالا واقعہ پیش آیا۔

آپ نے انصار کے اس قبیلہ کے لئے اس میں سے تھوڑا سا حصہ بھی نہیں رکھا (اسی وجہ سے انصار کا قبیلہ آپ پر ناراضگی کا اظہار کر رہا ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ: اے سعد! کیا تم بھی ان میں سے ہو؟ تو سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں اپنی قوم میں سے ہوں!

الحی: چھوٹا قبیلہ، محلہ، زندہ [جمع] أحیاءٌ۔ حَیَّ (س) حَیَاۃً زندہ رہنا، حَیَاءً اظاہر ہونا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۷ پر ہے۔ القالۃ: لوگوں کے درمیان پھیلی ہوئی اچھی یا بری بات، دوپہر کا قیلولہ۔ قول (ن) قَوْلًا کہنا، حکم کرنا، اشارہ کرنا وغیرہ، یہ ایک کثیر المعنی لفظ ہے۔ الفیئ: اس سے مراد مالِ فَی ہے، فَی ہر وہ مال کہلاتا ہے جو مجاہدین کو کسی علاقے سے بغیر جنگ کیے حاصل ہو، اس کے مقابلہ میں مالِ غنیمت ہوتا ہے اور وہ، وہ مال ہے جو جنگ کر کے حاصل کیا جاتا ہے۔ فَیئَ (ض) فَیْئًا حاصل کرنا۔ (تفعیل) تفییۃً سایہ دار ہونا (إفعال) إفاءۃً مالِ غنیمت حاصل کرا دینا۔

قَالَ فَاجْمَعْ لِیْ قَوْمَکَ فِیْ هٰذِهِ الْحَظِیْرَةِ قَالَ فَجَاءَ رِجَالٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِیْنَ فَتَرَکَهُمْ فَدَخَلُوْا وَجَاءَ آخَرُوْنَ فَرَدَّهُمْ فَلَمَّا اجْتَمَعُوْا أَتٰی سَعْدٌ فَقَالَ قَدِ اجْتَمَعَ لَکَ هٰذَا الْحَیُّ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنٰی عَلَیْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهٗ.

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی قوم کو میرے پاس اس باڑہ میں جمع کرو۔ راوی کہتے ہیں مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم آئے آپ نے ان کو جانے دیا وہ اندر داخل ہو گئے اور دوسرے لوگ آئے تو آپ نے ان کو لوٹا دیا (واپس کر دیا) جب وہ سب جمع ہو گئے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کیا کہ انصار کا یہ قبیلہ جمع ہو گیا ہے، آپ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور اللہ کی حمد وثنا ان کلمات کے ذریعہ سے بیان کی جن کا وہ اہل ہے۔

الحظیرۃ: باڑہ، ہر وہ شے جو آپ کے اور دوسرے کے درمیان حائل ہو۔ حظر (ض) حَظْرًا باڑہ میں بند کرنا، روکنا۔

ثُمَّ قَالَ "یَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ مَا قَالَةٌ بَلَغَتْنِیْ عَنْکُمْ وَجِدَةٌ وَجَدْتُمُوْهَا فِیْ أَنْفُسِکُمْ؟ أَلَمْ آتِکُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاکُمُ اللّٰهُ بِیْ، وَعَالَةً فَأَغْنَاکُمُ اللّٰهُ بِیْ، وَأَعْدَاءً فَأَلَّفَ اللّٰهُ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ؟ قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَمَنُّ وَأَفْضَلُ! ثُمَّ قَالَ أَلَا تُجِیْبُوْنِیْ یَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ؟ قَالُوْا بِمَاذَا نُجِیْبُکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهِ الْمَنُّ وَالْفَضْلُ

پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! وہ کونسی مشہور بات ہے جو مجھے تمہاری طرف سے پہنچی ہے؟! اور تم نے اپنے جی میں کونسی بات پال لی ہے؟ کیا میں تمہارے پاس اس حالت میں نہیں آیا کہ تم گمراہ تھے پھر میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی؟ تم فقیر تھے پھر اللہ نے میرے ذریعہ تم لوگوں کو غنی کر دیا؟ تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی؟ انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول ہی زیادہ احسان و فضل والے ہیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے انصار! تم مجھے جواب کیوں نہیں دیتے؟ تو انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! ہم کیا جواب دیں، اللہ اور اس کے رسول ہی کے لئے احسان و فضل ہے۔

المنّ: [مصدر] احسان، انعام، شبنم کی ایک ایسی قسم جو پتھر وں اور درختوں پر شہد کی مانند جم کر خشک ہو جاتی ہے، وہ شے جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتی تھی۔ مَن (ن) مَنًّا، مِنَّۃً احسان جتانا، بھلائی کرنا۔ (ن) مَنًّا (اِفعال) إِمْنَانًا کمزور کرنا، کاٹنا۔ (مفاعلہ) ممانّۃً کسی کی حاجت روائی کے لئے آنا جانا۔

قَالَ وَاللهِ لَوْشِئْتُمْ لَقُلْتُمْ فَلَصَدَقْتُمْ وَلَصَدَّقْتُكُمْ أَتَيْتَنَا مُكَذَّبًا فَصَدَّقْنَاكَ وَمَخْذُوْلًا فَنَصَرْنَاكَ، وَطَرِيْدًا فَآوَيْنَاكَ، وَعَائِلًا فَوَاسَيْنَاكَ، أَوَجَدْتُمْ عَلَيَّ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ فِيْ أَنْفُسِكُمْ فِيْ لُعَاعَةٍ مِّنَ الدُّنْيَا تَأَلَّفْتُ بِهَا قَوْمًا لِيُسْلِمُوْا وَوَكَلْتُكُمْ إِلٰى إِسْلَامِكُمْ.

تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سنو! خدا کی قسم! اگر تم چاہتے تو کہہ ڈالتے اور تم سچے ہوتے اور میں بھی تمہاری تصدیق کرتا کہ "آپ ہمارے پاس اس حال میں آئے کہ آپ کی تکذیب کی گئی تھی ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ کی قوم نے آپ کو بے یار و مددگار چھوڑ دیا تھا، ہم نے آپ کی مدد و نصرت کی، آپ دھتکار دیے گئے تھے ہم نے آپ کو پناہ دی، آپ ہمارے پاس مفلس ہو کر آئے تھے ہم نے آپ کے ساتھ ہمدردی کی۔ اے انصار! کیا تم دنیا کے معمولی تنکے پر میرے اوپر غضبناک ہو کہ اس کے ذریعہ میں کسی قوم کے ساتھ الفت و محبت سے پیش آیا تاکہ وہ اسلام لے آئیں (اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو مؤلفۃ قلوبہم میں داخل تھے آپ ﷺ نے انکو مال دیا تاکہ وہ اسلام پر جمے رہیں) اور تمہیں تمہارے اسلام کے سپرد کر دیا۔

مخذولًا: [جمع] مخاذل۔ خذل (ن) خَذْلًا، خِذْلَانًا مدد چھوڑنا۔ (تفعیل) تخذیلًا مدد چھوڑنے پر اکسانا۔ (مفاعلہ) مخاذلۃً مدد چھوڑنا۔ طریدًا: دُھتکارا ہوا، جو دشمن

تمہارے بعد پیدا ہوگا وہ طرید کہلائے گا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۶ پر ہے۔ **واسیناک**: وسی (مفاعلہ) مواساۃً مدد دینا (ض) وَسْیًا (إفعال) إیساءً اموںڈنا، کاٹنا، اسی سے موسیٰ (اُسترا) ہے۔ **لُعَاعَة**: دنیا، ایک گھونٹ، ارزانی [جمع] لُعَاعٌ۔

أَلا تَرْضَوْنَ يَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَنْ يَذْهَبَ النَّاسُ بِالشَّاءِ وَالْبَعِيْرِ وَ تَرْجِعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللهِ إِلَى رِحَالِكُمْ فَوَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَمَا تَنْقَلِبُوْنَ بِهِ خَيْرٌ مِّمَّا يَنْقَلِبُوْنَ بِهِ وَلَوْلَا الْهِجْرَةُ لَكُنْتُ إِمْرَأً مِّنَ الْأَنْصَارِ وَلَوْسَلَكَ النَّاسُ شِعْبًا وَوَادِيًا وَسَلَكَتِ الْأَنْصَارُ شِعْبًا وَوَادِيًا لَسَلَكْتُ شِعْبَ الْأَنْصَارِ وَوَادِيَهَا الْأَنْصَارُ شِعَارٌ وَالنَّاسُ دِثَارٌ أَللّٰهُمَّ ارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَأَبْنَاءَ الْأَنْصَارِ وَأَبْنَاءَ أَبْنَاءِ الْأَنْصَارِ قَالَ فَبَكَى الْقَوْمُ حَتّٰى أَخْضَلُوْا لُحَاهُمْ وَقَالُوْا رَضِيْنَا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ قِسْمًا وَحَظًّا.

اے انصار! کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ بکریوں اور اونٹوں کو لیجائیں اور تم اللہ اور اسکے رسول کے ساتھ اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹو؟ قسم اس ذات کی جسکے قبضہ قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے! جس کو لیکر تم واپس جاؤ گے وہ اس سے زیادہ بہتر ہے جس کو لیکر وہ واپس جائیں گے۔ اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں انصار ہی میں سے ایک شخص ہوتا، اگر لوگ ایک پہاڑی راستے اور وادی پر چلتے اور انصار دوسرے پہاڑی راستے اور وادی پر چلتے تو میں انصار کے راستے اور وادی پر چلتا (اور اسی کو اختیار کرتا) انصار تو شعار ہیں (یعنی مجھ سے ان کا اتصال بہت ہی قوی اور مستحکم ہے) اور دیگر لوگ دثار ہیں (یعنی ان کا اتصال مجھ سے اتنا مستحکم نہیں ہے)۔ اے اللہ! انصار، ان کی اولاد، اور ان کی اولاد کی اولاد پر رحم فرما۔ راوی فرماتے ہیں کہ قوم اتنا روئی کہ انکی داڑھیاں آنسوؤں سے تر ہوگئیں اور انہوں نے کہا: ہم اللہ کے رسول ﷺ پر تقسیم اور حصہ کے اعتبار سے راضی ہیں۔

الشاء: [مفرد] شاۃٌ بکری، بکرا، جنگلی گائے۔ **رحالکم**: [مفرد] رَحْلٌ قیام گاہ، منزل، کجاوہ۔ رحل (ف) رَحلًا، رَحِیْلًا ترک وطن کرنا (تفعیل) ترحیلًا کوچ کرانا، نقش ونگار کرنا۔ (إفعال) إرحالًا سواری دینا۔ **شعبا**: پہاڑی راستہ، بڑا قبیلہ [جمع] شِعابٌ یہ اضداد کے قبیل میں سے ہے۔ شعب (ف) شَعْبًا جمع کرنا، متفرق کرنا، درست کرنا، بگاڑنا (تفعیل) تشعیبًا ہمیشہ کے لئے جدا ہونا (مفاعلہ) مشاعبۃً مرنا، دور ہونا۔ **شعار**: [مفرد] شعارۃٌ بدن کے بالوں سے متصل لباس، یہ خاص لوگوں سے کنایہ ہے **دثار**: بدن سے ملے ہوئے کپڑے

کے اوپر کا گرم کپڑا، سونے والا جس کپڑے کو اوڑھ کر لیٹے۔ أخضلوا: خضل (س) خضلًا تر ہونا (إفعال) إخضالًا (تفعیل) تخضیلًا تر کرنا، تر ہونا۔ حظا: حصہ خیر و فضل، نصیب، کبھی حصہ شر کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ حظظ (س) حظًا (إفعال) إحظاظًا نصیب والا ہونا۔

☆☆☆☆☆☆☆

فی بنی سعد

کَانَتْ حَلِیمَةُ بِنْتُ أَبِیْ ذُؤَیْبِ السَّعْدِیَةَ أُمُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ الَّتِیْ أَرْضَعَتْهُ تُحَدِّثُ أَنَّهَا خَرَجَتْ مِنْ بَلَدِهَا مَعَ زَوْجِهَا وَابْنٍ لَهَا صَغِیْرٍ تُرْضِعُهُ فِیْ نِسْوَةٍ مِّنْ بَنِیْ سَعْدِ بْنِ بَکْرٍ تَلْتَمِسُ الرُّضَعَاءَ قَالَتْ وَذٰلِکَ فِیْ سَنَةٍ شَهْبَاءَ لَمْ تُبْقِ لَنَا شَیْئًا، قَالَتْ فَخَرَجْتُ عَلٰی أَتَانٍ لِیْ قَمْرَاءَ مَعَنَا شَارِقٌ لَنَا وَاللّٰهِ مَا تَبِضُّ بِقَطْرَةٍ وَمَا نَنَامُ لَیْلَنَا أَجْمَعَ مِنْ صَبِیِّنَا الَّذِیْ مَعَنَا، مِنْ بُکَائِهٖ مِنَ الْجُوْعِ، مَا فِیْ ثَدْیَیَّ مَا یُغْنِیْهِ وَمَا فِیْ شَارِفِنَا مَا یُغَدِّیْهِ (قَالَ ابْنُ هِشَامٍ) وَیُقَالُ یُغَذِّیْهِ.

حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کی رضاعی والدہ ہیں، بیان کرتی ہیں کہ وہ اپنے شوہر اور دودھ پیتے بچے کے ساتھ (جس کا نام عبداللہ بن حارث ہے) اپنے علاقے (طائف) سے بنو سعد بن بکر کی عورتوں کے ہمراہ دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں۔ حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اس سال ایسا قحط تھا جس نے ہمارے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا تھا۔ میں اپنی سفید دراز گوش پر سوار ہو کر نکلی، ہماری اونٹنی بھی ہمارے ساتھ تھی خدا کی قسم! اس سے ایک قطرہ دودھ بھی نہیں نکلتا تھا، بچے کے بھوکے ہونے کی بناء پر اس کے رونے کی وجہ سے ہم ساری رات سو نہ سکے۔ (فقر و فاقہ کی وجہ سے) مجھ میں اتنا دودھ تھا جو اس کو کافی ہو سکے اور نہ اونٹنی میں اتنا دودھ تھا جو اس کو پلا سکیں۔

الرضعاء: [مفرد] الرَّضِیعُ دودھ پیتا بچہ، کمینہ۔ شہباء: [مذکر] أَشْهَب، ایسی خشک سالی کہ جس میں بارش ہو نہ سبزہ۔ شہب (ف) شُهْبًا جھلس دینا (س) شَهَبًا سیاہی مائل سفید رنگ والا ہونا (إفعال) إشهابًا برباد کر دینا، ناپید کر دینا (افتعال) اشتهابًا اس طرح خشک اور زرد ہونا کہ درمیان میں کچھ سبزہ باقی ہو، سیاہی مائل سفید رنگت والا ہونا۔ قمراء: [مذکر] الأَقْمَرُ سبزی مائل سفید رنگ والا، چاندنی۔ قمر (س) قَمَرًا بہت سفید ہونا، چاندنی رات میں بے خواب ہونا (ن) قَمْرًا چھین لینا (مفاعلہ) مقامرةً باہم جوا کھیلنا (إفعال)

إقمارًا چاندنی کا کھیت کرنا، چاند کے نکلنے کا انتظار کرنا (تفعل) تقمرا چاندنی رات میں شکار کے لئے نکلنا، جوئے میں غالب آنا (افعلال) اقمیرارًا سفید ہونا، چاند کے رنگ کا ہونا۔

شارف: بوڑھی اونٹنی، عنقریب شرف حاصل کرنے والا [جمع] شُرَّفٌ، شُرُفٌ۔ شرف (ک) شُرُوفًا بوڑھا ہونا۔ شَرافۃً دین یا دنیا میں بلند مرتبہ ہونا، صاحب عزت ہونا (ن) شَرْفًا کسی سے عزت و مرتبہ میں غالب ہونا (س) شَرَفًا بلند ہونا (مفاعلہ) مشارفۃً شرافت پر فخر کرنے میں مقابلہ کرنا، جھانکنا (تفعیل) تشریفًا عزت و تعظیم کرنا، کنگرہ بنانا (إفعال) إشرافًا سیدھا کھڑا ہونا (استفعال) استشرافًا ہاتھ کی آڑ کر کے نظر اٹھا کر دیکھنا، سیدھا کھڑا ہونا۔

تبض: بضض (ض) بَضًّا، بُضُوضًا تھوڑا تھوڑا بہنا (ض، س) بَضاضۃً موٹاپے کے ساتھ پتلے اور نرم چمڑے والا ہونا (إفعال) إبضاضًا تھوڑی سی چیز دینا (تفعیل) تبضیضًا ناز و نعمت کی زندگی بسر کرنا (افتعال) ابتضاضًا تباہ کر دینا (تفعل) تبضضًا تھوڑا تھوڑا کر کے وصول کرنا۔

یغدیہ: غدی (تفعیل) تغدیۃً دن کے ابتدائی حصہ میں کھلانا۔ (س) غَدًا صبح کا کھانا کھانا (ن) غُدُوًّا صبح کے وقت جانا، سویرے آنا (مفاعلہ) مغاداۃً صبح کے وقت آنا۔

وَلٰكِنَّا كُنَّا نَرْجُو الْغَيْثَ وَالْفَرَجَ فَخَرَجْتُ عَلٰى أَتَانِيْ تِلْكَ فَلَقَدْ أُدِمْتُ بِالرَّكْبِ حَتّٰى شَقَّ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ ضُعْفًا وَعَجَفًا حَتّٰى قَدِمْنَا مَكَّةَ نَلْتَمِسُ الرُّضَعَاءَ، فَمَا مِنَّا امْرَأَةٌ إِلَّا قَدْ عُرِضَ عَلَيْهَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَتَأْبَاهُ إِذَا قِيْلَ لَهَا إِنَّهُ يَتِيْمٌ، وَذٰلِكَ أَنَّا إِنَّمَا كُنَّا نَرْجُو الْمَعْرُوْفَ مِنْ أَبِي الصَّبِيِّ فَكُنَّا نَقُوْلُ يَتِيْمٌ وَمَا عَسٰى أَنْ تَصْنَعَ أُمُّهُ وَجَدُّهُ، فَكُنَّا نَكْرَهُهُ لِذٰلِكَ، فَمَا بَقِيَتِ امْرَأَةٌ قَدِمَتْ مَعِيَ إِلَّا أَخَذَتْ رَضِيْعًا غَيْرِيْ.

لیکن ہم سب سیرابی اور خوشحالی کی تمنا و امید لئے ہوئے تھے اس لئے میں اپنی اس دراز گوش پر سوار ہو کر نکلی اور مسلسل سواری کرتی رہی لیکن وہ اتنی سست تھی کہ میری ہمراہی عورتیں بھی اس کی کمزوری اور لاغری سے تنگ آگئیں یہاں تک کہ (سفر کرتے کرتے) ہم دودھ پیتے بچوں کی تلاش میں مکہ پہنچ گئے ہم میں سے کوئی عورت بھی ایسی نہ تھی کہ جس پر آپ ﷺ کو پیش نہ کیا گیا ہو لیکن جب اسے بتلایا جاتا کہ یہ یتیم ہے تو وہ انکار کر دیتی اس کی وجہ یہ تھی کہ ہم بچہ کے والدین سے انعام و اکرام کی امید میں ہوتے تھے، ہم کہتے کہ یہ تو یتیم ہے اس کی ماں اور دادا تو کچھ بھی نہیں کر سکتے اسی وجہ سے ہم نے (بچہ کو لینا) ناپسند کیا تھا، میرے ساتھ جو بھی عورت آئی تھی ہر ایک نے سوائے میرے، بچہ لے لیا (مجھے کوئی بچہ نہیں ملا تھا)۔

الغیث : بارش، یہاں سیرابی مراد ہے۔غیث (ض) غَیثاً برسانا، برسنا (تفعّل) تغیثاً موٹا ہونا۔عجفاء: [صفت] مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے اور عجف بھی مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے البتہ مذکر کیلئے أعجف، عجف استعمال ہوتا ہے۔عجف (ن،ض) عَجفاً (إفعال) إعجافاً کمزور کرنا، دور ہونا (س،ک) عَجَفاً کمزور ہونا (تفعیل) تعجیفاً آسودگی سے کم کھانا، کھانا چھوڑ دینا۔

فَلَمَّا أَجْمَعْنَا الإِنْطِلَاقَ قُلْتُ لِصَاحِبِيْ وَاللهِ إِنِّيْ لَأَكْرَهُ أَنْ أَرْجِعَ مِنْ بَيْنِ صَوَاحِبِيْ وَلَمْ آخُذْ رَضِيْعًا، وَاللهِ لَأَذْهَبَنَّ إِلٰى ذٰلِكَ الْيَتِيْمِ فَلَآخُذَنَّهُ، قَالَ لَا عَلَيْكِ أَنْ تَفْعَلِيْ عَسَى اللهُ أَنْ يَّجْعَلَ لَنَا فِيْهِ بَرَكَةً، قَالَتْ فَذَهَبْتُ إِلَيْهِ فَأَخَذْتُهُ وَمَا حَمَلَنِيْ عَلٰى أَخْذِهِ إِلَّا أَنِّيْ لَمْ أَجِدْ غَيْرَهُ .

جب ہم سب واپس چلنے کے لئے جمع ہو گئے تو میں نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں اس بات کو ناپسند کرتی ہوں کہ اپنی سہیلیوں کے ہمراہ بچہ لئے بغیر واپس جاؤں، خدا کی قسم! میں تو ضرور بالضرور اس یتیم کے پاس جاؤں گی اور اسی کو لے کر چلوں گی، شوہر نے کہا ایسا کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں (تم ایسا کر سکتی ہو) ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس میں ہمارے لئے برکت پیدا فرما دیں۔حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اس کے پاس گئی اور اس کو لے لیا، اس یتیم بچہ کو لینے پر مجھے کسی نے مجبور نہیں کیا تھا مگر یہ کہ مجھے اس کے علاوہ کوئی دوسرا بچہ نہیں ملا تھا۔

صواحبی: [مفرد] صاحبۃ دیگر جمع صاحبات بھی آتی ہے۔صحب (س) صُحْبَۃً، صَحَابَۃً ساتھی ہونا (إفعال) إصحاباً ساتھی والا ہونا، محفوظ رکھنا (افتعال) اصطحاباً حفاظت کرنا۔

قَالَتْ فَلَمَّا أَخَذْتُهُ رَجَعْتُ بِهِ إِلٰى رَحْلِيْ فَلَمَّا وَضَعْتُهُ فِيْ حِجْرِيْ أَقْبَلَ عَلَيْهِ ثَدْيَايَ بِمَا شَاءَ مِنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ حَتّٰى رَوِيَ وَشَرِبَ مَعَهُ أَخُوْهُ حَتّٰى رَوِيَ، ثُمَّ نَامَا وَمَا كُنَّا نَنَامُ مَعَهُ قَبْلَ ذٰلِكَ، وَقَامَ زَوْجِيْ إِلٰى شَارِفِنَا تِلْكَ فَإِذَا إِنَّهَا لَحَافِلٌ فَحَلَبَ مِنْهَا مَا شَرِبَ وَشَرِبْتُ مَعَهُ حَتَّى انْتَهَيْنَا رِيًّا وَشِبْعًا فَبِتْنَا بِخَيْرِ لَيْلَةٍ قَالَتْ يَقُوْلُ صَاحِبِيْ حِيْنَ أَصْبَحْنَا تَعْلَمِيْ وَاللهِ يَا حَلِيْمَةُ ؟ لَقَدْ أَخَذْتِ نَسَمَةً مُبَارَكَةً ، قَالَتْ فَقُلْتُ وَاللهِ إِنِّيْ لَأَرْجُوْهُ ذٰلِكَ .

وہ فرماتی ہیں جب میں نے وہ بچہ لے لیا تو میں اسے لیکر اپنی قیام گاہ واپس آ گئی جب میں نے اسے اپنی گود میں لٹایا تو میری چھاتی اس پر دودھ سے لبریز ہو کر جھک گئی اس

نے جتنا دودھ چاہا خوب سیر ہو کر پیا، اس کے ساتھ اس کے بھائی نے بھی خوب سیر ہو کر پیا، پھر وہ دونوں سو گئے جب کہ اس سے پہلے ہم اس کے ساتھ سو نہیں سکتے تھے۔ میرے شوہر اس اونٹنی کے قریب گئے تو وہ دودھ سے لبریز تھی، انہوں نے اس کا اتنا دودھ دوہا جسکو انہوں نے اور میں نے اتنا پیا کہ ہم دونوں شکم سیر ہو گئے اور وہ رات ہم نے انتہائی عافیت کے ساتھ گزاری۔ وہ فرماتی ہیں جب صبح ہوئی تو میرے شوہر نے کہا: خدا کی قسم! اے حلیمہ! جان لو تم تو انتہائی مبارک بچہ لائی ہو، میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے بھی یہی توقع ہے کہ یہ بچہ مبارک ہے۔

حجري: گود [جمع] حُجُورٌ۔ حجر (ن) حُجْرًا، حُجْرًا روکنا، محروم کرنا (إفعال) إحجارًا چھپانا (افتعال) احتجارًا اپنی گود لینا۔ روي: روی (س) رِيًّا، رَيًّا سیراب ہونا، سرسبز ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۲ پر ہے۔ حافل: [جمع] حُفَّلٌ، حَوَافِلُ۔ حفل (ض) حَفْلًا، حُفُولًا، حَفِيلًا کثرت سے جمع ہونا، لبالب بھرنا، صیقل کرنا (تفعیل) تحفیلًا اچھی طرح جمع کرنا، زینت دینا (افتعال) احتفالًا جمع ہونا، بھرنا، مبالغہ کرنا۔ نسمة: ہر جاندار انسان ہو یا حیوان [جمع] نَسَمٌ نَسَمَاتٌ۔

قَالَتْ ثُمَّ خَرَجْنَا وَلَرَكِبْتُ أَتَانِيْ وَحَمَلْتُهُ عَلَيْهَا مَعِي فَوَاللهِ لَقَطَعَتْ بِالرَّكْبِ مَايَقْدِرُ عَلَيْهَا شَيْئٌ مِّنْ حُمُرِهِمْ حَتّٰى أَنَّ صَوَاحِبِيَّ لَيَقُلْنَ لِيْ يَا ابْنَةَ أَبِيْ ذُؤَيْبٍ اِوَيْحَكِ اِرْبَعِيْ عَلَيْنَا أَلَيْسَتْ هٰذِهٖ أَتَانُكِ الَّتِيْ كُنْتِ خَرَجْتِ عَلَيْهَا؟ فَأَقُوْلُ لَهُنَّ بَلٰى وَاللهِ إِنَّهَا لَهِيَ هِيَ، فَيَقُلْنَ وَاللهِ إِنَّ لَهَا لَشَأْنًا.

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم (مکہ مکرمہ سے) نکلے، میں اپنی دراز گوش پر سوار ہوئی اور اس بچہ کو بھی اپنے ساتھ اس پر اٹھالیا، خدا کی قسم! وہ دراز گوش اس تیزی سے سفر طے کرنے لگی کہ ان کے خچروں کے لئے یہ ممکن نہیں تھا حتیٰ کہ میری ہمراہی عورتیں تعجب سے کہنے لگیں: اے بنتِ ابی ذویب! تمہارا ناس ہو ہم پر آسانی کر (یعنی ہمارا بھی دھیان کر) کیا یہ تمہاری وہی دراز گوش نہیں ہے جس پر تم سوار ہو کر نکلی تھیں؟ میں نے ان سے کہا (ہاں! ہاں) خدا کی قسم! یہ تو وہی دراز گوش ہے، وہ کہنے لگیں کہ بے شک اس کی تو عجیب شان ہوگئی ہے۔

اربعي: ربع (ف) رَبْعًا ٹھہرنا، انتظار کرنا، مہربانی کرنا (ف،ن) رَبْعًا [الْحَبْلَ] چار بل کی رسی بٹنا، چوتھائی مال لینا (تفعیل) تربیعًا چوکور بنانا۔

قَالَتْ ثُمَّ قَدِمْنَا مَنَازِلَنَا مِنْ بِلَادِ بَنِيْ سَعْدٍ وَمَاأَعْلَمُ أَرْضًا مِّنْ أَرْضِ اللهِ أَجْدَبَ مِنْهَا فَكَانَتْ غَنَمِيْ تَرُوْحُ عَلَيَّ، حِيْنَ قَدِمْنَا بِهٖ مَعَنَا شِبَاعًا لُبَّنًا فَنَحْلِبُ

وَنَشْرَبُ،وَمَا يَحْلِبُ إِنْسَانٌ قَطْرَةَ لَبَنٍ وَلَا يَجِدُهَا فِيْ ضَرْعٍ حَتّٰى كَانَ الْحَاضِرُوْنَ مِنْ قَوْمِنَايَقُوْلُوْنَ لِرُعْيَانِهِمْ وَيْلَكُمْ اِسْرَحُوْاحَيْثُ يَسْرَحُ رَاعِيْ بِنْتِ أَبِيْ ذُوَيْبٍ فَتَرُوْحُ أَغْنَامُهُمْ جِيَاعًا مَا تَبِضُّ بِقَطْرَةِ لَبَنٍ وَتَرُوْحُ غَنَمِيْ شِبَاعًا لُبَّنًا فَلَمْ نَزَلْ نَتَعَرَّفُ مِنَ اللهِ الزِّيَادَةَ وَالْخَيْرَ حَتّٰى مَضَتْ سَنَتَاهُ وَفَصَلْتُهُ

فرماتی ہیں کہ پھر ہم بنوسعد میں اپنے گھر آ گئے اور میں اللہ کی زمین میں سے کوئی زمین بنوسعد کی زمین سے زیادہ قحط سالی میں مبتلا نہیں جانتی (لیکن) جب ہم اس بچہ کو لے کر آ گئے تو میری بکریاں شام کو شکم سیر اور دودھ سے بھری ہوئی لوٹتیں، ہم ان کا دودھ نکالتے اور پیتے جبکہ کوئی شخص دودھ کا ایک قطرہ دوہتا تھا اور نہ ہی اپنے جانوروں میں پاتا تھا یہاں تک کہ ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں کو کہنے لگے کہ تمہارا برا ہو! تم بھی اپنے جانوروں کو وہاں چراؤ جہاں بنتِ ابی ذویب کا چرواہا چراتا ہے۔ (لیکن پھر بھی ان کے جانور) شام کو بھوکے اور دودھ سے خالی لوٹتے اور میری بکریاں شکم سیر اور دودھ سے لبریز لوٹتیں۔ ہم مسلسل اللہ تعالیٰ کی اس خیر و برکت کا مشاہدہ کرتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دو سال پورے ہو گئے اور میں نے آپ ﷺ کا دودھ چھڑوا دیا۔

<u>أجدب</u>: وہ زمین جس میں بارش نہ ہونے کی وجہ سے پیداوار نہ ہو، قحط زدہ۔ [جمع] أجادِبُ۔ جدب (ن،ض) جَدْبًا (ک) جُدُوْبَۃً (تفعل) تجدبًا بارش نہ ہونے کی وجہ سے خشک ہونا، عیب لگانا (إفعال) إجدابًا قحط زدہ ہونا، بارش نہ ہونیکی وجہ سے خشک ہونا (تفعیل) تجدیبًا کمزور کرنا

وَكَانَ يَشِبُّ شَبَابًا لَايُشْبِهُ الْغِلْمَانَ. فَلَمْ يَبْلُغْ سَنَتَيْهِ حَتّٰى كَانَ غُلَامًا جَفْرًا قَالَتْ فَقَدِمْنَابِهٖ عَلٰى أُمِّهٖ وَنَحْنُ أَحْرَصُ شَيْءٍ عَلٰى مَكْثِهٖ فِيْنَا، لِمَا كُنَّا نَرٰى مِنْ بَرَكَتِهٖ، فَكَلَّمْنَا أُمَّهٗ، وَقُلْتُ لَهَالَوْ تَرَكْتِ بُنَيَّ عِنْدِيْ حَتّٰى يَغْلُظَ فَإِنِّيْ أَخْشٰى عَلَيْهِ وَبَاءَ مَكَّةَ، قَالَتْ فَلَمْ نَزَلْ بِهَا حَتّٰى رَدَّتْهُ مَعَنَا، قَالَتْ فَرَجَعْنَا بِهٖ .

اور آپ ﷺ ایسے جوان تھے کہ آپ دوسرے بچوں کے مشابہ نہیں تھے اور ابھی دو سال ہی کے تھے کہ اچھے بھلے بڑے معلوم ہونے لگے۔ فرماتی ہیں کہ ہم آپ کو لیکر آپ کی والدہ کے پاس پہنچے جبکہ ہم ان کو ان برکات کی وجہ سے جن کا ہم مشاہدہ کرتے آ رہے تھے کچھ مدت مزید اپنے پاس ٹھہرانے کے حریص تھے لہٰذا ہم نے ان کی والدہ سے بات کی اور میں نے ان سے کہا: اگر آپ اپنے بیٹے کو جوان ہونے تک میرے پاس چھوڑ دیں تو بہت

اچھا ہوگا کیوں کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں مکہ کی وبا (جو ان دنوں مکہ میں پھیلی ہوئی تھی) ان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ فرماتی ہیں کہ ہم مسلسل یہ اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کی والدہ نے آپ کو ہمارے حوالہ کر دیا چنانچہ ہم آپ کو لیکر لوٹے۔

__جفر__: بڑا اور موٹا بچہ [جمع] أجفارٌ، جِفارٌ، جَفَرَةٌ۔ جفر (ن) جَفْرًا بڑا ہونا، بڑے پیٹ والا ہونا، جفتی یا جماع نہ کرنا (تفعل) تجفرًا بکری کے بچہ کا موٹا اور پر گوشت ہونا۔

فَوَاللّٰهِ إِنَّهُ بَعْدَ مَقْدَمِنَا بِهِ بِأَشْهُرٍ مَعَ أَخِيهِ لَفِيْ بَهْمٍ لَنَا خَلْفَ بُيُوْتِنَا إِذْ أَتَانَا أَخُوْهُ يَشْتَدُّ فَقَالَ لِيْ وَلِأَبِيْهِ، ذَاكَ أَخِي الْقُرَشِيُّ قَدْ أَخَذَهُ رَجُلَانِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ فَأَضْجَعَاهُ فَشَقَّا بَطْنَهُ فَهُمَا يَسُوْطَانِهِ. قَالَتْ فَخَرَجْتُ أَنَا وَأَبُوْهُ نَحْوَهُ فَوَجَدْنَاهُ قَائِمًا مُنْتَقِعًا وَجْهُهُ، قَالَتْ فَالْتَزَمْتُهُ وَالْتَزَمَهُ أَبُوْهُ، فَقُلْنَا لَهُ مَا لَكَ يَا بُنَيَّ؟ قَالَ جَاءَنِيْ رَجُلَانِ عَلَيْهِمَا ثِيَابٌ بِيْضٌ فَأَضْجَعَانِيْ وَشَقَّا بَطْنِيْ فَالْتَمَسَا فِيْهِ شَيْئًا لَا أَدْرِيْ مَا هُوَ، قَالَتْ فَرَجَعْنَا بِهِ إِلٰى خِبَائِنَا.

خدا کی قسم! ہمارے آنے کے چند ماہ بعد آپ (ﷺ) ہمارے گھر کے پچھواڑے میں اپنے بھائی کے ساتھ بھیڑ بکریوں کے ریوڑ میں تھے کہ ان کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور ہمیں بتلانے لگا: وہ جو ہمارا قریشی بھائی ہے نا! اس کو سفید پوش دو آدمیوں نے پکڑ کر لٹایا، اس کا سینہ چاک کر ڈالا پھر اس کو سی رہے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ ہم فوراً ان کی طرف لپکے تو ان کو اس حالت میں کھڑے ہوئے پایا کہ ان کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا تھا۔ میں نے اور ان کے (رضاعی) والد نے ان کو اپنے ساتھ لپٹا لیا اور ان سے پوچھا: کیا ہوا ہے میرے بیٹے؟ انہوں نے جواب دیا سفید پوش دو شخص میرے پاس آئے تھے، ان دونوں نے مجھے پکڑ کر لٹایا میرے سینے کو چاک کیا پھر اس میں سے انہوں نے کچھ ڈھونڈ کر نکالا مجھے معلوم نہیں کہ وہ کیا تھا۔ ہم ان کو لے کر اپنے خیمہ (قیام گاہ) واپس آ گئے۔

__بَهم__: بفتح الہاء وبالسکون [واحد] بَهْمَةٌ گائے بھیڑ، بکری کے بچے۔ __یسوطان__: سوط (ن) سَوْطًا مخلوط کرنا، کوڑے سے مارنا، تہہ و بالا کرنا (تفعیل) تسویطًا گڈمڈ کرنا، گندنا کی شاخیں نکلنا (افتعال) استواطًا مخلوط ہونا۔ __منتقعا__: نقع (افتعال) انتقاعًا غم یا گھبراہٹ کی وجہ سے چہرے کا رنگ بدل جانا۔ (ف) نَقْعًا آواز بلند کرنا، چاک کرنا، جمع کرنا۔ نُقُوْعًا بلند ہونا، چلّانا (إفعال) إنقاعًا متغیر ہو کر زرد رنگ ہونا، سیراب کرنا۔ __خبائنا__: اون یا بالوں کا خیمہ [جمع] أَخْبِيَةٌ۔ خبأ (ف) خَبْأً چھپانا (افتعال) اختباءً چھپنا، چھپانا۔

قَالَتْ وَقَالَ لِيْ أَبُوْهُ يَاحَلِيْمَةُ لَقَدْ خَشِيْتُ أَنْ يَّكُوْنَ هٰذَاالْغُلَامُ قَدْ أُصِيْبَ فَأَلْحِقِيْهِ بِأَهْلِهِ قَبْلَ أَنْ يَظْهَرَ ذٰلِكَ بِهِ،قَالَتْ فَاحْتَمَلْنَاهُ فَقَدِمْنَابِهِ عَلٰى أُمِّهِ فَقَالَتْ مَاأَقْدَمَكِ بِهِ يَاظِئْرُ؟وَقَدْكُنْتِ حَرِيْصَةً عَلَيْهِ وَعَلٰى مُكْثِهِ عِنْدَكِ قَالَتْ فَقُلْتُ قَدْ بَلَغَ اللّٰهُ بِابْنِيْ وَقَضَيْتُ الَّذِيْ عَلَيَّ وَتَخَوَّفْتُ الْأَحْدَاثَ عَلَيْهِ فَأَدَّيْتُهُ عَلَيْكِ كَمَاتُحِبِّيْنَ ،قَالَتْ مَا هٰذَا شَأْنُكِ فَاصْدُقِيْنِيْ خَبَرَكِ

فرماتی ہیں کہ ان کے (رضاعی) والد نے مجھ سے کہا: اے حلیمہ! مجھے ڈر ہے کہ کہیں اس لڑکے کو کوئی مصیبت نہ پہنچ جائے، اس سے پہلے کہ وہ مصیبت ان پر ظاہر ہو تم ان کو ان کے گھر لوٹا دو۔ حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اسے اٹھایا اور انکو لیکر ان کی والدہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا: اے دایا! کس وجہ سے تم اس کو لائی ہو؟ جب کہ تم تو اس پر حریص تھیں اور چاہتی تھیں کہ وہ تمہارے پاس مزید کچھ دن رہے میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹے کو بڑا کر دیا ہے اور میرے اوپر جو ذمہ داری تھی میں نے پوری کر دی ہے، میں اس پر حوادث ومصائب سے خوفزدہ ہوں لہٰذا میں اس کو لوٹا رہی ہوں جیسا کہ تم پسند کرتی ہو، تو انہوں نے کہا اصل معاملہ کیا ہے؟ اپنی بات مجھے سچ سچ بتاؤ۔

ظِئْر: غیر کے بچے کو دودھ پلانے والی، غیر کے بچے پر مہربانی کرنے والی ہونا، دایہ مقرر کرنا [جمع] أَظْؤُر، ظُؤَار۔

قَالَتْ فَلَمْ تَدَعْنِيْ حَتّٰى أَخْبَرْتُهَا قَالَتْ أَفَتَخَوَّفْتِ عَلَيْهِ الشَّيْطَانَ، قَالَتْ قُلْتُ نَعَمْ كَلَّا وَ اللّٰهِ مَا لِلشَّيْطَانِ عَلَيْهِ مِنْ سَبِيْلٍ وَإِنَّ لِبُنَيَّ لَشَأْنًا أَفَلَا أُخْبِرُكِ خَبَرَهُ،قَالَتْ قُلْتُ بَلٰى،قَالَتْ رَأَيْتُ حِيْنَ حَمَلْتُ بِهِ أَنَّهُ خَرَجَ مِنِّيْ نُوْرٌ أَضَاءَ لِيْ قُصُوْرَبُصْرٰى مِنْ أَرْضِ الشَّامِ ثُمَّ حَمَلْتُ بِهِ فَوَاللّٰهِ مَارَأَيْتُ مِنْ حَمْلٍ قَطُّ كَانَ أَخَفَّ عَلَيَّ وَلَا أَيْسَرَ مِنْهُ وَوَقَعَ حِيْنَ وَلَدْتُهُ وَأَنَّهُ لَوَاضِعُ يَدَيْهِ بِالْأَرْضِ رَافِعُ رَأْسِهِ إِلَى السَّمَاءِ دَعِيْهِ عَنْكِ وَانْطَلِقِيْ رَاشِدَةً.

حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ان کے اصرار کرنے کے بعد مجھے تمام واقعہ بتانا پڑا۔ یہ تمام واقعہ سن کر انہوں نے کہا کہ کیا تم اس پر شیطان سے خوفزدہ ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں تو انہوں نے کہا شیطان کا ان پر کوئی زور نہیں ہے، اور یقیناً میرے بیٹے کی ایک خاص شان ہے کیا میں تمہیں اس بات سے آگاہ نہ کروں؟ میں نے کہا: جی بالکل بتایئے! بتلانے لگیں حمل کے وقت میں نے اپنے اندر سے ایک نور کو نکلتے دیکھا جس نے ملک شام

کے شہر بصرہ کے محلات میرے لئے روشن کر دئے پھر مجھے حمل رہا، خدا کی قسم! میں نے کوئی حمل اس سے زیادہ آسان اور ہلکا نہیں دیکھا اور جس وقت وہ پیدا ہوا تو اس نے دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھا ہوا تھا اور آسمان کی جانب اپنا سر اٹھایا ہوا تھا۔ آپ ان کو اپنی طرف سے چھوڑ جائیں اور بلا کسی پریشانی کے چلی چلیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

كَيْفَ هَاجَرَ النَّبِيُّ ﷺ

إِنَّ عائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنهَا(۱) زَوْجَ النَّبِيِّ ﷺ قَالَتْ لَمْ أَعْقِلْ أَبَوَيَّ قَطُّ إِلَّا وَهُمَا يَدِينَانِ الدِّيْنَ وَلَمْ يَمُرَّ عَلَيْنَا يَوْمٌ إِلَّا يَأْتِينَا فِيهِ رَسُولُ اللهِ ﷺ طَرَفَيِ النَّهَارِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً فَلَمَّا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُوْنَ خَرَجَ أَبُوْبَكْرٍ مُهَاجِرًا نَحْوَأَرْضِ الْحَبْشَةِ حَتّٰى بَلَغَ بَرْكَ الْغِمَادِ لَقِيَهُ ابنُ الدُّغْنَةِ وَهُوَسَيِّدُ الْقَارَةِ فَقَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ يَاأَبَا بَكْرٍ؟ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ أَخْرَجَنِيْ قَوْمِي فَأُرِيْدُ أَنْ أَسِيحَ فِي الْأَرْضِ وَأَعْبُدَرَبِّيْ فَقَالَ ابْنُ الدُّغْنَةِ فَإِنَّ مِثْلَكَ يَا أَبَابَكْرٍلَا يَخْرُجُ وَلَايُخْرَجُ إِنَّكَ تَكْسِبُ الْمُعْدَمَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحْمِلُ الْكَلَّ وَتَقْرِى الضَّيْفَ وَتُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَأَنَا لَكَ جَارٌ اِرْجِعْ وَاعْبُدْ رَبَّكَ بِبَلَدِكَ.

آپ ﷺ کا سفر ہجرت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ ہیں فرماتی ہیں کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنے والدین کو دین کا متبع پایا اور کوئی دن ایسا نہیں گزرتا تھا جس میں آپ ﷺ صبح وشام دونوں وقت ہمارے پاس تشریف نہ لاتے ہوں، جب (مکہ میں) مسلمانوں کو ستایا گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کی نیت سے نکلے جب (مقام) برک الغماد پر پہنچے تو قبیلۂ قارہ کے سردار ابن الدغنہ سے آپ کی ملاقات ہوئی، ابن الدغنہ نے پوچھا اے ابوبکر! کہاں کا ارادہ ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا میری قوم نے مجھے نکال دیا ہے اب میں یہ چاہتا ہوں کہ خدا کی زمین میں سیاحت کروں اور (آزادی کے ساتھ) اپنے رب کی عبادت کروں، ابن الدغنہ نے کہا اے ابوبکر! تم جیسے

(۱) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نبی کریم ﷺ کی چہیتی اہلیہ مطہرہ اور صدیق اکبر کی صاحبزادی ہیں، آپکا شمار ممتاز جلیل القدر فقیہ صحابہ کرام میں ہوتا ہے، آپ نے پینسٹھ سال کی عمر پائی، آٹھ سال پانچ ماہ آنحضرت کی رفاقت میں گزارے، ۵۷ھ میں امیر معاویہ کے دور خلافت میں رحلت فرمائی۔

آدمی کو خود نکلنا چاہیے اور نہ اسے نکالا جانا چاہیے، تم ناداروں کے لئے سامان مہیا کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، بے کس لوگوں کے بوجھ (قرضہ وتاوان) اٹھاتے ہو، مہمان نوازی کرتے ہو، حق (پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر آنے والی مصیبتوں میں اس) کے معین اور مددگار ہو، میں تمہیں اپنی پناہ میں دیتا ہوں تم واپس چلو اور اپنے رب کی عبادت اپنے شہر ہی میں کرو۔

المعدم: عدم (إفعال) إعداماً محتاج ہونا، محروم کر دینا (س) عُدْماً، عَدَماً گم کرنا، کم کرنا، تجاوز کرنا (ک) عَدامۃً بیوقوف ہونا الکل: کمزور، وہ شخص جس کا والد اور اولاد نہ ہو، یتیم [یہ ایک کثیر المعنی لفظ ہے] کلل (ض) کَلًّا، کِلّۃً تھکنا، بے اولاد اور بے والد ہونا، کند ہونا (تفعیل) تکلیلاً کند ہونا، تاج پہنانا، کوشش کرنا (إفعال) إکلالاً مدھم کر دینا، تھکا دینا (افتعال) اکتلالاً کوندنا۔ تقری: قری (ض) قِرًی، قَرَاءً امیز بانی کرنا، جمع کرنا (استفعال) استقراءً تلاش کرنا، چکر لگانا (إفعال) إقراءً گاؤں میں رہنا، مہمانی طلب کرنا۔ نوائب: [مفرد] نائبۃ مصیبت، حادثہ، شاہی ٹیکس۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۵ پر ہے۔ جار: پناہ دینے والا، لینے والا، پڑوسی [جمع] جِیرانٌ، جوارٌ۔ جور (ن) جَوْرًا ظلم کرنا، بصلہ [علی] ہٹ جانا (تفعیل) تجویراً ظلم کی طرف منسوب کرنا، پچھاڑنا (مفاعلہ) مجاورۃً پڑوس میں رہنا، اعتکاف کرنا (تفاعل) تجاوراً (افتعال) اجتواراً ایک دوسرے کے پڑوس میں رہنا۔

فَرَجَعَ وَارْتَحَلَ مَعَهُ ابنُ الدُّغُنَةِ فَطَافَ ابنُ الدُّغُنَةِ عَشِيَّةً فِيْ أَشْرَافِ قُرَيْشٍ فَقَالَ لَهُمْ إِنَّ أَبَابَكْرٍ لَايَخْرُجُ مِثْلُهُ وَلَا يُخْرَجُ أَتُخْرِجُوْنَ رَجُلًا يَكْسِبُ الْمُعْدَمَ وَيَصِلُ الرَّحِمَ وَيَحْمِلُ الْكَلَّ وَيَقْرِي الضَّيْفَ وَيُعِيْنُ عَلٰى نَوَائِبِ الْحَقِّ فَلَمْ تُكَذِّبْ قُرَيْشٌ بِجَوَارِ ابنِ الدُّغُنَةِ وَقَالُوا لِابْنِ الدُّغُنَةِ مُرْ أَبَابَكْرٍ فَلْيَعْبُدْ رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ فَلْيُصَلِّ فِيهَا وَلْيَقْرَأْ مَاشَاءَ وَلَا يُؤْذِيْنَا بِذٰلِكَ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِهٖ فَإِنَّا نَخْشٰى أَنْ يُفْتِنَ نِسَاءَ نَا وَأَبْنَاءَ نَا فَقَالَ ذٰلِكَ ابْنُ الدُّغُنَةِ لِأَبِيْ بَكْرٍ فَلَبِثَ أَبُوْبَكْرٍ بِذٰلِكَ يَعْبُدُ رَبَّهُ فِيْ دَارِهٖ وَلَا يَسْتَعْلِنُ بِصَلَاتِهٖ وَلَا يَقْرَأُ فِيْ غَيْرِ دَارِهٖ.

چنانچہ وہ واپس آ گئے اور ابن الدغنہ بھی انکے ساتھ واپس آیا، اس نے شام کو سرداران قریش کے پاس چکر لگایا اور تمام سے مخاطب ہو کر کہا: ابوبکر رضی اللہ عنہ جیسے آدمی کو خود نکلنا چاہئے اور نہ ہی نکالا جانا چاہئے، کیا تم ایک ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کیلئے سامان مہیا کرتا ہے، صلہ رحمی کرتا ہے، بے کس لوگوں کے بوجھ اٹھاتا ہے، مہمان نوازی کرتا ہے، حق (پر قائم رہنے کی وجہ سے کسی پر مصیبت یا حادثہ آ جائے تو اس) کا معین اور مددگار ہے، قریش

نے ابن الدغنہ کی امان سے انکار نہیں کیا البتہ ساتھ ہی یہ کہا کہ آپ ابو بکر ﷺ سے یہ کہہ دیں کہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر میں کریں وہیں نمازیں پڑھیں اور جو کچھ پڑھنا چاہیں وہیں پڑھیں اور ہمیں اپنی عبادات (نماز اور تلاوت) سے تکلیف نہ پہنچائیں اور یہ سب کچھ اعلانیہ نہ کریں (یعنی نماز اور تلاوت اعلانیہ نہ ہو) کیونکہ ہمیں ڈر ہے کہ وہ ہماری عورتوں اور بچوں کو فتنہ میں مبتلا کر دیں گے، ابن الدغنہ نے یہ سب کچھ ابو بکر صدیق ﷺ سے کہہ دیا، ابو بکر صدیق ﷺ کچھ دنوں تک تو اس پر قائم رہے اور اپنے گھر کے اندر ہی اپنے رب کی عبادت کرنے لگے، بر سر عام نماز پڑھتے تھے اور نہ ہی اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ تلاوت کرتے تھے۔

<u>لا یستعلن</u>: علن (استفعال) استعلانًا ظاہر کرنے کے در پے ہونا (ن، ض، ک، س) علنًا، علانیۃً، علوْنًا (افتعال) اعتلانًا ظاہر ہونا (مفاعلہ) معالنۃً کھلم کھلا دشمنی کرنا۔

ثُمَّ بَدَا لِأَبِی بَكْرٍ فَابْتَنٰی مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ وَكَانَ يُصَلِّی فِيْهِ وَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ فَيَتَقَذَّفُ عَلَيْهِ نِسَاءُ الْمُشْرِكِيْنَ وَأَبْنَاءُ هُمْ وَهُمْ يَعْجَبُوْنَ مِنْهُ وَيَنْظُرُوْنَ إِلَيْهِ وَكَانَ أَبُوْ بَكْرٍ رَجُلًا بَكَّاءً لَايَمْلِكُ عَيْنَيْهِ إِذَا قَرَأَ الْقُرْآنَ فَأَفْزَعَ ذٰلِكَ أَشْرَافَ قُرَيْشٍ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ فَأَرْسَلُوْا إِلَى ابْنِ الدُّغْنَةِ فَقَدِمَ عَلَيْهِمْ فَقَالُوْا إِنَّا كُنَّا أَجَرْنَا أَبَابَكْرٍ بِجِوَارِكَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِیْ دَارِهٖ فَقَدْ جَاوَزَ ذٰلِكَ فَابْتَنٰی مَسْجِدًا بِفِنَاءِ دَارِهٖ فَأَعْلَنَ بِالصَّلَاةِ وَالْقِرَاءَةِ فِيْهِ وَإِنَّا قَدْ خَشِيْنَا أَنْ يُّفْتِنَ نِسَائَنَا وَأَبْنَائَنَا فَانْهَهٗ فَإِنْ أَحَبَّ أَنْ يَّقْتَصِرَ عَلٰى أَنْ يَّعْبُدَ رَبَّهٗ فِیْ دَارِهٖ فَعَلَ وَإِنْ أَبٰی إِلَّا أَنْ يُّعْلِنَ بِذٰلِكَ فَسَلْهُ أَنْ يَّرُدَّ إِلَيْكَ ذِمَّتَكَ فَإِنَّا قَدْ كَرِهْنَا أَنْ نُّخْفِرَكَ وَلَسْنَا مُقِرِّيْنَ لِأَبِیْ بَكْرٍ الْإِسْتِعْلَانَ.

پھر ابو بکر ﷺ کو کوئی بات سوجھی (جس کی وجہ سے انہوں نے یہ کام شروع کیا کہ) اپنے گھر کے صحن میں ایک مسجد بنالی جہاں آپ نماز پڑھتے تھے اور قرآن مجید کی تلاوت کرتے تھے (نتیجہ یہ ہوا کہ) قریش کی عورتیں اور ان کے بچے ان پر ٹوٹ پڑے وہ سب حیرت اور پسندیدگی کے ساتھ ٹکٹکی باندھ کر ان کو دیکھتے رہتے تھے، حضرت ابو بکر صدیق ﷺ (خدا کے خوف سے) بہت رونے والے آدمی تھے (باوجود مرد ہونے کے) تلاوت قرآن کے وقت اپنی آنکھوں کے مالک نہیں رہتے تھے (ہزار کوشش بھی کریں تو اپنی آنکھوں کو ڈبڈبانے سے نہیں روک سکتے تھے) مشرکین سرداران قریش اس صورتحال سے گھبرا گئے اور (فوراً ہی) ابن الدغنہ کی طرف قاصد بھیجا ابن الدغنہ بلانے پر حاضر ہوا تو اس سے شکایت کی کہ ہم نے

ابوبکرؓ کیلئے آپکی پناہ آپ کے کہنے سے اس شرط پر قبول کی تھی کہ وہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت اور بندگی کریں گے لیکن انہوں نے (شرط کی خلاف ورزی کرنا شروع کردی ہے) اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا کر برسر عام نماز اور تلاوت کرنا شروع کررکھی ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ ڈر ہے کہ ہمارے بچے اور عورتیں فتنہ میں مبتلا ہو جائیں گے آپ اسے روکیں اگر وہ اس بات پر راضی ہو جائیں کہ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کریں گے تو ٹھیک ہے، وگرنہ اگر وہ برسر عام عبادت کرنے پر بضد ہیں تو اس سے کہہ دیں کہ آپ کی پناہ کو واپس کر دیں کیونکہ ہمیں یہ پسند نہیں کہ آپکی پناہ کو توڑیں لیکن ہم ابوبکر کو بھی اس اعلانیہ عبادت پر باقی نہیں رکھ سکتے۔

فابتنی: بنی (افتعال) ابتناءً، گھر بنانا، پہلی رات میں بیوی کے پاس جانا، احسان وسلوک کرنا (ض) بُنْيًا، بناءً، تعمیر کرنا، آباد کرنا، پہلی رات میں بیوی کے پاس جانا، بہتر سلوک کرنا۔ فیتقذف: قذف (تفعل) تقذفًا ایک دوسرے کو ادھر ادھر دھکیلنا، بصلہ [علی] ٹوٹ پڑنا، ایک دوسرے پر دھکیلنا (ض) قَذْفًا پھینکنا، تہمت لگانا، قے کرنا (مفاعلہ) مقاذفۃً ایک دوسرے پر تہمت لگانا۔ لایملک: ملک (ض) مُلْكًا مالک ہونا، نکاح کرنا۔ أفزع: فزع (ف) فَزْعًا خوف کرنا (إفعال) إفزاعًا خوف دلانا، گھبراہٹ دور کرنا، فریاد رسی کرنا (س) فَزَعًا دہشت زدہ ہونا، فریاد چاہنا (تفعیل) تفزیعًا خوف دلانا، گھبراہٹ دور کرنا۔ نخفر: خفر (ن،ض) خَفْرًا، خُفُوْرًا متعدی بلا واسطہ حرف جار خُفُوْرًا عہد توڑنا، بیوفائی کرنا، بواسطہ حرف جار [ب] یا [علی] متعدی ہو تو خَفْرًا پناہ دینا، حفاظت کرنا (س) خَفَرًا بہت شرمیلا ہونا۔

قَالَتْ عَائِشَةُ فَأَتَى ابنُ الدُّغُنَةِ إِلَى أَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ قَدْ عَلِمْتَ الَّذِي عَاقَدْتُ لَكَ عَلَيْهِ فَإِمَّا أَنْ تَقْتَصِرَ عَلَى ذٰلِكَ وَإِمَّا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيَّ ذِمَّتِيْ فَإِنِّيْ لَاأُحِبُّ أَنْ تَسْمَعَ العَرَبُ أَنِّيْ أُخْفِرْتُ فِيْ رَجُلٍ عَقَدْتُ لَهُ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ فَإِنِّيْ أَرُدُّإِلَيْكَ جِوَارَكَ وَأَرْضَى بِجِوَارِاللهِ وَالنَّبِيُّ ﷺ يَوْمَئِذٍ بِمَكَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِنِّيْ أُرِيْتُ دَارَهِجْرَتِكُمْ ذَاتَ نَخْلٍ بَيْنَ لَابَتَيْنِ وَهُمَاالْحَرَّتَانِ فَهَاجَرَ مَنْ هَاجَرَ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ وَرَجَعَ عَامَّةُ مَنْ كَانَ هَاجَرَ بِأَرْضِ الْحَبَشَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَتَجَهَّزَ أَبُوْبَكْرٍ قِبَلَ الْمَدِيْنَةِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ابن الدغنہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس آیا اور کہا آپ اس بات سے بخوبی آگاہ ہیں جس کا معاہدہ میں نے آپ کے

لئے کیا تھا اب یا تو آپ اس کی پابندی کریں یا میری امان اور پناہ کو واپس کردیں کیونکہ یہ مجھے گوارہ نہیں کہ عرب کے کانوں تک یہ بات پہنچے کہ میں نے ایک شخص کو پناہ دی تھی لیکن اس میں مَیں دخل انداز کیا گیا (قریش کی طرف سے اسمیں دخل اندازی کی گئی) اس پر حضرت ابوبکر صدیق ﷜ نے فرمایا میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کرتا ہوں اور صرف اللہ کی امان اور پناہ پر راضی ہوں۔ آپ ﷺ اس وقت مکہ مکرمہ میں تشریف فرما تھے آپ ﷺ نے مسلمانوں سے فرمایا مجھے تمہاری ہجرت کی جگہ (خواب میں) دکھلائی گئی ہے وہ کھجوروں کے باغات اور دو پتھریلے میدانوں کے درمیان واقع ہے چنانچہ (یہ سن کر) جس نے ہجرت کرنی تھی اس نے مدینہ کی طرف ہجرت کرلی اور جن لوگوں نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تھی ان میں سے اکثر مدینہ کی طرف چلے آئے (۱) اور حضرت ابوبکر صدیق ﷜ مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی تیاری کرنے لگے۔

لابتین: [مفرد] لابۃ سنگلاخ، سوختہ، بنجر سیاہ پتھروالی زمین۔ لوب (ن) لَوْبًا، لُوَابًا پیاسا ہونا، پانی کے اردگرد بغیر اس تک پہنچے ہوئے گھومنا (اِفعال) اِلابۃ پیاسے اونٹوں والا ہونا

فَقَالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ عَلٰى رِسْلِكَ فَإِنِّيْ أَرْجُوْ أَنْ يُّؤْذَنَ لِيْ فَقَالَ أَبُوْبَكْرٍ وَهَلْ تَرْجُوْ ذٰلِكَ بِأَبِيْ أَنْتَ قَالَ نَعَمْ فَحَبَسَ أَبُوْبَكْرٍ نَفْسَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ لِيَصْحَبَهُ وَعَلَفَ رَاحِلَتَيْنِ كَانَتَا عِنْدَهُ وَرَقَ السَّمُرِ وَهُوَ الْخَبَطُ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ.

آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق ﷜ سے فرمایا کہ کچھ دنوں کے لئے توقف کرو کیونکہ مجھے توقع ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائیگی، حضرت ابوبکر صدیق ﷜ نے عرض کیا یارسول اللہ! (ﷺ) میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں کیا آپ کو بھی اس کی توقع ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! حضرت ابوبکر صدیق ﷜ نے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کے خیال سے اپنا ارادہ ملتوی کردیا اور اپنی دو اونٹنیوں کو جو کہ آپ کے پاس تھیں چار مہینے تک ببول کے پتے کھلاتے رہے۔

رِسلک: آہستگی و باوقار، کما یقال "علی رسلک یا رجل" اے شخص!

(۱) سب سے پہلے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے حضرت مصعب بن عمیر ﷜ اور حضرت عبداللہ ابن ام مکتوم ﷜ ہیں اور سب سے آخر میں ہجرت کرنے والے نابینا صحابی ابو محمد عبداللہ بن جحش ﷜ ہیں ان کے ساتھ انکی اہلیہ فارعہ بنت ابی سفیان بھی تھیں۔

آہستہ وباوقار رہ، آسودگی، نرمی [جمع] رِسَالٌ ۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۶ پر ہے۔ **علف**: علف (ض) عَلْفًا (تفعیل) تعلیفًا چارہ دینا، بہت پینا (تفعّل) تعلفا، چارہ ڈھونڈھنا (افتعال) اعتلافًا چارہ کھانا ۔ **ورق**: [جمع] وَرَقَاتٌ ، اَوْرَاقٌ پتے ۔ ورق (ض) وَرْقًا (تفعیل) توریقًا پتے دار ہونا، پتے لینا (تفعّل) تورّقًا پتے کھانا ۔ **السمر**: [جمع] اُسمارٌ رات کی تاریکی، رات کی گفتگو، چاند کا سایہ، کبھی سمر، قمر کے مقابلہ میں بھی آتا ہے، جہاں سایہ ہو اس کو سمر اور جہاں چاندنی ہو اس کو قمر کہتے ہیں، یہاں سایہ کے معنی میں ہے، سایہ کے پتے جھاڑ کر ان کو کھلاتے تھے یعنی پتے ایسی جگہ سے توڑ کر لاتے تھے جہاں سایہ ہوتا تھا۔ **الخبط**: درخت کے پتے جو ڈنڈے مار کر گرائے جائیں ۔ خبط (ض) خَبْطًا پتے جھاڑنا، زور سے مارنا (تفعّل) تَخَبُّطًا زور سے مارنا، روندنا [ورق السمر وھو الخبط] مراد یہ ہے کہ وہ درخت کے پتوں کو چاند کی روشنی میں بھی اندھیرے والی جگہ سے جھاڑ کر لاتے تھے مقصد اخفاء تھا، کہ لوگوں کو علم نہ ہو جائے کہ ابوبکر نے گھر میں اونٹنیاں رکھی ہوئی ہیں ورنہ وہ ٹوہ میں لگ جائیں گے۔

قَالَ ابنُ شِهَابٍ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ فَبَيْنَمَا نَحْنُ يَوْمًا جُلُوسٌ فِي بَيْتِ أَبِي بَكْرٍ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ قَالَ قَائِلٌ لِأَبِي بَكْرٍ هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ مُتَقَنِّعًا فِي سَاعَةٍ لَمْ يَكُنْ يَأْتِينَا فِيهَا فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ فِدَاءٌ لَهُ أَبِي وَأُمِّي وَاللهِ مَاجَاءَ بِهِ فِي هٰذِهِ السَّاعَةِ إِلَّا أَمْرٌ قَالَتْ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فَاسْتَأْذَنَ فَأُذِنَ لَهُ فَدَخَلَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِي بَكْرٍ أَخْرِجْ مَنْ عِنْدَكَ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ إِنَّمَا هُمْ أَهْلُكَ بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ فَإِنِّي قَدْ أُذِنَ لِي فِي الْخُرُوجِ فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ الصَّحَابَةَ بِأَبِي أَنْتَ يَارَسُوْلَ اللهِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ نَعَمْ قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَخُذْ بِأَبِي أَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللهِ إِحْدٰى رَاحِلَتَيَّ هَاتَيْنِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِالثَّمَنِ.

ابن شہاب کہتے ہیں مجھے عروہ نے بتلایا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں، ایک دن ہم لوگ بھری دوپہر میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر بیٹھے ہوئے تھے کسی نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایسے وقت میں کہ جس وقت میں آپ ﷺ کا ہمارے پاس تشریف لانے کا معمول نہیں تھا کہا کہ رسول اللہ ﷺ سر ڈھانپے تشریف لا رہے ہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بولے کہ میرے ماں باپ ان ﷺ پر قربان ہوں، خدا کی قسم! ان ﷺ کو اس وقت یہاں کوئی عظیم الشان واقعہ ہی لایا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ

تشریف لائے ،اندر آنے کی اجازت چاہی آپ ﷺ کو اجازت دی گئی تو آپ ﷺ اندر تشریف لے آئے ابوبکر صدیق ﷺ سے فرمایا جو کوئی تمہارے پاس بیٹھا ہوا ہے اسے باہر بھیج دو، حضرت ابوبکر ﷺ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپکے اہل ہی ہیں (یہاں اہل کی نسبت آپ ﷺ کی طرف تغلیباً ہے کہ یہاں جو افراد موجود ہیں اگر چہ میرے گھر والے ہی ہیں مگر یہ ایسے ہی ہیں جیسے آپ کے اپنے گھر والے یا حقیقتاً ہے کہ اشارہ ہے کہ میرے پاس حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی اور نہیں ہے) آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے، حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے فوراً عرض کیا یارسول اللہ میرے والد آپ پر فدا ہوں مجھے رفاقت سفر کا شرف حاصل ہوگا؟ آپ ﷺ نے منظور فرمالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ میرے والد آپ پر قربان ہوں آپ میری ان دو اونٹنیوں میں سے ایک قبول فرمالیں تو آپ ﷺ نے فرمایا (قبول ہے) لیکن قیمت سے (۱)۔

الظهيرة: [مذکر] ظُہرٌ دن کے آدھے ہونے کی حد، عین نصف النہار۔ ظهر (تفعیل) تظہیراً دوپہر میں چلنا، دوپہر میں داخل ہونا۔ متقنعا: قنع (تفعّل) تقنعًا کپڑے میں لپٹنا، بتکلف قناعت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۲ پر ہے۔

قَالَتْ عَائِشَةُ فَجَهَّزْنَاأَحَثَّ الْجِهَازِ وَصَنَعْنَا لَهُمَا سُفْرَةً فِيْ جِرَابٍ فَقَطَعَتْ أَسْمَاءُ بِنْتُ أَبِيْ بَكْرٍ قِطْعَةً مِّنْ نِّطَاقِهَا فَرَبَطَتْ بِهِ عَلٰى فَمِ الْجِرَابِ فَبِذٰلِكَ سُمِّيَتْ ذَاتَ النِّطَاقِ قَالَتْ ثُمَّ لَحِقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَأَبُوْبَكْرٍ بِغَارٍ فِيْ جَبَلِ ثَوْرٍ فَكَمَنَا فِيْهِ ثَلاثَ لَيَالٍ يَبِيْتُ عِنْدَهُمَا عَبْدُاللهِ بْنُ أَبِيْ بَكْرٍ وَهُوَ غُلَامٌ شَابٌّ ثَقِفٌ لَقِنٌ فَيُدْلِجُ مِنْ عِنْدِ هِمَا بِسَحَرٍ فَيُصْبِحُ مَعَ قُرَيْشٍ بِمَكَّةَ كَبَائِتٍ فَلا يَسْمَعُ أَمْرًا يُكْتَادَانِ بِهِ إِلَّا وَعَاهُ حَتّٰى يَأْتِيَهُمَا بِخَبَرِ ذٰلِكَ حِيْنَ يَخْتَلِطُ الظَّلَامُ وَيَرْعٰى عَلَيْهِمَا عَامِرُبْنُ فُهَيْرَةَ مَوْلٰى أَبِيْ بَكْرٍ مِنْحَةً مِّنْ غَنَمٍ فَيُرِيْحُهَا عَلَيْهِمَا حِيْنَ تَذْهَبُ سَاعَةٌ مِنَ الْعِشَاءِ فَيَبِيْتَانِ فِيْ رِسْلٍ وَهُوَ لَبَنُ مِنْحَتِهِمَا وَ رَضِيْفِهِمَا حَتّٰى يَنْعِقَ بِهَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ بِغَلَسٍ يَفْعَلُ ذٰلِكَ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ مِنْ تِلْكَ اللَّيَالِيْ الثَّلَاثِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم نے ان دونوں کے لئے جلدی جلدی

(۱) انہی میں سے ایک جدعا یا قصوی نامی اونٹنی ہے جو حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر ﷺ سے ۴۰۰ درہم میں خریدی تھی۔

سامان سفر تیار کیا اور زادراہ توشہ دان میں رکھا، حضرت اسماء بنت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما نے اپنا پٹکا پھاڑ کر توشہ دان کا منہ باندھا اسی وجہ سے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ذات النطاق کے نام سے موسوم ہوئیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر آپ ﷺ اور حضرت ابو بکر ﷜ غار ثور میں پہنچے اور وہاں تین راتوں تک پوشیدہ رہے ان دونوں کے پاس عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما رات گزارتے تھے اور وہ نوجوان، عقلمند اور ذکی تھے، سحری کے وقت ان کے ہاں سے روانہ ہو جاتے اور صبح اتنے سویرے مکہ پہنچ جاتے جیسے انہوں نے رات یہیں مکہ میں گزاری ہے۔ اور عبداللہ بن ابو بکر رضی اللہ عنہما جو بات بھی اہل مکہ سے (ان دونوں کے متعلق) سازش اور مکر کی سنتے اسے یاد کر لیتے اور رات کے وقت دونوں کو مطلع کر دیتے تھے حضرت ابو بکر ﷜ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ ﷜ ان کیلئے صبح وشام دودھ دینے والی بکری چرایا کرتے تھے جب رات کا کچھ حصہ گزر جاتا تو وہ اس بکری کو انکے پاس لیکر آتے تھے اور وہ دونوں اسی کے دودھ پر جو کہ تر وتازہ اور گرم دودھ ہوتا تھا آسودہ حال ہو کر رات گزارتے تھے، صبح منہ اندھیرے ہی عامر بن فہیرہ ﷜ اس بکری کو ہانک کر واپس لے جاتے تھے ان تین راتوں میں ان کا یہی دستور رہا۔

احث: حث (ن) حَثًّا (اِفعال) اِحثاثًا برانگیختہ کرنا، اکسانا (تفعیل) تحثیثًا اکسانا، سونا (افتعال) احتثاثًا برانگیختہ ہونا۔ سفرۃ: زادسفر، مسافر کا کھانا، دسترخوان [جمع] سُفَر۔ جراب: چمڑے کا برتن، تلوار کی میان [جمع] جُرُبٌ، اُجرِبۃٌ۔ نطاق: [جمع] نُطُقٌ پٹکا، کپڑے کا ایک ٹکڑا جس کو عورتیں کمر پر باندھتی ہیں جس کا بالائی حصہ نچلے حصہ پر اور نچلا حصہ زمین تک لٹکتا رہتا ہے۔ پیٹی، کمر بند۔ نطق (تفعّل) تنطّقًا (افتعال) انتقاطًا کمر میں پٹکا باندھنا (تفعیل) تنطیقًا کسی کو پٹکا باندھنا۔ فربطت: ربط (ن،ض) رَبطًا باندھنا، مضبوط کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔ فکمنا: کمن (ن،س) کُمُونًا چھپنا، سمجھ میں نہ آنے والے کام میں دخل دینا (اِفعال) اِکمانًا چھپانا (تفعّل) تکمّنًا چھپنا، پوشیدہ ہونا۔ ثقف: ثقف (س،ک) ثُقُفًا، ثِقافۃً ذہین ہونا، ہوشیار ہونا (س) ثَقَفًا کامیاب ہونا (ن) ثقفًا دانائی میں غالب ہونا (تفعیل) تثقیفًا سیدھا کرنا، مہذب بنانا (مفاعلہ) مثاقفۃً دانائی میں غالب ہونیکی کوشش کرنا، جھگڑا کرنا۔ لقن: لقن (ک) لَقانۃً تیز فہم وذکی ہونا (س) لَقَنًا، لَقَنۃً بالمشافہ حاصل کرنا اور سمجھنا (اِفعال) اِلقانًا جلدی سے یاد کرنا۔ فیدلج: دلج (اِفعال) اِدلاجًا (افتعال) ادّلاجًا پوری رات یا آخری حصہ میں چلنا (ض) دُلُوجًا کنویں سے پانی

نکال کرحوض میں ڈالنا۔ **یکتادان**: کید (افتعال) اکتیادًا مکروفریب کرنا، حیلہ کرنا (ض) کَیدًا مکروفریب کرنا، مکر سکھلانا، قے کرنا۔ **وعا**: وعٰی (ض) وَعْیًا یاد کرنا، غور کرنا، جمع کرنا، سننا (إفعال) إیعاءً ابرتن میں رکھنا، یاد کرنا، بخل کرنا (استفعال) استیعاءً، سارالینا **المنحة**: وہ بکری جوصبح وشام دودھ دے [جمع] مِنَح، مَنائح بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۳ پر ہے۔ **یریح**: روح (إفعال) إراحۃً باڑہ کی طرف (جانوروں کو) واپس لانا، بومحسوس کرنا، ہوامیں داخل ہونا، آرام پہنچانا (ن) رَوَاحًا شام کے وقت آنا یا جانا یا کام کرنا (ض) رَیحًا بومحسوس کرنا (ف) رِیحًا ہوادار ہونا (س) رَوَاحًا کشادہ ہونا (تفعیل) ترویحًا [بالجماعۃ] تراویح کی نماز پڑھانا، بیدار کرنا، خوشبودار ہونا (استفعال) استرواحًا سونگھنا۔ **رضیف**: گرم پتھر ڈال کر گرم کیا ہوا دودھ، بھنا ہوا گوشت ❁ اس کا پس منظر یہ ہے کہ اہل عرب سفر میں اپنے ساتھ ایک دھلا ہوا اوجھ رکھتے تھے دورانِ سفر ہانڈی میسر نہ ہونے کی صورت میں گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس اوجھ میں ڈال دیتے تھے پھر پتھروں کو گرم کر کے اس میں ڈالتے تھے تاکہ اس کی حرارت سے گوشت بھن جائے اس گوشت کو رضیف کہتے ہیں ❁ پھر گرما گرم دودھ جو جانور کے بطن کی حرارت سے گرم ہوتا ہے اس کو بھی رضیف کہا جانے لگا کیونکہ وہ بھی اوجھ ہی کی وجہ سے گرم ہوتا ہے۔ رضف (ض) رَضْفًا، دودھ کو گرم پتھر پر گرم کرنا، داغ لگانا، گرم پتھر پر گوشت کو بھوننا (تفعیل) ترضیفًا سخت غضبناک کر دینا۔ **ینعق**: نعق (ف،ض) نَعْقًا، نَعِیْقًا چرواہے کا بکریوں کو آواز دینا اور ڈانٹنا، مؤذن کا بلند آواز سے اذان دینا، کوے کا کائیں کائیں کرنا۔ **غلس**: [جمع] أغلاس، آخررات کی تاریکی۔ غلس (إفعال) إغلاسًا آخررات کی تاریکی میں چلنا (تفعیل) تغلیسًا آخررات کی تاریکی میں کام کرنا۔

وَاسْتَأْجَرَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَأَبُوبَكْرٍ رَجُلًا مِّنْ بَنِي الدُّئِلِ وَهُوَمِنْ بَنِي عَبْدِ بْنِ عَدِيٍّ هَادِيًا خِرِّيْتًا (وَالخِرِّيْتُ المَاهِرُ بِالْهِدَايَةِ) قَدْ غَمَسَ حِلْفًا فِيْ آلِ العَاصِ بْنِ وَائِلٍ السَّهْمِيِّ وَهُوَعَلٰى دِيْنِ كُفَّارِ قُرَيْشٍ فَأَمِنَاهُ فَدَفَعَا إِلَيْهِ رَاحِلَتَهُمَا وَوَعَدَاهُ غَارَ ثَوْرٍ بَعْدَ ثَلَاثِ لَيَالٍ بِرَاحِلَتِهِمَا صُبْحَ ثَلَاثٍ وَانْطَلَقَ مَعَهُمَا عَامِرُ بْنُ فُهَيْرَةَ وَالدَّلِيْلُ فَأَخَذَ بِهِمْ طَرِيْقَ السَّوَاحِلِ.

رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بنوالدئل جو کہ بنوعبد بن عدی کی ایک شاخ تھی، کے ایک شخص (عبداللہ بن اریقط) کو بطور رہبر اجرت پر لیا اور وہ آل عاص بن وائل سہمی کا حلیف تھا وہ اگرچہ کفار قریش کے مذہب پر تھا لیکن رسول اللہ ﷺ اور حضرت

ابوبکرؓ نے اس پر اعتماد اور بھروسہ کیا اور اپنی اونٹنیاں اس کے سپرد کیں اور اس بات کا وعدہ لیا کہ دونوں کو تین راتیں گزار کر جبل ثور پر لیکر حاضر ہو (چنانچہ تیسری رات کی صبح وہ اونٹنیاں لیکر آ گیا) تو وہ غار ثور سے چلے انکے ساتھ عامر بن فہیرہؓ اور رہبر بھی تھا اور وہ آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ساحل کے راستے سے لیکر چلا۔

خِرِّیتا : وہ ماہر وہوشیار رہبر جو بیابان کے پوشیدہ راستوں سے بھی پوری واقفیت رکھتا ہو [جمع] خَوارِیت ، خِرّارات ۔خرت (ن) خَرْتًا راستوں سے واقف ہونا (س) خَرَتًا ہوشیار رہبر ہونا۔ غمس : غمس (ض) غَمْسًا داخل کرنا، ڈبونا (تفعیل) تغمیسًا زور سے ڈبونا (مفاعلہ) مغامسۃً اپنی جان کو لڑائی یا خطرے میں ڈالنا، جلد بازی کرنا، ایک دوسرے کو پانی میں غوطے دینا۔

قَالَ ابنُ شِهَابٍ وَأَخْبَرَنِیْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بنُ مَالِكٍ الْمُدْلَجِیُّ وَهُوَ ابنُ أَخِیْ سُرَاقَةَ بنِ مَالِكِ بنِ جُعْشُمٍ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّهُ سَمِعَ سُرَاقَةَ بنَ جُعْشُمٍ يَقُوْلُ جَاءَ نَا رُسُلُ كُفَّارِ قُرَيْشٍ يَجْعَلُوْنَ فِیْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَأَبِیْ بَكْرٍ دِيَةَ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا لِمَنْ قَتَلَهُ أَوْ أَسَرَهُ فَبَيْنَمَا أَنَا جَالِسٌ فِیْ مَجْلِسٍ مِن مَجَالِسِ قَوْمِیْ بَنِیْ مُدْلَجٍ أَقْبَلَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ حَتّٰى قَامَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ جُلُوْسٌ فَقَالَ يَاسُرَاقَةُ إِنِّیْ قَدْ رَأَيْتُ آنِفًا أَسْوِدَةً بِالسَّاحِلِ أُرَاهَا مُحَمَّدًا وَأَصْحَابَهُ قَالَ سُرَاقَةُ فَعَرِفْتُ أَنَّهُمْ هُمْ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّهُمْ لَيْسُوْا بِهِمْ وَ لٰكِنَّكَ رَأَيْتَ فُلَانًا وَ فُلَانًا انْطَلَقُوْا بِأَعْيُنِنَا ثُمَّ لَبِثْتُ فِی الْمَجْلِسِ سَاعَةً ثُمَّ قُمْتُ فَدَخَلْتُ فَأَمَرْتُ جَارِيَتِیْ أَنْ تَخْرُجَ بِفَرَسِیْ وَهِیَ مِنْ وَّرَاءِ أَكَمَةٍ فَتَحْبِسَهَا عَلَیَّ وَأَخَذْتُ رُمْحِیْ فَخَرَجْتُ بِهٖ مِنْ ظَهْرِ الْبَيْتِ فَخَطَطْتُ بِزُجِّهِ الْأَرْضَ وَخَفَضْتُ عَالِيَهُ حَتّٰى أَتَيْتُ فَرَسِیْ فَرَكِبْتُهَا فَرَفَعْتُهَا تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰى دَنَوْتُ مِنْهُمْ فَعَثَرَتْ بِیْ فَرَسِیْ فَخَرَرْتُ عَنْهَا فَقُمْتُ فَأَهْوَيْتُ بِيَدِیْ إِلٰى كِنَانَتِیْ فَاسْتَخْرَجْتُ مِنْهَا الْأَزْلَامَ فَاسْتَقْسَمْتُ بِهَا أَضُرُّهُمْ أَمْ لَا فَخَرَجَ الَّذِیْ أَكْرَهُ فَرَكِبْتُ فَرَسِیْ وَ عَصَيْتُ الْأَزْلَامَ تُقَرِّبُ بِیْ حَتّٰى إِذَا سَمِعْتُ قِرَاءَةَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَهُوَ لَا يَلْتَفِتُ وَأَبُوْبَكْرٍ يُكْثِرُ الْإِلْتِفَاتَ سَاخَتْ يَدَا فَرَسِیْ فِی الْأَرْضِ حَتّٰى بَلَغَتِ الرُّكْبَتَيْنِ فَخَرَرْتُ عَنْهَا ثُمَّ زَجَرْتُهَا فَنَهَضَتْ فَلَمْ تَكَدْ تُخْرِجُ يَدَيْهَا فَلَمَّا اسْتَوَتْ قَائِمَةً إِذًا لِأَثَرِ يَدَيْهَا غُبَارٌ سَاطِعٌ فِی السَّمَاءِ مِثْلَ الدُّخَانِ.

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے عبدالرحمٰن بن مالک المدلجی جو کہ سراقہ بن مالک بن جعشم رضی اللہ عنہ کے بھتیجے ہیں نے خبر دی کہ ان کے والد نے انکو بتلایا کہ میں نے سراقہ بن جعشم رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ہمارے پاس کفار قریش کے قاصد آئے اور یہ پیش کش کی کہ اگر کوئی حضور (ﷺ) اور (حضرت) ابوبکر (صدیق رضی اللہ عنہ) کو قتل کرے یا گرفتار کرے (نعوذ باللہ) تو ہر ایک کے بدلہ میں ایک مکمل دیت (سواونٹ انعام) دی جائی گی، میں اس وقت اپنی قوم بنومدلج کی ایک مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک ایک آدمی سامنے آیا ہمارے قریب آکر کھڑا ہوگیا، ہم ابھی بیٹھے ہوئے تھے کہ اس نے کہا اے سراقہ! میں نے ابھی ابھی ساحل کی طرف چند سائے دیکھے ہیں میرا گمان ہے کہ وہ محمد ﷺ اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہ ہیں۔ سراقہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں سمجھ گیا تھا کہ (اس کا گمان صحیح ہے اور وہ) بے شک وہی ہیں لیکن اسکو (ٹالنے کیلئے یہ) کہا یہ (محمد ﷺ اور ان کے رفقاء رضی اللہ عنہم) نہیں ہیں، بلکہ تم نے فلاں اور فلاں کو دیکھا ہے جو ہمارے سامنے ہی اسی طرف گئے تھے اس کے بعد میں مجلس میں تھوڑی دیر بیٹھا رہا پھر اٹھتے ہی اپنے گھر گیا اور اپنی باندی کو حکم دیا کہ میرے گھوڑے کو ٹیلے کے پیچھے لے جاکر کھڑا کردے اور وہیں اس کو میرے لئے روکے رکھے۔ اس کے بعد میں نے اپنا نیزہ اٹھایا اور گھر کے پچھواڑے سے اس طرح نکلا کہ میں اپنے نیزے کی نوک سے زمین پر لکیر کھینچ رہا تھا اور اس کے اوپر کے حصے کو چھپایا ہوا تھا (۱) میں گھوڑے کے پاس آکر اس پر سوار ہوا اور اسکو سرپٹ دوڑایا تاکہ مجھے جلدی پہنچادے، یہاں تک کہ جب میں ان کے قریب پہنچ گیا تو اس وقت گھوڑے نے مجھے لیتے ہوئے ٹھوکر کھائی اور میں زمین پر گر گیا لیکن میں جلدی سے اٹھا اور اپنا ہاتھ ترکش کی طرف بڑھایا اور اس سے تیر نکالے تاکہ ان کے ذریعہ فال نکالوں کہ میں انہیں نقصان پہنچا سکتا ہوں یا نہیں (جب فال کھینچی تو) وہ نکلی جسکو میں ناپسند کرتا تھا (یعنی میں ان کوکوئی نقصان نہیں پہنچا سکوں گا) مگر میں نے (اپنی فال) کے خلاف عمل کیا اور

(۱) خفیہ طریقے سے یہ سب کاروائی اس لئے کی جارہی تھی کہ کسی کو یہ علم نہ ہوجائے کہ آنحضرت ﷺ اور آپکے رفقاء کا تعاقب کیا جارہا ہے اور آنحضرت ﷺ واقعی ساحل کی طرف گئے ہیں، دراصل حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ جوکہ ابھی تک دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے ایک ماہر کھوجی تھے حالات پر کڑی نظر رکھتے تھے اور کھوجی کیلئے ہلکا سا اشارہ بھی کافی ہوتا ہے جیسے ہی اس شخص نے مجلس میں آکر بات کی فوراً سمجھ گئے، کہ وہی ہوسکتے ہیں کیونکہ اس طرح کے حالات میں صرف وہی ایک راستہ محفوظ ہے اسلئے سراقہ رضی اللہ عنہ خفیہ طریقہ سے وہاں سے نکلے کیونکہ جیسے ہی کسی کو بھنک پڑجاتی کہ سراقہ رضی اللہ عنہ جیسے کھوجی کو فلاں سمت جاتے دیکھا گیا ہے وہ فوراً اس طرف لپکتا کہ ہو نہ ہو انکو کوئی سراغ مل چکا ہے رہا نیزہ تو اسکو اتنا نیچے اسلئے کیا ہوا تھا کہ کہیں سورج کی شعاؤں کی وجہ سے اسکے لوہے کی چمک کسی کی آنکھوں میں نہ پڑجائے اور وہ سمجھ جائے کہ سراقہ جانے کی تیاریاں کررہا ہے، یہ ساری تگ ودو اس انعام کو اکیلے حاصل کرنے کیلئے کی جارہی ہے جسمیں کسی کی شرکت انکو گوارہ نہیں تھی۔

اپنے گھوڑے پر دوبارہ سوار ہوا تا کہ وہ مجھے ان کے قریب پہنچادے، میں نے رسول اللہ ﷺ کی قرأۃ کی آواز سنی آپ ﷺ نے میری طرف کوئی التفات نہیں کیا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ بار بار مڑ کر دیکھ رہے تھے پھر میرے گھوڑے کے اگلے دونوں پاؤں زمین میں دھنس گئے یہاں تک کہ ہم دونوں گھٹنوں تک دھنس گئے، میں اس سے نیچے گر پڑا پھر میں نے اس کو اٹھنے کیلئے ڈانٹا اور اسکو کھڑا کرنے کی کوشش کی، وہ اٹھ تو گیا لیکن اپنے پاؤں زمین سے نہ نکال سکا (جب بڑی مشکل سے) سیدھا کھڑا ہو گیا تو اس کی اگلی ٹانگوں کے دھنسنے کی جگہ سے منتشر سا غبار اٹھ کر دھوئیں کی طرح آسمان کی طرف بلند ہوا۔

انفا: یہ ظرف ہونے کی وجہ سے ہمیشہ منصوب ہوتا ہے۔ أکمة: ٹیلہ [جمع] أَکَمٌ، أکمات [جج] آکام، أُکُم، إکام۔ رمحي: نیزہ، شر وفساد، فقر وفاقہ۔ رمح (ف) رَمْحًا، نیزہ مارنا، چمکنا (تفاعل) ترامحًا ایک دوسرے کو نیزہ مارنا خططت: خطط (ن) خطًّا لکیر کھینچنا، لکھنا (تفعیل) تخطیطًا لکیریں کھینچنا، نقش کرنا، حدود مقرر کرنا۔ بزجة: نیزے کا نچلا لوہا، تیر کا پھل، کہنی کی نوک [جمع] زِجاج، أزِجّة، زِجَجَة اور نیزے کے اوپر والے لوہے کو سنان کہتے ہیں۔ زجّ (ن) زَجًّا کسی کو نیزے کے پچھلے سرے کے لوہے سے مارنا، دوڑنا (إفعال) إزجاجًا [الرمح] نیزے کا نچلا حصہ لگانا۔ عثرت: عثر (ن، ض، س، ک) عَثْرًا، عِثارًا پھسلنا، گرنا (ن) عُثُورًا مطلع ہونا (تفعیل) تعثیرًا پھسلانا، عیب لگانا۔ أهويت: هوی (إفعال) إهواءً ابصله [الی] بڑھانا، بصلہ [لام] بڑھنا، گرنا (ض) هَوِيًّا اوپر سے نیچے گرنا، سنسنانا، هُوِيًّا بلند ہونا (س) هَوًی محبت کرنا، خواہش کرنا (استفعال) استهواءً مدہوش کردینا۔ کنانتي: ترکش، تیردان [جمع] کنائن، کنانات۔ الأزلام: [مفرد] الزلم، فال نکالنے کا تیر، بے پر کا تیر یعنی ایسا تیر جس کے پیچھے عام تیروں کی طرح پر نہ ہوں۔ استقسمت: قسم (استفعال) استقسامًا فکر کرنا، تقسیم کرنے کو کہنا۔ ساخت: سوخ (ن) سَوْخًا (تفعّل) تسوّخًا دھنس جانا، تہ نشین ہونا۔ سُیُوخًا نگل لینا۔ نهضت: نهض (ف) نَهْضًا، نُهُوضًا کھڑا ہونا، مستعد ہونا (مفاعلہ) مناهضةً مقابلہ کرنا (إفعال) إنهاضًا اٹھانا، ٹیک لگا کر اٹھنا (افتعال) انتهاضًا کھڑا ہونا، مستعد کرنا (تفاعل) تناهضًا جنگ میں ایک دوسرے پر حملہ کرنا۔ ساطع: سطع (ف) سَطْعًا، سُطُوعًا بلند ہونا، پھیلنا (س) سَطَعًا دراز گردن ہونا (تفعیل) تسطیعًا بلند کرنا پھیلانا۔

۸ فَاسْتَقْسَمْتُ بِالْأَزْلَامِ فَخَرَجَ الَّذِی أَکْرَهُ فَنَادَیْتُهُمْ بِالْأَمَانِ فَوَقَفُوا

فَرَكِبْتُ فَرَسِيْ حتّٰى جِئْتُهُمْ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ حِيْنَ لَقِيْتُ مَالَقِيْتُ مِنَ الْحَبْسِ عَنْهُمْ أَنَّ سَيَظْهَرُ أَمْرُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَقُلْتُ لَهُ إِنَّ قَوْمَكَ قَدْ جَعَلُوْا فِيْكَ الدِّيَةَ وَ أَخْبَرْتُهُمْ أَخْبَارَ مَايُرِيْدُ النَّاسُ بِهِمْ وَعَرَضْتُ عَلَيْهِمُ الزَّادَ وَالْمَتَاعَ فَلَمْ يَرْزَأنِيْ وَلَمْ يَسْأَلانِيْ إِلَّا أَنْ قَالَ أَخْفِ عَنَّا فَسَأَلْتُهُ أَنْ يَّكْتُبَ لِيْ كِتَابَ أَمْنٍ فَأَمَرَ عَامِرَ بنَ فُهَيْرَةَ فَكَتَبَ فِيْ رُقْعَةٍ مِنْ أَدَمٍ ثُمَّ مَضٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ.

میں نے تیروں سے دوبارہ فال نکالی جب پھر بھی وہی فال نکلی جو مجھے ناپسند تھی تو اس وقت میں نے انکو امان دینے کیلئے درخواست کی، میری آواز پر وہ ٹھہر گئے اور میں اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر انکے پاس پہنچ گیا۔ ان تک برے ارادے کے ساتھ نہ پہنچنے سے جس طرح مجھے روک دیا گیا تھا اب جب کہ میں ان تک پہنچ گیا تھا تو اس سے مجھے یہ یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ کا کام اور دین عنقریب غالب آجائیگا تو میں نے آپ ﷺ سے کہا کہ آپ کی قوم نے آپ (کو پکڑنے یا اطلاع دینے والے) کیلئے دیت (سو اونٹ انعام) کا اعلان کیا ہے۔ پھر میں نے انہیں وہ باتیں بھی بتائیں جو قریش ان کے بارے میں چاہتے تھے اور میں نے ان کے لئے زادراہ اور سامان پیش کیا لیکن انہوں نے نہ تو قبول کیا اور نہ ہی مجھ سے کسی شے کا مطالبہ کیا، صرف اتنا کہا کہ میں انکے بارے میں خبر کو پوشیدہ رکھوں۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایک امان نامہ لکھ دیں تو آنحضرت ﷺ نے عامر بن فہیرہ کو حکم دیا چنانچہ انہوں نے چمڑے کے ایک ٹکڑے پر امان نامہ لکھ کر دے دیا پھر آپ ﷺ روانہ ہو گئے (۱)۔

لم یرزأني: رزأ (ف) رُزْءُ حاصل کرنا، کم کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۹۰ پر ہے۔

أدم: چمڑے کا اندرونی یا ظاہری حصہ۔

قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِيْ عُرْوَةُ بنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ لَقِيَ الزُّبَيْرَ فِيْ رَكْبٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ كَانُوْا تُجَّارًا قَافِلِيْنَ مِنَ الشَّامِ فَكَسَا الزُّبَيْرُ رَسُوْلَ اللهِ

(۱) سراقہ بن مالک بن جعشم کی طرح بریدہ اسلمی بھی جو آپ ﷺ کو نہیں جانتا تھا، ستر جوانوں کے ہمراہ انعام حاصل کرنے کی غرض سے آپکے تعاقب میں نکلا، جب یہ آپ ﷺ کے قریب پہنچا تو آپ ﷺ نے اس سے پوچھا آپ کا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا میرا نام بریدہ ہے تو آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: برد امرنا وصلح یعنی ہمارا معاملہ ٹھنڈا اور درست ہو گیا پھر آپ ﷺ نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ بریدہ نے جواب دیا: من اسلم تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہم سلامت رہے، پھر آپ ﷺ نے پوچھا: بنو اسلم کی کس شاخ سے ہو اس نے جواب دیا: من بني سهم یعنی بنو سہم سے، تو حضور ﷺ نے فرمایا: خرج سهمك یعنی تیرا حصہ نکل آیا۔ یہ باتیں سنکر بریدہ نے پوچھا آپ کون ہیں؟ تو حضور ﷺ نے بلا جھجک فرمایا 'انا محمد بن عبدالله رسول الله" میں اللہ کا رسول محمد بن عبداللہ ہوں، یہ سنتے ہی بریدہ اور ان کے تمام ساتھی ایمان لے آئے

ﷺوَأَبَابَکْرٍثِیَابَ بَیَاضٍ وَسَمِعَ الْمُسْلِمُوْنَ بِالْمَدِیْنَةِ بِمَخْرَجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ مِنْ مَکَّةَ فَکَانُوْا یَغْدُوْنَ کُلَّ غَدَاةٍ إِلَی الْحَرَّةِ فَیَنْتَظِرُوْنَهٗ حَتّٰی یَرُدَّهُمْ حَرُّ الظَّهِیْرَةِ فَانْقَلَبُوْا یَوْمًا بَعْدَ مَا أَطَالُوا انْتِظَارَهُمْ فَلَمَّا أَوَوْا إِلٰی بُیُوْتِهِمْ أَوْفٰی رَجُلٌ مِّنْ یَهُوْدٍ عَلٰی أُطُمٍ مِّنْ آطَامِهِمْ لِأَمْرٍ یَّنْظُرُ إِلَیْهِ فَبَصُرَ بِرَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ وَأَصْحَابِهٖ مُبَیَّضِیْنَ یَزُوْلُ بِهِمُ السَّرَابُ فَلَمْ یَمْلِکِ الْیَهُوْدِیُّ أَنْ قَالَ بِأَعْلٰی صَوْتِهٖ یَا مَعْشَرَ الْعَرَبِ هٰذَا جَدُّکُمُ الَّذِیْ تَنْتَظِرُوْنَ.

ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے عروہ بن زبیر رحمہ اللہ نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ کی حضرت زبیر ؓ جو مسلمانوں کے ایک تجارتی قافلے کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے، سے ملاقات ہوئی تو حضرت زبیر ؓ نے آپ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خدمت میں سفید پوشاک پیش کی، ادھر مدینہ میں بھی مسلمانوں نے آپ ﷺ کی مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بارے میں سن لیا تھا وہ روزانہ صبح کو مقام حرہ پر آپ ﷺ کا استقبال کرنے آتے اور آپ ﷺ کا انتظار کرتے رہتے لیکن دوپہر کی گرمی انہیں واپس جانے پر مجبور کردیتی، ایک دن وہ طویل انتظار کے بعد واپس چلے گئے جب وہ اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو یہودیوں میں سے ایک یہودی اپنے کسی کام کے لئے قلعے پر چڑھا تو اس نے آپ ﷺ اور ان کے صحابہ کو سفید کپڑوں میں دیکھا تو ان کے بارے میں سراب ہونے کا امکان ختم ہوا (یعنی یقین ہوگیا کہ وہی ہیں) تو وہ یہودی اپنے آپ پر قابو نہ رکھ سکا اور بے اختیار ہوکر اونچی آواز میں چلایا اے عرب کے رہنے والو! یہ تمہارے بزرگ آگئے ہیں جن کے تم منتظر تھے

__قافلین__ : قفل (ن،ض) قَفْلًا ،قُفُوْلًا سفر سے لوٹنا، لوٹانا، اندازہ کرنا۔ __الحرة__: [جمع] حَرَات، حِرار، حَرُون، اُحَرُّون۔ سیاہ پتھروں والی زمین، مدینہ کے قریب واقع ایک جگہ کا نام جس کی نسبت سے مقام حرہ کا ایک تاریخی واقعہ بھی مشہور ہے۔ __أطم__: قلعہ [جمع] آطام۔ اطم (تفعیل) تأطیما قلعوں کو بلند کرنا۔ __مبیضین__: بیض (تفعیل) تبیضا سفید کرنا، قلعی کرنا (ض) بَیْضًا، سفیدی میں غالب ہونا، انڈے دینا (إفعال) إبیاضًا [المرأة] سفید بچے جننا (افتعال) ابتیاضًا خود پہننا، فنا کردینا، قوم کے میدان میں داخل ہونا۔ __السراب__: وہ ریگستانی ریت جو دوپہر کے وقت دھوپ کی تیزی کی وجہ سے پانی جیسی نظر آتی ہے اور اس میں درختوں اور مکانوں کا سایہ عکس کی طرح معلوم ہوتا ہے، جھوٹ اور مکر وفریب کے لئے اسکی مثال دی جاتی ہے۔ سرب (ن) سُرُوْبًا جاری ہونا، گھستے چلے جانا۔ سَرْبًا سینا (س)

سَرَبًا ٹپکنا (تفعیل) تسریبًا گروہ گروہ بھیجنا (إفعال) إسرابًا بہانا (انفعال) انسرابًا سوراخ میں داخل ہونا، بہنا۔ جد: بزرگی، نصیبہ، دادا، نانا [جمع] أجداد، جدود۔

فَثَارَ الْمُسْلِمُوْنَ إِلَى السَّلَاحِ فَتَلَقَّوْا رَسُوْلَ اللهِ ﷺ بِظَهْرِ الْحَرَّةِ فَعَدَلَ بِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ حَتّٰى نَزَلَ بِهِمْ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَذٰلِكَ يَوْمَ الْإِثْنَيْنِ مِنْ شَهْرِ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ فَقَامَ أَبُوْبَكْرٍ لِلنَّاسِ وَجَلَسَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ صَامِتًا فَطَفِقَ مَنْ جَآءَ مِنَ الْأَنْصَارِ مِمَّنْ لَّمْ يَرَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَجِيْئُ أَبَابَكْرٍ حَتّٰى أَصَابَتِ الشَّمْسُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَأَقْبَلَ أَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى ظَلَّلَ عَلَيْهِ بِرِدَائِهٖ فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عِنْدَ ذٰلِكَ فَلَبِثَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ فِيْ بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ بِضْعَ عَشْرَةَ لَيْلَةٍ وَأَسَّسَ الْمَسْجِدَ الَّذِيْ أُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى وَصَلّٰى فِيْهِ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ ثُمَّ رَكِبَ رَاحِلَتَهٗ فَسَارَ يَمْشِيْ مَعَهُ النَّاسُ حَتّٰى بَرَكَتْ عِنْدَ مَسْجِدِ الرَّسُوْلِ ﷺ بِالْمَدِيْنَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ فِيْهِ يَوْمَئِذٍ رِجَالٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَانَ مِرْبَدًا لِلتَّمْرِ لِسُهَيْلٍ وَسَهْلٍ غُلَامَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِيْ حِجْرِ أَسْعَدَ بْنِ زُرَارَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ حِيْنَ بَرَكَتْ بِهٖ رَاحِلَتُهٗ هٰذَا إِنْ شَاءَ اللهُ الْمَنْزِلُ.

مسلمانوں نے اپنا اسلحہ اٹھایا اور حضور اکرم ﷺ کا گرمی کی شدت میں بھی استقبال کیا، آپ ﷺ نے ان کے ہمراہ دائیں جانب کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ بنو عمرو بن عوف میں (1) اترے اور یہ ماہ ربیع الاول پیر کا دن تھا، حضرت ابو بکر صدیق ؓ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ خاموش انداز میں تشریف فرما تھے۔ انصار ؓ میں سے وہ لوگ جنہوں نے آپ ﷺ کو پہلے نہیں دیکھا تھا وہ تو حضرت ابو بکر ؓ (کو رسول اللہ ﷺ گمان کر کے ان) کے پاس حاضر ہونا شروع ہو گئے لیکن جب حضور اکرم ﷺ کو سورج کی گرمی کی تپش پہنچنے لگی تو حضرت ابو بکر ؓ آگے بڑھے اور اپنی چادر لیکر آپ ﷺ پر سایہ کر دیا تب لوگوں

(1) اس کے بعد آپ ﷺ نے مقام قباء (جو مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے) میں بنو عمرو بن عوف کے سردار کلثوم بن ھدم کے مکان میں قیام فرمایا جبکہ حضرت صدیق اکبر ؓ خبیب بن اساف کے مکان میں رہے، ٹھیک تین روز بعد حضرت علی المرتضی ؓ اسی مقام پر آپ ﷺ سے آملے، قباء میں باختلاف روایات چودہ روز قیام کرنے کے بعد جب آنحضرت ﷺ یہاں سے چلے تو حضرت بریدہ اسلمی ؓ آپ ﷺ کی چادر مبارک سے بنائے گئے پرچم کو تھام کر آگے آگے چل رہے تھے، بڑی آب وتاب سے چلنے والا یہ قافلہ جب یثرب (مدینہ) میں داخل ہوا تو اہل یثرب کے چھوٹے بڑے نے یہ ترانہ پڑھ کر آپ ﷺ کا استقبال کیا "طلع البدر علینا ...... من ثنیات الوداع ...... وجب الشکر علینا ...... مادعا للہ داع ...... ایھا المبعوث فینا ...... جئت بالامر المطاع" اور بنو النجار کی بچیاں یہ شعر گا رہی تھیں "نحن جوار من بنی النجار ...... یاحبذا محمد من جار" اور چھوٹے بڑے کی زبان پر یہ لفظ تھے "جاء نبی اللہ، جاء نبی اللہ"۔

نے پہچانا کہ رسول اللہ ﷺ یہ ہیں، آپ ﷺ بنو عمرو میں دس سے کچھ اوپر راتیں ٹھہرے اور اس مسجد (قبا) کی بنیاد رکھی جس کی بنیاد تقویٰ پر قائم ہے اور اس میں آپ ﷺ نے نماز پڑھی پھر آپ ﷺ اپنی سواری پر سوار ہوئے اس کے بعد آپ ﷺ روانہ ہوئے صحابہ ﷡ بھی آپ ﷺ کے ساتھ چل رہے تھے آخر کار آپ ﷺ کی سواری وہاں جا کر ٹھہری جہاں آج مدینہ میں مسجد نبوی ﷺ ہے اور اس وقت بھی چند مسلمان وہاں پر نماز ادا کیا کرتے تھے لیکن وہ کھجوریں خشک کرنے کا میدان تھا اور سہیل اور سہل رضی اللہ عنہما دو یتیم بچے جو کہ اسعد بن زرارہ ﷛ کی زیر پرورش تھے، کی ملکیت تھا جب اونٹنی وہاں بیٹھ گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہی انشاء اللہ ہمارے قیام کی جگہ ہے (۱)

ثار: ثور (ن) ثَوْرًا، ثَوَرَانًا جوش میں آنا، حملہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۸ پر ہے۔ بِضع: رات کا کچھ حصہ، تین سے نو تک کی تعداد۔ بضع (ف) بُضُوْعًا سمجھنا، واضح ہونا (اِفعال) اِبضاعًا واضح طور سے بیان کرنا، سرمایہ بنانا، سیراب کرنا۔ برکت: برک (ن) بُرُوْکًا (تفعیل) تبریکًا بیٹھنا، اقامت کرنا (مفاعلہ) مبارکۃً برکت کی دعا کرنا، راضی ہونا (اِفعال) اِبراکًا اونٹ بٹھانا (تفعّل) تبرّکًا برکت حاصل کرنا۔ مربدا: [ظرف] کھجور خشک کرنے کی جگہ، اونٹ وغیرہ کا باڑہ، گھروں کے پیچھے کا میدان جو کام آئے۔ ربد (ن) رَبْدًا باڑہ میں باندھنا، روکنا۔ رُبُوْدًا اقامت کرنا (تفعل) تربدًا ابر آلود ہونا، تیوری چڑھانا

ثُمَّ دَعَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْغُلَامَیْنِ فَسَاوَمَهُمَا بِالْمِرْبَدِ لِیَتَّخِذَهُ مَسْجِدًا فَقَالَا بَلْ نَهِبُهُ لَکَ یَا رَسُوْلَ اللهِ فَأَبٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ أَنْ یَّقْبَلَهُ مِنْهُمَا هِبَةً حَتّٰی

(۱) آپ ﷺ نے مدینہ میں حضرت ابو ایوب انصاری ﷛ کے اس مکان میں قیام فرمایا جو شاہ یمن "تبع" نے اسوقت بنوایا تھا جب چار سو علماءِ تورات نے اسکو کہا کہ ہمیں یہاں یثرب میں رہنے دیں کیونکہ یہ شہر بڑی فضیلت والا ہے اس لئے کہ یہ شہر نبی آخر الزماں کا دار الہجرت بنے گا تو اس بادشاہ نے ان سب علماء کیلئے مکان بنوائے اور ایک خاص مکان نبی آخر الزماں ﷺ کیلئے بنوایا۔ اس نے ایک خط آپ ﷺ کے نام لکھ کر ایک عالم کو دیا کہ اگر آپ کے رہتے ہوئے نبی آخر الزماں تشریف لائیں تو انکو یہ خط دے دینا ورنہ اپنی اولاد کو اس کی وصیت کر کے جانا حضرت ابو ایوب انصاری ﷛ اسی عالم کی اولاد میں سے ہیں، بقیہ انصار ان چار سو علماء کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابو ایوب انصاری ﷛ نے یہ عریضہ آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں پیش کیا جس کا مضمون یہ تھا "شهدت على أن أحمدأنه...... رسول من الله بادئ النسم...... فلو مدعمری إلى عمره ...... لكنت و زيراله وابن عم...... وجاهدت بالسيف أعداؤه...... وفرجت عن صدره كل غم ......

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ احمد ﷺ اللہ کے برحق نبی ہیں اگر میں اسوقت تک زندہ رہا تو ان کا مددگار بنوں گا، میں ان کے دشمنوں سے تلوار کے ذریعے جہاد کرونگا اور ان کے دل سے ہر غم کو دور کرونگا" اور اس پر شاہ تبع کی مہر بھی ثبت تھی۔ علامہ واقدی کی روایت کے مطابق آپ ﷺ اس مکان میں سات ماہ تک رہے، پھر جب مسجد نبوی کے قریب حجرات تعمیر ہو گئے تو آپ ﷺ وہاں تشریف لے گئے۔

ابْتَاعَهُ مِنْهُمَا ثُمَّ بَنَاهُ مَسْجِدًا وَطَفِقَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَنْقُلُ مَعَهُمُ اللَّبِنَ فِيْ بُنْيَانِهِ وَيَقُوْلُ وَهُوَ يَنْقُلُ اللَّبِنَ :

هٰذَا الْحِمَالُ لَا حِمَالَ خَيْبَر هٰذَا أَبَرُّ رَبَّنَا وَ أَطْهَرُ

وَيَقُوْلُ :

اَللّٰهُمَّ إِنَّ الْأَجْرَ أَجْرُ الْآخِرَهْ فَارْحَمِ الْأَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ

فَتَمَثَّلَ بِشِعْرِ رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ لَمْ يُسَمَّ لِيْ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَلَمْ يَبْلُغْنَا فِي الْأَحَادِيْثِ أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ تَمَثَّلَ بِبَيْتِ شِعْرٍ تَامٍ غَيْرَ هٰذَا الْبَيْتِ .

پھر آپ ﷺ نے ان دونوں یتیم بچوں کو بلایا اور ان سے میدان کی قیمت کے بارے میں بھاؤ تاؤ کرنے لگے تاکہ وہاں مسجد تعمیر کریں تو ان دونوں لڑکوں نے عرض کیا نہیں یارسول اللہ! قیمت پر نہیں بلکہ یہ جگہ ہم آپ کو ہبہ کردیتے ہیں لیکن آپ ﷺ نے ہبہ کے طور پر قبول کرنے سے انکار فرمادیا بلکہ ان سے وہ جگہ قیمتاً خریدی اور وہاں پر مسجد تعمیر کی، آپ ﷺ خود صحابہ ﷺ کے ساتھ مل کر مسجد نبوی کی تعمیر کیلئے اینٹیں اٹھاتے اور کہتے جاتے کہ "یہ بوجھ خیبر کے بوجھ کی طرح نہیں ہیں (۱) یہ ہمارے رب کا بدلہ ہے اور بہت زیادہ طہارت اور پاکی والا ہے" اور آنحضرت (ﷺ) فرماتے تھے "یا اللہ! اجر تو آخرت کا ہی اجر ہے، مہاجرین و انصار پر اپنی رحمت نازل فرمایئے" اس طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں میں سے ایک شاعر کے شعر سے تمثل کیا جن کا نام مجھے بتلایا نہیں گیا۔ ابن شہابؒ کہتے ہیں کہ احادیث سے ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے اس شعر کے علاوہ کسی بھی پورے شعر سے تمثل کیا ہو۔

فساومها: سوم (مفاعلہ) مساومۃً بھاؤ تاؤ کرنا (ن) سَوْمًا، سَوَامًا فروخت کرنے کیلئے پیش کرنا اور قیمت بتلانا (تفعیل) تسویمًا چھوڑنا (تفعّل) تسوّمًا علامت لگانا۔ اللبن: [مفرد] لَبِنَۃٌ کچی اینٹیں۔ لبن (تفعیل) تلبیۃً اینٹ بنانا، فیصلے کرنے کیلئے مجلس بنانا، چوکور بنانا

(۱) یہ اس پس منظر میں فرمایا کہ خیبر، مدینہ میں اپنی کھجور وغیرہ کی پیداوار کے اعتبار سے کافی مشہور تھا وہاں کے باغات کے مالک، پھل و اناج وہاں سے اٹھا کر یہاں لاتے تھے تاکہ دنیا کمائیں، آپ فرمارہے ہیں کہ ہمارے آج کے بوجھ ان کے بوجھوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں اور پاک ہیں کیونکہ اس کی قیمت اور اس کا بدلہ اللہ ہمیں دیگا جو ہمیشہ باقی رہنے والا ہے جبکہ خیبر کے مالکان اپنے مال کی قیمت دنیا سے وصول کرلیتے ہیں جو کہ اس دنیا میں ہی ختم ہوجاتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اِبۡتِلَاءُ کَعۡبِ بۡنِ مَالِکٍ رضی اللہ عنہ

قَالَ کَعۡبٌ لَمۡ أَتَخَلَّفۡ عَنۡ رَسُوۡلِ اللہِ ﷺ فِیۡ غَزۡوَۃٍ غَزَاھَا إِلَّا فِیۡ غَزۡوَۃِ تَبُوۡکَ ،غَیۡرَ أَنِّیۡ کُنۡتُ تَخَلَّفۡتُ فِیۡ غَزۡوَۃِ بَدۡرٍ ،وَلَمۡ یُعَاتَبۡ أَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنۡھَا، إِنَّمَا خَرَجَ رَسُوۡلُ اللہِ ﷺ یُرِیۡدُ عِیۡرَ قُرَیۡشٍ، حَتّٰی جَمَعَ اللہُ بَیۡنَھُمۡ وَبَیۡنَ عَدُوِّھِمۡ عَلٰی غَیۡرِ مِیۡعَادٍ،وَلَقَدۡ شَھِدۡتُّ مَعَ رَسُوۡلِ اللہِ ﷺ لَیۡلَۃَ الۡعَقَبَۃِ ،حِیۡنَ تَوَاثَقۡنَا عَلَی الۡإِسۡلَامِ ،وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِیۡ بِھَا مَشۡھَدَ بَدۡرٍ ،وَإِنۡ کَانَتۡ بَدۡرٌ أَذۡکَرَ فِی النَّاسِ مِنۡھَا.

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے جتنے بھی غزوات کیے ہیں، میں سوائے غزوہ تبوک کے کسی سے بھی پیچھے نہیں رہا (یعنی بقیہ سب میں شریک رہا تھا) البتہ غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا (چونکہ وہ اچانک ہوا تھا) مگر اس میں شریک نہ ہونے والوں میں سے کسی پر عتاب بھی نہ ہوا تھا کیونکہ نبی کریم ﷺ (جنگ کی نیت سے نہیں بلکہ) قریش کے قافلہ پر حملہ کی نیت سے نکلے تھے مگر وہاں اللہ نے ان کو اور ان کے دشمنوں کو جمع کر دیا لیکن یہ جمع مقرر شدہ نہ تھا (یعنی پہلے سے یہ کوئی طے شدہ جنگ نہیں تھی) میں لیلۃ العقبہ میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا، جب ہم نے اسلام کی (حمایت اور حفاظت) پر بیعت کی تھی، میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ مجھے لیلۃ العقبہ کے بدلے میں بدر کی حاضری مل جائے ،اگر چہ غزوہ بدر لیلۃ العقبہ کی بنسبت لوگوں میں زیادہ مشہور ہے۔(۱)

<u>لم یعاتب</u>: عتب (مفاعلہ) معاتبۃً ملامت کرنا، ناز سے خطاب کرنا (ن،ض) عَتۡبًا کسی فعل پر سرزنش کرنا، عِتَابًا ملامت کرنا (إفعال) إعتابًا رضامند کرنا (افتعال) اعتتابًا میانہ روی اختیار کرنا. <u>عیر</u>: قبیلہ حمیر کا قافلہ، پھر سارے قافلوں پر بولا جانے لگا [جمع] عِیۡرَاتٌ . <u>تواثقنا</u>: وثق (تفاعل) تواثقًا باہم عہد و پیمان کرنا. <u>مشھد</u>: اللہ کی راہ میں مقتول ہونے کی جگہ، لوگوں کے حاضر ہونیکی جگہ [جمع] مَشَاھِدٌ۔ شھد (س) شُھُوۡدًا حاضر ہونا، معائنہ کرنا، گواہی دینا۔ شَھَادَۃً قسم کھانا، گواہی دینا (إفعال) إشھادًا حاضر کرنا۔

کَانَ مِنۡ خَبَرِیۡ: أَنِّیۡ لَمۡ أَکُنۡ قَطُّ أَقۡوٰی وَلَا أَیۡسَرَ حِیۡنَ تَخَلَّفۡتُ عَنۡہُ

(۱) حقیقت میں بھی اگر چہ اس کی وقعت زیادہ ہے مگر چونکہ ان کو لیلۃ العقبہ کی قدر زیادہ تھی کہ اس میں جو بیعت ہوئی تھی اس کی وجہ سے ہجرت ہوئی تھی پھر تمام غزوات ہوئے، اس لئے یہ فرمار ہے ہیں اگر چہ لوگوں کے ہاں غزوہ بدر کی قدر زیادہ ہے مگر مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ لیلۃ العقبہ کی فضیلت کے بدلے غزوہ بدر کی فضیلت پالوں۔

فِيْ تِلْكَ الْغزَاةِ، وَاللّٰهِ مَا اجْتَمَعَتْ عِنْدِيْ قَبْلَهٗ رَاحِلَتَانِ قَطُّ، حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَلَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرِيْدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا، حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، غَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا، وَمَفَازًا وَعَدُوًّا كَثِيْرًا، فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوْا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ، فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِ الَّذِيْ يُرِيْدُ.

میرے حالات یہ تھے کہ میں اس سے پہلے اتنا قوی اور اتنی آسانی میں نہ تھا (یعنی اس غزوہ میں غیر حاضری سے پہلے) اور بخدا میرے پاس اس سے پہلے کبھی دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں، جبکہ اس غزوہ کے وقت دو سواریاں میرے پاس تھیں۔ اور آپ ﷺ جب کسی غزوے پر جانے کا ارادہ فرماتے تو اس کے غیر کے ساتھ توریہ فرماتے تھے (یعنی اصل بات کے علاوہ کچھ اور ظاہر فرماتے تھے تاکہ مخبری نہ ہو جائے (۱)) اور یہ غزوۂ تبوک کا واقعہ اس وقت پیش آیا جبکہ سخت گرمی تھی، بہت لمبا اور بے آب و گیاہ صحرائی سفر تھا، دشمن کی تعداد بہت زیادہ تھی تو آپ ﷺ نے اس سفر کا اظہار فرما دیا تاکہ مسلمان جہاد کی تیاری کیلئے جس سامان کی ضرورت ہوتی ہے تیار کرسکیں، اور آپ نے سمت بھی بتلا دی جدھر آپ جانا چاہتے تھے۔

<u>وری</u>: وری (تفعیل) تَوْرِیَۃً اصل بات چھپا کر دوسری بات ظاہر کرنا، پوشیدہ

---

(۱) دراصل نبی کریم ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جس قوم پر حملہ کرنا ہوتا تھا، جس رخ پر وہ قوم رہتی ہوتی تھی آپ اس سے مخالف رخ کا پوچھتے اور پھر اسی طرف مدینہ طیبہ سے نکلتے تھے، توریہ اختیار فرمایا کرتے تھے کیونکہ منافقین کی وجہ سے ڈر لگا رہتا تھا کہ جا کر مخبری نہ کردیں پھر آگے جا کر اپنا رخ صحیح کر لیتے تھے مگر غزوہ تبوک کے موقع پر کوئی توریہ نہیں فرمایا بلکہ صاف صاف بتلا دیا کہ ہم شام جارہے ہیں مدمقابل قیصر ہے (جنگ کے حالات کتب تاریخ سے دیکھے جاسکتے ہیں) آپ نے کئی وجوہات کی بناء پر اپنے جان نثار ساتھیوں (صحابہ کرام ﷺ) کو یہ اطلاع دی: ۱)...... ہر ایک شرح صدر کے ساتھ تیار ہو، کہ ہمارا مقابل کون ہے، اس کے مطابق جتنی تیاری کرسکتا ہو کرے۔ ۲)...... دور کا سفر تھا۔ ۳)...... کھجوریں تیار تھیں۔ ۴)...... سخت گرمی تھی۔

﴿استاذی المکرم شیخ الاسلام حضرت مفتی محمد تقی العثمانی دام اقبالہ فرماتے ہیں کہ واقعہ یہ ہے کہ آج بھی اس سفر و گرمی کا تصور کریں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ مہینہ گرمیوں میں جب عرب میں آتا ہے تو اس وقت سورج برج سنبلہ میں ہوتا ہے اور اہل عرب کے ہاں ایک مقولہ مشہور ہے "السنبلة سم وبلاء "سنبلہ زہر اور مصیبت ہے، جب (A-C) گاڑیاں نہ تھیں تو حکومت کی طرف سے بعد از ظہر، عصر کے ایک گھنٹہ بعد تک سفر ممنوع تھا کہ کہیں گرمی کی شدت سے موت ہی نہ واقع ہو جائے، حضرت شیخ فرماتے ہیں ایک مرتبہ ہم نے یہ کام کر ڈالا، کر تو ڈالا مگر بعد میں احساس ہوا کہ غلطی کی ہے، فرماتے ہیں کہ ہم دوران سفر تھے اور یہ چاہ رہے تھے کہ تبوک سے سفر کریں اور مغرب مدینہ جا کر پڑھیں، ٹیکسی کرائے پر لی، ٹیکسی والا اول تو راضی نہ ہوا کہ مجھے پکڑ لیں گے، مگر منتوں سماجتوں کے بعد بالآخر روانہ ہوگیا، چل تو پڑے مگر پھر احساس ہوا کہ غلطی کر بیٹھے ہیں، پوری گاڑی انگارہ بنی ہوئی تھی، جسم تپ رہا تھا، پسینہ جسم سے بہہ بہہ کر خشک ہوتا جارہا تھا، تب سوچا کہ یہ تو گاڑیوں کا سفر ہے وہ پیدل سفر کس طرح ہوگا (مگر دین کے پروانے، اپنی دھن کے مستانے، اپنی شمع پر جلنے والے تھے اس لئے نکل کھڑے ہوئے اور تبوک پر بھی جا کر جھنڈے گاڑ دیے۔﴾

کرنا (مفاعلہ) مواراۃً چھپانا (تفعّل) توریًا چھپنا (ض) وَرْیًا پھیپھڑے پر مارنا۔ مفازًا: وہ بیابان جس میں پانی نہ ہو، نجات، کامیابی، ہلاکت [جمع] مَفازات، مَفاوِزُ۔ فوز (ن) فَوْزًا کامیاب ہونا (تفعیل) تفویزًا گزرنا، ظاہر ہونا (اِفعال) اِفازۃً کامیاب کرانا۔ فجلی: جلی (تفعیل) تجلیۃً ظاہر کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۰ پر ہے۔ لیتأهبوا: أهب (تفعّل) تأهبًا تیار وآمادہ ہونا (الأُهْبَۃُ) سامان، کمایقال "أخذ لِلسَّفرِ الْأُهبَةَ" اس نے سامان سفر لیا۔

وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ كَثِيْرٌ، وَلَايَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ، يُرِيْدُ الدِّيْوَانَ، قَالَ كَعْبٌ: فَمَارَجُلٌ يُرِيْدُ أَنْ يَّتَغَيَّبَ إِلَّاظَنَّ أَنْ سَيَخْفٰى لَهٗ، مَالَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيُ اللهِ، وَغَزَارَسُوْلُ اللهِ ﷺ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ.

اور اس جہاد میں مسلمانوں کی تعداد بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ تھی کسی کتاب (رجسٹر) نے ان کو جمع نہیں کیا (کوئی رجسٹر ایسا نہ تھا جس میں ان کے ناموں کی فہرست درج کی جاسکے) حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں (کثرتِ تعداد کی وجہ سے جوکہ ایک روایت کے مطابق دس ہزار (۱۰۰۰۰) اور بعض کے مطابق تیس ہزار (۳۰۰۰۰) سے زائد تھی، دس والی روایت کی توجیہ یہ کی جائیگی کہ وہ سارے گھڑسوار تھے کیونکہ تمام روایات کے دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کل تعداد تیس سے چالیس ہزار کے درمیان تھی) اگر کوئی شخص جہاد سے غائب رہنا چاہتا تو اسکو یہی خیال رہتا کہ اسکا معاملہ مخفی رہیگا الا یہ کہ وحی کے ذریعے بتادیا جائے اور یہ غزوہ آپ ﷺ نے اس وقت کیا جبکہ پھل بالکل پکے ہوئے تھے اور درختوں کے سائے بھی پسندیدہ تھے۔ (۱)

طابت: طیب (ض) طِیبًا، طابًا میٹھا ہونا، لذیذ ہونا، خوش ہونا (تفعیل) تطییبًا اچھا پانا، خوشبو لگانا (اِفعال) اِطابۃً خوش کلام کرنا، اچھا کرنا (مفاعلہ) مطایبۃً ہنسی مذاق کرنا۔

وَتَجَهَّزَرَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ، فَطَفِقْتُ أَغْدُوْلِكَيْ أَتَجَهَّزَ مَعَهُمْ، فَأَرْجِعُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَأَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: أَنَاقَادِرٌ عَلَيْهِ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اشْتَدَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ فَأَصْبَحَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ، وَلَمْ أَقْضِ

(۱) آج ان مہینوں میں عرب میں کیا عالم ہوتا ہے آیئے! حضرت کی زبانی سنتے ہیں: حضرت فرماتے ہیں کہ میں نے سنبلہ کا ایک مہینہ مدینہ طیبہ میں گزارا ہے، مسجد نبوی ﷺ میں تہجد کی نماز پڑھنے کیلئے جاتا تو اس وقت بھی مسجد کی حالت یہ ہوتی تھی کہ پاؤں رکھنا مشکل ہوتا تھا، فجر کی نماز پڑھکر قبا چلا جاتا اور جانے کے لئے بجائے روڈ کا راستہ اختیار کرنے کے نخلستانوں سے گزر کر جاتا تھا، جیسے ہی نخلستانوں میں داخل ہوتا تو ان کو اتنا ٹھنڈا پاتا ایسے لگتا کہ میں (A-C) میں آگیا ہوں، کہاں اتنی گرمی کہ تہجد میں مسجد کا فرش تپ رہا ہے اور کہاں اتنی ٹھنڈک، تو سائے لذیذ لگتے تھے۔

مِنْ جَهَازِيْ شَيْئًا، فَقُلْتُ أَتَجَهَّزُ بَعْدَهُ بِيَوْمٍ أَوْيَوْمَيْنِ ثُمَّ أَلْحَقُهُمْ، فَغَدَوْتُ بَعْدَ أَنْ فَصَلُوْا لِأَتَجَهَّزَ، فَرَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ ثُمَّ رَجَعْتُ وَلَمْ أَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ بِيْ حَتّٰى أَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، وَهَمَمْتُ أَنْ أَرْتَحِلَ فَأُدْرِكَهُمْ، وَلَيْتَنِيْ فَعَلْتُ، فَلَمْ يُقَدَّرْلِيْ ذٰلِكَ، فَكُنْتُ إِذَاخَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَطُفْتُ فِيْهِمْ، أَحْزَنَنِيْ أَنِّيْ لَاأَرٰى إِلَّا رَجُلًا مَغْمُوْصًا عَلَيْهِ النِّفَاقُ، أَوْرَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَاللّٰهُ مِنَ الضُّعَفَاءِ.

چنانچہ آپ ﷺ نے اور دوسرے مسلمانوں نے جہاد کی تیاریاں شروع کر دیں، میں روازنہ صبح سویرے تیاری کرنا شروع کرتا تا کہ ان کے ساتھ جانے کیلئے سامان تیار کروں لیکن کچھ کیے بغیر لوٹ آتا اور اپنے آپ سے کہتا میں قادر ہوں جب چاہوں گا تیاری کرلوں گا، میرے ساتھ یہ قصہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ مسلمانوں نے محنت ومشقت کر کے تیاری کرلی اور آپ ﷺ صبح کے وقت مسلمانوں کولیکر جہاد کے لئے روانہ ہوگئے اور میں نے ابتک کچھ بھی تیاری نہیں کی تھی، اس وقت بھی اپنے آپ سے یہی کہا ایک دوروز میں تیاری کر کے نکل جاؤں گا اور لشکر سے مل جاؤں گا۔ پھر لشکر کے نکل جانے کے بعد اگلی صبح میں نے تیاری کرنی چاہی لیکن بغیر کسی تیاری کے واپس آ گیا، پھر اسی ارادے سے اگلے روز نکلا لیکن پھر ویسے ہی آ گیا، میرے ساتھ یہی معاملہ چلتا رہا جبکہ لشکر نے انتہائی تیزی سے سفر کرلیا اور غزوہ مجھ سے فوت ہوگیا۔ اس وقت بھی مجھے خیال آیا کہ نکل پڑوں اور لشکر سے مل جاؤں، کاش! کہ میں ایسا کر لیتا لیکن یہ میرے مقدر میں نہیں تھا۔ چنانچہ آپ ﷺ کے جانے کے بعد جب میں مدینہ میں گھومتا تو مجھے یہ بات غمگین کرتی کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر نفاق کی چھاپ لگی ہوئی تھی یا ان لوگوں کے جو اللہ کے ہاں معذور تھے، اور کوئی مدینہ میں نظر نہ آتا۔

<u>يتمادي</u>: مدی (تفاعل) تمادیًا باہم مل کر کھینچنا (تفعّل) تمدّیًا انگڑائی لینا، کھینچنا۔ <u>اشتد</u>: شدد (افتعال) اشتد اذا تیز ہونا، قوی ہونا. <u>تفارط</u>: فرط (تفاعل) تفارطًا آگے بڑھنا، وقت کا جاتے رہنا (انفعال) انفراطًا کھلنا (ن) فُرُوطًا آگے بڑھنا، جلدی کرنا (تفعیل) تفریطًا متفرق کرنا، ضائع کرنا (إفعال) إفراطًا حد سے بڑھ جانا. <u>مغموصا</u>: بصلہ [علی] جس کے حسب یا دین میں عیب لگایا جائے۔ غمص (ض،س) غَمْصًا حقارت کرنا، عیب لگانا (س) غَمَصًا آنکھ کا کیچڑ والی ہونا (افتعال) اغتماصًا حقیر جاننا۔

وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكًا ﴿ک﴾ فَقَالَ -وَهُوَ

جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوكَ-مَافَعَلَ كَعْبٌ ؟فَقَالَ رَجُلٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ :يَارَسُوْلَ اللهِ!حَبَسَهُ بُرْدَاهُ،وَنَظْرُهُ فِيْ عِطْفَيْهِ .فَقَالَ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ :بِئْسَ مَاقُلْتَ ،وَاللهِ يَارَسُوْلَ اللهِ مَاعَلِمْنَا عَلَيْهِ إِلَّا خَيْرًا ،فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ .

اور تمام راستے آپ ﷺ نے میرا تذکرہ تک نہ کیا، حتی کہ آپ ﷺ تبوک پہنچ گئے، آپ ﷺ لشکر کے درمیان تبوک میں بیٹھے ہوئے تھے کہ میرا (خیال آیا اور) پوچھا کہ کعب کو کیا ہوا؟ (۱) تو بنوسلمہ کے ایک شخص (عبداللہ بن انیس رضی اللہ عنہ) نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ ان کو ان کی دو چادروں نے اور اپنے دونوں کندھوں کی طرف دیکھنے نے (ان پر نظر ڈالنے نے) روک دیا ہے (۲) تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا تم نے یہ بری بات کہی ہے، بخدا! اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم نے ان میں سوائے خیر کے اور کچھ نہیں پایا (ان کے رکنے کی کوئی خاص وجہ ہوئی ہوگی وہ ایسے رکنے والے نہیں ہیں) یہ سن کر آپ ﷺ خاموش ہو گئے

عطفیه: کمایقال ''عطفا الرجل'' مرد کے دونوں پہلو، مراد متکبر ہونا ہے۔
[مفرد] عِطفٌ بغل، کنارہ، گوشہ۔

قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ : فَلَمَّابَلَغَنِيْ أَنَّهُ تَوَجَّهَ قَافِلًا حَضَرَنِيْ هَمِّيْ وَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُالْكَذِبَ وَأَقُوْلُ :بِمَاذَا أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا،وَاسْتَعَنْتُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِيْ رَأْيٍ مِّنْ أَهْلِيْ .

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لا رہے ہیں تو مجھے تشویش ہونے لگی، میں جھوٹا بہانہ سوچنے لگا اور میں اپنے دل میں کہتا تھا: کونسی شے مجھے کل ان کی ناراضگی سے بچائیگی (مطلب یہ ہے کہ کون سا ایسا بہانہ تراشوں کہ جان چھوٹ جائے) اور اپنے اس معاملے میں اپنے اہل میں ذورائے لوگوں سے بھی مدد حاصل کی۔

سخطه: سخط (س) سَخَطًا غضبناک ہونا، ناپسند کرنا (تفعّل) تسخطًا کم سمجھنا، ناراض ہو کر غضبناک ہونا اور ناپسند کرنا۔

فَلَمَّاقِيْلَ :إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ قَدْأَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ، وَعَرَفْتُ

(۱) اندازہ کریں اتنی کثیر تعداد کا لشکر، کوئی لسٹ بھی نہیں مگر ہر شخص پر آنحضرت ﷺ کی نظر ہے کہ ایک بندہ نظر نہیں آیا تو اس کے بارے میں بھی پوچھا جا رہا ہے۔ امیر کی بالغ نظری کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہو سکتی ہے۔

(۲) مطلب یہ تھا کہ ان کے پاس تو آجکل عمدہ پوشاکیں ہیں جس کی وجہ سے وہ چٹک مٹک میں آ گئے ہیں اور ان کو پہن کر وہ دائیں بائیں دیکھتے ہیں، صرف اسی بات نے انکو جہاد میں آنے سے روک دیا ہے۔

أَنِّیُ لَنُ أَخُرُجَ مِنُهُ أَبَدًابِشَیُئٍ فِیهِ کَذِبٌ،فَأَجُمَعُتُ صِدُقَهُ ،وَأَصُبحَ رَسُولُ اللهِ ﷺ قَادِمًا،وَکَانَ إِذَا قَدِمَ مِنُ سَفَرٍبَدَأَبِالمَسُجِدِ،فَیَرُکَعُ فِیهِ رَکُعَتَیُنِ،ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ ،فَلَمَّافَعَلَ ذٰلِکَ جَاءَ ہُ المُخَلَّفُونَ ، فَطَفِقُوا یَعُتَذِرُونَ إِلَیُهِ وَیَحُلِفُونَ لَهُ،وَکَانُوابِضُعَةً وَّثَمَانِیُنَ رَجُلًا،فَقَبِلَ مِنُهُمُ رَسُولُ اللهِ ﷺ عَلانِیَتَهُمُ ،وَبَایَعَهُمُ وَاسُتَغُفَرَلَهُمُ ،وَوَکَلَ سَرَائِرَهُمُ إِلَی اللهِ،فَجِئتُهُ فَلَمَّاسَلَّمُتُ عَلَیُهِ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الُمُغُضَبِ،ثُمَّ قَالَ: تَعَالَ! فَجِئتُ أَمُشِیُ حَتّٰی جَلَسُتُ بَیُنَ یَدَیُهِ ، فَقَالَ لِیُ : مَاخَلَّفَکَ ؟أَلَمُ تَکُنُ قَدِ ابُتَعُتَ ظَهُرَکَ فَقُلُتُ :بَلٰی إِنِّیُ– وَاللهِ– لَوُجَلَسُتُ عِنُدَ غَیُرِکَ مِنُ أَهُلِ الدُّنُیَا،لَرَأَیُتُ أَنُ سَأَخُرُجَ مِنُ سَخَطِهِ بِعُذُرٍ،وَلَقَدُ أُعُطِیُتُ جَدَلًا،وَلٰکِنِّیُ وَاللهِ،لَقَدُ عَلِمُتُ لَئِنُ حَدَّثُتُکَ الُیَوُمَ حَدِیُثَ کَذِبٍ تَرُضٰی بِهِ عَنِّیُ ، لَیُوُشِکَنَّ اللهُ أَنُ یُسُخِطَکَ عَلَيَّ ، وَلَئِنُ حَدَّثُتُکَ حَدِیُثَ صِدُقٍ تَجِدُ عَلَيَّ فِیهِ ،إِنِّیُ لَأَرُجُوفِیهِ عَفُوَاللهِ ،

جب مجھے پتا چلا کہ رسول اللہ ﷺ سایہ فگن ہوگئے ہیں،تو مجھ سے وہ تمام کذب اور گھڑی ہوئی باتیں زائل ہوگئیں اور میں نے سمجھ لیا کہ میں کسی بھی ایسی بات سے ہرگز چھٹکارا نہیں پاسکتا جس میں جھوٹ ہوتو میں نے ارادہ کرلیا کہ میں آپ ﷺ سے بالکل صاف سچ بیان کروں گا۔ جب آپ ﷺ صبح کے وقت تشریف لے آئے اور آپ ﷺ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب بھی سفر سے واپسی ہوتی پہلے مسجد میں آتے اور دو رکعت نماز پڑھتے پھر لوگوں سے ملاقات کے لئے بیٹھ جاتے (جب آپ ﷺ نے نماز پڑھ لی) تو مسجد میں بیٹھ گئے۔ متخلفین آپ ﷺ کے پاس آنا شروع ہوئے اور قسمیں کھا کھا کر عذر بیان کرنے لگے،یہ لوگ ۸۰ر سے کچھ زیادہ تھے،آپ ﷺ نے ان کے ظاہری اعذار قبول کر لئے،ان کو بیعت کرلیا،ان کیلئے اللہ رب العزت سے استغفار کیا اور ان کے باطنی امور کو اللہ کے سپرد کردیا۔ اسی اثناء میں،میں بھی آپ ﷺ کے پاس آیا میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے غصہ کے عالم والا تبسم فرمایا پھر آپ ﷺ نے مجھے اپنے قریب بلایا،میں چلتا ہوا آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا (بالکل قریب ہوگیا)اور آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا،آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تمہیں کس چیز نے جہاد سے روکا تھا؟ کیا تم نے سواری نہیں خرید لی تھی؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں (جی ہاں !خرید لی تھی) ساتھ ہی میں نے کہا،بخدا!! اے اللہ کے رسول ﷺ !اگر میں آپ کے علاوہ کسی دنیادار آدمی کے سامنے ہوتا تو کوئی عذر گھڑ کر اس کی

ناراضگی سے بچ جاتا کیونکہ مجھے باتیں بنانے میں کافی مہارت حاصل ہے (یعنی مجھے اللہ نے یہ سلیقہ بخشا ہے کہ جس کسی سے بحث ومباحثہ شروع کردوں تو پھر اپنی بات منوا بھی لیتا ہوں) لیکن بخدا! میں جانتا ہوں کہ اگر میں آج آپ ﷺ کو کوئی جھوٹی بات گھڑ کر بتا دوں اور آپ مجھ سے راضی ہو جائیں تو بہت ممکن ہے کہ اللہ رب العزت آپ ﷺ کو (وحی کے ذریعے حقیقت بتلا کر) مجھ سے ناراض کردیں اور اگر میں سچی بات بتا دوں تو وقتی طور پر تو آپ ﷺ مجھ سے ناراض ہوں گے، لیکن مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادیں گے۔
﴿تمہیدی جملے ختم ہو گئے ہیں اور اب آگے اصل بات شروع کر رہے ہیں﴾

زاح: زوح (ن) زَوْحًا زائل ہونا، پراگندہ ہونا (إفعال) إزاحًا انجام کو پہنچانا (انفعال) انزیاحًا زائل ہونا۔ فأجمعت: جمع (إفعال) إجماعًا پختہ ارادہ کرنا، اتفاق کرنا۔ سرائرهم: [مفرد] السَّرِيرَةُ بھید، راز، وہ امر جس کو پوشیدہ رکھا جائے، نیت۔ جدلا: جدل (س) جَدَلًا سخت جھگڑالو ہونا (ن،ض) جَدْلًا بٹنا (ن) جَدَلًا سخت ہونا (تفعیل) تجدیلًا زمین پر پٹخ دینا.

لَاوَاللهِ، مَاكَانَ لِيْ مِنْ عُذْرٍ، وَاللهِ مَاكُنْتُ قَطُّ أَقْوٰى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَمَّاهٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ فِيْكَ فَقُمْتُ، وَسَارَ رِجَالٌ مِنْ بَنِيْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِيْ، فَقَالُوْا لِيْ: وَاللهِ مَاعَلِمْنَاكَ كُنْتَ أَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا، وَلَقَدْ عَجَزْتَ أَنْ لَّا تَكُوْنَ اعْتَذَرْتَ إِلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ بِمَا اعْتَذَرَ إِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ، قَدْ كَانَ كَافِيْكَ ذَنْبَكَ اسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ لَكَ.

(اور حقیقت حال یہ ہے کہ) نہیں، اللہ کی قسم جہاد میں غائب رہنے سے مجھے کوئی عذر نہیں تھا اور نہ ہی اس سے پہلے مالی وجسمانی طور پر اتنا قوی تھا جتنا کہ اس پیچھے رہ جانے والے موقعہ پر تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا بیشک! جہاں تک اس شخص کا معاملہ ہے، اس نے تو سچ بولا ہے، تم جاؤ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے بارے میں کوئی فیصلہ فرمادیں۔ میں وہاں سے چلا اور بنو سلمہ کے چند آدمی میرے ساتھ ہولئے اور مجھے کہنے لگے بخدا ہم تو نہیں جانتے کہ تم نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو۔ کیا تم اس بات سے عاجز آ گئے تھے کہ جس طرح متخلفین نے عذر بیان کئے تھے تم بھی بیان کردیتے، رسول اللہ ﷺ تمہارے لئے استغفار کرتے تو یہ تمہارے گناہ کے کفارہ کے لئے کافی ہو جاتا، تم نے ایسا کیوں نہیں کیا۔

فَوَاللهِ مَازَالُوا يُؤَنِّبُونَنِي حَتّٰى أَرَدْتُ أَنْ أَرْجِعَ فَأُكَذِّبَ نَفْسِي، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِيَ هٰذَا مَعِي أَحَدٌ قَالُوْا نَعَمْ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَاقُلْتَ فَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ فَقُلْتُ مَنْ هُمَا؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِيُّ وَهِلَالُ بْنُ أُمَيَّةَ الْوَاقِفِيُّ، فَذَكَرُوْا لِيْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ، قَدْ شَهِدَا بَدْرًا، فِيْهِمَا أُسْوَةٌ، فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِيْ.

واللہ! وہ مجھے ملامت کرتے رہے حتی کہ میرے دل میں آیا کہ میں آپ ﷺ کے پاس جا کر اپنے آپ کو جھٹلا دوں (اور جا کر کہدوں کہ یہ جو میں نے کہا ہے کہ میرے پاس کوئی عذر نہیں ہے یہ غلط تھا بلکہ میرے پاس عذر تھا) پھر میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے علاوہ کوئی اور بھی ہے کہ جس کے ساتھ یہ معاملہ ہوا ہو (یعنی انہوں نے میری طرح کہا ہو کہ ہم سے غلطی ہوئی ہے اور آپ نے فرمایا ہو کہ جاؤ جا کر فیصلہ کا انتظار کرو) وہ کہنے لگے، ہاں! دو شخص اور ہیں، انہوں نے بھی تمہاری طرح اپنے جرم کا اقرار کیا ہے اور ان کو بھی تمہاری طرح کہا گیا ہے (یعنی معاملہ اللہ کے سپرد کیا گیا ہے) میں نے ان سے پوچھا کہ وہ دونوں حضرات کون ہیں؟ تو انہوں نے بتلایا ایک "مرارۃ بن الربیع العمروی" اور دوسرے "ہلال بن امیۃ الواقفی" (رضی اللہ عنہما) ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ایسے دو نیک صالح بزرگوں کا تذکرہ کیا جو کہ بدر میں بھی حاضر ہوئے تھے میں نے انکے نام سن کر کہا میرے لئے ان دونوں میں اسوہ ہے (جو یہ کریں گے میں وہی کروں گا)۔ ان دونوں حضرات کا سن کر (خیالات فاسدہ کو جو کہ ذہن میں تکذیب نفس کے آرہے تھے ایک طرف پھینک کر) میں اپنے گھر چلا آیا۔

یؤنبونی: أنب (تفعیل) تأنیبًا ملامت کرنا، جھڑکنا (افتعال) ائتنابًا کھانے کی خواہش نہ ہونا۔ أسوۃ: نمونہ، اقتداء، وہ چیز جس سے تسلی حاصل ہو [جمع] أُسًى، إِسًى۔

وَنَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ الْمُسْلِمِيْنَ عَنْ كَلَامِنَا أَيُّهَا الثَّلَاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ وَتَغَيَّرُوْا لَنَا، حَتّٰى تَنَكَّرَتْ فِيْ نَفْسِي الْأَرْضُ فَمَا هِيَ الَّتِيْ أَعْرِفُ.

ادھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے ہم تینوں سے بات چیت کرنے سے منع فرما دیا۔ لوگ ہم سے اجتناب کرنے لگے، ہمارے لیے بدل گئے حتیٰ کہ زمین میرے لئے اجنبی بن گئی اور وہ نہ رہی جسکو میں پہچانتا تھا (جب

سب کچھ منہ موڑ گیا تو زمین بھی تنگ ہوگئی)۔

فَلَبِثْنَا عَلٰی ذٰلِکَ خَمْسِیْنَ لَیْلَةً ،فَأَمَّا صَاحِبَایَ فَاسْتَکَانَا وَقَعَدَا فِیْ بُیُوْتِہِمَا یَبْکِیَانِ ،وَأَمَّا أَنَا فَکُنْتُ أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَھُمْ، فَکُنْتُ أَخْرُجُ فَأَشْھَدُ الصَّلَاةَ مَعَ الْمُسْلِمِیْنَ ،وَأَطُوْفُ فِی الْأَسْوَاقِ وَلَایُکَلِّمُنِیْ أَحَدٌ وَآتِیْ رَسُوْلَ اللهِ(ﷺ) فَأُسَلِّمُ عَلَیْہِ وَھُوَ فِیْ مَجْلِسِہٖ بَعْدَ الصَّلَاةِ ،فَأَقُوْلُ فِیْ نَفْسِیْ : ھَلْ حَرَّکَ شَفَتَیْہِ بِرَدِّالسَّلَامِ عَلَيَّ أَمْ لَا ؟ ثُمَّ أُصَلِّیْ قَرِیْبًا مِّنْہُ،فَأُسَارِقُہُ النَّظَرَ،فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلٰی صَلَاتِیْ أَقْبَلَ إِلَيَّ ،وَإِذَاالْتَفَتُّ نَحْوَہٗ أَعْرَضَ عَنِّیْ.

اسی حالت میں ہم نے پچاس راتیں گزار دیں اور میرے دونوں ساتھی (خفیہ طریقے سے لوگوں سے چھپ کر) اپنے گھروں میں ہی بیٹھ گئے ،روتے رہے جب کہ میں جوان اورقوم میں سب سے زیادہ طاقتور آدمی تھا اس لئے باہر نکلتا ،مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتا اور بازاروں میں گھومتا پھرتا لیکن مجھ سے کوئی بات نہ کرتا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب کہ آپ ﷺ نماز کے بعد اپنی مجلس میں تشریف فرما ہوتے ،سلام کرتا اور اپنے جی میں کہتا (دیکھنا) کیا آپ ﷺ کے لب مبارک میرے سلام کے جواب کیلئے حرکت کرتے ہیں یانہیں؟ پھر میں آپ کے قریب ہی نماز پڑھتا اور کنکھیوں سے آپ کی طرف دیکھتا۔تو معلوم ہوتا جب میں نماز میں مشغول ہو جاتا ہوں تو آپ ﷺ میری طرف دیکھتے ہیں لیکن جب میں آپ ﷺ کی طرف دیکھتا ہوں تو آپ نظریں پھیر لیتے ہیں۔

<u>فاستکانا</u> :کون (استفعال) استکانۃً عاجزی ظاہر کرنا،فروتنی کرنا (افتعال) اکتیانًا ضامن ہونا (تفعّل) تکوّنًا پیدا ہونا،متحرک ہونا (ن) کَوْنًا ،کِیانًا نو پید ہونا، ضامن ہونا۔<u>أجلدھم</u>: جلد (ک) مَجْلُوْدًا صبر واستقلال وقوت دکھلانا (ض) جَلْدًا کوڑے مارنا، پچھاڑنا (إفعال) إجلادًا محتاج بنانا، ٹیڑھی آنکھ سے یا کن اکھیوں سے دیکھنا (تفعل) تجلّدًا اظہارِ صبر کرنا.<u>فأسارقہ</u>: سرق (مفاعلہ) مسارقۃً ایک دوسرے کو دزدیدہ نگاہ سے اس طرح دیکھنا کہ کسی اور کو علم نہ ہو (ض) سَرَقًا ،سَرِقَۃً چرانا (س) سَرَقًا پوشیدہ ہونا۔

حَتّٰی إِذَا طَالَ عَلَيَّ ذٰلِکَ مِنْ جَفْوَةِ النَّاسِ، مَشَیْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ جِدَارَحَائِطِ أَبِیْ قَتَادَةَوَھُوَابْنُ عَمِّیْ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ ،فَسَلَّمْتُ عَلَیْہِ،فَوَاللهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ ،فَقُلْتُ: یَاأَبَاقَتَادَةَ ، أَنْشُدُکَ بِاللهِ ھَلْ تَعْلَمُنِیْ أُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَہٗ؟ فَسَکَتَ،فَعُدْتُ لَہٗ فَنَشَدْتُّہٗ فَسَکَتَ،فَعُدْتُّ لَہٗ فَنَشَدْتُّہٗ ،فَقَالَ: اَللهُ

وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ،فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰى تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ.قَالَ:فَبَيْنَاأَنَا أَمْشِيْ بِسُوْقِ الْمَدِيْنَةِ ،إِذَانَبَطِيٌّ مِنْ أَنْبَاطِ أَهْلِ الشَّامِ،مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهُ بِالْمَدِيْنَةِ،يَقُوْلُ:مَنْ يَدُلُّ عَلٰى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ ،فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهُ، حَتّٰى إِذَاجَاءَ نِيْ دَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ ،فَإِذَافِيْهِ :أَمَّابَعْدُ ،فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّ صَاحِبَكَ قَدْجَفَاكَ ، وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللهُ بِدَارِهَوَانٍ وَلَامَضْيَعَةٍ، فَالْحَقْ بِنَانُوَاسِكَ.

مسلمانوں کی یہ بے رخی جب کافی طویل ہوگئی تو میں اپنے چچازاد بھائی ابوقتادہ رضی اللہ عنہ جوکہ لوگوں میں مجھے سب سے زیادہ عزیز تھے، کے باغ کی طرف چلا گیااور دیوار پھاند کر اندر داخل ہوگیا۔ میں نے انہیں سلام کیالیکن بخدا!انہوں نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے ان سے کہا:اے ابوقتادہ رضی اللہ عنہ!میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم اللہ اوراس کے رسول سے میری محبت کونہیں جانتے ؟؟؟لیکن اس پر بھی وہ خاموش رہے، میں نے دوبارہ یہی سوال دہرایا اورانہیں قسم دی لیکن وہ خاموش رہے، پھر تیسری مرتبہ بھی میں نے یہی سوال دہرایا اورانہیں قسم دی تو انہوں نے جواب میں صرف یہ کہا: اللہ اوراس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ (یہ سن کر) میری آنکھیں ڈبڈبانے لگیں اور میں دیوار پھاند کرواپس آگیا۔اسی دوران میں ایک روز مدینہ کے بازار میں جارہاتھا کہ ملکِ شام کے کسانوں میں سے ایک کسان جوکہ غلہ کی تجارت کے لئے مدینہ آیاہواتھا،لوگوں سے پوچھ رہاتھا کہ کیا کوئی ہے جو مجھے کعب بن مالک کے بارے میں بتلائے ، مجھے دیکھ کرلوگوں نے میری طرف اشارہ کیا،وہ میرے پاس آیااور مجھے شاہِ غسان کاایک خط دیا،جس میں لکھاتھا:

> امابعد! مجھے یہ خبرملی ہے کہ آپ کے صاحب (نبی ﷺ) نے آپ سے جفا کی ہے،اللہ تعالیٰ آپ کوذلت اور ہلاکت کی جگہ میں نہ رکھے(یعنی تم ایسے آدمی نہیں ہوکہ تمہیں ذلیل کیاجائے)تم ہمارے پاس آجاؤ، ہم تمہاری مدد کریں گے۔

جفوۃ:بدسلوکی، اجڈپن۔جفو (ن)جفوًابدسلوکی سے پیش آنا۔جفاءۃً گراں ہونا (تفعیل)تجفیفًابداخلاق بنادینا(تفاعل)تجافیًاعلیحدہ ہونا(استفعال)استجفاءًابدسلوک سمجھنا۔تسورت:سور(تفعّل)تسوّرًااچھلانگنا،دیوارپر چڑھنا،کنگن پہننا،بقیہ تفصیل صفحہ نمبر۴۴ پر ہے۔انشدک:نشد(ن،ض)نشدًا،نشدانًا[باللہ]قسم دینا،گم شدہ کوڈھونڈھنا

(إفعال) إنشادُ اگم شدہ کے بارے میں پوچھ تاچھ کرنا، جواب دینا (مفاعلہ) مناشدۃً قسم کھلانا، متوجہ کرنا۔ نبطی: ایک عجمی قوم جو عراقین کے درمیان آباد رہتی تھی پھر اس لفظ کا استعمال عوام الناس کے لئے ہونے لگا [جمع] اَنْباطٌ، نَبِیطٌ۔ غسان: قبیلہ کا نام ہے، عرب کا جو حصہ شام کے متصل تھا اور اس پر قیصر روم نے اپنا نمائندہ مقرر کر رکھا تھا۔ نواسک: وساۃ (مفاعلہ) مواساۃً ایک لغت ھمزہ سے بھی ہے مؤاساۃ مدد دینا۔

فَقُلْتُ لَمَّاقَرَأْتُهَا: وَهٰذَا أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَاالتَّنُّوْرَفَسَجَرْتُهُ بِهَا، حَتّٰى إِذَامَضَتْ أَرْبَعُوْنَ لَيْلَةً مِّنَ الْخَمْسِيْنَ، إِذَارَسُوْلُ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ يَأْتِيْنِيْ فَقَالَ: إِنَّ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ، فَقُلْتُ: أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ؟ قَالَ: لَا، بَلِ اعْتَزِلْهَاوَلَاتَقْرَبْهَا، وَأَرْسَلَ إِلٰى صَاحِبَيَّ مِثْلَ ذٰلِكَ، فَقُلْتُ لِامْرَأَتِيْ: اِلْحَقِيْ بِأَهْلِكِ، فَتَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰى يَقْضِيَ اللهُ فِيْ هٰذَا الْأَمْرِ.

اس خط کو پڑھنے کے بعد میں نے کہا کہ یہ بھی ایک ابتلاء ہے اور یہ خط لے کر میں تندور کی طرف بڑھا اور تندور کو اس سے روشن کر دیا (یعنی اس کو تندور میں جھونک دیا)۔ انہی حالات میں پچاس میں سے چالیس راتیں گزر گئی تھیں تو آپ ﷺ کا قاصد میرے پاس آیا اور کہا اللہ کے رسول ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنی بیوی سے علیحدگی اختیار کرلو، میں نے ان سے پوچھا آیا طلاق دے دوں؟ یا کیا کروں؟ (صرف علیحدگی؟) تو انہوں نے کہا نہیں، صرف علیحدگی اختیار کرو اور ان سے قربت نہ کرو، میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی اسی طرح کا پیغام بھیجا، میں نے اپنی بیوی سے کہا تم اپنے میکے چلی جاؤ اور وہیں رہو یہانتک کہ اللہ تعالیٰ اس معاملہ میں کوئی فیصلہ فرمادیں۔

التنور: [جمع] تنانیر تندور۔ فسجرته: سجر (ن) سَجْرًا ایندھن ڈال کر گرم کرنا، بھرنا (تفعیل) تسجیرًا جاری کرنا، ایندھن ڈال کر گرم کرنا (انفعال) انسجارًا ابھر جانا۔

قَالَ كَعْبٌ: فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فَقَالَتْ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدِمَهُ؟ قَالَ: لَا، وَلٰكِنْ لَايَقْرُبْكِ قَالَتْ: إِنَّهُ وَاللهِ مَابِهِ حَرَكَةٌ إِلٰى شَيْئٍ وَاللهِ مَازَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَاكَانَ إِلٰى يَوْمِهِ هٰذَا، فَقَالَ لِيْ بَعْضُ أَهْلِيْ: لَوِاسْتَأْذَنْتَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ فِي امْرَأَتِكَ، كَمَاأَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدِمَهُ؟ فَقُلْتُ: وَاللهِ لَاأَسْتَأْذِنُ فِيْهَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ، وَمَايُدْرِيْنِيْ مَايَقُوْلُ رَسُوْلُ

اللهِ ﷺ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا، وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ ؟ فَلَبِثْتُ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ، حَتّٰى كَمُلَتْ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِنْ حِيْنَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ كَلَامِنَا.

حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں کہ ہلال بن امیہ ؓ کی زوجہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ! ہلال بن امیہ ؓ یقیناً ایک بوڑھے اور کمزور شخص ہیں ان کا کوئی خادم بھی نہیں ہے، تو کیا آپ ﷺ اس بات کو ناپسند فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کرلیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ وہ تمہیں قریب نہ کریں، وہ کہنے لگیں، بخدا! ان میں تو کسی شے کی طرف حرکت ہی نہیں ہے (یعنی ان کو کسی شے کی طرف رغبت ہی نہیں ہے) اور واللہ! جب سے یہ معاملہ ہوا ہے اس دن سے لیکر آج تک وہ مسلسل رو ہی رہے ہیں، (اس اجازت کو دیکھ کر) میرے بعض عزیزوں نے مجھے مشورہ دیا اگر آپ بھی رسول اللہ ﷺ سے اپنی اہلیہ کے متعلق اجازت لے لیں، جیسا کہ ہلال بن امیہ ؓ کی اہلیہ رضی اللہ عنہا کو ان کی خدمت کے لئے اجازت دی ہے (تو بہتر ہوگا)۔ میں نے کہا واللہ! میں اپنی اہلیہ کے متعلق آپ ﷺ سے اجازت نہ لوں گا، معلوم نہیں میرے اجازت مانگنے پر آپ کیا جواب دیں (دوسری بات یہ کہ) میں نوجوان آدمی ہوں (مجھے خدمت کی ضرورت بھی نہیں ہے یا ہوسکتا ہے زوجہ کے قریب رہنے کی وجہ سے جوانی کی بناء پر قربت کر بیٹھوں اور مزید ناراضگی مول لوں (۱)) چنانچہ اس حالت میں، میں نے دس راتیں اور گزار دیں یہاں تک کہ جب سے آپ ﷺ نے ہم سے بات کرنے سے منع فرمایا تھا اس وقت سے لیکر آج تک پچاس راتیں مکمل ہوگئیں۔

فَلَمَّا صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صُبْحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً، وَأَنَا عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوْتِنَا، فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللهُ، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ، وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ، أَوْفٰى عَلٰى جَبَلِ سَلْعٍ، بِأَعْلٰى صَوْتِهِ:

(۱) ممکن ہے کہ قارئین کے ذہن میں خدشہ پیدا ہوکہ جب آنحضرت ﷺ نے ان سے بولنے کی ممانعت کر رکھی تھی تو پھر گھر والے ان سے کیوں بولے؟ **جواب اول:** یہاں "قال" بمعنی "أشار" کے ہے کہ گھر والوں نے اشارہ سے کہا تھا کہ تم بھی اجازت لے لو۔ **جواب ثانی:** بعض اوقات کوئی واقعہ ایسا ہو جاتا ہے کہ انسان کے منہ سے بے ساختہ جملہ نکل جاتا ہے، یہاں بھی ایسا ہی ہے جب انہوں نے سنا کہ ہلال بن امیہ ؓ کی بیوی رضی اللہ عنہا نے اجازت مانگی، ان کو مل گئی تو ان کے گھر والوں نے بے ساختہ کہا کہ تم بھی اجازت لے لو، یہ قول غیر اختیاری ہوگا اور ممانعت قول اختیاری کی تھی نہ کہ غیر اختیاری کی، واللہ اعلم بالصواب۔

جب میں نے پچاسویں رات کے بعد اگلی صبح فجر کی نماز اپنے گھر کی چھت پر اس طرح پڑھی کہ میری حالت ایسی تھی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ مجھ پر میری جان اور زمین اپنی تمام تر وسعتوں کے باجود تنگ ہوگئی تھی۔ اچانک میں نے ایک پکارنے والے کی پکار سنی جو کہ سلع پہاڑ کی چوٹی سے تیز آواز میں چیخ کر کہہ رہا تھا۔

أوفی: وفی (إفعال) إیفاءً اوپر سے جھانکنا، پورا کرنا۔

یَا کَعْبَ بْنَ مَالِکٍ أَبْشِرْ، قَالَ: فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَعَرَفْتُ أَنْ قَدْ جَاءَ فَرَجٌ، وَآذَنَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ بِتَوْبَةِ اللهِ عَلَیْنَا حِیْنَ صَلّٰی صَلَاةَ الْفَجْرِ، فَذَهَبَ النَّاسُ یُبَشِّرُوْنَنَا، وَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَیَّ مُبَشِّرُوْنَ، وَرَکَضَ إِلَیَّ رَجُلٌ فَرَسًا، وَسَعٰی سَاعٍ مِنْ أَسْلَمَ، فَأَوْفٰی عَلَی الْجَبَلِ، وَکَانَ الصَّوْتُ أَسْرَعَ مِنَ الْفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِی الَّذِیْ سَمِعْتُ صَوْتَهُ یُبَشِّرُنِیْ نَزَعْتُ لَهُ ثَوْبَیَّ، فَکَسَوْتُهُ إِیَّاهُمَا بِبُشْرَاهُ، وَاللهِ مَا أَمْلِکُ غَیْرَهُمَا یَوْمَئِذٍ، وَاسْتَعَرْتُ ثَوْبَیْنِ فَلَبِسْتُهُمَا.

اے کعب بن مالک ﷛! بشارت ہو، فرماتے ہیں یہ آواز سن کر میں سجدے میں گر پڑا اور سمجھ گیا کہ اب کشادگی آ گئی۔ آپ ﷺ نے ہماری توبہ کی بشارت کا نماز فجر کے بعد اعلان فرمایا تھا لوگ یہ بشارت سن کر ہمیں خوشخبری دینے کے لئے دوڑے اور میرے دونوں ساتھیوں کے پاس بھی دوڑے، اور ایک شخص (حضرت زبیر بن عوام ﷛) گھوڑے پر سوار ہوکر میری طرف دوڑا اور قبیلہ اسلم کے ایک جوان (حمزہ بن عمرو اسلمی ﷛) نے کوشش کی اور وہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور آواز گھوڑے سے زیادہ تیز تھی (یعنی پہاڑ سے آواز دینے والے کی آواز میرے پاس سب سے پہلے پہنچی)۔ جب خوشخبری دینے والا شخص میرے پاس پہنچا جس کی آواز میں نے سنی تھی تو میں نے اپنے دونوں کپڑے سب سے پہلے خوشخبری دینے کی وجہ سے ان کو دیدیئے اور بخدا! میں ان دو کپڑوں کے علاوہ اس دن کسی چیز کا مالک نہ تھا، پھر میں نے کپڑے مستعار لے کر پہنے۔

رکض: رکض (ن) رَکْضًا دوڑنا، گھوڑے کو ایڑ لگانا (مفاعلہ) مراکضۃً گھوڑا دوڑانے میں مقابلہ کرنا (افتعال) ارتکاضًا دوڑانا، مضطرب ہونا۔

وَانْطَلَقْتُ إِلٰی رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَیَتَلَقَّانِیْ النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا یُهَنِّئُوْنَنِیْ بِالتَّوْبَةِ یَقُوْلُوْنَ: لِتَهْنِئْکَ تَوْبَةُ اللهِ عَلَیْکَ، قَالَ کَعْبٌ: حَتّٰی دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ، فَإِذَا بِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ إِلَیَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَیْدِ اللهِ یُهَرْوِلُ حَتّٰی

صَافَحَنِی وَهَنَّأَنِی وَاللهِ مَاقَامَ إِلَيَّ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهُ، وَلَا أَنْسَاهَالِطَلْحَةَ

جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے کیلئے نکلا تو لوگ مجھے جوق در جوق ملتے تھے، توبہ کے قبول ہونے پر مبارکباد دیتے تھے اور کہہ رہے تھے، مبارک ہو! کہ اللہ تعالیٰ نے آپکی توبہ قبول کرلی۔ حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں کہ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں اچانک دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ تشریف فرما ہیں اور لوگ آپکے اردگرد بیٹھے ہوئے ہیں (مجھے دیکھ کر) حضرت طلحہ بن عبید اللہ ؓ تیزی سے میری طرف لپکے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارکباد دی۔ واللہ! مہاجرین میں سے سوائے حضرت طلحہ ؓ کے اور کوئی نہ کھڑا ہوا، حضرت طلحہ ؓ کا یہ احسان میں کبھی نہیں بھول سکتا۔

__یھنئونی__: ھنأ (تفعیل) تھنئۃً مبارکباد دینا۔ __یھرول__: (فعلل) ھرولۃً دوڑنا، تیز چلنا۔

قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ، وَهُوَيَبْرُقُ وَجْهُهُ مِنَ السُّرُوْرِ: أَبْشِرْ بِخَيْرِيَوْمٍ مَرَّعَلَيْکَ مُنْذُ وَلَدَتْکَ أُمُّکَ قَالَ: قُلْتُ: أَمِنْ عِنْدِکَ يَارَسُوْلَ اللهِ، أَمْ مِنْ عِنْدِاللهِ؟ قَالَ: لَا، بَلْ مِنْ عِنْدِاللهِ.

حضرت کعب ؓ فرماتے ہیں جب میں نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا تو آپ ﷺ نے جبکہ آپکا رخ زیبا مسرت سے چمک رہا تھا، فرمایا بشارت ہو ایسے مبارک دن کی جو تمہاری زندگی کا جب سے پیدا ہوئے ہو سب سے بہترین دن ہے۔ میں نے عرض کیا! یارسول اللہ ﷺ یہ (بشارت) آپ کی جانب سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی جانب سے، فرمایا نہیں! بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے۔

وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتّٰى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِکَ مِنْهُ، فَلَمَّاجَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ أَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً إِلَى اللهِ وَإِلٰى رَسُوْلِ اللهِ، قَالَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَمْسِکْ عَلَيْکَ بَعْضَ مَالِکَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّکَ. قُلْتُ: فَإِنِّيْ أُمْسِکُ سَهْمِيَ الَّذِيْ بِخَيْبَرَ فَقُلْتُ: يَارَسُوْلَ اللهِ، إِنَّ اللهَ إِنَّمَانَجَّانِيْ بِالصِّدْقِ، وَإِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ أَنْ لَّا أُحَدِّثَ إِلَّاصِدْقًا مَابَقِيْتُ، فَوَاللهِ مَا أَعْلَمُ أَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَبْلَاهُ اللهُ فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِکَ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا أَحْسَنَ مِمَّا أَبْلَانِيْ وَمَاتَعَمَّدْتُ مُنْذُ ذَكَرْتُ لِرَسُوْلِ اللهِ ﷺ إِلٰى يَوْمِيْ هٰذَا كَذِبًا، وَإِنِّيْ لَأَرْجُوْ أَنْ

يَّحْفَظَنِيَ اللّٰهُ فِيمَا بَقِيتُ.

آپ ﷺ جب خوش ہوتے تھے تو آپ کا ﷺ چہرہ انور ایسے چمکتا تھا جیسے چاند کا ٹکڑا ہو اور ہمیں یہ بات پہلے سے معلوم تھی۔ جب میں آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! میری توبہ آج قبول ہوئی ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ میں اپنا تمام مال اللہ اور اللہ کے رسول کیلئے صدقہ کردوں، آپ ﷺ نے فرمایا کچھ مال اپنے پاس رکھ لو، اس میں تمہارے لئے خیر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ میں اپنے لئے وہ حصہ جو خیبر کے مال میں سے ملا تھا، رکھتا ہوں (باقی سب صدقہ کرتا ہوں)۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ تعالیٰ نے مجھے سچائی کی وجہ سے نجات دی ہے تو میری توبہ کا تقاضہ یہ ہے کہ میں تاحیات سچ ہی بولونگا۔ واللہ! جب سے میں نے اس بات کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا اس دن سے لیکر آج تک میں نے کوئی شخص ایسا نہیں دیکھا جس کو اللہ نے مجھ سے زیادہ سچی بات کہنے کی وجہ سے نوازا ہو۔ اور جب سے میں نے آپ ﷺ کے ساتھ سچ بولنے کا عہد کیا تھا اس کے بعد سے آج تک کوئی جھوٹ نہیں بولا اور میں اللہ رب العزت سے امید رکھتا ہوں کہ جب تک میری زندگی ہے مجھے جھوٹ سے محفوظ رکھیں گے۔

__انخلع__ : خلع (انفعال) انخلاعًا زائل ہو جانا (ف) خَلْعًا معزول کر دینا، آزاد کر دینا۔ خُلْعًا عاق کرنا، زمانہ جاہلیت میں ایسا کرتے تھے جس کی وجہ سے بیٹا باپ کے جرم میں ماخوذ نہیں ہوتا تھا، یا باپ بیٹے کے جرم میں ماخوذ نہیں ہوتا۔ مال کے عوض میں طلاق دینا (ک) خَلَاعَةً بے حیا ہونا (تفاعل) تخالعًا باہم عہد کو توڑنا۔

وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ ﷺ : لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ إِلٰى قَوْلِهٖ ،وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ،فَوَاللّٰهِ مَاأَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِّعْمَةٍ قَطُّ ،بَعْدَ أَنْ هَدَانِيْ لِلْإِسْلَامِ ،أَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ،أَنْ لَّا أَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا،فَإِنَّ اللّٰهَ قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا، حِيْنَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ ،شَرَّمَا قَالَ لِأَحَدٍ ،فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى:"سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ إِذَاانْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ إِلٰى قَوْلِهٖ ،فَإِنَّ اللّٰهَ لَايَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ"

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر یہ آیات نازل فرمائیں "لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْأَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِنْ بَعْدِ مَا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ إِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُفٌ رَّحِيْمٌ ○ وَّعَلَى الثَّلَاثَةِ

الَّـذِیْنَ خُـلِّفُوْا حَتّٰی إِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ أَنْفُسُهُـمْ وَظَـنُّوْا أَنْ لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللهِ إِلَّا إِلَیْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَیْهِمْ لِیَتُوْبُوْا إِنَّ اللهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ۝ یاأَیُّهَاالَّذِیْنَ اٰمَنُوْااتَّقُوْااللهَ وَکُوْنُوْامَعَ الصّٰدِقِیْنَ۝" (ترجمہ)
البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ اور مہاجرین اور ان انصار ؓ پر توجہ فرمائی جنہوں نے ایسی تنگی کے وقت میں حضور ﷺ کا ساتھ دیا بعد اس کے کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل میں تزلزل ہو چلا تھا، پھر اللہ نے اس (گروہ) پر توجہ فرمائی بلاشبہ اللہ ان سب پر بہت ہی شفیق مہربان ہے۝ اور ان تین شخصوں کے حال پر بھی توجہ فرمائی جن کا معاملہ ملتوی چھوڑ دیا گیا تھا، یہاں تک کہ جب (ان کی پریشانی کی یہ نوبت پہنچی کہ) زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود بھی اپنی جانوں سے تنگ آ گئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ خدا (کی گرفت) سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اس کے کہ اس کی طرف رجوع کیا جائے (اس وقت وہ خاص توجہ کے قابل ہوئے) پھر ان کے حال پر بھی (خاص) توجہ فرمائی تا کہ وہ آئندہ بھی اللہ کی طرف رجوع کرتے رہا کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توجہ فرمانے والے بڑے رحم کرنے والے ہیں۝ اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اعمال میں سچوں کے ساتھ رہو۝ بخدا!! اسلام کے بعد اس سے بڑی نعمت مجھے نہیں ملی کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے سچ بولا، جھوٹ سے پرہیز کیا (کیونکہ اگر میں جھوٹ بولتا تو) اسی طرح ہلاکت میں پڑ جاتا جس طرح دوسرے جھوٹ بولنے والے ہلاکت میں پڑے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جب وحی اتاری تو ان جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں ایسی بری بات فرمائی جو کسی ایک کے بارے میں کہی جا سکتی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "سیحلفون بالله لکم إذاانقلبتم إلیهم لتعرضوا عنهم فأعرضوا عنهم إنهم رجس ومأ وٰهم جهنم جزاء بما کانوا یکسبون ۝ یحلفون لکم لترضوا عنهم فإن ترضوا عنهم فإن الله لایرضی عن القوم الفٰسقین. ۝ (ترجمہ) ہاں اب وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھا جائیں گے (کہ ہم معذور تھے) جب تم ان کے پاس واپس جاؤ گے تا کہ تم ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دو وہ لوگ بالکل گندے ہیں اور (آخرت میں) ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے، ان کاموں کا بدلہ ہے جو کچھ وہ (نفاق وخلاف) کیا کرتے ہیں۝ نیز یہ اس لئے قسمیں کھائیں گے کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ، سو اگر (بالفرض) تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو ان کو کیا نفع ملے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ تو ایسے شریر لوگوں سے راضی نہیں ہوتا۝۔

فوائد عامہ:

﴿یہ چونکہ بخاری شریف کی حدیث ہے اس لئے جب سبق میں گزری تو حضرت شیخ الاسلام مدظلہ نے اس پر کئی فوائد ارشاد فرمائے، بندہ کو مناسب معلوم ہوا کہ ان کو حضرت کے الفاظ ہی میں قلمبند کر دیا جائے۔ وہ فوائد ملاحظہ کیجئے﴾:

(۱) صحابہ کرام ﷺ کے فضائل پڑھ کر بعض اوقات انسان کے دل میں خیال آتا ہے کہ کاش ہم بھی اس زمانے میں پیدا ہوتے ہمیں بھی فضیلت مل جاتی، حضرت شیخ مدظلہ کا فرمانا یہ ہے کہ یہ ایک احمقانہ خواہش ہے کیونکہ اس زمانے میں صرف فضائل ہی نہیں آزمائشیں بھی ہیں، ان آزمائشوں کو پڑھ کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر ہم پر بیت جاتیں تو نامعلوم ہمارا کیا بنتا؟ وہ صحابہ ﷺ تھے نبی کریم ﷺ کی نبوت کے لئے اول انتخاب تھے خدا نے انکا انتخاب چن کر کیا تھا۔ وہ لوگ اس زمانے میں پیدا ہوئے جس میں ظرف وسیع تھا، اسلئے اس زمانے میں پیدا ہونے کی خواہش کرنا احمقانہ خیال ہے۔ اس واقعہ تبوک کو دیکھ لیں تو اس میں تین قسم کے گروہ نظر آتے ہیں: (۱)......ساتھ گئے تھے۔ (۲)...... اپنی خواہش سے پیچھے رہ گئے تھے۔ (۳)...... کسی عذر یا سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔

حالات پر بنظرِ غائر غور کریں تو ظاہری حالات یوں لگ رہے ہیں کہ اگر یہ سفر اختیار کیا جائے تو معیشت تباہ ہو جائے گی کیونکہ کھجور کی فصل ختم ہو جائے گی اور معیشت کا سارا انحصار اسی فصل پر ہوتا تھا۔ اگر اس کو نہ سنبھالیں تو سارا سال تنگی، اوپر سے اتنی گرمی، اب سفر کیسے کریں لیکن آپ کا حکم تھا اسلئے (اول گروہ) جو نکل کھڑے ہوئے انہوں نے تو اجر کما لیا، مخلفین (دوسرا گروہ) نے جھوٹ موٹ سے عذر کر کے جان چھڑا لی، اب باقی (تیسرا گروہ) یہ تین رہ گئے ان پر اتنا کڑا امتحان کہ بول چال بند، سوشل بائیکاٹ، بیوی سے علیحدگی، انسان سوچتا ہے کہ مجھ سے گناہ ہوا میں نے توبہ کر لی، پھر یہ بائیکاٹ کیوں؟

یہ ایک امتحان بیوی سے علیحدگی، دوسرا امتحان نصرانیوں کی پیشکش، تیسرا امتحان۔ لیکن پھر بھی ہر ایک امتحان سے سرخرو ہو کر نکلے، آج ذرا ہم سوچیں کہ ہم سے یہ کام ہو سکتے ہیں، دو دن کا بائیکاٹ ہو جائے ہمارا کلیجہ منہ کو آیا ہوا ہوتا ہے، یہاں ایک دن نہیں پورے پچاس دن کا بائیکاٹ لیکن پھر بھی رب کی مشیت پر راضی ہیں ہمارا پیدا ہونا اس زمانے میں ہی مناسب تھا اگر اُس زمانے میں پیدا ہو جاتے اور امتحان پاس نہ کر سکتے تو خود سوچ لیں کہ کن لوگوں کی صفوں میں ہمارا شمار ہوتا؟ اس لئے اس احمقانہ خواہش کو دل میں جگہ ہی نہیں دینی چاہیے۔

(۲) مؤمن کا کام یہ ہے کہ جب اس کو شریعت کا کوئی حکم مل جائے تو بس اس کی اطاعت کرے، اس کی وجوہات نہ ڈھونڈھتا پھرے کہ یہ حکم کیوں دیا ہے؟ اس کے کرنے سے کیا فوائد ہوں گے اور نہ کرنے سے کیا نقصان؟ یہ اس طرح معلوم ہوا ہے کہ دیکھیں اتنا لمبا سفر اختیار کیا گیا اتنی بڑی تعداد اس میں شریک ہوئی لیکن لڑائی نہ ہوئی، جب واپس آ گئے، تو ان تینوں کو بوجہ عدم شرکت سزا دی کہ تم لوگ شریک کیوں نہیں ہوئے؟ اب کوئی کہہ سکتا تھا کہ اول تو لڑائی ہوئی ہی نہیں اس لئے سزا کیوں؟ ہاں اگر لڑائی ہوتی ہم شریک نہ ہوتے پھر ہمیں سزا ملتی تو بات سمجھ میں آتی تھی، مگر لڑائی ہی نہیں ہوئی تو سزا کیوں؟ پھر کوئی یوں بھی کہہ سکتا تھا کہ اگر لڑائی ہو بھی جاتی، اگر فتح

ہوتی تو پھر بھی انکی عدم شرکت سے کوئی نقصان نہیں اگر شکست ہو جاتی تو اگر اتنی کثیر تعداد کا لشکر شکست کو نہ روک سکا تو پھر یہ تین کیا روک لیتے ؟ اسلیئے ہر حال میں سزا کی ضرورت نہیں اب ان کو سزا کیوں؟ لیکن جواب حاضر ہے صحابہ ﷺ نے کوئی سوال نہیں کیا، بس شریعت کا حکم سنا اور بے چوں و چراں عمل کر ڈالا اسلیئے ہر مومن کیلیئے یہی عقیدہ رکھنا لازم ہے کہ شریعت کا حکم آ جائے، اس کے فوائد و نقصان ذہن میں آئیں یا نہ آئیں بس پورا کرنا ہے۔

(۳) بعض ناحقیقت شناس لوگ اس واقعہ سے یہ استدلال کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جہاد میں، تبلیغ میں، ہر حال میں نکلنا واجب ہے خواہ گھر والوں کے حقوق پامال ہی کیوں نہ ہو رہے ہوں کیونکہ آپ ﷺ نے نہ صرف یہ کہ نکلنے کا حکم دیا، بلکہ نہ نکلنے پر عتاب فرمایا، سزا دی تو معلوم ہوا کہ جہاد میں، تبلیغ میں گھر والوں کے حقوق کی کوئی پرواہ نہ ہوگی۔

خوب سمجھ لیجئے کہ جہاد جائز ہے نہ صرف جائز بلکہ افضل ترین عبادتوں میں سے ہے مگر اسی واقعہ سے یہ استدلال صحیح نہیں ہے کہ ہر حال میں نکلو اور نہ نکلنے پر وعید و عتاب ہے کیونکہ جہاد کی جب پکار ہوتی ہے تو اسکی دو قسمیں ہوتی ہیں:

(۱)...... **نفیر عام** :جب امیر المؤمنین کی طرف سے یہ اعلان ہو جائے کہ ہر بالغ مرد جہاد کیلیئے نکلے تو اس وقت نکلنا فرض عین ہے، پھر یہ حکم ہے "**تخریج المرأة بغیر إذن زوجها و الغلام بغیر إذن ربها**" اس صورت میں اگر امیر کسی کو مستثنیٰ کر دے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے، مثلاً والدین کی خدمت کرنے والا کوئی نہیں، امیر نے اس شخص کو اجازت دیدی کہ تم جا کر انکی خدمت کرو تو اس شخص کیلیئے والدین کی خدمت کرنا جائز ہو جائیگا

اس واقعہ میں بھی نفیر عام کی صورت تھی، امیر کی طرف سے اعلان عام ہوا تھا کہ ہر شخص نکلے، جب نفیر عام ہوا تو فرض عین ہوا اور فرض عین کے تارک پر وعید و عتاب نازل ہوا ہے۔

(۲)...... **نفیر عام نہ ہو** :پکار تو لگی مگر اختیار دیا گیا اس وقت والدین، اہل و عیال کے حقوق پامال کرنے کی اجازت کسی بھی حال میں نہیں ہے، بشرطیکہ انکے حقوق کا تقاضہ ہو کہ نہ نکلا جائے کہ ان کی دیکھ بھال کرنے والا کوئی اور نہیں ہے۔ اس وقت شریعت بھی خروج کا تقاضا نہیں کرتی لیکن یاد رکھیے کہ ان حقوق کی بھی کوئی حد ہے، یہ نہیں کہ والدین نے کہا نہ جاؤ تو بس بیٹھ گئے یا بیوی نے مطالبہ کر دیا کہ ابھی نہ جاؤ تو گھر بیٹھ گئے یہ بھی غلط ہے، اس وقت تک رکنا صحیح نہ ہوگا جب تک کہ رکنا واجب نہ ہو، اب اگر یہ یقین ہو کہ والدین یا بیوی کو علم ہو جائے گا کہ یہ دبئی جا رہا ہے، کما کر لائے گا وہ فوراً ہی بھیجنے پر تیار ہو جائیں تو سمجھ لیجئے، اب انکا روکنا بلا جواز ہے اور اس عذر کی بناء پر آپ کا رکنا بلا جواز ہے اس لئے عذر کی تحقیق کریں کہ حقیقی عذر ہے یا تغافلی عذر، پھر اس کے مطابق فیصلہ کیا جائیگا۔

غزوۂ تبوک:

مدینہ منورہ سے دمشق کی جانب سات سو کلومیٹر کے فاصلے پر تبوک واقع ہے۔ حضور اقدس ﷺ کو اطلاع ملی کہ ہرقل نے تبوک میں لشکر جرار جمع کر دیا ہے اور مدینے پر حملے کے ارادے سے اس کا مقدمۃ الجیش بلقاء تک آ گیا ہے۔ اطلاع ملتے ہی آپ ﷺ نے پیش قدمی کر کے مقابلہ کیلیئے جانے کا اعلان کیا۔ موسم گرمی کا تھا، زمانہ فصلوں کی کٹائی کا تھا۔ قحط و فاقہ عام تھا، سفر دور کا تھا اور مقابلہ وقت کی سب سے بڑی سلطنت روم سے تھا۔ (جاری ہے)

مَقْتَلُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ

قَالَ عَمْرُو بْنُ مَيْمُونٍ إِنِّي لَقَائِمٌ مَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ. يَعْنِي عُمَرَ. إِلَّا عَبْدُ اللهِ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا غَدَاةَ أُصِيبَ وَكَانَ إِذَا مَرَّ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ قَالَ اِسْتَوُوْا حَتّٰى إِذَا لَمْ يَرَ فِيْهِنَّ خَلَلًا تَقَدَّمَ فَكَبَّرَ وَرُبَمَا قَرَأَ بِسُوْرَةِ يُوْسُفَ أَوِ النَّحْلِ أَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ فِي الرَّكْعَةِ الْأُوْلٰى حَتّٰى يَجْتَمِعَ النَّاسُ فَمَا هُوَ إِلَّا أَنْ كَبَّرَ فَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ:.......... قَتَلَنِيْ أَوْ أَكَلَنِيْ الْكَلْبُ. حِيْنَ طَعَنَهُ فَطَارَ الْعِلْجُ بِسِكِّيْنٍ ذَاتِ طَرَفَيْنِ، لَايَمُرُّ عَلٰى أَحَدٍ يَمِيْنًا وَلَا شِمَالًا إِلَّا طَعَنَهُ حَتّٰى طَعَنَ ثَلَاثَةَ عَشَرَ رَجُلًا مَاتَ مِنْهُمْ سَبْعَةٌ. فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ طَرَحَ عَلَيْهِ بُرْنُسًا، فَلَمَّا ظَنَّ الْعِلْجُ أَنَّهُ مَاخُوْذٌ نَحَرَ نَفْسَهُ.

عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ (جس صبح کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے) میں (فجر کی نماز کے انتظار میں صف کے اندر) کھڑا تھا، میرے اور آپ کے (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے) درمیان حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے سوا کوئی اور نہ تھا، آپ کی عادت تھی

زمانہ فصلوں کی کٹائی کا تھا۔ قحط وفاقہ عام تھا، سفر دور کا تھا اور مقابلہ وقت کی سب سے بڑی سلطنت روم سے تھا۔ لیکن اللہ نے اپنے نبی ﷺ کی صحبت کیلئے ان ہی سعادتمند جانبازوں کا...... کیا جو اس صحبت کی قدر جانتے تھے۔ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مال حاضر کیا۔ بہت سے مخلصین جانے کیلئے بے تاب تھے لیکن زاد سفر پاس نہ تھا۔ سرور دو عالم ﷺ کے پاس آئے۔ آپ ﷺ کہاں سے لاتے؟ واپس ہوتے ہوئے روئے اور اس درد سے روئے کہ آپ ﷺ کا دل بھر بھر آیا۔ ﴿تولوا و اعينهم تفيض من الدمع حزنا الا يجدوا ما ينفقون﴾ (التوبہ/۹۲) رجب ۹ھ (نومبر ۱۶۳۵ء) بروز جمعرات حضور اکرم ﷺ تیس، چالیس یا ستر ہزار فوج لے کر نکلے۔ لشکر میں دس ہزار گھوڑے، بارہ ہزار اونٹ تھے۔ ۱۵ دن سفر کر کے اسلامی لشکر تبوک پہنچا۔ مقابلے پر کوئی نہیں آیا۔ تبوک میں قیام کے دوران آس پاس کی ریاستوں میں مہمیں روانہ کی گئیں جو کامیاب لوٹیں۔ دومۃ الجندل، ایلہ، جربا، ازرح کے سرداروں نے جزیہ دینا منظور کیا۔ اس میں اختلاف ہے کہ تبوک میں قیام کی مدت کتنی رہی۔ واقدی نے دو ماہ، ابن سعد نے بیس دن، ابن اثیر نے انیس دن، طبری نے بارہ دن اور ابن ہشام نے دس دن لکھے ہیں۔ مدینہ کے قریب پہنچے تو آفتاب اسلام کے استقبال کے لیے ذرہ ذرہ عالم شوق میں چشم براہ تھا۔ یثرب کی بچیوں کی زبان پر آج بھی وہی ترانہ تھا جو آج سے نو سال پہلے تھا۔ طلع البدر علینا۔ من ثنیات الوداع۔ وجب الشکر علینا۔ مادعیٰ للہ داع۔ لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اُس وقت دو غریب الدیار مظلوم مہاجروں کا استقبال تھا، آج آغوش شفقت و نبوت میں ستر ہزار لشکر لینے والے سید المجاہدین کا استقبال تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆

کہ جب دوصفوں کے درمیان سے گزرتے تو فرماتے جاتے صفیں سیدھی کرلو اور جب دیکھتے کہ صفوں میں کوئی خالی جگہ باقی نہیں رہی تب آگے (مصلّے پر) بڑھتے اور تکبیر کہتے، آپ (فجر کی نماز کی) پہلی رکعت میں عموماً سورہ یوسف، سورہ نحل یا اتنی ہی طویل کوئی سورت پڑھتے، یہاں تک کہ لوگ جمع ہو جاتے، اپنی شہادت والے دن ابھی آپ نے تکبیر ہی کہی تھی کہ میں نے سنا، آپ ﷺ فرمارہے تھے (جسوقت ابولؤلؤ نے آپ کوزخمی کردیا تھا) مجھے قتل کردیایا کتے نے کاٹ لیا ہے۔ اسکے بعدوہ (بدبخت اپنا) دودھاری ہتھیار لئے دوڑنے لگااور دائیں بائیں جدھر بھی پھرتا لوگوں کوزخمی کرتا جاتا اس طرح اس نے تیرہ آدمیوں کوزخمی کردیا جن میں سات حضرات نے شہادت پائی، مسلمانوں میں سے ایک صاحب نے جب یہ صورت حال دیکھی تو انہوں نے اپنا ٹوپی والا لمبا کوٹ اس پر ڈال دیا، بدبخت کو جب یقین ہوگیا کہ اب پکڑلیا جاؤنگا تو خوداس نے اپنا گلا بھی کاٹ دیا (خودکشی کرلی)۔

طعنہ: طعن (ف، ن) طَعْنًا، نیزہ مارنا اور چبھونا۔ طَعَنَانًا عیب لگانا (تفاعل) تطاعنًا ایک دوسرے کو نیزہ مارنا۔ العلج: دراصل وہ غیر مسلم کہلاتا ہے جو عرب سے باہر کا ہو، موٹا قوی عجمی کافر، گدھا، جنگلی گدھا [جمع] عُلُوْجٌ، أعلاج، عِلَجَة۔ علج (س) عَلَجًا مضبوط ہونا (ن) عَلْجًا معالجہ میں غالب آنا (مفاعلہ) معالجۃً مشق کرنا، بیمار کا علاج کرنا (استفعال) استعلاجًا موٹا ہونا۔ برنسا: وہ لمبی ٹوپی جو عرب میں پہنی جاتی ہے۔ وہ لباس جس کا کچھ حصہ ٹوپی کی جگہ کا کام دے یعنی وہ کوٹ جس میں ٹوپی ساتھ لگی ہوئی ہوتی ہے۔

وَتَنَاوَلَ عُمَرُ ﷺ يَدَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ ﷺ فَقَدَّمَهُ (أَیْ لِلْإِمَامَةِ) فَمَنْ يَلِیْ عُمَرَ فَقَدْ رَأَى الَّذِیْ أَرٰی وَأَمَّا نَوَاحِی الْمَسْجِدِ فَإِنَّهُمْ لَايَدْرُوْنَ غَيْرَ أَنَّهُمْ قَدْ فَقَدُوْا صَوْتَ عُمَرَ، وَهُمْ يَقُوْلُوْنَ سُبْحَانَ اللهِ سُبْحَانَ اللهِ فَصَلّٰی بِهِمْ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ صَلَاةً خَفِيْفَةً فَلَمَّا انْصَرَفُوْا قَالَ عُمَرُ: يَاابْنَ عَبَّاسٍ! اُنْظُرْ مَنْ قَتَلَنِیْ؟ قَالَ فَجَالَ (ابنُ عباسٍ) سَاعَةً ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: غُلَامُ الْمُغِيْرَةِ قَالَ الصَّنَعُ؟ قَالَ نَعَمْ. قَالَ قَاتَلَهُ اللهُ لَقَدْ أَمَرْتُ بِهٖ مَعْرُوْفًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ يَجْعَلْ مِيْتَتِیْ بِيَدِ رَجُلٍ يَدَّعِی الْإِسْلَامَ، قَدْ كُنْتَ أَنْتَ وَأَبُوْكَ تُحِبَّانِ أَنْ تُكْثِرَ الْعُلُوْجَ بِالْمَدِيْنَةِ. وَكَانَ الْعَبَّاسُ أَكْثَرَهُمْ رَقِيْقًا.

حضرت عمر ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر (نماز پڑھانے کیلئے) انہیں آگے بڑھادیا (عمرو بن میمون نے بیان کیا کہ) جولوگ حضرت عمر ﷺ کے قریب تھے

انہوں نے وہ صورت حال دیکھی جو میں دیکھ رہا تھا لیکن جو لوگ مسجد کے کنارے پر تھے (پیچھے کی صفوں میں) تو انہیں کچھ معلوم نہ ہوسکا، سوائے اسکے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی آواز (نماز میں) انہوں نے گم پائی (نہیں سنی) تو وہ (حیرت و تعجب کی وجہ سے) کہنے لگے سبحان اللہ، سبحان اللہ! آخر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو بہت ہلکی نماز پڑھائی پھر جب لوگ (نماز سے فارغ ہوکر) واپس ہونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ابن عباس! دیکھو مجھے کس نے زخمی کیا؟ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے تھوڑی دیر گھوم پھر کر دیکھا اور واپس آکر جواب دیا مغیرہ رضی اللہ عنہ کے غلام (ابولؤلؤ (۱)) نے آپ کو زخمی کیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا، وہی جو کاریگر ہے؟ جواب دیا جی ہاں! اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا اسے برباد کرے میں نے تو اسے اچھی بات کہی تھی (یعنی اسکو چکی بنانے کا کہا تھا تا کہ اس کو آمدنی ہو اسکا اس نے یہ بدلہ دیا) تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھوں نہیں مقدر کی جو اسلام کا مدعی ہو تم اور تمہارے والد (عباس رضی اللہ عنہ) اس کے بہت خواہشمند تھے کہ عجمی غلام مدینے میں زیادہ سے زیادہ لائے جائیں، اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے پاس غلام بہت تھے۔

أري: رأی (ف) رَأْيًا، رُؤيَۃً بصارت یا بصیرت کے ساتھ دیکھنا۔ رأیًا پھیپھڑے پر مارنا، آگ نکالنا (تفعیل) ترئیۃً خلاف حقیقت دکھانا (إفعال) إراءً دکھانا (استفعال) استراءً یا دیدار کی خواہش کرنا۔ الصنع: ماہر۔ صَنَع (ف) صُنْعًا بنانا، صَنِيعًا برائی کرنا (تفعیل) تصنیعًا کاریگری سے خوبصورت بنانا (إفعال) إصناعًا سکھنا، دوسرے کو مدد دینا (افتعال) اصطناعًا تیار کرنے کا حکم دینا۔

فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِنْ شِئْتَ فَعَلْتُ (أَيْ إِنْ شِئْتَ قَتَلْنَا) قَالَ كَذَبْتَ بَعْدَ مَا تَكَلَّمُوا بِلِسَانِكُمْ وَصَلُّوا قِبْلَتَكُمْ وَحَجُّوا حَجَّكُمْ

(۱) یہ رومی نصرانی غلام تھا جو مختلف چیزیں بنانے کا کاریگر تھا اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے آقا (حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ) کی شکایت کی کہ وہ مجھ سے بہت زیادہ خراج وصول کرتے ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مقدار پوچھی تو اس نے بتلا دی، اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم کاریگر آدمی ہو تمہارے ہاتھ میں اللہ نے ہنر رکھا ہے، ہنر کے مقابلہ میں یہ خراج زیادہ نہیں ہے (خراج اس رقم کو کہتے ہیں جو مولیٰ اپنے غلام پر مقرر کردے کہ روزانہ محنت مزدوری کر کے شام کو اتنی رقم مجھے دیا کرو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سن کر وہ خاموش ہوگیا اسکی ایک مرتبہ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا کہ مجھے ایک چکی بنا کر دو اس نے کہا کہ ایسی چکی بنا کر دوں گا کہ مشرق و مغرب اس کو یاد رکھے گا، یہ آپ کے قتل کی طرف اشارہ تھا، ایسا کام کروں گا کہ مشرق و مغرب اس کو یاد رکھے گا، پھر یہ شخص قتل کرنے میں کامیاب بھی ہوگیا۔

فَاحْتُمِلَ إِلٰی بَیْتِهٖ ﷺ فَانْطَلَقْنَا مَعَهٗ،قَالَ:. وَکَأَنَّ النَّاسَ لَمْ تُصِبْهُمْ مُصِیْبَةٌ قَبْلَ یَوْمَئِذٍ فَقَائِلٌ یَقُوْلُ: لَابَأْسَ. وَقَائِلٌ یَقُوْلُ: أَخَافُ عَلَیْهِ. فَأُتِیَ بِنَبِیْذٍ فَشَرِبَهٗ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ ثُمَّ أُتِیَ بِلَبَنٍ فَشَرِبَ فَخَرَجَ مِنْ جَوْفِهٖ فَعَرَفُوْا أَنَّهٗ مَیِّتٌ. فَدَخَلْنَا عَلَیْهِ وَجَاءَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا یُثْنُوْنَ عَلَیْهِ ،وَجَاءَ رَجُلٌ شَابٌّ فَقَالَ:. . . أَبْشِرْ یَا أَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ! بِبُشْرٰی اللهِ ،لَکَ مِنْ صُحْبَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقِدَمٍ فِی الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ، ثُمَّ وُلِّیْتَ فَعَدَلْتَ ثُمَّ شَهَادَةٌ.

اس پر ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا اگر آپ فرمائیں تو ہم یہ بھی کر گزریں، مقصد یہ تھا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم (مدینہ میں مقیم عجمی غلاموں کو) قتل کر ڈالیں ،حضرت عمر ﷜ نے فرمایا یہ انتہائی غلط فکر ہے خصوصاً جبکہ تمہاری زبان میں گفتگو کرتے ہیں تمہارے قبلہ کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرتے ہیں اور تمہاری طرح حج ادا کرتے ہیں (یعنی جب وہ مسلمان ہو گئے ہیں پھر ان کا قتل کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟) پھر حضرت عمر ﷜ کو اٹھا کر ان کے گھر لایا گیا اور ہم بھی آپکے ساتھ ساتھ آئے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے لوگوں پر کبھی اس سے پہلے اتنی بڑی مصیبت آئی ہی نہیں تھی (حضرت عمر ﷜ کے زندہ بچ جانے کے متعلق لوگوں کی رائے بھی مختلف تھی) بعض تو یہ کہتے رہے کہ کچھ نہیں ہوگا (اچھے ہو جائیں گے) بعض یہ کہتے رہے کہ آپ کی زندگی خطرہ میں ہے اس کے بعد کھجور کا پانی لایا گیا آپ نے اسے نوش فرمایا تو وہ آپکے پیٹ سے باہر نکل آیا پھر دودھ لایا گیا اسے بھی جونہی آپ نے پیا زخم کے راستے وہ بھی باہر نکل آیا، اب لوگوں کو یقین ہو گیا کہ آپ کی شہادت یقینی ہے پھر ہم اندر گئے اور لوگ آپکی تعریف و توصیف کرنے لگے اتنے میں ایک نوجوان اندر آیا اور کہنے لگا: اے امیر المومنین! آپکو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوشخبری ہو کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی، ابتداء میں اسلام لانے کا شرف حاصل کیا جو آپ کو معلوم ہے پھر آپ والی بنائے گئے اور عدل و انصاف سے حکومت کی اور پھر شہادت پائی۔

قَالَ وَدِدْتُ أَنَّ ذٰلِکَ کَانَ کِفَافًا لَاعَلَیَّ وَلَا لِیْ،فَلَمَّا أَدْبَرَ إِذَا إِزَارُهٗ یَمَسُّ الْأَرْضَ فَقَالَ: رُدُّوْا عَلَیَّ الْغُلَامَ. فَقَالَ یَا ابْنَ أَخِیْ! اِرْفَعْ ثَوْبَکَ فَإِنَّهٗ أَنْقٰی لِثَوْبِکَ،وَأَتْقٰی لِرَبِّکَ. . . یَاعَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ! اُنْظُرْ مَاعَلَیَّ مِنَ الدَّیْنِ؟ فَحَسَبُوْهُ فَوَجَدُوْهُ سِتَّةً وَّثَمَانِیْنَ أَلْفًا أَوْ نَحْوَهٗ، قَالَ إِنْ وَفٰی لَهٗ مَالُ آلِ عُمَرَ فَأَدِّهٖ مِنْ أَمْوَالِهِمْ،وَإِلَّا فَسَلْ فِیْ بَنِیْ عَدِیِّ بْنِ کَعْبٍ فَإِنْ لَمْ تَفِ

أَمْوَالُهُمْ فَسَلْ فِيْ قُرَيْشٍ، وَلَا تَعْدُهُمْ إِلٰى غَيْرِهِمْ فَأَدِّ عَنِّيْ هٰذَا الْمَالَ. اِنْطَلِقْ إِلٰى عَائِشَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقُلْ يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ السَّلَامَ، وَلَا تَقُلْ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فَإِنِّيْ لَسْتُ الْيَوْمَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ أَمِيْرًا وَقُلْ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تو اس پر بھی خوش تھا کہ ان باتوں کی وجہ سے برابر سرابر معاملہ ختم ہو جاتا نہ عقاب ہوتا اور نہ ثواب (یہ وہ فاروق رضی اللہ عنہ تمنا کر رہے ہیں جو اپنے کانوں سے **عمر فی الجنة** سن چکے ہیں، عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں سے ایک، جنت میں محل کی خوشخبری بھی سن چکے ہیں) جب وہ نوجوان جانے لگا تو اس کا تہبند (ازار) زمین کو چھو رہا تھا (لٹک رہا تھا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نوجوان کو میرے پاس واپس بلالاؤ (جب وہ آئے تو) آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے میرے بھتیجے! یہ اپنا کپڑا (زمین سے) اٹھائے رکھو اس سے تمہارا کپڑا زیادہ دنوں تک بھی چلے گا اور تمہارے رب سے تقویٰ کا باعث بھی ہے۔ اے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دیکھو مجھ پر کتنا قرض ہے؟ جب لوگوں نے آپ پر قرض شمار کیا تو تقریباً چھیاسی ہزار نکلا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو اسکے مال سے اس کی ادائیگی کرنا ورنہ پھر بنی عدی بن کعب سے کہنا اگر ان کے مال سے ادائیگی نہ ہو سکے تو قریش سے کہنا، ان کے سوا اور کسی سے امداد طلب نہ کرنا اور میری طرف سے اس قرض کی ادائیگی کر دینا (اچھا اب) ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں جاؤ اور ان سے عرض کرو کہ عمر نے آپ کی خدمت میں سلام عرض کیا ہے (میرے نام کے ساتھ) امیر المومنین نہ کہنا کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں رہا ہوں اور ان سے عرض کرنا کہ عمر بن خطاب نے آپ سے اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے۔

<u>کفافا</u>: کمی وزیادتی کے بغیر بقدر حاجت، گزارہ کے لائق اور لوگوں سے مستغنی کرنے والی روزی۔ کفف (ن) کفّا بہت بھرنا، سوال کرنے سے رکنا (تفعل) تکففا مانگنے کیلئے ہاتھ پھیلانا۔ <u>لا تعدهم</u>: عدو (تفعیل) تعدیۂ بصلہ [الی] کسی چیز کو کہیں تک لے جانا، چھوڑنا، (س) عدا البغض رکھنا، ظلم کرنا چھوڑ دینا (إفعال) إعداءً امداد کرنا۔

قَالَ فَسَلَّمَ فَاسْتَأْذَنَ ثُمَّ دَخَلَ عَلَيْهَا فَوَجَدَهَا قَاعِدَةً تَبْكِيْ فَقَالَ: يَقْرَأُ عَلَيْكِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ السَّلَامَ، وَيَسْتَأْذِنُ أَنْ يُدْفَنَ مَعَ صَاحِبَيْهِ فَقَالَتْ

كُنْتُ أُرِيدُهُ لِنَفْسِيْ وَلَأُوْثِرَنَّ بِهِ الْيَوْمَ عَلٰى نَفْسِيْ. فَلَمَّا أَقْبَلَ قِيْلَ هٰذَا عَبْدُاللهِ بْنُ عُمَرَ قَدْ جَاءَ. فَقَالَ: اِرْفَعُوْنِيْ فَأَسْنَدَهُ رَجُلٌ إِلَيْهِ. فَقَالَ: مَالَدَيْكَ؟ قَالَ الَّذِيْ تُحِبُّ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ، قَدْأُذِنَتْ. فَقَالَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، مَاكَانَ شَيْئٌ أَهَمَّ إِلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ، فَإِذَا أَنَا قُبِضْتُ فَاحْمِلُوْنِيْ ثُمَّ سَلِّمْ فَقُلْ:. يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ فَإِنْ أَذِنَتْ لِيْ فَأَدْخِلُوْنِيْ، وَإِنْ رَدَّتْنِيْ فَرُدُّوْنِيْ إِلٰى مَقَابِرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَجَاءَتْ أُمُّ الْمُؤْمِنِيْنَ حَفْصَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا وَالنِّسَاءُ تَسِيْرُ مَعَهَا،فَلَمَّا رَأَيْنَاهَا قُمْنَا فَوَلَجَتْ عَلَيْهِ ،فَبَكَتْ عِنْدَهُ سَاعَةً وَاسْتَأْذَنَ الرِّجَالُ فَوَلَجَتْ دَاخِلًا لَهُمْ فَسَمِعْنَا بُكَاءَ هَا مِنَ الدَّاخِلِ ،فَقَالُوْا:... أَوْصِ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِسْتَخْلِفْ.

راوی کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ عنہما نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوکر) سلام کہا اور اجازت لیکر اندر داخل ہوئے، دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا رو رہی ہیں عرض کیا عمر بن خطاب ﷛ نے آپ کو سلام کہا ہے اور اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ دفن ہونے کی اجازت چاہی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں نے اس جگہ کو اپنے لئے منتخب کر رکھا تھا لیکن آج میں انہیں اپنے آپ پر ترجیح دوں گی۔ جب ابن عمر ﷛ واپس آئے تو لوگوں نے بتایا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آگئے ہیں حضرت عمر ﷛ نے فرمایا مجھے اٹھاؤ ایک صاحب نے سہارا دیکر آپ کو اٹھایا، آپ نے دریافت فرمایا کیا خبر لائے ہو؟ عرض کیا اے امیر المؤمنین! جو آپکی تمنا تھی، آپکو اجازت مل گئی ہے حضرت عمر ﷛ نے فرمایا الحمدللہ، اس سے اہم چیز اب میرے لئے کوئی نہیں رہ گئی تھی۔ جب میری وفات ہو چکے اور مجھے اٹھا کر (دفن کیلئے) لے چلو تو پھر (دوبارہ) میرا سلام ان (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) سے کہنا اور عرض کرنا کہ عمر بن خطاب ﷛ نے آپ سے اجازت چاہی ہے اگر وہ میرے لئے اجازت دے دیں تب تو مجھے وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا آئیں انکے ساتھ کچھ دوسری خواتین بھی تھیں جب ہم نے انہیں دیکھا تو ہم اٹھ گئے، آپ رضی اللہ عنہا حضرت عمر ﷛ کے قریب آئیں اور وہاں تھوڑی دیر تک آنسو بہاتی رہیں پھر جب مردوں نے اندر آنے کی اجازت چاہی تو انکے اندر آنے کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہا مکان کے اندرونی حصہ میں چلی گئیں اور ہم نے اندر سے انکے رونے کی آواز سنی پھر لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین ﷛ خلافت کے متعلق کوئی وصیت کر دیجئے۔

لأوثرن: أثر (إفعال) إيثارًا فضيلت دينا، چننا (ن ض) أثرًا نقل كرنا، اكرام و تعظيم كرنا (س) أثرًا پورے انہاک سے مشغول ہونا، پکا ارادہ کرنا (تفعیل) تأثیرًا اثر انداز ہونا۔

قَالَ مَا أَجِدُ أَحَقَّ بِهٰذَا الْأَمْرِ مِنْ هٰؤُلَآءِ النَّفَرِ أَوِ الرَّهْطِ الَّذِيْنَ تَوَفّٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ وَهُوَ عَنْهُمْ رَاضٍ. فَسَمّٰى عَلِيًّا وَعُثْمَانَ وَ الزُّبَيْرَ وَطَلْحَةَ وَسَعْدًا وَعَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ عَوْفٍ ؓ وَقَالَ: . يَشْهَدُكُمْ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَلَيْسَ لَهُ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ (كَهَيْئَةِ التَّعْزِيَةِ لَهُ) فَإِنْ أَصَابَتِ الْإِمْرَةُ سَعْدًا فَهُوَ ذَاكَ، وَإِلَّا فَلْيَسْتَعِنْ بِهٖ أَيُّكُمْ مَا أُمِّرَ، فَإِنِّيْ لَمْ أَعْزِلْهُ مِنْ عَجْزٍ وَلَا خِيَانَةٍ. وَقَالَ أُوْصِيْ الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِالْمُهَاجِرِيْنَ الْأَوَّلِيْنَ أَنْ يَعْرِفَ لَهُمْ حَقَّهُمْ وَيَحْفَظَ لَهُمْ حُرْمَتَهُمْ وَأُوْصِيْهِ بِالْأَنْصَارِ خَيْرًا. الَّذِيْنَ تَبَوَّءُوْا الدَّارَ وَالْإِيْمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ. أَنْ يَقْبَلَ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَأَنْ يُعْفٰى عَنْ مُسِيْئِهِمْ وَأُوْصِيْهِ بِأَهْلِ الْأَمْصَارِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ رِدْءُ الْإِسْلَامِ وَجِبَاةُ الْمَالِ وَغَيْظُ الْعَدُوِّ، وَأَنْ لَا يُؤْخَذَ مِنْهُمْ إِلَّا فَضْلُهُمْ عَنْ رِضَاهُمْ، وَأُوْصِيْهِ بِالْأَعْرَابِ خَيْرًا فَإِنَّهُمْ أَصْلُ الْعَرَبِ وَمَادَّةُ الْإِسْلَامِ أَنْ يُؤْخَذَ مِنْ حَوَاشِيْ أَمْوَالِهِمْ وَتُرَدَّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ، وَأُوْصِيْهِ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهٖ ﷺ أَنْ يُوَفّٰى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ وَأَنْ يُقَاتِلَ مِنْ وَرَائِهِمْ وَلَا يُكَلَّفُوْا إِلَّا طَاقَتَهُمْ

فرمایا: خلافت کا میں ان حضرات سے زیادہ اور کسی کو مستحق نہیں سمجھتا جن سے آپ ﷺ اپنی وفات تک راضی اور خوش تھے، پھر آپ نے علی، عثمان، زبیر، طلحہ، سعد اور عبد الرحمٰن بن عوف ؓ کا نام لیا اور یہ بھی فرمایا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی تمہارے پاس موجود رہیں گے لیکن خلافت سے انہیں کوئی سروکار نہیں ہوگا (جیسے آپ نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کی تسکین کیلئے یہ فرمایا ہو، اس لئے ایسا فرمایا ہو سکتا ہے ان کو تکلیف ہو کہ میرے والد خلیفہ تھے لیکن بعد میں خلافت کے معاملات میں مجھ سے پوچھا تک نہیں گیا) پھر اگر خلافت سعد ؓ کو مل جائے تو وہ اس کے اہل ہیں اور اگر وہ امیر نہ ہوسکیں تو جو شخص بھی خلیفہ بنایا جائے وہ اپنے زمانہ خلافت میں ان کا تعاون حاصل کرتا رہے کیونکہ میں نے انہیں (کوفہ کی گورنری سے) نااہلی یا کسی خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ حضرت عمر ؓ نے فرمایا میں اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کو مہاجرین اولین کے بارے میں وصیت کرتا ہوں کہ وہ انکے حقوق کو پہچانے اور ان کے احترام و عزت کو ملحوظ رکھے، میں خلیفہ کو مزید وصیت کرتا ہوں کہ وہ انصار کے ساتھ جو دار الہجرت اور دار الایمان (مدینہ منورہ) میں (رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری

سے پہلے سے) مقیم ہیں بہتر معاملہ کرے (خلیفہ کو چاہئے) کہ وہ ان کے نیکوں کو نوازے اور ان کے بروں کو معاف کر دیا کرے ۔ میں خلیفہ کو مزید وصیت کرتا ہوں کہ شہری آبادی کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرے کہ یہ لوگ اسلام کی مدد، مال جمع کرنے کا ذریعہ اور (اسلام کے) دشمنوں کیلئے ایک مصیبت ہیں اور یہ کہ ان سے وہی وصول کیا جائے جو ان کے پاس فاضل ہو اور انکی خوشی سے لیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو دیہاتیوں کے ساتھ بھی اچھا معاملہ کرنے کی وصیت کرتا ہوں کہ وہ اصل عرب ہیں اور اسلام کی جڑ ہیں مزید یہ کہ ان سے ان کا بچا کھچا مال وصول کیا جائے اور انہی کے محتاجوں میں تقسیم کر دیا جائے اور میں ہونے والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے عہد کی نگہداشت کی (جو اسلامی حکومت کے تحت غیر مسلموں سے کیا ہے) وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کئے گئے عہد کو پورا کیا جائے انکی حفاظت کے لئے جنگ کی جائے اور ان کی حیثیت سے زیادہ ان پر بوجھ نہ ڈالا جائے۔

الرھط :[اسم جمع] آدمی کی قوم اور قبیلہ، تین سے دس تک کا گروہ جس میں کوئی عورت نہ ہو [جمع] أرْھُطٌ ، أرْھاط [جج] أراھیط ۔تبوء وا :بوأ (تفعّل) تبوّءًا اقامت کرنا (ن) بَوْءًا لوٹنا، اقرار کرنا (إفعال) إباءً ابھاگنا، اقامت کرنا (تفعیل) تبوئۃً اترنا ۔ردأ: (بکسر الراء) مددگار، مدد [جمع] أرْداءٌ ۔ردء (ف) رَدْءًا مدد کرنا، ٹیک لگانا ۔ (ک) رداءۃً ردی ہونا (إفعال) إرداءً برا کام کرنا ۔جباۃ :جبی (ن) جَبًا (ض) جِبَایۃً جمع کرنا (افتعال) اجتباءً پسند کرنا، چن لینا (تفعیل) تجبیۃً سجدہ کے وقت ہاتھوں کو گھٹنے یا زمین پر رکھنا۔

فَلَمَّا قُبِضَ خَرَجْنَا بِهِ فَانْطَلَقْنَا نَمْشِيْ فَسَلَّمَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ: قَالَ يَسْتَأْذِنُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ، قَالَتْ (أَيْ عَائِشَةُ) أَدْخِلُوْهُ فَأُدْخِلَ. فَوُضِعَ هُنَالِكَ مَعَ صَاحِبَيْهِ، فَلَمَّا فُرِغَ مِنْ دَفْنِهِ اجْتَمَعَ هٰؤُلَاءِ الرَّهْطُ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: اِجْعَلُوْا أَمْرَكُمْ إِلٰى ثَلَاثَةٍ مِّنْكُمْ. قَالَ الزُّبَيْرُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَلِيٍّ وَقَالَ طَلْحَةُ: قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عُثْمَانَ. وَقَالَ سَعْدٌ قَدْ جَعَلْتُ أَمْرِيْ إِلٰى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ. فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَيُّكُمَا تَبَرَّأَ مِنْ هٰذَا الْأَمْرِ فَنَجْعَلُهُ إِلَيْهِ. وَاللّٰهُ عَلَيْهِ وَالْإِسْلَامُ لَيَنْظُرَنَّ أَفْضَلَهُمْ فِيْ نَفْسِهِ. فَأُسْكِتَ الشَّيْخَانِ، فَقَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ: أَفَتَجْعَلُوْنَهُ إِلَيَّ؟ وَاللّٰهُ عَلَيَّ أَنْ لَّا آلُوَ عَنْ أَفْضَلِكُمْ. قَالَا: نَعَمْ. فَأَخَذَ بِيَدِ أَحَدِهِمَا فَقَالَ: لَكَ قَرَابَةٌ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَالْقِدَمُ فِي الْإِسْلَامِ مَا قَدْ عَلِمْتَ فَاللّٰهُ عَلَيْكَ لَئِنْ أَمَّرْتُكَ لَتَعْدِلَنَّ وَلَئِنْ أَمَّرْتُ عُثْمَانَ

لَتَسْمَعَنَّ وَلَتُطِيعَنَّ ثُمَّ خَلَا بِالْآخَرِ فَقَالَ لَهُ مِثْلَ ذٰلِكَ فَلَمَّا أَخَذَ الْمِيْثَاقَ قَالَ: اِرْفَعْ يَدَكَ يَا عُثْمَانُ! فَبَايَعَهُ فَبَايَعَ لَهُ عَلِيٌّ ﷺ وَوَلَجَ أَهْلُ الدَّارِ فَبَايَعُوْهُ.

جب حضرت عمر ﷺ کی وفات ہوگئی تو ہم وہاں سے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف دفن کیلئے) آئے، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو) سلام کیا اور عرض کیا کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ نے اجازت چاہی ہے، ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ان کو داخل کردیں (یہیں دفن کیا جائے) چنانچہ وہیں داخل کیے گئے (دفن ہوئے) اور (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہی حجرہ میں) اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ آرام فرما ہیں۔ پھر جب تمام حضرات دفن سے فارغ ہو چکے تو وہ جماعت (جن میں سے کسی ایک کو خلیفہ منتخب ہونا تھا) جمع ہوئی، حضرت عبدالرحمٰن ﷺ نے فرمایا تمہیں اپنا معاملہ اپنے ہی میں سے تین آدمیوں کے سپرد کردینا چاہئے اس پر حضرت زبیر ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ حضرت علی ﷺ کے سپرد کیا، طلحہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ حضرت عثمان ﷺ کے سپرد کردیا، اور حضرت سعد ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اپنا معاملہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ کے سپرد کردیا اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ نے (حضرت عثمان ﷺ اور حضرت علی ﷺ کو مخاطب کرکے) فرمایا کہ آپ حضرات میں سے جو بھی خلافت سے اپنی برأت ظاہر کریگا ہم یہ معاملہ اسی کے سپرد کردیں گے۔ اللہ اور اسلام اس کے نگران ونگہبان ہونگے (اس لئے) ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ اس کے خیال میں کون افضل ہے؟ اس پر حضرات شیخین ﷺ خاموش ہو گئے تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ﷺ نے فرمایا کیا آپ حضرات ﷺ انتخاب کی ذمہ داری مجھ پر ڈالتے ہیں؟ خدا گواہ ہے کہ میں آپ حضرات میں سے اسی کو منتخب کروں گا جو سب سے افضل ہوگا، ان حضرات نے فرمایا: جی ہاں (اور معاملہ ان کے سپرد کردیا) پھر آپ نے ان حضرات (عثمان ﷺ وعلی ﷺ) میں سے ایک کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ آپ کی آپ ﷺ سے قرابت بھی ہے اور ابتدا میں اسلام لانے کا شرف بھی، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ اللہ آپ کا نگران ہے کہ اگر میں آپ کو خلیفہ بنادوں تو کیا آپ عدل وانصاف سے کام لیں گے؟ اور اگر عثمان ﷺ کو بنادوں تو کیا ان کے احکام کو سنیں گے اور ان کی اطاعت کریں گے؟ اس کے بعد دوسرے صاحب کو تنہائی میں لے گئے اور ان سے بھی یہی کہا اور جب ان سے وعدہ لے لیا تو فرمایا اے عثمان! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے! چنانچہ آپ نے ان سے بیعت کی اور علی ﷺ نے بھی ان سے بیعت کی پھر اہل

مدینہ آئے اور سب نے بیعت کی۔

آلــو: اَلْو(ن) اُلُوّا، اُلُوّا(افتعال) ایتلاءً اکوتاہی کرنا، سستی دکھلانا(إفعال) إیلاءً (تفعّل) تألیًا قسم کھانا۔ فبایعوہ: بیع (مفاعلہ) مبایعۃً بیعت کرنا، باہم معاہدہ کرنا (ض) بَیْعًا بیچنا خریدنا (انفعال) انبیاعًا رائج ہونا۔

☆☆☆☆☆☆☆

أَخْلَاقُ الْمُؤْمِن (للحسن البصری(۱))

هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ أَهْلَكَ النَّاسَ الْأَمَانِيُّ، قَوْلٌ بِلَا عَمَلٍ، وَمَعْرِفَةٌ بِغَيْرِ صَبْرٍ، وَإِيْمَانٌ بِلَا يَقِيْنٍ، مَالِيْ أَرٰى رِجَالًا وَلَا عُقُوْلًا، وَأَسْمَعُ حَسِيْسًا وَلَا أَرٰى أَنِيْسًا، دَخَلَ الْقَوْمُ وَاللهِ ثُمَّ خَرَجُوْا، وَعَرَفُوْا ثُمَّ أَنْكَرُوْا، وَحَرَّمُوْا ثُمَّ اسْتَحَلُّوْا، إِنَّمَا دِيْنُ أَحَدِكُمْ لَعْقَةٌ عَلٰى لِسَانِهٖ، إِذَا سُئِلَ أَمُؤْمِنٌ أَنْتَ بِيَوْمِ الْحِسَابِ؟ قَالَ: نَعَمْ!

(اچھے اخلاق) بہت ہی بعید اور بہت ہی بعید ہو گئے، آرزوؤں نے لوگوں کو ہلاک کر ڈالا، قول بغیر عمل کے، معرفت بغیر صبر کے، ایمان بغیر یقین کے ہے، مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں لوگوں تو دیکھتا ہوں لیکن عقلوں کو نہیں دیکھتا؟ (لوگ تو نظر آتے ہیں لیکن عقلیں نظر نہیں آتی) اور میں ہلکی آواز تو سنتا ہوں لیکن کوئی انس کرنے والا نظر نہیں آتا۔ خدا کی قسم! قوم داخل ہوئی پھر نکل گئی، پہچاننے کے بعد انکار کر دیا اور حرام کرنے کے بعد حلال جانا، یقیناً تم میں سے ہر ایک شخص کا دین اس کی زبان پر چاٹی جانے والی چیز کی مانند ہے، جب کسی سے پوچھا جاتا ہے کیا تو قیامت پر ایمان رکھتا ہے؟ تو جواب میں کہے گا: جی ہاں۔

ھیھات: [اسم فعل] دور ہوا اس میں چند لغات اور ہیں أَیْهَات، أَیْهَان، هَیْهَان حرف آخر پر تینوں حرکتیں ہیں، یہ معرب بھی ہے اور مبنی بھی۔ الأمانی: [مفرد] الأُمْنِيَّة

(۱) ابو سعید الحسن ابن ابی الحسن یسار البصری، انکا شمار تابعین کے سردار اور مشائخ میں سے ہے، علم، زہد، تقوی اور عبادت کے جامع تھے۔ آپکے والد، زید بن ثابت انصاری صحابی ﷺ کے غلام تھے آپکی والدہ خیرہ نبی کریم ﷺ کی اہلیہ محترمہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی باندی تھیں۔ بعض اوقات ایسا ہو جاتا تھا کہ آپکی والدہ محترمہ گھر کے کام کاج کی وجہ سے باہر چلی جاتیں آپ شیر خوار تھے آپکے رونے پر ام المؤمنین رضی اللہ عنہا ان کو اپنا پستان دیدیتیں جب آپکی والدہ واپس آجاتیں تو آپ کو ان کے حوالہ کر دیتیں اور پھر وہ آپ کو اپنا دودھ پلاتیں، عین ممکن ہے کہ پروردگار نے انہیں اسی کی برکت کی وجہ سے علم و حکمت، ذکاوت و ذہانت، فصاحت و بلاغت سے نوازا ہو۔ کیونکہ ابو عمر بن علاء کہتے ہیں: میں نے حسن بصریؒ اور حجاج بن یوسف سے زیادہ فصیح کسی کو نہیں دیکھا اس پر ان سے کسی نے سوال کیا کہ ان میں سے زیادہ فصیح کون ہے؟ ابن علاءؒ نے فرمایا: حسنؒ۔ حضرت عمر بن خطاب ﷺ کی شہادت سے دو سال قبل دوران خلافت مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، بعض حضرات کا کہنا یہ ہے کہ رق میں پیدا ہوئے اور بصرہ میں رجب ۱۱۰ھ میں وفات پائی۔

آرزو، مطلوب۔ منی (ض) مَنْیًا مقدر کرنا، آزمائش کرنا (تفعیل) تمنیۃً آرزو دلانا، (إفعال) إمناءً ابہانا، منی گرانا (افتعال) امتناءً اجھوٹ گھڑنا۔ حسیسا: آہستہ آواز، حرکت۔ حسس (ض، س) حِسًّا نرم دل ہونا، یقین کرنا (ن) حسًّا قتل کرنا، جلانا (ض) حسًّا (إفعال) إحساسًا معلوم کرنا۔ لعقة: چاٹنے کے قابل اشیاء میں سے تھوڑا سا چمچہ یا انگلی میں جتنا آئے۔ لعق (س) لَعْقًا، لُعْقَۃً، زبان یا انگلی سے چاٹنا (إفعال) إلعاقًا (تفعیل) تلعیقًا چٹانا۔

كَذَبَ وَمَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ، إِنَّ مِنْ أَخْلَاقِ الْمُؤْمِنِ قُوَّةً فِيْ دِيْنٍ، وَحَزْمًا فِيْ لِيْنٍ، وَإِيْمَانًا فِيْ يَقِيْنٍ، وَعِلْمًا فِيْ حِلْمٍ، وَحِلْمًا بِعِلْمٍ، وَكَيْسًا فِيْ رِفْقٍ، وَتَجَمُّلًا فِيْ فَاقَةٍ، وَقَصْدًا فِيْ غِنًى، وَشَفَقَةً فِيْ نَفَقَةٍ، وَرَحْمَةً لِمَجْهُوْدٍ، وَعَطَاءً فِي الْحُقُوْقِ، وَإِنْصَافًا فِي اسْتِقَامَةٍ ،

میں قیامت کے دن کے مالک کی قسم کھا کر کہتا ہوں اس نے جھوٹ بولا یقیناً دین کے اندر قوت، نرمی کے اندر ہوشیاری و دور اندیشی سے کام لینا، یقین میں ایمان، بردباری میں علم، علم میں بردباری، نرمی میں سمجھداری، مصیبت میں صبر کرنا، مالداری اور غنی میں ارادہ کرنا (صدقہ وغیرہ کرنا) خرچ کرنے میں مہربان ہونا، تھکے ہارے پر ترس کھانا، حقوق کی ادائیگی کرنا اور معتدل ہونے میں انصاف سے کام لینا (یہ سب) مومن کے اخلاق میں سے ہے۔

لین: نرم [جمع] لَیِّنُون، أَلْیِنَاء۔ لین (ض) لِیْنًا، لِیْنَۃً نرم ہونا (إفعال) إلانۃً نرم کرنا۔ کیسا: سمجھدار، دانا [جمع] أَکْیَاس۔ کیس (ض) کَیْسًا، کِیَاسۃً ذہین ہونا، زیرک ہونا (تفعیل) تکییسًا زیرک و ذہین بنانا۔

لَايَحِيْفُ عَلٰى مَنْ يُبْغِضُ، وَلَا يَأْثَمُ فِيْ مُسَاعَدَةِ مَنْ يُحِبُّ، وَلَا يَهْمِزُ، وَلَا يَغْمِزُ، وَلَا يَلْمِزُ، وَلَا يَلْغُوْ، وَلَا يَلْهُوْ، وَلَا يَلْعَبُ، وَلَا يَمْشِيْ بِالنَّمِيْمَةِ، وَلَا يَتْبَعُ مَالَيْسَ لَهُ، وَلَا يَجْحَدُ الْحَقَّ الَّذِيْ عَلَيْهِ ، وَلَا يَتَجَاوَزُ فِي الْعُذْرِ، وَلَا يَشْمُتُ بِالْفَجِيْعَةِ إِنْ حَلَّتْ بِغَيْرِهِ ، وَلَا يُسَرُّ بِالْمَعْصِيَةِ إِذَا نَزَلَتْ بِسِوَاهُ .

مومن بغض رکھنے والے پر ظلم نہیں کرتا، محبت کرنے والے کی مدد میں گناہ کا کام نہیں کرتا، پیٹھ پیچھے کسی کی غیبت نہیں کرتا، کسی پر طعن تشنیع نہیں کرتا، کسی پر عیب نہیں لگاتا، فضول کام نہیں کرتا، لہو ولعب میں مشغول نہیں ہوتا، چغل خوری نہیں کرتا، غیر متعلق کاموں کے پیچھے نہیں پڑتا، اپنے اوپر کسی کے حق کا انکار نہیں کرتا، عذر میں حد سے تجاوز نہیں کرتا، اگر کسی دوسرے پر مصیبت آجائے تو اس سے خوش نہیں ہوتا اور اگر کسی سے کوئی مصیبت و گناہ

سرزد ہو جائے تو مسرور نہیں ہوتا۔

لا یحیف: حیف (ض) حَیفًا ظلم کرنا (تفعّل) تحیّفًا کم کرنا۔ لا یھمز: ھمز (ن، ض) ھَمزًا پیٹھ پیچھے غیبت کرنا، دبانا، نچوڑنا۔ لا یغمز: غمز (ض) غَمزًا طعنہ دینا، ٹٹولنا، اشارہ کرنا (اِفعال) اِغمازًا شان گھٹانا، عیب لگانا (تفاعل) تغامزًا آنکھوں سے ایک دوسرے کو اشارہ کرنا۔ لا یلمز: لمز (ض، ن) لَمزًا عیب لگانا، آنکھ سے اشارہ کرنا (مفاعلہ) ملامزۃً اشارہ کنایہ سے گفتگو کرنا (تفعّل) تلمزًا اڈھونڈنا۔ النمیمۃ: چغلخوری، حرکت، لکھنے کی آواز [جمع] نمائم۔ نمّ (ن، ض) نمًّا چغلخوری کرنا، ظاہر ہونا، بھڑکانا۔ لا یجحد: جحد (ف) جَحدًا، جُحودًا باوجود علم کے انکار کرنا، جھٹلانا (س) جَحدًا کم ہونا، کما یقال [عام جحد] کم بارش والا سال۔ لا یشمت: شمت (س) شماتًا، شَماتۃً کسی کی مصیبت پر خوش ہونا (تفعیل) تشمیتًا یرحمک اللہ کہہ کر دعا کرنا (اِفعال) اِشماتًا خوش کرنا۔ الفجیعۃ: [جمع] فجائع مصیبت۔ فجع (ف) فَجعًا دردمند کرنا، مصیبت زدہ بنانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔

اَلْمُؤْمِنُ فِي الصَّلَاةِ خَاشِعٌ ، وَإِلَى الرُّكُوعِ مُسَارِعٌ ، قَوْلُهُ شِفَاءٌ ، وَصَبْرُهُ تُقًى ، وَسُكُوتُهُ فِكْرَةٌ ، وَنَظْرُهُ عِبْرَةٌ ، يُخَالِطُ الْعُلَمَاءَ لِيَعْلَمَ ، وَيَسْكُتُ بَيْنَهُمْ لِيَسْلَمَ ، وَيَتَكَلَّمُ لِيَغْنَمَ ، إِنْ أَحْسَنَ اِسْتَبْشَرَ ، وَإِنْ أَسَاءَ اِسْتَغْفَرَ ، وَإِنْ عَتَبَ اِسْتَعْتَبَ ، وَإِنْ سُفِهَ عَلَيْهِ حَلُمَ ، وَإِنْ ظُلِمَ صَبَرَ ، وَإِنْ جِيرَ عَلَيْهِ عَدَلَ ، لَا يَتَعَوَّذُ بِغَيْرِ اللهِ ، وَلَا يَسْتَعِينُ إِلَّا بِاللهِ ، وَقُورٌ فِي الْمَلَإِ شَكُورٌ فِي الْخَلَا ، قَانِعٌ بِالرِّزْقِ ، حَامِدٌ عَلَى الرَّخَاءِ ، صَابِرٌ عَلَى الْبَلَاءِ ، إِنْ جَلَسَ مَعَ الْغَافِلِيْنَ كُتِبَ مِنَ الذَّاكِرِيْنَ وَإِنْ جَلَسَ مَعَ الذَّاكِرِيْنَ كُتِبَ مِنَ الْمُسْتَغْفِرِيْنَ .

مومن نماز میں ڈرنے والا ہوتا ہے، رکوع میں جانے کے لئے سبقت کرتا ہے، اس کا قول شفا ہے، اس کا صبر پرہیز کرنا ہے، اس کا خاموش ہونا غور وفکر کرنا ہے، اس کا بھلائی کرنا سبق آموز ہے (یعنی اس کی بھلائی والی باتوں میں بہت بڑے سبق ہوتے ہیں) علماء کرام کے ساتھ ملنا جلنا رکھتا ہے تا کہ علم سیکھے اور ان کے درمیان خاموش رہتا ہے تا کہ ان کی بات تسلیم کرے، ان کے درمیان بولتا ہے تا کہ غنیمت حاصل کرے، اگر نیکی کرے تو خوش ہوتا ہے، اگر گناہ سرزد ہو جائے تو استغفار کرتا ہے، اگر (کسی فعل کی وجہ سے) کسی پر سرزنش کرتا ہے تو پھر اس کو رضامند کر دیتا ہے (اس کو خوش کر دیتا ہے)۔ کوئی شخص اس کو بیوقوفی پر برانگیختہ کرتا ہے تو بردباری اختیار کرتا ہے، اگر اس پر ظلم کیا جائے تو صبر کرتا ہے، اگر

کوئی اس کے ساتھ ناانصافی کرتا ہے تو وہ انصاف کرتا ہے، اللہ کے سوا کسی سے پناہ طلب نہیں کرتا اور اللہ کے سوا کسی سے مدد کا خواہاں نہیں ہوتا، قوم (کی جماعت) میں صاحبِ وقار ہوتا ہے، تنہائی میں (خلوت میں) اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا ہوتا ہے، اپنے رزق پر قناعت پسند ہوتا ہے، بھائی چارہ کی تعریف کرتا ہے، مصیبتوں میں صبر کرنے والا ہے، اگر غافل لوگوں کے ساتھ بیٹھے تو ذاکر لوگوں میں لکھا جائے اور اگر ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھے تو مغفرت چاہنے والوں میں لکھا جائے۔

عبرۃ: نصیحت، اصل، جو نظائر کا مرجع ہو۔ عبر (س) عَبْرًا عبرت حاصل کرنا، آنسو بہانا (ن) عُبُورًا طے کرنا (تفعیل) تعبیرًا خواب کی تعبیر بیان کرنا۔ استعتب: عتب (استفعال) استعتابًا رضامندی مانگنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۹ پر ہے۔

هٰكَذَا كَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ ﷺ اَلْأَوَّلُ فَالْأَوَّلُ، حَتّٰى لَحِقُوْا بِاللهِ عَزَّوَ جَلَّ، وَهٰكَذَا كَانَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ سَلَفِكُمُ الصَّالِحِ، وَإِنَّمَا غُيِّرَ بِكُمْ لَمَّا غَيَّرْتُمْ ثُمَّ تَلَا، إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ، وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ.

آپ ﷺ کے صحابہ کرام ؓ کی کیفیت بالکل اسی طرح تھی۔ جو پہلے تھے وہ پہلے تھے یہاں تک کہ وہ اللہ رب العزت سے جا ملے، اور اسی طرح آپ کے سلف صالحین رحمہم اللہ کی کیفیت و حالت تھی اور یہ جو حالت کی تبدیلی تمہارے ساتھ ہوئی ہے یہ اس وقت ہوتی ہے جب تم خود تبدیل ہو گئے ہو۔ پھر (حضرت حسن بصریؒ نے) یہ آیت تلاوت فرمائی: **إِنَّ اللهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ، وَإِذَا أَرَادَ اللهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ وَمَالَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّالٍ** (ترجمہ) واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی (اچھی) حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک کہ وہ لوگ خود اپنی حالت نہیں بدل دیتے اور جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر مصیبت ڈالنا تجویز کر لیتا ہے تو پھر اس کے ہٹنے کی کوئی صورت ہی نہیں (یعنی وہ واقع ہو ہی جاتی ہے) اور کوئی خدا کے سوا ان کا مددگار نہیں رہتا (حتیٰ کہ فرشتے بھی ان کی حفاظت نہیں کرتے)

☆☆☆☆☆☆☆☆

إِخْوَانُ الصَّفَاءِ (لابن المقفع(١))

فَبَيْنَمَا الْغُرَابُ فِيْ كَلَامِهٖ إِذْ أَقْبَلَ نَحْوَهُمْ ظَبْيٌ يَسْعٰى فَذُعِرَتْ مِنْهُ السُّلَحْفَاةُ فَغَاصَتْ فِي الْمَاءِ وَخَرَجَ الْجُرَذُ إِلٰى جُحْرِهٖ وَطَارَ الْغُرَابُ فَوَقَعَ عَلٰى شَجَرَةٍ . ثُمَّ إِنَّ الْغُرَابَ حَلَّقَ فِي السَّمَاءِ لِيَنْظُرَ هَلْ لِلظَّبْيِ طَالِبٌ ؟ فَنَظَرَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا فَنَادَى الْجُرَذَ وَالسُّلَحْفَاةَ ، وَخَرَجَا فَقَالَتِ السُّلَحْفَاةُ لِلظَّبْيِ : حِيْنَ رَأَتْهُ يَنْظُرُ إِلَى الْمَاءِ اِشْرَبْ إِنْ كَانَ بِكَ عَطَشٌ ،وَلَا تَخَفْ فَإِنَّهُ لَاخَوْفَ عَلَيْكَ . فَدَنَا الظَّبْيُ فَرَحَّبَتْ بِهِ السُّلَحْفَاةُ وَحَيَّتْهُ ، وَقَالَتْ لَهُ مِنْ أَيْنَ أَقْبَلْتَ قَالَ كُنْتُ أَسْنَحُ بِهٰذِهِ الصَّحَارٰى فَلَمْ تَزَلِ الْأَسَاوِرَةُ تَطْرُدُنِيْ مِنْ مَّكَانٍ إِلٰى مَكَانٍ ،حَتّٰى رَأَيْتُ الْيَوْمَ شَبَحًا ، فَخِفْتُ أَنْ يَّكُوْنَ قَانِصًا .قَالَتْ : لَاتَخَفْ فَإِنَّا لَمْ نَرَ هٰهُنَا قَانِصًا قَطُّ ،وَنَحْنُ نَبْذُلُ وُدَّنَا وَمَكَانَنَا،وَالسَّمَاءُ وَالْمَرْعٰى كَثِيْرَانِ عِنْدَنَافَارْغَبْ فِيْ صُحْبَتِنَا فَأَقَامَ الظَّبْيُ مَعَهُمْ وَكَانَ لَهُمْ عَرِيْشٌ يَّجْتَمِعُوْنَ فِيْهِ، وَيَتَذَاكَرُوْنَ الْأَحَادِيْثَ وَالْأَخْبَارَ .

مخلص بھائی

کوے کے کلام کے دوران اچانک ایک ہرن ان کی طرف دوڑتا ہوا آیا کچھوا دہشت زدہ ہوکر پانی میں کودگیا، چوہا اپنے بل کی طرف نکل گیااور کوا اڑکر درخت پر بیٹھ گیا، پھر کوے نے فضا میں ایک گول چکر لگایا تاکہ دیکھے کہ کیا ہرن کو چاہنے والا (پکڑنے والا) کوئی ہے کہ نہیں؟ اس نے دیکھا تو اس کو کوئی چیز نظر نہ آئی۔اس نے چوہے اور کچھوے کو پکارا تو وہ دونوں نکل آئے۔ کچھوے نے جب ہرن کو دیکھا کہ وہ پانی کی طرف دیکھ رہا ہے تو اس سے کہا اگر پیاس لگی ہے تو پی لیجئے اور ڈرو نہیں کیونکہ یہاں تم پر کوئی ڈر نہیں چنانچہ

(١) انکا پورا نام عبداللہ بن مقفع ہے یہ اصلاً فارسی ہیں مگر انکی پرورش عربی ماحول میں ہوئی اسلئے دونوں لغتوں میں کتابت کے ماہر تھے، بنوعباس کے زمانے میں اسلام لائے ، بنوامیہ کے زمانے میں انکو منشی مقرر کیا گیا اور خلیفہ منصور کے زمانے میں ۱۴۲ھ میں انکو قتل کیا گیا۔آپ ادب وانشاء میں اصول کی حیثیت رکھتے تھے،تصنیف کا ایسا طرز اختیار کرتے تھے جو انہی کا خاصہ تھا اور اس میں انکی پیروی بھی کی جاتی تھی ، یہ طرز آسان،طبیعت کے ساتھ چلنے والا ، معانی سے بھرپور، ہلکے الفاظ والا ہے، دل اور طبیعت کا اسمیں حصہ کم ہے سوائے ان مضامین کے جو انکے وجدان کی تعبیر اور انکے اخلاق کی تمثیل ہیں جیسے صداقت اور مروت۔ یہ شخص تخیلاتی دنیا میں باتیں گھڑنے کا ایسا ماہر تھا کہ اسکی گھڑی ہوئی باتوں میں اتنی صداقت لگتی تھی کہ آپ اس پر انکل پچو ہونے کا گمان تک نہیں کرسکیں گے اور نہ ہی یہ خیال آئیگا کہ یہ نقل ہے اور نہ آپ اسکو اصل سے علیحدہ کرسکیں گے،لیکن تخیلاتی ہونے کے ساتھ ساتھ غیر مضر اور ایسی سبق آموز ہوتی تھیں جس کی زندہ جاوید مثال آپ اخوان الصفا میں دیکھ رہے ہیں۔

ہرن قریب آیا کچھوے نے اسے سلام کیا اور خوش آمدید کہا اور اس سے پوچھا کہ آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں؟ ہرن نے کہا میں انہی صحراؤں (جنگلوں) میں چرتا تھا اور تیر مارنے والے مجھے ایک جگہ سے دوسری جگہ بھگاتے تھے یہانتک کہ آج بھی میں نے ایک شخص کو دیکھا تو میں ڈر گیا کہ یہ کوئی شکاری نہ ہو۔ کچھوے نے کہا بالکل خوفزدہ نہ ہوں کیونکہ ہم نے یہاں کبھی بھی کوئی شکاری نہیں دیکھا۔ اور ہم اپنی محبت اور مرتبے کو خرچ کریں گے (یعنی اپنے دل وگھر میں جگہ دیں گے) اور آسمان اور چراگاہ ہمارے پاس دونوں وسیع ہیں اس لئے ہمارے ساتھ دوستی میں رغبت کیجئے۔ چنانچہ ہرن انکے ساتھ رہنے لگا اور ان کے پاس ایک سائبان تھا جس میں سب اکھٹے ہوتے، باتیں کرتے اور ایک دوسرے سے خبریں سنتے، سناتے تھے۔

إخوان: (جمع) [مفرد] أَخٌ۔ دیگر جمع إِخْوَةٌ، أُخْوَةٌ، أُخْوان، آخاءٌ آتی ہیں، بقول بعض کے الإخوان اس اخ کی جمع ہے جو دوستی کے لحاظ سے بھائی کے معنی میں ہے اور الإخوة اس اُخ کی جمع ہے جو نسبی بھائی کے معنی میں ہے۔ فذعرت: ذعر (س) ذَعَرًا دہشت زدہ ہونا (ف) ذَعْرًا ڈرانا (تفعّل) تذعّرًا انفعال انذعارًا ڈرنا، گھبرانا۔ السُلحفاة: [السِلَحْفَاةُ، السُلَحْفاءُ، السُلَحْفَى، السُلَحْفِيَة] تمام مفرد مونث ہیں۔ [جمع] سلاحِفُ کچھوا، مذکر کو غَيْلَم کہا جاتا ہے۔ الجرذ: ایک قسم کا چوہا، [جمع] جرذان۔ جحر: سوراخ، بل [جمع] أجحار، جُحَرَةٌ، أجْحِرَةٌ۔ جحر (ف) جُحْرًا سوراخ میں داخل ہونا (إفعال) إجحارًا سوراخ میں داخل ہونے پر مجبور کرنا۔ حلق: حلّق (تفعیل) تحليقًا اڑنے میں چکر لگانا، حلقہ کی مانند بنانا (ن) حلقًا حلق پر مارنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷ پر ہے۔ أسنح: سنح (ف) سُنُوحًا کسی جانور کا بائیں سے دائیں طرف گزرنا، سُنْحًا، سُنُحًا ظاہر ہونا (تفعّل) تسنّحًا پشت پھیرنا۔ سانح [فاعل] بائیں طرف سے آنیوالا، اس کے مقابلہ میں بارح ہے دائیں جانب سے آنے والا، اہل عرب سانح سے نیک شگون اور بارح سے بدشگون مراد لیا کرتے ہیں کما یقال " من لی بالسانح بعد البارح" میرے لئے منحوس کے بعد مبارک کا ضامن کون ہوگا؟ اسی کو مکروہ کے بعد محبوب کی توقع کے موقعہ پر بھی بولتے ہیں۔ الصحاری: [مفرد] صحراءُ، بیابان جس میں نباتات درخت وغیرہ نہ ہوں، دیگر جمع صحارٍ، صحراوات بھی آتی ہیں۔ الأساورة: [مفرد] الأسوار تیرانداز، گھوڑے کی پیٹھ پر جم کر بیٹھنے والا، اگر مفرد سُوار ہو کنگن۔ سور (ن) سَوْرًا، چڑھنا، پھاندنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۴ پر ہے۔ شبحا: [جمع] شُبوحٌ، أشباحٌ وہ جسم جو نظر آئے۔ شبح (ف) شَبْحًا پھاڑنا، چیرنا (ک) شَباحةً لمبے چوڑے بازوؤں والا ہونا (تفعیل) تشبيحًا بڑھاپے

کی وجہ سے ایک چیز کو دودیکھنا، چھیلنا۔ قانصا: شکاری [جمع] اُقناص۔ قنص (ض) قنصا (تفعّل) تقنصا (افتعال) اقتناصا شکار کرنا، القنّاص شکاری لوگ۔ عریش: وہ مکان جس میں سایہ لیاجائے، جانوروں کو سردی سے بچانے کا باڑہ، جھونپڑی [جمع] عُرُش۔ عرش (ض) عُرُشًا اقامت کرنا (س) عَرُشًا متحیر ہونا (افتعال) اعتراشًا سایہ لینے کے لئے چھولداری بنانا۔

فَبَيْنَمَا الْغُرَابُ وَالْجُرَذُ وَالسُّلَحْفَاةُ ذَاتَ يَوْمٍ فِي الْعَرِيْشِ ، غَابَ الظَّبْيُ فَتَوَقَّعُوْهُ سَاعَةً ، فَلَمْ يَأْتِ ،فَلَمَّا أَبْطَأَ أَشْفَقُوْا أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ أَصَابَهُ عَنَتٌ فَقَالَ الْجُرَذُ وَالسُّلَحْفَاةُ لِلْغُرَابِ :اُنْظُرْهَلْ تَرىٰ مِمَّا يَلِيْنَا شَيْئًا؟فَحَلَّقَ الْغُرَابُ فِي السَّمَاءِ،فَنَظَرَ،فَإِذَاالظَّبْيُ فِي الْحَبَائِلِ مُقْتَنَصًا ، فَانْقَضَّ مُسْرِعًا فَأَخْبَرَهُمَا بِذٰلِكَ فَقَالَتِ السُّلَحْفَاةُ وَالْغُرَابُ لِلْجُرَذِ: هٰذَا أَمْرٌ لَا يُرْجٰى فِيْهِ غَيْرُكَ فَأَغِثْ أَخَاكَ .

ایک دن جب کوا، چوہا اور کچھوا سائبان میں تھے، ہرن غائب تھا انہوں نے ایک گھڑی انتظار کیا مگر نہ آیا۔ جب ہرن کو بہت دیر ہوگئی تو انہیں خوف ہوا کہ اسکو کوئی مصیبت نہ لاحق ہوگئی ہو (کسی مصیبت میں نہ پھنس گیا ہو) چوہے اور کچھوے نے کوے سے کہا دیکھو کیا ہمارے قریب کوئی چیز دکھائی دیتی ہے؟ کوے نے آسمان پر ایک گول چکر لگایا تو اچانک اس نے دیکھا کہ ہرن رسیوں میں جکڑا شکار ہوا پڑا ہے چنانچہ وہ جلدی سے واپس پلٹا اور ان دونوں کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔ کچھوے اور کوے نے چوہے سے کہا یہ تو ایسا معاملہ ہے کہ تیرے علاوہ کسی اور سے اس کے حل کی امید نہیں کی جاسکتی چنانچہ اپنے بھائی کی مدد کرو۔

عنت: عنت (س) عَنَتًا دشواری میں پڑنا (تفعیل) تعنیتًا سختی کرنا، ایسی چیز کو لازم کرنا جس کا ادا کرنا دشوار ہو (تفعّل) تعنّتًا تکلیف پہنچانا، کسی کی لغزش کو تلاش کرنا۔

فَسَعٰى الْجُرَذُ مُسْرِعًا فَأَتَى الظَّبْيَ فَقَالَ لَهُ : كَيْفَ وَقَعْتَ فِيْ هٰذِهِ الْوَرْطَةِ وَأَنْتَ مِنَ الْأَكْيَاسِ؟قَالَ الظَّبْيُ،هَلْ يُغْنِيْ الْكَيِّسُ مَعَ الْمَقَادِيْرِ شَيْئًا؟ فَبَيْنَمَاهُمَا فِي الْحَدِيْثِ إِذْ وَافَتْهُمَا السُّلَحْفَاةُ، فَقَالَ لَهُ الظَّبْيُ: مَاأَصَبْتِ بِمَجِيْئِكِ إِلَيْنَا:فَإِنَّ الْقَانِصَ لَوِانْتَهٰى إِلَيْنَا وَقَدْ قَطَعَ الْجُرَذُ الْحَبَائِلَ اِسْتَبَقْتُهُ عَدْوًا،وَلِلْجُرَذِ أَحْجَارٌ كَثِيْرَةٌ ، وَالْغُرَابُ يَطِيْرُ وَأَنْتِ ثَقِيْلَةٌ لَا سَعْيَ لَكِ وَلَا حَرَكَةَ،وَأَخَافُ عَلَيْكِ الْقَانِصَ ،قَالَتْ :لَاعَيْشَ مَعَ فِرَاقِ الْأَحِبَّةِ وَإِذَا فَارَقَ الْأَلِيْفُ أَلِيْفَهُ فَقَدْ سُلِبَ فُؤَادُهُ ، وَحُرِمَ سُرُوْرُهُ ، وَغُشِيَ بَصَرُهُ ، فَلَمْ يَنْتَهِ

كَلَامُهَا حَتّٰى وَافَى الْقَانِصُ، وَوَافَقَ ذٰلِكَ فَرَاغَ الْجُرَذِ مِنْ قَطْعِ الشَّرَكِ، فَنَجَا الظَّبْيُ بِنَفْسِهٖ، وَطَارَ الْغُرَابُ مُحَلِّقًا وَدَخَلَ الْجُرَذُ لِبَعْضِ الْأَحْجَارِ وَلَمْ يَبْقَ غَيْرُ السُّلَحْفَاةِ.

چوہا جلدی سے دوڑ کر ہرن کے پاس آیا اور اسے کہا: اس ہلاکت میں کیسے پڑ گئے حالانکہ آپ تو عقلمندوں میں سے ہیں؟ ہرن نے کہا کہ کیا عقلمندی تقدیر کے مقابلہ میں کوئی فائدہ دیتی ہے؟ وہ دونوں محو گفتگو تھے کہ کچھوا بھی ان کے پاس پہنچ گیا، ہرن نے اسے کہا: تم نے ہمارے پاس آکر اچھا نہیں کیا، کیونکہ اگر شکاری ہمارے پاس اس حال میں پہنچا کہ چوہے نے جال کی رسیاں کاٹ دی ہوئیں تو میں دوڑ کر اپنے آپ کو بچالوں گی، چوہے کے لئے پتھر بے انتہا ہیں، کوا اڑ جائیگا، آپ بھاری بھرکم ہو، دوڑ سکتے ہو نہ حرکت کر سکتے ہو، میں تمہارے بارے میں شکاری سے ڈرتا ہوں، کچھوے نے کہا: دوستوں سے جدائی میں کوئی زندگی نہیں، جب محبوب، محبوب سے جدا ہو جائے تو اس کا دل مسلوب ہو جاتا ہے، اس کی خوشی حرام ہو جاتی ہے اور اس کی بصارت پر پردہ پڑ جاتا ہے۔ ابھی وہ اپنے کلام سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ شکاری پہنچ گیا اور یہ بعینہ اسی وقت ہوا جس وقت چوہا تسمے کاٹنے سے فارغ ہو چکا تھا چنانچہ ہرن نے تو خود کو چھڑا لیا، کوّا گول دائرے میں چکر لگاتا ہوا اڑ گیا، چوہا پتھروں میں گھس گیا اور کچھوے کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔

<u>الورطة</u>: ہلاکت، ہر مشکل کام جس سے رہائی دشوار ہو، سخت کیچڑ جس میں بکری پھنس جائے تو نکل نہ سکے [جمع] وَرَطات، وِرَاط۔ ورط (تفعیل) توریطًا (إفعال) إیراطًا ہلاکت میں ڈالنا۔

وَدَنَا الصَّيَّادُ فَوَجَدَ حِبَالَتَهٗ مُقَطَّعَةً، فَنَظَرَ يَمِيْنًا وَشِمَالًا فَلَمْ يَجِدْ غَيْرَ السُّلَحْفَاةِ تَدِبُّ، فَأَخَذَهَا وَرَبَطَهَا فَلَمْ يَلْبَثِ الْغُرَابُ وَالْجُرَذُ وَالظَّبْيُ أَنِ اجْتَمَعُوْا فَنَظَرُوْا الْقَانِصَ قَدْ رَبَطَ السُّلَحْفَاةَ فَاشْتَدَّ حُزْنُهُمْ، وَقَالَ الْجُرَذُ: مَا أَرَانَا نُجَاوِزُ عَقَبَةً مِّنَ الْبَلَاءِ إِلَّا صِرْنَا فِيْ أَشَدَّ مِنْهَا وَلَقَدْ صَدَقَ الَّذِيْ قَالَ: لَايَزَالُ الْإِنْسَانُ مُسْتَمِرًّا فِيْ إِقْبَالِهٖ مَا لَمْ يَعْثِرْ، فَإِذَا عَثَرَ لَجَّ بِهِ الْعِثَارُ، وَإِنْ مَشٰى فِيْ جَدَدِ الْأَرْضِ.

جب شکاری نے قریب آکر اپنے جال کی رسی کو کٹا ہوا پایا تو دائیں بائیں دیکھنے لگا، اس کو رینگتے ہوئے کچھوے کے علاوہ کچھ نظر نہ آیا تو اسی کو پکڑ کر باندھ لیا، تھوڑی دیر نہیں

گزری تھی کہ کوے، چوہے اور ہرن نے جمع ہوکر دیکھا تو شکاری نے کچھوے کو باندھ لیا تھا۔ اس پر انکا غم بڑھ گیا (وہ نہایت غمگین ہوئے) چنانچہ چوہا بولا: ہم نہیں سمجھتے کہ ہم نے مصیبت کی ایک گھاٹی کو عبور کیا مگر یہ کہ اس سے سخت میں چلے گئے اور بلاشبہ کسی کہنے والے نے سچ کہا ہے کہ! انسان سے جب تک لغزش نہ ہوجائے وہ ہمیشہ ترقی میں ہی رہتا ہے اور جب ایک لغزش ہوجائے پھر ہمیشہ اس پر لغزشیں آتی رہتی ہیں اگر چہ وہ ہموار سخت راستے پر چلے۔

تدب: دبب (ض) دَبًّا، دَبِیْبًا رینگنا (اِفعال) اِدبابًا، ہاتھوں پیروں پر چلانا اسی سے [الدبّاب] تیز رینگنے والا [الدَّبَّابَۃُ] ایک آلہ جس کو محاصرہ میں استعمال کیا کرتے تھے اور اس کے اندر داخل ہوکر قلعہ کی دیوار کی جڑ میں پہنچ جاتے تھے اور اندر رہتے ہوئے نقب لگاتے تھے (جیسے آجکل ٹینک ہے) عقبۃ: [جمع] عِقابٌ، عَقَبات، دشوار گزار گھاٹی۔ لم یعثر: عثر (ض، ن، س، ک) عَثْرًا، عَثِیْرًا، عِثارًا گرنا، پھسلنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔ لجج: لجّ (ض، س) لَجًّا لجاجًا، دشمنی میں مداومت کرنا، سخت جھگڑا کرنا (اِفعال) اِلجاجًا (تفعیل) تلجیجًا پانی کے گہرے حصہ میں داخل ہونا (تفعّل) کسی کے سامان پر دعویٰ کرنا۔ جدد: [جمع] اَجداد، ہموار مگر سخت زمین۔

وَحَذَرِیْ عَلَى السُّلَحْفَاةِ خَيْرِ الْأَصْدِقَاءِ الَّتِیْ خِلَّتُهَا لَيْسَتْ لِلْمُجَازَاةِ وَلَا لِإِلْتِمَاسِ مُكَافَأَةٍ، وَلٰكِنَّهَا خِلَّةُ الْكَرَمِ وَالشَّرَفِ خِلَّةٌ هِیَ أَفْضَلُ مِنْ خِلَّةِ الْوَالِدِ لِوَلَدِهٖ خِلَّةٌ لَا يُزِيْلُهَا إِلَّا الْمَوْتُ، وَيْحَ لِهٰذَا الْجَسَدِ الْمُوَكَّلِ بِهِ الْبَلَاءُ الَّذِیْ لَايَزَالُ فِیْ تَصَرُّفٍ وَتَقَلُّبٍ، وَلَا يَدُوْمُ لَهٗ شَیْئٌ وَلَا يَلْبَثُ مَعَهٗ أَمْرٌ كَمَا لَا يَدُوْمُ لِلطَّالِعِ مِنَ النُّجُوْمِ طُلُوْعٌ، وَلَا لِلْآفِلِ مِنْهَا أُفُوْلٌ لٰكِنْ لَّا يَزَالُ الطَّالِعُ مِنْهَا آفِلًا وَالْآفِلُ مِنْهَا طَالِعًا وَكَمَا تَكُوْنُ آلَامُ الْكُلُوْمِ وَانْتِقَاضُ الْجِرَاحَاتِ، كَذٰلِكَ مَنْ قَرِحَتْ كُلُوْمُهٗ بِفَقْدِ إِخْوَانِهٖ بَعْدَ اجْتِمَاعِهٖ بِهِمْ . فَقَالَ الظَّبْیُ وَالْغُرَابُ لِلْجُرَذِ :إِنَّ حَذَرَنَا وَحَذَرَكَ وَكَلَامَكَ وَإِنْ كَانَ بَلِيْغًا كُلٌّ مِّنْهَا لَا يُغْنِی عَنِ السُّلَحْفَاةِ شَيْئًا.

کچھوے کے بارے میں میرا ڈرنا ایسے بہترین دوستوں کا ڈرنا ہے جن کی دوستی درگزر کرنے یا بدلہ دینے کی درخواست کے لئے نہیں بلکہ کرم اور شرافت کی دوستی ہوتی ہے۔ یہ ایسی دوستی ہوتی ہے جو باپ کی اپنے بیٹے کی دوستی سے افضل ہوتی ہے، ایسی دوستی کہ صرف موت ہی اسے ختم کرسکتی ہے۔ ہلاکت ہو ایسے بدن کیلئے جس کے ساتھ مصیبتوں کو وکیل بنایا

گیا ہو جو ہمیشہ پھرتا اور تبدیل ہوتا رہتا ہو اس کیلئے کوئی چیز دائمی نہیں، کوئی معاملہ اس کے ساتھ ٹھہرتا نہیں جیسا کہ طلوع ہونے والے ستاروں کا طلوع ہونا دائمی نہیں ہوتا اور غائب ہونے والے ستاروں کا غائب ہونا ہمیشہ نہیں رہتا، بلکہ ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ طلوع ہونے والا غائب ہو جاتا ہے اور غائب ہو جانے والا طلوع ہوتا ہے اور جس طرح زخموں کے لئے تکلیف اور دوبارہ زخموں کا تازہ ہونا ہوتا ہے بالکل اسی طرح وہ شخص ہے جس کے زخم دوستوں کے ساتھ وصال کے بعد ان کے جدا اور گم ہو جانے کی وجہ سے تازہ ہو جاتے ہیں۔ اس تقریر کو سن کر ہرن اور کوے نے چوہے سے کہا کہ بیشک ہمارا، تمہارا ڈرنا اور تمہاری فصیح و بلیغ گفتگو کچھوے کو کوئی فائدہ نہیں دیتی (بلکہ اس کیلئے تو کسی تدبیر کی ضرورت ہے اس کی طرف دھیان دو)

خلة: بکسر الخاء، دوستی، بھائی چارگی۔ خلل (مفاعلہ) مخالّۃً وخلالاً دوستی کرنا (ن، ض) خلاًّ، خلولاً دبلا ہونا، سراخ کرنا (تفعیل) تخلیلاً کھٹا ہونا، سرکہ بننا (افعال) اخلالاً محتاج ہونا، کوتاہی کرنا (افتعال) اختلالاً کمزور و فاسد ہونا۔ مکافاة: کفأ (مفاعلہ) مکافاۃً برابری کرنا، انتظار کرنا (ف) کفاءً اپھرنا، شکست کھانا۔ أفول: [مفرد] آفِل، غائب ہونے والا، دیگر جمع اُفّل آتی ہے۔ اُفل (ض، ن، س) اُفولاً غائب ہونا، غروب ہونا (س) اُفلاً شادمان ہونا (تفعّل) تأفلاً تکبر کرنا۔ قرحت: قرح (س) قَرَحًا زخمی ہونا، پھوڑوں والا ہونا (ف) قَرْحًا (تفعیل) تقریحًا زخمی کرنا، کھودنا، قروحًا حمل ظاہر ہونا (إفعال) إقراحًا پھوڑے نکالنا (افتعال) اقتراحًا ایجاد کرنا، چننا۔

وَإِنَّهُ كَمَا يُقَالُ: إِنَّمَا يُخْتَبَرُ النَّاسُ عِنْدَ الْبَلَاءِ، وَذُو الْأَمَانَةِ عِنْدَ الْأَخْذِ وَالْعَطَاءِ، وَالْأَهْلُ وَالْوَلَدُ عِنْدَ الْفَاقَةِ كَذٰلِكَ يُخْتَبَرُ النَّاسُ عِنْدَ النَّوَائِبِ قَالَ الْجُرَذُ أَرٰى مِنَ الْحِيلَةِ أَنْ تَذْهَبَ أَيُّهَا الظَّبْيُ! فَتَقَعَ بِمَنْظَرٍ مِّنَ الْقَانِصِ كَأَنَّكَ جَرِيحٌ وَيَقَعُ الْغُرَابُ عَلَيْكَ كَأَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْكَ وَأَسْعٰى أَنَا فَأَكُونُ قَرِيبًا مِّنَ الْقَانِصِ مُرَاقِبًا لَهُ لَعَلَّهُ أَنْ يَرْمِيَ مَا مَعَهُ مِنَ الْآلَةِ وَيَضَعَ السُّلَحْفَاةَ وَيَقْصُدَكَ طَامِعًا فِيكَ رَاجِيًا تَحْصِيلَكَ، فَإِذَا دَنَا مِنْكَ فَفِرَّ عَنْهُ رُوَيْدًا بِحَيْثُ لَا يَنْقَطِعُ طَمَعُهُ مِنْكَ وَمَكِّنْهُ مِنْ أَخْذِكَ مَرَّةً بَعْدَ مَرَّةٍ حَتّٰى يَبْعُدَ عَنَّا وَانْحُ مِنْهُ هٰذَا النَّحْوَ مَا اسْتَطَعْتَ فَإِنِّي أَرْجُو أَلَّا يَنْصَرِفَ إِلَّا وَقَدْ قَطَعْتُ الْحَبَائِلَ عَنِ السُّلَحْفَاةِ وَأَنْجَأْتُهَا، فَفَعَلَ الْغُرَابُ وَالظَّبْيُ مَا أَمَرَهُمَا بِهِ الْجُرَذُ.

یہ یقیناً ایسا ہی ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے "لوگ مصیبت کے وقت، امانت دار لینے

اور دینے کے وقت، بیوی اور بچے فاقے کے وقت جانچے جاتے ہیں' اسی طرح لوگ بھی مصیبتوں کے وقت جانچے اور آزمائے جاتے ہیں۔ چوہے نے کہا مجھے ایک حیلہ نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ: اے ہرن! آپ جائیں اور شکاری کے سامنے اس طرح گر جائیں گویا کہ آپ زخمی ہیں، کوا آپ پر اس طرح آپڑے گا جیسے وہ آپ کا گوشت کھا رہا ہے اور میں شکاری کے قریب رہ کر اس کی نگرانی کی کوشش کروں گا، شاید وہ اپنے اسلحے کو چھوڑ کر کچھوے کو رکھ کر آپ میں حرص کرتے ہوئے آپ کو حاصل کرنے کی امید میں آپ کی طرف آئے، جب وہ آپ کے قریب آئے تو آپ تھوڑا سا اس طرح دور بھاگ جائیں کہ آپ سے اس کی امید ختم نہ ہو اور اس کو اسی طرح بار بار اپنے آپ کو پکڑنے کی قدرت دیا کرنا یہاں تک کہ وہ ہم سے دور ہو جائے اور اسی تدبیر کے ساتھ جتنا ہو سکے اس کو ہم سے دور کرتے جانا اور مجھے یقینی امید ہے کہ جب تک وہ واپس آئے گا اتنی دیر میں میں نے رسیاں کاٹ کر کچھوے کا بچا لیا ہوگا چنانچہ ہرن اور کوے نے وہی کیا جس کا چوہے نے حکم دیا۔

مراقبا: [مفرد] مَرقَب، نگرانی کرنیکی اونچی جگہ۔ رقب(ن) رُقوبًا نگہبانی کرنا، انتظار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۳ پر ہے۔ رویدا: اِفعال کا مصدر مصغر ہے۔ رود (اِفعال) اِرواڈا، مُرواڈا، مُروَدا، آہستگی سے چلنا، مہلت دینا (ن) رَوْدًا، رِیاڈًا طلب کرنا۔ رَوَدانًا کسی چیز کی تلاش میں گھومنا اور آنا جانا (افتعال) ارتیاڈا طلب کرنا (مفاعلہ) مراودۃً چاہنا، پھسلانا (تفعیل) ترویدًا طلب و جستجو پر اکسانا۔

وَتبِعَهُمَا الْقَانِصُ فَاسْتَجَرَّهُ الظَّبْىُ حَتّٰى أَبْعَدَهُ عَنِ الْجُرَذِ وَالسُّلَحْفَاةِ وَالْجُرَذُ مُقْبِلٌ عَلٰى قَطْعِ الْحَبَائِلِ حَتّٰى قَطَعَهَا وَنَجَا بِالسُّلَحْفَاةِ، وَعَادَ الْقَانِصُ مَجْهُوْدًا لَاغِبًا فَوَجَدَ حِبَالَتَهُ مُقَطَّعَةً فَفَكَّرَ فِيْ أَمْرِهٖ مَعَ الظَّبْيِ الْمُتَظَلِّعِ فَظَنَّ أَنَّهُ خُوْلِطَ فِيْ عَقْلِهٖ، وَفَكَّرَ فِيْ أَمْرِ الظَّبْيِ وَالْغُرَابِ الَّذِيْ كَأَنَّهُ يَأْكُلُ مِنْهُ، وَقَرْضِ حِبَالَتِهٖ، فَاسْتَوْحَشَ مِنَ الْأَرْضِ وَقَالَ: هٰذِهٖ أَرْضُ جِنٍّ أَوْ سَحَرَةٍ، فَرَجَعَ مُوَلِّيًا لَا يَلْتَمِسُ شَيْئًا وَلَا يَلْتَفِتُ إِلَيْهِ، وَاجْتَمَعَ الْغُرَابُ وَ الظَّبْىُ وَالْجُرَذُ وَالسُّلَحْفَاةُ إِلٰى عَرِيْشِهِمْ سَالِمِيْنَ آمِنِيْنَ كَأَحْسَنِ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ.

شکاری اس کے پیچھے لگا رہا اور ہرن اس کو کھینچتا رہا یہاں تک کہ اس کو چوہے اور کچھوے سے بہت دور لے گیا جبکہ چوہا رسیوں کے کاٹنے میں لگا رہا یہاں تک کہ رسیاں کاٹ کر کچھوے کو چھڑا لیا، جب شکاری تھکا ماندہ واپس لوٹا تو اس نے اپنی رسیوں کو کٹا ہوا پایا

تب وہ لنگڑے ہرن کے ساتھ اپنے معاملے کو سوچنے لگا۔ اسے گمان ہوا کہ اسکے دماغ میں خرابی ہوگئی ہے چنانچہ وہ ہرن اور کوے کے معاملے میں جب کہ کوا اسکا گوشت کھا رہا تھا اور اپنے رسیوں کے کاٹنے کے معاملے میں سوچنے لگا چنانچہ اس کو زمین سے وحشت ہونے لگی اور کہنے لگا "یہ جنات کی زمین ہے یا جادوگروں کی" چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر واپس آ گیا اسے کسی چیز کی ضرورت تھی اور نہ اس نے اس کی طرف توجہ کی۔ کوا، ہرن، چوہا اور کچھوا اپنے سائبان میں امن اور سلامتی کے ساتھ اکٹھے ہوگئے جیسے وہ پہلے اچھے طریقے سے اس میں رہتے تھے۔

لاغبــا : تھکا ہوا، کمزور [جمع] لُغَبٌ ۔ لغب (ف، ن، ک) لَغْبًا لُغوبًا (س) لَغبًا بہت تھکنا (ف) لَغْبًا جھوٹی بات کہنا (إفعال) إلغابًا (تفعیل) تلغیبًا (تفعّل) تلغّبًا بہت تھکا دینا، دور بھگا دینا۔ المتظلع: بتکلف لنگڑا، ظَلع (ف) ظَلْعًا چلنے میں لنگڑانا، تنگ ہونا۔

فَإِذَا كَانَ هٰذَا الْخَلْقُ مَعَ صِغَرِهِ وَضُعْفِهِ قَدْ قَدَرَ عَلَى التَّخَلُّصِ مِنْ مَرَابِطِ الْهَلَكَةِ مَرَّةً بَعْدَ أُخْرَى بِمَوَدَّتِهِ وَخُلُوصِهَا وَثَبَاتِ قَلْبِهِ عَلَيْهَا وَاسْتِمْتَاعِهِ مَعَ أَصْحَابِهِ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، فَالْإِنْسَانُ الَّذِيْ قَدْ أُعْطِيَ الْعَقْلَ وَالْفَهْمَ، وَأُلْهِمَ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ، وَمُنِحَ التَّمْيِيْزَ وَالْمَعْرِفَةَ أَوْلَى وَأَحْرَى بِالتَّوَاصُلِ وَالتَّعَاضُدِ ، فَهٰذَا مَثَلُ إِخْوَانِ الصَّفَاءِ وَائْتِلَافِهِمْ فِي الصُّحْبَةِ .

جب یہ مخلوق باوجود اپنے چھوٹے اور کمزور ہونے کے اپنی محبت وخلوص اور دل کو اس پر ثابت رکھنے اور ساتھیوں کے ایک دوسرے سے نفع حاصل کرنے کے ذریعہ سے بار بار ہلاکت کی بندشوں سے آزادی اور چھٹکارا پانے پر قادر ہے تو انسان جس کو عقل وفہم دیا گیا ہے اور جنہیں خیر اور شر کا الہام کیا گیا ہے اور جسے تمیز اور معرفت کی صلاحیت سے نوازا گیا ہے وہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہے اور ایکدوسرے کی مدد حاصل کرے۔ یہی ایک دوسرے سے مانوس ہونے والے مخلص بھائیوں اور ان کی دوستی کی مثال ہے:۔

أحـــري : زیادہ لائق، زیادہ مناسب۔ حری (ض) حریًا گھٹنا (إفعال) إحرائًا گھٹانا (تفعّل) تحرّیًا دو چیزوں میں سے اولیٰ یا قابلِ استعمال کو طلب کرنا۔ التـعـاضـد : عضد (تفاعل) تعاضدًا، ایک دوسرے کی مدد کرنا (ن، ض) عَضْدًا مدد کرنا، اونٹوں کے لئے پتے جھاڑنا (س) عَضَدًا بازو میں درد ہونا (إفعال) إعضادًا تیر کا دائیں بائیں نکل جانا۔

☆☆☆☆☆☆☆

وَصْفُ الزَّاهِد
(لابن سماک(۱))

قَالَ ابْنُ السَّمَّاکِ حِينَ مَاتَ دَاوُدُالطَّائِيُّ(۲) يَاأَيُّهَاالنَّاسُ! إِنَّ أَهْلَ الدُّنْيَا تَعَجَّلُوْا غُمُوْمَ الْقَلْبِ وَهُمُوْمَ النَّفْسِ وَتَعَبَ الْأَبْدَانِ مَعَ شِدَّةِ الْحِسَابِ فَالرَّغْبَةُ مُتْعِبَةٌ لِأَهْلِهَافِي الدُّنْيَاوَالْآخِرَةِ وَالزَّهَادَةُرَاحَةٌ لِأَهْلِهَافِي الدُّنْيَاوَالْآخِرَةِ

زاہد کے اوصاف

حضرت داؤود الطائی کی وفات کے موقع پر علامہ ابن السماک رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: اے لوگو! دنیا دار شدتِ حساب کے باوجود، دل کے غموں، نفس کے ارادوں اور جسمانی تھکاوٹ میں جلدی کر گئے ہیں (معلوم ہوا) کہ (دنیا میں) شوق و رغبت اپنے ساتھی کے لئے دنیا و آخرت میں باعثِ تکان ہے اور دنیا سے بے رغبتی و استغنا اپنے ساتھی کے لئے دنیا و آخرت میں باعثِ راحت و تسکین ہے۔

<u>تعب</u>: تعب (س) تعبًا تھکنا، مشقت میں پڑنا (اِفعال) اِتعابًا تھکانا، بھرنا۔

<u>الزھادۃ</u>: زھد (س، ف، ک) زَھادَۃً، زُھدًا بے رغبتی کر کے چھوڑ دینا، منہ موڑ لینا (ف) زَھدًا، پھلوں کا اندازہ لگانا (افتعال) ازدھادًا کم سمجھنا (تفعل) تزھدًا عبادت کے لئے دنیا کو چھوڑ دینا۔

وَإِنَّ دَاوُدَالطَّائِيَّ نَظَرَ بِقَلْبِهِ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَأَغْشَى بَصَرُ قَلْبِهِ بَصَرَ

(۱) یہ کوفہ کے رہنے والے بہت بڑے زاہد، عابد، شیریں گفتار اور واعظ تھے، اتنی بلند پایہ شخصیت ہیں کہ ان سے امام احمد بن حنبلؒ اور ان جیسے دوسرے حضرات روایت بیان کرتے ہیں، ہارون الرشید کے زمانے میں بغداد آ گئے تھے کچھ عرصہ وہاں قیام کرنے کے بعد واپس چلے گئے اور ۱۸۳ھ میں کوفہ میں ہی وفات پائی۔

(۲) انکا پورا نام داؤد بن نصیر الطائی ہے وہ گنے چنے زاہدوں میں سے تھے، اپنے آپکو علم میں مشغول رکھا، فقہ پڑھی پھر تنہائی اور گوشہ نشینی اختیار کر کے عبادت میں لگ گئے، بادشاہوں کے عطیات قبول کرنے سے خوب اجتناب کرتے تھے، کہا جاتا ہے کہ انہوں نے چالیس سال تک اس طرح روزے رکھے کہ گھر والوں کو بھی پتہ نہیں چلا۔ ایک مرتبہ ہارون الرشید کوفہ میں آئے تو انہوں نے قراء میں سے کچھ حضرات کے نام اپنے پاس لکھ لئے جن میں داؤد طائی کا نام بھی شامل تھا اور ہر ایک کیلئے دو سو درہم دینے کا فرمان جاری کیا، دیتے وقت جب داؤد کا نام پکارا گیا تو وہ نہ آئے خلیفہ کو بتلایا گیا کہ انکو تو علم ہی نہیں ہے، اس نے حکم دیا انکے پاس ہی بھیج دیے جائیں چنانچہ ابن سماک اور حماد بن ابو حنیفہ نے کہا ہم لے جائیں گے، راستے میں ابن سماک نے حماد سے کہا ''دولت کی ایک کشش ہوتی ہے اس لئے ان دراہم کو انکے سامنے پھیلا دینا تا کہ ہم دیکھ سکیں کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو وہ دو سو درہم کس طرح واپس کرتا ہے؟ چنانچہ جب وہ انکے پاس پہنچ گئے تو دراہم انکے سامنے پھیلا دیے، یہ دیکھ کر انہوں نے فرمایا اسطرح تو بچوں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور ان دراہم کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ محارب ابن دثار فرماتے ہیں اگر داؤد پچھلی امتوں میں سے ہوتے تو اللہ تعالیٰ ان کے قصے کو اپنی کتاب (قران) میں بیان فرماتے، ۱۶۰ھ یا ۱۶۵ھ میں انتقال فرمایا۔

الْعُيُوْنِ فَكَأَنَّهُ لَمْ يَبْصُرْ مَا إِلَيْهِ تَنْظُرُوْنَ وَكَأَنَّكُمْ لَا تَبْصُرُوْنَ مَا إِلَيْهِ يَنْظُرُ. فَأَنْتُمْ مِنْهُ تَعْجَبُوْنَ وَهُوَ مِنْكُمْ يَتَعَجَّبُ، فَلَمَّا نَظَرَ إِلَيْكُمْ رَاغِبِيْنَ مَغْرُوْرِيْنَ قَدْ ذَهَبَتْ عَلَى الدُّنْيَا عُقُوْلُكُمْ، وَمَاتَتْ مِنْ حُبِّهَا قُلُوْبُكُمْ، وَعَشِقَتْهَا أَنْفُسُكُمْ وَامْتَدَّتْ إِلَيْهَا أَبْصَارُكُمْ اسْتَوْحَشَ الزَّاهِدُ مِنْكُمْ لِأَنَّهُ كَانَ حَيًّا وَسْطَ مَوْتٰى.

یہ بات بھی شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے سامنے پیش آنے والے واقعات وحالات کا دل کی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا چنانچہ ان کی قلبی بصارت، آنکھوں کی بصارت پر چھا گئی، گویا کہ انہوں نے اس حقیقت کی بابت سوچا بھی نہیں جس کی طرف تم دیکھ رہے تھے اور جو حقیقت ان کے پیش نظر تھی وہ تمہارے خواب وخیال میں بھی نہیں ہے (لہٰذا اس صورتحال میں) حضرت داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات تمہارے لئے باعثِ تعجب تھی اور تم لوگ ان کے لئے باعثِ حیرت تھے، چنانچہ جب انہوں نے تمہیں اس حال میں دیکھا کہ تم رنگین مزاج اور مغرور شخصیت کے مالک ہو، تمہاری عقلیں دنیا پر فریفتہ ہوگئی ہیں، دنیا کی محبت میں تمہارے دل مر گئے ہیں، تم دنیا کے عاشق ہو گئے ہو اور تمہاری آنکھیں دنیا کی طرف چار چار ہیں تو اس زاہد (داؤد الطائی رحمۃ اللہ علیہ) کو تم لوگوں سے وحشت ہوگئی کیونکہ وہ مردہ ہستیوں کے درمیان ایک زندہ جاوید شخصیت تھیں۔

يَا دَاوُدُ! مَا أَعْجَبَ شَأْنَكَ أَلْزَمْتَ نَفْسَكَ الصَّمْتَ حَتّٰى قَوَّمْتَهَا عَلَى الْعَدْلِ، أَهَنْتَهَا وَإِنَّمَا تُرِيْدُ كَرَامَتَهَا، وَأَذْلَلْتَهَا وَإِنَّمَا تُرِيْدُ إِعْزَازَهَا، وَوَضَعْتَهَا وَإِنَّمَا تُرِيْدُ تَشْرِيْفَهَا، وَأَتْعَبْتَهَا وَإِنَّمَا تُرِيْدُ رَاحَتَهَا، وَأَجَعْتَهَا وَإِنَّمَا تُرِيْدُ شِبَعَهَا، وَأَظْمَأْتَهَا وَإِنَّمَا تُرِيْدُ رِيَّهَا. وَخَشَّنْتَ الْمَلْبَسَ وَإِنَّمَا تُرِيْدُ لِيْنَهُ. وَجَشَّبْتَ الْمَطْعَمَ وَإِنَّمَا تُرِيْدُ طِيْبَهُ. وَأَمَتَّ نَفْسَكَ قَبْلَ أَنْ تَمُوْتَ، وَقَبَرْتَهَا قَبْلَ أَنْ تُقْبَرَ، وَعَذَّبْتَهَا قَبْلَ أَنْ تُعَذَّبَ، وَغَيَّبْتَهَا عَنِ النَّاسِ كَيْ لَا تُذْكَرَ، وَغِبْتَ بِنَفْسِكَ عَنِ الدُّنْيَا إِلَى الْآخِرَةِ.

اے داؤد! کیا ہی عجیب شان ہے آپکی کہ آپ نے اپنے نفس پر خاموشی کو لازم کر دیا یہاں تک کہ اس کو عدل وانصاف پر لا کھڑا کیا، اپنے نفس کی توہین کی مگر در پردہ آپ اس کی تکریم چاہتے تھے، اس کو ذلیل وخوار کیا مگر درحقیقت آپ اس کی عزت چاہتے تھے، اس کو گرا دیا مگر حقیقت میں آپکو اس کی تشریف وتکریم مطلوب تھی، اس کو تھکا دیا مگر درحقیقت آپ اس کی راحت چاہتے تھے، اس کو بھوکا چھوڑ دیا مگر درحقیقت آپ اس کی سیری چاہتے

تھے، اسکو پیا سا چھوڑ دیا مگر حقیقت میں آپ اس کی سیرابی چاہتے تھے، آپ نے موٹا و کھردرا لباس اختیار کیا مگر حقیقت میں اس کی نرمی مطلوب تھی، آپ نے کھانے میں موٹے جھوٹے کو اختیار کیا لیکن آپکو اسی کھانے کی لذّت مطلوب تھی، آپ نے اپنے نفس کو اپنے مرنے سے پہلے مار دیا اور قبر میں جانے سے پہلے اس کو قبر کی راہ دکھلا دی، خود مصائب و تکالیف میں مبتلا ہونے سے پہلے اسی کو ان مصائب میں جھونک دیا اور آپ نے اپنے نفس کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھا تاکہ اس کا تذکرہ بھی نہ کیا جائے، یہاں تک کہ آپ اسی نفس کے ساتھ دنیا سے آخرت کی طرف کوچ کر گئے۔

خشنت: خشن (ک) خُشُنَۃً، خَشَانَۃً سخت وکھردرا ہونا (تفعیل) تخشیناً سخت و کھردرا بنانا۔ [صدرہ] غصہ دلا کر بھڑکانا جشبت: جشب (ف،س) جُشْبًا (ک) جَشَابَۃً موٹا اور بدمزا ہونا، بدغذا ہونا۔

فَمَا أَظُنُّکَ إِلَّا قَدْ ظَفِرْتَ بِمَا طَلَبْتَ، كَانَ سِيمَاکَ فِيْ عَمَلِکَ وَسِرِّکَ، وَلَمْ يَكُنْ سِيمَاکَ فِيْ وَجْهِکَ، فَقُهْتَ فِيْ دِيْنِکَ ثُمَّ تَرَكْتَ النَّاسَ يُفْتُوْنَ، وَسَمِعْتَ الْأَحَادِيْثَ ثُمَّ تَرَكْتَ النَّاسَ يُحَدِّثُوْنَ وَيَرْوُوْنَ، وَخَرِسْتَ عَنِ الْقَوْلِ وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَنْطِقُوْنَ، لَاتَحْسِدُ الْأَخْيَارَ، وَلَا تُعَيِّبُ الْأَشْرَارَ، وَلَا تَقْبَلُ مِنَ السُّلْطَانِ عَطِيَّةً، وَلَا مِنَ الْاِخْوَانِ هَدِيَّةً. آنَسُ مَا تَكُوْنُ إِذَا كُنْتَ بِاللهِ خَالِيًا وَأَوْحَشُ مَا تَكُوْنُ إِذَا كُنْتَ مَعَ النَّاسِ جَالِسًا، فَأَوْحَشُ مَا تَكُوْنُ آنَسُ مَا يَكُوْنُ النَّاسُ، وَآنَسُ مَا تَكُوْنُ أَوْحَشُ مَا يَكُوْنُ النَّاسُ.

چنانچہ آپکے بارے میں میرا خیال تو یہی ہے کہ آپ نے کامیابی و کامرانی کے ساتھ ان تمام مقاصد کو حاصل کرلیا ہے جن کے آپ طلبگار تھے، آپکی خوبصورتی و رعنائی آپ کے چہرے میں نہیں بلکہ یہ تو آپکے عمل اور رازہائے بستہ میں جھلکتی تھی۔ آپ نے دین میں فقاہت حاصل کی اور پھر لوگوں کو فتوی دینے کے لئے چھوڑ دیا آپنے احادیثیں سنیں اور پھر لوگوں کو احادیث بیان کرنے اور ان کی روایت کے لئے چھوڑ دیا، آپ نے گفتگو سے منہ پھیر لیا اور لوگوں کو گفتگو کیلئے آزاد چھوڑ دیا، نیک و باکردار حضرات آپ کیلئے باعثِ حسد تھے اور نہ ہی برے (بدبخت) لوگوں کیلئے آپ عیب جو تھے، آپ نے کبھی کسی بادشاہ کا عطیہ گوارہ کیا اور نہ ہی کسی بھائی سے کوئی ہدیہ قبول کیا۔ اللہ جل شانہٗ کے ساتھ تنہائی و خلوت آپ کیلئے شدید انسیت کا باعث تھی جبکہ لوگوں کے ساتھ مجالست آپ کیلئے نہایت ہی وحشت و

ہیجان کا باعث تھی۔ جو حالت آپ کیلئے شدید وحشت کا باعث تھی وہی حالت لوگوں کیلئے شدید انسیت کا سرچشمہ تھی، اسکے برعکس جو حالت آپ کے لئے تشفی وسکون سے عبارت تھی وہ عام لوگوں کے لئے باعثِ وحشت وکلفت تھی۔

خرست : خرس (س) خرَسًا بصلہ [عن] اعراض کرنا کما یقال " خرست عن القول " تو نے گفتگو کرنے سے اعراض کیا، گونگا ہونا۔ خرَسًا مٹکے سے پینا (إفعال) إخراسًا گونگا بنانا، نا قابل ہونا۔

جَاوَزْتَ حَدَّ الْمُسَافِرِيْنَ فِيْ أَسْفَارِهِمْ ، وَجَاوَزْتَ حَدَّ الْمَسْجُوْنِيْنَ فِيْ سُجُوْنِهِمْ ، فَأَمَّا الْمُسَافِرُوْنَ فَيَحْمِلُوْنَ مِنَ الطَّعَامِ وَالْحَلَاوَةِ مَا يَأْكُلُوْنَ فَأَمَّا أَنْتَ فَإِنَّمَا هِيَ خُبْزَتُكَ أَوْخُبْزَتَانِ فِيْ شَهْرِكَ تَرْمِيْ بِهَا فِيْ دَنٍّ عِنْدَكَ فَإِذَا أَفْطَرْتَ أَخَذْتَ مِنْهُ حَاجَتَكَ فَجَعَلْتَهُ فِيْ مِطْهَرَتِكَ ثُمَّ صَبَبْتَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ مَا يَكْفِيْكَ ثُمَّ اصْطَبَغْتَ بِهِ مِلْحًا فَهٰذَا إِدَامُكَ وَحَلْوَاكَ.

آپ مسافروں کی اس حالت سے جو سفر میں جوانکی حالت ہوتی ہے تجاوز کر گئے اور قیدیوں کی اس حالت سے جو جیلوں میں انکی حالت ہوتی ہے سے بھی تجاوز کر گئے چنانچہ مسافرین تو اپنے سفروں میں کھانوں اور لذت آمیز اشیاء سے آراستہ ہوتے ہیں جن کو وہ تناول کرتے ہیں مگر آپکے پاس تو ایک یا دو روٹیاں ہوتی تھیں جنکو آپ مہینہ بھر کیلئے اپنے پاس رکھے ایک بڑے مٹکے میں ڈال دیتے تھے چنانچہ جب آپ افطار کرتے تھے تو اس سے بقدر حاجت لے لیتے تھے۔ اس کو اپنے ڈول میں ڈال کر اس میں بقدرِ ضرورت پانی ڈال دیتے اور پھر اس میں تھوڑا سا نمک ڈال دیتے تھے، یہی آپکا سالن ہوتا تھا اور یہی آپکا حلوہ۔

دن : بڑا مٹکا جو بغیر زمین کھودے نہ رکے [جمع] دِنان۔ اصطبغت : صبغ (افتعال) اصطباغًا سالن بنانا، سالن لگانا (ن، ض، ف) صَبْغًا رنگنا، ڈبونا (ن) صُبوغًا بھر جانا

فَمَنْ سَمِعَ بِمِثْلِكَ صَبَرَ صَبْرَكَ أَوْعَزَمَ عَزْمَكَ وَمَا أَظُنُّكَ إِلَّا قَدْ لَحِقْتَ بِالْمَاضِيْنَ، وَمَا أَظُنُّكَ إِلَّا قَدْ فُضِّلْتَ الْآخِرِيْنَ، وَلَا أَحْسِبُكَ إِلَّا قَدْ أَتْعَبْتَ الْعَابِدِيْنَ ، وَأَمَّا الْمَسْجُوْنُ فَيَكُوْنُ مَعَ النَّاسِ مَحْبُوْسًا فَيَأْنَسُ بِهِمْ وَأَنْتَ فَسَجَنْتَ نَفْسَكَ فِيْ بَيْتِكَ وَحْدَكَ فَلَا مُحَدِّثٌ وَجَلِيْسٌ مَعَكَ.

چنانچہ جس نے بھی آپ جیسوں کے بارے میں سنا اس نے آپکے صبر جیسا صبر اختیار کیا اور آپکے ارادوں سے اپنے ارادے ملائے اور میں آپکو گذشتہ لوگوں کے ساتھ ہی

پیوستہ سمجھتا ہوں اور دوسروں پر فاضل سمجھتا ہوں۔ آپکے بارے میں میرا گمان یہی ہے کہ آپ نے عابدوں کو بھی تھکا دیا ہے۔ رہے قیدی! تو وہ دیگر لوگوں کے ساتھ قید ہوتے ہیں جن سے وہ انسیت حاصل کرتے ہیں، مگر آپ! آپ نے تو اپنے نفس کو اپنے گھر میں تنہا ہی قید کر رکھا تھا، وہاں پر آپکے ساتھ کوئی باتیں کرنے والا تھا اور نہ کوئی ساتھ بیٹھنے والا۔

وَلَا أَدْرِيْ أَيُّ الْأُمُوْرِ أَشَدُّ عَلَيْكَ اَلْخَلْوَةُ فِيْ بَيْتِكَ تَمُرُّ بِكَ الشُّهُوْرَ وَالسُّنُوْنَ أَمْ تَرْكُكَ الْمَطَاعِمَ وَالْمَشَارِبَ، لَا سِتْرَ عَلٰى بَابِكَ وَلَا فِرَاشَ تَحْتَكَ، وَلَا قُلَّةَ يَبْرُدُ فِيْهَا مَاؤُكَ، وَلَا قَصْعَةَ يَكُوْنُ فِيْهَا غَدَاؤُكَ وَعَشَاؤُكَ، مِطْهَرَتُكَ قُلَّتُكَ وَقَصْعَتُكَ تَوْرُكَ.

مجھے معلوم نہیں کہ کونسی چیز آپ پر زیادہ شاق ہے؟ آیا گھر میں وہ خلوت وتنہائی جو آپ پر مہینوں اور سالوں سے گزر رہی ہے یا آپ کا کھانے پینے سے دستبرداری اختیار کرنا، آپ کے دروازہ پر کوئی پردہ ہے اور نہ آپ کے نیچے کوئی بستر، آپ کے پاس کوئی کوزہ ہے جس میں آپ کا پانی ٹھنڈا ہو سکے اور نہ کوئی پیالہ جس میں آپ کے لئے دن رات کا کھانا ہو، آپکا لوٹا ہی آپکا مٹکا ہے اور آپکا پیالہ ہی آپکا چھوٹا برتن ہے۔

<u>قلة</u> : چھوٹا کوزہ، لوگوں کی جماعت، بڑا گھر، سر، پہاڑ یا ہر چیز کا بالائی حصہ [جمع] قُلَل، قِلَال۔ قلل (ض) قِلًّا، قِلَّۃً کم ہونا، دبلا اور چھوٹا ہونا۔ <u>قصعة</u>: پیالہ [جمع] قِصَعْ، قِصَاعٌ، قَصَعَاتٌ۔ قصع (ف) قصعًا پانی کے گھونٹ نگلنا، پینا (س) قصعًا (ک) قصاعۃً جوان ہونے میں تاخیر کرنا۔ (تفعیل) تقصیعًا بجھانا، بھرنا۔

وَكُلُّ أَمْرِكَ يَادَاوُدُ عَجَبٌ أَمَا كُنْتَ تَشْتَهِيْ مِنَ الْمَاءِ بَارِدَهٗ وَلَا مِنَ الطَّعَامِ طَيِّبَهٗ وَلَا مِنَ اللِّبَاسِ لَيِّنَهٗ بَلٰى وَلٰكِنَّكَ زَهِدْتَّ فِيْهِ لِمَا بَيْنَ يَدَيْكَ فَمَا أَصْغَرَ مَابَذَلْتَ وَمَا أَحْقَرَ مَا تَرَكْتَ وَمَا أَيْسَرَ مَافَعَلْتَ فِيْ جَنْبِ مَا أَمَلْتَ، أَمَّا أَنْتَ فَقَدْ ظَفَرْتَ بِرُوْحِ الْعَاجِلِ وَسَعِدْتَّ وَاللّٰهِ فِي الْآجِلِ، عَزَلْتَ الشُّهْرَةَ عَنْكَ فِيْ حَيَاتِكَ لِكَيْ لَا يَدْخُلَكَ عُجْبُهَا، وَلَا يَلْحَقَكَ فِتْنَتُهَا، فَلَمَّا مُتَّ شَهَّرَكَ رَبُّكَ بِمَوْتِكَ وَأَلْبَسَكَ رِدَاءَ عَمَلِكَ فَلَوْ رَأَيْتَ الْيَوْمَ كَثْرَةَ تَبِعِكَ عَرَفْتَ أَنَّ رَبَّكَ قَدْ أَكْرَمَكَ.

اے داؤد! آپکا تو ہر کام ہی نرالا اور عجیب ہے، کیا آپکا دل ٹھنڈے پانی کو نہ چاہتا تھا؟ کیا آپکو پاکیزہ اور اچھے کھانے کی خواہش نہیں تھی؟ کیا آپکو نرم اور آرام دہ کپڑوں کی

آرزو نہ تھی؟ (یقیناً آپکو بھی ان سب چیزوں کی خواہش وآرزو تھی) لیکن (اسکے باوجود) آپ نے اپنی ان تمام خواہشات کو کچلتے ہوئے ان سے لاپرواہی اختیار کی، کتنا ہی کم تھا وہ جسکو آپنے خرچ کیا، کتنی ہی حقیر تھی وہ چیز جس کو آپ نے چھوڑ دیا اور کتنے ہی سہل وآسان تھے وہ سب کام جنہیں آپ نے اپنے خوابوں کی تعمیر کے لئے اختیار کیا۔ بہر حال آپ واقعی دنیا کی شادمانی میں بھی کامیاب ہو گئے اور خدا کی قسم! آخرت میں بھی سعادت اور نیک بختی سے سرفراز ہوں گے۔ آپنے اپنی زندگی میں شہرت کو اپنی ذات سے جدا کئے رکھا تا کہ کہیں اس کا عُجب آپ میں سرایت نہ کر جائے اور اس کے فتنے آپ کو نہ لگ جائیں۔ اب جبکہ آپ وفات پا چکے ہیں اللہ نے آپکی موت کی وجہ سے آپکو شہرت بخشی ہے اور آپکو عمل کے پیراہن سے آراستہ وپیراستہ کردیا۔ اگر آج آپ اپنے پیروکاروں کی کثرت دیکھتے تو سمجھ لیتے کہ آپ کے رب نے آپ کا اکرام کیا ہے۔

أملت: أمَل (ن) أمَلا (تفعیل) تأمیلا امید کرنا (تفعّل) تأملاً غور کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

بَيْنَ السَّيِّدَةِ زُبَيْدَةَ وَالْمَامُوْنِ

مِنَ السَّيِّدَةِ زُبَيْدَةَ:(1)

كُلُّ ذَنْبٍ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! وَإِنْ عَظُمَ صَغِيْرٌ فِيْ جَنْبِ عَفْوِكَ، وَكُلُّ زَلَلٍ وَإِنْ جَلَّ حَقِيْرٌ عِنْدَ صَفْحِكَ وَذٰلِكَ الَّذِيْ عَوَّدَكَ اللّٰهُ فَأَطَالَ مُدَّتَكَ، وَتَمَّمَ نِعْمَتَكَ، وَأَدَامَ بِكَ الْخَيْرَ، وَرَفَعَ بِكَ الشَّرَّ.

ملکہ زبیدہ کا خط:

اے امیر المومنین! ہر گناہ اگر چہ وہ بڑا ہی ہو، آپکی معافی کے پہلو میں چھوٹا ہے اور ہر لغزش اگر چہ وہ بڑی ہو، آپکے درگزر کرنے کے وقت وہ حقیر ہے۔ یہی وہ خصلت ہے جس کا اللہ نے آپکو عادی بنایا ہے، اللہ آپکی عمر لمبی کرے اور آپکی نعمت (بادشاہت) کو پورا

(1) زبیدہ موصل میں اس وقت پیدا ہوئی جب اس کے والد جعفر بن منصور موصل کے حاکم تھے، زبیدہ کا اصل نام امۃ العزیز ہے اور کنیت ام جعفر ہے، پورا نام ام جعفر امۃ العزیز زبیدہ بنت جعفر بن ابی جعفر المنصور العباس ہے، دو تین برس کی عمر میں ہی یتیم ہو گئی تھیں، پھر انکی پرورش انکے دادا منصور (جسکا تعارف القمیص الاحمر میں آرہا ہے) نے کی جو اسے زبیدہ زبیدہ کہہ کر پکارتے تھے، بعد میں اسی نام سے انکی شہرت ہوئی، چودہ یا پندرہ برس کی عمر میں ہارون الرشید سے ان کی شادی ہوئی جو بعد میں مشہور خلیفہ ہوئے، امین الرشید نامی عباسی خلیفہ انہی کے بطن سے ہیں۔ آپ عالمہ، فاضلہ اور عزت وشہرت کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھیں، مسلمانوں پر آپ کے کئی احسانات اور ہیں، نہر زبیدہ انہیں کی طرف منسوب ہے، ۲۱۶ھ میں آپ کا انتقال ہوا۔

کرے اور خیر کو آپکے ساتھ ہمیشہ رکھے اور آپکی وجہ سے شر کو اٹھا دے (دور کردے)۔

جنب : پہلو، جہت [جمع] اُجناب، کُنوب۔ جنب (ن) جنبًا پہلو پر مارنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔ صفحک: صفح (ن) صفحًا گناہ معاف کرنا، رُوگردانی کرنا (تفعیل) تصحیفًا لمبا چوڑا کرنا (إفعال) إصفاحًا محروم واپس کر دینا، الٹنا پلٹنا (تفعّل) تصفحًا تامل کرنا۔

هٰذِهٖ رُقْعَةُ الْوَالِهِ الَّتِیْ تَرْجُوْکَ فِی الْحَیَاةِ لِنَوَائِبِ الدَّهْرِ، وَفِی الْمَمَاتِ لِجَمِیْلِ الذِّکْرِ، فَإِنْ رَأَیْتَ أَنْ تَرْحَمَ ضُعْفِیْ وَاسْتِکَانَتِیْ وَقِلَّةَ حِیْلَتِیْ وَأَنْ تَصِلَ رَحْمِیْ وَتَحْتَسِبَ فِیْمَا جَعَلَکَ اللّٰهُ لَهٗ طَالِبًا وَفِیْهِ رَاغِبًا فَافْعَلْ، وَتَذَکَّرْ مَنْ لَوْ کَانَ حَیًّا لَکَانَ شَفِیْعِیْ إِلَیْکَ .

یہ ایک پرآشوب پیغام ہے جو آپ سے زندگی میں زمانے کی مصیبتوں کے وقت اور موت میں اچھے ذکر کے وقت امید کرتا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو میری بے بسی و لاچارگی اور حیلوں کے کم ہونے پر ترس کھائیں اور صلہ رحمی کریں اور اس معاملہ میں جس کا اللہ نے آپ کو طالب اور اس میں رغبت کرنے والا بنایا ہے ثواب کی امید رکھیں (اگر ایسا ہی ہے جیسا کہ میرا گمان ہے تو) پھر یہ سب کر گزریے اور اس شخص کو یاد کیجئے اگر وہ زندہ ہوتا تو آپکے پاس میرا سفارشی ہوتا۔

الواله : [صیغہ صفت] وله (ض، ح، س) ولھًا زیادتی غم سے عقل زائل ہونے کے قریب پہنچنا، شدت غم سے متحیر سا ہو جانا (تفعیل) تولیھًا شدت غم میں ڈالنا [المرأة] عورت اور اس کے بچے میں جدائی ڈالنا (استفعال) استیلاھًا بدحواس ہونا۔ نوائب: [مفرد] النائبۃ [مذکر] النائب مصیبتیں، حوادث۔

مِنَ الْمَامُوْنِ :

وَصَلَتْ رُقْعَتُکِ یَا أُمَّاهُ ! أَحَاطَکِ اللّٰهُ وَتَوَلَّاکِ بِالرِّعَایَةِ وَوَقَفْتُ عَلَیْهَا، وَسَاءَ نِیْ، شَهِدَ اللّٰهُ، جَمِیْعُ مَا أَوْضَحْتِ فِیْهَا لٰکِنَّ الْأَقْدَارَ نَافِذَةٌ، وَالْأَحْکَامَ جَارِیَةٌ، وَالْأُمُوْرَ مُتَصَرِّفَةٌ، وَالْمَخْلُوْقُوْنَ فِیْ قَبْضَتِهَا لَایَقْدِرُوْنَ عَلٰی دِفَاعِهَا، وَالدُّنْیَا کُلُّهَا إِلٰی شَتَاتٍ، وَکُلُّ حَیٍّ إِلٰی مَمَاتٍ، وَالْغَدْرُ وَالْبَغْیُ حَتْفُ الْإِنْسَانِ، وَالْمَکْرُ رَاجِعٌ إِلٰی صَاحِبِهٖ، وَقَدْ أَمَرْتُ بِرَدِّ جَمِیْعِ مَا أُخِذَ لَکِ، وَلَمْ تَفْقِدِیْ مِمَّنْ مَضٰی إِلٰی رَحْمَةِ اللّٰهِ إِلَّا وَجْهَهٗ وَأَنَا بَعْدَ ذٰلِکَ لَکِ عَلٰی أَکْثَرِ مِمَّا تَخْتَارِیْنَ، وَالسَّلَامُ !

مامون کا جواب:(۱)

اے میری پیاری امی آپ کا خط مجھے ملا، اللہ آپ کی حفاظت فرمائے اور آپ کو رعایا پر ولایت عطا فرمائے۔ میں آپ کی تکلیف پر مطلع ہو گیا ہوں اور اللہ گواہ ہے مجھے ان تمام معاملات نے جن کو آپ نے واضح کیا ہے غمگین کر دیا ہے لیکن تقدیر (قسمت) پوری

(۱) ہارون کے دوسرے بیٹے مامون الرشید کی ولادت ربیع الاول ۱۷۰ھ میں ہوئی اور لطیفہ مشہور ہے کہ ایک ہی رات میں ایک خلیفہ (مہدی) نے وفات پائی، دوسرے خلیفہ (ہارون الرشید) نے تخت سنبھالا اور اسی رات تیسرے خلیفہ (مامون) کی ولادت ہوئی، مامون کی ماں ایک کنیز تھی، بادغیس جو افغانستان کے مشہور صوبہ ہرات کا ایک شہر ہے، میں پیدا ہوئی خراسان کے اس وقت کے گورنر علی بن عیسی نے ان کو ہارون الرشید کے دربار میں بطور ہدیہ بھیجا تھا اس کنیز کی وفات مامون کی ولادت کے صرف چار روز بعد ہوئی۔ آپ کی کنیت ابوالعباس اور پورا نام عبداللہ المامون بن ہارون الرشید ہے، آپ دوراندیشی، عزم وہمت، حلم وبردباری، علمی حمایت اور بکھرے فضائل کے جامع ہونے کی وجہ سے بنو عباس کی قابل فخر شخصیات میں سے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ میں احکام کے بارے میں جلد بازی، ان کے نافذ کرنے میں سختی اور اس وقت کے فلاسفہ معتزلہ کی طرف میلان پایا جاتا تھا، آپ کی وفات ۲۱۸ھ میں ہوئی۔

خط کا پس منظر:

خلافت عباسیہ (جس کے بانی سفاح بن محمد ہیں) کے پانچویں خلیفہ ہارون الرشید کے بارہ بیٹوں میں سے چار بیٹے مامون، امین، موتمن اور معتصم اپنے باپ کے ولی عہد بننے کے بالکل قابل تھے، ہارون الرشید نے ۱۸۶ھ میں حج کے موقع پر اپنے دو بیٹوں (امین اور مامون) کو اپنے ملک کے علیحدہ علیحدہ علاقے کے لئے ولی عہد مقرر کر دیا۔ روضۃ الصفا کی روایت کے مطابق مامون کو بغداد سے شمالی علاقے کا اور امین کو جنوبی علاقے کا ولی عہد مقرر کیا لیکن امین کی حکومت انتہائی محدود رقبے پر تھی، اس ولی عہدی اور تقسیم ملک کی دستاویز پر ایک بہت بڑی جماعت کی موجودگی میں دونوں بھائیوں نے دستخط کئے۔ ۳ جمادی الثانی ۱۹۳ھ میں ہارون کے انتقال کے ساتھ ہی دونوں بھائیوں کے درمیان اقتدار کی رسہ کشی شروع ہو گئی حتی کہ ایک موقع پر امین الرشید نے عبداللہ بن حازم کو کہا "چپ رہ! عبدالملک تجھ سے زیادہ عاقل تھا اس کا قول ہے جنگل میں دو شیر نہیں رہ سکتے" چنانچہ امین اور مامون کی فوجوں کے درمیان پہلی باضابطہ جنگ "رے" کے مقام پر امین کی طرف سے علی بن عیسی کی قیادت میں پچاس ہزار کی فوج اور مامون کی طرف سے طاہر بن حسین کی قیادت میں چار ہزار فوج کے درمیان لڑی گئی۔ زبیدہ چونکہ امین کی والدہ تھیں اس لئے علی بن عیسی جب مامون کی فوج کے مقابلے کے لئے بغداد سے نکلنے لگے تو زبیدہ نے اس کو ایک چاندی کی زنجیر دی اور کہا "اگر مامون گرفتار ہو تو اس میں باندھ کر لانا" اور ساتھ ہی نصیحت بھی کی "امین اگر چہ میرا لخت جگر ہے تاہم مامون کا بھی مجھ پر بہت کچھ حق ہے، تم جانتے ہو وہ کس کا بیٹا اور کس کا بھائی ہے" اس لڑائی میں مامون کی فوج نے کامیابی حاصل کی اور امین کی فوج کا سپہ سالار علی بن عیسی قتل ہوا اور طاہر بن حسین فتح کے ساتھ ہی بغداد کی طرف بڑھتا چلا آیا اور ذوالحجہ ۱۹۶ھ کو باب الانبار پہنچ کر ایک باغ میں قیام کیا اور بغداد کو محاصرہ میں لے لیا، کافی دنوں تک یہ محاصرہ اور جنگ جاری رہی۔ وہ بغداد جس کی بنیاد ابو جعفر منصور نے ۱۴۵ھ میں "إن الارض لله يورثها من يشاء من عباده" پڑھ کر رکھی تھی، جب اجڑ گیا تو امین الرشید نے تھک کر ہرثمہ ہاشمی سے امان طلب کی، معاملہ یہ طے پایا کہ ہرثمہ دجلہ کے کنارے کشتی لے کر آئے جس میں سوار ہو کر شام کی طرف بھاگ جائیں گے، اسی ارادہ سے ہفتہ کی شب محرم ۱۹۸ھ کو آٹھ بجے امین الرشید نے اپنی کرسی پر بیٹھ کر آخری دربار اس حالت میں لگایا کہ چند خدام اس کے سرہانے گرز لئے کھڑے تھے، اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا سینہ سے لپٹا کر پیار کیا، پیشانی اور رخساروں پر بوسے دیئے، گلے سے لگا کر خوب رویا اور نہایت حسرت کے ساتھ یہ کہہ کر رخصت کیا "جاؤ! خدا کو سونپا" اس کے بعد امین جب دجلہ پر پہنچا تو ہرثمہ کشتی لے کر انتظار کر رہا تھا اس میں

ہونے والی ہے، فیصلے جاری ہیں، کاموں میں تصرف کیا جاچکا ہے اور تمام مخلوق ایسی ذات کے قبضے میں ہے کہ جس سے دفاع کی طاقت بھی نہیں رکھتی۔ پوری دنیا متفرق ہے، ہر زندہ نے مر جانا ہے دھوکہ اور جھوٹ انسان کی موت ہے اور مکر اپنے مکر کرنے والے کی طرف واپس پلٹتا ہے آپ سے جو کچھ بھی لیا گیا ہے میں نے اس کے واپس کرنے کا حکم جاری کر دیا ہے، جو اللہ کی رحمت کی طرف چلا گیا آپ نے اس کو گم نہیں کیا مگر صرف اسکے چہرے کو (یعنی

سوار ہوئے، ابھی کشتی چلی ہی تھی کہ طاہر بن حسین کی فوج نے ہر طرف سے گھیر لیا اور اس قدر پتھر برسائے کہ کشتی کے تمام تختے ٹوٹ گئے، امین اپنے جسم پر لدے وزنی کپڑے پھاڑ کر ہلکا ہوا اور ڈوبتا تیرتا کنارے آ پہنچا۔ احمد بن سلام کا کہنا ہے کشتی میں امین کے ساتھ ہونے کی وجہ سے مجھے بھی قید خانہ میں ڈالا گیا، ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ امین کو وہاں لایا گیا اور اس کی حالت یہ تھی ننگے بدن پر صرف ایک پائجامہ، سر پر ایک عمامہ اور کندھے پر ایک بوسیدہ چادر تھی، آدھی رات گزری تھی کہ چند اہل عجم ننگی تلواریں لے کر آگئے، امین بھی مرنے کے لئے تیار ہوا لیکن نہتا تھا اس لئے اس نے چاہا کہ حریف کی تلوار چھین کر ہاشمی جرأت کے جوہر رندانہ دکھلائے، کیونکہ اسے ایک ایسی موت منظور تھی جو ایک عباسی شہزادہ کے شایان شان ہو، مگر دفعتاً سارا گروہ اس پر ٹوٹ پڑا اور زبیدہ کا یہ چشم و چراغ جس نے چار برس سات ماہ اٹھارہ دن سریر خلافت کو جلا بخشی، اٹھائیس برس کی عمر میں عین جوانی میں ہمیشہ کے لئے گل کر دیا گیا۔ زبیدہ جو اپنے بیٹے کے محل میں تھی جب اسکو یہ خبر پہنچی تو نہایت غمگین حالت میں ایک خط لکھا جو زبیدہ کی طرف سے مامون کو پہلا خط تھا جسکا کچھ مضمون متن میں موجود ہے، یہ خط زبیدہ کی طرف سے جہاں گہرے غم و اندوہ کا غماز ہے وہیں منصب خلافت کے احترام اور آداب شاہی کی باریکیوں کی معرفت پر بھی مشتمل ہے اور اس جیسے نازک موقف اور اندورنی چپقلش کے بارے میں انشاء و تعبیر کی ایک عمدہ مثال ہے اور مامون کا جواب غم خواری و طاعت کا ایسا مجموعہ ہے جو شاہانہ شان و شوکت اور پدری فرمانبرداری کو جامع ہے، اس میں اظہار تعزیت کی شیرینی بھی ہے اور اظہار ناراضگی کی کچھ تلخی بھی۔ اس کا بقیہ حصہ جو کتب تاریخ میں موجود ہے ذیل میں ہم اسکو نقل کر رہے ہیں۔ الی الوارث علم الاولین و فھمھم ...... والملک المامون من ام جعفر ...... کتبت وعینی مستھل دموعھا ...... الیک ابن عمی من جفون و محجر ...... وقد مسنی ذل وضر کآبة ...... وارق عینی یا ابن عمی تفکر ...... اتی طاھر لا طھر اللہ طاھرا ...... فما طھر فیما اتی بمطھر ...... فاخرجنی مکشوفة الوجہ حاسر ...... وانھب اموالی واخرب ادوری ...... یعز علی ھارون ما قد لقیتہ ...... وما مر بی من ناقص الخلق اعور ...... فان کان ما ابدی بامر امرتہ ...... صبرت لا من من قدیر۔ ترجمہ: خلیفہ مامون جو اگلوں کے علم و فہم کا مدار ہے کے نام ام جعفر کی طرف سے خط ہے، اے ابن عم! میں تجھ کو خط لکھ رہی ہوں جبکہ میری آنکھیں پلکوں سے خون برسا رہی ہیں مجھکو ذلت اور اذیت دہ رنج پہنچا ہے اور فکر نے میری آنکھ کو الا جواب کر دیا ہے، طاہر آیا اللہ طاہر کو طاہر نہ کرے جو کچھ اس نے کیا اس سے پاک نہیں ہو سکتا، اس نے مجھ کو برہنہ اور بے پردہ گھر سے نکالا، میرا مال لوٹ لیا اور مکانات برباد کر دیئے، اس ناقص الخلقت کانے کے ہاتھ سے جو مجھ پر گزرا اگر ہارون ہوتا تو اس پر گراں گزرتا۔ طاہر نے جو کچھ کیا اگر تیرے حکم سے کیا ہے تو میں خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ جب یہ خط مامون کو ملا تو پڑھ کر اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، بہر حال ۲۶ محرم بروز ہفتہ ۱۹۸ھ اہل بغداد نے مامون کیلئے عمومی بیعت کی، مامون رجب ۲۰۲ھ میں مرو سے روانہ ہوا اور صفر ۲۰۴ھ کو بغداد پہنچا، روم کے گمنام اور قسطنطین کے زمانہ سے مقفل فلسفہ کو جان تازہ بخشنے اور دیگر کارہائے نمایاں سرانجام دینے کے بعد آخر کار اس شہزادے نے بھی اپنا نائب اپنے بھائی ابو اسحاق معتصم باللہ کو بنا کر سترہ سوگوار بیٹوں کی موجودگی میں ۱۸ رجب ۲۱۸ھ کو یہ کہہ کر "اے وہ! جس کی سلطنت کبھی زائل نہ ہوگی اس پر رحم فرما جس کی سلطنت زائل ہو رہی ہے" جان جان آفریں کے سپرد کر دی اور حدود روم کے ایک شہر طرطوس میں ہارون الرشید کے خادم خاص خاقان کے مکان میں مدفون ہوا۔

صرف وہی شخص گیا ہے بقیہ معاملات تو وہی ہیں اب میں اسکی جگہ پر ہوں تو جو کچھ وہ آپ کو دیتے تھے اب میں دوں گا) اور اس کے بعد آپ جو کچھ بھی اختیار کریں گی (چاہیں گی) میں اس سے زیادہ پر ہوں گا (آپکی خواہش سے بڑھکر آپ کو دونگا)۔ والسلام

__الْأَقدار__: [مفرد] القدر تقدیر الٰہی، طاقت وقوت، چیز کی انتہاء۔ قدر (ض) قَدْرًا تدبیر کرنا، اندازہ کرنا۔ قَدَارةً تیار کرنا، وقت معین کرنا (ن،ض) قدرًا تعظیم کرنا، غور وفکر کرنا (تفعیل) تقدیرًا قادر بنانا، فیصلہ کرنا۔ __شتات__: [مفرد] الشَّت متفرق، پراگندگی۔ شتت (ض) شَتًّا، شَتَاتًا متفرق ہونا، پراگندہ کرنا (تفعّل) تشتّتا متفرق ہونا۔ __حتف__: موت [جمع] حُتُوفٌ کمایقال" مات حتف أنفه او حتف فيه" وہ اپنی طبعی موت مرا۔

☆☆☆☆☆☆☆
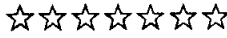
بَيْنَ قَاضٍ وَقُوْرٍ، وَذُبَابٍ جَسُوْرٍ (للجاحظ(۱))

كَانَ لَنَا بِالْبَصْرَةِ قَاضٍ يُقَالُ لَهُ عَبْدُاللهِ بْنُ سَوَارٍ، لَمْ يَرَالنَّاسُ حَاكِمًا زَمِيْتًا رَكِيْنًا وَلَا وَقُوْرًا حَلِيْمًا، ضَبَطَ مِنْ نَفْسِهِ وَمَلَكَ مِنْ حَرَكَتِهِ مِثْلَ الَّذِيْ ضَبَطَ وَمَلَكَ. كَانَ يُصَلِّي الْغَدَاةَ فِيْ مَنْزِلِهِ وَهُوَ قَرِيْبُ الدَّارِ مِنْ مَسْجِدِهِ، فَيَأْتِيْ مَجْلِسَهُ فَيَحْتَبِيْ وَلَا يَتَّكِئُ، فَلَايَزَالُ مُنْتَصِبًا لَايَتَحَرَّكُ لَهُ عُضْوٌ، وَلَا يَلْتَفِتُ وَلَا يَحُلُّ حَبْوَتَهُ. وَلَايَحْمِلُ رِجْلًا عَلٰى أُخْرٰى، وَلَايَعْتَمِدُ عَلٰى أَحَدِ شِقَّيْهِ، حَتّٰى كَأَنَّهُ بِنَاءٌ مَبْنِيٌّ، أَوْ صَخْرَةٌ مَنْصُوْبَةٌ.

پروقار قاضی اور بہادر مکھی کے درمیان کشمکش

بصرہ میں ہمارا ایک قاضی تھا، جس کو عبداللہ بن سوار کہا جاتا تھا، لوگوں نے کوئی ایسا

(۱) ابوعثمان عمرو بن بحر الجاحظ بصرہ میں پیدا ہوئے وہیں پرورش پائی اور رائج الوقت تمام فنون میں حظ وافر حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی، اس کے بعد تصنیف وتالیف کی خاطر کتب کو جمع کیا اور پھر مضمون نگاری اور انشاپردازی کی۔ آپ بدشکل، نازک اندام، تیز خاطر، ظریفانہ حاضر جواب اور معتزلی عقیدہ والے تھے، تصنیف میں عرب کے نابغہ روزگار اور ماہر باکمال، علم وفن کے امام اور ایک خاص اسلوب کے موجد بھی اور شاید آخر بھی وہی ہوں شمار ہوتے ہیں، ان کی تصنیف آسان مگر طویل عبارت، بہت سارے مقفی فقرات میں جملوں کی تقطیع یا ترسیل، الفاظ وجملوں میں عمدہ جڑاؤ اور ایک جملے سے دوسرے جملے کو نکالنے، سنجیدگی ومزاح کے امتزاج، عقل ومنطق کی تحکیم، درمیان میں جملہ ادعیہ کو لانے کے باعث اور ساتھ ساتھ ان ساری چیزوں کا نقشہ جن میں مصنف زندگی گزارتا ہے اور اہل زمانہ کے اخلاق وعادات کو بیان کرنے کی وجہ سے دیگر حضرات کی تصنیفات سے ممتاز حیثیت رکھتی ہیں ان کی مشہور کتب میں "البیان والتبیین، کتاب البخلاء، الحیوان اور دیوان السائل ہیں" ان کی وفات ۲۵۵ھ میں ہوئی۔

سنجیدہ اور ثابت قدم حاکم، کوئی ایسا صاحبِ وقار اور بردبار حاکم جو اپنے آپ پر اور اپنی حرکات پر ایسی قدرت رکھتا ہو جیسے وہ اپنے نفس اور اپنی حرکات پر قدرت رکھتا تھا نہیں دیکھا، وہ فجر کی نماز اپنے گھر میں پڑھتا تھا حالانکہ اس کا گھر مسجد کے قریب واقع تھا پھر مجلس میں آتا اور حبوہ باندھ کر بیٹھ جاتا، تکیہ نہیں لگاتا تھا وہ اسی طرح بیٹھا رہتا تھا، اس کا کوئی عضو بھی حرکت نہیں کرتا تھا، وہ ادھر ادھر دیکھتا اور نہ ہی اپنا حبوہ کھولتا، اپنی ٹانگ کو دوسری ٹانگ پر رکھتا اور نہ ہی ایک پہلو پر ٹیک لگاتا، ایسے معلوم ہوتا تھا گویا کہ وہ ایک بنی بنائی عمارت ہے یا گاڑا ہوا پتھر ہے۔

جسور : دلیر [جمع] جُسُرٌ، جُسُرٌ ۔ جسر (ن) جَسارۃً، جُسورًا اقدام کرنا (ن) جَسْرًا پل بنانا (تفاعل) تجاسرًا فخر کرنا، جری ہونا (افتعال) اجتسارًا عبور کرنا۔ زمیتا : زمت (ک) زمانۃً (تفعّل) تزمّتا سنجیدہ و صاحب وقار ہونا (س) زَمْتًا گلا گھونٹنا۔ رکینا : رکن (ک) رَکانۃً، رُکونۃً صاحب وقار و سنجیدہ ہونا، ثابت قدم بنانا (ن،س) رُکونا مائل ہونا، اعتماد و بھروسہ کرنا۔ فیحتبی : حبو (افتعال) احتباءً اپیٹھ اور پنڈلیوں کو کپڑے سے باندھ لینا، کپڑے میں لپٹ جانا (ن) حَبْوًا قریب ہونا، چوتڑوں کے بل گھسٹنا (تفعیل) تحبیۃ حفاظت کرنا، منع کرنا۔ الحبوۃ : وہ کپڑا جس سے پیٹھ اور پنڈلیوں کو ملا کر باندھ لیا جائے [جمع] حُبیً ۔ صخرۃ : ٹھوس بڑا پتھر، چٹان [جمع] صَخْر، صُخُور ۔ صخر (إفعال) إصخارًا پتھریلا ہونا۔

فَلایَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَقُوْمَ إِلٰی صَلَاۃِ الظُّھْرِ، ثُمَّ یَعُوْدُ إِلٰی مَجْلِسِہٖ فَلَایَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَقُوْمَ إِلٰی صَلَاۃِ الْعَصْرِ، ثُمَّ یَرْجِعُ لِمَجْلِسِہٖ فَلایَزَالُ کَذٰلِکَ حَتّٰی یَقُوْمَ لِصَلَاۃِ الْمَغْرِبِ، ثُمَّ رُبَمَا عَادَ إِلٰی مَجْلِسِہٖ، بَلْ کَثِیْرًا مَّا کَانَ یَکُوْنُ ذٰلِکَ إِذَابَقِیَ عَلَیْہِ شَیْئٌ مِّنْ قِرَاءَۃِ الْعُھُوْدِ وَالشُّرُوْطِ وَالْوَثَائِقِ، ثُمَّ یُصَلِّی الْعِشَاءَ الْآخِرَۃَ وَیَنْصَرِفُ، فَالْحَقُّ یُقَالُ لَمْ یَقُمْ فِیْ طُوْلِ تِلْکَ الْمُدَّۃِ وَالْوِلَایَۃِ مَرَّۃً وَاحِدَۃً إِلَی الْوُضُوْءِ وَلَااحْتَاجَ إِلَیْہِ، وَلَا شَرِبَ مَاءً وَلَا غَیْرَہٗ مِنَ الشَّرَابِ.

وہ اسی حالت میں رہتا حتی کہ ظہر کی نماز کیلئے اٹھ جاتا پھر اپنی مجلس میں واپس آجاتا اور اسی حالت میں رہتا حتی کہ عصر کی نماز کیلئے اٹھ جاتا پھر واپس مجلس میں آجاتا اور اسی حالت میں رہتا حتی کہ مغرب کی نماز کیلئے اٹھ جاتا پھر بسا اوقات اپنی مجلس میں واپس آتا بلکہ اکثر اوقات ہی ایسا ہوتا خصوصاً جبکہ اس پر کچھ ذمہ داریوں، شرطوں اور معاہدوں کا دیکھنا باقی رہتا پھر عشاء کی نماز پڑھتا اور چلا جاتا۔ اگر یہ بات کی جائے کہ وہ اپنی پوری مدتِ ولایت میں

ایک مرتبہ بھی وضو کیلئے اٹھا اور نہ ہی اس کو وضو کی حاجت ہوئی، پانی پینے کیلئے اور نہ ہی پانی کے علاوہ کوئی دوسرا مشروب پینے کے لئے اٹھا تو یقیناً صحیح ہوگی۔

كَذٰلِكَ كَانَ شَأْنُهُ فِي طِوَالِ الْأَيَّامِ وَفِي قِصَارِهَا، وَفِي صَيْفِهَا وَفِي شِتَائِهَا، وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ لَايُحَرِّكُ يَدًا وَلَا عُضْوًا وَلَايُشِيرُ بِرَأْسِهِ، وَلَيْسَ إِلَّا أَنْ يَتَكَلَّمَ ثُمَّ يُوجِزَ وَيَبْلُغَ بِالْيَسِيرِ مِنَ الْكَلَامِ إِلَى الْمَعَانِي الْكَبِيرَةِ.

دن لمبے ہوں یا چھوٹے اس کی شان یہی تھی اسی طرح موسمِ گرما اور سرما میں بھی یہی اس کی حالت تھی، ان تمام کے ساتھ ساتھ وہ اپنے ہاتھ کو حرکت دیتا اور نہ کسی دوسرے عضو کو، اور نہ اپنے سر سے اشارہ کرتا (بلکہ) وہ زبان سے بولتا (اور جب بولتا تو) پھر مختصر کلام کرتا اور تھوڑی بات میں بڑے بڑے معانی ادا کر جاتا۔

__یوجز__: وجز (ض) وَجْزًا مختصر کلام کرنا (ک) وَجازۃً، وَجُوْزًا کلام کا مختصر و بلیغ ہونا (إفعال) إیجازًا مختصر ہونا مختصر کرنا (تفعل) توجزًا حاجت پوری کرنے کا کہنا (استفعال) استیجازًا زوائد کو حذف کر دینا۔

فَبَيْنَا هُوَ كَذٰلِكَ ذَاتَ يَوْمٍ وَأَصْحَابُهُ حَوَالَيْهِ، وَفِي السَّمَاطَيْنِ بَيْنَ يَدَيْهِ سَقَطَ عَلَى أَنْفِهِ ذُبَابٌ فَأَطَالَ الْمُكْثَ، ثُمَّ تَحَوَّلَ إِلَى مُوْقِ عَيْنَيْهِ، فَرَامَ الصَّبْرَ عَلَى سُقُوْطِهِ عَلَى الْمُوْقِ، وَصَبَرَ عَلَى عَضَّتِهِ وَنَفَاذِ خُرْطُوْمِهِ، كَمَا رَامَ الصَّبْرَ عَلَى سُقُوْطِهِ عَلَى أَنْفِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يُحَرِّكَ أَرْنَبَتَهُ أَوْ يُغَضِّنَ وَجْهَهُ، أَوْ يَذُبَّ بِأَصْبَعِهِ.

انہی حالات میں ایک دن وہ جبکہ اس کے اصحاب اس کے گرد دو صفوں میں اس کے سامنے جمع تھے، بیٹھا تھا کہ ایک مکھی اس کی ناک پر بیٹھ گئی، وہ کافی دیر تک بیٹھی رہی پھر وہ اس کے گوشۂ چشم کی طرف منتقل ہوگئی قاضی نے مکھی کے گوشۂ چشم پر بیٹھنے پر صبر کا ارادہ کیا۔ اس نے مکھی کے کاٹنے اور سونڈ کو اندر داخل کرنے پر صبر کیا جیسے اس نے ناک پر بیٹھنے پر صبر کیا تھا، اس نے اپنی ناک کو ایک جانب حرکت دی اور نہ اپنے چہرہ پر شکن ڈالی، اور نہ ہی اس کو اپنی انگلی سے دور کیا۔

__موق__: [مصدر] گوشۂ چشم، بیوقوفی، غبار [جمع] اُمواق۔ موق (ن) مُوْقًا، مُواقۃً بے وقوف ہونا، ہلاک ہونا (تفاعل) تماوقًا حماقت ظاہر کرنا۔ __رام__: روم (ن) رَوْمًا، مرامًا ارادہ کرنا (تفعیل) ترویمًا ٹھہرنا، خواہش دلانا (تفعّل) تروّمًا ٹھٹھا کرنا۔ __عضته__: عضض

(س)عضًا،عضیضًا کاٹنا،دانت سے پکڑنا (تفعیل) تعضیضًا بہت کاٹنا (إفعال) إعضاضًا دانت سے کٹوانا۔ خرطوم: سونڈ،جلدی نشہ لانے والی شراب،سردار [جمع] خراطیم۔ خرط (ن،ض) خرطًا ہاتھ مار کر پتے جھاڑنا،ہموار کرنا (استفعال) استخراطًا پھوٹ پھوٹ کر رونا۔ یغضن: غضن (تفعیل) تغصینًا شکن ڈالنا،موڑنا (ن،ض) غضنًا منع کرنا (مفاعلہ) مغاضنۃً آنکھ کا جھپکانا۔ یذب: ذب (ن) ذبًّا دفع کرنا،حمایت کرنا (ض) ذبًّا،ذببًا گرمی یا پیاس سے خشک ہونا،مرجھانا۔

فَلَمَّا طَالَ ذٰلِکَ عَلَیْهِ مِنَ الذُّبَابِ،وَشَغَلَهُ وَأَوْجَعَهُ وَأَحْرَقَهُ،وَقَصَدَ إِلٰی مَکَانٍ لَایَحْتَمِلُ التَّغَافُلَ أَطْبَقَ جَفْنَهُ الْأَعْلٰی عَلٰی جَفْنِهِ الْأَسْفَلِ فَلَمْ یَنْهَضْ فَدَعَاهُ ذٰلِکَ إِلٰی أَنْ یُوَالِیَ بَیْنَ الطِّبَاقِ وَالْفَتْحِ،فَتَنَحّٰی رَیْثَمَا سَکَنَ جَفْنُهُ،ثُمَّ عَادَ إِلٰی مُوْقِهِ بِأَشَدَّ مِنْ مَرَّتِهِ الْأُوْلٰی .

جب مکھی کافی دیر تک وہاں بیٹھی رہی اور قاضی کو اس نے مصروف رکھا،اسے درد اور سخت تکلیف پہنچائی اور اس نے ایسی جگہ کا ارادہ کیا جس سے غفلت برتنے کا احتمال تک نہیں ہوسکتا تو اس نے اپنی اوپر کی پلکوں کو نیچے کی پلکوں کے ساتھ ملا دیا لیکن اس طرح بھی وہ نہیں اٹھی،اس وجہ سے وہ پے در پے پلکوں کو ملاتا رہا اور کھولتا رہا،اتنی مدت کیلئے (جتنی میں وہ پلکوں کو حرکت دیتا رہتا تھا) تو مکھی وہاں (گوشۂ چشم) سے ایک جانب ہو جاتی لیکن جتنی مدت میں وہ اپنی پلکوں کی حرکت بند کرتا وہ پھر دوبارہ پہلی مرتبہ کے مقابلے میں بہت زیادہ سختی کے ساتھ گوشۂ چشم کی طرف لوٹ آتی تھی۔

جفنۃ: [مصدر] اوپر نیچے کا پپوٹہ،نیام [جمع] أجفان،جفون۔ جفن (ن) جفنًا ذبح کر کے بڑے پیالہ میں کھلانا،برائیوں سے روکنا،جڑ پکڑنا۔ لم ینھض: نھض (ف) نھضًا،اٹھنا،مستعد ہونا،بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔ ریثما: مقدارِ مہلت،الریث اکثر [ما] کے ساتھ استعمال ہوتا ہے کبھی بغیر [ما] کے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ریث (ض) ریثًا تاخیر کرنا (تفعیل) تریثًا تھکنا،نرم کرنا (إفعال) إراثۃً دیر کرانا۔

فَغَمَسَ خُرْطُوْمَهُ فِیْ مَکَانٍ کَانَ قَدْآذَاهُ فِیْهِ قَبْلَ ذٰلِکَ فَکَانَ احْتِمَالُهُ أَقَلَّ،وَعَجْزُهُ عَنِ الصَّبْرِعَلَیْهِ فِی الثَّانِیَةِ أَقْوٰی،فَحَرَّکَ أَجْفَانَهُ،وَزَادَ فِیْ شِدَّةِ الْحَرَکَةِ،وَأَلَحَّ فِیْ فَتْحِ الْعَیْنِ،وَفِیْ تَتَابُعِ الْفَتْحِ وَالْإِطْبَاقِ،فَتَنَحّٰی عَنْهُ بِقَدْرِ مَاسَکَنَتْ حَرَکَتُهُ،ثُمَّ عَادَ إِلٰی مَوْضِعِهِ،فَمَا زَالَ یُلِحُّ عَلَیْهِ حَتّٰی

اسْتَفْرَغَ صَبْرَهُ وَبَلَغَ مَجْهُودَهُ ،فَلَمْ يَجِدْ بُدًّامِّنْ أَنْ يَّذُبَّ عَنْ عَيْنِهِ بِيَدِهِ فَفَعَلَ وَعُيُونُ الْقَوْمِ تَرْمُقُهُ،وَكَأَنَّهُمْ لَايَرَوْنَهُ فَتَنَحّٰى عَنْهُ بِقَدْرِمَارَدَّ يَدَهُ وَسَكَنَتْ حَرَّكَتُهُ،ثُمَّ عَادَ إِلٰى مَوْضِعِهِ، ثُمَّ أَلْجَأَهُ إِلٰى أَنْ ذَبَّ عَنْ وَجْهِهِ،بِطَرَفِ كُمِّهِ، ثُمَّ أَلْجَأَهُ إِلٰى أَنْ تَابَعَ ذٰلِكَ،وَعَلِمَ أَنَّ فِعْلَهُ كُلَّهُ بِعَيْنِ مَنْ حَضَرَهُ مِنْ أُمَنَائِهِ وَجُلَسَائِهِ.

مکھی نے اپنی سونڈ اس جگہ پر جہاں اس نے پہلے اس کو تکلیف دی تھی گاڑ دی جبکہ اب صبر کا احتمال کم تھا اور دوسری مرتبہ اس تکلیف پر صبر کرنے سے عاجز آنا زیادہ قوی تھا، اس نے اپنی پلکوں کو حرکت دی اور تیزی سے حرکت دیتا رہا، اپنی آنکھوں کو پے در پے کھولنے اور بند کرنے پر اصرار کیا تو مکھی اتنی دیر ایک جانب ہو جاتی جتنی دیر میں اس کی حرکت بند ہو جاتی وہ پھر اپنی جگہ واپس آجاتی اور اس طرز پر اصرار کرتی رہی (یعنی اس نے یہی طریقہ اختیار کرلیا) یہاں تک کہ وہ صبر اور اپنی کوشش کے آخری درجہ تک پہنچ گیا، اس نے اس کے علاوہ کوئی اور چارہ نہیں پایا کہ وہ اس کو اپنی آنکھ سے ہاتھ کے ذریعہ دور کرے چنانچہ اس نے ایسا کیا تو قوم کی آنکھیں اس کو اس طرح تکنے لگیں گویا کہ وہ اس کو نہیں دیکھ رہے ہیں۔ مکھی پھر اتنی مدت کیلئے اس سے ایک جانب ہوگئی جتنی مدت میں اس نے اپنا ہاتھ واپس کرلیا، جب اس کی حرکت ختم ہوگئی، وہ پھر دوبارہ اپنی جگہ کی طرف واپس آگئی۔ پھر اس کو مجبور کیا کہ وہ اس کو اپنی آستین کے ایک کونے کے ذریعے اپنے چہرے سے دور کرے اور اس کو اس پر مجبور کیا کہ وہ یہ فعل پے در پے کرے جبکہ وہ جانتا تھا کہ یہ کام اپنے ہم مجلسوں کے سامنے اور ان کی حاضری کی حالت میں کر رہا ہے۔

یلح علیه :لح (إفعال) إلحاحًا اصرار کرنا، لگاتار برسنا، تھک کر سست ہونا (ن، ض) لحًّا نزدیک ہونا (س) لحًا لححًا [العین] کیچڑ سے پلکوں کا چپکنا۔ترمقه :رمق (ن) رمقًا دیر تک دیکھنا، چھچھلتی ہوئی نگاہ ڈالنا (تفعیل) ترمیقًا دیر تک دیکھنا، گھڑنا (مفاعلہ) مرامقۃً اچھی طرح نہ کرنا۔

فَلَمَّا نَظَرُوا إِلَيْهِ قَالَ :أَشْهَدُ أَنَّ الذُّبَابَ أَلَجُّ مِنَ الْخُنْفَسَاءِ وَأَزْهٰى مِنَ الْغُرَابِ ،قَالَ:وَأَسْتَغْفِرُ اللهَ فَمَا أَكْثَرَ مَنْ أَعْجَبَتْهُ نَفْسُهُ فَأَرَادَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُّعَرِّفَهُ مِنْ ضُعْفِهِ مَاكَانَ عَنْهُ مَسْتُوْرًاوَقَدْ عَلِمْتُمْ أَنِّيْ عِنْدَ نَفْسِيْ وَعِنْدَ النَّاسِ مِنْ أَرْزَنِ النَّاسِ ،فَقَدْ غَلَبَنِيْ وَفَضَحَنِيْ أَضْعَفُ خَلْقِهِ،ثُمَّ تَلَاقَوْلَهُ تَعَالٰى:

(وَإِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّايَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ) وَكَانَ بَيِّنَ اللِّسَانِ، قَلِيْلَ فُضُوْلِ الْكَلَامِ ،وَكَانَ مُّهِيْبًا فِيْ أَصْحَابِهٖ،وَكَانَ أَحَدَمَّنْ لَمْ يُطْعَنْ عَلَيْهِ فِيْ نَفْسِهٖ ،وَلَافِيْ تَعْرِيْضِ أَصْحَابِهٖ لِلْمُنَالَةِ،

جب انہوں نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ مکھی گبریلا سے بھی زیادہ دشمنی میں مداومت کرنے والی، اور کوے سے بھی زیادہ حرکت کرنے والی ہے'' اور کہا: میں اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتا ہوں، کتنے زیادہ لوگ ہیں جن کو ان کا نفس پسند آجائے اور اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتے ہیں کہ اس کی چھپی ہوئی کمزوری کو اس کے سامنے ظاہر فرمادیں اور یقیناً تم جانتے ہو کہ میں اپنے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک سب سے زیادہ سنجیدہ ہوں۔ لیکن مجھ پر اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے سب سے کمزور مخلوق غالب آگئی اور مجھے ذلیل کردیا۔ پھر اس نے یہ آیت تلاوت کی ''وَإِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَّايَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوْبُ. ترجمہ: اور اگر ان سے چھین لے مکھی کوئی چیز تو وہ اس مکھی سے چھڑا بھی نہیں سکتے، طالب بھی کمزور ہے اور مطلوب بھی کمزور ہے''۔ وہ صاف گو، فضول گوئی کم کرنے والا، اپنے ساتھیوں کے درمیان بارعب تھا، وہ ان لوگوں میں سے ایک تھا کہ جن پر کسی نے بھی کوئی طعن و تشنیع نہیں کی تھی۔

الخنفساء: گبریلا [جمع] خنافس، یہ دراصل سیاہ اور بدشکل بھونرے سے چھوٹا ایک حشرات الارض ہے جس کی بدبو بہت سخت ہوتی ہے۔ ازھی: زھو (إفعال) إزھاءًا تکبر کرنا، لمبا ہونا (تفعیل) تزھیۃً حرکت میں لانا، رنگ اختیار کرنا (ن) زَھْوًا، زُھُوًّا پکنا۔ زَھْوًا خود پسند بنانا، روشن کرنا (افتعال) ازدھاءًا مغرور بنانا، حقارت سے دیکھنا، مجبور کرنا۔ أرزن: رزن (ک) رَزَانۃً سنجیدہ ہونا۔ بوجھل ہونا (ن) رَزْنًا ہاتھ سے اٹھا کر وزن کا اندازہ کرنا (مفاعلہ) مرازنۃً دوست ہونا، ساتھ اترنا۔ مھیبا: ھیب (ف) ھَیْبًا، ھَیْبَۃً، چوکنا رہنا، خوف کھانا (تفعیل) تھییبًا ہیبت دار بنانا (إفعال) إھابۃً چلانا، ڈانٹنا (افتعال) اھتیابًا ڈرنا، خوف کھانا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اَلْقَمِيْصُ الْأَحْمَرُ

(ابن عبد ربہ(۱))

بَيْنَمَا الْمَنْصُوْرُ (۲) فِيْ الطَّوَافِ بِالْبَيْتِ لَيْلًا إِذْ سَمِعَ قَائِلًا يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ! إِنِّي أَشْكُوْ إِلَيْكَ ظُهُوْرَ الْبَغْيِ وَالْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ، وَمَا يَحُوْلُ بَيْنَ الْحَقِّ وَأَهْلِهِ مِنَ الطَّمَعِ، فَجَزِعَ الْمَنْصُوْرُ فَجَلَسَ بِنَاحِيَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ وَ أَرْسَلَ إِلَى الرَّجُلِ فَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ وَاسْتَلَمَ الرُّكْنَ وَأَقْبَلَ مَعَ الرَّسُوْلِ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ بِالْخِلَافَةِ فَقَالَ الْمَنْصُوْرُ: مَا الَّذِيْ سَمِعْتُكَ تَذْكُرُ مِنْ ظُهُوْرِ الْفَسَادِ وَالْبَغْيِ فِي الْأَرْضِ؟ وَمَا الَّذِيْ يَحُوْلُ بَيْنَ الْحَقِّ وَأَهْلِهِ مِنَ الطَّمَعِ؟ فَوَاللّٰهِ لَقَدْ حَشَوْتَ مَسَامِعِيْ مَا أَمْرَضَنِيْ. فَقَالَ: إِنْ أَمَّنْتَنِيْ يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! أَعْلَمْتُكَ بِالْأُمُوْرِ مِنْ أُصُوْلِهَا وَإِلَّا احْتَجَزْتُ مِنْكَ وَاقْتَصَرْتُ عَلٰى نَفْسِيْ فَلِيْ فِيْهَا

(۱) ابوعمر احمد بن محمد بن عبد ربہ، سلسلہ نسب اموی خاندان سے جاملتا ہے، ان کا شمار اندلس کے کبار کاتبین اور عرب کے مشہور مولفین میں ہوتا ہے، مشہور تصانیف میں ''العقد الفرید'' جس سے ''القمیص الاحمر'' ماخوذ ہے اور ''الجلیلۃ المتحۃ'' ہے جس میں بہت سارے علوم جمع کئے گئے ہیں، آپ کی پیدائش ۲۴۶ھ میں اور وفات ۳۲۸ھ میں ہوئی۔

(۲) ام سلامہ نامی بربریہ کنیز کے بطن سے پیدا ہونے والا سفاح کا بھائی ابوجعفر منصور عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ذی الحجہ ۹۵ھ میں پیدا ہوا، اس نے اچھی خاصی دینی تعلیم حاصل کرنے اور آداب شاہی سیکھنے کے بعد سفاح اپنے بھائی کا ولی عہد بن کر ۱۳۷ھ کے شروع میں اپنی خلافت کا آغاز ابومسلم خراسانی جیسی عظیم شخصیت کے قتل سے کیا، امویوں سے حد درجہ دشمنی کے باوجود اسی کے زمانہ خلافت (۱۳۸ھ) میں عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک بن مروان اموی (ان کی والدہ بھی بربریہ تھیں) نے اندلس میں امارت حاصل کر کے منصور کے مرتے دم تک ایک مثالی حکومت قائم کیے رکھی، عبدالرحمٰن بن زیاد بن انعم افریقی جو انگوٹھی پر ''اتق اللہ'' کے نشان والے منصور کے طالبعلمی کے زمانہ کے ساتھی تھے، انہوں نے ایک دن منصور سے کہا ''آپکی حکومت میں جو ظلم پایا جاتا ہے یہ پہلے خلفاء میں سے کسی کے دور میں ہرگز نہیں تھا'' (جس کی ایک مثال متن میں موجود ہے) اسی ابوجعفر منصور کے عہدہ قضاء کے حکم کو امام اعظم ابوحنیفہ نے بڑے احسن انداز میں ٹھکرادیا تھا لیکن منصور کے دل میں جوش انتقام کی آگ بھڑکتی رہی، یہاں تک کہ منصور نے جب ۱۴۰ھ میں بغداد شہر کی بنیاد رکھی اور اس کی تعمیر کیلئے اس نے بہت سے لوگوں سے کئی کام لئے تو امام اعظم جیسی عظیم شخصیت کو ''خشت شماری'' (اینٹیں گننے) جیسے کام میں جھونک دیا اور لائق صد تحسین امام صاحب کا تقوی ہے کہ انہوں نے اس طرح کے کام کو تو خندہ پیشانی سے قبول کرلیا لیکن قضاء جیسی پرخطر وادی کی طرف قدم تو درکنار رخ تک بھی نہ کیا۔ منصور کے ہاتھوں ۱۴۵ھ میں جب عبداللہ بن حسن کے دو شہزادوں محمد اور ابراہیم اور دیگر بہت سے لوگوں کا قتل عام ہوا تو اکثر علماء نے اسکے خلاف بغاوت کے جواز کا فتوی دیدیا، جس کی پاداش میں اس نے بہت سے علماء خصوصا امام اعظم ابوحنیفہ جیسے محدث کو قید خانہ میں ڈال دیا اور وہیں سے ان کا جنازہ اٹھا، انا للہ وانا الیہ راجعون، ۱۵۸ھ میں جب اسنے حج کا ارادہ کیا تو لوگ یہ سمجھ رہے تھے کہ یہ مکہ پہنچتے ہی سفیان ثوری اور عباد بن کثیر (جن کو مکہ میں گرفتار کرنے کا حکم منصور یہاں سے روانہ ہوتے ہی دے چکا تھا) کو قتل کرادے گا، لیکن آسمان کو چیر کر رکھ دینے والی مظلوم کی آہ کی تاثیر لوگوں نے آنکھوں سے دیکھ لی اور کانوں سے سن لی کہ منصور جیحون تک پہنچا ہی تھا کہ سواری سے گرا اور قضاء نے یہ کہہ کر استقبال کیا کہ ''لوگوں پر حکمرانی کرنے والا اب ہماری حکمرانی میں آتا ہے'' ۶ ذوالحجہ ۱۵۸ھ کو وفات پانے والے ''مشہور منصور'' کو جیحون کے قریب ایک گمنام جگہ میں یہ کہہ کر منوں مٹی تلے دبا دیا گیا'' جاؤ رب راکھا''

شَاغِلٌ. قَالَ: فَأَنْتَ آمِنٌ عَلٰی نَفْسِکَ فَقُلْ. فَقَالَ: یَا أَمِیرَ الْمُؤْمِنِینَ! إِنَّ الَّذِیْ دَخَلَهُ الطَّمَعُ، وَ حَالَ بَیْنَهُ وَبَیْنَ مَا ظَهَرَ فِیْ الْأَرْضِ مِنَ الْفَسَادِ وَ الْبَغْیِ لَأَنْتَ. فَقَالَ: فَکَیْفَ ذٰلِکَ؟ وَیْحَکَ یَدْخُلُنِیْ الطَّمَعُ، وَ الصَّفْرَاءُ وَ الْبَیْضَاءُ فِیْ قَبْضَتِیْ وَ الْحُلْوُ وَ الْحَامِضُ عِنْدِیْ؟

سرخ قمیض

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ خلیفہ منصور نے ایک رات بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا: اے میرے خدا! بیشک میں آپ سے شکایت کرتا ہوں کہ زمین میں ظلم وفساد ظاہر ہو چکا ہے اور میں آپ سے شکایت کرتا ہوں کہ حق اور اہلِ حق کے درمیان طمع حائل ہوگئی ہے (وہ اللہ سے شکایت کر رہا تھا کہ یہ سارے کام ہو رہے ہیں لیکن حکمران کچھ نہیں کرتے) منصور (اس کی شکایت سن کر) پریشان ہوگیا اور مسجد کے ایک کونے میں (جا کر) بیٹھ گیا، اس آدمی کی طرف قاصد بھیجا (اس کو بلوایا) اس نے دو رکعت نماز پڑھی، حجرِ اسود کا بوسہ لیا اور قاصد کے ساتھ حاضر ہو گیا۔ منصور کو خلافت والاسلام کیا (یعنی سلام کے بعد یوں کہا اللہ آپ کی خلافت کو سالم رکھے) منصور نے اس سے پوچھا: زمین میں ظلم وفساد سے جو میں نے تم سے سنی ہے کون سی شے مراد ہے جس کا تم ذکر کر رہے تھے اور طمع سے مراد کیا ہے جو حق اور اہلِ حق کے درمیان حائل ہوگئی ہے؟ اللہ کی قسم! تم نے میرے کانوں کو ایک ایسی خبر سے بھر دیا ہے جس نے مجھے مریض بنادیا ہے اس نے جواباً عرض کیا: اے امیر المؤمنین! اگر جان کی امان دیں تو میں تمام امور کے بارے میں آپ کو بتادیتا ہوں ورنہ آپ سے باز رہتا ہوں (یعنی نہیں بتلاتا) اور اپنے نفس پر اکتفا کرتا ہوں (یعنی اپنے دل میں رکھونگا) میرے لئے یہ بھی ایک مشغولیت ہے۔ تو منصور نے کہا: تم محفوظ ہو جو کہنا چاہتے ہو کہہ ڈالو تو اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! جس کے اندر طمع داخل ہو چکی ہے اور جو زمین میں حق اور ظلم وفساد کے ظاہر ہونے کے درمیان حائل ہو چکا ہے وہ آپ ہیں۔ یہ سن کر منصور نے پوچھا: یہ کیسے؟ تیرا ستیاناس ہو، میرے اندر لالچ کیسے داخل ہو سکتی ہے جبکہ سونا چاندی میرے قبضے میں ہیں، کھٹا میٹھا میرے پاس ہے؟

<u>جزع</u>: جزع (س) جَزَعًا، جُزُوْعًا ڈرنا، بے صبری کرنا (ف) جَزْعًا پار کرنا (تفعیل) تجزیعًا تسلی دینا، بے صبری زائل کرنا (إفعال) إجزاعًا گھبرا ڈالنا (افتعال) اجتزاعًا کاٹنا، توڑنا۔ <u>بناحیة</u>: جانب، جہت۔ [جمع] ناحیاتٌ، نَوَاحٍ۔ <u>استلم</u>: سلم (استفعال) استلامًا

[الحجر] حجراسود چھونا، بوسہ دینا۔ حشوت: حشو(ن) حَشْوًا بھرنا (مفاعلہ) محاشاۃً تھوڑی چیز دینا (افتعال) احتشاءً ابھر جانا، آسودہ ہونا۔ امننتنی: اَمن (تفعیل) تامینًا امن و اطمینان میں کرنا، آمین کہنا (س) اُمْنًا مطمئن ہونا محفوظ رہنا (ک) اُمانۃً امانت دار ہونا، معتمد علیہ ہونا۔ اُصول: [مفرد] اَصْلٌ جڑ یا جو فرع کے مقابل ہو، وہ قوانین جن پر کسی علم یا فن کی بنیاد ہوتی ہے۔ اَصل (ک) اِصالۃً جڑ پکڑنا (س) اَصلًا متغیر ہونا، بودار ہونا (تفعیل) تاصیلًا اصل بیان کرنا، شرافت بیان کرنا۔ احتجزت: حجز (افتعال) احتجازًا باز رہنا، حجاز میں آنا (ن، ض) حُجزًا منع کرنا (اِفعال) اِحجازًا ملک حجاز میں آنا (مفاعلہ) محاجزۃً ایک دوسرے کو منع کرنا۔ الصّفراء: [مذکر] اَصفر سونا، پتا، ٹڈی جو انڈے دے چکی ہو، زرد رنگ [جمع] صُفْرٌ یہاں مراد سونا چاندی دونوں ہیں۔

قَالَ: وَهَلْ دَخَلَ أَحَدًا مِّنَ الطَّمَعِ مَادَخَلَكَ، إِنَّ اللّٰهَ اسْتَرْعَاكَ أَمْرَ عِبَادِهٖ وَأَمْوَالِهِمْ فَأَغْفَلْتَ أُمُوْرَهُمْ، وَاهْتَمَمْتَ بِجَمْعِ أَمْوَالِهِمْ، وَجَعَلْتَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُمْ حِجَابًا مِّنَ الْجِصِّ وَالْآجُرِّ وَأَبْوَابًا مِّنَ الْحَدِيْدِ، وَحُرَّاسًا مَّعَهُمُ السِّلَاحُ، ثُمَّ سَجَنْتَ نَفْسَكَ عَنْهُمْ فِيْهَا، وَبَعَثْتَ عُمَّالَكَ فِيْ جِبَايَاتِ الْأَمْوَالِ وَجَمْعِهَا، وَأَمَرْتَ أَنْ لَّايَدْخُلَ عَلَيْكَ أَحَدٌ مِّنَ الرِّجَالِ إِلَّا فُلَانٌ وَفُلَانٌ نَفَرًا سَمَّيْتَهُمْ، وَلَمْ تَأْمُرْ بِإِيْصَالِ الْمَظْلُوْمِ، وَلَا الْمَلْهُوْفِ وَلَا الْجَائِعِ الْعَارِيْ إِلَيْكَ، وَلَا أَحَدٌ إِلَّا وَلَهٗ فِيْ هٰذَا الْمَالِ حَقٌّ.

اس نے کہا جو لالچ آپکے اندر داخل ہو چکی ہے وہ کسی دوسرے کے اندر داخل نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے معاملات اور اموال کی نگہبانی آپ کو سونپ دی ہے مگر آپ انکے معاملات سے صرف غافل ہی نہیں ہوئے بلکہ انکے اموال کو اکٹھا کرنے کا بڑا اہتمام کیا پھر آپ نے (ایک طرف یہ کیا کہ) اپنے اور انکے درمیان چونے اور اینٹوں کا پردہ، لوہے کے گیٹ اور مسلح چوکیدار حائل کر دیے ہیں (اور ادھر آپکی حالت یہ ہے کہ) خود بھی ان سے اعراض کرتے ہو اور پھر نوکروں کو بھیجتے ہو کہ جا کر انکے اموال جمع کر کے لے آئیں (ایک طرف یہ کیا کہ) آپنے یہ بھی حکم دیا کہ چند مخصوص لوگ جن کے نام آپنے متعین کر دیے ہیں انکے علاوہ کوئی بھی آپ کے پاس نہ آئے (دوسری طرف یہ کیا کہ) کسی مظلوم، پریشان حال بھوکے اور ننگے آدمی کو اپنے تک پہنچنے کی اجازت نہیں دی حالانکہ اس مال میں تو اس کا بھی حق ہے

استرعاک: رعیٰ (استفعال) استرعاءً رکھوالی کے لئے کہنا، چرانے کے لئے

کہنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۵ پر ہے۔ الجص: چونہ، گچ۔ جصص (تفعیل) تجصیصًا گچ کرنا، آنکھیں کھولنا (افتعال) اجتصاصًا قریب قریب اکٹھا ہونا۔ الآجر: [مفرد] الآجرۃ اینٹ۔ حراسا: [مفرد] حارِسٌ چوکیدار، محافظ۔ حرس (ن،ض) حَرَسًا (إفعال) إحراسًا حفاظت کرنا (تفعّل) تحرّسًا محفوظ رہنا، بچ کر رہنا۔ السلاح: ہتھیار [جمع] أسلحۃ، سُلح، سُلحان۔ سحنت: سحن (ف) سَحْنًا توڑنا، رگڑ کر نرم و چمکدار بنانا (مفاعلہ) مساحنۃ ملاقات کرنا، بہتر میل ملاپ سے رہنا۔ جبایات: [مفرد] جبایۃ جمع کرنا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۴ پر ہے۔ الملهوف: لھف (س) لَھفًا غمگین ہونا، افسوس کرنا (إفعال) إلھافًا حریص ہونا، نہایت خواہش مند ہونا (افتعال) التھافًا بھڑکنا۔ الجائع: بھوکا [جمع] جیاع، جُوع۔ جوع (ن) جَوعًا بھوکا ہونا، بصلہ [إلی] مشتاق ہونا (تفعیل) تجویعًا بھوکا رکھنا، خوراک روکنا (استفعال) استجاعۃً کسی چیز کو کھانا اور سیر نہ ہونا۔

فَلَمَّا رَآکَ هٰؤُلَاءِ النَّفَرُ الَّذِینَ اسْتَخْلَصْتَهُمْ لِنَفْسِکَ، وَآثَرْتَهُمْ عَلٰی رَعِیَّتِکَ، وَأَمَرْتَ أَنْ لَّایُحْجَبُوْا دُوْنَکَ تَجْبِی الْأَمْوَالَ وَتَجْمَعُهَا، قَالُوْا هٰذَا قَدْ خَانَ اللّٰهَ فَمَالَنَا لَانَخُوْنُهٗ فَأْتَمَرُوْا أَنْ لَّایَصِلَ إِلَیْکَ مِنْ عِلْمِ أَخْبَارِ النَّاسِ شَیْئٌ إِلَّا مَاأَرَادُوْا، وَلَایَخْرُجُ لَکَ عَامِلٌ إِلَّا خَوَّنُوْهُ عِنْدَکَ وَنَفَوْهُ حَتّٰی تَسْقُطَ مَنْزِلَتُهٗ عِنْدَکَ.

جب ان لوگوں نے جن کو آپ نے اپنے لئے چنا تھا اور اپنی رعایا پر ترجیح دی تھی اور ان کے بارے میں حکم دیا تھا کہ وہ آپ سے پوشیدہ نہ ہوں، آپ کو دیکھا کہ آپ مال پر اوندھے منہ گرتے ہیں اور اسکو جمع کرتے ہیں تو انہوں نے کہا: اس نے اللہ کیساتھ خیانت کی ہے تو ہم اسکے ساتھ کیوں خیانت نہیں کر سکتے؟ چنانچہ ان لوگوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ آپکے پاس لوگوں کی خبروں میں سے صرف وہی بات پہنچے گی جو وہ چاہیں گے اور اسکا مشورہ کیا کہ آپ کیلئے کوئی عامل نہ نکلے مگر یہ کہ وہ لوگ اس عامل کو تمہارے نزدیک خائن بنادیں گے اور اس کو ہٹادیں گے تاکہ اس کا مرتبہ و منزلت تمہارے نزدیک گر جائے۔

فأتمروا: أمر (افتعال) ائتمارًا مشورہ کرنا، فرمانبرداری کرنا۔

فَلَمَّا انْتَشَرَ ذٰلِکَ عَنْکَ وَعَنْهُمْ أَعْظَمَهُمُ النَّاسُ، وَهَابُوْهُمْ وَصَانَعُوْهُمْ. فَکَانَ أَوَّلُ مَنْ صَانَعَهُمْ عُمَّالُکَ بِالْهَدَایَا وَالْأَمْوَالِ لِیَقْوُوْا بِهَا عَلٰی ظُلْمِ رَعِیَّتِکَ، ثُمَّ فَعَلَ ذٰلِکَ ذُوْ الْمَقْدَرَةِ الثَّرْوَةِ مِنْ رَعِیَّتِکَ لِیَنَالُوْا

ظُلْمَ مَنْ دُوْنَهُمْ .فَامْتَلَأَتْ بِلَادُاللهِ بِالطَّمَعِ ظُلْمًا وَبَغْيًا وَفَسَادًا ، وَصَارَ هٰؤُلَاءِ الْقَوْمُ شُرَكَاءَ كَ فِيْ سُلْطَانِكَ وَأَنْتَ غَافِلٌ . فَإِنْ جَاءَ مُتَظَلِّمٌ حِيْلَ بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ فَإِنْ أَرَادَ رَفْعَ قِصَّتِهِ إِلَيْكَ عِنْدَ ظُهُوْرِكَ وَجَدَكَ قَدْ نَهَيْتَ عَنْ ذٰلِكَ وَأَوْقَفْتَ لِلنَّاسِ رَجُلًا يَنْظُرُ فِيْ مَظَالِمِهِمْ .

جب یہ معاملہ آپکی طرف سے اوران کی طرف سے پھیل گیا تو لوگ انکو بڑا سمجھنے، ان سے ڈرنے اوران کو رشوت دینے لگے، چنانچہ اموال اور ہدایا کے ذریعہ رشوت دینے والوں میں سب سے پہلے رشوت دینے والے آپکے عمال ہیں تاکہ ان (اموال وہدایا) کے ذریعے آپکی رعیت پر ظلم کرنے میں قوت حاصل کریں۔ پھر (رشوت والا کام) آپکی رعایا میں سے دولتمندوں نے کیا تاکہ وہ اپنے سے کم درجے کے لوگوں پر ظلم کریں۔ چنانچہ اللہ کی زمین لالچ کی بنا پر ظلم، دشمنی اور فساد سے بھر گئی اور آپ کی غفلت سے فائدہ اٹھا کر یہ سارے لوگ آپکی بادشاہی میں شریک ہو گئے، اگر کوئی مظلوم (ظلم کی شکایت لیکر) آپکے پاس آنا چاہتا ہے تو آپ کے اوراس کے درمیان رکاوٹیں پیدا کیجاتی ہیں اور اگر کوئی شخص اپنا معاملہ آپکے باہر نکلنے کے وقت آپکے پاس پہنچانا چاہتا ہے تو اس کو معلوم ہے کہ آپ نے ملنے سے روکا ہوا ہے اور ایک ایسے آدمی کو لوگوں کیلئے مقرر کیا ہے جو انکے مظالم پہلے سے دیکھتا چلا آرہا ہے۔

<u>هابوهم</u>: هيب (ف) هَيْبًا، هَيْبَةً خوف کرنا، چوکنا رہنا (تفعيل) تهييبًا ہیبت دار بنانا (تفعّل) تهيّبًا گھبراہٹ میں ڈالنا، خوف دلانا (افتعال) اهتيابًا ڈرنا، خوف کرنا۔
<u>صانعوهم</u>: صنع (مفاعلہ) مصانعةً رشوت دینا، نرمی کرنا۔ <u>المقدرة</u>: قدر (ن،ض،س) قَدْرًا، قُدْرَةً توانا ہونا، قوی ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۶۷ پر ہے۔ <u>الثروة</u>: مال یا قوم کی کثرت، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۳ پر ہے۔

فَإِنْ جَاءَ ذٰلِكَ الْمُتَظَلِّمَ فَبَلَغَ بِطَانَتَكَ خَبَرُهُ، سَأَلُوْا أَصَاحِبَ الْمَظَالِمِ أَنْ لَّا يَرْفَعَ مَظْلِمَتَهُ إِلَيْكَ، فَلَا يَزَالُ الْمَظْلُوْمُ يَخْتَلِفُ إِلَيْهِ وَيَلُوْذُ بِهِ، وَيَشْكُوْ وَيَسْتَغِيْثُ ، وَهُوَ يَدْفَعُهُ . فَإِذَا أُجْهِدَ وَأُخْرِجَ ثُمَّ ظَهَرْتَ صَرَخَ بَيْنَ يَدَيْكَ فَيُضْرَبُ ضَرْبًا مُبَرِّحًا يَكُوْنُ نَكَالًا لِغَيْرِهِ وَأَنْتَ تَنْظُرُ فَمَا تُنْكِرُ، فَمَا بَقَاءُ الْإِسْلَامِ ؟

اور اگر وہ مظلوم آجائے اوراس کی خبر آپ کے خاص لوگوں کو ہو جائے تو وہ مظلوم سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کا معاملہ آپ تک نہ پہنچائے، وہ مظلوم

آتا جاتا رہتا ہے، پناہ مانگتا رہتا ہے، شکایت کرتا رہتا ہے، مدد مانگتا رہتا ہے، ان تمام حالات میں (تمہارا مقرر کردہ شخص) اس مظلوم کو دھتکارتا رہتا ہے۔ جب وہ بڑی کوشش کرتا ہے، پھر دھتکارا جاتا ہے پھر آتا ہے اور آپکے سامنے چیختا ہے تو اس کو آپ کے سامنے ایسی سخت مار ماری جاتی ہے جو دوسروں کے لئے عبرت بن جاتی ہے، آپ یہ سب کچھ دیکھتے ہیں مگر اس کو برا نہیں سمجھتے، تو اسلام کی بقا کہاں ہے؟

<u>بطانتک</u>: خاص لوگ، راز دار، اہل وعیال، بھید [جمع] بطائن۔ <u>یلوذ</u>: لوذ (ن) لَوذًا، لِواذًا چھپنا (مفاعلہ) ملاوذۃً پناہ میں آنا، فریب دینا، مخالفت کرنا (إفعال) إلاذۃً احاطہ کرنا، متصل ہونا۔ <u>مبرحا</u>: برح (تفعیل) تبریحًا، سخت تکلیف دینا، تھکا دینا (س) بَرَحًا، بَرَاحًا ہٹنا، زائل ہونا (ن) بَرَحًا غضبناک ہونا <u>نکالا</u>: عبرتناک سزا، عقوبت۔ نکل (ن) نُکُلةً عبرتناک سزا دینا (س) نُکُلًا سزا قبول کرنا (تفعیل) تنکیلًا عبرتناک سزا دینا، باز رکھنا (إفعال) إنکالًا ہٹانا، دفع کرنا۔

وَقَدْ كُنْتُ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ! أُسَافِرُ إِلَى الصِّينِ فَقَدِمْتُهَا مَرَّةً وَقَدْ أُصِيبَ مَلِكُهُمْ بِسَمْعِهِ فَبَكَى يَوْمًا بُكَاءً شَدِيْدًا فَحَثَّهُ جُلَسَاؤُهُ عَلَى الصَّبْرِ فَقَالَ: أَمَّا إِنِّي لَسْتُ أَبْكِي لِلْبَلِيَّةِ النَّازِلَةِ وَلَكِنِّي أَبْكِي لِمَظْلُومٍ يَصْرُخُ بِالْبَابِ فَلَا أَسْمَعُ صَوْتَهُ، ثُمَّ قَالَ: أَمَّا إِذَا قَدْ ذَهَبَ سَمْعِي فَإِنَّ بَصَرِي لَمْ يَذْهَبْ، نَادُوا فِي النَّاسِ أَنْ لَا يَلْبَسَ ثَوْبًا أَحْمَرَ إِلَّا مُتَظَلِّمٌ، ثُمَّ كَانَ يَرْكَبُ الْفِيلَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَيَنْظُرُ هَلْ يَرٰى مَظْلُومًا.

اے امیر المؤمنین! میں چین (۱) کا سفر کر رہا تھا، ایک دفعہ میں وہاں اس وقت پہنچا جب وہاں کے بادشاہ کے کان کو کوئی بیماری لگ چکی تھی (وہ بہرا ہو چکا تھا) ایک دن شدت سے رونے لگا، ساتھ بیٹھے ہوئے ہم محفل لوگوں نے اس کو صبر کی ترغیب دی تو اس نے کہا: میں اس مصیبت کی بنا پر نہیں رو رہا جو مجھ پر نازل ہو چکی ہے بلکہ اس مظلوم کی خاطر رو

(۱) چین رقبے کے لحاظ سے سویت یونین اور کینیڈا کے بعد دنیا کا تیسرا بڑا ملک ہے جس کا مجموعی رقبہ ۹۶ لاکھ مربع کلومیٹر ہے اور آبادی کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے جس کی آبادی ایک ارب سے زائد نفوس پر مشتمل ہے۔ اسکی سرحدیں مغرب میں پاکستان، افغانستان اور بھارت سے جنوب میں برما، لاؤس اور ویت نام سے مشرق میں کوریا سے شمال میں منگولیا اور سوویت یونین سے ملتی ہیں۔ ۲۲۸ قبل مسیح میں اسوقت کے بادشاہ "چین شہ ہوانگ تی" کے حکم سے تعمیر کی گئی ۱۳ فٹ چوڑی ۲۰ بیس فٹ اونچی اور ایک ہزار پانچ سو میل لمبی "دیوار چین" دنیا کے عجائبات میں سے مشہور عجوبہ ہے۔ "منگ خاندان" کے بادشاہوں کی ایک طویل مدت تک شہنشاہی چین کی تاریخ کا ایک اہم ترین حصہ ہے، متن میں مذکور بادشاہ (جاری ہے)

رہا ہوں جو میرے دروازے پر فریاد کرے گا اور میں اس کی فریاد کو سن نہ سکوں گا (اس نے ایک تدبیر اختیار کی) اور کہا اگر چہ میں بہرا ہو گیا ہوں لیکن میری بینائی تو نہیں گئی اس لئے لوگوں میں منادی کرادو کہ سرخ کپڑا مظلوم کے علاوہ کوئی اور نہ پہنے، وہ صبح وشام ہاتھی پر سوار ہو کر نکلتا اور دیکھتا کہ کیا کوئی مظلوم تو نہیں؟ (اگر ہوتا تو پھر اس کی دادرسی کرتا)۔

فَهٰذَا يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ ! مُشْرِكٌ بِاللهِ بَلَغَتْ رَأْفَتُهُ بِالْمُشْرِكِينَ هٰذَا الْمَبْلَغَ وَأَنْتَ مُؤْمِنٌ بِاللهِ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّهٖ لَاتَغْلِبُكَ رَأْفَتُكَ بِالْمُسْلِمِينَ عَلٰى شُحِّ نَفْسِكَ، فَإِنْ كُنْتَ إِنَّمَا تَجْمَعُ الْمَالَ لِوَلَدِكَ فَقَدْ أَرَاكَ اللهُ عِبَرًا فِي الطِّفْلِ يَسْقُطُ مِنْ بَطْنِ أُمِّهٖ مَالَهٗ عَلَى الْأَرْضِ مَالٌ. وَمَا مِنْ مَّالٍ إِلَّا وَدُوْنَهٗ يَدٌ شَحِيحَةٌ تَحْوِيهِ فَمَا يَزَالُ اللهُ يَلْطُفُ بِذٰلِكَ الطِّفْلِ حَتّٰى تَعْظُمَ رَغْبَةُ النَّاسِ لَهٗ وَلَسْتَ الَّذِي تُعْطِي بَلِ اللهُ تَعَالٰى يُعْطِي مَن يَّشَاءُ مَا يَشَاءُ .

اے امیر المؤمنین! یہ ایک مشرک ہے اس کی مہربانی لوگوں کے ساتھ اس درجہ تک پہنچی ہوئی ہے اور آپ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں، اہلِ بیت میں سے ہیں لیکن آپکا نفس بخیل ہو چکا ہے اور اس کے بخل پر مسلمانوں کے ساتھ شفقت ومہربانی غالب نہیں آتی (ذرا بتلاؤ! یہ مال (کہ جس کو خرچ نہیں کرتے) کس لئے جمع کر رہے ہیں؟ اگر آپ یہ کہتے ہیں

بھی غالبا اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے، بیجنگ میں اسی خاندان کی طرف منسوب بارہ بادشاہوں کے ''منگ مقبرے'' آج تک دیدہ عبرت ہیں۔چین میں عرب نسل کا وجود آنحضرت ﷺ کی بعثت سے قبل ملتا ہے، ''شمر یرعش'' نامی تبع شہنشاہ یمن جسکی کل مدت شہنشاہی ۲۸۰ء سے ۳۱۵ء تک ہے اپنی خود مست فوج کو لیکر ترکستان سمرقند اور چین جیسے دشوار گزار اور کٹھن علاقوں کو چیرتا ہوا تبت میں آپہنچا اور یہاں اپنی بقیہ فوج کو چھوڑ کر وطن واپس ہوا اس طرح عرب نسل کا دائرہ جزیرہ عرب سے چین تک وسیع ہو گیا ''سمرقند'' کو اسی بادشاہ کے نام کے پہلے جزو (شمر) کی وجہ سے ''سمرقند'' کہا جاتا ہے، کیونکہ پرانی ترکستانی زبان میں ''کند'' شہر کو کہتے ہیں ''سمرقند'' یعنی ''شمر'' (شمر یرعش) کا شہر، بقول سید سلیمان ندویؒ، ابن حوقل بغدادی (مشہور سیاح) کا بیان ہے کہ اس کے زمانۂ ورودِ سمرقند تک شہر کے دروازہ پر ''شمر یرعش'' کا حمیری کتبہ ایک لوہے کی تختی پر کندہ موجود تھا لیکن افسوس کہ یہ نادر (کتبہ) شہر میں آگ لگ جانے کی وجہ سے جل کر بے نشان ہو گیا اور شہر تبت جسکو عربی لوگ تُبّت پڑھتے ہیں، یہ بھی اسی بادشاہ کے شاہی لقب تبع کی طرف منسوب ہے۔اسلام کی ضیا پاش کرنیں چین میں پہلی صدی ہجری میں ہی طلوع ہو گئی تھیں، بقول شیخ الاسلام استاذی المکرم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ'' کہا جاتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں بعض مبلغ (اور تاجر) چین کے مشرقی ساحل تک پہنچ چکے تھے، بلکہ چین کے ایک مشرقی شہر ''کوانچو'' میں صاحب مزار کا نام'' حضرت ابو وقاص'' بتایا جاتا ہے اور اس علاقے کے مسلمانوں میں یہ مشہور ہے کہ یہ صحابی تھے، واللہ اعلم۔مسلمانوں کی طرف سے چین پر پہلی لشکر کشی ولید بن الملک کے زمانہ (۹۳ھ) میں قتیبہ بن مسلم باہلی کی سرکردگی میں ہوئی وہ چین کے جنوب مغرب میں کچھ حصے تک پہنچے تھے کہ انہیں واپس بلالیا گیا۔اس وقت چین میں مسلمانوں کی کل آبادی تقریباً پانچ کروڑ سے زائد ہے۔اسکا سارا سہرا مسلمان تاجروں اور مبلغوں خصوصاً بیجنگ کی ''نیوجے مسجد'' کے احاطہ میں ابدی نیند سونے والے شیخ محمد بن علی البرسانی القزوینی المتوفی ۶۷۹ھ اور شیخ علی بن القاضی عمادالدین البخاری المتوفی ۶۸۲ھ کے سر ہے۔

کہ اپنی اولاد کے لئے جمع کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپکو اس بچے میں عبرت دکھلا چکے ہیں کہ جب وہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے تو اس کیلئے زمین میں کوئی مال نہیں ہوتا اور جہاں میں کوئی مال ایسا نہیں ہے کہ جس کو کسی بخیل ہاتھ نے گھیرا ہوا نہ ہو، مگر اللہ ہر وقت اس بچے پر مہربانی کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ لوگوں کی رغبت اس کی جانب بڑھ جاتی ہے اور آپ کچھ بھی نہیں دینا چاہتے مگر اللہ تعالیٰ جس کو جو کچھ دینا چاہتے ہیں دے دیتے ہیں۔

رأفتک: رأف (ف) رُأفةً (ک) رَأفَةً (س) رَأْفًا بہت مہربانی کرنا (تفاعل) تراءُفًا آپس میں مہربانی کرنا (تفعیل) ترئیفًا مہربان بنانا۔ شحّ: شحّ (ن، ض، س) شُحًّا بخل کرنا، حرص کرنا (مفاعلہ) مشاحۃً آپس میں بخل کرنا، کسی سے جھگڑا کرنا۔ عبرا: عبر (س) عَبُرًا عبرت حاصل کرنا، آنسو بہانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۹ پر ہے۔

فَإِنْ قُلْتَ : إِنَّمَا تَجْمَعُ الْمَالَ لِشَدِّ يَدِالسُّلْطَانِ فَقَدْ أَرَاکَ اللّٰهُ عِبَرًا فِي بَنِي أُمَيَّةَ مَاأَغْنٰى عَنْهُمْ جَمْعُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَمَاأَعَدُّوا مِنَ الرِّجَالِ وَالسِّلَاحِ وَالْكُرَاعِ حِيْنَ أَرَادَ اللّٰهُ بِهِمْ مَا أَرَادَ. وَإِنْ قُلْتَ: إِنَّمَا تَجْمَعُ الْمَالَ لِطَلَبِ غَايَةٍ هِيَ أَجْسَمُ مِنَ الْغَايَةِ الَّتِي أَنْتَ فِيْهَا فَوَاللّٰهِ مَافَوْقَ مَاأَنْتَ فِيْهِ إِلَّا مَنْزِلَةٌ لَاتُدْرَکُ إِلَّابِخِلَافِ مَا أَنْتَ عَلَيْهِ. يَاأَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ! هَلْ يُعَاقِبُ مَنْ عَصَاکَ بِأَشَدَّ مِنَ الْقَتْلِ؟فَقَالَ الْمَنْصُوْرُ: لَا. فَقَالَ: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِالْمَلِکِ الَّذِيْ خَوَّلَکَ مِلْکَ الدُّنْيَا وَهُوَ لَايُعَاقِبُ مَنْ عَصَاهُ بِالْقَتْلِ وَلٰكِنْ بِالْخُلُوْدِ فِي الْعَذَابِ الْأَلِيْمِ. قَدْ رَأٰى مَاعَقَدَ عَلَيْهِ قَلْبُکَ. وَعَمِلَتْهُ جَوَارِحُکَ، وَنَظَرَ إِلَيْهِ بَصَرُکَ، وَاجْتَرَحَتْهُ يَدَاکَ، وَمَشَتْ إِلَيْهِ رِجْلَاکَ، هَلْ يُغْنِيْ عَنْکَ مَا شَحَحْتَ عَلَيْهِ مِنْ مِلْکِ الدُّنْيَا إِذَا انْتَزَعَهُ مِنْ يَدِکَ، وَدَعَاکَ إِلَى الْحِسَابِ.

اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ: یہ مال اپنی بادشاہت مضبوط کرنے کے لئے جمع کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ بنو امیہ کو عبرت بنا کر آپکو دکھلا چکے ہیں کہ جب اللہ نے ان کے ساتھ جو کچھ کرنا چاہا تو ان کا سونا، لوگ، ہتھیار اور سواریاں جن کو انہوں نے تیار کیا تھا، کام نہ آیا اور اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ: یہ مال ایک ایسے مقصد (مرتبہ) کے حصول کے لئے جمع کر رہا ہوں جو اس مرتبہ سے بڑھ کر ہے جو آپکو حاصل ہے تو اللہ کی قسم! جس مرتبے پر آپ ہیں اس سے اوپر کوئی اور مرتبہ نہیں مگر وہ مرتبہ ہے کہ جس کو آپ کے معاملے کے عکس کے ذریعے حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اے امیر المؤمنین! کیا آپکے نافرمان کو قتل سے زیادہ سخت سزا دی جا سکتی ہے؟

منصور نے کہا: نہیں، تب اس نے پوچھا: آپ اس بادشاہ کے ساتھ کیا کر سکتے ہیں جس نے دنیا کی بادشاہی آپکو دی ہے؟ اور وہ اپنے نافرمان کو قتل کر کے سزا نہیں دیتا بلکہ دردناک عذاب میں ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ڈال کر سزا دیتا ہے یقیناً وہ منصوبہ، جس کو آپکے دل نے بنایا، وہ اعمال جن کو آپکے اعضاء نے کیا وہ چیز، جس کی طرف آپکی نظروں نے دیکھا، وہ اموال جس کو آپکے ہاتھوں نے کمایا، اور وہ کام جس کی طرف آپکے پاؤں چلے (ان سب کو) وہ دیکھ چکے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ دنیا کی بادشاہت آپ سے چھین لے اور آپکو حساب کی طرف بلائے تو جس کو جمع کر کے (آپ خرچ کرنے میں) بخل کر رہے ہیں وہ آپکے کسی کام آئیگی؟

الکراع: گھوڑے، خچر، گدھے، ہر شے کا کنارہ، گائے بکری کے پائے، پنڈلی [جمع] أکرُع، أکارِع۔ خولک: خول (تفعیل) تخویلاً عطا کرنا، مالک بنانا (ن) خَوْلاً، خِیالاً نگہبانی کرنا، تدبیر امور کرنا (إفعال) إخالۃً ماموں والا ہونا (استفعال) استخالۃً خادم بنانا۔ جوارحک: [مفرد] الجارحۃ عضو انسانی خصوصاً ہاتھ، شکاری درندہ یا پرندہ یا کتا، چھری۔ اجترحتہ: جرح (افتعال) اجتراحًا کمانا، ارتکاب کرنا (ف) جَرحًا زخمی کرنا، مرتبہ گھٹانا (س) جَرحًا زخمی ہونا (تفعیل) تجریحًا زخمی کرنا، رد کرنا (استفعال) استجراحًا فاسد ہونا۔

قَالَ: فَبَکٰی الْمَنْصُوْرُ ثُمَّ قَالَ: لَیْتَنِیْ لَمْ أُخْلَقْ وَیْحَکَ کَیْفَ أَحْتَالُ لِنَفْسِیْ؟ فَقَالَ: یَاأَمِیْرَالْمُؤْمِنِیْنَ! إِنَّ لِلنَّاسِ أَعْلَامًا یَفْزَعُوْنَ إِلَیْھِمْ فِیْ دِیْنِھِمْ وَ یَرْضَوْنَ بِھِمْ فِیْ دُنْیَاھُمْ فَاجْعَلْھُمْ بِطَانَتَکَ یُرْشِدُوْکَ. وَشَاوِرْھُمْ فِیْ أَمْرِکَ یُسَدِّدُوْکَ. قَالَ: قَدْ بَعَثْتُ إِلَیْھِمْ فَھَرَبُوْا مِنِّیْ. قَالَ: خَافُوْکَ أَنْ تَحْمِلَھُمْ عَلٰی طَرِیْقَتِکَ وَلٰکِنِ افْتَحْ بَابَکَ. وَسَھِّلْ حِجَابَکَ، وَانْصُرِ الْمَظْلُوْمَ، وَاقْمَعِ الظَّالِمَ، وَخُذِ الْفَیْئَ وَالصَّدَقَاتِ عَلٰی حِلِّھَا، وَاقْسِمْھَا بِالْحَقِّ وَالْعَدْلِ عَلٰی أَھْلِھَا وَأَنَا ضَامِنٌ عَنْھُمْ أَنْ یَأْتُوْکَ وَیُسَاعِدُوْکَ عَلٰی صَلَاحِ الْأُمَّۃِ وَجَاءَ الْمُؤَذِّنُوْنَ فَآذَنُوْہُ بِالصَّلَاۃِ فَصَلّٰی وَعَادَ إِلٰی مَجْلِسِہٖ وَطَلَبَ الرَّجُلَ فَلَمْ یُوْجَدْ.

راوی کہتے ہیں: منصور یہ سب سن کر رو پڑا، پھر اس نے کہا: کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوتا، تیرا ناس ہو، میں اپنے بچاؤ کے لئے کیا تدبیر اختیار کروں؟ اس آدمی نے کہا: اے امیر المؤمنین! لوگوں کے کچھ سردار ہوتے ہیں جنکی طرف لوگ اپنے دین کے معاملے میں رجوع کرتے ہیں اور اپنی دنیا کے معاملے میں ان (کے فیصلہ) سے راضی ہو جاتے ہیں۔

لہٰذا آپ ایسے لوگوں کو اپنے خاص آدمی (رازدار) بنائیں وہ آپکی رہنمائی کریں گے، ان سے اپنے کاموں میں مشورہ کریں وہ آپکی درست کام کی طرف رہنمائی کریں گے۔ منصور نے کہا: میں نے تو ان کی طرف پیغام بھیجا تھا مگر وہ مجھ سے دور ہٹ گئے، اس نے کہا: وہ ڈر چکے ہیں کہ آپ ان پر ایسی ذمہ داری ڈالیں گے (یعنی ان سے ایسے کام لیں گے) جیسے آپ خود کرتے ہیں اب یہ کام کریں کہ اپنا دروازہ کھول دیں، پس پردہ رہنے میں کمی کریں، مظلوم کی مدد اور ظالم کو ذلیل کریں، مالِ غنیمت اور صدقات صحیح طور پر لیں اور ان کو انصاف کے ساتھ ان کے اہل پر خرچ کریں، تو میں انکی طرف سے اس کا ضامن ہوں کہ وہ آپکے پاس آئیں گے اور امت کی اصلاح میں آپکے دستِ راست بنیں گے۔ (ابھی یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ) مؤذن آگئے اور انہوں نے اذان دی، منصور نماز پڑھ کر جب اپنی مجلس کی طرف واپس آیا تو اس نے اس آدمی کو پھر بلوایا مگر وہ ان کو نہ ملا (وہ جا چکا تھا)

یفزعون: فزع (إفعال) إفزاعًا فریاد رسی کرنا، گھبراہٹ دور کرنا، بیدار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۵ پر ہے۔ **یسددونک**: سدد (تفعیل) تسدیدًا راہِ راست کی طرف راہنمائی کرنا، سیدھا کرنا (ن) سدًّا بند کرنا، درست کرنا (س،ض) سَدَادًا درست ہونا، سیدھا ہونا (إفعال) إسدادًا سیدھا ہونا، راہِ راست کو پہنچنا یا طلب کرنا۔ **أقمع**: قمع (إفعال) إقماعًا ذلیل وخوار کرنا (ف) قمعًا ارادہ سے ہٹا دینا، ذلیل وخوار کرنا (تفعل) تقمعًا متحیر و مدہوش ہونا (انفعال) انقماعًا پوشیدہ مکان میں داخل ہونا۔

☆☆☆☆☆☆☆

كَيْفَ كَانَ مُعَاوِيَةُ ﷜ يَقْضِي يَوْمَهُ (للمسعودی(۱))

كَانَ مِنْ أَخْلَاقِ مُعَاوِيَةَ(۲) أَنَّهُ كَانَ يَأْذَنُ فِي الْيَوْمِ وَاللَّيْلَةِ خَمْسَ مَرَّاتٍ كَانَ إِذَا صَلَّى الْفَجْرَ جَلَسَ لِلْقَاصِّ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ قِصَصِهٖ. ثُمَّ يَدْخُلُ

(۱) ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی آپ بہت مشہور مؤرخ گزرے ہیں، بغداد میں پیدا ہوئے، سیر و سیاحت کا بہت شوق تھا جس کی وجہ سے ہند، چین اور مڈغاسکر کی سیر کی، ۳۴۵ھ یا ۳۴۶ھ میں وفات پائی۔

(۲) یہ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے نبی کریم ﷺ کے جلیل القدر صحابی اور کتابِ وحی میں سے ہیں، دولت امویہ کے مؤسس اور فن سیاست میں ان کامل ماہرین میں سے ہیں جو جزیرہ عرب کی سرزمین پر پیدا ہوئے، حضرت عمر بن خطاب ﷛ آپ کو دیکھ کر فرمایا کرتے تھے یہ عرب کے کسریٰ ہیں، آپ انتہائی سخی اور باوقار انسان تھے، اپنے دور خلافت میں جس کی کل مدت بیس سال ہے دنیا کے بڑے بادشاہوں میں سے ایک شمار ہوتے تھے، ۶۰ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

فَيُوْتِى بِمَصْحَفِهِ فَيَقْرَأُ أُجُزْأَهُ. ثُمَّ يَدْخُلُ إِلٰى مَنْزِلِهِ فَيَأْمُرُ وَيَنْهٰى ثُمَّ يُصَلِّى أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلٰى مَجْلِسِهِ فَيَأْذَنُ لِخَاصَّةِ الْخَاصَّةِ فَيُحَدِّثُهُمْ وَيُحَدِّثُوْنَهُ، وَيَدْخُلُ عَلَيْهِ وُزَرَاؤُهُ فَيُكَلِّمُوْنَهُ فِيْمَا يُرِيْدُوْنَ مِنْ يَوْمِهِمْ إِلَى الْعَشِيِّ.

حضرت معاویہ ﷛ کی یومیہ مصروفیات

حضرت معاویہ ﷛ کے اخلاق و عادات میں یہ بات شامل تھی کہ وہ دن اور رات میں پانچ دفعہ (اپنے پاس آنے کی) اجازت مرحمت فرمایا کرتے تھے، جب وہ فجر کی نماز پڑھ لیتے تو وہ وعظ کرنے والے کے پاس تشریف فرما ہوتے یہاں تک کہ وہ اپنے وعظ سے فارغ ہو جاتا پھر آپ گھر تشریف لیجاتے، قرآن کریم لیکر آتے اور اس میں سے ایک پارہ تلاوت فرماتے، پھر دوبارہ اپنے گھر تشریف لیجاتے (گھر والوں کو) امر بالمعروف اور نہی عن المنکر فرماتے اور اس کے بعد چار رکعت نماز پڑھتے پھر اپنی مجلس کی طرف آتے اور خاص خاص لوگوں کو آنے کی اجازت دیتے، آپ ان سے اور وہ آپ سے باتیں کرتے، پھر آپ کے وزراء آپ کے پاس حاضر ہوتے، جس معاملے میں چاہتے چاشت کے وقت تک آپ سے باتیں کرتے۔

ثُمَّ يُؤْتٰى بِالْغَدَاءِ الْأَصْغَرِ وَهُوَ فَضْلَةُ عَشَائِهِ مِنْ جَدْيٍ بَارِدٍ أَوْ فَرْخٍ وَمَا يُشْبِهُهُ ثُمَّ يَتَحَدَّثُ طَوِيْلًا. ثُمَّ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ لَمَّا أَرَادَ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيَقُوْلُ: يَا غُلَامُ! أَخْرِجِ الْكُرْسِيَّ فَيُخْرَجُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَيُوْضَعُ فَيُسْنِدُ ظَهْرَهُ إِلَى الْمَقْصُوْرَةِ وَيَجْلِسُ عَلَى الْكُرْسِيِّ وَ يَقُوْمُ الْأَحْدَاثُ فَيَتَقَدَّمُ إِلَيْهِ الضَّعِيْفُ وَالْأَعْرَابِيُّ وَالصَّبِيُّ وَالْمَرْأَةُ وَمَنْ لَا أَحَدَ لَهُ فَيَقُوْلُ: أَعِزُّوْهُ وَيَقُوْلُ: عُدِيَ عَلَيَّ فَيَقُوْلُ: اِبْعَثُوْا مَعَهُ وَيَقُوْلُ: صُنِعَ بِيْ فَيَقُوْلُ: اُنْظُرُوْا فِيْ أَمْرِهِ، حَتّٰى إِذَا لَمْ يَبْقَ أَحَدٌ دَخَلَ فَجَلَسَ عَلَى السَّرِيْرِ. ثُمَّ يَقُوْلُ: اِئْذَنُوْا لِلنَّاسِ عَلٰى قَدْرِ مَنَازِلِهِمْ وَلَا يُشْغِلُنِيْ أَحَدٌ عَنْ رَدِّ السَّلَامِ. فَيُقَالُ: كَيْفَ أَصْبَحَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ أَطَالَ اللّٰهُ بَقَاءَهُ؟ فَيَقُوْلُ: بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ. فَإِذَا اسْتَوَوْا جُلُوْسًا قَالَ: يَا هٰؤُلَاءِ إِنَّمَا سُمِّيْتُمْ أَشْرَافًا لِأَنَّكُمْ شُرِّفْتُمْ مَّنْ دُوْنَكُمْ بِهٰذَا الْمَجْلِسِ، اِرْفَعُوْا إِلَيْنَا حَوَائِجَ مَنْ لَا يَصِلُ إِلَيْنَا. فَيَقُوْمُ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ: اُسْتُشْهِدَ فُلَانٌ فَيَقُوْلُ: اِفْرِضُوْا لِوَلَدِهِ، وَيَقُوْلُ آخَرُ: غَابَ فُلَانٌ عَنْ أَهْلِهِ. فَيَقُوْلُ: تَعَاهَدُوْهُمْ، أَعْطُوْهُمْ، اِقْضُوْا حَوَائِجَهُمْ، اِخْدِمُوْهُمْ.

پھر اس کے بعد غداء اصغر (ناشتہ) لایا جاتا جو کہ رات کے کھانے میں سے بکری

کے ٹھنڈے گوشت کا یا چوزے اور اس جیسی چیزوں کا باقی ماندہ ہوتا، پھر آپ کافی دیر تک گفتگو فرماتے رہتے اس کے بعد جب آپ رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے جاتے پھر باہر تشریف لاتے اور اپنے غلام سے فرماتے: کرسی باہر نکالو، تو کرسی نکال کر مسجد میں لائی جاتی اور اسے اس انداز میں رکھا جاتا کہ اس کی پشت کا رخ محراب کی طرف ہوتا تھا پھر آپ اس کرسی پر تشریف فرما ہوتے اور شکایتیں کرنے والے کھڑے ہو جاتے۔ آپ کو کمزور، دیہاتی، بچے اور عورتیں اور جس کا کوئی بھی نہ ہو درخواست پیش کرتا، آپ فرماتے اس کی عزت و تکریم کرو وہ کہتا مجھ پر ظلم کیا گیا ہے، آپ فرماتے اس کے ساتھ کسی کو بھیجو۔ وہ کہتا میرے ساتھ یہ معاملہ ہو چکا ہے، آپ فرماتے اس کے کام میں غور کرو (اس طرح ہر کسی کے معاملات نبٹاتے جاتے) یہاں تک کہ جب کوئی بھی باقی نہ بچتا تو آپ تخت پر جلوہ افروز ہو جاتے اور حکم دیتے کہ لوگوں کو انکے درجوں کے مطابق اجازت دیدو اور مجھے سلام کا جواب دینے سے کوئی نہ روکے (یعنی ان سے باتیں کرنے دیجائیں) پھر ان سے کہا جاتا کہ امیر المؤمنین! اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے! آپ نے صبح کس حال میں فرمائی؟ آپ جواب دیتے: اللہ تعالیٰ کی نعمت کے ساتھ، جب وہ تمام سید ھے ہو کر بیٹھ جاتے تو آپ فرماتے اے لوگو! بیشک تمہیں شرفاء کا نام دیا گیا ہے کیونکہ تمہیں دوسروں پر اس مجلس کی وجہ سے فضیلت ملی، اس لئے آپ لوگ ان افراد کی ضروریات اور مسائل کو پیش کرو جو یہاں نہیں پہنچ سکتے، ایک شخص کھڑے ہو کر عرض کرتا کہ فلاں شخص شہید ہو گیا ہے آپ فرماتے کہ اس کے بیٹے کیلئے کچھ مقرر کر دو (وظیفہ وغیرہ) پھر دوسرا شخص عرض کرتا کہ فلاں شخص اپنے گھر والوں سے غائب ہو گیا ہے (یعنی لاپتہ ہو گیا ہے) آپ فرماتے کہ ان کا خیال رکھو، ان کو کچھ عطیہ دو، ان کی ضروریات کو پورا کرواور ان کی خدمت کرو۔

<u>جدي</u>: پہلے سال کا بکری کا بچہ۔ [جمع] أَجْدٍ، جِداءٌ [الجدایہ] ہرن کا بچہ۔ <u>فرخ</u>: پرندہ کا بچہ، چھوٹا پودا یا چھوٹا حیوان [جمع] فِراخ، أَفْرُخ، فُرُوخ۔ فرخ (س) فَرَخًا، چمٹنا (تفعیل) تفریخًا [الطائرۃ] پرندوں کا بچوں والا ہونا۔ <u>المقصورۃ</u>: محراب، خاص کمرہ جہاں امام کھڑا ہو، کمرہ، حویلی، دلہن کا مزین کمرہ [جمع] مقاصیر۔ <u>اعزوہ</u>: عزز (إفعال) إعزازًا عزیز بنانا (ن) عَزًّا قوی کرنا (ض) عِزًّا عزیز ہونا، قوی ہونا (تفعیل) تعزیزًا تعظیم کرنا، مدد کرنا۔ <u>افرضوا</u>: فرض (ض) فَرْضًا تنخواہ مقرر کرنا، عطیہ دینا (ک، ض) فراضۃً، فُروضًا عمر رسیدہ ہونا (ک) فَراضۃً علم الفرائض کے جاننے والا ہونا۔ <u>تعاھدوھم</u>: عھد (تفاعل)

تعاھدًا (تفعّل) تعھدًا دیکھ بھال کرنا، عہد کی تجدید کرنا (س) عھدًا پہچاننا، حفاظت کرنا (إفعال) إعھاذًا امین بنانا، کفالت کرنا۔

ثُمَّ يُؤْتىٰ بِالْغَدَآءِ وَيَحْضُرُ الْكَاتِبُ فَيَقُوْمُ عِنْدَ رَأْسِهِ وَيَقْدَمُ الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ لَهُ: اِجْلِسْ عَلَى الْمَائِدَةِ،فَيَجْلِسُ فَيَمُدُّ يَدَهُ فَيَأْكُلُ لُقْمَتَيْنِ أَوْ ثَلاثًا. وَالْكَاتِبُ يَقْرَأُ كِتَابَهُ فَيَأْمُرُ فِيْهِ بِأَمْرٍ فَيُقَالُ : يَا عَبْدَ اللهِ اعْقِبْ فَيَقُوْمُ وَيَتقدَّمُ آخَرُ حَتّٰى يَأْتِىَ عَلٰى أَصْحَابِ الْحَوَائِجِ كُلِّهِمْ ،وَرُبَمَا قَدِمَ عَلَيْهِ مِنْ أَصْحَابِ الْحَوَائِجِ أَرْبَعُوْنَ أَوْنَحْوُهُمْ عَلٰى قَدْرِالْغَدَآءِ ثُمَّ يُرْفَعُ الْغَدَآءُ وَيُقَالُ لِلنَّاسِ: أَجِيْزُوْا فَيَنْصَرِفُوْنَ فَيَدْخُلُ مَنْزِلَهُ فَلا يَطْمَعُ فِيْهِ طَامِعٌ.

پھران کے پاس دوپہر کا کھانا لایا جاتا اور کاتب حاضرِ خدمت ہوتا وہ آپ رضی اللہ عنہ کے سرہانے آکر کھڑا ہو جاتا اور ایک آدمی آگے بڑھتا تو آپ اسے دسترخوان پر بیٹھنے کو فرماتے، وہ بیٹھ جاتا اور اپنے ہاتھ کو آگے بڑھا کر دو تین لقمے کھاتا اور کاتب اپنا لکھا ہوا سناتا تو آپ اسے اس کے بارے میں کچھ ہدایت دیتے، پھر اس آدمی کو کہا جاتا: اللہ کے بندے! کسی دوسرے کو بھیج دو، وہ کھڑا ہوتا (اور چلا جاتا) اور دوسرا آجاتا یہاں تک کہ آپ تمام ضرورتمند لوگوں سے مل لیتے، دوپہر کے کھانے کے وقت میں کبھی کبھار آپ کے پاس چالیس یا اتنی تعداد کے قریب قریب اصحاب ضرورت بھی آجاتے تھے۔ اس کے بعد کھانا (دسترخوان) اٹھالیا جاتا اور لوگوں سے کہا جاتا "چلے جاؤ" تو وہ لوگ چلے جاتے اور آپ اپنے گھر تشریف لیجاتے اور اسمیں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرتا۔

اعقب: عقب (ض،ن) عَقْبًا پیچھے آنا، جانشین ہونا۔

حَتّٰى يُنَادىٰ بِالظُّهْرِ فَيَخْرُجُ فَيُصَلِّىْ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيُصَلِّىْ أَرْبَعَ رَكْعَاتٍ ثُمَّ يَجْلِسُ فَيَأْذَنُ لِخَاصَّةِ الْخَاصَّةِ فَإِنْ كَانَ الْوَقْتُ وَقْتَ شِتَاءٍ أَتَاهُمْ بِزَادِ الْحَآجِّ مِنَ الْأَخْبِصَةِ الْيَابِسَةِ وَ الْخُشْكُنَانِجِ وَالْأَقْرَاصِ الْمَعْجُوْنَةِ بِاللَّبَنِ وَ السُّكَّرِ مِنْ دَقِيْقِ السَّمِيْدِ وَالْكَعْكِ الْمُنَضَّدِ وَالْفَوَاكِهِ الْيَابِسَةِ.وَإِنْ كَانَ وَقْتَ صَيْفٍ أَتَاهُمْ بِالْفَوَاكِهِ الرَّطْبَةِ .وَيَدْخُلُ إِلَيْهِ وُزَرَاؤُهُ فَيُؤَامِرُوْنَهُ فِيْمَا احْتَاجُوْا إِلَيْهِ بَقِيَّةَ يَوْمِهِمْ وَيَجْلِسُ إِلَى الْعَصْرِ ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّى الْعَصْرَ ثُمَّ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ فَلايَطْمَعُ فِيْهِ طَامِعٌ ،حَتّٰى إِذَا كَانَ فِىْ آخِرِ أَوْقَاتِ الْعَصْرِ خَرَجَ فَجَلَسَ عَلٰى سَرِيْرِهِ وَيُؤْذَنُ لِلنَّاسِ عَلٰى مَنَازِلِهِمْ فَيُؤْتىٰ بِالْعَشَاءِ فَيَفْرَغُ مِنْهُ

مِقْدَارَ مَا يُنَادٰى بِالْمَغْرِبِ وَلَايُنَادٰى لَهُ بِأَصْحَابِ الْحَوَائِجِ .ثُمَّ يُرْفَعُ الْعَشَاءُ

جب ظہر کی اذان ہو جاتی آپ باہر تشریف لاتے نماز پڑھ کر پھر گھر تشریف لے جاتے اور وہاں چار رکعت پڑھتے، پھر مجلس میں بیٹھ جاتے اور خاص خاص لوگوں کو اجازت دیتے۔ اگر سردیوں کا موسم ہوتا تو آپ کے سامنے (کھانے کیلئے) خشک حلوہ، خشک نان، دودھ چینی اور سفید آٹے (میدہ) کے بنے ہوئے پیڑے، آٹے، دودھ اور چینی کے بنے ہوئے کیک اور خشک پھل پیش کئے جاتے اور اگر گرمیوں کا موسم ہوتا تو تر پھل پیش کئے جاتے۔ آپ کے وزراء حاضرِ خدمت ہوتے اور آپ سے اپنے بقیہ دن کے معاملات کے لئے احکام لیتے۔ آپ وہاں عصر تک بیٹھے رہتے، پھر باہر نکلتے اور عصر کی نماز ادا کرتے پھر اپنے گھر تشریف لیجاتے اور اسمیں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرتا یہاں تک کہ عصر کے آخری اوقات میں آپ باہر تشریف لاتے، تخت پر جلوہ افروز ہوتے اور لوگوں کو اپنے گھر جانے کی اجازت دی جاتی۔ اس کے بعد آپ کے سامنے شام کا کھانا چنا جاتا، آپ اس سے مغرب کی اذان میں صرف ہونے والے وقت کی مقدار کے برابر وقت میں فارغ ہو جاتے اور اس کھانے کے وقت میں ضرورتمندوں کو نہیں بلایا جاتا تھا، اس کے بعد کھانا (دسترخوان) اٹھالیا جاتا تھا۔

الأخبصة: [مفرد] خَبِيصٌ کھجور اور گھی کا حلوا۔ خبص (تفعیل) تخبیصًا کھجور گھی کا حلوا بنانا، کھجور گھی کا حلوا کھانا الخشكنانج: خشک نان سے معرب ہے، خشک نان، ڈبل روٹی۔ الأقراص: [مفرد] القُرْصُ روٹی کی ٹکیا، پیڑا۔ السميد: [بفتح السین وکسر المیم] سفید آٹا الكعك: کیک [جمع] كُعُكَاتٌ۔ المنضد: نضد (تفعیل) تنضیدًا (ض) نضدًا ایک دوسرے پر چننا، ایک دوسرے پر ڈھیر لگانا (افتعال) انتضادًا ایک جگہ اکٹھا ہونا۔

فَيُنَادٰى بِالْمَغْرِبِ فَيَخْرُجُ فَيُصَلِّيهَا. ثُمَّ يُصَلِّىْ بَعْدَهَا أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ وَيَقْرَأُ فِىْ كُلِّ رَكْعَةٍ خَمْسِينَ آيَةً . يَجْهَرُ تَارَةً وَيُخَافِتُ أُخْرٰى، ثُمَّ يَدْخُلُ مَنْزِلَهُ فَلَا يَطْمَعُ فِيهِ طَامِعٌ حَتّٰى يُنَادٰى بِالْعِشَاءِ الْآخِرَةِ، فَيَخْرُجُ فَيُصَلِّىْ ثُمَّ يُؤْذَنُ لِلْخَاصَّةِ وَخَاصَّةِ الْخَاصَّةِ وَالْوُزَرَاءِ وَالْحَاشِيَةِ فَيُؤَامِرُهُ الْوُزَرَاءُ فِيمَا أَرَادَ وَأَصْدَرَ مِنْ لَيْلَتِهِمْ وَيَسْتَمِرُّ إِلٰى ثُلُثِ اللَّيْلِ فِىْ أَخْبَارِ الْعَرَبِ وَأَيَّامِهَا وَالْعَجَمِ وَمُلُوكِهَا وَسِيَاسَتِهَا لِرَعِيَّتِهَا وَسَائِرِ مُلُوكِ الْأُمَمِ وَحُرُوبِهَا وَمَكَائِدِهَا وَسِيَاسَتِهَا لِرَعِيَّتِهَا وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَخْبَارِ الْأُمَمِ السَّالِفَةِ ثُمَّ تَأْتِيهِ

الطُّرَفُ الْغَرِيبَةُ مِنْ عِنْدِ نِسَائِهِ مِنَ الْحَلْوٰى وَغَيْرِهَامِنَ الْمَأْكِلِ اللَّطِيفَةِ ثُمَّ يَدْخُلُ فَيَنَامُ ثُلُثَ اللَّيْلِ ثُمَّ يَقُومُ فَيَقْعُدُ فَيُحْضَرُ الدَّفَاتِرُفِيهَا سِيَرُالْمُلُوكِ وَأَخْبَارُهَاوَالْحُرُوبُ وَالْمَكَائِدُ ،فَيَقْرَأُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ غِلْمَانٌ لَهُ مُرَتَّبُونَ ،وَقَدْ وُكِّلُوْا بِحِفْظِهَا وَقِرَاءَتِهَا فَتَمُرُّ بِسَمْعِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جُمَلٌ مِنَ الْأَخْبَارِ وَالسِّيَرِ وَالْآثَارِوَأَنْوَاعِ السِّيَاسَاتِ ،ثُمَّ يَخْرُجُ فَيُصَلِّى الصُّبْحَ ثُمَّ يَعُوْدُفَيَفْعَلُ مَا وَصَفْنَا فِيْ كُلِّ يَوْمٍ.

پھر مغرب کی اذان ہوتی اور آپ باہر تشریف لے آتے ،نماز ادا کرتے اور اس کے بعد چار رکعت پڑھتے اور ہر رکعت میں پچاس آیتیں تلاوت فرماتے ،کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ آواز سے پڑھتے تھے۔فراغت کے بعد اپنے گھر تشریف لیجاتے اور اسمیں کوئی طمع کرنے والا طمع نہ کرتا یہاں تک کہ عشاء کی اذان ہو جاتی ،آپ باہر تشریف لاتے ،نماز ادا کرتے اور پھر خاص خاص لوگوں ،وزیروں اور درباریوں کو حاضر ہونے کی اجازت دی جاتی اور وزراء ان سے اس رات کے اندر جو کچھ وہ کرنا چاہتے تھے مشورہ کرتے ۔ یہ مجلس تہائی رات تک جاری رہتی ،اس میں عرب کے حالات اور ان کی تاریخ ،عجم کے حالات ،شاہانِ عجم اور ان کی اپنی رعایا کے لئے سیاست اور پوری دنیا کے بادشاہوں کے حالات ،ان کی جنگوں ،جنگی چالبازیوں اور ان کی اپنی رعایا کے لئے سیاست ،اس کے علاوہ گزشتہ زمانے کی قوموں کی خبروں کے بارے میں بات چیت چلتی رہتی ، پھر آپ کے سامنے آپ کے گھر والوں کی طرف سے نئی نئی قسم کے عمدہ اور میٹھے کھانے بھیجے جاتے ، پھر آپ اپنی خواب گاہ میں تشریف لے جاتے اور ایک تہائی رات کے بقدر آرام فرماتے ، پھر اٹھ کر بیٹھ جاتے اور آپ کے سامنے کاپیاں حاضر کی جاتیں ،جن میں بادشاہوں کی سیرت ،ان کی خبریں ،ان کی جنگیں اور ان کے جنگی حیلے لکھے ہوئے ہوتے اور ان رجسٹروں کو وہ غلمان آپکے سامنے پڑھتے تھے جو انکے مرتب ہوتے تھے ،ان کو یاد کرنے اور پڑھنے کی ذمہ داری بھی انہی کو سونپی گئی تھی ،ان جملہ خبروں ،سیر و آثار اور سیاسیات کی انواع کو سنتے سنتے ساری رات گزر جایا کرتی تھی ۔ پھر آپ باہر تشریف لاتے اور فجر کی نماز ادا کرتے ، پھر ہر روز وہی کرتے جو ہم نے بیان کیا۔

مکائد :[مفرد] مکیدۃٌ مکر،دھوکہ،خباثت ،بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۱ پر ہے۔

سیاستھا :ملکی تدبیر وانتظام۔سوس (ن) سِیَاسَۃً دیکھ بھال رکھنا ،سدھانا ،امور کا انتظام و

تدبیر کرنا (س) سَوسًا گھن پڑنا (إفعال) إساسۃً رئیس وسردار بنالینا۔ **السالفۃ**: گزری ہوئی، گردن کا وہ حصہ جو بال لٹکنے کی جگہ ہے [جمع] سوالف۔ سلف (ن) سَلفًا، سُلُوفًا گزرنا، آگے ہونا (تفعیل) تسلیفًا پیشگی دینا، ہر وہ چیز جس کو غذا سے پہلے وقت گزاری کے لئے کھایا جاتا ہے کوکھانا۔ **الطرف**: [مفرد] الطُرفۃ نئی عمدہ چیز، یہاں مراد نئے نئے عمدہ قسم کے کھانے۔ طرف (ک) طرافۃً نیا مال ہونا (إفعال) إطرافًا نئی عمدہ چیز لانا، تحفہ دینا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اِسْتِقَامَةُ الْإِمَامِ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رح وَكَرَمُهُ (۱)

حَكَى ابْنُ حَبَّانَ الْبُسْتِيُّ عَنْ إِسْحَاقَ بْنِ أَحْمَدَ الْقَطَّانِ الْبَغْدَادِيِّ بِتُسْتُرٍ. قَالَ: كَانَ لَنَا جَارٌ بِبَغْدَادَ كُنَّا نُسَمِّيهِ طَبِيبَ الْقُرَّاءِ. كَانَ يَتَفَقَّدُ الصَّالِحِينَ وَيَتَعَاهَدُهُمْ، فَقَالَ لِي: دَخَلْتُ يَوْمًا عَلَى أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ فَإِذَا هُوَ مَغْمُومٌ مَكْرُوبٌ فَقُلْتُ: مَالَكَ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ؟ قَالَ: خَيْرٌ! قُلْتُ: وَمَعَ الْخَيْرِ؟ قَالَ: أُمْتُحِنْتُ بِتِلْكَ الْمِحْنَةِ حَتَّى ضُرِبْتُ ثُمَّ عَالَجُونِي وَبَرِأْتُ، إِلَّا أَنَّهُ بَقِيَ فِي صُلْبِي مَوْضِعٌ

(۱) آپ کا پورا نام امام ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال شیبانی ذہلی ہے، آپ مسلمانوں کے مشہور چار ائمہ میں سے ایک امام، اہل دین اوران کے شعار سے محبت کرنے والے اور دین کا دفاع کرنے والوں میں سے شمار کیے جاتے ہیں، ربیع الاول ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے، آپ شروع سے ہی قانع اور صابر تھے، بچپن میں حفظ قرآن مکمل کر کے حدیث کی طرف توجہ فرمائی اوراس کیلئے بہت سارے ممالک کا سفر کیا، حجاز کے ایک سفر میں امام شافعی رحمہم اللہ سے ملاقات ہوئی جن سے فقہ اور اصول فقہ میں کسب کیا، اس کے بعد بغداد میں ان سے دوسری ملاقات ہوئی۔ آپ کو ہزاروں احادیث یاد تھیں حدیث اور علم روایت میں بڑا اونچا مقام پایا یہاں تک کہ امامت اور اجتہاد کے رتبہ پر فائز ہوئے، پھر آپ نے تدریس اور فتویٰ کا کام شروع کیا تو لوگ ان کی مجالس میں جوق در جوق آنے لگے یہاں تک کہ ان سے عظیم ہستیوں نے جن میں امام بخاری رحمہ اللہ، امام مسلم رحمہ اللہ، امام ترمذی رحمہ اللہ اور امام ابوداؤد رحمہ اللہ قابل ذکر ہیں، شرف تلمذ حاصل کیا، زہد وتوکل اور تقویٰ وتواضع میں، سلاطین کے اموال سے اعراض کرنے میں اور مکارم اخلاق میں تو قدرت کی نشانیوں میں سے تھے، معتصم باللہ کے دور میں فتنہ اعتزال جب برپا ہوا تو سنت اور صحیح عقیدہ کا دفاع کرتے ہوئے آزمائش میں مبتلا کر دیئے گئے اور آپ کو ایسی تکالیف دی گئیں کہ بہت کم افراد کو ایسی تکالیف دی گئیں، آپ نے اس میں پہلوانوں کی طرح صبر کیا اور پہاڑ کی طرح ثابت قدم رہے، پھر متوکل کے دور میں جب عطایا وہدایا اور اجلال وتکریم کے ذریعہ امتحان میں مبتلا ہوئے تو اس میں بھی ربانیین، متوکلین اور زاہدین کی طرح استقامت دکھلائی، آپ نے ہر جگہ سنت کی پیروی کی اور اسلام کا دفاع کیا یہاں تک کہ زمانے کے بڑے امام حدیث علی المدینی نے فرمایا "بلاشبہ اللہ نے ایام ردت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ اور ایام فتنہ میں امام احمد بن حنبل کے ذریعہ اسلام کو عزت بخشی" امام قتیبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "جب تم ایسے شخص کو دیکھو جو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے محبت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ متبع سنت ہے" ۲۴۱ھ میں انتقال فرمایا، آپ کے جنازہ میں بہت بڑے مجمع نے شرکت کی یہاں تک کہ عبدالوھاب الوثاق کا کہنا ہے: جاہلیت اور اسلام کے دور میں ہمیں اتنے بڑے مجمع کی خبر نہیں پہنچی، آپ کی مشہور کتابوں میں سے "مسند امام احمد بن حنبل" ہے۔

يُوجِعُنِي هُوَ أَشَدُّ عَلَيَّ مِنْ ذٰلِكَ الضَّرْبِ،

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کی استقامت اور ان کا کرم

ابن حبان البستی (۱) نے اسحاق بن احمد القطان البغدادی سے بمقام تستر میں حکایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ بغداد میں ہمارا ایک پڑوسی تھا، ہم اسے طبیب القراء کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ نیک لوگوں کی تلاش میں رہتا تھا اور ان کی دیکھ بھال کرتا تھا۔ اس نے مجھے بتلایا: میں ایک دن امام احمد بن حنبلؒ کے ہاں حاضر ہوا جبکہ وہ بہت ہی مغموم اور دردمند تھے، میں نے ان سے پوچھا: اے ابو عبداللہ! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا: خیر ہے۔ میں نے کہا: خیر کیسے ہے؟ فرمایا کہ اس امتحان کے ذریعے مجھے آزمائش میں ڈالا گیا یہاں تک کہ مجھے مارا گیا پھر انہوں نے میرا اتنا علاج کیا کہ میں صحیح وتندرست تو ہو گیا مگر میری پشت میں ایک جگہ رہ گئی ہے جو مجھے تکلیف پہنچاتی ہے اور وہ مجھ پر اس مار سے بھی زیادہ شدید ہے۔

<u>مکروب</u>: کرب (ن) کَرْبًا دشوار ہونا، سخت غم ہونا (إفعال) إكرابًا قریب ہونا، دوڑنا (مفاعلة) مكاربةً قریب ہونا (افتعال) اكترابًا سخت غمگین ہونا۔ <u>یوجعنی</u>: وجع (إفعال) إيجاعًا درد پہنچانا، خونریزی کرنا (س) وَجَعًا مریض اور دردمند ہونا۔

قَالَ: قُلْتُ اِكْشِفْ لِي عَنْ صُلْبِكَ، فَكَشَفَ لِي فَلَمْ أَرَفِيهِ إِلَّا أَثَرَ الضَّرْبِ فَقَطْ، فَقُلْتُ: لَيْسَ لِي بِذِي مَعْرِفَةٍ، وَلٰكِنْ سَأَسْتَخْبِرُ عَنْ هٰذَا، قَالَ: فَخَرَجْتُ مِنْ عِنْدِهِ حَتّٰى أَتَيْتُ صَاحِبَ الْحَبْسِ، وَكَانَ بَيْنِي وَبَيْنَهُ فَضْلُ مَعْرِفَةٍ فَقُلْتُ لَهُ: أَدْخُلُ الْحَبْسَ فِي حَاجَةٍ قَالَ: اُدْخُلْ، فَدَخَلْتُ وَجَمَعْتُ فِتْيَانَهُمْ، وَكَانَ مَعِي دُرَيْهِمَاتٌ فَرَّقْتُهَا عَلَيْهِمْ وَجَعَلْتُ أُحَدِّثُهُمْ حَتّٰى أَنِسُوا بِي، ثُمَّ قُلْتُ: مَنْ مِّنْكُمْ ضَرَبَ أَكْثَرَ؟ قَالَ: فَأَخَذُوا يَتَفَاخَرُونَ حَتّٰى اتَّفَقُوا عَلٰى وَاحِدٍ مِّنْهُمْ أَنَّهُ أَكْثَرُهُمْ ضَرْبًا وَأَشَدُّهُمْ صَبْرًا، قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: أَسْأَلُكَ عَنْ شَيْءٍ، قَالَ: هَاتِ فَقُلْتُ:

(۱) ابو حاتم محمد بن حبان البستی نسلاً خالص عرب ہیں، بست جو کہ بجستان، غزنی اور ہرات (افغانستان کے مشہور شہر ہیں) کے درمیان ایک شہر ہے وہاں پرورش پائی، حدیث کیلیے بہت سارے شیوخ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہزاروں اساتذہ سے حدیثیں لکھیں، ثمرقند کے قاضی بنائے گئے پھر نسا کے قاضی بنائے گئے لیکن کسی تہمت کی وجہ سے خلیفہ وقت نے ان کو اسی سال کی عمر میں قتل کر دیا، ایک قول یہ بھی ہے کہ ۳۵۴ھ میں اپنی موت آپ مرے۔ متون اور اسانید کے عالم تھے، وعظ، حدیث، فقہ اور لغت میں علم کا سمندر تھے، طب، نجوم اور کلام خوب جانتے تھے، ان کی کتابوں میں سے ''روضة العقلاء ونزہة الفضلاء'' چھپ چکی ہے اور یہ تحریر اسی سے ماخوذ ہے، یہ قصہ جس طرح امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی استقامت، صبر، اچھے اخلاق اور حب رسول پر دلالت کرتا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ ادب عربی اور اس لغت کی تعبیرِ بلیغ کا جو تیسری صدی ہجری میں جب کہ یہ عجمیت اور تکلف سے پاک تھی اور بغداد کے اطراف میں پھیلی ہوئی تھی، کا عمدہ نمونہ ہے۔

شَیۡخٌ ضَعِیۡفٌ لَیۡسَ صَنَاعَتُهٗ كَصَنَاعَتِكُمۡ ،وَضُرِبَ عَلَی الۡجُوۡعِ لِلۡقَتۡلِ سِیَاطًا یَسِیۡرَةً، إِلاَّ أَنَّهٗ لَمۡ یَمُتۡ ،وَعَالَجُوۡهُ وَبَرأَ،إِلاَّ أَنَّ مَوۡضِعًا فِیۡ صُلۡبِهٖ یُوۡجِعُهٗ وَجۡعًا لَیۡسَ لَهٗ عَلَیۡهِ صَبۡرٌ، قَالَ: فَضَحِكَ.

وہ فرماتے ہیں: میں نے کہا مجھے اپنی پشت دکھائیں تو انہوں نے مجھے اپنی پشت دکھلا دی، مجھے وہاں سوائے مار کے اثر کے اور کچھ بھی نظر نہیں آیا (گویا کہ تکلیف کا سبب مخفی تھا) تو میں نے کہا مجھے اس کی پہچان نہیں ہے لیکن میں عنقریب ہی اس کے بارے میں معلومات حاصل کروں گا۔ میں ان کے پاس سے نکلا (اٹھا) اور قید خانے کے انچارج کے پاس آ گیا میرے اور اس کے درمیان اچھی خاصی جان پہچان تھی، میں نے اس سے کہا: میں جیل میں ایک ضرورت کی وجہ سے جانا چاہتا ہوں اس نے کہا چلے جاؤ، میں اندر داخل ہوا اور جیل کے نوجوانوں کو جمع کر لیا میرے پاس چند دراہم تھے وہ میں نے ان کے درمیان تقسیم کر دیے اور ان سے باتیں کرنا شروع کر دیں اتنی دیر تک (باتیں کیں) کہ وہ مجھ سے بے تکلف ہو گئے (جب بے تکلفی ہو گئی) تو میں نے ان سے پوچھا ذرا یہ بتلاؤ تم میں سے زیادہ زور سے کون مارتا ہے؟ وہ آپس میں بڑھ چڑھ کر فخر کرنے لگے یہاں تک کہ ایک پر سب متفق ہو گئے کہ یہ سب سے زیادہ سخت ضرب مارنے والا ہے اور سب سے زیادہ ضربیں ڈالنے والا ہے، میں نے اس سے کہا میں تجھ سے ایک چیز کے بارے میں پوچھنا چاہتا ہوں تو اس نے کہا، ہاں ہاں پوچھو! میں نے پوچھا: ایک کمزور بوڑھا جس کی کاری گری تمہاری کاریگری کی طرح نہیں ہے اسے بھوک کی حالت میں قتل کرنے کے لئے چند کوڑے مارے گئے مگر یہ کہ وہ نہیں مرا، اس کا علاج کیا گیا، وہ صحتمند ہو گیا مگر اس کی پشت میں ایک جگہ ایسی رہ گئی ہے جو درد کر رہی ہے اور وہ اس درد کو برداشت نہیں کر پا رہا۔ اس بات کو سن کر وہ زور سے ہنسا۔

فتیان: [مفرد] الفتیٰ نوجوان، سخی، غلام۔ سیاطا: [مفرد] سوطٌ کوڑا، دیگر جمع أسواط بھی آتی ہے۔ سوط (ن) سوطًا کوڑے مارنا، مخلوط کرنا، تہہ و بالا کرنا۔

فَقُلۡتُ: مَالَكَ؟ قَالَ الَّذِیۡ عَالَجَهٗ كَانَ حَائِكًا . قُلۡتُ :أَیۡشَ الۡخَبَرُ؟ قَالَ: تَرَكَ فِیۡ صُلۡبِهٖ قِطۡعَةَ لَحۡمٍ مَیِّتَةٍ لَمۡ یَقۡلَعۡهَا، قُلۡتُ:فَمَا الۡحِیۡلَةُ؟ قَالَ:یُبَطُّ صُلۡبُهٗ وَتُؤۡخَذُ تِلۡكَ الۡقِطۡعَةُ وَیُرۡمٰی بِهَا .وَإِنۡ تُرِكَتۡ بَلَغَتۡ إِلٰی فُؤَادِهٖ فَقَتَلَتۡهُ قَالَ:فَخَرَجۡتُ مِنَ الۡحَبۡسِ فَدَخَلۡتُ عَلٰی أَحۡمَدَبۡنِ حَنۡبَلٍ فَوَجَدۡتُهٗ عَلٰی حَالَتِهٖ، فَقَصَصۡتُ عَلَیۡهِ الۡقِصَّةَ،قَالَ:وَمَنۡ یَبُطُّهٗ؟ قُلۡتُ أَنَا،قَالَ: أَوَتَفۡعَلُ؟ قُلۡتُ: نَعَمۡ،

قَالَ فَقَامَ وَدَخَلَ الْبَيْتَ ثُمَّ خَرَجَ وَبِيَدِهِ مِخَدَّتَانِ وَعَلٰى كَتِفِهِ فُوْطَةٌ ،فَوَضَعَ إِحْدَاهُمَا لِيْ وَ الْأُخْرٰى لَهُ ثُمَّ قَعَدَ عَلَيْهَا وَقَالَ: اِسْتَخِرِ اللهَ فَكَشَفْتُ الفُوْطَةَ عَنْ صُلْبِهِ وَقُلْتُ : أَرِنِيْ مَوْضِعَ الْوَجَعِ .

میں نے اسے کہا: تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ تو اس نے بتلایا: جس نے اس کا علاج کیا تھا وہ ایک جولاہا تھا، میں نے کہا: یہ کیا خبر دے رہے ہو؟ (یعنی ہوش میں تو ہو! کیسی بات کر رہے ہو؟) اس نے کہا دراصل بات یہ ہے کہ اس کی پشت میں اس حائک نے مردہ گوشت کا ایک ٹکڑا چھوڑ دیا تھا جسے اس نے اکھیڑا نہیں تھا، یہ سن کر میں نے اس سے پوچھا کہ اب (اس کو نکالنے کا) کیا طریقہ ہوسکتا ہے؟ اس نے بتلایا: اس کی پشت کو چیرا جائے اور مردہ گوشت کے اس ٹکڑے کو نکال کر پھینک دیا جائے۔ (یاد رکھو) اگر وہ ٹکڑا چھوڑ دیا گیا تو وہ اس کے دل تک پہنچ جائے گا اور اسے قتل کردے گا۔ (یہ سب سن کر) میں جیل سے نکلا اور احمد بن حنبلؒ کے پاس حاضر ہوا تو ان کو اسی حالت پر پایا، میں نے ان سے سارا ماجرا کہہ سنایا، یہ سن کر وہ کہنے لگے: میری پشت کا آپریشن کون کرے گا؟ میں نے کہا کہ میں۔ انہوں نے پوچھا کیا تم یہ کام کرلو گے؟ میں نے کہا: جی ہاں، چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور گھر میں داخل ہوئے جب باہر نکلے تو ان کے ہاتھ میں دو تکیے اور کندھے پر ایک رومال تھا، ان میں سے ایک میرے لئے رکھا اور ایک اپنے لئے۔ پھر اس پر بیٹھ گئے اور کہنے لگے: اللہ سے خیر طلب کرو، میں نے ان کی پیٹھ سے کپڑا ہٹایا اور کہا: مجھے درد والی جگہ دکھائیں۔

حائکا : [جمع] حاکۃ، حَوَکۃ۔ حوکٌ (ن) حَوْکًا، حِیَاکًا، حِیاکۃ بننا۔ أیش: اَیّ شَیْءٍ کا مرکب ہے۔ لم یقلعھا : قلع (ن) قلعًا (تفعیل) تقلیعًا جڑ سے اکھیڑنا (س) قلعًا، قَلَعَۃً زین پر جم کر نہ بیٹھنا، کند ذہنی کی وجہ سے کلام کو نہ سمجھنا (إفعال) إقلاعًا باز رہنا (افتعال) اقتلاعًا چھیننا۔ یبط: بطط (ن) بطًّا چیرنا (تفعیل) تبطیطًا تھکنا، عاجز ہونا۔ مخدتان: [مفرد] مِخَدَّۃٌ چھوٹا تکیہ جس پر سوتے ہوئے رخسار رکھتے ہیں۔ فوطۃ: ازار جس کو خدام استعمال کرتے ہیں [جمع] فُوَط، اور عوام کے نزدیک رومال کو کہتے ہیں۔ فوط (تفعیل) تفویطًا ازار، پٹی پہنانا

قَالَ : ضَعْ إِصْبَعَكَ عَلَيْهِ فَإِنِّيْ أُخْبِرُكَ بِهِ فَوَضَعْتُ إِصْبَعِيْ وَقُلْتُ هٰهُنَا مَوْضِعُ الْوَجَعِ؟ قَالَ: هٰهُنَا أَحْمَدُ اللهَ عَلَى الْعَافِيَةِ، فَقُلْتُ هٰهُنَا قَالَ: هٰهُنَا أَحْمَدُ اللهَ عَلَى الْعَافِيَةِ، فَقُلْتُ هٰهُنَا قَالَ: هٰهُنَا أَسْأَلُ اللهَ الْعَافِيَةَ قَالَ فَعَلِمْتُ أَنَّهُ مَوْضِعُ الْوَجَعِ قَالَ فَوَضَعْتُ الْمِبْضَعَ عَلَيْهِ فَلَمَّا أَحَسَّ بِحَرَارَةِ الْمِبْضَعِ وَضَعَ

يَدَهُ عَلٰى رَأْسِهِ وَجَعَلَ يَقُوْلُ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعْتَصِمِ، حَتّٰى بَطَطْتُهُ، فَأَخَذْتُ الْقِطْعَةَ الْمَيْتَةَ وَرَمَيْتُ بِهَا وَشَدَدْتُ الْعِصَابَةَ عَلَيْهِ وَهُوَ لَا يَزِيْدُ عَلٰى قَوْلِهِ: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُعْتَصِمِ، قَالَ: ثُمَّ هَدَأَ وَسَكَنَ ثُمَّ قَالَ: كَأَنِّيْ كُنْتُ مُعَلَّقًا فَأُحْدِرْتُ قُلْتُ يَا أَبَا عَبْدِ اللهِ إِنَّ النَّاسَ إِذَا امْتُحِنُوْا مِحْنَةً دَعَوْا عَلٰى مَنْ ظَلَمَهُمْ وَرَأَيْتُكَ تَدْعُوْ لِلْمُعْتَصِمِ، قَالَ إِنِّيْ فَكَّرْتُ فِيْمَا تَقُوْلُ، وَهُوَ ابْنُ عَمِّ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فَكَرِهْتُ آتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَبَيْنِيْ وَبَيْنَ أَحَدٍ مِّنْ قَرَابَتِهِ خُصُوْمَةٌ، وَهُوَ مِنِّيْ فِيْ حِلٍّ.

انہوں نے فرمایا: اپنی انگلی رکھتے چلے جائیں میں درد والی جگہ آپ کو بتلادوں گا، میں نے اپنی انگلی ان کی پیٹھ پر رکھی اور ان سے پوچھا (کیا) یہ درد والی جگہ ہے؟ جواب دیا: میں یہاں عافیت پر اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں (یہاں سلامتی ہے اور درد والی جگہ یہ نہیں ہے) میں نے (ایک اور جگہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے) پوچھا: کیا یہاں درد ہے؟ جوابا کہا: میں یہاں عافیت پر اللہ کی تعریف کرتا ہوں (یہاں سلامتی ہے اور درد والی جگہ یہ نہیں ہے) میں نے کہا: کیا یہاں درد ہے؟ تو انہوں نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے اس جگہ کیلئے عافیت کا سوال کرتا ہوں، میں جان گیا کہ یہی درد کا مقام ہے، میں نے آلہ جراح (آپریشن کے اوزار میں سے ایک) اس جگہ پر رکھ دیا (اور کام میں مصروف ہو گیا) جب انہوں نے آلہ جراح کی حرارت محسوس کی تو اپنے ہاتھ کو سر پر رکھ دیا اور کہنے لگے: اے اللہ معتصم کی مغفرت فرما! (میں آپریشن میں مصروف رہا) یہاں تک کہ میں نے اس جگہ کا آپریشن کر لیا، اس مردہ گوشت کو باہر نکال کر پھینک دیا اور اس پر پٹی باندھ دی ان کی حالت یہ تھی کہ وہ اس جملے اے اللہ معتصم کی مغفرت فرما! سے زیادہ کچھ بھی منہ سے نہیں نکال رہے تھے بالآخر وہ پرسکون ہو گئے (آپریشن کی وجہ سے انکی تکلیف ختم ہو گئی) پھر فرمایا گویا کہ میں پہلے لٹکا ہوا تھا اور اب اتار دیا گیا ہوں (درد کی وجہ سے ایسے لگ رہا تھا کہ میں سولی پر لٹکا ہوا ہوں اب آرام کی وجہ سے ایسا سکون ہے یوں لگتا ہے کہ سولی سے اتار دیا گیا ہوں) میں نے ان سے پوچھا: ابو عبداللہ! (یہ کیا ماجرا ہے) جب لوگوں کو کسی آزمائش اور ابتلاء میں ڈالا جاتا ہے تو وہ آزمائش میں ڈالنے والے کے لئے بددعا کرتے ہیں (جبکہ میں آپکو دیکھ رہا ہوں کہ) آپ معتصم کے لئے دعا کر رہے ہیں؟ وہ جواب میں فرمانے لگے: جو آپ کہہ رہے ہیں میں نے بھی اس بارے میں غور کیا تھا لیکن وہ اللہ کے رسول ﷺ کے چچا کا بیٹا ہے اس وجہ سے میں نے یہ بات ناپسند کی کہ میں قیامت کے دن اس حالت میں لایا جاؤں کہ میرے اور رسول اللہ ﷺ کے رشتہ دار کے درمیان لڑائی

اور جھگڑا ہو اس لئے وہ میری طرف سے بالکل امن میں ہے (یہی آپکا کرم ہے)

المبضع: (اسم آلہ) نشتر [جمع] مَبَاضِعُ۔ بضع (ف) بَضْعًا (تفعیل) تبضیعًا چیرنا، نشتر لگانا (ف) بُضوعًا سمجھنا، واضح ہونا، اکتا جانا (إفعال) إبضاعًا واضح طور پر بیان کرنا، سرمایہ بنانا، سیراب کرنا (مفاعلة) مباضعةً جماع کرنا۔ العصابة: پٹی، عمامہ، مردوں کی جماعت [جمع] عَصَائِب۔ عصب (س) عَصَبًا احاطہ کرنا (ض) عَصْبًا لپیٹنا، قبضہ کرنا (تفعیل) تعصیبًا پٹی باندھنا، بھوکا رہنا (إفعال) إعصابًا تیز چلنا (انفعال) انعصابًا سخت ہونا۔ هدأ: هدأ (ف) هَدْأً، هُدُوءً سکون ہونا، مرنا، تھپکی دینا (س) هَدَأً کبڑا ہونا (تفعیل) تهدئةً (إفعال) إهداءً تسکین دینا۔ أحدرت: حدر (افعال) احدارًا (ن، ض) حدْرًا، حُدورًا نیچے اترنا، نیچے اتارنا (تفعل) تحدرًا اترنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

أَشْعَبُ وَالْبَخِيلُ (لابی الفرج الأصبهانی(۱))

حَدَّثَ أَشْعَبُ(۲) قَالَ: وُلِّيَ الْمَدِينَةَ رَجُلٌ مِّنْ وُّلْدِ عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ أَبْخَلَ النَّاسِ وَأَنْكَدَ هُمْ. وَأَغْرَاهُ اللهُ بِيْ يَطْلُبُنِيْ فِيْ لَيْلِهِ وَنَهَارِهِ. فَإِنْ هَرَبْتُ مِنْهُ هَجَمَ عَلٰى مَنْزِلِيْ بِالشُّرَطِ وَإِنْ كُنْتُ فِيْ مَوْضِعٍ بَعَثَ إِلٰى مَنْ أَكُوْنُ مَعَهُ أَوْ عِنْدَهُ يَطْلُبُنِيْ مِنْهُ فَيُطَالِبُنِيْ بِأَنْ أُحَدِّثَهُ وَأُضْحِكَهُ ثُمَّ لَا أَسْكُتُ. وَلَا أَنَامُ وَلَا يُطْعِمُنِيْ وَلَا يُعْطِيْنِيْ شَيْئًا فَلَقِيْتُ مِنْهُ جُهْدًا عَظِيْمًا وَبَلَاءً شَدِيْدًا

(۱) آپکا نام ابو الفرج علی بن الحسین الاموی الشیعی ہے آپ بیک وقت علامہ، قلمکار، تاریخ دان، علم الانساب کے ماہر اور شاعر جیسی کئی صفات کے حامل ہونے کے ساتھ ساتھ "کتاب الاغانی" کے مصنف بھی ہیں، یہ کتاب ادب عربی کے ذخائر میں سے ایک اہم ذخیرہ کی حیثیت رکھتی ہے، اگر یہ کتاب نہ ہوتی تو یقیناً ادب عربی کا ایک کثیر حصہ ضائع ہو جاتا اور عربی زبان کے کشادہ اطراف اپنے ہی حال پر لپیٹے رہ جاتے (یعنی زبان عربی میں کوئی ترقی نہ ہوتی) اور ہم اس میٹھی زبان سے محروم ہو جاتے جسکو اہل زبان اپنے گھروں میں اور خوشی وغمی کے مواقع پر بولتے ہیں اور یہ کتاب اپنے ادبی منافع بلغوی دولت (جو اسکے اندر موجود ہے) کے ساتھ ساتھ خیر القرون کے اسلامی معاشرہ کی ایک تاریک وسیاہ تصویر ہے۔ گویا یہ کتاب لہو ولعب، بیہودگی اور زندگی سے نفع اندوز ہونے پر مشتمل ہے، (یہ ایک ادبی ثروت تو ہے لیکن اس نے امت کو کچھ نہیں دیا) اسی لیے یہ کتاب اپنے مصنف کی حسن نیت اور درستگی عقیدہ کے بارے میں شک پیدا کرتی ہے، آپ بغداد میں ۳۵۶ھ میں فوت ہوئے۔

(۲) ابو العلاء شعیب بن زبیر ۹ھ میں پیدا ہوئے اور مدینہ میں پرورش پائی۔ آپ خوب رو شکل وصورت اور حسن آواز کے مالک قاری تھے۔ آپ کئی عجیب وغریب صفات کے حامل تھے (چنانچہ) آپکی شدت طمع اور کثرت طلب کی مثالیں دی جاتی ہیں۔ آپکی عجیب وغریب حکایات (مشہور) ہیں۔

اشعب اور ایک بخیل کا واقعہ

اشعب نے بتلایا کہ عامر بن لوی کے خاندان میں سے ایک شخص کو مدینہ منورہ کا والی بنایا گیا جو کہ بڑا بخیل اور تنگدست تھا، اللہ نے اس کو مجھ پر فریفتہ کر دیا تھا، ہر وقت مجھے بلاتا تھا اگر میں کسی وقت بھاگ جاتا تو پولیس لیکر میرے گھر پہنچ جاتا اور اگر میں کسی اور جگہ ہوتا تو جس کے ساتھ یا جس کے پاس ہوتا وہاں کسی کو بھیج دیتا جو اس سے میرا مطالبہ کرتا، پھر والئ مدینہ مجھ سے کہتا کہ میں اسکے ساتھ گپ شپ اور ہنسی مذاق کروں، پھر میں سکون کر سکتا ہوں اور نہ ہی سو سکتا ہوں اور (ادھر یہ حال تھا کہ) وہ مجھے کچھ کھلاتا پلاتا اور نہ ہی کچھ انعام دیتا، اس لئے میں بڑی سخت اور شدید مصیبت میں مبتلا ہو گیا۔

انکدھم: نکد (س) نکدًا تنگ گزران والا ہونا (ن) نکدًا محروم کر دینا (مفاعلہ) مناکدۃً سختی برتنا اغرا: غری (إفعال) إغراءًا بصلہ [با] فریفتہ ہونا برانگیختہ کرنا، دشمنی ڈالنا (س) غراءًا، غریٰ بہت خواہش مند ہونا، چمٹنا، غضبناک ہونا (تفعیل) تغریۃً سریش سے جوڑنا۔ ھجم: ھجم (ن) ھجومًا غفلت کی حالت میں اچانک آنا یا بغیر اجازت کے آنا۔ ھجمًا دھتکارنا، پسینہ بہانا (تفعیل) تھجیمًا اچانک لانا۔ الشرط: [مفرد] شُرطیٌّ والی علاقہ کے مددگار لوگ، آجکل جیسے پولیس والے۔ بلاء: آزمائش خواہ خیر سے ہو یا شر سے، وہ غم جو جسم کو گھلا دے۔ بلو (ن) بَلْوًا، بلآءًا امتحان لینا۔

وَحضَرَ الْحَجُّ فَقَالَ لِیْ: یَا أَشْعَبُ کُنْ مَعِیَ فَقُلْتُ بِأَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّیْ أَنَا عَلِیلٌ وَلَیْسَتْ لِیْ نِیَّةٌ فِی الْحَجِّ. فَقَالَ: عَلَیْهِ وَعَلَیْهِ: وَقَالَ: إِنَّ الْکَعْبَةَ بَیْتُ النَّارِ لَئِنْ لَمْ تَخْرُجْ مَعِیَ لَأُوَدِّعَنَّکَ الْحَبْسَ حَتّٰی أَقْدَمَ. فَخَرَجْتُ مَعَهٗ مُکْرَهًا فَلَمَّا نَزَلْنَا مَنْزِلًا أَظْهَرَ أَنَّهٗ صَائِمٌ وَنَامَ حَتّٰی تَشَاغَلْتُ. ثُمَّ أَکَلَ مَافِیْ سُفْرَتِهٖ وَأَمَرَ غُلَامَهٗ أَنْ یُطْعِمَنِیْ رَغِیْفَیْنِ بِمِلْحٍ.

حج کا زمانہ آگیا (اس نے بھی حج پر جانے کی تیاری کی) مجھے بھی اپنے ساتھ چلنے کا کہا لیکن میں نے کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں میں تو بیمار ہوں اس لئے میرا حج کا ارادہ نہیں ہے۔ اس نے کہا نہیں نہیں! تجھے ضرور چلنا پڑے گا ورنہ کعبہ تیرے لئے آگ کا گھر بن جائے گا اگر تم میرے ساتھ نہ چلے تو جیل بھجوا دوں گا اور میرے آنے تک وہیں پڑے رہو گے، میں مجبور ہو کر اس کے ساتھ چل پڑا۔ جب ہم راستے میں کسی جگہ ٹھہرتے تو وہ ایسے ظاہر کرتا جیسے وہ روزہ دار ہے ساتھ ہی سو جاتا یہاں تک کہ میں کسی کام

میں مشغول ہو جاتا، پھر وہ زادِ راہ سے کھانا نکال کر کھالیتا اور غلام کو حکم دیتا کہ مجھے دو روٹیاں نمک کے ساتھ کھلا دے۔

فَجِئْتُ وَعِنْدِیْ أَنَّهٗ صَائِمٌ وَلَمْ أَزَلْ أَنْتَظِرُ الْمَغْرِبَ أَتَوَقَّعُ إِفْطَارَهٗ. فَلَمَّاصَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ قُلْتُ لِغُلَامِهٖ: مَا يَنْتَظِرُ بِالْأَ كْلِ؟ قَالَ قَدْ أَكَلَ مُنْذُ زَمَانٍ . قُلْتُ: أَوَلَمْ يَكُنْ صَائِمًا؟ قَالَ: لَا . قُلْتُ: أَفَأَطْوِیْ أَنَا؟ قَالَ: قَدْ أُعِدَّلَکَ كَمَا تَأْكُلُهٗ فَكُلْ. وَأَخْرَجَ إِلَيَّ الرَّغِيْفَيْنِ وَالْمِلْحَ. فَأَكَلْتُهُمَا وَبِتُّ مُتَاجُوْعًا.

جب میں (اپنی مشغولیت سے واپس) آیا، میرے گمان کے مطابق تو وہ روزہ دار تھا اس لئے مغرب ہونے کا انتظار اور اس کے افطار کی توقع کرتا رہا، جب مغرب کی نماز پڑھ لی تو غلام سے پوچھا: اب کھانے کے لئے کس کا انتظار ہے؟ اس نے جواباً کہا والی نے تو کھانا کب کا کھالیا، میں نے اس سے پوچھا: کیا وہ روزہ دار نہیں تھا؟ اس نے کہا: نہیں، میں نے کہا: کیا میں بھوکا رہوں؟ اس نے کہا (اگر آپ کھانا چاہتے ہیں تو) آپ کیلئے کھانا تیار کر دیا ہے، آپ جیسے کھانا چاہیں کھالیجئے۔ چنانچہ اس نے نمک کے ساتھ دو روٹیاں نکالیں پھر میں نے ان کو کھایا اور اسی مجبوری اور بھوک کی حالت میں رات گزاردی۔

<u>أطوي</u> :طوی (س) طَوًی (اِفعال) إطواءًا بھوکا ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۹ پر ہے۔<u>رغیفین</u>: [مفرد] رغیفٌ روٹی، چپاتی، گندھے ہوئے آٹے کا پیڑا دیگر [جمع] أُرْغِفَة، رُغُف بھی آتی ہیں۔ رغف (ف) رَغْفًا آٹے کا پیڑا بنانا (اِفعال) إرغافًا چلنے میں جلدی کرنا، تیز نظر سے دیکھنا۔

وَأَصْبَحْتُ فَسِرْنَا حَتّٰی نَزَلْنَا الْمَنْزِلَ فَقَالَ لِغُلَامِهٖ: اِبْتَعْ لَنَالَحْمًا بِدِرْهَمٍ. فَابْتَاعَهٗ فَقَالَ: كَبِّبْ لِیْ قِطَعًا. فَفَعَلَ: فَأَكَلَهٗ وَنُصِبَ الْقِدْرُ. فَلَمَّا نَغَرَتْ قَالَ: اِغْرِفْ لِیْ مِنْهَا قِطَعًا. فَفَعَلَ. فَأَكَلَهَا ثُمَّ قَالَ: اِطْرَحْ فِيْهَا دُقَّةً وَأَطْعِمْنِیْ مِنْهَا فَفَعَلَ. ثُمَّ قَالَ: أَلْقِ تَوَابِلَهَا وَأَطْعِمْنِیْ مِنْهَا. فَفَعَلَ.

اگلے دن صبح ہی ہم نے سفر شروع کیا اور چلتے چلتے ایک مقام پر ٹھہرے وہاں والی نے غلام سے کہا کہ ہمارے لئے ایک درہم کا گوشت خرید لاؤ، وہ خرید لایا پھر اس سے کہا کہ اس میں سے تھوڑے سے گوشت کے کباب بنالاؤ، چنانچہ وہ بنالایا، والی نے ان کو کھالیا، اس کے بعد دیگچی کو چولہے پر رکھا گیا جب ہانڈی جوش مارنے لگی تو کہا: تھوڑا سا اور کاٹ لو (نکال لو) اس نے نکال لیا، حضرت اس کو بھی چٹ کر گئے، اس کے بعد غلام سے کہا: اچھا اب گرم

مصالحہ پیس کرسالن میں ڈالواور (تیار کرکے) مجھے کھلاؤ، غلام نے (پکا کر اسکے سامنے پیش کیا)

کبب: کبب (تفعیل) تکبیبًا کباب بنانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۸ پر ہے۔ القدر: ہانڈی [جمع] قُدور۔ نغوت: نغر (ف ض، س) نَغِیرًا، نَغَرانًا ابلنا (ض، س) نَغَرًا غضبناک ہونا، کینہ رکھنا (تفعیل) تنغیرًا گدگدی کرنا، بلانا (انفعال) انغرارًا گندا ہونا۔ اغرف: غرف (ض) غرفًا کاٹنا، بال کترنا (افتعال) اغترافًا چلو لینا (تفعّل) تغرّفًا کسی چیز کے ساتھ جتنی چیزیں ہوں سب لے لینا۔ دقة: مصالحہ، نمک، دھنیا، خوبصورتی۔ توابلها: [مفرد] تابلٌ مصالحہ۔ تبل (ن) تبلًا (إفعال) إتبالًا بیمار کرنا، عقل کو ضائع کردینا (تفعیل) تتبیلًا (مفاعلہ) متابلةً مصالحہ ڈالنا۔

وَأَنَا جَالِسٌ أَنْظُرُ إِلَيْهِ لَايَدْعُوْنِيْ. فَلَمَّا اسْتَوْفَى اللَّحْمَ كُلَّهُ قَالَ: يَا غُلَامُ أَطْعِمْ أَشْعَبَ. وَرَمٰى إِلَيَّ بِرَغِيْفَيْنِ فَجِئْتُ إِلَى الْقِدْرِ وَإِذَا لَيْسَ فِيْهَا إِلَّا مَرَقٌ وَعِظَامٌ. فَأَكَلْتُ الرَّغِيْفَيْنِ. وَأَخْرَجَ لَهُ جِرَابًا فِيْهِ فَاكِهَةٌ يَابِسَةٌ فَأَخَذَ مِنْهَا حُفْنَةً فَأَكَلَهَا وَبَقِيَ فِيْ كَفِّهِ كَفُّ لَوْزٍ بِقِشْرِهِ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ فِيْهِ حِيْلَةٌ. فَرَمٰى بِهِ إِلَيَّ وَقَالَ كُلْ هٰذَا يَا أَشْعَبُ. فَذَهَبْتُ أَكْسِرُ وَاحِدَةً مِّنْهَا فَإِذَا بِضِرْسِيْ قَدِ انْكَسَرَتْ مِنْهُ قِطْعَةٌ فَسَقَطَتْ بَيْنَ يَدَيَّ. وَتَبَاعَدْتُ أَطْلُبُ حَجَرًا أُكَسِّرُ بِهِ فَوَجَدْتُهُ فَضَرَبْتُ بِهِ لَوْزَةً فَطَفَرَتْ يَعْلَمُ اللّٰهُ مِقْدَارَ رَمْيَةِ حَجَرٍ. وَعَدَوْتُ فِيْ طَلَبِهَا.

اشعب کہتے ہیں کہ میں بھی وہاں بیٹھا اس کی طرف دیکھ رہا تھا (کہ شاید مجھے بھی کھلائیگا مگر) مجھے نہیں بلایا، لیکن جب اس نے گوشت پورا کھالیا تو غلام سے کہا کہ اشعب کو بھی کھلاؤ، چنانچہ غلام نے مجھے دو روٹیاں دیں، جن کو لیکر میں دیگچی کی طرف آیا تو دیگچی میں شوربے اور ہڈیوں کے سوا کچھ بھی باقی نہ تھا، میں نے اس کے ساتھ دونوں روٹیاں کھالیں۔ اسکے بعد غلام نے اسکا چمڑے کا تھیلا جس میں خشک میوے تھے، نکالا اس نے ان میں سے ایک لپ بھر کے نکالی اور اسے کھانے لگا جب اس کے ہاتھ میں بادام کے چھلکوں کے سوا کچھ بھی باقی نہ رہا اور ان کو پھینکنے کے سوا کوئی چارہ بھی نہ تھا تو میری طرف پھینکتے ہوئے کہا، اے اشعب انکو کھالو۔ میں نے وہ لے لئے اور ان میں سے ایک توڑنے لگا تو میری داڑھ کا ہی ایک ٹکڑا ٹوٹ گیا اور میرے سامنے گر کر دور جا پڑا، میں تھوڑا سا دور جا کر اسکو توڑنے کیلئے پتھر تلاش کرنے لگا، مل جانے پر اس کے ذریعے بادام توڑنے لگا جونہی پتھر مارا اللہ جانتا ہے (اللہ گواہ ہے) بادام اچھل کر پتھر پھینکنے کی مقدار دور جا گرا، میں اس کی تلاش میں لگ گیا۔

مرق: شوربہ۔ مرق (ن، ض) مَرْقاً شوربہ زیادہ کرنا، کھال سے اون اکھیڑنا (ن) مُرُوْقاً پار کرنا (س) مَرَقاً گندا ہونا (تفعیل) تمریقاً شوربہ زیادہ کرنا۔ حُفنة: لپ بھر، گڑھا [جمع] حُفَن۔ حفن (ن) حَفْناً لپ بھر لینا، لپ بھر دینا (افتعال) احتفاناً جڑ سے اکھیڑنا، بہت لینا۔ لــــوز: [مفرد] لَوزةٌ بادام۔ لوز (تفعیل) تلویزاً [التمر] چھوارے میں بادام بھرنا۔ بقشرة: چھال یا کھال۔ قشر (ن، ض) قَشْراً (تفعیل) تقشیراً کھال یا چھال اتارنا، بدشگونی لانا (س) قَشَراً موٹی کھال والا ہونا۔ طفرت: طفر (ض) طَفْراً، طُفُوزاً اونچائی میں کودنا (تفعیل) تطفیراً [اللبن] بالائی والا ہونا (إفعال) إطفاراً کودانا۔

فَبَيْنَا أَنَا فِي ذٰلِكَ إِذْ أَقْبَلَ بَنُو مُصْعَبٍ (يَعْنِي ابْنَ ثَابِتٍ وَإِخْوَتَهُ) يُلَبُّوْنَ بِتِلْكَ الْحَلُوْقِ الْجَهُوَرِيَّةِ فَصِحْتُ بِهِمْ. اَلْغَوْثُ اَلْغَوْثُ اَلْعِيَاذُ بِاللهِ وَبِكُمْ يَا آلَ الزُّبَيْرِ اَلْحِقُوْنِيْ أَدْرِكُوْنِيْ. فَرَكَضُوْا إِلَيَّ فَلَمَّا رَأَوْنِيْ قَالُوْا: أَشْعَبُ مَالَكَ وَيْلَكَ؟ قُلْتُ: خُذُوْنِيْ مَعَكُمْ تَخَلِّصُوْنِيْ مِنَ الْمَوْتِ. فَحَمَلُوْنِيْ مَعَهُمْ فَجَعَلْتُ أُرَفْرِفُ بِيَدَيَّ كَمَا يَفْعَلُ الْفَرْخُ إِذَا طَلَبَ الزَّقَّ مِنْ أَبَوَيْهِ. فَقَالُوْا: مَا لَكَ وَيْلَكَ؟ قُلْتُ: لَيْسَ هٰذَا وَقْتُ الْحَدِيْثِ زُقُّوْنِيْ مِمَّا مَعَكُمْ قَدِمْتُ ضُرًّا وَجُوْعًا مُنْذُ ثَلَاثٍ.

ابھی میں یہی کام کر رہا تھا کہ اچانک بنو مصعب (یعنی ابن ثابت اور اس کے بھائی وغیرہ) جو کہ اونچی آواز میں تلبیہ پڑھتے ہوئے جا رہے تھے سامنے آ گئے میں نے انہیں آواز دیکر پکارا اے آلِ زبیر! ادھر آؤ، میری مدد کرو، میری مدد کرو، اللہ کی پناہ، تم نے مجھے پالیا ہے اپنے ساتھ لے لو تو وہ میری طرف آئے جب مجھے دیکھا تو کہنے لگے "ارے کم بخت اشعب" کیا ہوا؟ میں نے کہا کہ مجھے اپنے ساتھ لے چلو اور موت سے بچاؤ، چنانچہ انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ اب میں خوشی میں اپنے دونوں ہاتھوں کو ایسے حرکت دینے لگا جیسے پرندے کا بچہ اپنے والدین سے چوگا لیتے وقت حرکت دیتا ہے۔ پھر انہوں نے دوبارہ مجھ سے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا تھا؟ میں نے کہا: یہ وقت باتیں کرنے کا نہیں ہے، اگر آپ کے پاس کچھ ہو تو مجھے کھلاؤ میں تین دن سے بھوک اور سختی میں مبتلا ہوں۔

الحلوق الجهورية: [مفرد] حلق، گلا، نالیاں۔ الجهورية، بلند آواز کی صفت۔ أرفــرف: رفرف (فعلل) رفرفةً پھڑ پھڑانا، آواز کرنا۔ الــزق: زقّ (ن) زَقّاً چوگا دینا، بیٹ کرنا، کھال اتارنا، بال کاٹنا۔

(قَالَ) فَأَطْعَمُوْنِیْ حَتّٰی تَرَاجَعَتْ نَفْسِیْ وَحَمَلُوْنِیْ مَعَهُمْ فِیْ مَحْمِلٍ ثُمَّ قَالُوْا: أَخْبِرْنَا بِقِصَّتِکَ. فَحَدَّثْتُهُمْ وَأَرَیْتُهُمْ ضِرْسِیَ الْمَکْسُوْرَةَ فَجَعَلُوْا یَضْحَکُوْنَ وَیُصَفِّقُوْنَ وَقَالُوْا: وَیْلَکَ مِنْ أَیْنَ وَقَعْتَ عَلٰی هٰذَا؟ هٰذَا مِنْ أَبْخَلِ خَلْقِ اللّٰهِ وَأَدْنَئِهِمْ نَفْسًا. فَحَلَفْتُ بِالطَّلَاقِ أَنِّیْ لَا أَدْخُلُ الْمَدِیْنَةَ مَادَامَ لَهٗ بِهَا سُلْطَانٌ فَلَمْ أَدْخُلْهَا حَتّٰی عُزِلَ.

اشعب کہتے ہیں کہ انہوں نے مجھے کھلایا یہاں تک کہ میری جان میں جان آئی اور مجھے اپنے ساتھ سواری میں سوار کیا۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا اپنا واقعہ سناؤ میں نے ان کو اپنی آپ بیتی سنائی اور اپنی ٹوٹی ہوئی داڑھ بھی دکھائی تو وہ (دیکھ کر) ہنسنے لگے، تالیاں پیٹنے لگے اور کہنے لگے کہ تیرا ستیاناس! تو اسکے ہتھے کیسے چڑھ گیا تھا؟ یہ تو دنیا جہاں میں سب سے زیادہ بخیل اور حقیر آدمی ہے۔ میں نے قسم اٹھائی کہ جب تک مدینہ کا والی یہ شخص ہوگا اس وقت تک میں مدینہ میں داخل نہیں ہوں گا اگر ہوا تو میری بیوی کو طلاق ہے۔ پھر میں شہر میں اسوقت تک داخل نہیں ہوا یہاں تک کہ وہ معزول ہوگیا۔

<u>یصفقون</u>: صفق (ن،ض) صفقًا تالی بجانا، پھڑ پھڑانا (ک) صَفَاقَۃً بے حیا ہونا (إفعال) إصفاقًا بار رکھنا، جمع کرنا (تفعّل) تصفقًا تردد کرنا، در پے ہونا (انفعال) انصفاقًا واپس ہونا۔ <u>ادنئهم</u>: دنأ (ف،ک) دُنوءۃً، دَناءۃً خسیس ہونا، کمینہ وذلیل ہونا (س) دنأً کبڑا ہونا (إفعال) إدناءًا ادنیٰ سواری پر سوار ہونا۔

☆☆☆☆☆☆☆

رِسَالَةُ عِتَابٍ (لأبی بکر الخوارزمی(۱))

کِتَابِیْ وَقَدْ خَرَجْتُ مِنَ الْبَلَاءِ خُرُوْجَ السَّیْفِ مِنَ الْجَلَاءِ، وَبُرُوْزَ الْبَدْرِ مِنَ الظَّلْمَاءِ، وَقَدْ فَارَقَتْنِی الْمِحْنَةُ وَهِیَ مُفَارِقٌ لَا یُشْتَاقُ إِلَیْهِ وَوَدَّعَتْنِیْ وَهِیَ مُوَدِّعٌ لَا یُبْکٰی عَلَیْهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ تَعَالٰی عَلٰی مِحْنَةٍ یُجَلِّیْهَا، وَنِعْمَةٍ یُنِیْلُهَا وَیُوَلِّیْهَا.

(۱) یہ وہ ابو بکر محمد بن عباس خوارزمی ہیں جو اصلا طبرستانی ہیں، خوارزم میں ۳۲۳ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں پرورش پائی۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے ادب کو کمائی کا ذریعہ بنایا اور اس کے لیے ہجرتیں اور مجاہدے کئے۔ سیف الدولۃ، صاحب بن عباد اور عضد الدولہ کے پاس گئے۔ ادب کے سمندر تھے، عرب کے اشعار، اخبار اور تاریخ کے راوی، کلام عرب کے طرق اور لغت کی تراکیب کے خاصہ پر حاوی تھے۔ لیکن یہ ادباء کی اس جماعت سے تعلق رکھتے تھے جو جرابیان کے پیشانی کے مالک

ملامت کا خط

یہ میرا خط ہے اور میں مصیبت سے ایسے نکلا ہوں جیسے تلوار زنگ سے واضح اور کھلم کھلا اور چودہویں رات کا چاند اندھیروں سے نکل آتا ہے۔آزمائش نے مجھے داغِ مفارقت دیدیا ہے اور یہ ایسی علیحدہ ہونے والی چیز ہے جس کی طرف اشتیاق نہیں ہوتا، مجھے آزمائش نے الوداع کہا ہے اور یہ ایسی الوداع کہنے والی ہے جس پر رویا نہیں جاتا۔تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں ایسی آزمائش پر کہ جس کو اللہ نے ظاہر کردیا اور ایسی نعمت پر کہ جو اس نے عطا کی اور اس کا والی مقرر کردیا۔

<u>الجلاء</u> :جلو(ن)جلاءً ا[السیف اوالفضۃ اوالمرآۃ]تلوار یا چاندی یا آئینہ سے زنگ دور کرنا، چمکانا۔جُلاءً ا،جلوًا خوف یا قحط کی وجہ سے جلاوطن ہونا،کوئی بات ظاہر کرنا۔جَلاءً اواضح ہونا۔<u>ینیلھا</u>: نول(اِفعال)اِنالۃً(تفعیل)تنویلًا(ن)نُولًا دینا۔<u>یولیھا</u>: ولی (اِفعال)اِیلاءً اوالی مقرر کرنا(ح)وِلایۃً والی ہونا،متصرف ہونا(تفعّل)تولّیًا ذمہ داری لینا،کسی کے کام کے لئے مستعد ہونا(استفعال)استیلاءً غالب ہونا۔

كُنْتُ أَتَوَقَّعُ أَمْسِ كِتَابَ سَيِّدِیْ بِالتَّسْلِيَةِ،وَالْيَوْمَ بِالتَّهْنِئَةِ،فَلَمْ يُكَاتِبْنِیْ فِیْ أَيَّامِ الْبُرَحَاءِ بِأَنَّهَا غَمَّتْهُ،وَلَا فِیْ أَيَّامِ الرُّخَاءِ بِأَنَّهَا سَرَّتْهُ،وَقَدِ اعْتَذَرْتُ عَنْهُ إِلٰی نَفْسِی وَجَادَلْتُ عَنْهُ قَلْبِیْ.

گذشتہ کل(ایامِ آزمائش میں)اپنے آقا کی طرف سے تسلی کے خط کے آنے کی توقع کررہا تھا اور آج(بعد از آزمائش نکلنے کے)میں اپنے آقا کی طرف سے مبارکبادی کے خط کے انتظار میں ہوں۔لیکن اس نے مجھے سختی کے دنوں میں کوئی خط لکھا کیونکہ ان دنوں نے اس کو غمناک کردیا تھا(جبکہ اس کو تسلی بھرا خط لکھنا چاہئے تھا)اور نہ ہی اس نے مجھے آسائش کے دنوں میں خط لکھا کہ ان ایام آسائش نے اس کو راحت وسرور میں مبتلا کردیا تھا(جبکہ ان دنوں میں اس کو مبارکباد کے لئے خط لکھنا چاہیے،اس کی یہ حالت اور میری یہ حالت کہ) میں نے اسکی طرف سے اپنے نفس کو عذر پیش کیا اور اسکی جانب سے اپنے دل سے جھگڑا کیا۔

بنے(قادر الکلام بنے وگرنہ انکو بیان کا سلیقہ نہیں آتا تھا)کثرت حفظ اور طویل تجربات سے کلام کے تمام اقسام پر قادر تو ہوگئے لیکن انکے پاس بہتا ہوا قلم تھا اور نہ ہی چلتی ہوئی زبان،طبیعت کی سیلانی تھی اور نہ ہی ذوق کی رقت اور اس پر انکے خطوط شاہد ہیں اور اسی وجہ سے بدیع الزمان ہمدانی جو کہ طبعی ادیب ہیں کی مساجلات میں بری طرح ناکام ہوئے اور یہی ان کی موت کا سبب تھا،ان کا شعران کی نثر سے بھی زیادہ اچھا تھا مگر وہ صرف انہی مشہور اور شہرہ آفاق رسائل کی وجہ سے مشہور تھے،ان کی وفات ۳۸۳ھ میں ہوئی۔

بالتسلية: سلی (تفعیل) تسلیاً بتکلف تسلی ظاہر کرنا، تسلی پانا (انفعال) انسلاءً غم زائل ہونا۔ سلو (ن) سلوًا (س) سُلِیًّا تسلی پانا، بے غم ہونا (اِفعال) اِسلاءً امامون ہونا۔
بالتهنئة: ھنأ (تفعیل) تھنئۃً مبارکباد دینا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ البرحاء: سختی، تکلیف، برائی، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷۸ پر ہے۔ الرخاء: فراخی زندگی۔ رخی (س) رَخیً، رِخْوَۃً (ک) رَخاوَۃً آسودہ زندگی والا ہونا، نرم ہونا (ف، س، ک) رَخاءً آسودہ ہونا۔

فَقُلْتُ: أَمَّا إِخْلَالُهُ بِالْأُولٰى فَلِأَنَّهُ شَغَلَهُ الْإِهْتِمَامُ بِهَا عَنِ الْكَلَامِ فِيهَا، وَأَمَّا تَغَافُلُهُ عَنِ الْأُخْرٰى فَلِأَنَّهُ أَحَبَّ أَنْ يُوَفِّرَ عَلَيَّ مَرْتَبَةَ السَّابِقِ إِلَى الْإِبْتِدَاءِ، وَيَقْتَصِرَ بِنَفْسِهِ عَلٰى مَحَلِّ الْإِقْتِدَاءِ لِتَكُوْنَ نِعَمُ اللهِ تَعَالٰى مَوْقُوْفَةً مِّنْ كُلِّ جِهَةٍ عَلَيَّ، وَمَحْفُوْظَةً مِّنْ كُلِّ رُتْبَةٍ بِي.

میں نے کہا: سختی کے دنوں میں تسلی دینے کے لئے خط لکھنے میں کوتاہی کرنا شاید اس وجہ سے ہو کہ غم نے ان سختی کے دنوں میں کلام کرنے سے اسے غافل کر دیا ہو اور راحت و آسائش کے دنوں میں اس کے خط لکھنے سے غفلت کی وجہ شاید یہ ہو کہ اس نے اس کو پسند کیا ہو کہ میرا مرتبہ زیادہ کردے جو کہ ابتداء کی طرف بڑھ رہا تھا (یعنی کم ہو رہا تھا) اور اپنے لئے محلِ اقتداء پر اکتفاء کرلیا۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہر طرف سے مجھ ہی پر آکر ٹھہریں اور یہ نعمتیں ہر سختی و پریشانی سے میرے گرد احاطہ کئے ہوئے ہوں۔

إخلاله: خلل (اِفعال) اِخلالاً کوتاہی کرنا محتاج ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۵۵ پر ہے۔ یوفر: وفر (تفعیل) توفیرًا زیادہ کرنا، حفاظت کرنا (تفعّل) توفّرًا ہمت صرف کرنا (ض) وَفْرًا زیادہ کرنا، پیدا کرنا۔ محفوفة: حفف (ن) حَفًّا گھیرنا (ض) حَفِیفًا سرسراہٹ ہونا۔ حُفُوْفًا خشک ہونا، پراگندہ ہونا (تفعیل) تحفیفًا احاطہ کرنا (استفعال) استحفافًا سارا لے لینا

فَإِنْ كُنْتُ أَحْسَنْتُ الْإِعْتِذَارَ عَنْ سَيِّدِي فَلْيَعْرِفْ لِيْ حَقَّ الْإِحْسَانِ، وَلْيَكْتُبْ لِيْ بِالْإِسْتِحْسَانِ، وَإِنْ كُنْتُ أَسَأْتُ فَلْيُخْبِرْنِيْ بِعُذْرِهٖ فَإِنَّهُ أَعْرَفُ مِنِّي بِسِرِّهٖ، وَلْيَرْضَ مِنِّي بِأَنِّيْ حَارَبْتُ عَنْهُ قَلْبِيْ وَاعْتَذَرْتُ عَنْ ذَنْبِهٖ حَتّٰى كَأَنَّهُ ذَنْبِي وَقُلْتُ: يَا نَفْسُ! اِعْذِرِيْ أَخَاكِ وَخُذِيْ مِنْهُ مَا أَعْطَاكِ فَمَعَ الْيَوْمِ غَدٌ وَالْعَوْدُ أَحْمَدُ.

چنانچہ اگر میں نے اپنے آقا کی طرف سے احسن طریقہ سے عذر خواہی کی ہے تو میرے آقا کو چاہیے کہ میرے لئے حق احسان پہچانے اور اسے چاہیے کہ وہ مجھے استحساناً خط

لکھے اور اگر میں نے عذر خواہی برے طریقہ سے کی ہے تو پھر اسے چاہیے کہ وہ مجھے اپنے عذر کے متعلق آگاہ کرے، کیونکہ اپنے پوشیدہ معاملہ کو وہ مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے۔ مجھ سے اس پر راضی ہو جائے کہ میں نے اس کی جانب سے اپنے دل سے جنگ کی ہے اور اس کی فروگزاشت پر اپنے دل کو ایسا عذر پیش کیا ہے جیسے وہ میرا ہی گناہ ہو اور میں نے کہا: اے نفس! اپنے بھائی کا عذر قبول کر لے اور اس سے وہ چیز ہی لے لے جو اس نے تمہیں دی ہے، پس آج کے ساتھ کل آئندہ ہے [والعود أحمد] اور دوبارہ کرنا زیادہ قابلِ تعریف ہے۔ (یعنی اچھا کام کرنا محمود ہے تو اس کو دوبارہ کرنا زیادہ محمود ہے)

☆☆☆☆☆☆☆

حَدِيثُ النَّاسِ

(لابی حیان التوحیدی(۱)

حَدَّثَنِيْ شَيْخٌ مِنَ الصُّوْفِيَّةِ فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ قَالَ: كُنْتُ بِنِيْسَابُوْرَ سَنَةَ سَبْعِيْنَ وَثَلاثِمِائَةٍ، وَقَدِاشْتَعَلَتْ خُرَاسَانُ بِالْفِتْنَةِ وَتَبَلْبَلَتْ دَوْلَةُ آلِ سَامَانَ بِالْجَوْرِ وَطُوْلِ الْمُدَّةِ فَلَجَأَمُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ صَاحِبُ الْجَيْشِ إِلٰى قَايِيْنَ وَهِيَ حِصْنُهُ وَمَعْقِلُهُ وَوَرَدَأَبُوالْعَبَّاسِ صَاحِبُ جَيْشِ آلِ سَامَانَ نِيْسَابُوْرَ بِعِدَّةٍ عَظِيْمَةٍ وَعُدَّةٍ عَمِيْمَةٍ وَزِيْنَةٍ فَاخِرَةٍ وَهَيْئَةٍ بَاهِرَةٍ وَغَلاالسِّعْرُوَأُخِيْفَتِ السُّبُلُ وَكَثُرَالْإِرْجَافُ وَسَاءَتِ الظُّنُوْنُ وَضَجَّتِ الْعَامَّةُ وَالْتَبَسَ الرَّأْيُ وَانْقَطَعَ الْأَمَلُ

(۱) علی بن محمد العباس توحیدی غالباً قرن رابع کے دوسرے عقد کے آواخر میں پیدا ہوئے، بغداد میں پرورش ہوئی۔ نحو، لغت، شعر، ادب، فقہ اور معتزلہ کی رائے کے کلام کے علوم میں ماہرفن ہو کر ابھرے، رزق کی تنگی کی وجہ سے بغداد میں کتابیں لکھ کر اور بیچ کر مدت طویلہ تک زندگی گزاری اور ہمیشہ اپنے معاصرین سے تنگی اور جفا میں رہے حتی کہ اپنی آخری عمر میں محض اس گمان کی وجہ سے کہ لوگ ناقدرے ہیں میرے مرنے کے بعد کتابوں کی قدر نہ کریں گے اپنی تمام مکتوبہ کتابوں کو جلا ڈالا، استاد کرد علی نے فرمایا "ابوحیان نے سوالات وجوابات لکھے، روایات ومساجلات لکھے، محاضرات اور ہم مجلس لوگوں کے حالات لکھے، تقریع و تقریظ لکھیں، نقد ولمز کیا، وعظ وارشاد کہے اور ان کی کتابوں کا ہر صفحہ ان کے علمی مقام اور فہم کی بلندی پر دلالت کرتا ہے۔ ان کتب نے ان کو بڑے بڑے منشین اور مؤلفین تک پہنچا دیا، ان میں انہوں نے اپنے ایام کے اعتبار سے علم وادب کی اچھی تصویر کشی کی تھی لیکن اس کو ایسے طبقے نے بلیغ ادبی عبارت میں پیش کیا جو لکھے ہوئے پر عمل نہیں کرتا تھا اور ان کو خوبصورتی، آراستگی، چمکانے اور تر وتازہ کرنے سے کوئی غرض نہ تھی (ابوحیان اتنے جلیل القدر ہیں کہ) وہ اسلوب جو جاحظ کی موت کی وجہ سے مرنے والا تھا اس کو دائیں ہاتھ سے تھام لیا اور جو کچھ کمی ابوعثمان کے بعد باتوں کے فن اور ضرب الامثال کی اقسام میں رہ گئی تھی اس کو پورا کر دیا۔ جاحظ (جس کی کنیت ابوعثمان ہے، کا تعارف اور علمی ثروت اور قابلیت پر کلام گزر چکا ہے) نے گویا کہ اسکی کمی اور ادھوری خواہش کو پورا کر دیا، ان کی مشہور کتابوں میں سے "کتاب الصداقت والتصدیق، کتاب المقابسات، کتاب الامتاع والموانسة، کتاب البصائر والذخائر ومثالب الوزیرین ہیں" ۴۱۴ھ میں شیراز میں ان کا انتقال ہوا۔

وَنَبَحَ كُلُّ كَلْبٍ مِنْ كُلِّ زَاوِيَةٍ وَزَأَرَ كُلُّ أَسَدٍ مِنْ كُلِّ أَجَمَةٍ وَضَبَحَ كُلُّ ثَعْلَبٍ مِنْ كُلِّ تَلْعَةٍ.

لوگوں کی بات

ان دنوں صوفیاء کے ایک شیخ نے مجھے بتلایا کہ: میں ۳۷۰ھ میں نیشاپور میں تھا، خراسان فتنے کی لپیٹوں میں تھا اور آلِ سامان کی حکومت ظلم اور طویل مدت کی بناء پر منتشر ہو چکی تھی۔ لشکر کے سردار محمد بن ابراہیم نے مقام قابین کی طرف جو انکا ایک قلعہ اور جائے پناہ تھی، پناہ لی اور آل سامان کے لشکر کا سردار ابو العباس ایک بڑی جماعت، عام تیاری، پر فخر آرائش، بھرپور زیب و زینت اور زبردست حالت کے ساتھ نیشاپور میں وارد ہوا۔ (جس کی وجہ سے اشیاء کی) قیمتیں بڑھ گئیں، راستے خوفناک ہو گئے (راستوں میں ڈرایا جانے لگا) افواہیں پھیل گئیں، گمان فاسد ہو گئے، عامی لوگ اودھم مچانے لگے (لوگوں کی) آراء خلط ملط ہو گئیں، امیدیں دم توڑ گئیں، ہر کونے سے ایک کتا بھونکنے، ہر کچھار سے شیر دھاڑنے اور ہر بلند جگہ سے لومڑی چیخنے لگی۔

<u>تبلبلت</u>: بلبل (تفعلل) تبلبلاً منتشر ہونا، بکھرنا، پریشان و بے چین ہونا۔ <u>لجأ</u>: لجأ (ف) لَجَاءً، لجوءاً (س) لَجَاءً (افتعال) التجاءً پناہ لینا (تفعیل) تلجئۃ بعض ورثاء کیلئے خاص کر دینا (إفعال) إلجاءً مضطر کرنا، سپرد کرنا۔ <u>باهرة</u>: بهر (ف) بهراً غالب ہونا، فضیلت میں بڑھ جانا، ہانپنا (انفعال) انبهاراً سخت دوڑنے سے ہانپنا (إفعال) إبهاراً عجیب کام کرنا، فقیری کے بعد مالدار ہونا۔ <u>الأرجاف</u>: رجف (إفعال) إرجافاً لوگوں کو بھڑکانے کے لئے بری خبروں کو پھیلانا، گھسنا (ن) رَجْفاً، رَجَفَاناً، رجيفاً تیز ہلانا، ہلنا (تفعّل) ترجفاً (افتعال) ارتجافاً بہت زیادہ کانپنا۔ <u>ضجت</u>: ضجّ (ض) ضَجّاً ضجيجاً، ضجاجاً (إفعال) إضجاجاً شور مچانا، چیخنا (تفعیل) تضجيجاً جانا اور مائل ہونا۔ <u>نبح</u>: نبح (ف، ض) نَبْحاً، نبوحاً، نبيحاً بھونکنا، یہ کتے پر استعمال ہوتا ہے مگر مجازاً ہرن اور بکری وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے (ف) نُباحاً زیادہ عمر ہونیکی وجہ سے موٹی آواز والا ہونا۔ <u>زأر</u>: زأر (ف، ض، س) زئيراً، زأراً (إفعال) إزءاراً چنگھاڑنا، آواز کو گڑگڑانا۔ <u>أجمة</u>: شیر کے رہنے کی جگہ یعنی کچھار [جمع] أُجُم، (ج ج) آجام۔ <u>ضبح</u>: ضبح (ف) ضُباحاً آواز نکالنا (تفاعل) تضابحاً ایک دوسرے کا مقابلہ کرنا۔ <u>تلعة</u>: بلند زمین، پشتِ زمین [جمع] تَلَعات، تِلاع۔ تلع (ن) تلعاً، تلوعاً چڑھنا (س) تلعاً بھر جانا، تَلاعۃً لمبا ہونا۔

قَالَ وَكُنَّا جَمَاعَةَ غُرَبَاءَ نَأْوِیْ إِلٰی دُوَیْرَةِ الصُّوْفِیَّةِ لَانَبْرَحُهَا فَتَارَةً نَقْرَأُ وَتَارَةً نُصَلِّیْ وَتَارَةً نَنَامُ وَتَارَةً نُهْذِیْ وَالْجُوْعُ یَعْمَلُ عَمَلَهٗ وَنَخُوْضُ فِیْ حَدِیْثِ آلِ سَامَانَ وَالْوَارِدِ مِنْ جِهَتِهِمْ إِلٰی هٰذَا الْمَكَانِ وَلَا قُدْرَةَ لَنَا عَلَی السِّیَاحَةِ لِإنْسِدَادِ الطُّرُقِ وَتَخَطُّفِ النَّاسِ لِلنَّاسِ وَشُمُوْلِ الْخَوْفِ وَغَلَبَةِ الرُّعْبِ وَكَانَ الْبَلَدُ یَتَّقِدُ نَارًا بِالسُّؤَالِ وَالتَّعَرُّفِ وَالْإِرْجَافِ بِالصِّدْقِ وَالْكِذْبِ وَمَا یُقَالُ بِالْهَوٰی وَالْعَصَبِیَّةِ فَضَاقَتْ صُدُوْرُنَا وَخَبُثَتْ سَرَائِرُنَا وَاسْتَوْلٰی عَلَیْنَا الْوِسْوَاسُ.

وہ بزرگ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم مسافروں کی ایک جماعت نے صوفیاء کے ایک چھوٹے سے گھر میں پناہ لی، جس سے باہر نہیں نکلتے تھے، اسمیں رہتے ہوئے کبھی تلاوت کرتے اور کبھی نماز پڑھتے، کبھی سوتے اور کبھی گپ شپ لگاتے اور بھوک بھی اپنے کام میں مصروف تھی (یعنی محسوس ہوتی تھی) ہم آلِ سامان اور ان کی طرف سے خراسان بھیجے جانے والے کے بارے میں غور کرتے رہتے تھے۔ راستوں کے بند ہونے، لوگوں کے ایک دوسرے کو اچکنے، خوف طاری ہونے اور رعب و دہشت کے غلبہ کی وجہ سے ہم چلنے پھرنے پر قادر نہ تھے۔ شہر سوال، بھیک، جھوٹی سچی افواہوں، ہوائے نفس اور عصبیت سے کی گئی گفتگو کی آگ میں جل رہا تھا، ہمارے دل تنگ ہو گئے نیتیں فاسد ہو گئیں اور ہم پر وساوس غالب آگئے۔

<u>دویرۃ</u>: (تصغیر) چھوٹا سا گھر، مکان، رہنے کی جگہ [جمع] دُوَرٌ، دِیَارٌ، أَدْوَار۔
<u>لانبرحها</u>: برح (س) بَرَحًا، براحًا جدا ہونا، ظاہر ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷۸ پر ہے۔ <u>نهذي</u>: هذی (ض) هَذْیًا، هَذَیَانًا بکواس کرنا، مرض کی وجہ سے غیر معقول باتیں کرنا۔ <u>تخطف</u>: خطف (س) خَطْفًا اچک لینا، چندھا کر دینا (س، ض) خَطَفَانًا تیز چلنا (تفعیل) تخطیفًا اچک لینا (إفعال) إخطافًا خطا کرنا، بیماری کا زائل ہونا۔ <u>سرائر</u>: [مفرد] سریرۃٌ، نیت، بھید، خفیہ معاملہ، کمایقال [هو طیب السریرة] وہ پاک دل کھری نیت کا آدمی ہے۔ <u>استولی</u>: ولی (استفعال) استیلاءً ابصلہ [علٰی] غالب ہونا، انتہاء کو پہنچنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۳ پر ہے۔

وَقُلْنَا لَیْلَةً مَا تَرَوْنَ یَا أَصْحَابَنَا مَا دَفَعْنَا إِلَیْهِ مِنْ هٰذِهِ الْأَحْوَالِ الْكَرِیْهَةِ، كَأَنَّا وَاللهِ أَصْحَابُ نِعَمٍ وَأَرْبَابُ ضِیَاعٍ نَخَافُ عَلَیْهَا الْغَارَةَ وَالنَّهْبَ وَمَا عَلَیْنَا مِنْ وِلَایَةِ زَیْدٍ وَعَزْلِ عَمْرٍو وَهَلَاكِ بَكْرٍ وَنَجَاةِ بِشْرٍ نَحْنُ قَوْمٌ رَضِیْنَا فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا الْعَسِیْرَةِ وَهٰذِهِ الْحَیَاةِ الْقَصِیْرَةِ بِكِسْرَةٍ یَابِسَةٍ وَخِرْقَةٍ بَالِیَةٍ وَزَاوِیَةٍ

مِنَ الْمَسْجِدِ مَعَ الْعَافِيَةِ مِنْ بَلَايَا طُلَّابِ الدُّنْيَا. فَمَا هٰذَا الَّذِيْ يَعْتَرِيْنَا مِنْ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ الَّتِيْ لَيْسَ لَنَا فِيْهَا نَاقَةٌ وَلَا جَمَلٌ وَلَا حَظٌّ وَلَا أَمَلٌ قُوْمُوْا بِنَا غَدًا حَتّٰى نَزُوْرَ أَبَا زَكَرِيَّاءَ الزَّاهِدَ وَنُظِلَّ نَهَارَنَا عِنْدَهٗ لَاهِيْنَ عَمَّا نَحْنُ فِيْهِ سَاكِنِيْنَ مَعَهٗ مُقْتَدِيْنَ بِهٖ فَاتَّفَقَ رَأْيُنَا عَلٰى ذٰلِكَ.

ایک رات ہم نے کہا! اے ہمارے ہم نشینو! تم کیا سمجھتے ہو کس چیز نے ہمیں ان برے احوال کی طرف پھینکا ہے؟ اللہ کی قسم! گویا کہ ہم اہل نعمت اور صاحب ثروت تھے، ہم ان نعمتوں پر غارت گری اور لوٹ مار کا خوف کھاتے ہیں۔ ہمیں زید کی سرداری، عمرو کی معزولی، بکر کی ہلاکت اور لوگوں کی نجات سے کیا واسطہ؟ ہم ایسی قوم ہیں جو تنگ دنیا اور مختصر سی زندگی میں خشک روٹی کے ٹکڑے، بوسیدہ خرقہ (لباس) مسجد کے کونے، دنیا کے طالبوں کے مصائب سے عافیت پر راضی ہو گئے تھے، ہمیں یہ کیسی باتیں پیش آرہی ہیں جن میں ہمارے لئے کوئی اونٹنی ہے اور نہ اونٹ، کوئی حصہ ہے اور نہ کوئی امید، کل ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم ابوزکریا زاہد کی زیارت کریں اور ان حالات سے غافل ہو کر ان کے پاس اپنا دن گزاریں، ان کے ساتھ ٹھہریں اور ان کی اقتداء کریں، ہماری آراء اس پر متفق ہو گئیں۔

<u>النهب</u>: نھب (ن،ض،ف) نَھبًا لوٹنا، کاٹنا، سخت سست کہنا (اِفعال) اِنھابًا لوٹنے کا موقع دینا، لٹا دینا۔ <u>یعترینا</u>: عرو (افتعال) اعتراءً لاحق ہونا، عطیہ مانگنے کے لئے جانا (ن) عَرْوًا پیش آنا، کاج بنانا (اِفعال) اِعراءً کاج بنانا، چھوڑ دینا۔

فَغَدَوْنَا وَصِرْنَا إِلٰى أَبِيْ زَكَرِيَّاءَ الزَّاهِدِ فَلَمَّا دَخَلْنَا رَحَّبَ بِنَا وَفَرِحَ بِزِيَارَتِنَا وَقَالَ: مَا أَشْوَقَنِيْ إِلَيْكُمْ وَمَا أَلْهَفَنِيْ عَلَيْكُمْ! اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَمَعَنِيْ وَإِيَّاكُمْ فِيْ مَقَامٍ وَاحِدٍ حَدِّثُوْنِيْ مَا الَّذِيْ سَمِعْتُمْ وَمَا ذَا بَلَغَكُمْ مِنْ حَدِيْثِ النَّاسِ وَأَمْرِ هٰؤُلَاءِ السَّلَاطِيْنِ؟ فَرِّجُوْا عَنِّيْ وَقُوْلُوْا لِيْ مَا عِنْدَكُمْ فَلَا تَكْتُمُوْنِيْ شَيْئًا فَمَا لِيْ وَاللّٰهِ مَرْعًى فِيْ هٰذِهِ الْأَيَّامِ إِلَّا مَا اتَّصَلَ بِحَدِيْثِهِمْ وَاقْتَرَنَ بِخَبَرِهِمْ.

اگلے دن صبح ہم ابوزکریا زاہد کی طرف روانہ ہوئے جب ہم داخل ہوئے تو انھوں نے ہمیں خوش آمدید کہا، ہماری زیارت سے خوش ہوئے اور کہنے لگے میں کس قدر آپ کا مشتاق تھا، میں کس قدر آپ پر (یعنی آپ سے ملنے کیلئے) حریص تھا! تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اور آپ کو (ہم سب کو) ایک جگہ اکٹھا کر دیا، آپ نے لوگوں کی باتوں سے اور بادشاہوں کے احکام سے جو کچھ سنا اور جو کچھ تم تک پہنچا ہے (اس کے

بارے میں) مجھ پر کشادگی کرو (مجھے بھی بتلادو) جو کچھ تم جانتے ہو مجھ سے بیان کرو اور مجھ سے کچھ مت چھپاؤ۔ اللہ کی قسم میرے لئے ان ایام میں میری چراگاہ صرف وہی ہے کہ جو انکی باتوں کے ساتھ متصل ہو اور ان کی خبروں کیساتھ ملی ہوئی ہو (میرے لئے صرف یہی کام رہ گیا ہے کہ انکی باتیں کرتا اور سنتا رہوں اسلئے تم بھی مزید معلومات مجھے دو)۔

<u>ألهفني</u>: لهف (إفعال) إلهافاً حریص ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷۶ پر ہے۔

فَلَمَّا وَرَدَ عَلَيْنَا مِنْ هٰذَا الزَّاهِدِ الْعَابِدِ مَا وَرَدَ دَهِشْنَا وَاسْتَوْحَشْنَا وَقُلْنَافِيْ أَنْفُسِنَاأُنْظُرُوْامِنْ أَيِّ شَيْئٍ هَرَبْنَا ،وَبِأَيِّ شَيْئٍ عَلَّقْنَا وَبِأَيِّ دَاهِيَةٍ دُهِيْنَا قَالَ: فَخَفَّفْنَا الْحَدِيْثَ وَانْسَلَلْنَا فَلَمَّا خَرَجْنَا قُلْنَا: أَرَأَيْتُمْ مَا بُلِيْنَا بِهِ وَمَا وَقَعْنَا عَلَيْهِ ؟ (إِنَّ هٰذَالَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِيْنُ).

اس پرہیز گار اور عبادت گزار شخص سے جب ایسی عجیب شے صادر ہوئی تو ہم دہشت زدہ اور متوحش ہو گئے، ہم نے اپنے دل میں سوچا کہ دیکھو، ہم کس شے سے بھاگے تھے اور کس شے سے چمٹ گئے؟ کس مصیبت میں مبتلا ہو گئے؟ اس شیخ نے کہا: ہم نے گفتگو کو سمیٹا اور وہاں سے کھسک گئے۔ جب ہم نکل آئے تو آپس میں کہا: دیکھا کس چیز میں ہم مبتلا کئے گئے اور کیسی مصیبت ہم پر پڑ گئی (بے شک یہ تو ایک واضح مصیبت ہے)

<u>علقنا</u>: علق (تفعیل) تعلیقاً چمٹ جانا، لٹکانا، بند کرنا (ن) عَلْقاً، عُلُوقاً گالی دینا، چوسنا (س) عَلَاقَةً محبت کرنا، پھنس جانا (إفعال) إعلاقاً جونک لگانا، پھنسنا۔ <u>داهية دهينا</u>: مصیبت، بری بات، بڑا معاملہ [جمع] دواہ۔ دھی (ن) دَهْياً (تفعیل) تدهیۃً آفت و بلا پہنچنا، مرتبہ گھٹانا (س) دهْياً چالاک ہونا، چالاکی سے کام کرنا۔ <u>انسللنا</u>: سلل (انفعال) انسلالاً چپکے سے کھسک جانا، (ن) سَلًّا کسی چیز میں سے آہستہ آہستہ نکالنا (ض) سلًّا گرے ہوئے دانتوں والا ہونا۔

مِيْلُوْابِنَا إِلٰى أَبِيْ عَمْرٍو الزَّاهِدِ فَلَهُ فَضْلٌ وَعِبَادَةٌ وَعِلْمٌ وَتَفَرَّدَ فِيْ صَوْمَعَتِهِ حَتّٰى نُقِيْمَ عِنْدَهُ إِلٰى آخِرِ النَّهَارِ فَقَدْ نَبَأَ بِنَا الْمَكَانُ الْأَوَّلُ ،وَبَطَلَ قَصْدُنَا فِيْمَا عَزَمْنَا عَلَيْهِ مِنَ الْعَمَلِ.

ہمارے ساتھ ابو عمرو زاہد کی طرف چلو اس لئے کہ وہ صاحب فضل، عبادت گزار، صاحب علم، اور اپنے گھر (خانقاہ) میں تنہا رہنے والے ہیں، ہم دن کے آخری حصے تک ان کے پاس ٹھہریں گے۔ کیونکہ پہلی جگہ ہم سے دور ہو گئی اور جس کام کا ہم نے عزم کیا تھا اس

کے بارے میں ہمارا ارادہ باطل ہوگیا۔

فَمَشَيْنَا إِلٰى أَبِى عَمْرٍو الزَّاهِدِ وَاسْتَأْذَنَّا فَأَذِنَ لَنَا وَوَصَلْنَا إِلَيْهِ فَسُرَّ بِحُضُورِنَا، وَهَشَّ لِرُؤْيَتِنَا وَابْتَهَجَ بِقَصْدِنَا وَأَعْظَمَ زِيَارَتَنَا،ثُمَّ قَالَ: يَاأَصْحَابَنَا مَاعِنْدَكُمْ مِنْ حَدِيثِ النَّاسِ؟فقَدْوَاللهِ طَالَ عَطْشِيْ إِلٰى شَيْئٍ أَسْمَعُهُ وَلَمْ يَدْخُلْ عَلَيَّ الْيَوْمَ أَحَدٌ فَأَسْتَخْبِرُهُ وَإِنَّ أُذُنِي لَدَى الْبَابِ لِأَسْمَعَ قَرْعَةً أَوْأَعْرِفَ حَادِثَةً فَهَاتُوْامَاعِنْدَكُمْ وَمَامَعَكُمْ وَقُصُّوْاعَلَيَّ الْقِصَّةَ بِفَصِّهَا وَنَصِّهَا وَدَعُوْاالتَّوْرِيَةَ وَالْكِنَايَةَ وَاذْكُرُوْا الْغَثَّ وَالسَّمِيْنَ فَإِنَّ الْحَدِيْثَ هٰكَذَا يَطِيْبُ وَلَوْلَاالْعَظْمُ مَاطَابَ اللَّحْمُ وَلَوْلَا النَّوٰى مَاحَلَا التَّمْرُ وَلَوْلَاالْقِشْرُ لَمْ يُوْجَدِ اللُّبُّ، فَعَجِبْنَا مِنْ هٰذَا الزَّاهِدِ الثَّانِيْ أَكْثَرَمِنْ عَجَبِنَا بِالزَّاهِدِ الْأَوَّلِ وَخَاطَفْنَاهُ الْحَدِيْثَ وَوَدَّعْنَاهُ وَخَرَجْنَا،وَأَقْبَلَ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ يَقُوْلُ:أَرَأَيْتُمْ أَظْرَفَ مِنْ أَمْرِنَا وَأَغْرَبَ مِنْ شَأْنِنَا ؟أُنْظُرُوْامِنْ أَيِّ شَيْئٍ كَانَ تَعْرِيْجُنَا (إِنَّ هٰذَا لَشَيْئٌ عَجِيْبٌ) وَتَلَذُّذُنَا وَتَبَلُّدُنَا.

ہم ابوعمروزاہد کی طرف چل پڑے اوران سے اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی انھوں نے ہمیں اجازت دے دی، ہم انکے پاس پہنچے تو وہ ہماری آمد کی وجہ سے خوش ہوئے، ہمیں دیکھ کر کھل اٹھے، ہمارے ارادے کی وجہ سے مسرور ہوئے اور ہماری زیارت کو بڑا فضل سمجھا، پھر کہنے لگے: اے میرے ساتھیو! لوگوں کی باتوں کے بارے میں تمھارے پاس کیا کچھ ہے؟ واللہ میری طلب ایسی شے کی طرف کہ جس کو میں سنوں بہت طویل ہوگئی، میرے پاس آج ابھی تک کوئی نہیں آیا کہ میں اس سے کچھ پوچھوں، میرے کان دروازے سے لگے ہوئے ہیں تاکہ میں کوئی کھٹکھٹاہٹ سنوں یا کسی واقعہ کے بارے میں جان سکوں، چنانچہ جو کچھ تمھارے پاس اور تمھارے ساتھ ہے مجھ پر پیش کرو مجھ پر سارا قصہ اصل معاملے اور درست طریقے سے بیان کرو، ہر قسم کے توریے اور کنایے کو چھوڑ دو (یعنی اس سے کام نہ لو) اور ہر باریک اور واضح بات کو ذکر کرو اس لئے کہ گفتگو اسی سے لذیذ ہوتی ہے کیونکہ ہڈیوں کے بغیر گوشت لذیذ نہیں ہوتا، گٹھلی کے بغیر کھجور ذائقے دار نہیں، بغیر چھلکے کے مغز نہیں پایا جاتا، ہم پہلے پرہیزگار سے زیادہ اس پرہیزگار شخص کے بارے میں تعجب کرنے لگے۔ ہم نے اس سے بات اچک لی (ترک کردی) اس کو چھوڑ دیا اور باہر نکل پڑے۔ ہم ایک دوسرے سے کہنے لگے، کیا تم نے ہمارے معاملے سے زیادہ ظریف اور ہماری حالت سے زیادہ حیران

کرنے والی حالت دیکھی؟ ذرا دیکھو، کس شے کی وجہ سے ہم جھکے، متحیر ہوئے اور بے وقوف بنے (بے شک یہ ایک عجیب شے ہے).

هش: هشش (س،ض) مسکرانا، بھلائی پر خوش ہونا (ن،ض) هَشًّا جھاڑنا (ض) هُشُوشةً نرم ہونا، کمزور ہونا (س) هَشَاشةً نرم وڈھیلا ہونا۔ غـطشـی: عطش (س) عَطَشًا مشتاق ہونا، پیاسا ہونا (إفعال) إعطاشًا (تفعيل) تعطيشًا پیاسا کرنا۔ هاتوا: هات [اسم فعل] بمعنی أعطنی عطا کرو، پیش کرو، لاؤ۔ فـصـها: حقیقت امر، دوہڈیوں کے ملنے کی جگہ، آنکھ کی سیاہی [جمع] فصوص، فِصاص۔ فصص (ض) فَصًّا (افتعال) افتصاصًا جدا کرنا (ض) فصيصًا بہنا، ٹپکنا (تفعيل) تفصيصًا نگینہ لگانا، گھورنا۔ الـغـث: دبلا، ردی۔ غثث (ض،س) غَثَاثةً، غُثُوثةً دبلا اور کمزور ہونا (ض) غَثًّا، غثيثًا ناموافق ہونا، پیپ وغیرہ بہنا (افتعال) اغتثاثًا موسم بہار کی گھاس پر پہنچنا۔ أظـرف: ظرف (ک) ظَرْفًا، ظرافةً خوش شکل ہونا، چالاک ہونا (تفعّل) تظرفًا (تفاعل) تظارفًا ظریف بننا۔ أغـرب: غرب (إفعال) إغرابًا عجیب چیز لانا، فصیح ہونا اور نوادرات بیان کرنا (ن) غَرْبًا جانا، جدا ہونا۔ غروبًا ڈوبنا۔ غُرْبةً، غرابةً پردیسی ہونا (ک) غرابةً مخفی ہونا، غیر مانوس ہونا۔ تلددنا: لدد (تفعّل) تلددًا متحیر ہونا (ن) لدًّا، لدًّا (مفاعلہ) ملادّةً سخت جھگڑا کرنا، مدافعت کرنا (إفعال) إلدادًا ٹالنا، سخت جھگڑالو پانا۔ تبـلـدنـا: بلد (تفعّل) تبلدًا بیوقوفی ظاہر کرنا، کند ذہن ہونا (ن) بُلُوْدًا اقامت کرنا (س) بَلَدًا کشادہ آبرو ہونا (ک) بَلَادةً کند ذہن ہونا (تفعيل) تبليدًا کمزور رائے والا ہونا (إفعال) إبلادًا شہر میں ہمیشہ رہنا۔

وَقُلْنَا يَا أَصْحَابَنَا: اِنْطَلِقُوْا إِلٰى أَبِى الْحَسَنِ الضَّرِيْرِ وَإِنْ كَانَ مَضْرِبُهُ بَعِيْدًا فَإِنَّا لَا نَجِدُ سُكُوْنَنَا إِلَّا مَعَهُ وَلَا نَظْفَرُ بِضَالَّتِنَا إِلَّا عِنْدَهُ لِزُهْدِهٖ وَعِبَادَتِهٖ وَتَوَحُّدِهٖ وَشُغْلِهٖ بِنَفْسِهٖ مَعَ زَمَانَتِهٖ فِىْ بَصَرِهٖ وَوَرَعِهٖ وَقِلَّةِ فِكْرِهٖ فِى الدُّنْيَا وَأَهْلِهَا وَطَوَيْنَا الْأَرْضَ إِلَيْهِ وَدَخَلْنَا عَلَيْهِ وَجَلَسْنَا حَوَالَيْهِ فِىْ مَسْجِدِهٖ وَلَمَّا سَمِعَ بِنَا أَقْبَلَ عَلٰى كُلِّ وَاحِدٍ مِّنَّا يَلْمِسُهُ بِيَدِهٖ وَيُرَحِّبُ بِهٖ وَيَدْعُوْ لَهُ وَيُقَرِّبُ.

ہم نے کہا اے ہمارے ساتھیو! ابوالحسن ضریر کی طرف چلو اگر چہ اس کا ٹھکانہ دور ہے مگر ہم سکون اسکے علاوہ اور کہیں نہیں پائیں گے۔ اپنی کھوئی ہوئی شے، ان کی پرہیز گاری، عبادت، توحد، آنکھوں کے دائمی مریض ہونے کے باوجود اپنے آپ میں مشغولیت، ان کے تقویٰ، دنیا اور اہل دنیا کی طرف کم توجہ کرنے کی وجہ سے، انہی سے ہی حاصل کرسکیں گے

چنانچہ ہم نے انکی طرف سفر طے کیا اوران کے پاس جا پہنچے، ہم انکے اردگرد انکی مسجد میں بیٹھ گئے جب انہوں نے ہماری آواز سنی تو ہم میں سے ہر ایک سے اس طرح ملے کہ اس کو اپنے ہاتھ سے چھونے، خوش آمدید کہنے، اس کیلئے دُعا کرنے اور اسے اپنے سے قریب کرنے لگے۔

فَلَمَّا انْتَهٰى أَقْبَلَ عَلَيْنَا وَقَالَ: أَمِنَ السَّمَاءِ نَزَلْتُمْ عَلَيَّ ؟وَاللهِ لَكَأَنِّيْ وَجَدْتُ بِكُمْ مَأْمُوْلِيْ وَأَحْرَزْتُ غَايَةَ سُؤْلِيْ قُوْلُوْا لِيْ غَيْرَ مُحْتَشِمِيْنَ :مَا عِنْدَكُمْ مِنْ أَحَادِيْثِ النَّاسِ؟ وَمَاعَزَمَ عَلَيْهِ هٰذَاالْوَارِدُ؟ وَمَايُقَالُ فِيْ أَمْرِ ذٰلِكَ الْهَارِبِ إِلٰى قَايِيْنَ وَمَا الشَّائِعُ مِنَ الْأَخْبَارِ؟ وَمَاالَّذِيْ يَتَهَامَسُ بِهٖ نَاسٌ دُوْنَ نَاسٍ؟وَمَايَقَعُ فِيْ هَوَاجِسِكُمْ وَيَسْتَبِقُ إِلٰى نُفُوْسِكُمْ ؟فَإِنَّكُمْ بُرُدُ الْآفَاقِ وَ جَوَّالَةُ الْأَرْضِ وَلَقَّاطَةُ الْكَلَامِ. وَيَتَسَاقَطُ إِلَيْكُمْ مِّنَ الْأَقْطَارِ مَا يَتَعَذَّرُ عَلٰى عُظَمَاءِ الْمُلُوْكِ وَكُبَرَاءِ النَّاسِ: فَوَرَدَعَلَيْنَا مِنْ هٰذَا الْإِنْسَانِ مَاأَنْسَى الْأَوَّلَ وَالثَّانِيَ ،وَمِمَّا زَادَ فِيْ عَجَبِنَا أَنَّا كُنَّا نَعُدُّهٗ فِيْ طَبَقَةٍ فَوْقَ طَبَقَاتِ جَمِيْعِ النَّاسِ فَخَفَّفْنَا الْحَدِيْثَ مَعَهٗ وَوَدَّعْنَاهُ وَخَنَسْنَا مِنْ عِنْدِهٖ

جب وہ اس کام سے فارغ ہو گئے تو ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے۔ کیا تم آسمان سے مجھ پر نازل ہوئے ہو؟ خدا کی قسم! گویا کہ میں تم میں اپنی امید پاتا ہوں، میں سوالوں کی انتہائی مقدار جمع کر چکا ہوں بلا کسی شرم وتردد کے لوگوں کی باتوں میں سے جو کچھ بھی تمہیں معلوم ہے سب کچھ مجھے بتلادو، اس آنے والے نے کس بات پر عزم کیا ہے؟ قایین کی طرف بھاگنے والے شخص کے بارے میں کیا کہا جا رہا ہے، کیا کچھ اسکے بارے میں خبریں پھیلی ہوئی ہیں؟ کس کے بارے میں بعض لوگ بعض سے رازداری برت رہے ہیں؟ تمھارے باطن میں کیا بات آرہی ہے؟ تمھارے نفوس کی طرف کیا چیز سبقت کر رہی ہے؟ بے شک تم آسمان کے اولے، زمین کے سیاح اور گفتگو کو اٹھالینے والے ہو۔ مختلف جوانب سے تم پر وہ کچھ پے در پے گرتا ہے جو بڑے عظیم بادشاہوں اور لوگوں کے بڑوں پر بھی مشکل سے گرتا ہے اس شخص کی طرف سے ہمیں ایسی بات پہنچی جس نے پہلے اور دوسرے کو بھلا دیا، ہمارے تعجب میں جو بات اضافہ کر رہی تھی (وہ یہ تھی) کہ ہم نے اسے لوگوں کے طبقات میں سے اعلیٰ ترین طبقے میں شمار کیا تھا چنانچہ ہم نے گفتگو کو سمیٹا ان کو الوداع کہکر ان کے پاس سے کھسک لئے۔

<u>مــأمولــي</u>: اَمَلَ (ن) اَمَلًا (تفعیل) تأمیلًا امید کرنا (تفعل) تأملًا غور کرنا، دیر تک سوچنا۔ <u>محتشمین</u>: حشم (افتعال) احتشامًا شرم کرنا، غضبناک ہونا (ن،ض) حشمًا

ناپسند بات سنا کر غضبناک کرنا، تکلیف پہنچانا، شرمندہ کرنا (ض) حُشومًا تھکنا، لاغری کے بعد فربہ ہونا (تفعل) تحشمًا مذمت سے بچنا۔ یتھامس : ھمس (تفاعل) تھامسًا، رازدارانہ باتیں کرنا (ض) ھمسًا آواز کو پست کرنا، آہستہ آہستہ باتیں کرنا۔ ھواجسکم: [مفرد] ھاجسٌ وسوسہ، اندیشہ۔ ھجس (ن،ض) ھجسًا وسوسہ گزرنا، کام سے روکنا (مفاعلہ) مھاجسۃً چپکے چپکے بات کہنا (انفعال) انھجاسًا باز رہنا۔ لقاطۃ: بہت اٹھانے والا۔ لقط (ن) لَقْطًا اٹھانا، حاصل کرنا ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۱ پر ہے۔ خنسنا: خنس (ن،ض) خنسًا، خنوسًا پیچھے ہونا، علیحدہ ہونا (ن،ض) خَنسًا پیچھے کرنا، چھپانا (س) خَنَسًا ناک کا چپٹا اور اس کے سرے کا اٹھا ہوا ہونا (إفعال) إخناسًا روکنا، پیچھے کرنا۔

وَطَفِقْنَا نَتَلاوَمُ عَلٰى زِيَارَتِنَا لِهٰؤُلاءِ الْقَوْمِ لِمَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ وَظَهَرَلَنَا مِنْ حَالِهِمْ . وَازْدَرَيْنَا هُمْ وَانْقَلَبْنَا مُتَوَجِّهِيْنَ إِلٰى دُوَيْرَتِنَا الَّتِيْ غَدَوْنَا مِنْهَا مُسْتَطْرِقِيْنَ كَالِّيْنَ فَلَقِيْنَا فِي الطَّرِيْقِ شَيْخًا مِّنَ الْحُكَمَاءِ يُقَالُ لَهٗ أَبُو الْحَسَنِ الْعَامِرِيُّ وَلَهٗ كِتَابٌ فِي التَّصَوُّفِ قَدْ شَحَنَهٗ بِعِلْمِنَا وَإِشَارَتِنَا وَكَانَ مِنَ الْجَوَّالِيْنَ الَّذِيْنَ نَقَّبُوْا فِي الْبِلَادِ وَاطَّلَعُوْا عَلٰى أَسْرَارِ اللهِ فِي الْعِبَادِ فَقَالَ لَنَا: مِنْ أَيْنَ دَرَجْتُمْ وَمَنْ قَصَدْتُّمْ ؟ فَأَجْلَسْنَاهُ فِيْ مَسْجِدٍ وَعَصَبْنَا حَوْلَهٗ وَقَصَصْنَا عَلَيْهِ قِصَّتَنَا مِنْ أَوَّلِهَا إِلٰى آخِرِهَا وَلَمْ نَحْذِفْ مِنْهَا حَرْفًا.

ہم نے ایک دوسرے کو محض اس وجہ سے کہ جو کچھ ہم نے ان میں دیکھا اور ہم پر ان کا حال ظاہر ہوا اس قوم کی زیارت کرنے پر ملامت کرنا شروع کردی، ہم نے انہیں حقیر سمجھا اور اپنے چھوٹے سے گھر کی طرف جس سے صبح ہم نکلے تھے اس حالت میں پلٹے کہ ہم راستہ تلاش کر رہے تھے اور تھک چکے تھے، راستے میں ہم حکماء کے ایک شیخ سے ملے جن کو ابو الحسن عامری کہا جاتا ہے اور ان کی تصوف کے موضوع پر ایک کتاب ہے جسکو انہوں نے ہمارے علم اور اشاروں سے بھر دیا ہے، وہ ان پھرنے والوں میں سے ہیں جو شہروں میں گھس جاتے ہیں اور لوگوں میں اللہ کے رازوں پر مطلع ہوتے ہیں۔ انہوں نے ہم سے کہا، تم کس طرف سے آرہے ہو؟ کہاں کا ارادہ رکھتے ہو؟ ہم نے انھیں مسجد میں بٹھایا اور انکے گرد گھیرا ڈال لیا اور ان سے اول سے آخر تک بغیر کوئی حرف حذف کیے اپنا سارا قصہ بیان کردیا۔

درجتم: درج (ن،ض) دُروجًا، دَرَجانًا چلنا، سیڑھی پر چڑھنا (س) درَجًا اپنے راستے پر چلنا، مراتب میں ترقی کرنا (تفعیل) تدریجًا لپیٹنا، آہستہ آہستہ قریب کرنا۔

فَقَالَ لَنَا فِيْ طَيِّ هٰذِهِ الْحَالِ الطَّارِئَةِ غَيْبٌ لَا تَقِفُوْنَ عَلَيْهِ وَسِرٌّ لَاتَهْتَدُوْنَ إِلَيْهِ وَإِنَّمَاغَرَّكُمْ ظَنُّكُمْ بِالزُّهَّادِ وَقُلْتُمْ لَايَنْبَغِيْ أَنْ يَّكُوْنَ الْخَبرُعَنْهُمْ كَالْخَبرِعَنِ الْعَامَّةِ ،لِأَنَّهُـمُ الْخَاصَّةُ وَمِنَ الْخَاصَّةِ خَاصَّةُ الْخَاصَّةِ لِأَ نَّهُمْ بِاللّٰهِ يَـلُـوْذُوْنَ وَإِيَّاهُ يَعْبُدُوْنَ وَعَلَيْهِ يَتَوَكَّلُوْنَ وَإِلَيْهِ يَرْجِعُوْنَ وَمِنْ أَجْلِهٖ يَتَهَالَكُوْنَ وَبِهٖ يَتَمَالَكُوْنَ.

ان پر مصائب حالات کی لپیٹ کے بارے میں انہوں نے ہم سے کہا کہ یہ ایک غیب ہے جس پر تم مطلع نہیں ہوسکتے اور ایک راز ہے جس کی طرف تم راستہ نہیں پاسکتے۔ اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں کہ تمھیں پرہیزگاروں کے ساتھ تمھارے گمان نے دھوکہ دیا اور تم نے کہا! وہ خواص ہیں اور خواص میں سے بھی اخص الخواص ہیں، اس لئے کہ وہ اللہ ہی کی پناہ میں آتے ہیں، اسی کیلئے عبادت کرتے ہیں، اسی پر بھروسہ کرتے ہیں اور اسی کی طرف لوٹیں گے اسی کیلئے کسی شے کے حریص ہوتے ہیں اور اسی کیلئے اپنے آپکو کسی شے سے روکے رکھتے ہیں (اس لئے ان کیلئے مناسب نہیں ہے کہ ان کے احوال عامی لوگوں کی طرح ہوں)

<u>الطارئة</u> :مصیبت [جمع] طوارئ، طارئات۔ طرء (ف) طَرْءًا، طُرُوْءًا دور سے اور اچانک آجانا (ک) طَرَاءَةً، طَرَاءًا تر وتازہ ہونا (إفعال) إطراءً احد سے زیادہ مدح کرنا
<u>یلوذون</u>: لوذ (ن) لَوْذًا، لِوَاذًا پناہ میں آنا، پناہ گیر ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷۸ پر ہے۔
<u>یتھالکون</u>: ہلک (تفاعل) تھالکًا بہت خواہش مند ہونا، مٹک کر چلنا (ف، ض، س) ھلاکًا، ھُلْکًا، ھُلُوْکًا فنا ہونا، نیست ونابود ہونا <u>یتمالکون</u>: ملک (تفاعل) تمالکًا اپنے نفس پر قابو رکھنا۔

قُـلْنَا لَهٗ: فَإِنْ رَأَيْتَ يَامُعَلِّمَ الْخَيْرِ أَنْ تَكْشِفَ عَنَّاهٰذَا الْغِطَاءَ وَتَرْفَعَ هٰـذَا السِّتْـرَ وَتُـعَرِّفَنَا مِنْهُ مَاوَهَبَ اللّٰهُ لَكَ مِنْ هٰذَا الْغَيْبِ لَنَكُوْنَ شَاكِرِيْنَ وَ تَـكُوْنَ مِنَ الْمَشْكُوْرِيْنَ ،فَقَالَ: نَعَمْ أَمَّاالْعَامَّةُ ،فَإِنَّهَا تَلْهَجُ بِحَدِيْثِ كُبَرَائِهَا وَ سَاسَتِهَا ،لِمَاتَرْجُوْمِنْ رَخَاءِ الْعَيْشِ وَطِيْبِ الْحَيَاةِ وَسِعَةِ الْمَالِ وَدُرُوْرِ الْمَنَافِعِ وَاتِّـصَـالِ الْـجَلَبِ وَنِفَاقِ السُّوْقِ وَتَضَاعُفِ الرِّبْحِ. فَأَمَّا هٰذِهِ الطَّائِفَةُ الْعَارِفَةُ بِـاللّٰهِ الْـعَامِلَةُ لِلّٰهِ فَإِنَّهَا مُوْلَعَةٌ أَيْضًا بِحَدِيْثِ الْأُمَرَاءِ وَالْجَبَابِرَةِ الْعُظَمَاءِ لِتَقِفَ عَـلٰـى تَـصَـارِيْفِ قُـدْرَةِاللّٰهِ فِيْهِـمْ وَجَرَيَانِ أَحْكَامِهٖ عَلَيْهِمْ وَنُفُوْذِ مَشِيْئَتِهٖ فِيْ مَـحَابِهِمْ وَمَكَارِهِهِمْ فِيْ حَالِ النِّعْمَةِ عَلَيْهِمْ وَالْإِنْتِقَامِ مِنْهُمْ أَلَاتَرَوْنَهٗ قَالَ جَلَّ ثَنَاؤُهٗ: (حَتّٰى إِذَافَرِحُوْابِمَا أُوْتُوْاأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً فَإِذَا هُمْ مُبْلِسُوْنَ)

ہم نے اس سے کہا! اے معلم الخیر! اگر آپ مناسب سمجھتے ہیں تو ہمارے لئے یہ حجاب، یہ پردہ اٹھادیں اور ہمیں وہ روشنی دکھلائیں جو اللہ رب العزت نے آپ کو اپنے غیب کے خزانے سے بخشی ہے تاکہ ہم شکر گزاروں میں سے اور آپ مشکورین میں سے ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے (جواب دیتے ہوئے) فرمایا جی ہاں! (کیوں نہیں میں آپکو بتلاتا ہوں) جہاں تک عام لوگوں کا تعلق ہے، وہ اپنے بڑوں اور سرداروں کی باتوں سے شیفتہ ہو جایا کرتے ہیں اور یہ تب ہوتا ہے جب وہ خوشحالی، آسودہ زندگی، مال و دولت کی فراوانی، منافع کی ہیر پھیر، فائدہ کا حصول، گرم بازاری اور دوگنے منافع کی امیدیں باندھ لیتے ہیں لیکن یہ گروہ جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی معرفت سے معمور ہے اور محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کام کرتا ہے گو وہ بھی بڑے بڑے امراء و جبابرہ کی باتوں سے شیفتہ ہو جاتا ہے لیکن اس سے ان کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ ان امراء میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کے مظاہر، ان پر خدائی احکام کے اجراء اور نعمت و نقمت کی حالت میں انکے پسندیدہ و ناپسندیدہ کاموں میں مشیت ایزدی کے نفاذ سے واقف ہو سکیں، کیا آپ نہیں دیکھتے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یہاں تک کہ جب ان چیزوں پر جو کہ ان کو ملی تھیں وہ خوب اترا گئے تو ہم نے ان کو دفعۃً پکڑ لیا پھر تو وہ بالکل حیرت زدہ رہ گئے۔

<u>الغطاء</u>: پردہ، سرپوش [جمع] أغطیۃ۔ غطو (ن) غَطْوًا، غُطُوًّا چھپانا، بلند ہونا (إفعال) إغطاءً (تفعیل) تغطیۃً چھپانا۔ <u>تلهج</u>: لهج (س) لَهَجًا شیفتہ ہونا (إفعال) إلهاجًا فریفتہ کرانا (افعیلال) الهیجاجًا گڈمڈ ہونا۔ <u>مولعة</u>: ولع (س، ح) وَلَعًا، وُلوعًا (إفعال) إیلاعًا (تفعّل) تولّعًا شیفتہ ہونا، بہت گرویدہ ہونا۔

وَبِهٰذَا الْاِعْتِبَارِ يَسْتَنْبِطُوْنَ خَوَافِيْ حِكْمَتِهٖ وَيَطَّلِعُوْنَ عَلٰى تَتَابُعِ نِعْمَتِهٖ وَغَرَائِبِ نِقْمَتِهٖ وَهٰهُنَا يَعْلَمُوْنَ. أَنَّ كُلَّ مُلْكٍ سِوٰى مُلْكِ اللّٰهِ زَائِلٌ وَ كُلَّ نَعِيْمٍ غَيْرَ نَعِيْمِ الْجَنَّةِ حَائِلٌ وَيَصِيْرُ هٰذَا كُلُّهٗ سَبَبًا قَوِيًّا لَّهُمْ فِي الضَّرْعِ إِلَى اللّٰهِ وَاللِّيَاذِ بِاللّٰهِ وَالْخُشُوْعِ لِلّٰهِ وَالتَّوَكُّلِ عَلَى اللّٰهِ وَيَنْبَعِثُوْنَ بِهٖ مِنْ حِرَانِ الْإِبَاءِ إِلَى انْقِيَادِ الْإِجَابَةِ وَيَنْتَبِهُوْنَ مِنْ رَقْدَةِ الْغَفْلَةِ وَيَكْتَحِلُوْنَ بِالْيَقْظَةِ مِنْ سِنَةِ السَّهْوِ وَالْبَطَالَةِ وَيَجِدُّوْنَ فِيْ أَخْذِ الْعَتَادِ وَاكْتِسَابِ الزَّادِ إِلَى الْمَعَادِ وَيَعْمَلُوْنَ فِي الْخَلَاصِ مِنْ هٰذَا الْمَكَانِ الْحَرِجِ بِالْمَكَارِهِ الْمَحْفُوْفِ بِالرَّزَايَا الَّذِيْ لَمْ يُفْلِحْ فِيْهِ أَحَدٌ إِلَّا بَعْدَ أَنْ هَدَمَهٗ وَثَلَمَهٗ وَهَرَبَ مِنْهُ وَرَحَلَ عَنْهُ إِلٰى مَحَلٍّ لَا دَاءَ

فِيهِ وَلَا غَائِلَةَ، سَاكِنُهُ خَالِدٌ وَمُقِيمُهُ مُطْمَئِنٌّ وَالْفَائِزُ بِهِ مُنْعَمٌ وَالْوَاصِلُ إِلَيْهِ مُكْرَمٌ

اس اعتبار سے ڈرنے والے اسکی حکمتوں کا استنباط کرتے ہیں، اسکے پے در پے انعامات اور عجیب وغریب سزاؤں سے آگاہ ہوتے ہیں اور اسطرح وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ ماسوائے خدا تعالیٰ کے قبضہ کے اس کائنات کا ہر قبضہ رو بہ زوال ہے اور جنت کی نعمتوں کے سوا دنیا کی ہر نعمت فانی ہے۔ ان سب کا دیکھنا انکے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف فروتنی، پناہ، خشوع اور توکل کا قوی سبب بنتا ہے۔ اسکے ذریعہ وہ نافرمانی کی پیاس سے اطاعت وانقیاد کی طرف لپکتے ہیں، خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہیں، بے کاری اور خطاؤوں کی بجائے بیداری اور ہوشیاری کا سرمہ لگاتے ہیں، سامان کو لیکر اور زاد آخرت کو حاصل کر کے آخرت کی طرف راستہ پاتے ہیں اور اس دنیا سے نجات کا سامان کرتے ہیں، جو کہ گناہوں سے پر ہے، مصائب سے گھری ہوئی ہے اور اسمیں آج تک کوئی کامیابی نہیں پا سکا سوائے اس شخص کے، جس نے دنیا کو گرا دیا (پھینک دیا) ہو یا اسمیں شگاف ڈال دیا ہو اور وہاں سے فرار ہو کر ایک ایسے مکان کی طرف سفر اختیار کیا ہو جسمیں کوئی بیماری ہے اور نہ ہی کوئی تکلیف۔ وہ تو ایسا مکان ہے جسمیں رہنے والا ہمیشہ رہے گا، جسکا مقیم مطمئن، اسمیں کامیاب ہونے والا نعمتوں سے معمور اور اس تک پہنچنے والا قابل تکریم قرار دیا جائے گا۔

نقمته: سزا، بدلہ، [جمع] نِقَمٌ، نِقْمٌ، نِقَماتٌ۔ ینتبھون: نبه (س) نُبھًا بیدار ہونا (ن، س، ک) نباھۃً شریف ہونا، مشہور ہونا (س) نَبَھًا سمجھ جانا (تفعیل) تنبیھًا بیدار کرنا، جتلانا (إفعال) إنباھا بھولنا، بیدار کرنا۔ العتاد: سامان جو کسی مقصد کے لئے تیار کیا جائے، سامان جنگ، بڑا پیالہ [جمع] أعتُد، عُتُد۔ عتد (ک) عَتَادًا تیار ہونا، آمادہ ہونا (تفعیل) تعتیدًا (إفعال) إعتادًا تیار کرنا۔ المحفوف: حفف (ن) حَفًّا گھیرنا (تفعیل) تحفیفًا لاحق ہونا (ن) حَفًّا، حِفافًا چھلکا اتارنا، اکھیڑنا (ض) حفیفًا سرسراہٹ ہونا (إفعال) إحفافًا مدت تک تیل نہ لگانا، برائی سے یاد کرنا۔ ثلمه: ثلم (ض) ثلمًا (تفعیل) تثلیمًا رخنہ ڈال دینا، کنارے سے توڑنا (س) ثلمًا (تفعل) تثلمًا رخنہ پڑنا (س) ثُلْمۃً کچھ ضائع ہونا۔ غائله: مصیبت، فساد، ہلاکت، برائی [جمع] غوائل۔ غول (ن) غولًا ہلاک کرنا (افتعال) اغتیالًا اچانک پکڑ لینا (مفاعلہ) مغاولۃً جلدی چلنا (تفاعل) تغاولًا ایک دوسرے پر سبقت کرنا (تفعل) تغولا ابتر ہونا، رنگ برنگ ہونا، بے راہ کر دینا۔

وَبَيْنَ الْخَاصَّةِ وَالْعَامَّةِ فِي هٰذِهِ الْحَالِ وَفِي غَيْرِهَا فَرْقٌ يَصِحُّ لِمَنْ

رَفَعَ اللهُ طَرَفَهُ إِلَيْهِ وَفَتَحَ بَابَ السِّرِّ فِيْهِ عَلَيْهِ وَقَدْ يَتَشَابَهُ الرَّجُلَانِ فِيْ فِعْلٍ. وَأَحَدُ هُمَا مَذْمُوْمٌ وَالْآخَرُ مَحْمُوْدٌ وَقَدْرَأَيْنَا مُصَلِّيًا إِلَى الْقِبْلَةِ وَقَلْبُهُ فِيْ طَرِّ مَا فِيْ كُمِّ الْآخَرِ فَلَاتَنْظُرُوْا مِنْ كُلِّ شَيْئٍ إِلٰى ظَاهِرِهٖ إِلَّا بَعْدَ أَنْ تَصِلُوْا بِنَظْرِكُمْ إِلٰى بَاطِنِهٖ فَإِنَّ الْبَاطِنَ إِذَا وَاطَأَ الظَّاهِرَ كَانَ تَوَحُّدًا وَإِذَاخَالَفَهُ إِلَى الْحَقِّ كَانَ وَحْدَةً وَإِذَا خَالَفَهُ إِلَى الْبَاطِلِ كَانَ ضَلَالَةً وَهٰذِهِ الْمَقَامَاتُ مُرَتَّبَةٌ لِأَصْحَابِهَا وَمَوْقُوْفَةٌ عَلٰى أَرْبَابِهَا لَيْسَ لِغَيْرِ أَهْلِهَافِيْهَا نَفَسٌ وَلَالِغَيْرِ مُسْتَحِقِّهَا مِنْهَا قَبَسٌ.

عوام وخواص کے درمیان اس حالت اور دیگر حالتوں میں فرق ہے، یہ فرق اسی پر واضح ہوسکتا ہے جسکو اللہ تعالیٰ اسکی طرف متوجہ کردیں اوراس پران رازوں کا ذخیرہ منکشف فرمادیں جو کہ (مابہ الفرق) میں پائے جاتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ دو آدمی ایک ہی جیسا کام کرتے ہیں لیکن اسکے باوجود ان میں سے ایک قابل مذمت ہوتا ہے جبکہ دوسرا قابل ستائش ہوتا ہے، ہم نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو کہ قبلہ رو ہو کر نماز پڑھ رہا تھا جبکہ اسکا دل اس چیز کو چھیننے کی طرف تھا جو کہ دوسرے کی آستین میں تھی، ہر چیز کے بارے میں حکم صرف ظاہر کو دیکھ کرنہ لگادو جب تک کہ تم اسکے باطن کو نہ پرکھ لو، کیونکہ باطن جب ظاہر کے موافق ہوتو وہ "توحد" ہے اور اگر باطن ظاہر کی مخالفت کرے اور باطن حق کی طرف ہوتو یہ "وحدت" ہے اور باطن ظاہر کی مخالفت کرے اور باطن باطل کی طرف ہوتو یہ "ضلالت وگمراہی" ہے۔ یہ سارے مقامات انکے اہل ولائق لوگوں کیلئے مرتب کیے گئے ہیں اور ان کے ارباب پر موقوف ہیں جسمیں اسکے نااہل اور غیر مستحق لوگوں کیلئے کوئی حصہ نہیں ہے۔

قبس: قبس (ض) قَبْسًا شعلہ لینا، سیکھنا (إفعال) إقباسًا کسی کوآگ دینا، سکھلانا

قَالَ الشَّيْخُ الصُّوْفِيُّ: فَوَاللهِ مَازَالَ ذٰلِكَ الْحَكِيْمُ يَحْشُوْ آذَانَنَا بِهٰذِهٖ وَمَا أَشْبَهَهَاوَيَمْلَأُصُدُوْرَنَا بِمَا عِنْدَهُ حَتّٰى سُرِرْنَا وَانْصَرَفْنَا إِلٰى مُتَعَشَّانَا وَقَدِ اسْتَفَدْنَا عَلٰى يَأْسٍ مِّنَّا فَائِدَةً عَظِيْمَةً لَوْ تُمُنِّيْنَا بِالْغُرْمِ الثَّقِيْلِ وَالسَّعْيِ الطَّوِيْلِ لَكَانَ الرِّبْحُ مَعَنَا وَالزِّيَادَةُ فِيْ أَيْدِيْنَا.

شیخ صوفی رحمہ اللہ نے فرمایا: خدا کی قسم! وہ حکیم انسان ہماری سماعتوں کو ان حکمت آمیز نکات اوران کی مثل دوسری خیر کی باتوں سے یونہی بھرتے رہے اوراپنے فیوض سے ہمارے سینوں کو یونہی معمور کرتے رہے یہاں تک کہ ہم خوش وشاداب ہو گئے اوراپنے اپنے ٹھکانے کی طرف لوٹ گئے اور واقعی ہم نے اپنی ناامیدی اور مایوسی کے باوجود عظیم

فائدہ حاصل کیا ایسا عظیم فائدہ! کہ جس کے حصول کیلئے اگر بھاری ضمان اور طویل جدوجہد و مشقت کے بدلے میں بھی ہم سے اسکا مطالبہ کیا جاتا تو بھی منافع ہمارے پاس ہی ہوتا اور فائدہ وزیادتی ہمارے ہاتھوں میں ہی ہوتی۔

☆☆☆☆☆☆☆

فِیْ سَبِیْلِ السَّعَادَۃِ وَالْیَقِیْنِ (للامام الغزالی(۱))

وَكَانَ قَدْ ظَهَرَ عِنْدِيْ أَنَّهُ لَامَطْمَعَ لِيْ فِيْ سَعَادَةِ الْآخِرَةِ إِلَّا بِالتَّقْوٰى، وَكَفِّ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰى، وَإِنَّ رَأْسَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ قَطْعُ عَلَاقَةِ الْقَلْبِ عَنِ الدُّنْيَا بِالتَّجَافِيْ عَنْ دَارِ الْغُرُوْرِ، وَالْإِنَابَةِ إِلٰى دَارِ الْخُلُوْدِ وَالْإِقْبَالِ بِكُنْهِ الْهِمَّةِ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، وَأَنَّ ذٰلِكَ لَا يَتِمُّ إِلَّا بِالْإِعْرَاضِ عَنِ الْجَاهِ وَالْمَالِ، وَالْهَرَبِ عَنِ الشَّوَاغِلِ وَالْعَلَائِقِ.

خوش نصیبی اور یقین کے راستے میں

مجھے یہ بات اچھی طرح معلوم ہوگئی ہے کہ آخرت کی سعادت و نیک بختی میں میرے لئے باعث طمع چیز سوائے تقوی کے اور اپنے نفس کو خواہشات سے روکنے کے اور کوئی نہیں ہے اور یہ بات بھی اچھی طرح معلوم ہوگئی ہے کہ ان سب سے بنیادی شے دل کے تعلق کو دنیا سے اس طرح توڑنا کہ دھوکہ کے گھر سے بالکل دور، ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے گھر کی طرف رجوع، مکمل توجہ سے اللہ رب العزت کی جانب پیش قدمی ہو اور یہ سب اسی صورت میں پورا ہوسکتا ہے جبکہ مرتبہ، مال و دولت سے اعراض، مشغولیات اور دیگر تعلقات سے راہِ فرار اختیار کیجائے۔

(۱) ۴۵۰ھ میں ایران کے مشہور شہر تہران یا غزالہ میں یہ مشہور زمانہ اللہ کے ولی پیدا ہوئے، آپکا اسم گرامی ابو حامد محمد بن محمد بن احمد غزالی ہے آپکا لقب حجۃ الاسلام اور زین الدین ہے ابتدائی تعلیم شیخ احمد بن محمد رافکانی سے حاصل کرنے کے بعد امام غزالی نے قریب کا شہر ہونے کی وجہ سے نیشاپور کا رخ کیا، وہاں مدرسہ نظامیہ میں امام الحرمین ضیاء الدین عبد الملک جو مدرسہ بیہقیہ کے قابل ترین فضلاء میں سے تھے، سے شرف تلمذ حاصل کیا اور بہت ہی کم وقت میں اس بلند مرتبہ پر فائز ہوگئے جہاں تک ایک عالم طویل مشقت، کٹھن سفر اور لمبی چوڑی مغز ماری کے بعد پہنچتا ہے، سند فراغت کے بعد مسند تدریس پر جلوہ افروز ہوئے تو آپکے حلقہ درس میں بڑے بڑے علمی رئیس بیٹھتے تھے آپ علم و دین میں مسلمانوں کے کبار ائمہ میں سے ایک امام شمار ہوتے ہیں، آپکی زندگی کی کایا پلٹنے میں آپکے بھائی کا بڑا ہاتھ ہے جسکی تفصیل یوں ہے، ذوالقعدہ ۴۸۸ھ میں ایک درس کے دوران اپنے بھائی صوفی احمد کے یہ اشعار سن کر" واصبحت تھدی ولا تھتدی...... وتسمع وعظا ولا تسمع ...... فیا حجر الشحر حتی متی...... تسن الحدید ولا تقطع" ترجمہ: تم دوسروں کو ہدایت کرتے ہو! خود ہدایت نہیں پکڑتے، اور دوسروں کو وعظ سناتے ہو اور خود نہیں سنتے: اے سخت پتھر کب تک تو لوہے کو تیز کرتا رہے گا اور خود نہیں کاٹے گا، بغداد سے اس حالت میں نکلے کہ بدن پر صرف ایک کمبل تھا اور بس! وگرنہ امام غزالی بقول شبلی نعمانی ابتداء میں جاہ پسند تھے، اسی غرض سے درس گاہ چھوڑ کر حسن بن علی نظام الملک طوسی کے

التجافی :جفو (تفاعل) تجافیًا دور ہونا، الگ ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۲۸ پر ہے۔
العلائق: مفرد[العِلاقۃُ] تعلق ، محبت ، گزر بسر کا ذریعہ ، کما یقال" لی فی ھذا الأمر علاقۃ " میرا اس معاملہ سے تعلق ہے، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۵ پر ہے۔

ثُـمَّ لاحَظْتُ أَحْوَالِيْ فَإِذَا أَنَا مُنْغَمِسٌ فِي الْعَلَائِقِ وَقَدْ أَحْدَقَتْ بِيْ مِنَ الْجَوَانِبِ، وَلَاحَظْتُ أَعْمَالِيْ وَأَحْسَنُهَا التَّدْرِيْسُ وَالتَّعْلِيْمُ، فَإِذَا أَنَا فِيْهَا مُقْبِلٌ عَلٰى عُلُوْمٍ غَيْرِ مُهِمَّةٍ، وَلَانَافِعَةٍ فِيْ طَرِيْقِ الْآخِرَةِ ،ثُمَّ تَفَكَّرْتُ فِيْ نِيَّتِيْ فِي التَّدْرِيْسِ فَإِذَا هِيَ غَيْرُ خَالِصَةٍ لِوَجْهِ اللهِ تَعَالٰى بَلْ بَاعِثُهَا وَمُحَرِّكُهَا طَلَبُ الْجَاهِ وَانْتِشَارُ الصِّيْتِ فَتَيَقَّنْتُ أَنِّيْ عَلٰى شَفَا جُرُفٍ هَارٍ وَأَنِّيْ قَدْ أَشْفَيْتُ عَلَى النَّارِ إِنْ لَمْ أَشْتَغِلْ بِتَلَافِي الْأَحْوَالِ .

پھر میں نے اپنے احوال کو جانچا تو یہ انکشاف ہوا کہ میں تعلقات میں ڈوبا ہوا تھا اور ان تعلقات نے ہر طرف سے میرا احاطہ کیا ہوا تھا۔ اور اپنے اعمال کو جانچا جبکہ میرے بہترین اعمال میں تدریس و تعلیم تھی ،تو جانچنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ میں تو غیر اہم علوم کی طرف متوجہ ہوں جن کا آخرت کے راستہ میں کوئی بھی فائدہ نہیں ہے ۔ساتھ ہی میں نے تدریس میں اپنی نیت کے بارے میں غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ یہ نیت اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کیلئے خالص نہیں ہے، بلکہ اس تدریس کا سبب اور محرک تو طلبِ جاہ اور اچھی شہرت کا پھیلنا ہے۔ (یہ سب دیکھ کر) مجھے یقین ہو گیا کہ میں تو دریا کے گرتے ہوئے کنارے پر کھڑا ہوں اور اگر میں اپنے احوال کی تلافی میں مشغول نہ ہوا تو میں جہنم کے قریب ہوں۔

دربار کا رخ کیا تھا لیکن وہاں سے وہ کچھ نہ مل پایا جس کی ایک نفیس نفس کو ضرورت ہوتی ہے اس لئے تقریبا ۴۸۸ھ کے وسط میں بقول خود امام صاحب انہوں نے اپنے آپکا محاسبہ کرنا شروع کیا، ان دونوں (دربار و محاسبہ) کا تذکرہ متن میں اشارۃً اور تفصیلاً مذکور ہے، بغداد سے نکلنے کے بعد دو برس جامع اموی دمشق شام میں قیام کیا، آخر کار شیخ ابو علی فارمدی افضل بن محمد بن علی سے بیعت کرنے والے امام غزالی دس برس کے مسلسل سفر کے بعد "احیاء العلوم" جیسی باکمال کتاب کا تحفہ لیکر مزار ابراہیم (فلسطین) سے یہ عہد کر کے لوٹے کہ (۱) کسی بادشاہ کے دربار میں نہ جاؤں گا (۲) کسی بادشاہ کا عطیہ قبول نہیں کروں گا (۳) کسی سے مناظرہ اور مباحثہ نہیں کروں گا، زمانہ دراز کے بعد ایک بار پھر ذوالقعدہ ۴۹۹ھ میں مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی مسند تدریس کو امام غزالی نے زینت بخشی ،لیکن محرم ۵۰۰ھ میں نظام الملک کے سب سے بڑے بیٹے حاکم وقت فخر الملک کی شہادت کے بعد امام صاحب عہدہ تدریس سے کنارہ کش ہو کر اپنے وطن طوس واپس آ گئے اور گھر کے قریب ہی ایک مدرسہ اور خانقاہ کی بنیاد ڈالی ، جہاں مرتے دم تک ظاہری و باطنی علوم میں مرجع خلائق رہے۔ آخر کار یہ شہنشاہ ولایت بھی ۱۴ جمادی الثانی بروز پیر ۵۰۵ھ تہران میں صبح کی نماز پڑھنے کے بعد اپنے ہاتھ سے منگوائے ہوئے کفن کو چوم کر یہ کہتے ہوئے کہ " آپ کا حکم آنکھوں پر" اپنے ہزاروں شاگردوں اور اور سینکڑوں تصنیفات کو چھوڑ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملا۔ تصنیفات میں امام کا اسلوب ایسا اسلوب ہے جو طبیعت کے موافق اور زندگی کی حرارتوں سے بھرپور ہے۔

منغمس: غمس (انفعال) انغماسًا غوطہ لگانا، داخل ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۱ پر ہے۔ أحدقت: حدق (إفعال) إحداقًا چاروں طرف سے گھیر لینا (ض) حَدْقًا چاروں طرف سے گھیر لینا (تفعیل) تحدیقًا گھور کر دیکھنا۔ شفا: ہر شئے کا کنارہ یا حد، غروب ہونے والے چاند کی کور [جمع] اُشفاءٌ۔ جرف: نہر کا وہ کنارہ جس کو پانی نے اندر سے کھا کر کھوکھلا کر دیا ہو۔ کمایقال "یبنی علی جرف ھار" دریا کے گرنے والے کنارے پر مکان بناتا ہے [جمع] اَجْرُف۔ ھار: [فاعل] ھور (ن) ھَوْرًا گرنا، پھٹ جانا، اس سے صیغہ صفت کا (ھائرٌ) آتا ہے اس کو (ھارٍ) بھی پڑھتے ہیں۔

فَلَمْ أَزَلْ أَتَفَكَّرُ فِيهِ مُدَّةً وَأَنَا بَعْدُ عَلَى مَقَامِ الْإِخْتِيَارِ أُصَمِّمُ الْعَزْمَ عَلَى الْخُرُوجِ مِنْ بَغْدَادَ وَمُفَارَقَةِ تِلْكَ الْأَحْوَالِ يَوْمًا وَأُحِلُّ الْعَزْمَ يَوْمًا وَأُقَدِّمُ فِيهِ رِجْلًا وَأُوَخِّرُ عَنْهُ أُخْرَى لَاتَصْفُوْ لِيْ رَغْبَةٌ فِيْ طَلَبِ الْآخِرَةِ بُكْرَةً إِلَّا وَيَحْمِلُ عَلَيْهِ جُنْدُالشَّهْوَةِ حَمْلَةً فَيُفَتِّرُهَا عَشِيَّةً ، فَصَارَتْ شَهَوَاتُ الدُّنْيَا تُجَاذِبُنِيْ بِسَلَاسِلِهَا إِلَى الْمَقَامِ وَمُنَادِي الْإِيْمَانِ يُنَادِيْ اَلرَّحِيْلُ اَلرَّحِيْلُ ،فَلَمْ يَبْقَ مِنَ الْعُمُرِ إِلَّاقَلِيْلٌ،وَبَيْنَ يَدَيْكَ السَّفَرُ الطَّوِيْلُ،وَجَمِيْعُ مَا أَنْتَ فِيْهِ مِنَ الْعَمَلِ وَالْعِلْمِ رِيَاءٌ وَتَخْيِيْلٌ ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَعِدَّ الْآنَ لِلْآخِرَةِ فَمَتٰى تَسْتَعِدُّ ،وَإِنْ لَمْ تَقْطَعِ الْآنَ هٰذِهِ الْعَلَائِقَ فَمَتٰى تَقْطَعُ ؟فَبَعْدَ ذٰلِكَ تَنْبَعِثُ الدَّاعِيَةُ وَ يَنْجَزِمُ الْعَزْمُ عَلَى الْهَرَبِ وَالْفِرَارِ ثُمَّ يَعُوْدُ الشَّيْطَانُ وَيَقُوْلُ هٰذِهِ حَالَةٌ عَارِضَةٌ وَإِيَّاكَ أَنْ تُطَاوِعَهَا فَإِنَّهَا سَرِيْعَةُ الزَّوَالِ،وَإِنْ أَذْعَنْتَ لَهَاوَتَرَكْتَ هٰذَا الْجَاهَ الْعَرِيْضَ وَالشَّأْنَ الْمَنْظُوْمَ الْخَالِيَ عَنِ التَّكْدِيْرِ وَالتَّنْغِيْصِ وَالْأَمْرَ الْمُسَلَّمَ الصَّافِيَ عَنْ مُنَازَعَةِ الْخُصُوْمِ رُبَمَاالْتَفَتَتْ إِلَيْهِ نَفْسُكَ وَلَا يَتَيَسَّرُ لَكَ الْمُعَاوَدَةُ.

ایک عرصہ تک میں اس بارے میں سوچتا رہا اور سوچ و بچار کے بعد اختیار کے مقام پر ہو گیا، ایک دن میں بغداد سے نکلنے اور ان احوال کو چھوڑنے کا پکا عزم کرتا تو دوسرے دن اس ارادہ سے آزاد ہو جاتا، ایک دن ایک قدم بڑھاتا تو دوسرا قدم واپس کھینچ لیتا، مجھے طلب آخرت کی خالص رغبت نہیں پیدا ہوتی تھی مگر یہ کہ خواہشات کی فوج اس پر ایسا حملہ کر دیتی کہ شام کو اس کو کمزور کر دیتی۔ دنیا کی یہ خواہشات اپنی خوشگواری کی بدولت مجھے ایک مقام تک کھینچنے لگتیں تو ایمان کا منادی ندا لگاتا: الرحیل الرحیل (کوچ کا وقت آ گیا ہے……) اور تھوڑی سی عمر کے سوا باقی کچھ نہیں بچا، جبکہ تمہارے سامنے ایک لمبا سفر ہے، جس عمل و علم میں

تم لگے ہوئے ہو یہ سب ریا اور وہم ہے۔ آخرت کے لئے ابھی تیار نہ ہوئے تو پھر کب تیار ہو گے؟ اگر اب بھی تم نے یہ تعلقات نہ توڑے تو پھر کب توڑو گے؟ پھر اس کے بعد ایک داعیہ پیدا ہوتا ہے بھاگنے اور دنیا سے راہِ فرار کا عزم ٹوٹ جاتا ہے، پھر شیطان واپس آ کر کہتا ہے: یہ تو ایک عارضی حالت ہے تم ضرور بتکلف اس کی اطاعت سے بچو کیونکہ یہ جلدی ختم ہونے والی ہے اور اگر تم نے اس کی فرمانبرداری کی اور یہ لمبا چوڑا مرتبہ، کدورت سے خالی آراستہ شان، خصومت کے جھگڑوں سے بالکل صاف فرمانبرداری والا کام چھوڑ دیا تو شاید تمہارا دل اس کی طرف التفات کرے اور پھر تمہارے لئے لوٹنا آسان نہ ہو۔

یفترها: فتر (ن،ض) فُتورًا تیزی کے بعد ساکن ہونا، سختی کے بعد نرم پڑنا (اِفعال) اِفتارًا کمزور وضعیف کر دینا۔ تجاذبني: جذب (مفاعلہ) مجاذبۃً کسی چیز کے بارے میں کشمکش کرنا (ض) جَذْبًا کھینچنا، گزر جانا (انفعال) انجذابًا کھینچ جانا۔ ینجزم: جزم (انفعال) انجزامًا ٹوٹ جانا (ض) جَزْمًا پورا کرنا۔ کمایقال "أمرٌ جزمًا" قطعی حکم، بصلہ [علی] کسی پر کوئی شئے واجب کر دینا (تفعّل) تجزّمًا تڑخنا، پھٹنا۔ أذعنت: ذعن (إفعال) إذعانًا (س) ذَعْنًا تابع و مطیع ہونا، اقرار کرنا۔ التکدیر: کدر (تفعیل) تکدیرًا مکدر کرنا، گدلا کرنا، تلخ کرنا (ن،س،ک) کَدْرًا، کدارۃً، کُدُورۃً گدلا ہونا، میلا ہونا (انفعال) انکدارًا، بصلہ [علی] کسی پر ٹوٹ پڑنا۔ التنغیص: نغص (تفعیل) تنغیصًا زندگی مکدر کر دینا، بدمزہ کر دینا (ف) نَغْصًا پانی کے حصہ سے روک دینا (تفعّل) تنغصًا مکدر اور بدمزہ ہونا۔ [تکدیر اور تنغیص دونوں مرادف الفاظ ہیں اس لئے ترجمہ میں دونوں کا اکٹھے معنی کر دیا گیا ہے]۔

فَلَمْ أَزَلْ أَتَرَدَّدُ بَيْنَ تَجَاذُبِ شَهَوَاتِ الدُّنْيَا وَدَوَاعِي الْآخِرَةِ قَرِيبًا مِّنْ سِتَّةِ أَشْهُرٍ، أَوَّلُهَا رَجَبُ سَنَةِ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَأَرْبَعِمِائَةٍ، وَفِي هٰذَا الشَّهْرِ جَاوَزَ الْأَمْرُ حَدَّ الْاِخْتِيَارِ إِلَى الْاِضْطِرَارِ إِذْ أَقْفَلَ اللّٰهُ عَلٰى لِسَانِيْ حَتّٰى اعْتُقِلَ عَنِ التَّدْرِيْسِ فَكُنْتُ أُجَاهِدُ نَفْسِيْ أَنْ أُدَرِّسَ يَوْمًا وَاحِدًا تَطْيِيْبًا لِقُلُوْبِ مُخْتَلِفَةٍ، وَكَانَ لَا يَنْطِقُ لِسَانِيْ بِكَلِمَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَا أَسْتَطِيْعُهَا أَلْبَتَّةَ، ثُمَّ أَوْرَثَتْ هٰذِهِ الْعَقْلَةُ فِي اللِّسَانِ حُزْنًا فِي الْقَلْبِ بَطَلَتْ مَعَهُ قُوَّةُ الْهَضْمِ وَمَرَاءَةُ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ. فَكَانَ لَا يَنْسَاغُ لِيْ شَرْبَةٌ وَلَا تَنْهَضِمُ لِيْ لُقْمَةٌ وَتَعَدّٰى إِلٰى ضُعْفِ الْقُوٰى حَتّٰى قَطَعَ الْأَطِبَّاءُ طَمْعَهُمْ عَنِ الْعِلَاجِ وَقَالُوْا هٰذَا أَمْرٌ نَزَلَ بِالْقَلْبِ وَمِنْهُ سَرٰى إِلَى الْمِزَاجِ فَلَا سَبِيْلَ إِلَيْهِ بِالْعِلَاجِ إِلَّا بِأَنْ يَتَرَوَّحَ السِّرُّ عَنِ الْهَمِّ الْمُلِمِّ.

میں دنیا کی شہوات کے کھینچنے اور آخرت کے دواعی کے مابین تقریباً چھ ماہ تک مسلسل تردد میں رہا، جس کا پہلا مہینہ رجب ۴۸۸ھ تھا۔اس مہینہ میں یہ امر اختیار کی حد سے تجاوز کر کے اضطرار کی حد تک چلا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے میری زبان پر تالا لگا دیا یہاں تک کہ تدریس کرنے سے میری زبان محبوس ہوگئی (اور میں تدریس نہ کر سکا)۔ میں بہت کوشش کرتا کہ مختلف دلوں کی خوشی کے لئے کسی دن پڑھاؤں لیکن میری زبان ایک کلمہ بھی ادا نہ کرتی اور نہ ہی بالکل میں اس کی استطاعت رکھتا۔ پھر زبان کی اس بندش نے دل میں ایک ملال وحزن پیدا کر دیا کہ اس کے ساتھ ساتھ ہاضمے اور کھانے پینے کو خوشگوار پانے کی قوت (یعنی حس لذت) بھی بالکل ہی دم توڑ گئی۔اسطرح پانی کا گھونٹ گلے سے آسانی سے اترتا اور نہ ہی مجھے کوئی لقمہ ہضم ہوتا اور یہ (سب) کمزوری بدن کا ایسا سبب بنا، نوبت بایں جارسید کہ ڈاکٹر حضرات نے علاج کرنے کی اپنی خواہش کا قلع قمع کر دیا (یعنی سوچنا ہی چھوڑ دیا) اور آخر کار انہوں نے کہدیا: یہ تو کوئی ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق دل سے ہے اور وہیں سے طبیعت میں رچ بس گیا ہے۔ لہٰذا اس کا کوئی علاج نہیں ہے سوائے اس کے کہ وہ پوشیدہ شے (اندر) غم اور تکلیف سے راحت پالے۔

اعتقل: عقل (افتعال) اعتقالاً [لسانہ] زبان کا بند ہونا۔ مراءۃ: مرو (ک) مراءۃ خوشگوار ہونا (س) مَرءَ ازنانہ طرز کا ہونا (ک) مُرُوءۃ مروت والا ہونا۔

ثُمَّ لَمَّا أَحْسَسْتُ بِعَجْزِيْ وَسَقَطَ بِالْكُلِّيَةِ اِخْتِيَارِيْ اِلْتَجَأْتُ إِلَى اللهِ تَعَالَى اِلْتِجَاءَ الْمُضْطَرِّ الَّذِيْ لَاحِيْلَةَ لَهُ فَأَجَابَنِيْ الَّذِيْ يُجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَادَعَاهُ وَسَهَّلَ عَلَى قَلْبِي الْإِعْرَاضَ عَنِ الْجَاهِ وَالْمَالِ وَالْأَوْلَادِ وَالْأَصْحَابِ وَأَظْهَرْتُ عَزْمَ الْخُرُوْجِ إِلَى مَكَّةَ وَأَنَا أُوَرِّيْ فِيْ نَفْسِيْ سَفَرَ الشَّامِ حَذَرًا مِّنْ أَنْ يَّطَّلِعَ الْخَلِيْفَةُ وَجُمْلَةُ الْأَصْحَابِ عَلَى عَزْمِيْ فِي الْمَقَامِ بِالشَّامِ ،فَتَلَطَّفْتُ بِلَطَائِفِ الْحِيَلِ فِي الْخُرُوْجِ مِنْ بَغْدَادَ عَلَى عَزْمِ أَنْ لَاأُعَاوِدَهَا أَبَدًا،وَاسْتَهْدَفْتُ لِأَئِمَّةِ أَهْلِ الْعِرَاقِ كَافَّةً إِذَ لَمْ يَكُنْ فِيْهِمْ مَنْ يُجَوِّزُ أَنْ يَكُوْنَ الْإِعْرَاضُ عَمَّا كُنْتُ فِيْهِ سَبَبًا دِيْنِيًّا إِذْ ظَنُّوْا أَنَّ ذٰلِكَ هُوَ الْمَنْصِبُ الْأَعْلَى فِي الدِّيْنِ وَكَانَ ذٰلِكَ مَبْلَغُهُمْ مِنَ الْعِلْمِ .

جب مجھے اپنے عاجز ہونے کا احساس ہو گیا اور میرا اختیار بالکل ہی ختم ہو گیا تو میں نے اللہ رب العزت کی طرف پناہ پکڑی (رجوع کیا) اس پریشان شخص کے پناہ پکڑنے

(رجوع کرنے) کی طرح جس کے پاس (اپنی پریشانی کے حل کیلئے) کوئی حیلہ نہ ہو۔ میری دعا اس (اللہ) نے قبول کی جو (اللہ) پریشان شخص کی دعا جب وہ اسے پکارتا ہے قبول کرتا ہے۔ میرے دل کو جاہ و مال، اولاد اور دوستوں سے اعراض کرنے پر سہولت بخشی۔ اس طرح میں نے مکہ مکرمہ کی طرف خروج کے عزم کو ظاہر کیا جبکہ میں اپنے دل میں شام کے سفر کیلئے توریہ سے کام لے رہا تھا اس ڈر سے کہ کہیں خلیفہ اور دوسرے تمام دوست احباب میرے شام میں ٹھہرنے کے ارادے پر مطلع نہ ہو جائیں۔ لہٰذا میں نے بغداد سے نکلنے میں مختلف حیلوں سے اس عزم کیساتھ کام کیا کہ اب دوبارہ کبھی بھی بغداد واپس نہ آؤں گا۔ میں تمام علماء عراق کا ہدف بنا کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو اس اعراض کو جس میں میں تھا جائز قرار دیتا کہ یہ اعراض کوئی دینی سبب ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال یہ تھا کہ دین میں یہی بڑا عہدہ و منصب ہے۔ اور یہ ان کے علم کی انتہا تھی۔

<u>أوري</u>: وری (تفعیل) توریۃً حقیقت کو چھپانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۲۰ پر ہے۔

<u>استهدفت</u>: ھدف (استفعال) استھدافاً نشانہ بننا، کما یقال "من صنف فقد استهدف" جس نے تصنیف کی وہ نشانہ بنا (ن) ھدفاً داخل ہونا، جھانکنا، پناہ لینا۔

ثُمَّ ارْتَبَكَ النَّاسُ فِي الْإِسْتِنْبَاطَاتِ وَظَنَّ مَنْ بَعُدَ عَنِ الْعِرَاقِ أَنَّ ذٰلِكَ كَانَ لِاسْتِشْعَارٍ مِنْ جِهَةِ الْوُلَاةِ وَأَمَّا مَنْ قَرُبَ مِنَ الْوُلَاةِ فَكَانَ يُشَاهِدُ إِلْحَاحَهُمْ فِي التَّعَلُّقِ بِيْ وَالْإِنْكِبَابِ عَلَيَّ وَإِعْرَاضِيْ عَنْهُمْ وَعَنِ الْإِلْتِفَاتِ إِلٰى قَوْلِهِمْ فَيَقُوْلُوْنَ هٰذَا أَمْرٌ سَمَاوِيٌّ وَلَيْسَ لَهُ سَبَبٌ إِلَّا عَيْنٌ أَصَابَتْ أَهْلَ الْإِسْلَامِ وَزُمْرَةَ الْعِلْمِ.

پھر لوگ قیاس آرائیوں میں شش و پنج میں مبتلا ہو گئے۔ جو لوگ عراق (دار الخلافہ) سے دور تھے انہوں نے یہ خیال کیا کہ یہ امراء کی جانب سے مختلف القاب اور خاص علامات کی بنا پر ہوا ہے (میرا خروج و اعراض......) اور جو لوگ امراء اور ولاۃ حکومت کے قریب تھے ان کا میرے ساتھ تعلق پر اور مجھ پر جھکنے کا اصرار، میرا ان سے اور ان کی باتوں پر توجہ سے اعراض کرنا یہ سب مشاہدہ تھا۔ لہٰذا وہ لوگ کہتے: یہ تو کوئی آسمانی معاملہ ہے اور اس کا کوئی سبب اسکے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ اہلِ اسلام و علم کی جماعت کو کسی کی نظر لگ گئی۔

<u>ارتبک</u>: ربک (افتعال) ارتباکاً [فی الامر] کسی معاملہ میں ایسا پھنسنا کہ خلاصی نظر نہ آئے [فی کلامہ] گفتگو میں رک رک جانا، تڑپنا (ن) ربکاً کسی پیچیدہ معاملہ میں پھنسنا

(إفعال) إرکابًا [رأیہٗ] رائے کا گڑبڑ ہو جانا۔ استشعار: شعر (استفعال) استشعارًا [القوم] قوم کا لڑائی میں ایک دوسرے کو خاص علامت سے پکارنا، اس لفظ کو شعار، سراللیل یا کوڈ ورڈز (Code Words) بھی کہتے ہیں۔ الحاحھم: لح (إفعال) إلحاحًا اصرار کرنا، لگاتار برسنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷۱ پر ہے۔

فَفَارَقْتُ بَغْدَادَ وَفَرَّقْتُ مَاكَانَ مَعِيَ مِنَ الْمَالِ وَلَمْ أَدَّخِرْ إِلَّا قَدْرَ الْكَفَافِ وَقُوْتَ الْأَطْفَالِ تَرَخُّصًا بِأَنَّ مَالَ الْعِرَاقِ مُرْصَدٌ لِلْمَصَالِحِ لِكَوْنِهٖ وَقْفًا عَلَى الْمُسْلِمِيْنَ ، فَلَمْ أَرَفِيْ الْعَالَمِ مَا لَايَأْخُذُهُ الْعَالِمُ لِعِيَالِهٖ أَصْلَحَ مِنْهُ، ثُمَّ دَخَلْتُ الشَّامَ وَأَقَمْتُ بِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ سَنَتَيْنِ لَاشُغْلَ لِيْ إِلَّا الْعُزْلَةُ وَالْخَلْوَةُ وَالرِّيَاضَةُ وَالْمُجَاهَدَةُ اِشْتِغَالًا بِتَزْكِيَةِ النَّفْسِ وَتَهْذِيْبِ الْأَخْلَاقِ وَتَصْفِيَةِ الْقَلْبِ لِذِكْرِ اللهِ تَعَالٰى كَمَا كُنْتُ حَصَّلْتُهٗ مِنْ عِلْمِ الصُّوْفِيَّةِ .

لہٰذا میں نے بغداد چھوڑ دیا اور جو مال میرے پاس تھا بقدرِ ضرورت اور بچوں کی غذاء کے لئے میں نے مال رکھ کر بقیہ کو بانٹ دیا اور یہ بھی اس لئے رکھا کہ عراق کا مال مصلحتوں کی انتظار گاہ ہے کیونکہ یہ مال مسلمانوں پر وقف ہے۔ میں نے جہان میں کوئی مال ایسا نہیں دیکھا کہ اسکو عالم اپنے عیال کیلئے اس لئے نہ لے کہ وہ اس مال سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ پھر میں ملکِ شام میں داخل ہوا اور اس میں تقریباً دو سال تک اسی طرح میرا قیام رہا کہ ان دو سالوں میں میری مصروفیات صرف لوگوں سے دوری، تنہائی، ریاضت و مجاہدہ، تزکیۂ نفس، تہذیبِ اخلاق اور اللہ کے ذکر کے لئے قلب کو صاف کرنے کی خاطر اس طرح مشغول رہنے میں تھیں جس طرح میں نے صوفیائے کرام کے علم سے حاصل کیا تھا۔

الکفاف: [من الرزق] گزارے کے لائق روزی جو لوگوں سے انسان کو بے نیاز کردے۔ مرصد: [ظرف] رصد (ن)، رَصَدًا انتظار کرنا، گھات میں بیٹھنا (مفاعلہ) مراصدۃً گھات میں بیٹھنا۔

فَكُنْتُ أَعْتَكِفُ مُدَّةً فِيْ مَسْجِدِ دِمَشْقَ أَصْعَدُ مَنَارَةَ الْمَسْجِدِ طُوْلَ النَّهَارِ وَأُغْلِقُ بَابَهَا عَلٰى نَفْسِيْ ، ثُمَّ رَحَلْتُ مِنْهَا إِلٰى بَيْتِ الْمَقْدَسِ أَدْخُلُ كُلَّ يَوْمٍ "الصَّخْرَةَ" وَأُغْلِقُ بَابَهَا عَلٰى نَفْسِيْ ، ثُمَّ تَحَرَّكَتْ فِيَّ دَاعِيَةُ فَرِيْضَةِ الْحَجِّ وَالْاِسْتِمْدَادِ مِنْ بَرَكَاتِ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَزِيَارَةِ رَسُوْلِ اللهِ تَعَالٰى ﷺ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنْ زِيَارَةِ الْخَلِيْلِ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ فَسِرْتُ إِلَى الْحِجَازِ

میں ایک عرصہ تک مسجدِ دمشق میں معتکف رہا، پورے دن مسجد کے منارہ پر چڑھا رہتا اور اپنے آپ پر مسجد کے دروازے بند کر لیتا۔ پھر میں نے وہاں سے بیت المقدس کوچ کیا، اور روزانہ میں "صخرہ" میں جاتا اور وہاں جا کر دروازے بند کر لیتا۔ پھر اس کے بعد میرے اندر فریضۂ حج اور مکہ و مدینہ کی برکات حاصل کرنے کا اور مقام ابراہیم علیہ السلام کی زیارت سے فراغت کے بعد آپ ﷺ کے روضۂ مبارک کی زیارت کا داعیہ شدت سے پیدا ہوا تو میں نے حجاز کی طرف رختِ سفر باندھا۔

ثُمَّ جَذَبَتْنِي الْهِمَمُ وَدَعَوَاتُ الْأَطْفَالِ إِلَى الْوَطَنِ فَعَاوَدْتُهُ بَعْدَ أَنْ كُنْتُ أَبْعَدَ الْخَلْقِ عَنِ الرُّجُوعِ إِلَيْهِ، وَآثَرْتُ الْعُزْلَةَ بِهِ أَيْضًا حِرْصًا عَلَى الْخَلْوَةِ وَتَصْفِيَةِ الْقَلْبِ لِلذِّكْرِ وَكَانَتْ حَوَادِثُ الزَّمَانِ وَمُهِمَّاتُ الْعِيَالِ وَضَرُوْرَاتُ الْمَعَاشِ تُغَيِّرُ فِيْ وَجْهِ الْمُرَادِ، وَتُشَوِّشُ صَفْوَةَ الْخَلْوَةِ، وَكَانَ لَا يَصْفُوْ لِيَ الْحَالُ إِلَّا فِيْ أَوْقَاتٍ مُتَفَرِّقَةٍ لٰكِنِّيْ مَعَ ذٰلِكَ لَا أَقْطَعُ طَمْعِيْ مِنْهَا فَتَدْفَعُنِيْ عَنْهَا الْعَوَائِقُ وَأَعُوْدُ إِلَيْهَا.

اس کے بعد مجھے خواہشات اور بچوں کے واپس بلانے نے وطن کی طرف کھینچا تو میں واپس آ گیا بعد اس کے کہ میں اس وطن کی طرف واپس آنے کی نسبت سے مخلوق میں سب سے دور تھا (یعنی اب رغبت نہ تھی بلکہ مجبوری تھی) میں نے خلوت پر اور ذکر کیلئے تصفیۂ قلب پر حرص کرتے ہوئے تنہائی کو اختیار کیا مگر زمانے کے حوادثات، اہل وعیال کی مصیبتیں اور معاش کی فکر، مرادیں بدل گئے (اب یہی مقصد بن گئے اور ذکر اذکار مقصد نہ رہے) اور تنہائی کا اچھا لگنا مشوش ہو گیا۔ مجھے یہ حالت سوائے متفرق اوقات کے اچھی نہیں لگتی تھی لیکن میں اس کے باوجود اس سے اپنی طمع ختم نہیں کرتا تھا لہٰذا (زمانے کے مشاغل) اس سے مجھے دور کرتے اور میں اس کی طرف واپس آتا۔

وَدُمْتُ عَلٰى ذٰلِكَ مِقْدَارَ عَشْرِ سِنِيْنَ، وَانْكَشَفَتْ لِيْ فِيْ أَثْنَاءِ هٰذِهِ الْخَلْوَاتِ أُمُوْرٌ لَا يُمْكِنُ إِحْصَاؤُهَا وَاسْتِقْصَاؤُهَا، وَالْقَدْرُ الَّذِيْ أَذْكُرُهُ لِيُنْتَفَعَ بِهِ أَنِّيْ عَلِمْتُ يَقِيْنًا أَنَّ الصُّوْفِيَّةَ هُمُ السَّالِكُوْنَ لِطَرِيْقِ اللهِ تَعَالٰى خَاصَّةً وَأَنَّ سِيَرَهُمْ أَحْسَنُ السِّيَرِ وَطَرِيْقَهُمْ أَصْوَبُ الطُّرُقِ، وَأَخْلَاقَهُمْ أَزْكَى الْأَخْلَاقِ، بَلْ لَوْ جُمِعَ عَقْلُ الْعُقَلَاءِ، وَحِكْمَةُ الْحُكَمَاءِ، وَعِلْمُ الْوَاقِفِيْنَ عَلٰى أَسْرَارِ الشَّرْعِ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِيُغَيِّرُوْا شَيْئًا مِنْ سِيَرِهِمْ وَأَخْلَاقِهِمْ وَيُبَدِّلُوْهُ

بِمَا هُوَ خَيْرٌ مِنْهُ لَمْ يَجِدُوْا إِلَيْهِ سَبِيْلًا، فَإِنَّ جَمِيْعَ حَرَكَاتِهِمْ وَسَكَنَاتِهِمْ فِيْ ظَاهِرِهِمْ وَبَاطِنِهِمْ مُقْتَبَسَةٌ مِنْ نُوْرِ مِشْكَاةِ النُّبُوَّةِ ، وَلَيْسَ وَرَاءَ نُوْرِ النُّبُوَّةِ عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ نُوْرٌ يُسْتَضَاءُ بِهٖ .

تقریباًدس سال تک میں اسی حالت میں رہا، اس خلوت کے دوران مجھ پر ایسے ایسے امور کا انکشاف ہوا کہ جن کا احاطہ کرنا اوران سے بحث کرنا ناممکن ہے۔ یہ بات جو میں ذکرکر رہا ہوں تا کہ اس کے ذریعے نفع حاصل کیا جائے مجھے یہ بات بالیقین معلوم ہوئی ہے کہ صوفیائے کرام ہی خاص طور سے اللہ رب العزت کے راستے پر چلنے والے ہیں، ان کی سیرت بہترین، ان کا راستہ تمام راستوں سے درست اوران کے اخلاق تمام اخلاقوں سے پاکیزہ ہیں بلکہ اگر عقلمندوں کی عقلیں، حکماء کی حکمتیں اور شریعت کے اسرار ورموز پر واقفین علماء کا علم جمع ہو جائے اور یہ سب مل کران صوفیاء کی سیرت اوران کے اخلاق کو اس چیز سے بدلنا چاہیں جو اس سے بہتر ہو تو اس کی طرف وہ لوگ کوئی راستہ نہیں پائیں گے کیونکہ ان کی تمام حرکات وسکنات ان کے ظاہر وباطن میں چراغ نبوت کے نور سے حاصل کی گئی ہیں اور نورِ نبوت سے بڑھ کرروئے زمین پر کوئی ایسا نور نہیں کہ جس کے ذریعے سے روشنی حاصل کی جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆

وَفَاةُ السُّلْطَانِ صَلَاحِ الدِّيْنِ الْأَيُّوْبِيِّ (۱)

(للقاضي بهاء الدين المعروف بابن شداد(۲))

وَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ السَّبْتِ وَجَدَ كَسَلًا عَظِيْمًا فَمَا انْتَصَفَ اللَّيْلُ حَتّٰى غَشِيَتْهُ حُمَّى صَفْرَاوِيَّةٌ كَانَتْ فِيْ بَاطِنِهٖ أَكْثَرَ مِنْ ظَاهِرِهٖ ،وَأَصْبَحَ فِيْ يَوْمِ السَّبْتِ سَادِسَ عَشَرَ صَفَرٍ سَنَةَ تِسْعٍ وَثَمَانِيْنَ مُتَكَسِّلًا ، عَلَيْهِ أَثَرُ الْحُمّٰى،وَ لَمْ يُظْهِرْ ذٰلِكَ لِلنَّاسِ لٰكِنْ حَضَرْتُ أَنَا وَالْقَاضِيُ الْفَاضِلُ ،وَدَخَلَ وَلَدُهٗ

(۱) آپ کی پیدائش ۵۳۲ھ میں ہوئی، آپ کی کنیت ابوالمظفر لقب الملک الناصر اور اسم گرامی یوسف بن ایوب بن شادی ہے تو پورا سلسلہ نسب ابوالمظفر یوسف بن ایوب بن شادی الملک الناصر ہوا، یہ وہ سلطان ہیں جن کی وجہ سے اسلام اور مسلمین کی اللہ نے مدد کی، اللہ نے انکے چہرے کو روشن کردیا، صلیبین کے لشکریوں کو شکست فاش دی اور بیت المقدس کو ان کے ہاتھوں سے ۹۰ سال بعد آزاد کرایا، اسی طرح مصر کو بھی جو کہ عبیدیین ملحدین کے زیر قبضہ تھا، کے ہاتھوں سے چھین کر اپنی حکومت کا مرکز بنایا، اسکے علاوہ بھی ان کے مفاخر اور مآثر ایسے ہیں کہ خلفاء راشدین کے بعد ان کے علاوہ کسی اور کے زمانے میں پائے گئے ہوں اور اس پر اتفاق ہوا ہو، ایسا کم ہے، آپکے تفصیلی حالات جاننے کے لئے'' وفیات الاعیان لابن خلکان'' کا مطالعہ کریں، سلطان کی وفات ۲۷صفر ۵۸۹ھ میں ہوئی جس کا تفصیلی تذکرہ متن میں مذکور ہے۔(۲) اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں۔

الْمَلِکُ الْأَفْضَلُ وَطَالَ جُلُوْسُنَا عِنْدَہٗ وَأَخَذَ یَشْکُوْمِنْ قَلَقِہٖ فِی اللَّیْلِ، وَطَابَ لَہُ الْحَدِیْثُ إِلیٰ قَرِیْبِ الظُّھْرِ، ثُمَّ انْصَرَفْنَاوَالْقُلُوْبُ عِنْدَہٗ، فَتَقَدَّمَ إِلَیْنَابِالْحُضُوْرِ عَلَی الطَّعَامِ فِیْ خِدْمَةِ الْمَلِکِ الْأَفْضَلِ، وَلَمْ یَکُنِ الْقَاضِیْ عَادَتُہٗ ذٰلِکَ، فَانْصَرَفَ وَدَخَلْتُ أَنَا إِلَی الْأَیْوَانِ وَقَدْ مُدَّ الطَّعَامُ وَالْمَلِکُ الْأَفْضَلُ قَدْ جَلَسَ فِیْ مَوْضِعِہٖ فَانْصَرَفْتُ وَمَاکَانَ لِیْ قُوَّةٌ عَلَی الْجُلُوْسِ اسْتِیْحَاشًاوَبَکٰی جَمَاعَةٌ تَفَاؤُلًا بِجُلُوْسِ وَلَدِہٖ فِیْ مَوْضِعِہٖ.

سلطان صلاح الدین ایوبی کی وفات

راوی کہتے ہیں کہ ہفتہ کی شب سلطان صلاح الدین ایوبی نے اپنے جسم میں غیر معمولی کمزوری محسوس کی، آدھی رات کے وقت انہیں صفراوی بخار ہو گیا جو باہر کی بنسبت اندر زیادہ لگتا تھا۔ ۱۶صفر ۵۸۹ھ بروز ہفتہ وہ بخار کے اثر کی وجہ سے نڈھال ہو گئے، لوگوں پر تو یہ ظاہر نہ کیا گیا مگر میں اور قاضی الفاضل (۱) ان کے پاس گئے، ان کا بیٹا الملک الافضل (۲) بھی آ گیا ہم انکے پاس کافی دیر تک بیٹھے رہے، سلطان اپنی رات کی بے قراری کی شکایت کرنے لگے، ظہر کے قریب تک باتیں انکو اچھی لگتی رہیں پھر ہم تو وہاں سے اٹھ گئے لیکن ہمارے دل ان کے پاس رہ گئے انہوں نے ہمیں الملک الافضل کے ساتھ کھانا کھانے کیلئے قاصد بھیجا، قاضی کی عادت تھی کہ وہ کسی اور کے ہاں کھانا نہ کھاتے تھے، وہ چلے گئے، میں کھانے کے کمرے میں گیا، دسترخوان بچھ چکا تھا الملک الافضل اپنے والد کی جگہ بیٹھا تھا میں اسی حالت میں واپس آ گیا، وحشت کی وجہ سے مجھ میں بیٹھنے کی طاقت بھی نہ تھی۔ کھانے پر جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ الملک الافضل کے سلطان کی جگہ پر بیٹھنے کی بدشگونی سے رونے لگے۔

(بقیہ ۲ سابقہ صفحہ) آپکی پیدائش ۵۳۹ھ موصل میں ہوئی، آپکی کنیت ابوالمحاسن ہے اور اسم گرامی یوسف بن رافع ہے، آپ ایک متبحر عالم تھے خصوصا علم حدیث، تفسیر اور ادب میں ملکہ راسخہ حاصل تھا، سلطان کے ہم مجلس اور خواص میں سے تھے، سلطان نے ان سے سماعت حدیث بھی کی اور انکو امیر العساکر اور مقدس آج کے فلسطین کا گورنر بنایا، سلطان کی وفات کے بعد الملک الظاہر کے پاس چلے گئے تو انکے ہاں بھی وزارت کا رتبہ پایا، آپ کی دینی خدمات بھی بہت زیادہ ہیں، حلب میں جتنے بھی مدارس تھے ان کی وجہ سے بنے تھے، انہوں نے سلطان کی زندگی پر ایک کتاب ''النوادر السلطانیہ والمحاسن الیوسفیہ'' لکھی، سلطان کے احوال اور اخلاق پر یہ سب سے اعلی کتاب ہے اور اسمیں مسجع اور مقفی عبارت ہے ۶۳۲ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۱) آپکا نام ابو علی عبدالرحیم البیسانی العسقلانی ہے، سلطان کے وزیر اور امور مملکت میں صاحب تدبیر ہونے کے ساتھ ساتھ سلطان کے راز دار بھی تھے، ۵۹۶ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔

(۲) یہ نورالدین علی الملک الافضل ہیں، سلطان کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے دمشق میں رہائش اختیار کی اور اپنے والد کی وفات کے بعد دمشق اور وہ ممالک جو ان کی طرف منسوب تھے، کے ولی عہد مقرر ہوئے۔

قلقله : قلق(س) قَلَقًا بیقرار ہونا (ن) قَلْقًا حرکت دینا (إفعال) إقلاقًا بیقرار کرنا، حرکت دینا (فعلل) قلقلةً آواز نکالنا، سفر کرنا۔ **تفاؤلا**: فَأل (تفاعل) تفاؤلًا (تفعّل) تفأّلًا بدشگونی لینا، بصلہ [با] اچھا شگون لینا (تفعیل) تفئیلًا فال لینا۔

ثُمَّ أَخَذَ الْمَرَضُ فِيْ تَزَايُدٍ مِنْ حِيْنَئِذٍ وَنَحْنُ نُلَازِمُ التَّرَدُّدَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَنَدْخُلُ إِلَيْهِ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ فِي النَّهَارِ مِرَارًا وَيُعْطِي الطَّرِيْقَ فِيْ بَعْضِ الْأَيَّامِ الَّتِيْ يَجِدُ فِيْهَا خِفَّةً وَكَانَ مَرَضُهُ فِيْ رَأْسِهٖ ، وَكَانَ مِنْ أَمَارَاتِ انْتِهَاءِ الْعُمُرِ إِذْ كَانَ قَدْ أَلِفَ مِزَاجُهُ سَفَرًا وَحَضَرًا وَرَأَى الْأَطِبَّاءُ فَصْدَهُ فَفَصَدُوْهُ فِي الرَّابِعِ فَاشْتَدَّ مَرَضُهُ وَقَلَّتْ رُطُوْبَاتُ بَدَنِهٖ ، وَكَانَ يَغْلِبُ عَلَيْهِ الْيُبْسُ غَلَبَةً عَظِيْمَةً ،وَلَمْ يَزَلِ الْمَرَضُ يَتَزَايَدُ حَتَّى انْتَهٰى إِلٰى غَايَةِ الضُّعْفِ.

اس روز کے بعد سلطان ایوبی کی صحت بگڑتی چلی گئی، ہم صبح وشام تردد میں ہوتے تھے، میں اور قاضی الفاضل دن میں کئی کئی بار انکے کمرے میں جاتے تھے۔ انہیں کچھ وقت کیلئے ذرا بھی افاقہ ہوجاتا تو وہ ہمارے ساتھ باتیں کرتے تھے ان کا مرض ان کے سر میں تھا اور یہ مرض ان کی عمر کے ختم ہونے کی نشانیوں میں سے تھا۔ جبکہ انکا مزاج سفر اور حضر سے مانوس تھا۔ ڈاکٹروں نے ان کا خون نکالنا مناسب سمجھا لہٰذا چوتھے دن انہوں نے خون نکالا جس سے مرض میں بہت شدت آگئی، بدن کی رطوبات ختم ہوگئیں اور ان پر خشکی کا انتہائی غلبہ ہوگیا پھر اسی طرح مرض میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ کمزوری اپنی انتہا کو پہنچ گئی۔

وَلَقَدْ جَلَسْنَا فِيْ سَادِسِ مَرَضِهٖ وَأَسْنَدْنَا ظَهْرَهُ إِلٰى مِخَدَّةٍ وَأُحْضِرَ مَاءٌ فَاتِرٌ لِيَشْرَبَهُ عَقِيْبَ شُرْبِ دَوَاءٍ لِتَلْيِيْنِ الطَّبِيْعَةِ فَشَرِبَهُ فَوَجَدَهُ شَدِيْدَ الْحَرَارَةِ فَشَكَا مِنْ شِدَّةِ حَرَارَتِهٖ ، وَعُرِضَ عَلَيْهِ مَاءٌ ثَانٍ فَشَكَا مِنْ بَرْدِهٖ وَلَمْ يَغْضَبْ وَلَمْ يَصْخَبْ وَلَمْ يَقُلْ سِوٰى هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ ، سُبْحَانَ اللهِ ! أَلَا يُمْكِنُ أَحَدًا تَعْدِيْلُ الْمَاءِ ،

مرض کے چھٹے دن ہم بیٹھے ہوئے تھے، انہیں تکیہ کا سہارا دیکر بٹھایا اور گرم پانی بھی لایا گیا تاکہ دوائی کے بعد پی لیں اور طبیعت نرم ہوجائے چنانچہ انہوں نے پانی پیا مگر بہت زیادہ گرم پایا تو پانی کی گرمی کی شکایت کی ، پھر ٹھنڈا پانی پیش کیا گیا تو اس کے ٹھنڈا ہونے کی شکایت کی ،انہوں نے غصہ یا خفگی کا اظہار نہ کیا (مایوسی کے لہجے میں) صرف اتنا کہا کہ ...... سبحان اللہ! کیا کسی کیلئے بھی معتدل پانی لانا ممکن نہیں ہے؟

مخدۃ : چھوٹا تکیہ جس پر سوتے ہوئے رخسار رکھتے ہیں، سرہانہ۔ فاتر: [صفت] (ماءٌ فاترٌ) گرم پانی۔ فتر (ن، ض) فتورًا، فتارًا تیزی کے بعد ساکن ہونا، سختی کے بعد نرم پڑنا (ن، ض) فترًا انگوٹھا اور انگشت شہادت کے درمیان ناپنا (تفعیل) تفتیرًا سکون ونرمی پر برانگیختہ کرنا

فَخَرَجْتُ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ مِنْ عِنْدِهِ وَقَدِ اشْتَدَّ بِنَا الْبُكَاءُ وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ يَقُوْلُ لِيْ أَبْصِرْ هٰذِهِ الْأَخْلَاقَ الَّتِيْ قَدْ أَشْرَفَ الْمُسْلِمُوْنَ عَلٰى مُفَارَقَتِهَا وَاللّٰهِ لَوْ أَنَّ هٰذَا بَعْضُ النَّاسِ لَضَرَبَ بِالْقَدَحِ رَأْسَ مَنْ أَحْضَرَهُ، وَاشْتَدَّ مَرَضُهُ فِي السَّادِسِ وَالسَّابِعِ وَالثَّامِنِ وَلَمْ يَزَلْ يَتَزَايَدُ وَيَغِيْبُ ذِهْنُهُ .

میں اور قاضی الفاضل آنکھوں میں آنسو لئے باہر نکل آئے، قاضی الفاضل نے کہا اس اخلاق (کے عظیم پیکر) کو دیکھو جن کی جدائی پر مسلمان جھانک رہے ہیں (اس سے محروم ہونے والے ہیں) بخدا! اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو پانی کا پیالہ اس کے سر پر دے مارتا جو پانی لایا تھا۔ ساتویں اور آٹھویں دن انکا مرض بڑھ گیا اور بڑھوتری میں اضافہ ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ (حالت اتنی بگڑ گئی کہ) ان کا ذہن بھٹکنے لگا۔

وَلَمَّا كَانَ التَّاسِعُ حَدَثَتْ عَلَيْهِ غَشْيَةٌ وَامْتَنَعَ مِنْ تَنَاوُلِ الْمَشْرُوْبِ فَاشْتَدَّ الْخَوْفُ فِي الْبَلَدِ وَخَافَ النَّاسُ وَنَقَلُوا الْأَقْمِشَةَ مِنَ الْأَسْوَاقِ وَغَشِيَ النَّاسَ مِنَ الْكَآبَةِ وَالْحُزْنِ مَا لَا يُمْكِنُ حِكَايَتُهُ ، وَلَقَدْ كُنْتُ أَنَا وَالْقَاضِي الْفَاضِلُ نَقْعُدُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ إِلٰى أَنْ يَّمْضِيَ مِنَ اللَّيْلِ ثُلُثُهُ أَوْ قَرِيْبٌ مِنْهُ ثُمَّ نَحْضُرُ فِيْ بَابِ الدَّارِ فَإِنْ وَجَدْنَا طَرِيْقًا دَخَلْنَا وَشَاهَدْنَاهُ وَانْصَرَفْنَا وَإِلَّا عَرَّفُوْنَا أَحْوَالَهُ وَكُنَّا نَجِدُ النَّاسَ يَتَرَقَّبُوْنَ خُرُوْجَنَا إِلٰى أَنْ يَّلَاقُوْنَا حَتّٰى يَعْرِفُوْا أَحْوَالَهُ مِنْ صَفَحَاتِ وُجُوْهِنَا.

نویں روز ان پر غشی طاری ہوگئی اور پانی پینے سے بھی رہ گئے چنانچہ شہر میں خوف و ہراس پھیل گیا، لوگ سہم گئے اور تاجروں نے بازاروں سے اپنے سامان وغیرہ ہٹا دیے اور لوگوں پر اس قدر غم اور حزن چھا گیا کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ میں اور قاضی الفاضل روزانہ رات کی ایک تہائی یا اس کے قریب تک بیٹھے رہتے، پھر دروازے پر حاضر ہوتے، اگر راستہ پاتے تو داخل ہو کر زیارت کر لیتے پھر واپس آ جاتے ورنہ (راستہ نہ ملنے کی صورت میں باہر کھڑے کھڑے) اندر کے لوگ ہمیں احوال بتا دیتے۔ اور ہم لوگوں کو اس حال میں دیکھتے کہ وہ ہم سے ملنے کیلئے ہمارے نکلنے کے منتظر ہوتے (تاکہ ہم سے سلطان کے احوال پوچھیں) لیکن ہمارے چہروں کی حالت سے سلطان کے احوال جان لیتے تھے۔

الأقمشة: [مفرد] قماش سامان، گھٹیا اورردی چیزیں۔ قمش (ن،ض) قمشًا (تفعیل) تقمیشًا ادھرادھر سے جمع کرنا (تفعّل) تقمشًا جو کچھ ملے اس کو کھا جانا اگرچہ معمولی ہی ہو (افتعال) اقتماشًا ادھرادھر سے کھانا۔ الکآبتہ: کئب (س) کآبا، کآبۃً غمگین ہونا، شکستہ دل ہونا (إفعال) إکئابًا ہلاکت میں پڑنا، غمگین کرنا۔

وَلَمَّا كَانَ الْعَاشِرُ مِنْ مَّرَضِهٖ حُقِنَ دُفْعَتَيْنِ وَحَصَلَ مِنَ الْحُقْنِ رَاحَةً وَحَصَلَ بَعْضَ خِفَّةٍ وَتَنَاوَلَ مِنْ مَاءِ الشَّعِيْرِ مِقْدَارًا صَالِحًا، وَفَرِحَ النَّاسُ فَرَحًا شَدِيْدًا فَأَقَمْنَا عَلَى الْعَادَةِ إِلٰى أَنْ مَضٰى مِنَ اللَّيْلِ هَزِيْعٌ، ثُمَّ أَتَيْنَا إِلَى الدَّارِ فَوَجَدْنَا جَمَالَ الدَّوْلَةِ إِقْبَالًا فَالْتَمَسْنَا مِنْهُ تَعْرِيْفَ الْحَالِ الْمُسْتَجَدِّ فَدَخَلَ وَأَنْفَذَ إِلَيْنَا مَعَ الْمَلِكِ الْمُعَظَّمِ تُوْرَانْ شَاهْ جَبَرَهُ اللهُ تَعَالٰى أَنَّ الْعِرْقَ قَدْ أَخَذَ فِيْ سَاقَيْهِ فَشَكَرْنَا اللهَ تَعَالٰى عَلٰى ذٰلِكَ وَالْتَمَسْنَا مِنْهُ أَنْ يَّمَسَّ بَقِيَّةَ قَدَمِهٖ وَيُخْبِرَنَا بِحَالِهٖ فِي الْعِرْقِ فَتَفَقَّدَهٗ ثُمَّ خَرَجَ إِلَيْنَا وَذَكَرَ أَنَّ الْعِرْقَ سَابِغٌ، وَانْصَرَفْنَا طَيِّبَةً قُلُوْبُنَا.

مرض کے دسویں دن دو دفعہ انتڑیاں صاف کرنے والی دوائی دی گئی جس سے سلطان نے کچھ آرام اور افاقہ پایا اور جو کے پانی کی اچھی خاصی مقدار بھی نوش فرمائی، لوگ بہت زیادہ خوش ہوئے، ہم حسب عادت جبکہ رات کا ایک پہر گزر چکا تھا اٹھے اور محل میں آئے تو جمال الدولہ کو اپنے سامنے پایا ان سے سلطان کی حالت دریافت کی، وہ اندر چلے گئے اور پھر ملک معظم توران شاہ (۱) اللہ انکو مستحکم کرے سمیت باہر نکلے اور کہا پنڈلیوں پر پسینہ آ گیا ہے چنانچہ ہم نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا اور ان سے عرض کیا کہ باقی قدم کو چھو کر ہمیں پسینے کے بارے میں بتلایئے چنانچہ وہ اندر گئے انہوں نے ان کا اچھی طرح جائزہ لیا پھر نکل کر ہمیں بتلایا کہ پسینہ خوب آ رہا ہے ہم قلبی اطمینان کے ساتھ واپس آ گئے۔

ھزیع: ایک حصہ، ایک ساعت [جمع] ھزُع۔ ھزع (ف) ھزْعًا جلدی کرنا، توڑنا (تفعیل) تھزیعًا ٹکڑے ٹکڑے کرنا (تفعّل) تھزّعًا جلدی کرنا، ڈگمگانا (افتعال) اھتزاعًا جھڑکنا، جلدی کرنا۔

ثُمَّ أَصْبَحْنَا فِي الْحَادِيْ عَشَرَ مِنْ مَرَضِهٖ وَهُوَ السَّادِسُ وَالْعِشْرُوْنَ مِنْ صَفَرٍ فَحَضَرْنَا بِالْبَابِ وَسَأَلْنَا عَنِ الْأَحْوَالِ فَأُخْبِرْنَا بِأَنَّ الْعِرْقَ أَفْرَطَ حَتّٰى نَفَذَ فِي الْفِرَاشِ ثُمَّ فِي الْحَصِيْرِ وَتَأَثَّرَتْ بِهِ الْأَرْضُ وَأَنَّ الْيُبْسَ قَدْ تَزَايَدَ تَزَايُدًا

(۱) الملک المعظم شمس الدولہ فخر الدین بن نجم الدین ایوب بن شادی، سلطان کے بڑے بھائی ہیں ۵۷۶ھ میں وفات پائی۔

عَظِيمًا وَحَارَتْ فِي الْقُوَّةِ الْأَطِبَّاءُ.

پھر مرض کی گیارہویں صبح جو کہ صفر کا چھبیسواں دن تھا ہم دروازے پر حاضر ہوئے احوال دریافت کیے، ہمیں بتایا گیا کہ پسینہ بہت زیادہ نکل گیا ہے یہاں تک کہ بستر سے چٹائی پر ٹپک رہا ہے اور زمین بھی متاثر ہوئی ہے جسم کی رطوبت بہت حد تک خشک ہوگئی ہے مگر اس قدر خشکی کے باوجود سلطان کے جسم کی توانائی اور قوت سے اطباء انگشت بدندان تھے۔

......وَلَمَّا كَانَتْ لَيْلَةُ الْأَرْبِعَاءِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ صَفَرٍ وَهِيَ الثَّانِيَةُ عَشَرَةَ مِنْ مَرَضِهِ اِشْتَدَّ مَرَضُهُ وَضَعُفَتْ قُوَّتُهُ وَوَقَعَ مِنَ الْأَمْرِ فِيْ أَوَّلِهِ وَحَالَ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُ النِّسَاءُ، وَاسْتَحْضَرْتُ أَنَا وَالْقَاضِيُ الْفَاضِلُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ وَابْنُ الزَّكِيِّ وَلَمْ يَكُنْ عَادَتُهُ الْحُضُوْرَ فِيْ ذٰلِكَ الْوَقْتِ وَحَضَرَ بَيْنَنَا الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ وَأَمَرَ أَنْ نَّبِيْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يَرَ الْقَاضِي الْفَاضِلُ ذٰلِكَ رَأْيًا. فَإِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَنْتَظِرُوْنَ نُزُوْلَنَا مِنَ الْقَلْعَةِ فَخَافَ إِنْ لَمْ نَنْزِلْ أَنْ يَقَعَ الصَّوْتُ فِي الْبَلَدِ وَرُبَمَا نَهَبَ النَّاسُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا.

جب ستائیس صفر بدھ کی رات آگئی جو کہ بیماری کی بارہویں رات تھی تو مرض شدت اختیار کر گیا اور سلطان کی قوت کمزور ہوگئی اور معاملے میں سے پہلا مرحلہ واقع ہوا۔ ہمارے اور سلطان کے درمیان گھر کی عورتیں حائل ہوگئیں۔ میں نے اور قاضی الفاضل نے اس رات کو حاضر ہونا چاہا ابن زکی (۱) بھی ہمراہ تھے اگرچہ انکی عادت اس وقت حاضر ہونے کی نہ تھی الملک الافضل ہمارے پاس آئے اور ہمیں حکم دیا کہ آج کی رات ہم ان کے ہاں گزاریں لیکن قاضی الفاضل نے اس رائے کو اس لئے مناسب نہیں سمجھا کہ لوگ قلعے سے باہر ہمارے نکلنے کے انتظار میں تھے، ہمیں ڈر ہوا کہ اگر ہم نہ نکلے تو شہر میں آواز پھیل جائے گی ہوسکتا ہے کہ لوگ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑیں۔

فَرَأَى الْمَصْلَحَةَ فِيْ نُزُوْلِنَا وَاسْتِحْضَارِ الشَّيْخِ أَبِيْ جَعْفَرٍ إِمَامِ الْكَلَاسَةِ وَهُوَ رَجُلٌ صَالِحٌ لِيَبِيْتَ بِالْقَلْعَةِ حَتّٰى إِذَا احْتُضِرَ رَحِمَهُ اللهُ بِاللَّيْلِ حَضَرَ عِنْدَهُ وَحَالَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النِّسَاءِ وَذَكَّرَهُ الشَّهَادَةَ وَذَكَّرَهُ اللهَ تَعَالٰى فَفَعَلَ ذٰلِكَ وَنَزَلْنَا وَكُلٌّ مِّنَّا يَوَدُّ فِدَاءَهُ بِنَفْسِهِ، وَبَاتَ فِيْ تِلْكَ اللَّيْلَةِ عَلٰى حَالِ

(۱) ابوالمعالی محیی الدین محمد بن ابوالحسن علی آپکا نام ہے، سلطان کے نزدیک انکا بڑا مرتبہ تھا، فقہ اور ادب وغیرہ کے لحاظ سے اصحاب فضل میں سے شمار کیے جاتے تھے، آپ دمشق کے قاضی بھی مقرر ہوئے، ۵۹۸ھ میں وفات پائی۔

الْمُنْتَقِلِيْنَ إِلَى اللهِ تَعَالٰى،وَالشَّيْخُ أَبُوْجَعْفَرِيَقْرَأُعِنْدَهُ الْقُرآنَ وَيُذَكِّرُهُ اللهَ تَعَالٰى وَكَانَ ذِهْنُهُ غَائِبًا مِنْ لَيْلَةِ التَّاسِعِ لَا يَكَادُ يُفِيْقُ إِلَّا فِيْ أَحْيَانٍ. وَذَكَرَالشَّيْخُ أَبُوْجَعْفَرَ أَنَّهُ لَمَّا انْتَهٰى. إِلٰى قَوْلِهِ تَعَالٰى "هُوَاللهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَعَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ "سَمِعَهُ وَهُوَ يَقُوْلُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ ،صَحِيْحٌ،وَهٰذِهٖ يَقْظَةٌ فِيْ وَقْتِ الْحَاجَةِ وَعِنَايَةٌ مِنَ اللهِ تَعَالٰى بِهٖ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ عَلٰى ذٰلِكَ .

چنانچہ مصلحت اسمیں سمجھی گئی کہ ہم تو اتر جائیں اور کلاسہ کے امام شیخ ابوجعفر کو بلالیا جائے یہ بہت نیک آدمی تھے تاکہ وہ قلعہ پر رات گزاریں اور جب نزع کا وقت رات میں آجائے تو شیخ سلطان کے پاس آجائے ،سلطان اور عورتوں کے درمیان حائل ہو جائے،انکو کلمہ شہادت کی تلقین کرے اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرائے۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا اور ہم قلعہ سے اس حال میں اترے کہ ہم میں سے ہرایک یہ چاہتا تھا کہ میرا نفس سلطان کی جان کے بدلے فدیہ بن جائے۔

سلطان نے یہ رات زندگی اور موت کی کشمکش میں کاٹی، شیخ ابوجعفر ان کے پاس بیٹھے قرآن پاک پڑھتے رہے اور ان کو اللہ تعالیٰ کی یاد دلاتے رہے۔مگر سلطان کا ذہن نویں رات سے غائب تھا بعض اوقات کے علاوہ کچھ افاقہ نہ ہوتا۔شیخ ابوجعفر نے فرمایا کہ جب میں اللہ تعالیٰ کے قول" هو الله الذى لا اله الاهو عالم الغيب والشهادة "پر پہنچا تو میں نے سنا کہ سلطان رحمہ اللہ فرمارہے تھے "صحیح ہے"۔یہ حاجت کے وقت میں بیداری تھی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت تھی،اس پر اللہ تعالیٰ کی حمد ہے۔

یفیق: فوق (إفعال) إفاقۃً صحتیاب ہونا،دو دفعہ دوہنے کے درمیان آرام لینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۷ پر ہے ۔

وَكَانَتْ وَفَاتُهُ بَعْدَ صَلَاةِ الصُّبْحِ مِنْ يَوْمِ الْأَرْبِعَاءِ السَّابِعِ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ صَفَرٍ سَنَةَ تِسْعٍ وَّثَمَانِيْنَ وَخَمْسِمِائَةٍ ، وَبَادَرَ الْقَاضِي الْفَاضِلُ بَعْدَ طُلُوْعِ الصُّبْحِ فِيْ وَقْتِ وَفَاتِهٖ وَوَصَلْتُ وَ قَدْ مَاتَ وَانْتَقَلَ إِلٰى رِضْوَانِ اللهِ وَمَحَلِّ كَرَمِهٖ وَجَزِيْلِ ثَوَابِهٖ .وَلَقَدْحُكِيَ لِيْ أَنَّهُ لَمَّا بَلَغَ الشَّيْخُ أَبُوْجَعْفَرَإِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى "لَاإِلٰهَ إِلَّا هُوَعَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ" تَبَسَّمَ وَتَهَلَّلَ وَجْهُهُ وَسَلَّمَهَا إِلٰى رَبِّهٖ. وَكَانَ يَوْمًا لَمْ يُصَبِ الْإِسْلَامُ وَالْمُسْلِمُوْنَ بِمِثْلِهٖ مُنْذُ فَقَدُوا الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِيْنَ وَغَشِيَ الْقَلْعَةَوَالْبَلَدَوَالدُّنْيَامِنَ الْوَحْشَةِ مَالَايَعْلَمُهُ إِلَّااللهُ تَعَالٰى .وَبِاللهِ لَقَدْكُنْتُ أَسْمَعُ مِنْ بَعْضِ النَّاسِ أَنَّهُمْ يَتَمَنَّوْنَ فِدَاءَهُ بِنُفُوْسِهِمْ وَمَا سَمِعْتُ هٰذَا الْحَدِيْثَ إِلَّا

عَلٰی ضَرْبٍ مِنَ التَّجَوُّزِ وَالتَّرَخُّصِ إلَّا فِیْ ذٰلِکَ الْیَوْمِ فَإنِّیْ عَلِمْتُ مِنْ نَفْسِیْ وَمِنْ غَیْرِیْ أَنَّه لَوْ قُبِلَ الْفِدَاءُ لَفَدٰی بِالنَّفْسِ .

سلطان کی وفات بروز بدھ ۲۷صفر ۵۸۹ھ کو نماز فجر کے بعد ہوئی۔ قاضی الفاضل جلدی سے طلوع صبح کے بعد وفات کے وقت پہنچ چکے تھے اور میں جب پہنچا تو سلطان کا انتقال اللہ کی رضا، اسکے کرم کے محل اور بڑے ثواب کی طرف ہو چکا تھا اور مجھے بتلایا گیا کہ جس وقت شیخ ابوجعفر اللہ تعالیٰ کے قول ''لا الہ الا ھو علیہ تو کلت '' پر پہنچے تو سلطان مسکرائے، ان کا چہرا چمک اٹھا اور پھر پروردگار کے سپرد کر دیا۔ یہ ایک ایسا (پر مصیبت) دن تھا کہ اسلام اور مسلمانوں کو جس دن سے خلفاء راشدین ﷺ دنیا سے رخصت ہوئے تھے ایسی مصیبت نہیں پہنچی تھی۔ چنانچہ قلعے، شہر اور پوری دنیا پر ایسی وحشت چھا گئی جسکو اللہ کے سوا اور کوئی نہیں جانتا اور بخدا! میں بعض لوگوں سے سنتا تھا کہ وہ یہ تمنا کرتے تھے کہ ہمارے نفس سلطان پر فدا ہو جائیں۔ اور یہ بات میں صرف مجاز اور رخصت کے طریقے سے ہی سنتا تھا مگر آج کے دن (وہ) حقیقت (بن کر نظر آرہی تھی) تھا اس لئے کہ میں نے اپنے آپکو اور اپنے علاوہ سب کو جانا کہ اگر آج فدا ہونا قبول کیا جاتا تو سب اپنے نفس کو فدا کر دیتے۔

التجوز: جوز (تفعّل) تجوّزًا [فی الکلام] مجاز بولنا، برداشت کرنا التر خص: رخص (تفعّل) ترخّصًا [فی الامر] کسی معاملہ میں رخصت پر عمل کرنا، اپنے حق میں سے جو ممکن ہو لے لینا پورا نہ لینا (ک) رُخصًا سستا ہونا، نرم ونازک ہونا۔

ثُمَّ جَلَسَ وَلَدُهُ الْمَلِکُ الْأَفْضَلُ لِلْعَزَاءِ فِی الْأَیْوَانِ الشِّمَالِیِّ وَحُفِظَ بَابُ الْقَلْعَةِ إلَّا عَنِ الْخَوَاصِّ مِنَ الْأُمَرَاءِ وَالْمُعَمَّمِیْنَ، وَکَانَ یَوْمًا عَظِیْمًا وَقَدْ شَغَلَ کُلَّ إنْسَانٍ مَا عِنْدَهُ مِنَ الْحُزْنِ وَالْأَسَفِ وَالْبُکَاءِ وَالْإسْتِغَاثَةِ مِنْ أَنْ یَنْظُرَ إلٰی غَیْرِهِ وَحَفِظَ الْمَجْلِسَ عَنْ أَنْ یُنْشَدَ فِیْهِ شَاعِرٌ أَوْ یَتَکَلَّمَ فِیْهِ فَاضِلٌ وَوَاعِظٌ . وَکَانَ أَوْلَادُهُ یَخْرُجُوْنَ مُسْتَغِیْثِیْنَ إلَی النَّاسِ فَتَکَادُ النُّفُوْسُ تَزْهَقُ لِهَوْلِ مَنْظَرِهِمْ وَدَامَ الْحَالُ عَلٰی هٰذَا إلٰی مَا بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ.

پھر سلطان کے بیٹے الملک الأفضل شمالی ایوان میں تعزیت کے لیے جلوہ افروز ہوئے، قلعے کے دروازے کو بند رکھا گیا مگر امراء اور سرداروں میں سے خاص خاص لوگوں کو اجازت تھی، یہ مصیبت کا بہت بڑا دن تھا ہر انسان کو اس کے غم، افسوس، رونے اور چلانے نے اس سے روکا تھا کہ وہ دوسرے کی جانب دیکھے۔ مجلس کسی شاعر کی شعر گوئی، کسی فاضل اور

واعظ کی لب کشائی سے محفوظ رہی۔ سلطان کے بچے جب چلاتے ہوئے لوگوں کی طرف نکلتے تو اس منظر کی ہولناکی سے نفوس ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ نماز ظہر کے بعد تک یہی حالت رہی

العزاء :عزی (س) عزاءً مصیبت پر صبر کرنا (ض) عزیًا نسبت کرنا (تفعیل) تعزیۃً تسلی دینا **المعممین**: [مفرد] المعمم سردار جس کو قوم نے مقتدیٰ مان لیا ہو **تزھق**: زھق (ف) زھوقًا روح کا جسم سے نکلنا، نیست و نابود ہونا (إفعال) إزھاقًا مغز سے پر ہونا (انفعال) انزھاقًا آگے بڑھنا، اچھلنا۔

ثُمَّ اشْتُغِلَ بِتَغْسِيْلِهٖ وَتَكْفِيْنِهٖ فَمَا أَمْكَنَنَا أَنْ نُدْخِلَ فِيْ تَجْهِيْزِهٖ مَا قِيْمَتُهٗ حَبَّةٌ وَاحِدَةٌ إِلَّا بِالْقَرْضِ حَتّٰى فِيْ ثَمَنِ التِّبْنِ الَّذِيْ بَلَّتْ بِهِ الطِّيْنُ، وَغَسَلَهُ الدَّوْلَعِيُّ الْفَقِيْهُ، وَنَهَضْتُ إِلَى الْوُقُوْفِ عَلٰى غُسْلِهٖ فَلَمْ تَكُنْ لِيْ قُوَّةٌ تَحْمِلُ ذٰلِكَ الْمَنْظَرَ وَأُخْرِجَ بَعْدَ صَلَاةِ الظُّهْرِ فِيْ تَابُوْتٍ مُسَجًّى بِثَوْبِ فُوْطٍ وَكَانَ ذٰلِكَ وَجَمِيْعُ مَا احْتَاجَ إِلَيْهِ مِنَ الثِّيَابِ فِيْ تَكْفِيْنِهٖ قَدْ أَحْضَرَهُ الْقَاضِي الْفَاضِلُ مِنْ وَجْهٍ حِلٍّ عَرَفَهٗ،

پھر سلطان کو غسل اور کفن دینے کا کام کیا جانے لگا ہمارے لئے ممکن نہ رہا تھا کہ قرض لئے بغیر ان کی تجہیز میں کوئی ایسی چیز بھی داخل کریں جسکی قیمت ایک دانے کے برابر ہی ہو یہاں تک کہ اس بڑے پیالے میں بھی قرض سے کام لینا پڑا جس سے گارے کو تر کیا تھا۔ (یہ پیالہ بھی نہ تھا) سلطان کو فقیہ دولعیؒ نے غسل دیا۔ میں نے ارادہ کیا کہ غسل کے وقت ان کے پاس کھڑا رہوں مگر اتنی طاقت نہ تھی کہ اس منظر کو برداشت کرسکوں، آپ کا جنازہ ظہر کے بعد اس تابوت میں جس کو فوط کے کپڑے سے ڈھکا تھا، نکالا گیا یہ کپڑا اور دیگر تمام کپڑے جسکی تکفین میں ضرورت پڑی قاضی الفاضل ایسے حلال طریقے سے لائے جسکو وہی پہچانتے ہیں۔

مسجی: سجو (تفعیل) تسجیۃً چادر ڈالنا، کپڑے میں لپیٹنا (ن) سجوًا، سجوًّا اسنسان ہونا، خاموش ہونا (إفعال) إسجاءً [البحر] سمندر کی موجوں میں سکون آنا۔

وَارْتَفَعَتِ الْأَصْوَاتُ عِنْدَ مُشَاهَدَتِهٖ وَعَظُمَ مِنَ الضَّجِيْجِ وَالْعَوِيْلِ مَا شَغَلَهُمْ عَنِ الصَّلَاةِ، فَصَلّٰى عَلَيْهِ النَّاسُ أَرْسَالًا، وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ أَمَّ بِالنَّاسِ الْقَاضِيْ مُحْيِي الدِّيْنِ بْنُ الزَّكِيِّ، ثُمَّ أُعِيْدَ إِلَى الدَّارِ الَّتِيْ فِي الْبُسْتَانِ وَكَانَ مُتَمَرِّضًا بِهَا، وَدُفِنَ فِي الصُّفَّةِ الْغَرْبِيَّةِ مِنْهَا، وَكَانَ نُزُوْلُهٗ فِيْ حُفْرَتِهٖ قَدَّسَ اللّٰهُ رُوْحَهٗ وَنَوَّرَ ضَرِيْحَهٗ قَرِيْبًا مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ نَزَلَ فِيْ أَثْنَاءِ النَّهَارِ وَلَدُهُ الْمَلِكُ الظَّافِرُ

وَعَزَّى النَّاسَ فِيهِ وَسَكَّنَ قُلُوبَ النَّاسِ، وَكَانَ قَدْ شَغَلَهُمُ الْبُكَاءُ عَنِ الْاِشْتِغَالِ بِالنَّهْبِ وَالْفَسَادِ فَمَا وُجِدَ قَلْبٌ إِلَّا حَزِينٌ وَلَا عَيْنٌ إِلَّا بَاكِيَةٌ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللهُ، ثُمَّ رَجَعَ النَّاسُ إِلَى بُيُوتِهِمْ أَقْبَحَ رُجُوعٍ وَلَمْ يَعُدْ أَحَدٌ مِنْهُمْ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ إِلَّا نَحْنُ، حَضَرْنَا وَقَرَأْنَا وَجَدَّدْنَا حَالًا مِنَ الْحُزْنِ.

لوگوں نے جب تابوت دیکھا تو دھاڑیں مار کر رونے لگے آہ وبکا نے انہیں نماز سے مشغول کر دیا (جنازہ بھی ایک جماعت کے ساتھ نہ پڑھا بلکہ) لوگوں نے مختلف جماعتوں کی شکل میں نماز جنازہ ادا کیا سب سے پہلے قاضی محی الدین بن ذکی نے لوگوں کی امامت کرائی، جنازے کے بعد میت باغیچے کے اندر اس مکان میں رکھی گئی جس میں سلطان نے علالت کے شب و روز بسر کئے تھے اور اس مکان کی مغربی جانب کے صفہ میں سپرد خاک کئے گئے، ان کو نماز عصر کے قریب قبر میں اتارا گیا (اللہ تعالیٰ مقدس کرے ان کی روح کو اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے) پھر ابھی دن باقی تھا کہ ان کے بیٹے الملک الظافر اترے اور لوگوں سے تعزیت کی تو ان کے دل سکون پا گئے۔ لوگوں کو آہ وبکا نے مار دھاڑ اور فساد سے روکے رکھا تھا کوئی دل ایسا نہ تھا جو غمزدہ نہ ہو کوئی آنکھ ایسی نہ تھی جو اشکبار نہ ہو الا ماشاء اللہ پھر لوگ روتے دھوتے بری حالت میں اپنے گھروں کو واپس چلے گئے، اس رات ہمارے علاوہ کوئی واپس نہیں آیا ہم آئے قرآن پڑھا اور اپنے غم کو پھر سے تازہ کیا۔

<u>ضجیج</u>: ضجّ (ض) ضَجًّا، ضجیجًا، ضجاجًا چیخنا (تفعیل) تضجیجًا جانا اور مائل ہونا <u>العویل</u>: [العویل، العَولۃ، العَول] چیخ کے ساتھ گریہ وزاری، ہر تکلیف دہ کام۔ <u>ضریحہ</u>: قبر، دور [جمع] ضرائح۔ ضرح (ف) ضرحًا قبر کھودنا، پھاڑنا (ن) ضروحًا، ضرحًا کساد بازاری ہونا (انفعال) انضراحًا پھٹنا، تعلقات کا ختم ہو جانا (إفعال) إضراحًا فاسد کرنا، دور کرنا۔

وَاشْتَغَلَ فِي ذٰلِكَ الْيَوْمِ الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ بِكِتَابَةِ الْكُتُبِ إِلَى عَمِّهِ وَإِخْوَتِهِ يُخْبِرُهُمْ بِهٰذَا الْحَادِثِ. وَفِي الْيَوْمِ الثَّانِي جَلَسَ لِلْعَزَاءِ جُلُوسًا عَامًّا وَطَلَقَ بَابَ الْقَلْعَةِ لِلْفُقَهَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَتَكَلَّمَ الْمُتَكَلِّمُونَ وَلَمْ يَنْشُدْ شَاعِرٌ ثُمَّ انْفَضَّ الْمَجْلِسُ فِي ظُهْرِ ذٰلِكَ الْيَوْمِ وَاسْتَمَرَّ الْحَالُ فِي حُضُورِ النَّاسِ بُكْرَةً وَعَشِيَّةً وَقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَالدُّعَاءِ لَهُ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ وَاشْتَغَلَ الْمَلِكُ الْأَفْضَلُ بِتَدْبِيرِ أَمْرِهِ وَمُرَاسَلَةِ إِخْوَتِهِ وَعَمِّهِ.

ثُمَّ انْقَضَتْ تِلْكَ السُّنُونَ وَأَهْلُهَا   فَكَأَنَّهَا وَكَأَنَّهُمْ أَحْلَامُ.

اس دن الملک الأفضل اپنے چچا اور بھائیوں کو اس حادثے کی اطلاع دینے کے لئے لکھنے میں مشغول ہو رہے۔ پھر دوسرے دن تعزیت کے لئے عام طریقے سے بیٹھے (ہر شخص کو تعزیت کی اجازت تھی) اور قلعے کے دروازے کو فقہاء اور علماء کیلئے کھول دیا۔ باتیں کرنے والوں نے باتیں کیں لیکن کسی شاعر نے شعر گوئی نہ کی، پھر اس دن ظہر کے وقت یہ مجلس برخاست ہوئی لوگوں کا آنا جانا، قرآن کی تلاوت اور سلطان رحمہ اللہ کے لیے دعائیں مانگنا اسی طرح جاری ساری رہا اور پھر الملک الأفضل امور مملکت سنبھالنے، اپنے بھائیوں اور چچا کو خط لکھنے میں مشغول ہوئے۔

پھر گزر گئے وہ سال اور ان کے لوگ...... گویا کہ وہ سال اور وہ لوگ خواب تھے۔

<u>أنفض</u> : نفض (إفعال) إنفاضا دور کر دینا، دوستی ختم کرا دینا (ن) نفضًا جھاڑنا، مدھم پڑنا، نفوضًا صحتیاب ہونا۔ <u>أحــلام</u>: [مفرد] حلمٌ خواب، آرزوئیں۔ حلم (ن) حُلُمًا خواب دیکھنا (ک) حِلمًا درگزر کرنا، بردبار ہونا (افتعال) احتلامًا بالغ ہونا، خواب دیکھنا (تفعیل) تحلیمًا بردبار بنانا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

عُلُوُّ الْهِمَّةِ (لعبد الرحمن بن الجوزی(۱))

مَا ابْتُلِيَ الْإِنْسَانُ قَطُّ بِأَعْظَمَ مِنْ عُلُوِّ هِمَّتِهِ، فَإِنَّ مَنْ عَلَتْ هِمَّتُهُ يَخْتَارُ الْمَعَالِيَ، وَقَدْ لَايُسَاعِدُ الزَّمَانُ، وَقَدْ تَضْعُفُ الْآلَةُ، فَيَبْقَى فِي عَذَابٍ. وَإِنِّي أُعْطِيتُ مِنْ عُلُوِّ الْهِمَّةِ طَرَفًا فَأَنَا بِهِ فِي عَذَابٍ، وَلَا أَقُولُ لَيْتَهُ لَمْ يَكُنْ فَإِنَّهُ إِنَّمَا يَحْلُو الْعَيْشُ بِقَدْرِ عَدَمِ الْعَقْلِ، وَالْعَاقِلُ لَايَخْتَارُ زِيَادَةَ اللَّذَّةِ بِنُقْصَانِ الْعَقْلِ. وَلَقَدْ رَأَيْتُ أَقْوَامًا يَصِفُونَ عُلُوَّ هِمَمِهِمْ، فَتَأَمَّلْتُهَا فَإِذَا بِهَا فِي فَنٍّ وَاحِدٍ وَلَا يُبَالُونَ بِالنَّقْصِ فِيمَا هُوَ أَهَمُّ، قَالَ الرَّضِيُّ :

وَلِكُلِّ جِسْمٍ فِي النُّحُولِ بَلِيَّةٌ وَبَلَاءُ جِسْمِي مِنْ تَفَاوُتِ هِمَّتِي

(۱) ابو الفرج عبد الرحمن بن ابو الحسن الجوزی اپنے زمانہ میں علم حدیث، تاریخ اور فن خطابت کے علامہ اور امام تھے، ابن جوزی کے نام سے مشہور ہوئے۔ آپ نے متعدد علوم میں تصنیفات لکھیں۔ آپ کی ولادت ایک قول کے مطابق تقریبا ۵۰۸ھ اور ایک قول کے مطابق ۵۱۰ھ میں ہوئی۔ ۱۲ رمضان المبارک ۵۹۷ھ کی شب جمعہ کو بغداد میں آپ دار فانی سے کوچ کر گئے (آپ نے متعدد کتب لکھیں) تاریخ میں ''کتاب المنتظم'' اپنے زمانہ کے نقد و تبصرہ میں ''تلبیس ابلیس'' اور ''صفۃ الصفوۃ''، ''سیرۃ عمر بن الخطاب'' کے علاوہ کئی نافع و مفید کتب آپکی تصنیفات میں شامل ہیں۔

فَنظَرْتُ فَإِذَا غَايَةُ أَمَلِهِ الْإِمَارَةُ.

اونچی سوچ

انسان اونچی سوچ سے زیادہ کسی اور مصیبت میں کبھی مبتلا نہیں ہوا کیونکہ جس کی ہمت بلند ہوتی ہے وہی بلند مراتب پسند کرتا ہے، کبھی زمانہ مدد نہیں کرتا (ہاتھ روک لیتا ہے) اور آلہ کمزور ہو جاتا ہے تو انسان آزمائش میں رہ جاتا ہے۔ مجھے بھی بلند ہمتی میں سے تھوڑا سا حصہ ملا ہے میں بھی اسکی وجہ سے آزمائش میں رہتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کاش کہ یہ نہ ہوتا کیونکہ بلا شبہ عقل کے کم ہونے کے بقدر زندگی مزیدار ہوتی ہے (شاید اسی سے پنجابی کا مقولہ مشہور ہے عقل نیں تے موجاں ای موجاں) اور عقلمند آدمی عقل کی کمی کے بدلے لذت کی زیادتی کو اختیار نہیں کرتا۔ میں نے بہت ساری اقوام کو دیکھا کہ وہ اپنی بلند ہمتی کی تعریفیں کرتے ہیں لیکن جب میں نے اسمیں غور کیا تو وہ صرف ایک ہی فن میں ہے اور وہ اہم کام میں نقصان کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ رضی نے کہا؛ ہر جسم کیلئے لاغری میں مصیبت ہے اور میرے جسم کی مصیبت میری ہمت کا تفاوت ہے۔ جب غور کیا تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ اس کی امید کا مقصد امارت ہے۔

<u>النحول</u>: نحل (ف،ن،ک) نُحُولًا بیماری یا تھکن سے دبلا ہونا (ف) نَحْلًا دینا، لاغر کرنا، غلط بات منسوب کرنا (إفعال) إنحالًا (تفعیل) تنحیلًا دینا، لاغر کرنا (افتعال) انتحالًا منسوب ہونا۔ <u>أملة</u>: الاصل، امید [جمع] آمال۔

وَكَانَ أَبُو مُسْلِمِ الْخُرَاسَانِيُّ فِي حَالِ شَبِيبَتِهِ لَايَكَادُ يَنَامُ ، فَقِيلَ لَهُ فِي ذٰلِكَ فَقَالَ: ذِهْنٌ صَافٍ،وَهَمٌّ بَعِيدٌ،وَنَفْسٌ تَتُوقُ إِلَى مَعَالِي الْأُمُورِ، مَعَ عَيْشٍ كَعَيْشِ الْهَمَجِ الرَّعَاعِ ،قِيلَ :فَمَاالَّذِي يُبَرِّدُ غَلِيلَكَ؟ قَالَ: الظَّفَرُ بِالْمُلْكِ. قِيلَ: فَاطْلُبْهُ،قَالَ: لَايُطْلَبُ إِلَّا بِالْأَهْوَالِ،قِيلَ: فَارْكَبِ الْأَهْوَالَ،قَالَ: الْعَقْلُ مَانِعٌ،قِيلَ: فَمَا تَصْنَعُ ؟ قَالَ: سَأَجْعَلُ مِنْ عَقْلِي جَهْلًا،وَأُحَاوِلُ بِهِ خَطَرًا لَايُنَالُ إِلَّا بِالْجَهْلِ ،وَأُدَبِّرُ بِالْعَقْلِ مَالَا يُحْفَظُ إِلَّا بِهِ،فَإِنَّ الْخُمُولَ أَخُو الْعَدَمِ.

ابو مسلم خراسانی اپنے زمانہ شباب میں سوتے نہ تھے ان سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو بتلایا "صاف ذہن ہے، دور کا ارادہ ہے اور نفس احمقوں اور گھٹیا لوگوں کی زندگی کی طرح زندگی کے ساتھ بلند امور کی طرف مشتاق ہے" ان سے پوچھا گیا کونسی چیز آپکی پیاس کو بجھائے گی؟ بتلایا حکومت پر کامیابی، ان سے کہا گیا: تو پھر طلب کریں، جواب دیا وہ مصیبتوں کے ساتھ

ہی مانگی جاتی ہے، کہا گیا: مصیبتوں پر سوار ہو جائیں، کہا: عقل مانع ہے، سوال کیا گیا پھر کیا کریں گے؟ کہا: عنقریب اپنی کچھ عقل سے جہالت بناؤں گا اور اسکے ذریعے ایسے خطرے کو حاصل کرنے کی کوشش کروں گا جو صرف جہل ہی سے حاصل ہوتا ہو اور عقل کے ذریعے ایسی تدبیر کرونگا جسکی حفاظت صرف عقل کے ذریعے ہوتی ہو اس لئے کہ کمزوری مفلسی کا بھائی ہے۔

شبیبة: شبب (ض) شبابًا، شَبِیبَۃً جوان ہونا (ن،ض) شَبِیًا، شَبابًا، شُبوبًا اکٹھے اگلی ٹانگوں کو اٹھانا، نشاط میں ہونا (تفعیل) تشبیبًا (تفعّل) تشبّبًا جوانی و کھیل کود کے زمانے کا ذکر کرنا، محاسن و اوصاف کو بیان کرنا (إفعال) إشبابًا جوان ہونا، جوان اولاد والا ہونا، اکسانا۔ تتوق: توق (تفعّل) تتوقًا شائق ہونا، آرزومند ہونا (ن) تَوْقًا، تُوُوقًا، تَوَقانًا شائق ہونا، جان دینا، جلدی کرنا۔ الهمج: بے وقوف لوگ، ناکارہ لوگ [جمع] أهماج الرعاع: کمینے و رذیل لوگ [الرّعاعة] بے عقل اور بغیر دل کا آدمی غليلک: پیاس، درختوں کے درمیان بہنے والا پانی، چھانی (جس سے چائے وغیرہ چھانتے ہیں) گوشت جو کھال پر رہ جائے [جمع] أغلال۔ الأهوال: [مفرد] الهول خوف، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۷۰ پر ہے۔ الخمول: خمل (ن) خُمولاً کمزور اور پوشیدہ ہونا (ن) خَملاً ہلاکت میں ڈالنا (إفعال) إخمالاً گمنام و بے قدر کرنا (افتعال) اختمالاً [الماشية] جانوروں کا اچھی گھاس والی زمین میں چرنا۔ العدم: فقیر محتاج، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۳ پر ہے۔

فَنَظَرْتُ إِلٰی حَالِ هٰذَا الْمِسْكِيْنِ فَإِذَا بِهٖ قَدْ ضَيَّعَ أَهَمَّ الْمُهِمَّاتِ وَهُوَ جَانِبُ الْآخِرَةِ، وَانْتَصَبَ فِيْ طَلَبِ الْوِلَايَاتِ، فَكَمْ فَتَكَ وَقَتَلَ حَتّٰی نَالَ بَعْضَ مُرَادِهٖ مِنْ لَذَّاتِ الدُّنْيَا، ثُمَّ لَمْ يَتَنَعَّمْ فِيْ ذٰلِكَ أَكْثَرَ مِنْ ثَمَانِ سِنِيْنَ، ثُمَّ اغْتِيْلَ وَنَسِيَ تَدْبِيْرَ الْعَقْلِ فَقُتِلَ وَمَضٰی إِلَی الْآخِرَةِ عَلٰی أَقْبَحِ حَالٍ. وَكَانَ الْمُتَنَبِّي يَقُوْلُ:

وَفِي النَّاسِ مَنْ يَرْضٰی بِمَيْسُوْرِ عَيْشِهٖ ... وَمَرْكُوْبُهٗ رِجْلَاهُ وَالثَّوْبُ جِلْدُهٗ

وَلٰكِنَّ قَلْبًا بَيْنَ جَنْبَيَّ مَا لَهٗ ... مَدًی يَنْتَهِيْ بِيْ فِيْ مُرَادٍ أَحُدُّهٗ

تَرٰی جِسْمَهٗ يُكْسٰی شُفُوْفًا تَرُبُّهٗ ... فَيَخْتَارُ أَنْ يُكْسٰی دُرُوْعًا تَهُدُّهٗ

فَتَأَمَّلْتُ هٰذَا الْآخِرَ فَإِذَا نَهْمَتُهٗ فِيْمَا يَتَعَلَّقُ بِالدُّنْيَا فَحَسْبُ.

چنانچہ میں نے اس مسکین کے حالات پر غور کیا تو اس کے بارے میں اچانک انکشاف ہوا کہ اس نے جانب آخرت کو جو کہ اہم المہمات ہے ضائع کر دیا اور حکومتوں کے

حاصل کرنے کیلئے کھڑا ہوگیا۔ کتنے لوگوں کو غفلت میں پکڑا اور کتنوں کو قتل کیا یہاں تک کہ دنیا کی لذتوں میں سے کچھ لذتوں کو اس نے حاصل کرلیا لیکن پھراس میں بھی آٹھ سال سے زیادہ سرخرو نہ رہا پھر پکڑا گیا اور عقل کی تدبیر کو بھول گیا، چنانچہ قتل ہوا اور بہت بری حالت میں آخرت کی جانب چل پڑا اور متنبی کہتا تھا کہ:

کچھ لوگ اس زندگی کی سہولت پر راضی ہوتے ہیں، ان کے پاؤں انکی سواری، اور ان کی جلد انکے کپڑے ہوتے ہیں۔ لیکن میرے پہلو میں ایسا دل ہے جس کی کوئی غایت نہیں کہ مجھے ایسی مراد تک پہنچادے جسکو میں متعین کرتا ہوں۔ تو اس کے جسم کو دیکھے گا کہ ایسے باریک کپڑے پہنتا ہے جو اس کی پرورش کرتے ہیں وہ ایسی زرہوں کو پہننا پسند کرتا ہے جو اس کو منہدم کردیں۔ میں نے اس آخری فقرے میں غور کیا تو میں اس کے گوہرِ مقصود تک پہنچ گیا کہ اس کو صرف اس چیز کی حاجت ہے جس کا تعلق دنیا سے ہے۔

فتک: فتک (ن، ض) فَتکًا، فُتُوکًا غفلت میں پکڑنا، قتل کرنا، دلیر ہونا (مفاعلہ) مفاتکۃً کھلم کھلا قتل کرنا (تفعّل) تفتکًا خودرائی سے کام کرنا۔ شفوفا: شف (ض) شُفوفًا، شَفِیفًا اتنا باریک ہونا کہ دوسری طرف کی چیز نظر آئے، تنگ ہونا (ن) شَفًّا، شُفُوفًا (تفعیل) تشفیفًا کمزور ہونا، دبلا کرنا (إفعال) إشفافًا فضیلت دینا، سبقت لے جانا۔ تربہ: ربب (ن) رَبًّا (تفعیل) تربیبًا (افتعال) ارتبابًا بالغ ہونے تک پرورش کرنا، درجہ بدرجہ کمال کو پہنچانا (ن) رَبًّا انتظام کرنا، مالک ہونا (إفعال) إربابًا اقامت کرنا۔ تہد: ھدد (ن) ھَدًّا، ھُدُوْدًا دھماکے سے گرانا (س، ض) ھَدًّا بڑبڑانا۔ ھَدِیدًا گرنا (تفعیل) تھدیدًا (تفعّل) تھدّدًا دھمکانا (تفاعل) تھادًّا ایک دوسرے کے پیچھے آنا۔ نہمتہ: نھم (س) نَھَمًا، نَھامۃً حریص ہونا (ف، ض) نَھْمًا، نَھْمَۃً ڈانٹنا (ض) نَھْمًا بہت کھانا، چنگھاڑنا۔

وَنَظَرْتُ إِلٰی عُلُوِّ هِمَّتِیْ فَرَأَیْتُها عَجَبًا. وَذٰلِکَ إِنِّی أَرُوْمُ مِنَ الْعِلْمِ مَا أَتَیَقَّنُ أَنِّی لَاأَصِلُ إِلَیْهِ، لِأَنَّنِی أُحِبُّ نَیْلَ کُلِّ الْعُلُوْمِ عَلَی اخْتِلَافِ فُنُوْنِها، وَأُرِیْدُ اسْتِقْصَاءَ کُلِّ فَرْدٍ. هٰذَاأَمْرٌ یَعْجِزُ الْعُمْرُعَنْ بَعْضِهٖ، فَإِنْ عَرَضَ لِیْ هِمَّةٌ فِیْ فَنٍّ قَدْ بَلَغَ مُنْتَهَاهُ رَأَیْتُهٗ نَاقِصًا فِیْ غَیْرِهٖ، فَلا أَعُدُّ هِمَّتَهٗ تَامَّةً. مِثْلُ الْمُحَدِّثِ فَاتَهُ الْفِقْهُ، وَالْفَقِیْهِ فَاتَهٗ عِلْمُ الْحَدِیْثِ. فَلاأَرٰی الرِّضٰی بِنُقْصَانٍ مِنَ الْعُلُوْمِ إِلَّا حَادِثًا عَنْ نَقْصِ الْهِمَّةِ.

میں نے اپنی بلند ہمتی کی طرف دیکھا تو وہ مجھے عجیب لگی وہ یوں کہ میں علم میں سے

وہ چاہتا ہوں جس کا مجھے یقین ہے کہ حاصل نہیں کرسکتا، اس لئے کہ میں ہر قسم کے فنون کے تمام علوم کو حاصل کرنا چاہتا ہوں اور علم کے ہر فرد کی غایت تک پہنچنا چاہتا ہوں۔ یہ ایک ایسا کام ہے کہ اس کے کچھ حصے سے بھی عمر عاجز ہے اگر میرے سامنے کوئی بلند ہمت آجائے جو کہ کسی فن کی انتہاء تک پہنچا ہوا ہو تو میں یہ دیکھتا ہوں کہ اس کے علاوہ میں وہ ناقص ہے چنانچہ میں اس کی ہمت کو ہمتِ تامہ نہیں کہتا، مثلاً: محدث ہو تو فقہ اس سے فوت ہوتی ہے۔ فقیہ ہو تو علمِ حدیث اس سے فوت ہوتا ہے۔ میں کوئی ایسا شخص نہیں دیکھتا جو علوم میں سے کسی علم کی کمی پر راضی ہو الا یہ کہ یہ اس کی کم ہمتی میں سے ہے۔

أروم: روم (ن) رَوْمًا، مَرامًا ارادہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۲۹ پر ہے۔
استقصاء: قصو (استفعال) استقصاءً انتہا تک پہنچنا (ن) قَصْوًا، قُصُوًّا (س) قَصًى دور ہونا (تفعیل) تقصیۃً تراشنا (مفاعلہ) مقاصاۃً دور کرنا۔

ثُمَّ إِنِّي أَرُوْمُ نِهَايَةَ الْعَمَلِ بِالْعِلْمِ، فَأَتُوْقُ إِلٰى وَرَعِ بِشْرٍ وَزَهَادَةِ مَعْرُوْفٍ، وَهٰذَا مَعَ مُطَالَعَةِ التَّصَانِيْفِ وَإِفَادَةِ الْخَلْقِ وَمُعَاشَرَتِهِمْ بَعِيْدٌ. ثُمَّ إِنِّي أَرُوْمُ الْغِنٰى عَنِ الْخَلْقِ، وَأَسْتَشْرِفُ الْإِفْضَالَ عَلَيْهِمْ. وَالْاِشْتِغَالُ بِالْعِلْمِ مَانِعٌ مِنَ الْكَسْبِ. وَقُبُوْلُ الْمِنَنِ مِمَّا تَأْبَاهُ الْهِمَّةُ الْعَالِيَةُ. ثُمَّ إِنِّيْ أَتُوْقُ إِلٰى طَلَبِ الْأَوْلَادِ، كَمَا أَتُوْقُ إِلٰى تَحْقِيْقِ التَّصَانِيْفِ، لِبَقَاءِ الْخَلْفَانِ نَائِبَيْنَ عَنِّي بَعْدَ التَّلَفِ وَفِيْ طَلَبِ ذٰلِكَ مَا فِيْهِ مِنْ شُغْلِ الْقَلْبِ الْمُحِبِّ لِلتَّفَرُّدِ. ثُمَّ إِنِّي أَرُوْمُ الْاِسْتِمْتَاعَ بِالْمُسْتَحْسَنَاتِ، وَفِيْ ذٰلِكَ اِمْتِنَاعٌ مِنْ جِهَةِ قِلَّةِ الْمَالِ، ثُمَّ لَوْ حَصَلَ فَرَّقَ جَمْعَ الْهِمَّةِ. وَكَذٰلِكَ أَطْلُبُ لِبَدَنِيْ مَا يُصْلِحُهُ مِنَ الْمَطَاعِمِ وَالْمَشَارِبِ، فَإِنَّهُ مُتَعَوِّدٌ لِلتَّرَفُّهِ وَاللُّطْفِ، وَفِيْ قِلَّةِ الْمَالِ مَانِعٌ، وَكُلُّ ذٰلِكَ جَمْعٌ بَيْنَ أَضْدَادٍ. فَأَيْنَ أَنَا وَمَا وَصَفْتُهُ مِنْ حَالِ مَنْ كَانَتْ غَايَةُ هِمَّتِهِ الدُّنْيَا، وَأَنَا لَا أُحِبُّ أَنْ يَخْدِشَ حُصُوْلُ شَيْءٍ مِّنَ الدُّنْيَا وَجْهَ دِيْنِيْ بِسَبَبٍ. وَلَا أَنْ يُؤَثِّرَ فِيْ عِلْمِيْ وَلَا فِيْ عَمَلِيْ.

پھر میں اپنے علم پر انتہائی درجہ کے عمل کا خواہاں ہوں (ابونصر) بشر (بن حارث) کے تقوی اور (ابو محفوظ) معروف (بن فیروز کرخی) کے زُہد کا مشتاق ہوں، لیکن انکا حصول تصانیف کے مطالعہ، مخلوقِ خدا کو فائدہ پہنچانے اور ان کے ساتھ حسنِ معاشرت کرنے کے ساتھ ساتھ بہت دور کی بات ہے (بہت مشکل ہے) پھر میں مخلوق سے استغناء کا خواہشمند

ہوں اوران پر فضل کرنے کو دیکھتا ہوں۔علم میں مشغول ہونا کسب سے مانع ہے اور احسان کے قبول کرنے کو بلند ہمتی انکار کرتی ہے۔ پھر مجھے تصانیف کی تحقیق کی طرح اولاد مانگنے کا بھی شوق ہے، تاکہ میرے مرنے کے بعد دونوں خلف میرے نائب ہوں لیکن اس میں یکسوئی کو چاہنے والے دل کو مشغول کرنا پڑتا ہے۔ میں حسین عورتوں سے استمتاع کا خواہشمند ہوں لیکن قلتِ مال کی جہت اس سے روکتی ہے پھر اگر مال حاصل بھی ہو جائے تو جمع کردہ ہمت اسے تقسیم کر دیتی ہے۔اسی طرح میں اپنے بدن کے لئے ان کھانے پینے کی چیزوں کا طلبگار رہوں جو اس کی اصلاح کریں کیونکہ وہ عیش وعشرت اور لطافت کا عادی ہے اور مال کی قلت اس سے مانع ہے۔ یہ تمام کی تمام چیزیں ایسی ہیں جیسے دو متضاد چیزوں کو جمع کرنا۔ کہاں میں اور کہاں یہ صفات جو میں نے اس شخص کی بیان کی ہیں جس کی ہمت کی انتہا صرف دنیا ہے۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا کہ میرا دنیا کا حاصل کرنا میرے کسی دینی جانب کے سبب کو مخدوش کر دے اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ میرے علم وعمل کی جہت پر اثر انداز ہو۔

<u>استشرف</u> : شرف (استفعال) استشرافاً عیوب سے سالم رہنے کیلئے دیکھ بھال کرنا، سیدھا کھڑا ہونا (ن) شَرَفاً عزت ومرتبہ میں غالب ہونا، کنگرہ بنانا (ک) شَرَافَةً، شَرَفاً دین یا دنیا میں بلند مرتبہ ہونا (تفعیل) تشریفاً تعظیم کرنا (إفعال) إشرافاً بلند ہونا، جھانکنا۔ <u>المنن</u>: احسانات [مفرد] المِنَّة۔ <u>الخلفان</u>: [مفرد] الخَلَف ولد یا ولد صالح، بدلہ۔ <u>الترفة</u>: نعمت وآسائش، خوش ذائقہ کھانا۔ ترف (س) تَرَفاً (تفعّل) تَرَّفاً خوشحال ہونا (إفعال) إترافاً (تفعیل) تتریفاً سرکش بنا دینا (استفعال) استترافاً سرکشی کرنا، تکبر کرنا۔ <u>یخدش</u>: خدش (ض) خَدْشاً (تفعیل) تخدیشاً عیب لگانا، خراش لگانا۔

فَوَا قَلَقِي مِنْ طَلَبِ قِيَامِ اللَّيْلِ. وَتَحْقِيقِ الْوَرَعِ مَعَ إِعَادَةِ الْعِلْمِ. وَشُغْلِ الْقَلْبِ بِالتَّصَانِيفِ. وَتَحْصِيلِ مَا يُلَائِمُ الْبَدَنَ مِنَ الْمَطَاعِمِ . وَوَاأَسَفِي عَلٰى مَايَفُوتُنِي مِنَ الْمُنَاجَاةِ فِي الْخَلْوَةِ مَعَ مُلَاقَاةِ النَّاسِ وَتَعْلِيمِهِمْ. وَيَا كَدَرَ الْوَرَعِ مَعَ طَلَبِ مَا لَابُدَّ مِنْهُ لِلْعَائِلَةِ غَيْرَ أَنِّيْ قَدِ اسْتَسْلَمْتُ لِتَعْذِيبِي ، وَلَعَلَّ تَهْذِيبِي فِي تَعْذِيبِي ،لِأَنَّ عُلْيَانَ الْهِمَّةِ تَطْلُبُ الْمَعَالِيَ الْمُقَرِّبَةَ إِلَى الْحَقِّ عَزَّ وَجَلَّ. وَرُبَمَا كَانَتِ الْخَيْرَةُ فِي الطَّلَبِ دَلِيْلًا إِلَى الْمَقْصُودِ . وَهَا أَنَا أَحْفَظُ أَنْفَاسِي مِنْ أَنْ يَضِيعَ مِنْهَا نَفَسٌ فِي غَيْرِ فَائِدَةٍ ،وَأَنْ بَلَغَ هَمِّي مُرَادَهُ ،وَإِلَّا فَنِيَّةُ الْمُؤْمِنِ أَبْلَغُ مِنْ عَمَلِه.

ہائے! میرا تہجد کی طلب کے لئے مضطرب ہونا، علم کے اعادہ کے ساتھ ساتھ تقوی کا لازم کرنا، دل کا تصانیف میں مشغول ہونا، کھانے پینے کی ان اشیاء کا حاصل ہونا جو بدن کے موافق ہوں۔ ہائے افسوس! لوگوں کے ساتھ میل جول، ان کو سکھلانے اور تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ میری خلوت میں مناجات کے فوت ہونے پر، ہائے افسوس! اہل و عیال کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے میرے تقوی کا مکدر ہونا لیکن میں نے اپنے آپ کو تعذیب کے سپرد کر دیا شاید کہ میرے معذَّب ہونے ہی میں میری تہذیب ہے۔ اس لئے کہ بلند ہمتی اللہ تعالیٰ کی قربت کے بلند مراتب کو چاہتی ہے۔ بسا اوقات طلب میں بہتری کا ہونا مقصود کی طرف دلیل ہوتی ہے۔ اور سن لو! میں تو ایک ایک سانس کی بے فائدہ ضائع ہونے سے حفاظت کرتا ہوں اور اس کی بھی حفاظت کرتا ہوں کہ میری ہمت مراد کو پہنچ جائے ورنہ مومن کی نیت اس کے عمل سے زیادہ پہنچنے والی ہے۔

<u>کدر</u>: کدر (ن، ک، س) کَدَرًا، کَدَارۃً، کُدُوْرًا میلا ہونا، گدلا ہونا، تلخ ہونا

☆☆☆☆☆☆☆

سَيِّدُ التَّابِعِيْنَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ (لابن خلکان(1))

کَانَ سَعِيْدٌ سَيِّدَ التَّابِعِيْنَ، مِنَ الطِّرَازِ الْأَوَّلِ جَمَعَ بَيْنَ الْحَدِيْثِ وَالْفِقْهِ وَالزُّهْدِ وَالْعِبَادَةِ وَالْوَرْعِ سَمِعَ سَعْدَبْنَ أَبِيْ وَقَاصٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا

تابعین کے سردار سعید بن المسیبؒ

حضرت سعیدؒ عمدہ اولین میں سے تابعین کے سردار تھے وہ حدیث، فقہ، زہد، عبادت اور تقویٰ کے جامع تھے انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے سماعتِ حدیث فرمائی۔

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا لِرَجُلٍ سَأَلَهُ عَنْ مَسْأَلَةٍ : إِئْتِ

(1) ان کا نام أحمد الأربلی لقب شمس الدین ہے لیکن مشہور ابن خلکان کے نام سے ہیں ۶۰۸ ھ میں پیدا ہوئے آپ ایک امام، عالم، فقیہ، ادیب، شاعر، تصنیف میں ماہر اور باکمال، علم ادب اور تالیف میں یکتائے روزگار تھے، دمشق کے منصب قضاء پر دو مرتبہ فائز ہوئے اور معزول ہو کر قاہرہ تشریف لے آئے اور وہاں تقریبا سات سال تک افتاء، وتدریس کا کام جاری رکھا پھر دمشق کے عہدہ قضاء پر دوبارہ واپس لایا گیا تو لوگ انکی واپسی پر بہت خوش ہوئے۔ انکی کتاب "وفیات الأعیان" انداز تحریر، بے پایاں مواد، کثرت فوائد، عمدگی عبارت، معتدلانہ مزاج، مبالغہ آرائی سے پرہیز اور لوگوں کو اپنے طبقات میں رکھنے کی وجہ سے (الغرض ہر دو فن جسکی وجہ سے علماء کسی کو عمدہ اور فائق قرار دیتے ہیں) علماء تاریخ اور اشراقین نے پسند کیا اور انکی توجہات [illegible] اس پسندیدگی کا سبب [illegible] اور وسعت معلومات تھیں ۶۸۱ ھ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملے۔

ذاکَ فَسَلْهُ. یَعْنِیْ سَعِیْدًا، ثُمَّ ارْجِعْ إِلَیَّ فَأَخْبِرْنِیْ، فَفَعَلَ ذٰلِکَ وَأَخْبَرَهُ، فَقَالَ: أَلَمْ أُخْبِرْکُمْ أَنَّهُ أَحَدُ الْعُلَمَاءِ، وَقَالَ أَیْضًا فِیْ حَقِّهِ لِأَصْحَابِهِ: لَوْ رَأٰی هٰذَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ لَسَرَّهُ، وَکَانَ قَدْ لَقِیَ جَمَاعَةً مِنَ الصَّحَابَةِ ؓ وَسَمِعَ مِنْهُمْ، وَدَخَلَ عَلٰی أَزْوَاجِ النَّبِیِّ ﷺ. وَأَخَذَ عَنْهُنَّ، وَأَکْثَرُ رِوَایَتِهِ الْمُسْنَدُ عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ ؓ، وَ کَانَ زَوْجَ اِبْنَتِهِ، وَسُئِلَ الزُّهْرِیُّ وَمَکْحُوْلٌ: مَنْ أَفْقَهُ مَنْ أَدْرَکْتُمَا؟ فَقَالَا: سَعِیْدُ بْنُ الْمُسَیَّبِ،

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک آدمی کو جس نے ان سے ایک مسئلہ دریافت کیا فرمایا کہ سعید کے پاس جاکر ان سے پوچھو، دوبارہ میرے پاس آؤ اور مجھے بھی بتلاؤ، اس نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو بتایا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں نے تمہیں نہیں بتایا تھا کہ وہ بھی علماء میں سے ایک ہیں پھر اپنے ساتھیوں سے ان کے بارے میں مزید فرمایا: اگر رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھتے تو وہ خوش ہوتے، انہوں نے صحابہ کرام ؓ میں سے ایک کثیر تعداد سے ملاقات کا شرف حاصل کیا اور ان سے سماعت حدیث کی اور آپ ﷺ کی ازواج مطہرات کی خدمت میں حاضری کی سعادت بھی حاصل کی اور ان سے اکتساب حدیث فرمایا انکی روایات میں سے اکثر وہ ہیں جنکی سند حضرت ابوہریرۃ ؓ سے جا ملتی ہے، اور سعید بن مسیبؒ ان کے داماد بھی تھے۔ امام زہریؒ اور مکحولؒ سے پوچھا گیا آپ نے اب تک جن لوگوں کو دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ فقیہ کون تھا؟ تو وہ دونوں فرمانے لگے: سعید بن المسیب۔

وَرُوِیَ أَنَّهُ قَالَ: حَجَجْتُ أَرْبَعِیْنَ حَجَّةً، وَعَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: مَافَاتَتْنِیْ التَّکْبِیْرَةُ الْأُوْلٰی مُنْذُ خَمْسِیْنَ سَنَةً، وَمَا نَظَرْتُ إِلٰی قَفَا رَجُلٍ فِی الصَّلَاةِ مُنْذُ خَمْسِیْنَ سَنَةٍ لِمُحَافَظَتِهِ عَلَی الصَّفِّ الْأَوَّلِ، وَقِیْلَ: إِنَّهُ صَلَّی الصُّبْحَ بِوُضُوْءِ الْعِشَاءِ خَمْسِیْنَ سَنَةً وَکَانَ یَقُوْلُ: مَاأَعَزَّتِ الْعِبَادُ نَفْسَهَا بِمِثْلِ طَاعَةِ اللهِ وَلَا أَهَانَتْ نَفْسَهَا بِمِثْلِ مَعْصِیَةِ اللهِ. وَدُعِیَ إِلٰی نَیِّفٍ وَثَلَاثِیْنَ أَلْفًا لِیَأْخُذَ هَا فَقَالَ: لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْهَا، وَلَا فِیْ بَنِیْ مَرْوَانَ، حَتّٰی أَلْقَی اللهَ فَیَحْکُمُ بَیْنِیْ وَبَیْنَهُمْ.

یہ بھی مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے چالیس حج کیے ہیں اور انہی سے یہ بھی مروی ہے فرمایا پچاس سال ہوگئے ہیں میری تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی، اور پچاس سال ہوگئے ہیں میں نے کسی شخص کی گدی کی طرف نماز میں نہیں دیکھا کیونکہ پابندی سے صف

اول کی محافظت فرماتے تھے۔ انکے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے فجر کی نماز پچاس برس تک عشاء کے وضو سے ادا کی ہے۔ وہ فرماتے تھے بندے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کے علاوہ اپنے نفس کو کسی اور چیز کے ذریعہ عزت نہیں دے سکتے اور اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی کے علاوہ اپنے نفس کو کسی اور چیز سے ذلیل نہیں کر سکتے۔ انہیں تیس ہزار سے زائد کی طرف بلایا گیا تاکہ وہ لے لیں لیکن انہوں نے فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت ہے اور نہ بنومروان میں مجھے کوئی حاجت وضرورت ہے یہاں تک کہ میں اللہ تعالیٰ سے ملوں اور وہ میرے اور انکے درمیان فیصلہ کرے۔

نیف: [نون کے فتحہ، یا کی تشدید یا تخفیف کے ساتھ] دس اور دس سے زائد۔ دس بیس، تیس جیسی دہائیوں سے جتنی زیادتی ہو اس کو نیف کہتے ہیں، یہاں تک کہ دوسری دہائی آئے اور لفظ نیف کا استعمال انہی جیسی دہائیوں سے زیادتی کے لئے ہوتا ہے، فضل واحسان۔
نوف (ن) نَوْفًا بلند ہونا، نمایاں ہونا، (إفعال) إنافۃً نمایاں ہونا، طویل ہونا، بلند ہونا۔

وَقَالَ أَبُوْ وَدَاعَةَ : كُنْتُ أُجَالِسُ سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ فَفَقَدَ نِيْ أَيَّامًا، فَلَمَّا جِئْتُهُ قَالَ : أَيْنَ كُنْتَ؟ قُلْتُ : تُوُفِّيَتْ أَهْلِيْ فَاشْتَغَلْتُ بِهَا ، فَقَالَ : هَلَّا أَخْبَرْتَنَا فَشَهِدْنَا هَا؟ قَالَ: ثُمَّ أَرَدْتُّ أَنْ أَقُوْمَ فَقَالَ: هَلَّا أَحْدَثْتَ اِمْرَأَةً غَيْرَهَا ؟ فَقُلْتُ: يَرْحَمُكَ اللهُ وَمَنْ يُزَوِّجُنِيْ وَمَا أَمْلِكُ إِلَّا دِرْهَمَيْنِ أَوْ ثَلَاثَةً ؟ فَقَالَ: إِنْ أَنَا فَعَلْتُ تَفْعَلُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ ثُمَّ حَمِدَ اللهَ تَعَالٰى وَصَلّٰى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ وَزَوَّجَنِيْ عَلٰى دِرْهَمَيْنِ أَوْ قَالَ عَلٰى ثَلَاثَةٍ، قَالَ : فَقُمْتُ وَمَا أَدْرِيْ مَا أَصْنَعُ مِنَ الْفَرَحِ، فَصِرْتُ إِلٰى مَنْزِلِيْ، وَجَعَلْتُ أَتَفَكَّرُ مِمَّنْ آخُذُ وَأَسْتَدِيْنُ، وَصَلَّيْتُ الْمَغْرِبَ، وَكُنْتُ صَائِمًا، فَقَدَّمْتُ عَشَائِيَ لِأُفْطِرَ، وَكَانَ خُبْزًا وَزَيْتًا، وَإِذَا بِالْبَابِ يُقْرَعُ، فَقُلْتُ: مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: سَعِيْدٌ. فَفَكَّرْتُ فِيْ كُلِّ إِنْسَانٍ اِسْمُهٗ سَعِيْدٌ إِلَّا سَعِيْدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ، فَإِنَّهٗ لَمْ يُرَ مُنْذُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً إِلَّا مَا بَيْنَ بَيْتِهٖ وَالْمَسْجِدِ فَقُمْتُ وَخَرَجْتُ، وَإِذَا بِسَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ ،

ابووداعہ فرماتے ہیں کہ میں سعید بن المسیب کیساتھ بیٹھا کرتا تھا انہوں نے مجھے کچھ دن غائب پایا۔ جب میں ان کے پاس آیا تو پوچھنے لگے: تم کہاں تھے؟ میں نے بتلایا کہ میری بیوی کا انتقال ہو گیا تھا، میں اس میں مشغول تھا فرمانے لگے: ہمیں کیوں نہیں خبر دی؟ ہم بھی انکے جنازہ میں حاضر ہو جاتے۔ ابووداعہ کہتے ہیں میں نے ارادہ کیا کہ میں اٹھوں تو

پوچھنے لگے کیا تم نے اس کے علاوہ کوئی اور عورت ڈھونڈھی ہے؟ میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے کون مجھ سے شادی کریگا؟ میں تو دو یا تین دراہم کا بھی مالک نہیں ہوں، فرمانے لگے اگر میں یہ کرلوں تو کیا تم تیار ہو؟ میں نے کہا: کیوں نہیں، پھر انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور آپ ﷺ پر درود بھیجا اور دو یا تین دراہم (راوی کو شک ہے کہ انہوں نے کتنے بتلائے) مہر پر میری شادی کرادی، چنانچہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور مجھے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں خوشی میں کیا کروں۔ میں اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور سوچنے لگا کس کو پکڑوں کہ اس سے قرض لوں۔ میں نے مغرب کی نماز پڑھی، چونکہ روزہ رکھا ہوا تھا اس لیے شام کا کھانا جو کہ زیتون کے تیل اور روٹی پر مشتمل تھا لایا گیا تاکہ میں افطاری کرلوں۔ اچانک دروازہ کھٹکھٹایا گیا میں نے پوچھا، کون؟ جواب دیا: سعید! میں نے ہر اس آدمی کے بارے میں سوچا جس کا نام سعید تھا سوائے سعید بن المسیب کے، کیونکہ وہ عرصہ چالیس سال سے اپنے گھر اور مسجد کے علاوہ کہیں بھی نہیں دیکھے گئے تھے بہر حال میں کھڑا ہوا اور باہر نکلا تو سامنے سعید بن المسیب کھڑے تھے۔

فَظَنَنْتُ أَنَّهُ قَدْ بَدَالَهُ، فَقُلْتُ: يَاأَبَامُحَمَّدٍ. هَلَّا أَرْسَلْتَ إِلَيَّ فَآتِيَكَ؟ قَالَ: لا أَنْتَ أَحَقُّ أَنْ تُؤْتَى، قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي؟ قَالَ: رَأَيْتُكَ رَجُلًا عَزَبًا قَدْ تَزَوَّجْتَ فَكَرِهْتُ أَنْ تَبِيتَ اللَّيْلَةَ وَحْدَكَ، وَهَذِهِ امْرَأَتُكَ، فَإِذَا هِيَ قَائِمَةٌ خَلْفَهُ فِي طُوْلِهِ ثُمَّ دَفَعَهَا فِي الْبَابِ وَرَدَّ الْبَابَ. فَسَقَطَتِ الْمَرْأَةُ مِنَ الْحَيَاءِ، فَاسْتَوْثَقْتُ مِنَ الْبَابِ، ثُمَّ صَعِدْتُ إِلَى السَّطْحِ. فَنَادَيْتُ الْجِيْرَانَ، فَجَاءُوْنِي، وَقَالُوْا، مَاشَأْنُكَ؟ فَقُلْتُ: زَوَّجَنِي سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ الْيَوْمَ اِبْنَتَهُ وَقَدْ جَاءَ بِهَا عَلَى غَفْلَةٍ، وَهَا هِيَ فِي الدَّارِ، فَنَزَلُوْا إِلَيْهَا، وَبَلَغَ أُمِّي فَجَاءَتْ وَقَالَتْ: وَجْهِي مِنْ وَجْهِكَ حَرَامٌ إِنْ مَسَسْتَهَا قَبْلَ أَنْ أُصْلِحَهَا ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ، فَأَقَمْتُ ثَلَاثًا ثُمَّ دَخَلْتُ بِهَا، فَإِذَا هِيَ مِنْ أَجْمَلِ النَّاسِ وَأَحْفَظِهِمْ لِكِتَابِ اللهِ تَعَالَى، وَأَعْلَمِهِمْ بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَأَعْرَفِهِمْ بِحَقِّ الزَّوْجِ، قَالَ: فَمَكَثْتُ شَهْرًا لَايَأْتِيْنِي وَلَا اٰتِيْهِ. ثُمَّ أَتَيْتُهُ بَعْدَ شَهْرٍ وَهُوَ فِي حَلْقَتِهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ عَلَيَّ وَلَمْ يُكَلِّمْنِي حَتَّى انْفَضَّ مَنْ فِي الْمَسْجِدِ، فَلَمَّا لَمْ يَبْقَ غَيْرِي، قَالَ: مَاحَالُ ذٰلِكَ الْإِنْسَانِ؟ قُلْتُ: هُوَ عَلَى مَا مَا يُحِبُّ الصَّدِيْقُ وَيَكْرَهُ الْعَدُوُّ، قَالَ: إِنْ رَابَكَ شَيْءٌ فَالْعَصَا، فَانْصَرَفْتُ إِلَى مَنْزِلِي، وَكَانَتْ بِنْتُ سَعِيْدٍ

الْمَذْكُورَةُ خَطَبَهَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ مَرْوَانَ لِابْنِهِ الْوَلِيدِ حِينَ وَلَّاهُ الْعَهْدَ ،فَأَبٰى سَعِيدٌ أَنْ يُزَوِّجَهُ ، فَلَمْ يَزَلْ عَبْدُ الْمَلِكِ يَحْتَالُ عَلٰى سَعِيدٍ حَتّٰى ضَرَبَهُ فِي يَوْمٍ بَارِدٍ،وَصَبَّ عَلَيْهِ الْمَاءَ،

ان کو دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ شاید ان کیلئے کوئی دوسرا معاملہ ظاہر ہو گیا ہے (انہوں نے اپنا ارادہ تبدیل کر لیا ہے) میں نے کہا: اے ابو محمد آپ نے میری طرف پیغام کیوں نہیں بھیجا میں حاضر ہو جاتا فرمانے لگے نہیں نہیں آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ آپکے پاس آیا جائے، میں نے عرض کیا آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ (کیا کہتے ہیں) فرمانے لگے میں آپکو ایک ایسا آدمی دیکھتا ہوں جسکی بیوی نہیں ہے اور جبکہ آپ کا نکاح ہو چکا ہے تو مجھے یہ بات ناپسند لگی کہ آپ اکیلے رات گزاریں، یہ آپکی بیوی ہے، اچانک وہ آپ کے پیچھے لمبائی میں کھڑی تھی پھر آپ نے اسے دروازے سے اندر دھکیل دیا اور دروازہ بند کر دیا وہ عورت شرم وحیا کی وجہ سے زمین پر گر گئی اور دروازے سے چمٹ گئی۔ میں چھت پر چڑھ گیا اور پڑوسیوں کو پکارنے لگا، وہ میرے پاس آئے تو کہنے لگے تجھے کیا ہو گیا ہے؟ میں نے کہا سعید بن المسیب نے آج میری شادی اپنی بیٹی سے کی ہے اور وہ اسے خاموشی سے لے آئے ہیں، آگاہ ہو جاؤ وہ گھر میں ہے، یہ سن کر وہ اس کی طرف اتر آئے (اسکے پاس آ گئے) یہ خبر میری والدہ کو پہنچی، وہ بھی آ گئیں اور کہنے لگیں میرا چہرہ تجھ پر حرام ہوا اگر تم نے اسے تین دن سے پہلے چھوا تا کہ میں اسے پرکھ لوں۔ میں تین دن ٹھہرا رہا پھر میں اس کے پاس گیا تو میں نے اسے لوگوں میں سے خوبصورت ترین، قرآن مجید سب سے زیادہ یاد کرنیوالی، سنت رسول ﷺ کی سب سے زیادہ عالمہ اور شوہر کے حق کو سب سے زیادہ پہچاننے والی پایا۔ سعید بن المسیب ایک مہینہ تک میرے پاس نہیں آئے اور میں بھی ان کے پاس نہیں گیا۔ پھر میں ایک مہینہ کے بعد جبکہ وہ اپنے حلقہ میں تھے، میں حاضر ہوا ان کو سلام کیا انہوں نے مجھے جواب دیا اور مجھ سے اس وقت تک کوئی بات نہیں کی، جب تک کہ سب لوگ مسجد سے نکل نہ گئے، جب میرے علاوہ کوئی بھی باقی نہ رہا تو مجھ سے پوچھا اس انسان کا کیا حال ہے؟ میں نے بتلایا وہ اس حال پر ہے جس کو دوست پسند کرتا ہے اور دشمن ناپسند کرتا ہے، انہوں نے کہا اگر تم اس سے کوئی ناپسند معاملہ دیکھو تو پھر ڈنڈا استعمال کرنا۔ میں اپنے گھر واپس آ گیا۔ یہ سعید کی وہ بیٹی تھی جس کی منگنی کا پیغام عبدالملک بن مروان نے اپنے بیٹے ولید کے لئے اس وقت دیا جب اسے ولی عہد بنایا گیا تھا، سعید نے اس سے شادی کرانے سے انکار کر دیا تھا تو عبدالملک

نے سعید کو ظلم کا نشانہ بنانا شروع کر دیا یہاں تک کہ اسے انتہائی ٹھنڈے اور یخ دن میں بھی مارا جاتا اور اس پر پانی بہایا جاتا۔

عــزبـا: وہ مرد یا عورت جسکا زوج نہ ہو، مذکر کیلئے عَزَب، مونث کے لئے عَزَبَۃ [جمع] عُزّاب، أعزاب۔ عزب (ن) عُزبۃً، عُزوبۃً مجرد رہنا (ن، ض) عُزوبًا دور ہونا، ویران ہونا (تفعّل) تعزبًا مجرد رہنے کے بعد گھر بسانا۔ أنــفـض: نفض (إفعال) إنفاضًا دور کر دینا، دوستی ختم کرا دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۳۲ پر ہے۔ راب: ریب (ض) ریبًا کسی سے کوئی ناپسند بات دیکھنا، شک یا تہمت میں ڈالنا۔

قَـالَ يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ : كَتَبَ هِشَامُ بْنُ إسْمَاعِيْلَ وَالِي الْمَدِيْنَةِ إلٰى عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ: إنَّ أَهْلَ الْمَدِيْنَةِ أَطْبَقُوْا عَلَى الْبَيْعَةِ لِلْوَلِيْدِ وَسُلَيْمَانَ إلَّا سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ، فَكَتَبَ أَنْ أَعْرِضْهُ عَلَى السَّيْفِ ، فَإِنْ مَضٰى فَاجْلِدْهُ خَمْسِيْنَ جَلْدَةً وَطُفْ بِهِ أَسْوَاقَ الْمَدِيْنَةِ ، فَلَمَّا قَدِمَ الْكِتَابُ عَلَى الْوَالِيْ دَخَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ يَسَارٍ، وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَسَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللهِ عَلٰى سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَقَالُوْا: جِئْنَاكَ فِيْ أَمْرٍ، قَدْ قَدِمَ كِتَابُ عَبْدِ الْمَلِكِ إنْ لَمْ تُبَايِعْ ضُرِبَتْ عُنُقُكَ ، وَنَحْنُ نَعْرِضُ عَلَيْكَ خِصَالًا ثَلٰثًا ، فَأَعْطِنَا إحْدَاهُنَّ ، فَإِنَّ الْوَالِيَ قَدْ قَبِلَ مِنْكَ أَنْ يُقْرَأَ عَلَيْكَ الْكِتَابُ ، فَلَا تَقُلْ لَا وَلَا نَعَمْ ، قَالَ : يَقُوْلُ النَّاسُ : بَايَعَ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ ، مَا أَنَا بِفَاعِلٍ ، وَكَانَ إذَا قَالَ لَا لَمْ يَسْتَطِيْعُوْا أَنْ يَقُوْلُوْا نَعَمْ ، قَالُوْا: فَتَجْلِسُ فِيْ بَيْتِكَ وَلَا تَخْرُجُ إلَى الصَّلَاةِ أَيَّامًا ، فَإِنَّهُ يَقْبَلُ إذَا طَلَبَكَ مِنْ مَجْلِسِكَ فَلَمْ يَجِدْكَ ، قَالَ: فَأَنَا أَسْمَعُ الْأَذَانَ فَوْقَ أُذُنِيْ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ ، مَا أَنَا بِفَاعِلٍ ، قَالُوْا: فَانْتَقِلْ مِنْ مَجْلِسِكَ إلٰى غَيْرِهِ فَإِنَّهُ يُرْسِلُ إلٰى مَجْلِسِكَ. فَإِنْ لَمْ يَجِدْكَ أَمْسَكَ عَنْكَ ، قَالَ: أَفَرَقًا مِنْ مَخْلُوْقٍ ؟ مَا أَنَا بِمُتَقَدِّمٍ شِبْرًا وَلَا مُتَأَخِّرٍ.

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں ہشام بن اسماعیل مدینہ کے گورنر نے عبدالملک بن مروان کی طرف لکھا کہ تمام اہلِ مدینہ سوائے سعید بن المسیب کے ولید اور سلمان کی بیعت پر متفق ہو گئے ہیں تو انہوں نے جواباً لکھا کہ اسے تلوار پر پیش کرو (ڈراؤ دھمکاؤ) اگر اپنے موقف سے نہ ہٹے تو اسے پچاس کوڑے مارو اور مدینہ کے بازاروں میں گھماؤ، جب خط گورنر کے پاس پہنچا تو سلمان بن یسارؒ (۱)، عروہ بن زبیرؒ (۲) اور سالم بن عبداللہؒ (۳) متعلقہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

سعید بن المسیبؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: ہم آپکے پاس ایک کام کے سلسلے میں آئے ہیں (اور وہ یہ ہے کہ) عبد الملک بن مروان کا خط پہنچ چکا ہے کہ اگر آپ نے بیعت نہ کی تو آپکی گردن اڑا دی جائے گی، ہم آپ پر تین باتیں پیش کرتے ہیں آپ ان میں سے ایک کو اختیار کرلیں۔ (ایک) گورنر اس پر راضی ہوگیا ہے کہ آپ کے سامنے جب (بیعت کے متعلق) خط پڑھا جائے تو آپ خاموش رہیں یعنی نہ ہاں کریں اور نہ، نہ کریں۔ آپنے فرمایا کہ لوگ کہیں گے کہ سعید بن المسیب نے بیعت کرلی اور میں یہ کرنے والا نہیں ہوں اور وہ ایسے تھے کہ جب وہ ایک دفعہ ''نہ'' کردیں تو سارے لوگ اسکی ہمت نہیں رکھتے تھے کہ ''نعم'' کہدیں (یعنی یوں کہدیں نہیں نہیں ایسا نہ کہیں بلکہ ہاں کہدیں) پھر انہوں نے کہا (دوسری) آپ اپنے گھر میں بیٹھے رہیں اور کچھ دن نماز کے لئے باہر نہ نکلیں کیونکہ وہ اس پر بھی رضامند ہے کہ آپکو آپکی مجلس سے طلب کریگا جب آپ کو نہیں پائے گا تو کچھ بھی تعرض نہیں کریگا، وہ کہنے لگے میں اپنے کانوں سے حی علی الصلوٰۃ، حی علی الصلوٰۃ کی اذان سنوں اور کانوں کے اوپر سے گزار دوں، یہ بھی میرے لئے ممکن نہیں ہے، وہ کہنے لگے (تیسری) آپ اپنی مجلس بدل لیں کیونکہ گورنر آپ کی اسی مجلس کی طرف قاصد بھیجے گا، قاصد (آئے گا) آپ کو یہاں نہیں پائیگا تب بھی گورنر آپکے معاملے میں ٹھہر جائیگا۔ آپ نے فرمایا کیا مخلوق کے ڈر سے؟ مخلوق کے ڈر سے تو میں ایک بالشت آگے جانے والا ہوں اور نہ ہی پیچھے ہٹنے والا ہوں۔

<u>فرقًا</u>: گھبراہٹ، مانگ، صبح یا ابتداءِ صبح، دو دانتوں کا فاصلہ [جمع] أفراق، أفرُق۔

<u>شبرًا</u>: بالشت، عمر [جمع] أشبار۔ شبر (ن،ض) شَبرًا بالشت سے ناپنا (تفعیل) تشبیرًا اندازہ کرنا، تعظیم کرنا۔

---

(۱) انکی کنیت ابوایوب نام نامی سلیمان بن یسار ہے آپ آنحضرت ﷺ کی زوجہ مطہرہ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام، عطاء بن یسار کے بھائی نیز مدینہ منورہ کے فقہاء سبعہ میں سے ایک ہیں، آپ ایک ثقہ، عابد، متقی عالم اور حجت تھے۔ حضرت ابن عباس، حضرت ابوھریرہ اور ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنھم اجمعین سے روایات کرتے ہیں اور آپ سے امام زھریؒ اور اکابر کی ایک جماعت روایت کرتی ہے۔ آپکی وفات ۱۰۸ھ میں ہوئی۔

(۲) عروہ بن زبیر بن العوام مدینہ کے فقہاء میں سے ایک فقیہ ہیں، اپنی خالہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے انکو سماعت (حدیث) حاصل ہے اور ان سے روایت کرنے والوں میں ابن شھاب زہری جیسے محدثین شامل ہیں انکی ولادت ۲۲ھ میں اور وفات ۹۳ھ میں ہوئی عبد الملک کہا کرتے تھے! جسکو یہ اچھا لگتا ہو کہ وہ کسی جنتی کو دیکھے اسکو چاہیے کہ عروہ بن زبیر کو دیکھ لے

(۳) سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب بھی مدینہ منورہ کے فقہاء میں سے ایک ہیں اور معظم تابعین اور ثقہ علماء میں سے ہیں آپ اپنے والد اور دوسرے حضرات صحابہ ؓ سے روایت کرتے ہیں اور آپ سے روایت کرنے والوں میں سے امام زہریؒ اور حضرت نافعؒ قابل ذکر ہیں۔ آپ کی وفات ذی الحجہ کے آخر ۱۰۶ھ میں ہوئی۔

فَخَرَجُوْا وَخَرَجَ إِلٰى صَلَاةِ الظُّهْرِ ، فَجَلَسَ فِيْ مَجْلِسِهِ الَّذِيْ كَانَ يَجْلِسُ فِيْهِ ، فَلَمَّا صَلَّى الْوَالِي بَعَثَ إِلَيْهِ ، فَأُتِيَ بِهٖ ، فَقَالَ : إِنَّ أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ كَتَبَ يَأْمُرُنَا إِنْ لَمْ تُبَايِعْ ضَرَبْنَا عُنُقَكَ،قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ بَيْعَتَيْنِ، فَلَمَّارَآهُ لَمْ يُجِبْ أُخْرِجَ إِلَى السُّدَّةِ فَمُدَّتْ عُنُقُهٗ وَسُلَّتِ السُّيُوْفُ ،فَلَمَّا رَآهُ قَدْ مَضٰى أَمْرَبِهٖ فَجُرِّدَ،فَإِذَاعَلَيْهِ ثِيَابُ شَعْرٍ،فَقَالَ لَوْعَلِمْتَ ذٰلِكَ مَااشْتُهِرْتَ بِهٰذَاالشَّأْنِ،فَضَرَبَهٗ خَمْسِيْنَ سَوْطًا،ثُمَّ طَافَ بِهٖ أَسْوَاقَ الْمَدِيْنَةِ ، فَلَمَّا رَدُّوْهُ وَالنَّاسُ مُنْصَرِفُوْنَ مِنْ صَلَاةِ الْعَصْرِ قَالَ : إِنَّ هٰذِهٖ لَوُجُوْهٌ مَا نَظَرْتُ إِلَيْهَا مُنْذُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةٍ ، وَمَنَعُوْا النَّاسَ أَنْ يُجَالِسُوْهُ ، فَكَانَ مِنْ وَرَعِهٖ إِذَا جَاءَ إِلَيْهِ أَحَدٌ يَقُوْلُ لَهٗ : قُمْ مِنْ عِنْدِيْ ، كَرَاهِيَةَ أَنْ يُضْرَبَ بِسَبَبِهٖ .

چنانچہ وہ باہر چلے گئے اور یہ بھی نماز ظہر کے لئے باہر تشریف لے گئے، پھر اپنی اس مجلس میں بیٹھے جس میں ہمیشہ بیٹھتے تھے، جب گورنر نے نماز پڑھ لی تو ان کی جانب آدمی بھیجا آپ گورنر کے پاس لائے گئے، گورنر نے کہا: امیر المؤمنین نے ہمیں لکھا ہے اور حکم دیا ہے کہ اگر آپ بیعت نہ کریں تو ہم آپ کی گردن اڑادیں، آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ نے دو بیعتیں کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جب گورنر نے دیکھ لیا کہ آپ ان کی بات قبول کرنے کو تیار نہیں ہیں تو آپ کو دروازے کی طرف دھکیل دیا، آپ کی گردن کو کھینچا گیا اور تلواریں سونت لی گئیں، گورنر نے جب دیکھا کہ آپ اس پر راضی ہیں تو اس نے آپ کے کپڑے اتارنے کا حکم دیا (جب اتار لئے گئے تو) آپ کے اوپر صرف بالوں کا لباس رہ گیا، پھر آپ سے گورنر نے کہا اگر آپ اسکو جان لیتے تو آپکو اس انداز سے مشہور نہ کیا جاتا۔ اس نے آپ کو پچاس کوڑے مارے، اس کے بعد آپکو مدینہ کے بازاروں میں گھمایا گیا چنانچہ جب آپ کو واپس لایا گیا تو لوگ عصر کی نماز پڑھ کر گھروں کو واپس جارہے تھے، ان کو دیکھ کر آپ نے فرمایا کہ یہ وہ چہرے ہیں جنہیں میں نے عرصہ چالیس سال سے نہیں دیکھا (کیونکہ صف اول میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھتے تھے اسلئے پیچھے والوں کو کبھی دیکھا بھی نہ تھا اسی کی طرف اشارہ فرمارہے ہیں) آپ نے لوگوں کو اپنے ساتھ بیٹھنے سے منع فرمادیا اور آپ کے تقوی کا عالم یہ تھا کہ اگر کوئی آپکے پاس آکر بیٹھ جاتا تو آپ اسے فرماتے کہ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ کیونکہ وہ اس بات کو ناپسند سمجھتے تھے کہ میری وجہ سے اسے مارا جائے۔

<u>السدة</u> : دروازہ، برآمدہ، بیٹھنے کی جگہ جیسے منبر، ناک کی بیماری جس کی وجہ سے

سانس لینا مشکل ہو [جمع] سُدَد۔

قَالَ مَالِکٌ ﷺ : بَلَغَنِی أَنَّ سَعِیدَ بْنَ الْمُسَیِّبِ کَانَ یَلْزَمُ مَکَانًا مِّنَ الْمَسْجِدِ لَایُصَلِّی مِنَ الْمَسْجِدِ فِی غَیْرِهٖ ، وَإِنَّهٗ لَیَالِیَّ صَنَعَ بِهٖ عَبْدُ الْمَلِکِ مَاصَنَعَ ، قِیلَ لَهٗ أَنْ یَتْرُکَ الصَّلَاةَ فِیهِ ، فَأَبٰی إِلَّاأَنْ یُصَلِّیَ فِیهِ.

امام مالک ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ سعید بن المسیب نے مسجد کے ایک حصے کو لازم پکڑ رکھا تھا اور وہ مسجد کے اس حصے کے علاوہ کسی دوسرے حصے میں نماز نہ پڑھتے تھے اور یہ وہ راتیں تھیں جن میں عبدالملک نے آپ کے ساتھ جو معاملہ کیا وہ کیا آپ سے کہا گیا کہ اس جگہ نماز پڑھنا چھوڑ دیں لیکن آپ انکار کر دیا اور اسی جگہ نماز ادا کرتے رہے۔

وَکَانَ یَقُوْلُ : لَا تَمْلَؤُوْا أَعْیُنَکُمْ مِنْ أَعْوَانِ الظَّلَمَةِ إِلَّا بِإِنْکَارٍ مِّنْ قُلُوْبِکُمْ،لِکَیْ لَاتَحْبَطَ أَعمَالُکُمْ،وَقِیْلَ لَهٗ،وَقَدْ نَزَلَ الْمَاءُ فِیْ عَیْنِهٖ .أَلَا تَقْدَحُ عَیْنَکَ ؟ قَالَ : لَا حَتّٰی عَلٰی مَنْ أَفْتَحُهَا .

آپ فرماتے تھے کہ ظلم کے مددگاروں سے اپنی آنکھیں نہ بھرو مگر یہ کہ اپنے دلوں کے انکار کیساتھ تاکہ تمہارے اعمال ضائع نہ ہوں۔ جب آپکی آنکھوں میں پانی اترا ہوا تھا آپ سے عرض کیا گیا آپ اپنی آنکھ میں اترا ہوا پانی نہیں نکلواتے؟ آپ نے فرمایا نہیں، یہاں تک (کہ میں اس ذات کے پاس پہنچ جاؤں) جس نے اس کو کھولا تھا۔

تقدح: قدح (ف) قدحًا نقص نکالنا، کما یقال [قدح الشی] کسی چیز کو چلو میں لینا [قدح الطبیب العین] طبیب کا آنکھ کے اندر اترا ہوا پانی نکالنا (تفعیل) تقدیحًا دبلا کرنا

وَکَانَتْ وِلَادَتُهٗ لِسَنَتَیْنِ مَضَتَامِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ ﷺ ،وَکَانَ فِیْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ ﷺ رَجُلًا،وَتُوُفِّیَ بِالْمَدِیْنَةِ سَنَةَ إِحْدٰی،وَقِیْلَ :إِثْنَتَیْنِ، وَقِیْلَ ثَلَاثٍ، وَقِیْلَ : أَرْبَعٍ،وَقِیْلَ :خَمْسٍ ،وَتِسْعِیْنَ لِلْهِجْرَةِ وَقِیْلَ :إِنَّهٗ تُوُفِّیَ سَنَةَ خَمْسِیْنَ وَمِائَةٍ. وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

آپ کی ولادت حضرت عمرؓ کی خلافت کے دو سال گزرنے کے بعد ہوئی، آپ حضرت عثمان ﷺ کے دورِ خلافت میں جوان ہو گئے تھے اور آپ کی وفات مختلف قولوں کے مطابق اکیانوے، بیانوے، ترانوے، چورانوے اور پچانوے ہجری میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق ایک سو پانچ ۱۰۵ھ میں ہوئی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اَلنُّبُوَّةُ الْمُحَمَّدِيَّةُ وَاٰيَاتُهَا (لابن تیمیہ(۱))

وَسِيْرَةُ الرَّسُوْلِ ﷺ مِنْ اٰيَاتِهٖ،وَأَخْلَاقُهٗ وَأَقْوَالُهٗ وَأَفْعَالُهٗ وَشَرِيْعَتُهٗ مِنْ اٰيَاتِهٖ،وَأُمَّتُهٗ مِنْ اٰيَاتِهٖ،وَعِلْمُ أُمَّتِهٖ وَدِيْنُهُمْ مِنْ آيَاتِهٖ،وَكَرَامَاتُ صَالِحِ أُمَّتِهٖ مِنْ آيَاتِهٖ.

نبوت محمدیہ ﷺ اور اس کی نشانیاں

آنحضرت ﷺ کی سوانح عمری ،آپ ﷺ کے اخلاق ،اقوال ، افعال ،شریعت مقدسہ،آپ ﷺ کی امت ،اسکا علم ،دین اور آپ ﷺ کی امت کے نیکو کاروں کی کرامات آپ ﷺ کی (نبوت کے سچے ہونے کی) علامات میں سے ہیں۔

وَذٰلِكَ يَظْهَرُ بِتَدَبُّرِ سِيْرَتِهٖ مِنْ حِيْنِ وُلِدَ إِلٰى أَنْ بُعِثَ ، وَمِنْ حِيْنِ بُعِثَ إِلٰى أَنْ مَاتَ،وَتَدَبُّرِ نَسَبِهٖ وَبَلَدِهٖ وَأَصْلِهٖ وَفَصْلِهٖ فَإِنَّهٗ كَانَ مِنْ أَشْرَفِ أَهْلِ الْأَرْضِ نَسَبًا مِنْ صَمِيْمِ سُلَالَةِ إِبْرَاهِيْمَ الَّذِیْ جَعَلَ اللّٰهُ فِیْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ فَلَمْ يَأْتِ نَبِيٌّ مِنْ بَعْدِ إِبْرَاهِيْمَ إِلَّا مِنْ ذُرِّيَتِهٖ،وَجَعَلَ لَهٗ ابْنَيْنِ إِسْمَاعِيْلَ وَإِسْحَاقَ وَذَكَرَ فِي التَّوْرَاةِ هٰذَا وَ هٰذَا ، وَبَشَّرَ فِي التَّوْرَاةِ بِمَا يَكُوْنُ مِنْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ وَلَمْ يَكُنْ فِیْ وُلْدِ إِسْمَاعِيْلَ مَنْ ظَهَرَ فِيْمَا بَشَّرَتْ بِهِ النُّبُوْءَاتُ غَيْرُهٗ ، وَ دَعَا إِبْرَاهِيْمُ لِذُرِّيَّةِ إِسْمَاعِيْلَ بِأَنْ يَبْعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِنْهُمْ ، ثُمَّ مِنْ قُرَيْشٍ صَفْوَةِ بَنِیْ إِبْرَاهِيْمَ،ثُمَّ مِنْ بَنِیْ هَاشِمٍ صَفْوَةِ قُرَيْشٍ وَمِنْ مَكَّةَ أُمِّ الْقُرٰى،وَبَلَدِ الْبَيْتِ الَّذِیْ بَنَاهُ إِبْرَاهِيْمُ وَدَعَا النَّاسَ إِلٰى حَجِّهٖ وَلَمْ يَزَلْ مَحْجُوْجًا مِنْ عَهْدِ إِبْرَاهِيْمَ مَذْكُوْرًا فِیْ كُتُبِ الْأَنْبِيَاءِ بِأَحْسَنِ وَصْفٍ .

(۱) شیخ الاسلام احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحرانی ثم الدمشقی لیکن ابن تیمیہ کے نام سے زیادہ مشہور ہیں،آپکی پیدائش ۱۰ ربیع الاول ۶۶۱ھ میں ہوئی،آپکے والد آپ کو ۶۶۷ھ میں حران سے دمشق لیکر منتقل ہو گئے، آپ نے عبدالدائم،قاسم اربلی، مسلم بن علان اور ابن ابی عمر سے سماعت حدیث کی ساتھ ساتھ آپ خود بھی پڑھتے رہے آپنے علوم میں اتنی مہارت حاصل کی کہ متفق فی الدین ہو گئے،صحیح غلط میں اس طرح تمیز کی کہ اپنے ہم عصروں پر فائق ہو گئے فراغت کے بعد تدریس،افتاء اور تصنیف میں مشغول ہو گئے۔آپ غیر معمولی قوت حافظہ کے مالک تھے مسائل میں سرعت استحضار،معقولی ومنقولی علوم میں وسعت اور سلف وخلف کے مذہب پر اتنا عبور رکھتے تھے کہ آپ پر تعجب ہوتا تھا،آپ کی زندگی عجیب وغریب حالات سے بھر پور ہے،چند مسائل میں آپکا تفرد آپ پر بھاری گزرا جسکی وجہ سے زندگی کا ایک بڑا حصہ کال کوٹھڑیوں میں گزرا لیکن وہاں بھی تصنیف کا کام جاری رکھا،قلم ختم ہوا تو کوئلہ سے کام چلایا کاغذ ختم ہوا تو جیل کی دیواروں کو بھر دیا واقعی آپ علم کا بحر بے کنار تھے آپکے شاگردوں میں سے جس نے سب سے زیادہ شہرت پائی ہے وہ ''حافظ ابن قیم'' ہیں آپ کے مکمل حالات تاریخ دعوت وعزیمت میں حضرت مرتبؒ نے بڑی بسط وتفصیل کے ساتھ پوری ایک جلد میں لکھے ہیں وہاں دیکھے جاسکتے ہیں۔پیر کی رات ۲۰ ذوالقعدۃ ۷۲۸ھ کو آپکی روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔

آپ ﷺ کی پیدائش سے بعثت تک، بعثت سے وفات مبارکہ تک کی تمام حیات مبارکہ، آپ ﷺ کے نسب، شہر، اصول اور فروع میں غور وفکر کرنے سے یہ سب کچھ ظاہر ہو جاتا ہے کیونکہ آپ ﷺ زمین والوں میں سے خالص ابراہیم علیہ السلام کی نسل میں سے ہونے کی بناء پر کہ جنکی اولاد میں اللہ تعالی نے کتاب اور نبوت ودیعت فرمائی انتہائی اعلی نسب کے مالک تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد جو بھی نبی آیا تو وہ آپ علیہ السلام ہی کی اولاد میں سے آیا۔ اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دو بیٹے اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام عطا فرمائے اور تورات میں ان دونوں کا تذکرہ فرمایا، توراۃ میں اس کی بھی خوشخبری تھی جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے ہوگا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے حضور ﷺ کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو ان پیشین گوئیوں کا مصداق بن کر ظاہر ہوا ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کیلئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالی انہی میں سے پھر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کے عمدہ قبیلہ قریش میں سے پھر قریش کے اعلی قبیلہ بنو ہشام میں سے اور شہر میں سے ام القریٰ میں سے اور اس (مبارک) گھر کے شہر میں سے جس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا اور تمام لوگوں کو اس کے حج کرنے کی دعوت دی اور وہ گھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور سے آج تک برابر حج کرنے کی جگہ رہا اور انبیاء کی کتب میں بڑے اچھے اوصاف کیساتھ اسکا تذکرہ کیا گیا ہے، ایک پیغمبر مبعوث فرمائے۔

صمیم: خالص۔ صمم (ن) صمًّا بند کرنا، باندھنا۔ سلالۃ: نسل اور ولد، خلاصہ، کسی چیز سے نکالا ہوا۔ سلل (ن) سلًّا آہستہ آہستہ نکالنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۵ پر ہے۔
بشر: بشر (تفعیل) تبشیرًا خوشخبری دینا، خوش کرنا (ن) بَشرًا چھیل دینا (س، ض) بُشرًا خوش ہونا (إفعال) إبشارًا خوش ہونا، خوشخبری دینا (مفاعلہ) مباشرۃً کسی کام کو خود کرنا، جماع کرنا۔
صُفْوۃ: عمدہ اور خالص۔ صفو (ن) صَفْوًا، صَفاءً صاف ہونا (تفعیل) تصفیۃً صاف ستھرا ہونا (إفعال) إصفاءً خالص محبت کرنا۔

وَكَانَ مِنْ أَكْمَلِ النَّاسِ تَرْبِيَةً وَنَشْأَةً، وَلَمْ يَزَلْ مَعْرُوفًا بِالصِّدْقِ وَالْبِرِّ وَالْعَدْلِ وَمَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ وَتَرْكِ الْفَوَاحِشِ وَالظُّلْمِ وَكُلِّ صِنْفٍ مَذْمُومٍ، مَشْهُودًا لَهُ بِذٰلِكَ عِنْدَ جَمِيعِ مَنْ يَعْرِفُهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَمِمَّنْ آمَنَ بِهِ وَكَفَرَ بَعْدَ النُّبُوَّةِ، لَا يُعْرَفُ لَهُ شَيْءٌ يُعَابُ بِهِ لَا فِي أَقْوَالِهِ وَلَا فِي أَفْعَالِهِ وَلَا فِي أَخْلَاقِهِ وَلَا جَرَتْ عَلَيْهِ كَذِبَةٌ قَطُّ وَلَا ظُلْمٌ وَلَا فَاحِشَةٌ.

اور آپ ﷺ تمام لوگوں میں تربیت اور پرورش کے اعتبار سے کامل و مکمل تھے۔
آپ ﷺ سچائی، نیکی، انصاف اور اچھے اخلاق کو (اختیار) کرنے، بے حیائی کے کاموں، ظلم اور ہر قسم کی برائی سے اجتناب کرنے میں مشہور تھے۔ آپ ﷺ کے ان اوصاف کے لئے ہر وہ شخص گواہ ہے جو آپ ﷺ کو نبوت سے پہلے جانتا تھا اور وہ بھی جو آپ ﷺ پر ایمان لایا اور وہ بھی جس نے نبوت کے بعد کفر کیا۔ آپ ﷺ کے اقوال، افعال اور اخلاق میں کوئی ایسی چیز نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے آپ پر عیب لگایا جائے اور آپ ﷺ کی زبان مبارک پر کبھی جھوٹ جاری ہوا اور نہ ہی کبھی ظلم اور برائی، آپ ﷺ سے صادر ہوئی۔

مکارم الاخلاق: [مفرد] المَکْرَم عمدہ، فیاض، شریف۔ کرم (ک) کَرَمًا عزیز و نفیس ہونا، فیاض ہونا (ن) کَرَمًا کارم میں غالب ہونا (اِفعال) اِکرامًا کریم اولا دوالا ہونا (تفعیل) تکریمًا تعظیم کرنا۔ الاخلاق: [مفرد] الخلق طبعی خصلت، مروت، عادت۔

وَكَانَ خُلُقُهُ وَصُوْرَتُهُ مِنْ أَكْمَلِ الصُّوَرِ وَأَتَمِّهَا وَأَجْمَعِهَا لِلْمَحَاسِنِ الدَّالَّةِ عَلٰى كَمَالِهِ، وَكَانَ أُمِّيًّا مِنْ قَوْمٍ أُمِّيِّيْنَ لَايَعْرِفُ لَا هُوَ وَلَا هُمْ مَايَعْرِفُهُ أَهْلُ الْكِتَابِ اَلتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ، وَلَمْ يَقْرَأْشَيْئًا مِنْ عُلُوْمِ النَّاسِ وَلَاجَالَسَ أَهْلَهَا وَلَمْ يَدَّعِ نُبُوَّةً إِلٰى أَنْ أَكْمَلَ اللّٰهُ لَهُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً، فَأَتٰى بِأَمْرٍ هُوَأَعْجَبُ الْأُمُوْرِ وَأَعْظَمُهَاوَبِكَلَامٍ لَمْ يَسْمَعِ الْأَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ بِنَظِيْرِهٖ وَأَخْبَرَنَا بِأَمْرٍلَمْ يَكُنْ فِيْ بَلَدِهٖ وَقَوْمِهٖ مَنْ يَعْرِفُ مِثْلَهُ، وَلَمْ يُعْرَفْ قَبْلَهُ وَلَابَعْدَهُ لَافِيْ مِصْرٍمِّنَ الْأَمْصَارِ وَلَافِيْ عَصْرٍمِّنَ الْأَعْصَارِمَنْ أَتٰى بِهٖ مَا أَتٰى بِهٖ وَلَامَنْ ظَهَرَ كَظُهُوْرِهٖ وَلَامَنْ أَتٰى مِنَ الْعَجَائِبِ وَالْاٰيَاتِ بِمِثْلِ مَاأَتٰى بِهٖ وَلَامَنْ دَعَا إِلٰى شَرِيْعَةٍ أَكْمَلَ مِنْ شَرِيْعَتِهٖ وَلَا مَنْ ظَهَرَ دِيْنُهُ عَلَى الْأَدْيَانِ كُلِّهَا بِالْعِلْمِ وَالْحُجَّةِ وَبِالْيَدِ وَالْقُوَّةِ كَظُهُوْرِهٖ،

آپ ﷺ کی خلقت و حلیہ مبارکہ کامل و مکمل صورتوں میں سے تھے اور ان تمام خوبیوں کے جامع تھے جو ان کے کمال پر دلالت کرنے والی ہیں، آپ ﷺ ان پڑھ قوم میں سے ایک امی تھے۔ اہل کتاب یعنی تورات و انجیل والے جو کچھ جانتے تھے اس کو آپ ﷺ جانتے تھے اور نہ ہی آپکی قوم جانتی تھی۔ آپ ﷺ نے لوگوں کے علوم میں سے کچھ پڑھا اور نہ ہی ان علم والوں کی مجلس اختیار کی۔ آپ ﷺ نے اس وقت تک نبوت کا دعویٰ نہیں کیا جب تک اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی عمر چالیس سال پوری نہ کر دی۔ آپ ﷺ ایسی چیز لائے جو تمام امور میں انتہائی عجیب اور انتہائی عظیم تھی اور ایسا کلام لائے جس کی نظیر پہلے لوگوں میں

سے کسی نے سنی اور نہ بعد والوں میں سے کسی نے سنی اور ہمیں ایسی بات کی خبر دی جسکو آپ ﷺ کے شہر اور قوم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں تھا جو جانتا ہو، شہروں میں سے کسی شہر میں اور زمانوں میں سے کسی زمانہ میں ایسا کوئی شخص نہیں ملتا، نہ آپ ﷺ سے پہلے اور نہ بعد میں، جو اس جیسا امر لایا ہو جیسا آپ ﷺ لائے، نہ ہی کوئی آپ ﷺ جیسا غلبہ حاصل کر سکا، ایسا بھی کوئی نہیں ملتا جو آپ ﷺ کے عجائب اور علامات کی طرح کوئی عجیب شے یا علامت لایا ہو، نہ ہی کوئی ایسا شخص ملتا ہے جس نے ایسی شریعت کی دعوت دی ہو جو کہ آپ ﷺ کی شریعت سے زیادہ کامل ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص ملتا ہے جس کا دین، علم و دلیل اور قبضہ وقوت کیساتھ آپ ﷺ کے دین کی طرح غالب آیا ہو۔

ثُمَّ إِنَّهُ اتَّبَعَهُ أَتْبَاعُ الْأَنْبِيَاءِ وَهُمْ ضُعَفَاءُ النَّاسِ، وَكَذَّبَهُ أَهْلُ الرِّئَاسَةِ وَعَادَوْهُ وَسَعَوْا فِيْ هَلَاكِهِ وَهَلَاكِ مَنِ اتَّبَعَهُ بِكُلِّ طَرِيْقٍ كَمَا كَانَ الْكُفَّارُ يَفْعَلُوْنَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَأَتْبَاعِهِمْ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ لَمْ يَتَّبِعُوْهُ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ فَإِنَّهُ لَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مَالٌ يُعْطِيْهِمْ وَلَا جِهَاتٌ يُوَلِّيْهِمْ إِيَّاهَا، وَلَا كَانَ لَهُ سَيْفٌ بَلْ كَانَ السَّيْفُ وَالْمَالُ وَالْجَاهُ مَعَ أَعْدَائِهِ وَقَدْ آذَوْا أَتْبَاعَهُ بِأَنْوَاعِ الْأَذٰى وَهُمْ صَابِرُوْنَ مُحْتَسِبُوْنَ لَا يَرْتَدُّوْنَ عَنْ دِيْنِهِمْ لِمَا خَالَطَ قُلُوْبَهُمْ مِنْ حَلَاوَةِ الْإِيْمَانِ وَالْمَعْرِفَةِ

پھر آپ ﷺ کی پیروی انہی لوگوں نے کی جو انبیاء علیہم السلام کی پیروی کرتے تھے اور وہ لوگوں میں سے کم حیثیت والے لوگ تھے، سرداروں نے آپ ﷺ کی تکذیب کی آپ ﷺ سے عداوت رکھی، آپ ﷺ اور آپ کے متبعین ؓ کو ہر طرح سے ہلاک کرنے کی اسی طرح کوشش کی جیسا کہ کفار، انبیاء سابقین اور ان کے پیروکاروں کیساتھ کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں نے آپ ﷺ کی پیروی کی انہوں نے کسی (دینوی) حرص یا خوف کی بناء پر نہیں کی اس لئے کہ آپ ﷺ کے پاس کوئی مال تھا کہ ان کو دیتے اور نہ ہی کوئی عہدے تھے کہ ان کا حاکم بناتے اور نہ ہی آپ ﷺ کے پاس تلوار (زور) تھی بلکہ تلوار، مال اور عہدہ تو آپ ﷺ کے دشمنوں کے پاس تھے، ان دشمنوں نے آپ ﷺ کے متبعین کو مختلف قسم کی تکلیفیں پہنچائیں اور وہ متبعین صبر کرنے والے اور اجر کی امید رکھنے والے تھے ان کے دلوں کو جو ایمان اور معرفت کی حلاوت حاصل ہوگئی تھی اس کی وجہ سے وہ اپنے دین سے مرتد نہیں ہوئے تھے۔

الرئاسة: رَأس (ک،ض) رِیَاسَۃً رئیس ہونا (ف) رَءْسًا سر پر زخم لگنا (تفعیل) ترئیسًا سردار بنانا (افتعال) ارتئاسًا گردن پکڑ کر زمین میں جھکا دینا۔ عادوہ: عدو (مفاعلہ)

معاداۃً دشمن ہونا، جھگڑا کرنا (ن) عَدْوًا، عَدْوانًا دوڑنا، ظلم کرنا (س) عَدًا بغض رکھنا (إفعال) إعداءً دوڑنے کیلئے اکسانا، تقویت پہنچانا (تفعیل) تعدیۃً چھوٹ دینا، پھیر لینا (افتعال) اعتداءً تجاوز کرنا۔ الجاہ: بلندی مرتبہ، قدر شرف۔ جوہ (إفعال) إجاھۃً (تفعیل) تجویھًا صاحبِ مرتبہ بنانا (ن) جَوْھًا پیش آنا۔ محتسبون: حسب (افتعال) احتسابًا ثواب کی امید رکھنا، آزمائش کرنا (ن) حَسْبًا، حِسابًا شمار کرنا (س، ح) حِسْبانًا گمان کرنا (ک) حَسَبًا شریف الاصل ہونا (تفعیل) تحسیبًا تکیہ دینا، کفنا کر دفن کرنا۔ لایرتدون: ردد (افتعال) ارتدادًا، دین سے پھر جانا، واپس کرنا بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸ پر ہے۔

وَكَانَتْ مَكَّةُ يَحُجُّهَا الْعَرَبُ مِنْ عَهْدِ إِبْرَاهِيمَ فَتَجْتَمِعُ فِي الْمَوْسِمِ قَبَائِلُ الْعَرَبِ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ يُبَلِّغُهُمُ الرِّسَالَةَ وَيَدْعُوهُمْ إِلَى اللّٰهِ صَابِرًا عَلٰى مَا يَلْقَاهُ مِنْ تَكْذِيبِ الْمُكَذِّبِ وَجَفَاءِ الْجَافِي وَإِعْرَاضِ الْمُعْرِضِ إِلٰى أَنِ اجْتَمَعَ بِأَهْلِ يَثْرِبَ وَكَانُوا جِيْرَانَ الْيَهُودِ، قَدْ سَمِعُوا أَخْبَارَهُ مِنْهُمْ وَعَرَفُوهُ فَلَمَّا دَعَاهُمْ عَلِمُوا أَنَّهُ النَّبِيُّ الْمُنْتَظَرُ الَّذِي تُخْبِرُهُمْ بِهِ الْيَهُودُ، وَكَانُوا قَدْ سَمِعُوا مِنْ أَخْبَارِهِ مَا عَرَفُوا بِهِ مَكَانَتَهُ فَإِنَّ أَمْرَهُ كَانَ قَدِ انْتَشَرَ وَظَهَرَ فِي بِضْعَ عَشَرَةَ سَنَةً فَآمَنُوا بِهِ وَتَابَعُوهُ عَلٰى هِجْرَتِهِ وَهِجْرَةِ أَصْحَابِهِ إِلٰى بَلَدِهِمْ وَعَلَى الْجِهَادِ مَعَهُ، فَهَاجَرَ هُوَ وَمَنِ اتَّبَعَهُ إِلَى الْمَدِيْنَةِ وَبِهَا الْمُهَاجِرُونَ وَالْأَنْصَارُ لَيْسَ فِيهِمْ مَنْ آمَنَ بِرَغْبَةٍ دُنْيَوِيَّةٍ وَلَا بِرَهْبَةٍ إِلَّا قَلِيْلًا مِنَ الْأَنْصَارِ أَسْلَمُوا فِي الظَّاهِرِ ثُمَّ حَسُنَ إِسْلَامُ بَعْضِهِمْ، ثُمَّ أُذِنَ لَهُ فِي الْجِهَادِ ثُمَّ أُمِرَ بِهِ وَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا بِأَمْرِ اللّٰهِ عَلٰى أَكْمَلِ طَرِيْقَةٍ وَأَتَمِّهَا مِنَ الصِّدْقِ وَالْعَدْلِ وَالْوَفَاءِ، لَا يُحْفَظُ لَهُ كَذْبَةٌ وَاحِدَةٌ وَلَا ظُلْمٌ لِأَحَدٍ، وَلَا غَدْرٌ بِأَحَدٍ بَلْ كَانَ أَصْدَقَ النَّاسِ، وَأَعْدَلَهُمْ وَأَوْفَاهُمْ بِالْعَهْدِ مَعَ اخْتِلَافِ الْأَحْوَالِ عَلَيْهِ مِنْ حَرْبٍ وَسِلْمٍ، وَأَمْنٍ وَخَوْفٍ، وَغِنًى وَفَقْرٍ، وَقِلَّةٍ وَكَثْرَةٍ، وَظُهُوْرُهُ عَلَى الْعَدُوِّ تَارَةً، وَظُهُورُ الْعَدُوِّ عَلَيْهِ تَارَةً، وَهُوَ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهِ مُلَازِمٌ لِأَكْمَلِ الطُّرُقِ وَأَتَمِّهَا، حَتّٰى ظَهَرَتِ الدَّعْوَةُ فِي جَمِيْعِ أَرْضِ الْعَرَبِ الَّتِي كَانَتْ مَمْلُوْءَةً مِنْ عِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَمِنْ أَخْبَارِ الْكُهَّانِ، وَطَاعَةِ الْمَخْلُوقِ فِي الْكُفْرِ بِالْخَالِقِ، وَسَفْكِ الدِّمَاءِ الْمُحَرَّمَةِ، وَقَطِيْعَةِ الْأَرْحَامِ، لَا يَعْرِفُونَ آخِرَةً وَلَا مَعَادًا، فَصَارُوا أَعْلَمَ أَهْلِ الْأَرْضِ، وَأَدْيَنَهُمْ وَأَعْدَلَهُمْ، وَأَفْضَلَهُمْ حَتّٰى إِنَّ النَّصَارٰى لَمَّا رَأَوْهُمْ حِيْنَ قَدِمُوا الشَّامَ قَالُوا مَا كَانَ الَّذِيْنَ صَحِبُوا

الْمَسِيحَ بِأَفْضَلَ مِنْ هٰؤُلَاءِ .

عرب ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے مکہ کا حج کیا کرتے تھے چنانچہ موسم حج میں عرب کے قبائل جمع ہوتے تو آپ ﷺ ان کے پاس جا کر ان کو اپنی نبوت (کا پیغام) پہنچاتے ان کو اللہ کی طرف دعوت دیتے، اس میں آپ کو جھٹلانے والے کے جھٹلانے سے، بداخلاق کی بدسلوکی سے اور اعراض کرنے والے کے اعراض سے جو تکلیف پہنچتی اس پر صبر فرماتے تھے حتی کہ اہل یثرب (مدینہ والے) جمع ہو گئے، وہ یہود کے پڑوس میں رہتے تھے اور ان ہی سے (نبی آخر الزمان کی) خبریں سن چکے تھے انہوں نے آپ ﷺ کو پہچان لیا جب آپ ﷺ نے ان کو دعوت دی تو انہوں نے یقین کر لیا کہ یہی وہ نبی منتظر ہیں جن کی یہود خبر دیتے ہیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کے متعلق ایسی خبریں سن رکھی تھیں کہ جن کی مدد سے آپ ﷺ کے رتبے کو پہچان لیا کیونکہ آپ ﷺ کے معاملہ (نبی بنائے جانے) کو دس سے کچھ اوپر سال ہو چکے تھے جس کی وجہ سے وہ شائع ذائع ہو چکا تھا۔ اہل مدینہ آپ ﷺ پر ایمان لائے اور انہوں نے آپ ﷺ اور آپکے اصحاب رضی اللہ عنہم کی ہجرت اپنے شہر کی طرف کرنے اور آپ ﷺ کیساتھ مل کر جہاد کرنے پر اتفاق رائے کیا تو آپ ﷺ اور آپکے متبعین رضی اللہ عنہم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی وہ اسی وجہ سے مہاجرین بنے۔ انصار میں سے کوئی ایسا شخص نہیں جو کسی دنیوی رغبت کی وجہ سے یا کسی ڈر کی وجہ سے اسلام لایا ہو، ہاں بعض انصار ظاہراً (خوف وغیرہ کی وجہ سے) اسلام لائے پھر ان کا ناقص اسلام بھی بہتر ہو گیا۔ آپ ﷺ کو جہاد کی اجازت دی گئی پھر اسکے بعد اس (کی فرضیت) کا حکم کیا گیا۔ آپ ﷺ اللہ تعالی کے حکم یعنی سچائی، انصاف اور وفاداری جیسی چیزوں پر ہمیشہ اکمل اور اتم طریقے سے قائم رہے، آپ ﷺ کے بارے میں کسی قسم کا جھوٹ محفوظ ہے اور نہ کسی پر ظلم کرنا اور کسی کو دھوکہ دینا محفوظ ہے بلکہ آپ ﷺ تو تمام لوگوں میں سب سے زیادہ سچے، سب سے زیادہ عادل اور سب سے زیادہ وعدہ پورا کرنے والے تھے باوجود اسکے کہ آپ ﷺ پر مختلف احوال آتے رہے کبھی جنگ اور کبھی صلح، کبھی امن اور کبھی خوف، کبھی تونگری اور کبھی تنگدستی، کبھی افراد کم اور کبھی زیادہ اور کبھی دشمن پر آپکا غالب آنا اور کبھی دشمن کا آپ پر غالب آنا، اس سب کے باوجود آپ ﷺ کامل ومکمل طریق سے وابستہ رہے حتی کہ دعوت اسلام اس تمام سرزمین عرب پر چھا گئی جو بتوں کی عبادت سے، کاہنوں کی خبروں سے، مخلوق کی اطاعت کر کے خالق کے ساتھ کفر کرنے سے، قابل احترام خون بہانے سے اور قطع رحمی سے بھری ہوئی تھی، وہ آخرت کو جانتے تھے نہ معاد کو۔ وہ (اس دعوت کے نتیجے میں)

اہل زمین کے تمام افراد سے زیادہ علم والے، تمام سے زیادہ دیانت دار، عادل اور سب سے زیادہ فضیلت والے بن گئے یہاں تک جب یہ حضرات شام آئے تو نصرانیوں نے ان کو دیکھ کر کہا "جو لوگ حضرت عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) کیساتھ تھے وہ ان حضرات سے افضل نہ تھے"

جفاء : جفو (ن) جفاءً، جفوًا بدسلوکی سے پیش آنا، اعراض کرنا۔ جفاءً ایک جگہ نہ ٹھہرنا (إفعال) إجفاءً تھکا دینا جیران: [مفرد] الجار پڑوسی، پناہ دینے والا۔ جور (مفاعلہ) مجاورۃً پڑوس میں رہنا (إفعال) إجارۃً پناہ دینا (ن) جوْرًا ظلم کرنا، ہٹ جانا۔ الأوثان: [مفرد] الوثن بت۔ الکہان: [مفرد] الکاهن غیب دانی کا مدعی۔ کہن (ف، ن) کہانۃً (تفعّل) تکہنًا غیب کی باتیں بتلانا (ک) کہانۃً کاہن ہونا۔ سفک : سفک (ض) سفکًا بہانا (انفعال) انسفاکًا گرنا، بہنا۔ السُفکۃ وہ چیز جو مہمان کے سامنے کھانے سے پہلے دل کے بہلاوے اور وقت گزاری کیلئے پیش کی جائے۔ قطیعۃ: قطع (ف) قطعًا، قطیعۃً رشتہ داروں سے جدائی اختیار کرنا۔ قطعۃً چھوڑ دینا۔ قطوعًا عبور کرنا (س) قطعًا جدا ہونا (تفعیل) تقطیعًا ٹکڑے ٹکڑے کرنا (إفعال) إقطاعًا لا جواب ہونا۔ معادًا: لوٹنے کی جگہ، آخرت۔ عود (ن) عَوْدًا، مَعادًا اعراض کے بعد واپس ہونا۔ عَوْدًا ہٹانا، واپس کرنا۔ عِیادۃً بیمار پرسی کرنا (تفعیل) تعویذًا عادی بنا دینا۔

وَهٰذِهٖ آثَارُ عِلْمِهِمْ وَعَمَلِهِمْ فِي الْأَرْضِ وَآثَارُ غَيْرِهِمْ، يَعْرِفُ الْعُقَلَاءُ فَرْقَ مَابَيْنَ أَمْرَيْنِ، وَهُوَ ﷺ مَعَ ظُهُوْرِ أَمْرِهٖ وَطَاعَةِ الْخَلْقِ لَهٗ وَتَقْدِيْمِهِمْ لَهٗ عَلَى الْأَنْفُسِ وَالْأَمْوَالِ مَاتَ ﷺ وَلَمْ يُخَلِّفْ دِرْهَمًا وَلَادِيْنَارًا، وَلَا شَاةً وَلَا بَعِيْرًا، إِلَّا بَغْلَتَهٗ وَسِلَاحَهٗ وَدِرْعَهٗ مَرْهُوْنَةً عِنْدَ يَهُوْدِيٍّ عَلٰى ثَلَاثِيْنَ وَسْقًا مِنْ شَعِيْرٍ اِبْتَاعَهَا لِأَهْلِهٖ، وَكَانَ بِيَدِهٖ عَقَارٌ، يُنْفِقُ مِنْهُ عَلٰى أَهْلِهٖ وَالْبَاقِيْ يَصْرِفُهٗ فِيْ مَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ فَحَكَمَ بِأَنَّهٗ لَا يُوْرَثُ وَلَا يَأْخُذُ وَرَثَتُهٗ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ وَهُوَ فِيْ كُلِّ وَقْتٍ يَظْهَرُ عَلٰى يَدَيْهِ مِنْ عَجَائِبِ الْآيَاتِ وَفُنُوْنِ الْكَرَامَاتِ مَايَطُوْلُ وَصْفُهٗ.

زمین میں یہ ان کے اور انکے غیر کے علم وعمل کے آثار ہیں ان دونوں (آثار) میں باہمی فرق کو اہل عقل خوب پہچانتے ہیں۔ آپ ﷺ باوجود اس بات کے کہ تمام مخلوق پر آپ کا حکم اور اطاعت غالب آ چکی تھی اور لوگ آپ ﷺ کو اپنے جان و مال سے مقدم رکھتے تھے مگر اس طرح دنیا سے پردہ فرماتے ہیں کہ پیچھے کوئی درہم چھوڑا اور نہ ہی دینار، کوئی بکری چھوڑی اور نہ ہی کوئی اونٹ، اگر چھوڑا تو ایک خچر اور اسلحہ اور ایک ایسی زرہ، جو آپ ﷺ نے

ایک یہودی سے تیس وسق جَو (یعنی ساٹھ صاع) جو کہ اپنے اہل کے لئے خریدے تھے کے بدلے میں رہن رکھوائی تھی اور آپ ﷺ کے پاس کچھ زمین تھی جس میں سے آپ کچھ کے ذریعے اپنے اہل خانہ پر خرچ فرماتے اور باقی مسلمانوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے میں صرف فرماتے اور یہ فیصلہ فرمادیا تھا کہ انبیاء وارث نہیں بنائے جاتے (اسلئے) ان چیزوں میں سے ورثاء کچھ نہ لیں اور آپ ﷺ کے دستِ مبارک پر ہر وقت عجیب وغریب نشانیاں اور کرامات ظاہر ہوتی تھی جو آپکے وصف کو مزید طول دیتی ہیں۔

وسقا: ساٹھ صاع، بعض حضرات کے نزدیک ایک اونٹ کا بوجھ [جمع] اوساق۔ وسق (ض) وَسْقًا [البعیر] اونٹ پر ایک وسق (ساٹھ صاع) لادنا، جمع کر کے اٹھانا۔ عقار: ہر غیر منقولی چیز، جائیداد [جمع] عقارات۔

وَيُخْبِرُهُمْ بِخَبَرِ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ، وَيَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ، وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ، وَيُشَرِّعُ الشَّرِيْعَةَ شَيْئًا بَعْدَ شَيْئٍ حَتّٰى أَكْمَلَ اللّٰهُ دِيْنَهُ الَّذِيْ بَعَثَ بِهٖ، وَجَاءَتْ شَرِيْعَتُهُ أَكْمَلَ شَرِيْعَةٍ، لَمْ يَبْقَ مَعْرُوْفٌ تَعْرِفُ الْعُقُوْلُ أَنَّهُ مَعْرُوْفٌ إِلَّا أَمَرَ بِهٖ، وَلَا مُنْكَرٌ تَعْرِفُ الْعُقُوْلُ أَنَّهُ مُنْكَرٌ إِلَّا نَهٰى عَنْهُ، لَمْ يَأْمُرْ بِشَيْئٍ فَقِيْلَ لَيْتَهُ لَمْ يَأْمُرْ بِهٖ، وَلَا نَهٰى عَنْ شَيْئٍ فَقِيْلَ لَيْتَهُ لَمْ يَنْهَ عَنْهُ، وَأَحَلَّ الطَّيِّبَاتِ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا مِنْهَا كَمَا حُرِّمَ فِيْ شَرْعِ غَيْرِهٖ، وَحَرَّمَ الْخَبَائِثَ لَمْ يُحِلَّ مِنْهَا شَيْئًا كَمَا اسْتَحَلَّهُ غَيْرُهٗ.

آپ ﷺ لوگوں کو جو کچھ ہوا اور جو کچھ ہو گا ان سب کی خبر دیتے تھے، ان کو نیکی کا حکم کرتے اور برائی سے منع فرماتے، پاکیزہ چیزوں کو ان کیلئے حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیتے، تھوڑا تھوڑا کر کے آپ ﷺ شریعت جاری فرماتے یہاں تک کہ آپ ﷺ جس دین کے ساتھ مبعوث ہوئے تھے اللہ تعالی نے اسکو مکمل فرمادیا اور آپ ﷺ کی شریعت ہر لحاظ سے مکمل ہوگئی، کوئی ایک بھی ایسی اچھائی باقی نہ رہی جس کو عقل واقعی اچھا سمجھتی ہو اور آپ ﷺ نے اس کے کرنے کا حکم نہ فرمایا ہو اور (ایسے ہی) کوئی ایک بھی ایسی برائی باقی نہ رہی جس کو عقل واقعی برا سمجھتی ہو اور آپ ﷺ نے اس سے نہ روکا ہو۔ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کسی چیز کا حکم فرمایا اور آگے سے کہا گیا ہو کاش اسکا حکم نہ دیا ہوتا اور ایسے بھی کبھی نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے کسی چیز سے روکا ہو اور کسی نے کہا ہو کاش اس سے منع نہ فرماتے اور آپ ﷺ نے پاکیزہ چیزوں کو حلال قرار دیا ان میں سے کسی بھی چیز کو حرام قرار نہیں دیا گیا جیسا کہ آپ

کے علاوہ پہلی کسی شریعت میں حرام قرار دی گئیں اور آپ ﷺ نے ناپاک چیزوں کو حرام قرار دیا ان میں سے کسی کو حلال نہیں کہا جیسا کہ آپ کے علاوہ کسی نے حلال کہا ہے۔

وَجَمَعَ مَحَاسِنَ مَاعَلَيْهِ الْأُمَمُ فَلَايُذْكَرُفِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُوْرِ نَوْعٌ مِنَ الْخَبَرِ عَنِ اللهِ وَعَنْ مَلَائِكَتِهِ وَعَنِ الْيَوْمِ الْآخِرِ إِلَّا وَقَدْ جَاءَ بِهٖ عَلٰى أَكْمَلِ وَجْهٍ ، وَأَخْبَرَبِأَشْيَاءَ لَيْسَتْ فِيْ هٰذِهِ الْكُتُبِ فَلَيْسَ فِيْ تِلْكَ الْكُتُبِ إِيْجَابٌ لِعَدْلٍ،وَقَضَاءٌ بِفَضْلٍ،وَنُدُبٌ إِلَى الْفَضَائِلِ،وَتَرْغِيْبٌ فِي الْحَسَنَاتِ إِلَّا وَقَدْ جَاءَ بِهٖ وَبِمَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْهُ .

آپ ﷺ نے وہ تمام خوبیاں جمع فرمادیں جو گزشتہ امتوں میں تھیں چنانچہ تورا ۃ زبور اور انجیل میں جس قسم کی بھی کوئی خبر اللہ تعالی ،اسکے فرشتوں اور آخرت کے بارے میں تھی اس کو آپ ﷺ نے کامل اور مکمل طریقہ سے پیش فرمایا اور ایسی چیزوں کی بھی خبر دی جو ان مذکورہ کتب میں نہ تھیں۔ان کتابوں میں جو عدل کی رعایت،احسان والا معاملہ کرنا، فضائل کی طرف برانگیختہ کرنا اور اچھے کاموں کی طرف رغبت دلانا مذکور ہے آپ ﷺ نہ صرف یہ کہ مذکورہ چیزیں بلکہ ان سے بھی مزید بہتر چیزیں لائے۔

وَإِذَانَظَرَاللَّبِيْبُ فِي الْعِبَادَاتِ الَّتِيْ شَرَعَهَا وَعِبَادَاتِ غَيْرِهٖ مِنَ الْأُمَمِ ظَهَرَ فَضْلُهَا وَرُجْحَانُهَا،وَكَذٰلِكَ فِي الْحُدُوْدِ وَالْأَحْكَامِ وَسَائِرِ الشَّرَائِعِ وَ أُمَّتُهٗ أَكْمَلُ الْأُمَمِ فِيْ كُلِّ فَضِيْلَةٍ فَإِذَاقِيْسَ عِلْمُهُمْ بِعِلْمِ سَائِرِ الْأُمَمِ ظَهَرَ فَضْلُ عِلْمِهِمْ،وَإِنْ قِيْسَ دِيْنُهُمْ وَعِبَادَتُهُمْ وَطَاعَتُهُمْ لِلّٰهِ بِغَيْرِهِمْ ظَهَرَ أَنَّهُمْ أَدْيَنُ مِنْ غَيْرِهِمْ،وَإِذَا قِيْسَ شَجَاعَتُهُمْ وَجِهَادُهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ وَصَبْرُهُمْ عَلَى الْمَكَارِهِ فِيْ ذَاتِ اللهِ ظَهَرَأَنَّهُمْ أَعْظَمُ جِهَادًا وَأَشْجَعُ قُلُوْبًا،وَإِذَاقِيْسَ سَخَاؤُهُمْ وَبَذْلُهُمْ وَسَمَاحَةُ أَنْفُسِهِمْ بِغَيْرِهِمْ تَبَيَّنَ أَنَّهُمْ أَسْخٰى وَأَكْرَمُ مِنْ غَيْرِهِمْ،وَهٰذِهِ الْفَضَائِلُ بِهٖ نَالُوْهَاوَمِنْهُ تَعَلَّمُوْهَا، وَهُوَالَّذِيْ أَمَرَهُمْ بِهَا لَمْ يَكُوْنُوْا قَبْلَهٗ مُتَّبِعِيْنَ لِكِتَابٍ جَاءَ هُوَ بِتَكْمِيْلِهٖ كَمَا جَاءَ الْمَسِيْحُ بِتَكْمِيْلِ شَرِيْعَةِ التَّوْرَاةِ وَكَانَتْ فَضَائِلُ أَتْبَاعِ الْمَسِيْحِ وَعُلُوْمُهُمْ بَعْضُهَا مِنَ التَّوْرَاةِ وَبَعْضُهَا مِنَ الزَّبُوْرِ وَبَعْضُهَا مِنَ النُّبُوَّاتِ وَبَعْضُهَا مِنَ الْمَسِيْحِ وَبَعْضُهَا مِمَّنْ بَعْدَهٗ كَالْحَوَارِيِّيْنَ وَمِنْ بَعْدِ الْحَوَارِيِّيْنَ وَقَدِاسْتَعَانُوْابِكَلَامِ الْفَلَاسِفَةِ وَغَيْرِهِمْ حَتّٰى أَدْخَلُوْالَمَّا غَيَّرُوْا دِيْنَ الْمَسِيْحِ فِيْ دِيْنِ الْمَسِيْحِ أُمُوْرًا مِنْ أُمُوْرِ الْكُفَّارِ الْمُنَاقِضَةِ لِدِيْنِ الْمَسِيْحِ .

جب کوئی دانش مند ان عبادات کو، جو آپ ﷺ نے مشروع فرمائیں اور ان کو، جو کسی دوسری امت میں تھیں دیکھے تو ان عبادات کا (جو آپ نے مشروع فرمائیں) افضل اور راجح ہونا واضح ہو جائیگا اور یہی حال حدود، احکام اور باقی ساری مشروعیات کا ہے۔ آپ ﷺ کی امت ہر فضیلت کے اعتبار سے تمام امتوں سے کامل ہے لہذا اگر اس امت کے علم کا تمام امتوں کے علم کیساتھ موازنہ کیا جائے تو انکے علم کا فضل واضح ہو جائیگا۔ جب ان کی دیانت، عبادت اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا دوسروں سے مقابلہ کیا جائے تو یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ یہ دوسروں سے زیادہ دیندار ہیں۔ اس امت کی بہادری، اللہ کے راستہ میں جہاد اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں جو انکو تکالیف دی جاتی ہیں پر صبر کرنے کا ان کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو واضح ہوگا یہ سب سے زیادہ جہاد کرنے والے اور بہت ہی بہادر دل ہیں۔ ان کی سخاوت، ان کے خرچ کرنے اور جانوں کے نذرانے پیش کرنے کو دوسروں کیساتھ موازنہ کیا جائے تو ظاہر ہو جائے گا یہ سب سے زیادہ سخی اور دوسروں سے بہت ہی فیاض ہیں اور یہ سارے فضائل انہوں نے حضور ﷺ ہی سے حاصل کئے اور آپ ﷺ ہی سے سیکھے ہیں۔ آپ ﷺ نے ہی ان کو ان چیزوں کا حکم فرمایا ہے یہ امت آپ ﷺ سے پہلے کسی اور کتاب کی پیروکار نہیں تھی کہ آپ ﷺ اس کی تکمیل کیلئے تشریف لائے ہوں جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تورات کی شریعت کی تکمیل کیلئے تشریف لائے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متبعین کے فضائل اور ان کے علوم کچھ توریت، کچھ زبور، کچھ نبوت، بعض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اور کچھ ان لوگوں کی وجہ سے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آئے جیسے حواریین اور حواریین کے بعد والے اور یقیناً انہوں نے فلاسفہ اور دیگر کے کلام سے معاونت لی حتی کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کو جب تبدیل کیا تو کافروں کی ایسی بہت سی باتیں اسمیں شامل کردیں جو عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے خلاف اور اسکو تبدیل کرنے والی تھیں۔

<u>اللبیب</u>: عقلمند [جمع] اَلِبّاء۔ لبب (ض س) لَبًا، لَبَابَۃً عقلمند ہونا (ن) لَبًّا اقامت کرنا، سینہ پر مارنا (تفعیل) تلبیبًا گریبان پکڑ کر کھینچنا (تفعل) تلببًا مستعد ہونا۔

وَأَمَّا أُمَّةُ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمْ يَكُونُوا قَبْلَهُ يَقْرَأُونَ كِتَابًا بَلْ عَامَّتُهُمْ مَا آمَنُوا بِمُوسٰى وَعِيسٰى وَدَاوٗدَ وَالتَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ وَالزَّبُوْرِ إِلَّا مِنْ جِهَتِهٖ فَهُوَ الَّذِىْ أَمَرَهُمْ أَنْ يُؤْمِنُوْا بِجَمِيعِ الْأَنْبِيَاءِ وَيُقِرُّوْا بِجَمِيعِ الْكُتُبِ الْمُنَزَّلَةِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَنَهَاهُمْ أَنْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ أَحَدٍ مِّنَ الرُّسُلِ فَقَالَ تَعَالٰى فِى الْكِتَابِ الَّذِىْ جَاءَ بِهٖ

(قُولُوٓا اٰمَنَّا بِاللّٰہِ وَمَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡنَا وَمَآ اُنۡزِلَ اِلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَاِسۡمَاعِیۡلَ وَاِسۡحَاقَ وَیَعۡقُوۡبَ وَالۡاَسۡبَاطِ وَمَآ اُوۡتِیَ مُوۡسٰی وَعِیۡسٰی وَمَآ اُوۡتِیَ النَّبِیُّوۡنَ مِنۡ رَّبِّھِمۡ لَانُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡھُمۡ وَنَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ. فَاِنۡ آمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَا اٰمَنۡتُمۡ بِہٖ فَقَدِ اھۡتَدَوۡا وَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَاِنَّمَا ھُمۡ فِیۡ شِقَاقٍ فَسَیَکۡفِیۡکَھُمُ اللّٰہُ وَھُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ) وَقَالَ تَعَالٰی (آمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَیۡہِ مِنۡ رَّبِّہٖ وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ کُلٌّ آمَنَ بِاللّٰہِ وَمَلٰٓئِکَتِہٖ وَکُتُبِہٖ وَرُسُلِہٖ لَا نُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡ رُّسُلِہٖ وَقَالُوۡا سَمِعۡنَا وَاَطَعۡنَا غُفۡرَانَکَ رَبَّنَا وَاِلَیۡکَ الۡمَصِیۡرُ. لَایُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا لَھَا مَاکَسَبَتۡ وَعَلَیۡھَا مَااکۡتَسَبَتۡ رَبَّنَا لَاتُؤَاخِذۡنَا اِنۡ نَّسِیۡنَا اَوۡاَخۡطَاۡنَا رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَیۡنَا اِصۡرًا کَمَا حَمَلۡتَہٗ عَلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَالَا طَاقَۃَ لَنَا بِہٖ وَاعۡفُ عَنَّا وَاغۡفِرۡ لَنَا وَارۡحَمۡنَا اَنۡتَ مَوۡلَانَا فَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکَافِرِیۡنَ.

آپ ﷺ کی امت کا معاملہ تو یہ ہے کہ انہوں نے آپ سے پہلے کوئی کتاب نہیں پڑھی تھی بلکہ اس امت کی اکثریت نے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت داوٗد علیہ السلام، توریت، انجیل اور زبور پر ایمان بھی آپ ﷺ ہی کی طرف سے لایا، آپ ہی نے حکم صادر فرمایا کہ تمام انبیاء پر ایمان لاؤ اور تمام آسمانی کتب جو اللہ تعالی کی طرف سے نازل شدہ ہیں کا اقرار کرو اور کسی رسول کے درمیان بھی تفریق کرنے سے ان کو منع فرمایا، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد آپ ﷺ کی لائی ہوئی کتاب میں ہے: ترجمہ (کہہ دو کہ ہم ایمان لائے اللہ پر اور اس (حکم) پر جو ہمارے پاس بھیجا گیا اور اس پر بھی جو (حضرت) اسحاق اور (حضرت) یعقوب (علیہم السلام) اور اولادِ یعقوب (علیہم السلام) کی طرف بھیجا گیا اور اس (حکم معجزہ) پر بھی جو (حضرت) موسیٰ اور (حضرت) عیسیٰ (علیہما السلام) کو دیا گیا اور اس پر بھی جو کچھ اور انبیاء علیہم السلام کو دیا گیا انکے پروردگار کی طرف سے اس کیفیت سے کہ ہم ان (حضرات) میں سے کسی ایک میں بھی تفریق نہیں کرتے اور ہم تو اللہ تعالی کے مطیع ہیں (حکم میں صحیفے اور کتابیں سب داخل ہیں، حاصل مضمون کا یہ ہوا کہ دیکھو ہمارا دین کیسا انصاف اور حق کا دین ہے کہ سب انبیاء کو مانتے ہیں سب کتابوں کو سچا جانتے ہیں، سب کے معجزات کو حق سمجھتے ہیں گو بوجہ منسوخ ہونے اکثر احکام کے دوسری مستقل شریعتِ محمدیہ پر عمل کرتے ہیں لیکن انکار اور تکذیب کسی کی نہیں کرتے) سو اگر وہ بھی اسی طریقہ سے ایمان لے آویں جس طریقہ سے (اہل اسلام) ایمان لائے ہوں تب تو وہ بھی راہِ حق پر لگ جاویں گے اور اگر وہ روگردانی

کریں تو وہ لوگ تو (ہمیشہ سے) برسرِ مخالفت ہی ہیں (تو سمجھ لو کہ) آپ کی طرف سے اللہ عنقریب خود ہی نمٹ لیں گے ان سے، اللہ تعالی سنتے ہیں جانتے ہیں۔ دوسرے مقام پر اللہ عزوجل نے فرمایا: ترجمہ:۔ اعتقاد رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس چیز کا جوان کے پاس انکے رب کی طرف سے نازل کی گئی ہے اور مؤمنین بھی سب کے سب عقیدہ رکھتے ہیں اللہ تعالی کے ساتھ اور اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتابوں کے ساتھ اور اس کے پیغمبروں کے ساتھ کہ ہم اس کے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ان سب نے یوں کہا کہ ہم نے (آپکا ارشاد) سنا اور خوشی سے مانا ہم آپکی بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے پروردگار! اور آپ ہی کی طرف (ہم سب کو) لوٹنا ہے۔ اللہ تعالی کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اس کا جو اس کی طاقت (اور اختیار) میں ہو اس کو ثواب بھی اسی کا ملیگا جو ارادے سے کرے اور اس پر عذاب بھی اسی کا ہوگا جو ارادہ سے کرے (یہاں جو ثواب وعقاب کا مدار کسب واکتساب پر رکھا ہے مراد اس سے ثواب وعقاب ابتداءً ہے نہ کہ بواسطہ تسبب کے) اے ہمارے رب! ہم پر دارو گیر نہ فرمایئے اگر ہم بھول جائیں یا چوک جائیں اے ہمارے رب! ہم پر کوئی سخت حکم نہ بھیجئے جیسے ہم سے پہلے لوگوں پر آپ نے بھیجے تھے اے ہمارے رب! اور ہم پر کوئی ایسا بار (دنیا یا آخرت کا) نہ ڈالیے جس کی ہم کو سہار (قوت وبرداشت) نہ ہو اور درگزر کیجئے ہم سے اور بخش دیجئے ہم کو اور رحم کیجئے ہم پر آپ ہمارے کارساز ہیں (اور کارساز طرفدار ہوتا ہے) سو آپ ہم کو کافر لوگوں پر غالب کیجئے۔

شقاق: [مفرد] الشقۃ پھاڑا ہوا ٹکڑا، چیز کا آدھا حصہ جبکہ پھاڑ لیا جائے دیگر جمع شِقَقٌ بھی آتی ہے بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۷ پر ہے۔ غفرانک: غفرلنا (ض) معاف کر دینا، چھپانا۔ غفرٌ اڈھانکنا۔ اِصرا: بوجھ، گناہ، عہد [جمع] آصار۔ اُصر (ض) اُصرًا توڑنا (مفاعلہ) مواصرۃ پڑوسی ہونا (افتعال) انتصارٌ اکثیر التعداد ہونا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اَلظُّلْمُ مُؤَذِّنٌ بِخَرَابِ الْعُمْرَانِ (لابنِ خلدون(۱))

اِعْلَمْ أَنَّ الْعُدْوَانَ عَلَى النَّاسِ فِيْ أَمْوَالِهِمْ ذَاهِبٌ بِآمَالِهِمْ فِيْ تَحْصِيْلِهَا وَاكْتِسَابِهَا لِمَايَرَوْنَهُ حِيْنَئِذٍ مِنْ أَنَّ غَايَتَهَا وَمَصِيْرَهَاانْتِهَابُهَامِنْ أَيْدِيْهِمْ ،وَإِذَا ذَهَبَتْ آمَالُهُمْ فِي اكْتِسَابِهَاوَتَحْصِيْلِهَا انْقَبَضَتْ أَيْدِيْهِمْ عَنِ السَّعْيِ فِيْ ذٰلِكَ وَعَلٰى قَدْرِ الْإِعْتِدَاءِ وَنِسْبَتِهٖ يَكُوْنُ انْقِبَاضُ الرَّعَايَاعَنِ السَّعْيِ فِي الْاِكْتِسَابِ، فَإِذَا كَانَ الْإِعْتِدَاءُ كَثِيْرًا عَامًّا فِيْ جَمِيْعِ أَبْوَابِ الْمَعَاشِ كَانَ الْقُعُوْدُ عَنِ الْكَسْبِ كَذٰلِكَ لِذَهَابِهٖ بِالْآمَالِ جُمْلَةً بِدُخُوْلِهٖ مِنْ جَمِيْعِ أَبْوَابِهَا .

ظلم آبادی کی ویرانی کی خبر دیتا ہے

جان لیجئے !لوگوں پر ان کے مالوں میں ظلم کرنا ،ان کیلئے مال کے حصول اور اس کے کمانے کی تمناؤں کوختم کر دیتا ہے اس لئے کہ وہ دیکھتے ہیں کہ ان اموال کی غایت اور ٹھکانہ ان لوگوں کے ہاتھوں سے چلے جانا ہے۔ جب ان کی تمنائیں اس مال کے حصول اور کسب کی خاطر دم توڑ جائیں تو ان کے ہاتھ عمل کرنے سے رک جاتے ہیں اور جس قدر دشمنی اور ظلم ہوگا اسی قدر مال کے حصول سے بے رغبتی رعایا (عوام) میں ہوگی جب ظلم (دشمنی) کمانے کے تمام ذریعوں میں کثرت سے اور عام ہو تو کوشش (کسب) سے رکنا بھی اسی طرح ہوگا کیونکہ ظلم ان کے تمام دروازوں میں داخل ہو کر تمام امیدوں کو لے جاتا ہے۔

(۱) ۷۳۲ھ میں تیونس میں پیدا ہوئے ناز ونعم سے پرورش پائی اور علم کے باغوں میں خوب سیر کی ،تمام علوم کو اس انداز سے پڑھا کہ متفقہ فی الدین ہو گئے ،علم کی گہرائی میں اس انداز سے اترے کہ تاریخ کے متبحر عالم بن گئے ،آپ حکومتی کاتب اور درباری بھی مقرر ہوئے پھر عہدہ قضاء سنبھالا۔ ۷۶۴ھ میں حکومت کی طرف سے اندلس ایک وفد بھی لے کر گئے تمام امراء اور سرداروں نے آگے بڑھ کر استقبال کیا ،اندلس کے دار الخلافہ غرناطہ کے گورنر نے اپنے لئے خاص کرنا چاہا لیکن ان کے وزیر اس سے متفق نہ ہوئے جس کی وجہ سے وہاں ان کے خلاف حسد وکینہ کے بچھو رینگنے لگے یہ بھی ان بچھوؤں کی سرسراہٹ محسوس کر گئے اور اپنے وطن دمشق واپس آگئے ۔ یہاں پہنچ کر انہوں نے ایک نیا مشغلہ اپنا لیا اور زمین میں سیاحت شروع کر دی، چنانچہ ۷۸۴ھ میں مصر جا پہنچے اور وہاں جامعہ از ہر میں تدریس شروع کر دی ۔ آپکو قضاء کا عہدہ بھی ملا لیکن آپکے قبول نہ کرنے کی وجہ سے واپس لے لیا گیا جب دوبارہ پیش کیا گیا تو آپ نے قبول کیا اور اپنی وفات تک قاضی رہے ۔ابن خلدون کے بارے میں اس پر اتفاق ہے کہ وہ فلسفۂ تاریخ کے امام اور جد اول ہیں آپ نے تاریخ پر جو مقدمہ ابن خلدون لکھا ہے اس جیسا کسی نے بھی نہیں لکھا اور اس سے دنیا جہان کے کتب خانے مزین ہیں ان کی کتاب ،مباحث جدیدہ میں اور جدید آراء ونظریات میں ہمیشہ فائق رہی ہے ۔ابن خلدون اپنے اس ڈھنگ کی کتابت کے طرق کے امام اور خوبصورت تصنیفات علمیہ کی حسین مثال ہیں ،ان کا اسلوب طبعی ،زندہ جاوید اور مضبوط ہونے کے ساتھ ساتھ مرتب اور خوبصورت ہے تصنیف کی اس طرز پر تجدید اور اس کو جدید طرز پر نقل کرنے میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے ۸۰۸ھ میں آپ نے وفات پائی ۔

مؤذن: خبردار کرنیوالا، اذان دینے والا۔ أذن (س) أذنًا کان لگانا، إذنًا، أذینًا اجازت دینا، مباح کرنا، جاننا (ن) أذنًا کان پر مارنا، گوشالی کرنا (إفعال) إیذانًا جتلانا، خشک ہونے لگنا (تفعل) تأذنًا قسم کھانا، اعلان کرنا، دھمکانا۔ خراب: ویران [جمع] أخربة، خرابٌ۔ خرب (س) خَرَبًا، خرابًا اجاڑ ہونا (ض) خَرْبًا ڈھانا۔ انتهاب: نهب (افتعال) انتهابًا لینا، غالب ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۴ پر ہے۔

وَإِنْ كَانَ الْإِعْتِدَاءُ يَسِيْرًا كَانَ الْإِنْقِبَاضُ عَنِ الْكَسْبِ عَلٰى نِسْبَتِهٖ، وَالْعُمْرَانُ وَوُفُوْرُهٗ وَنِفَاقُ أَسْوَاقِهٖ إِنَّمَا هُوَ بِالْأَعْمَالِ وَسَعْيِ النَّاسِ فِي الْمَصَالِحِ وَالْمَكَاسِبِ ذَاهِبِيْنَ وَجَائِيْنَ. فَإِذَا قَعَدَ النَّاسُ عَنِ الْمَعَاشِ وَانْقَبَضَتْ أَيْدِيْهِمْ عَنِ الْمَكَاسِبِ كَسَدَتْ أَسْوَاقُ الْعُمْرَانِ وَانْقَبَضَتِ الْأَحْوَالُ وَابْذَعَرَّ النَّاسُ فِي الْآفَاقِ مِنْ غَيْرِ تِلْكَ الْإِيَالَةِ فِيْ طَلَبِ الرِّزْقِ فِيْمَا خَرَجَ عَنْ نِطَاقِهَا فَخَفَّ سَاكِنُ الْقُطْرِ وَخَلَتْ دِيَارُهٗ وَخَرِبَتْ أَمْصَارُهٗ وَاخْتَلَّ بِاخْتِلَالِهٖ حَالُ الدَّوْلَةِ وَالسُّلْطَانِ لِمَا أَنَّهَا صُوْرَةٌ لِلْعُمْرَانِ تَفْسُدُ بِفَسَادِ مَادَّتِهَا ضَرُوْرَةً.

اگر ظلم کم ہو تو کمانے سے رکنا بھی اسی نسبت سے ہوگا، تعمیر (آبادی) اور اسکی کثرت اور اس کے بازاروں کا رائج ہونا یہ چیزیں اعمال (کوششوں) لوگوں کے مصالح اور مکاسب میں کوشش کرتے ہوئے آنے جانے میں ہے، جب لوگ ذرائع معاش سے رخ پھیرلیں اور کمانے کی جگہوں سے اپنے ہاتھ کھینچ لیں تو آبادی کے بازار میں مندا ہوجاتا ہے احوال ٹوٹ جاتے ہیں، لوگ اطراف عالم میں رزق کی تلاش میں اس صوبے کے علاوہ دیگران صوبوں میں منتشر ہوجاتے ہیں جو حکومتی انتظام سے باہر ہوتے ہیں۔ جب ایک کونے کا رہائشی کوچ کر جاتا ہے تو اسکا گھر خالی ہوجاتا ہے، شہر ویران ہوجاتا ہے اور اس کے کمزور ہونے کی وجہ سے ملک اور بادشاہ کے معاملات بھی کمزور ہوجاتے ہیں کیونکہ (معاملہ یہ ہے کہ) آبادی کی یہی صورت ہے اور اپنے مادہ میں فساد کی وجہ سے آبادی کی صورت فاسد ہوجاتی ہے۔

وفور: وفر (ض) وَفْرًا، فِرَةً (ک) وَفارةً بکثرت ہونا۔ ابذعر: بذعر (افعلال) ابذعرارًا متفرق ہونا، کسی شئے کی طلب میں دوڑنا۔ الإیالة: صوبہ، سیاست، حکومت [جمع] إیالات۔ یروم: روم (ن) رَوْمًا، مَرامًا ارادہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۶۹ پر ہے۔

وَانْظُرْ فِيْ ذٰلِكَ مَا حَكَاهُ الْمَسْعُوْدِيُّ فِيْ أَخْبَارِ الْفُرْسِ عَنِ الْمُوْبَذَانِ صَاحِبِ الدِّيْنِ عِنْدَهُمْ أَيَّامَ بَهْرَامَ بْنِ بَهْرَامَ وَمَا عَرَّضَ بِهٖ لِلْمَلِكِ فِيْ إِنْكَارِ

مَا كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الظُّلْمِ وَالْغَفْلَةِ عَنْ عَائِدَتِهِ عَلَى الدَّوْلَةِ بِضَرْبِ الْمِثَالِ فِيْ ذٰلِكَ عَلٰى لِسَانِ الْبُوْمِ حِيْنَ سَمِعَ الْمَلِكُ أَصْوَاتَهَا وَسَأَلَهُ عَنْ فَهْمِ كَلَامِهَا فَقَالَ لَهُ: إِنَّ بُوْمًا ذَكَرًا يَرُوْمُ نِكَاحَ بُوْمٍ أُنْثٰى وَأَنَّهَا شَرَطَتْ عَلَيْهِ عِشْرِيْنَ قَرْيَةً مِنَ الْخَرَابِ فِيْ أَيَّامِ بَهْرَامَ فَقَبِلَ شَرْطَهَا وَقَالَ لَهَا: إِنْ دَامَتْ أَيَّامُ الْمَلِكِ أَقْطَعْتُكِ أَلْفَ قَرْيَةٍ وَهٰذَا أَسْهَلُ مَرَامٍ. فَتَنَبَّهَ الْمَلِكُ مِنْ غَفْلَتِهِ وَخَلَا بِالْمُوْبَذَانِ وَسَأَلَهُ عَنْ مُرَادِهِ فَقَالَ لَهُ: أَيُّهَا الْمَلِكُ إِنَّ الْمُلْكَ لَا يَتِمُّ عِزُّهُ إِلَّا بِالشَّرِيْعَةِ وَالْقِيَامِ لِلّٰهِ بِطَاعَتِهِ وَالتَّصَرُّفِ تَحْتَ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ، وَلَا قِوَامَ لِلشَّرِيْعَةِ إِلَّا بِالْمَلِكِ، وَلَا عِزَّ لِلْمَلِكِ إِلَّا بِالرِّجَالِ، وَلَا قِوَامَ لِلرِّجَالِ إِلَّا بِالْمَالِ، وَلَا سَبِيْلَ إِلَى الْمَالِ إِلَّا بِالْعِمَارَةِ، وَلَا سَبِيْلَ إِلَى الْعِمَارَةِ إِلَّا بِالْعَدْلِ، وَالْعَدْلُ الْمِيْزَانُ الْمَنْصُوْبُ بَيْنَ الْخَلِيْقَةِ نَصَبَهُ الرَّبُّ وَجَعَلَ لَهُ قَيِّمًا وَهُوَ الْمَلِكُ،

اس کیلئے بہرام بن بہرام کے دورِ حکومت کے اس قصہ کو دیکھئے جو مسعودی نے ''اخبار الفرس'' میں ''موبذان'' کے حوالے سے جوان کے ہاں دین دار آدمی تھا نقل کیا ہے، جس میں ظلم وغفلت کی وجہ سے ملک کو درپیش مسائل کو برا سمجھ کر ان سے انکاری ہونے پر ضرب المثل کے ذریعے بادشاہ پر ایک الّو کی زبان میں تعریض کی ہے۔ جب بادشاہ نے ان کی آوازیں سنیں اور اس سے ان کے کلام کے سمجھنے کا سوال کیا تو اس نے کہا: ''ایک نر الّو نے مادہ الّو سے نکاح کا ارادہ کیا تو مادہ الّو نے اس نر الّو پر بہرام کے دور میں بیس بستیوں کو ویران کرنے کی شرط لگائی تو نر الّو نے اس شرط کو تسلیم کر لیا اور اس سے کہنے لگا: ''اگر بادشاہ کا دورِ حکومت باقی رہا تو میں تیرے لئے ہزاروں بستیاں کاٹ کر رکھ دوں گا اور یہ تو بہت آسان کام ہے''۔ یہ سن کر بادشاہ اپنی غفلت پر متنبہ ہوا اور موبذان کو علیحدگی میں لے گیا اور اس سے اس کی مراد کے بارے میں پوچھنے لگا تو موبذان نے کہا: اے بادشاہ! بے شک مملکت شریعت، اللہ کی اطاعت کو قائم کرنے اور اسکے اوامر ونواہی کے تحت فیصلہ کرنے سے ہی عزت پاتی ہے اور شریعت بادشاہت سے ہی قائم ہوتی ہے اور بادشاہ کی قوت وعزت صرف مردوں سے ہے (مراد لشکر ہے) لشکر صرف مال سے قائم ہوتا ہے اور مال حاصل کرنے کا آبادی (عوام) کے علاوہ کوئی راستہ نہیں، عوام تک رسائی حاصل کرنا صرف عدل وانصاف کے ذریعے ممکن ہے اور عدل ایک ایسا ترازو ہے جس کو خلیفہ کے سامنے رب نے گاڑا ہے اور اس ترازو کے لئے ایک نگہبان مقرر کیا ہے اور وہ بادشاہ ہے۔

وَأَنْتَ أَيُّهَا الْمَلِكُ عَمَدْتَّ الضِّيَاعَ فَانْتَزَعْتَهَا مِنْ أَرْبَابِهَا وَعُمَّارِهَا وَهُمْ أَرْبَابُ الْخِرَاجِ وَمَنْ تُؤْخَذُ مِنْهُمُ الْأَمْوَالُ وَاقْطَعْتَهَا الْحَاشِيَةَ وَالْخَدَمَ وَأَهْلَ الْبِطَالَةِ، فَتَرَكُوْا الْعِمَارَةَ وَالنَّظْرَ فِي الْعَوَاقِبِ وَمَا يُصْلِحُ الضِّيَاعَ وَسُوْمِحُوْا فِيْ الْخِرَاجِ لِقُرْبِهِمْ مِنَ الْمَلِكِ وَوَقَعَ الْحَيْفُ عَلٰى مَنْ بَقِيَ مِنْ أَرْبَابِ الْخِرَاجِ وَعُمَّارِ الضِّيَاعِ فَانْجَلَوْا عَنْ ضِيَاعِهِمْ وَخَلَوْا دِيَارَهُمْ وَآوَوْا إِلٰى مَا تَعَذَّرَ مِنَ الضِّيَاعِ فَسَكَنُوْهَا فَقَلَّتِ الْعِمَارَةُ وَخَرِبَتِ الضِّيَاعُ وَقَلَّتِ الْأَمْوَالُ وَهَلَكَتِ الْجُنُوْدُ وَالرَّعِيَّةُ وَطَمَعَ فِيْ مُلْكِ فَارِسَ مَنْ جَاوَرَهُمْ مِنَ الْمُلُوْكِ لِعِلْمِهِمْ بِانْقِطَاعِ الْمَوَادِ الَّتِيْ لَاتَسْتَقِيْمُ دَعَائِمُ الْمُلْكِ إِلَّا بِهَا،

اے بادشاہ! جب آپنے زمینوں پر قبضہ کا ارادہ کیا تو انکے مالکوں اور تعمیر کرنے والوں سے انہیں چھین لیا حالانکہ ان سے خراج واموال وصول کئے جاتے ہیں، آپنے یہ زمینیں درباریوں، خدام، اور رازداروں کو دیدیں تو انہوں نے تعمیر اور عواقب میں غور وفکر اور زمین کی مصلحت کے بارے میں سوچنا چھوڑ دیا اور بادشاہ کے مقربین ہونے کی وجہ سے ان سے خراج لینے کے معاملہ میں مسامحت سے کام لیا گیا۔ خراج ادا کرنے والوں اور زمینیں آباد کرنے والوں میں سے جو باقی رہ گئے تھے جب ان پر ظلم ہونے لگا تو وہ اپنی زمینوں سے چلے گئے، انہوں نے اپنے گھروں کو خالی کر دیا اور ناقابل رہائش زمینوں میں رہائش اختیار کی اور اس میں رہنے لگے، آبادی کم ہوگئی، زمینیں خراب ہوگئیں، اموال کم پڑ گئے، لشکر اور رعیت ہلاک ہوگئے اور ملک فارس میں پڑوسی بادشاہ طمع کرنے لگے کیوں کہ انہیں علم ہوگیا کہ وہ مواد ختم ہوچکے ہیں جن کی وجہ سے کسی بھی ملک کے ستون (یعنی عمارت) باقی رہتے ہیں۔

الحاشیة : خاص اپنے لوگ، اہل وعیال، کنارہ۔ سومحوا: سمح (مفاعلہ) مسامحۃً نرمی کرنا، مقصد میں موافقت کرنا (ک) سَماحًا، سُموحًا فیاض وسخی ہونا (ف) سَماحًا، سَماحۃً بخشش کرنا، دینا (تفعیل) تسمیحًا نرم ہونا، نرم برتاؤ کرنا (إفعال) إسماحًا فیاض وسخی ہونا۔

دعائم: [فرد] دِعامۃ گھر کا ستون، لکڑی کا کھمبا جس سے چھت کو سہارا دیا جائے۔ دعم (ف) دَعْمًا جھک جانے کے ڈر سے ٹیک یا سہارا لگانا۔

فَلَمَّا سَمِعَ الْمَلِكُ ذٰلِكَ أَقْبَلَ عَلَى النَّظْرِ فِيْ مُلْكِهِ وَانْتُزِعَتِ الضِّيَاعُ مِنْ أَيْدِي الْخَاصَّةِ وَرُدَّتْ إِلٰى أَرْبَابِهَا وَحُمِلُوْا عَلٰى رُسُوْمِهِمُ السَّالِفَةِ وَأَخَذُوْا فِي الْعِمَارَةِ وَقَوِيَ مَنْ ضَعُفَ مِنْهُمْ فَعُمِّرَتِ الْأَرْضُ وَأَخْصَبَتِ الْبِلَادُ

وَكَثُرَتِ الْأَمْوَالُ عِنْدَ جُبَاةِ الْخِرَاجِ وَقَوِيَتِ الْجُنُودُ وَقُطِعَتْ مَوَادُّ الْأَعْدَاءِ وَشَحَنَتِ الثُّغُورُ ، وَأَقْبَلَ الْمَلِكُ عَلٰى مُبَاشَرَةِ أُمُورِهٖ بِنَفْسِهٖ فَحَسُنَتْ أَيَّامُهُ وَانْتَظَمَ مُلْكُهُ .

جب بادشاہ نے یہ ساری صورتحال سنی تو اپنی مملکت کے بارے میں فکر کرنے لگا چنانچہ خواص کے ہاتھوں سے زمین چھین کران کے مالکوں کی طرف لوٹادی گئی اوران کوانکے سابقہ طریقوں پر باقی رکھا گیا وہ تعمیرات میں شروع ہوئے اوران کاضعیف قوی ہوگیا۔زمین کی آبادکاری شروع ہوئی،شہر سرسبز ہوگئے،خراج وصول کرنے والوں کے ہاں اموال میں اضافہ ہوا،لشکر مضبوط ہوگئے اوردشمن کے موادکوختم کردیا گیااورسرحدیں بھرگئیں۔بادشاہ اپنے کام خودسرانجام دینے لگااس کادورعمدہ اورملک منظم ہوگیا۔

رسومھم:[صفت]رسم(ض) رَسِیمًا پاؤں کانشان چھوڑنا،تیز چلنا(إفعال) إرسامًا چلاکر پاؤں کےنشان ڈلوانا(تفعیل) تر سیمًا دھاری دار بنانا(افتعال) ارتسامًا فرمانبرداری کرنا،تکبیر کہنا،دعاکرنا۔السالفة: گزری ہوئی،گردن کاوہ حصہ جوبال لٹکنے کی جگہ ہے[جمع]سوالف۔بقیہ تفصیل صفحہ نمبر۱۸۸پر ہے۔اخصبت: خصب(إفعال)إخصابًا سرسبز ہونا،سرسبز کرنا۔خصب(ض،س)خِصْبًا سرسبز ہونا،زرخیز ہونا۔جباة: جبو(ن)جَبًا، جُبُوًا،جبی(ض)جِبَايَةً جمع کرنا۔بقیہ تفصیل صفحہ نمبر۱۴۴پر ہے۔الثغور:[مفرد]الثَّغر سرحد، پہاڑیاوادی کی کشادگی۔ثغر(ف)ثَغْرًا سوراخ کرنا،رخنہ بندکرنا۔

فَتَفَهَّمْ مِنْ هٰذِهِ الْحِكَايَةِ أَنَّ الظُّلْمَ مُخَرِّبٌ لِلْعُمْرَانِ وَأَنَّ عَائِدَةَ الْخَرَابِ فِي الْعُمْرَانِ عَلَى الدَّوْلَةِ بِالْفَسَادِ وَالْإِنْتِقَاضِ،وَلَا تَنْظُرْ فِيْ ذٰلِكَ إِلٰى أَنَّ الْإِعْتِدَاءَ قَدْ يُوْجَدُ فِي الْأَمْصَارِ الْعَظِيْمَةِ مِنَ الدُّوَلِ الَّتِيْ بِهَا وَلَمْ يَقَعْ فِيْهَا خَرَابٌ.وَاعْلَمْ أَنَّ ذٰلِكَ إِنَّمَا جَاءَ مِنْ قِبَلِ الْمُنَاسَبَةِ بَيْنَ الْإِعْتِدَاءِ وَأَحْوَالِ أَهْلِ الْمِصْرِ فَلَمَّا كَانَ الْمِصْرُ كَبِيْرًا وَعُمْرَانُهُ كَثِيْرًا وَأَحْوَالُهُ مُتَّسِعَةً بِمَا لَا يَنْحَصِرُ كَانَ وُقُوْعُ النَّقْصِ فِيْهِ بِالْإِعْتِدَاءِ وَالظُّلْمِ لَيْسِيْرًا لِأَنَّ النَّقْصَ إِنَّمَا يَقَعُ بِالتَّدْرِيْجِ فَإِذَا خَفِيَ بِكَثْرَةِ الْأَحْوَالِ وَاتِّسَاعِ الْأَعْمَالِ فِي الْمِصْرِ لَمْ يَظْهَرْ أَثَرُهُ إِلَّا بَعْدَ حِيْنٍ وَقَدْ تَذْهَبُ تِلْكَ الدَّوْلَةُ الْمُعْتَدِيَةُ مِنْ أَصْلِهَا قَبْلَ خَرَابِ الْمِصْرِ وَتَجِيْئُ الدَّوْلَةُ الْأُخْرٰى فَتَرْقَعُهُ بِجِدَّتِهَا وَتَجْبُرُ النَّقْصَ الَّذِيْ كَانَ خَفِيًّا فِيْهِ فَلَا يَكَادُ يُشْعَرُ بِهٖ إِلَّا أَنَّ ذٰلِكَ فِي الْأَقَلِّ النَّادِرِ .

اس حکایت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ظلم آبادی کو خراب کرنے والا ہے اور آبادی میں فساد کا نتیجہ مملکت کے ٹوٹنے اور فساد کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ اس طرف نہ دیکھ کہ ظلم بعض اوقات کسی مملکت کے بڑے بڑے شہروں میں پایا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود ان میں کوئی خرابی نہیں آتی، اس لئے کہ وہ، ظلم اور شہر والوں کے احوال میں مناسبت کی وجہ سے ہے، جب شہر بڑا ہو، اسکی آبادی زیادہ ہو اور اسکے احوال ایسی چیزوں کے ساتھ کشادہ ہوں جنکا شمار نہیں کیا جاسکتا تو ظلم اور زیادتی کی وجہ سے وہاں نقصان کم ہوتا ہے اس لئے کہ نقصان بتدریج آتا ہے۔ چنانچہ جب اعمال واحوال میں وسعت کی وجہ سے نقصان شہر میں مخفی ہو تو اس کا اثر کچھ عرصے کے بعد ہی ظاہر ہوتا ہے اور بعض اوقات وہ مملکۃ ظالمۃ اپنے بادشاہ سمیت شہر کی خرابی سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ دوسری مملکت آجاتی ہے وہ اس ملک کو نئے سرے سے پیوند لگاتی ہے اور اس نقصان کو جو مخفی تھا، ٹھیک کر دیتی ہے۔ چنانچہ وہ نقصان محسوس ہی نہیں ہوتا لیکن ایسا بہت کم ہوتا ہے۔

الانتفاض: نفض (افتعال) انتفاضًا خراب ہونا، تڑکنا۔ بالتدريج: درج (تفعیل) تدریجًا آہستہ آہستہ قریب کرنا، ہونا، لپیٹنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۹ پر ہے۔ ترقع: رقع (ف) رَقْعًا پیوند لگانا، تیز چلنا (س) رَقَاعَۃً احمق وبے شرم ہونا (تفعیل) ترقیعًا پیوند لگانا (مفاعلہ) مراقعۃً عادی بننا۔

وَالْمُرَادُ مِنْ هٰذَا أَنَّ حُصُوْلَ النَّقْصِ فِي الْعُمْرَانِ عَنِ الظُّلْمِ وَالْعُدْوَانِ أَمْرٌ وَاقِعٌ لَابُدَّ مِنْهُ لِمَا قَدَّمْنَاهُ وَوَبَالُهُ عَائِدٌ عَلَى الدُّوَلِ. وَلَا تَحْسَبَنَّ الظُّلْمَ إِنَّمَا هُوَ أَخْذُ الْمَالِ أَوِ الْمُلْكِ مِنْ يَدِ مَالِكِهٖ مِنْ غَيْرِ عِوَضٍ وَلَاسَبَبٍ كَمَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ. بَلِ الظُّلْمُ أَعَمُّ مِنْ ذٰلِكَ وَكُلُّ مَنْ أَخَذَ مُلْكَ أَحَدٍ أَوْ غَصَبَهٗ فِيْ عَمَلِهٖ أَوْ طَالَبَهٗ بِغَيْرِ حَقٍّ أَوْ فَرَضَ عَلَيْهِ حَقًّا لَمْ يَفْرِضْهُ الشَّرْعُ فَقَدْ ظَلَمَهٗ. فَجُبَاةُ الْأَمْوَالِ بِغَيْرِ حَقِّهَا ظَلَمَةٌ. وَالْمُعْتَدُوْنَ عَلَيْهَا ظَلَمَةٌ. وَالْمُنْتَهِبُوْنَ لَهَا ظَلَمَةٌ. وَالْمَانِعُوْنَ لِحُقُوْقِ النَّاسِ ظَلَمَةٌ وَغُصَّابُ الْأَمْلَاكِ عَلَى الْعُمُوْمِ ظَلَمَةٌ. وَوَبَالُ ذٰلِكَ كُلِّهٖ عَائِدٌ عَلَى الدَّوْلَةِ بِخَرَابِ الْعُمْرَانِ الَّذِيْ هُوَ مَادَّتُهَا لِإِذْهَابِهِ الْآمَالَ مِنْ أَهْلِهٖ.

مقصود یہ ہے کہ ظلم اور زیادتیوں کی وجہ سے آبادی میں نقصان کا ہونا ایسا امر واقعی ہے جس سے کوئی مفر نہیں اور اس کا وبال ملکوں پر پڑتا ہے جس کی وجہ ہم بتا چکے۔ یہ نہ سمجھنا

کہ ظلم صرف، بغیر عوض اور سبب کے مالک کے ہاتھ سے ملک و مال چھین لینے کو کہتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے بلکہ ظلم اس سے کہیں عام ہے جس شخص نے بھی کسی دوسرے کی ملکیت کو لیا یا اپنے عمل کے ذریعے غصب کیا یا بغیر حق کے اس کا مطالبہ کیا یا اس پر کوئی ایسا حق مقرر کیا جو شریعت کا مقرر کردہ نہیں ہے تو اس نے اس پر ظلم کیا ہے۔ چنانچہ بغیر حق کے مالوں کا ٹیکس وصول کرنے والے، ان پر حد سے تجاوز کرنے والے، ان کو لوٹنے والے، لوگوں کے حقوق ادا نہ کرنے والے ظالم ہیں اور املاک کو غصب کرنے والے بالعموم ظالم ہیں ان سب کا وبال ملک پر اس طرح آتا ہے کہ آبادی جو ملک کی اصل ہے برباد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ وہ آبادی والوں کی امیدوں کو ختم کر دیتا ہے۔

وَاعْلَمْ أَنَّ هٰذِهِ هِيَ الْحِكْمَةُ الْمَقْصُوْدَةُ لِلشَّارِعِ فِيْ تَحْرِيْمِ الظُّلْمِ وَهُوَ مَا يَنْشَأُ عَنْهُ مِنْ فَسَادِ الْعُمْرَانِ وَخَرَابِهِ وَذٰلِكَ مُؤْذِنٌ بِانْقِطَاعِ النَّوْعِ الْبَشَرِيِّ وَهِيَ الْحِكْمَةُ الْعَامَّةُ الْمُرَاعَاةُ لِلشَّرْعِ فِيْ جَمِيْعِ مَقَاصِدِهِ الضَّرُوْرِيَّةِ الْخَمْسَةِ مِنْ حِفْظِ الدِّيْنِ وَالنَّفْسِ وَالْعَقْلِ وَالنَّسْلِ وَالْمَالِ، فَلَمَّا كَانَ الظُّلْمُ كَمَا رَأَيْتَ مُؤْذِنًا بِانْقِطَاعِ النَّوْعِ لِمَا أَدّٰى إِلَيْهِ مِنْ تَخْرِيْبِ الْعُمْرَانِ كَانَتْ حِكْمَةُ الْحَظْرِ فِيْهِ مَوْجُوْدَةً فَكَانَ تَحْرِيْمُهُ مُهِمًّا وَأَدِلَّتُهُ مِنَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ كَثِيْرَةً أَكْثَرَ مِنْ أَنْ يَأْخُذَهَا قَانُوْنُ الضَّبْطِ وَالْحَصْرِ.

جان لیجئے کہ ظلم کے حرام کرنے میں شارع ﷺ کی یہی حکمت مقصود ہے کہ اس ظلم کی وجہ سے آبادیوں میں فساد اور خرابی پیدا ہوتی ہے اور وہ بنی نوع انسان کے خاتمے کی خبر دیتا ہے۔ یہی وہ حکمت عام ہے جس کی شریعت نے اپنے تمام ضروری مقاصد خمسہ یعنی دین، نفس، عقل، نسب اور مال کی حفاظت میں رعایت کی ہے چنانچہ جب ظلم جیسا کہ آپ دیکھ رہے ہیں بنی نوع انسان کے خاتمے کی خبر دیتا ہے اس لئے کہ اسی کی وجہ سے آبادی برباد ہوتی ہے تو ممانعت کی حکمت اس میں موجود ہے چنانچہ اس کو حرام قرار دینا انتہائی اہم ہے۔ قرآن وسنت میں اس کے دلائل اتنے زیادہ ہیں جن کا تحریر وضبط میں احاطہ کرنا مشکل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

اَلْمَدَنِیَّةُ الْعَجَمِیَّةُ عِنْدَ بِعْثَةِ الرَّسُوْلِ ﷺ

(للشیخ ولی اللہ الدھلوی(۱)

اِعْلَمْ ! أَنَّ الْعَجَمَ وَالرُّوْمَ لَمَّا تَوَارَثُوا الْخِلَافَةَ قُرُوْنًا كَثِيْرَةً وَخَاضُوْا فِيْ لَذَّةِ الدُّنْيَا،وَنَسُوا الدَّارَ الْآخِرَةَ،وَاسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ، تَعَمَّقُوْا فِيْ مَرَافِقِ الْمَعِيْشَةِ وَتَبَاهَوْا بِهَا،وَوَرَدَ عَلَيْهِمْ حُكَمَاءُ الْآفَاقِ يَسْتَنْبِطُوْنَ لَهُمْ دَقَائِقَ الْمَعَاشِ وَمَرَافِقَهُ،فَمَازَالُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهَا،وَيَزِيْدُ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَيَتَبَاهَوْنَ بِهَا،حَتّٰى قِيْلَ: إِنَّهُمْ كَانُوْا يُعِيْرُوْنَ مَنْ كَانَ يَلْبَسُ مِنْ صَنَادِيْدِهِمْ مِنْطَقَةً أَوْ تَاجًا قِيْمَتُهَا دُوْنَ مِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ .أَوْ لَا يَكُوْنُ لَهٗ قَصْرٌ شَامِخٌ وَآبْزَنٌ وَحَمَّامٌ وَبَسَاتِيْنُ،وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ دَوَابٌّ فَارِهَةٌ وَغِلْمَانٌ حُسَّانٌ،وَلَا يَكُوْنُ لَهٗ تَوَسُّعٌ فِي الْمَطَاعِمِ،وَتَجَمُّلٌ فِي الْمَلَابِسِ وَذِكْرُ ذٰلِكَ يَطُوْلُ وَمَا تَرَاهُ مِنْ مُلُوْكِ بِلَادِكَ يُغْنِيْكَ عَنْ حِكَايَاتِهِمْ .

جناب نبی کریم ﷺ کی بعثت کے وقت عجمی شہریت کا حال

جان لیجئے ! کہ عجم اور روم جب ایک لمبا عرصہ بادشاہت کے ساتھ وابستہ رہے تو دنیا کی لذتوں میں ڈوب گئے ، دار آخرت کو بھول گئے اور شیطان ان پر غالب آ گیا تو وہ معاشی منافع میں منہمک ہو گئے اور ان منافع کے ساتھ فخر کا اظہار کرنے لگے دنیا جہاں کے حکماء حضرات ان کی خدمت میں آتے اور ان کے لئے معیشت کی باریکیاں اور اس کے

(۱) قطب الدین احمد ولی اللہ بن عبدالرحیم بن وجیہ الدین العمری الدہلوی ۱۱۱۴ھ میں پیدا ہوئے اور اپنے والد محترم سے کسب علم کیا اور پندرہ سال کی عمر بھی نہ گزری تھی کہ فارغ ہوئے پھر تدریس وتالیف کا سلسلہ شروع کیا یہاں تک کہ ۱۱۴۳ میں حجاز کا سفر کیا، وہاں کے علماء کرام سے استفادہ کیا اور شیخ ابوطاہر مدنیؒ سے علم حدیث حاصل کیا پھر ہندوستان واپس لوٹے اور درس وافادہ اور تالیف اور تجدید میں مشغول ہو گئے اور آخری وقت تک مشغول رہے۔ آپؒ اللہ کی نشانیوں میں سے اور اسلام کی نابغہ روزگار ہستیوں میں سے تھے علامہ سید صدیق حسن خان قنوجی امیر بھوپال کہتے ہیں کہ اگر شیخ قرون متقدمہ میں ہوتے تو اسلام کے کبار ائمہ مجتہدین میں ان کا شمار ہوتا۔ آپ محدث ، حکیم الاسلام، مفسر، فقیہ، اصولی ، متکلم اور سیاسی ، فلسفی اور مجدد الدین والعلم تھے ، یہی وہ محدث ہیں جو ہندوستان ہی کیا پورے عجم میں چلنے والی سند حدیث کا مرجع ہیں، تمام شیوخ کی سندیں یہاں آکر جمع ہو جاتی ہیں اور پھر آگے سلسلہ سند سب کا ایک ہے اور یہی حضرت محدث دہلویؒ کے نام سے مشہور ہیں آپ عربی لکھنے اور تالیف میں ید طولی رکھتے تھے، آپ کا قلم بحر رواں تھا آپ کی بعض کتابیں ایسی ہیں کہ اب تک اس طرح کی کتابیں نہیں لکھی گئیں خصوصاً " الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، ازالۃ الخفاء فی خلافۃ الخلفاء، رسالۃ الانصاف فی سبب الاختلاف'' مشہور ہیں، رہی ان کی مشہور کتاب '' حجۃ اللہ البالغہ'' تو وہ اپنے موضوع کی منفرد کتاب ہے اور اس میں حقائق دینیہ کی تشریح، عقل و نقل کی تطبیق دینی اور سیاسی نظام کی شرح کی گئی ہے اور یہ سبق بھی اسی سے ماخوذ ہے آپ کی وفات ۱۱۷۶ھ میں ہوئی۔

منافع ایجاد کیا کرتے تھے۔ وہ انہی کے ایجاد کردہ معاشی نکات پر ہمیشہ عمل پیرا رہے اور ان میں سے بعض، بعض پر فوقیت لے جاتے تھے اور اس پر اظہار فخر کرتے تھے، حتی کہ یہ کہا جانے لگا کہ وہ لوگ اپنے سرداروں میں سے ہر اس آدمی کو عیب دار گردانتے تھے جو کوئی کمر کا پٹکا یا تاج ایسا پہنتا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ دراہم سے کم ہو یا اس کے ہاں عالیشان محل، فوارہ، حمام اور باغات نہ ہوں، اس کے پاس چاق وچوبند جانور ہوں اور نہ ہی اسکے پاس حسین وجمیل غلام ہوں، اس کے کھانوں میں کشادگی وآسودگی ہو اور نہ ہی اس کے لباس تزئین وآرائش سے آراستہ ہوں غرض ان سب کا ذکر بہت طویل ہے اور جب آپ اپنے شہر کے بادشاہوں کو دیکھیں گے تو آپ عجمی ورومی لوگوں کی حکایات سے مستغنی ہو جائیں گے (یعنی یہ ان سے دو چار قدم آگے ہیں)

استحوذ: حوذ (استفعال) اَستحواذ ابصلہ [علی] غالب ہونا (ن) حَوْذًا حفاظت کرنا (إفعال) إحواذ اہانکنا، تیز چلنا۔ تعمقوا: عمق (تفعّل) تعمّقًا تہہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا [کلامہ] خوب چرب لسانی سے گفتگو کرنا (ک) عُمقًا دور ہونا، کشادہ ولمبا ہونا (ک) عَماقۃً گہرا ہونا (تفعیل) تعمیقًا گہری نظر ڈالنا۔ تباھوا: بھی (تفاعل) تباھیًا باہم فخر کرنا (ن، س، ک) بَھاءً احسین وخوبصورت ہونا، ظریف ہونا (س) بھیً ویران ہونا (تفعیل) تبھیۃً کشادہ کرنا (مفاعلہ) مباھاۃً مقابلہ میں فخر کرنا۔ یستنبطون: نبط (استفعال) استنباطًا ایجاد کرنا، ظاہر کرنا (ض، ن) نَبطًا، نُبوطًا زمین یا چشمہ سے ابلنا (إفعال) إنباطًا (تفعیل) تنبیطًا نکالنا، ظاہر کرنا (افتعال) انتباطًا [الحکم] اجتہاد سے نکالنا۔ صنادید: بہادر سردار، مصیبتیں، لشکر کی جماعت [مفرد] صِندید، صِنْدِد۔ منطقۃ: کمر کا پٹکا [جمع] مناطق۔ نطق (ض) نُطقًا، نُطوقًا بولنا (إفعال) إنطاقًا گفتگو کرانا (تفعیل) تنطیقًا پٹکا یا پٹی باندھنا، گفتگو کرانا۔ النطق (مصدر) نطق ظاہری (گفتگو) ونطق باطنی (فہم وادراک) ہر دو مراد ہوتے ہیں۔ شامخ: [جمع] شُمَّخ بلند ہونا۔ شمخ (ف) شَمخًا، شُموخًا بلند ہونا (تفاعل) تشامخًا بلند ہونا، تکبر کرنا۔ فارھۃ: چالاک، خوب کھانے والا۔ فرہ (س) فَرھًا خوش ہونا، اکڑنا (کرم) فَراھۃً، فُروھۃً ماہر ہونا، حاذق ہونا (إفعال) إفراھًا چست وچالاک غلام لینا۔

فَدَخَلَ كُلُّ ذٰلِكَ فِيْ أُصُوْلِ مَعَاشِهِمْ وَصَارَ لَا يَخْرُجُ مِنْ قُلُوْبِهِمْ إِلَّا أَنْ تَمَزَّعَ وَتَوَلَّدَ مِنْ ذٰلِكَ دَاءٌ عُضَالٌ دَخَلَ فِيْ جَمِيْعِ أَعْضَاءِ الْمَدِيْنَةِ، وَآفَةٌ عَظِيْمَةٌ لَمْ يَبْقَ مِنْهُمْ أَحَدٌ مِنْ أَسْوَاقِهِمْ وَرُسْتَاقِهِمْ وَغَنِيِّهِمْ وَفَقِيْرِهِمْ إِلَّا

قَداسْتَوْلَتْ عَلَيْهِ وَأَخَذَتْ بِتَلَا بِيْبِهٖ وَأَعْجَزَتْهُ فِيْ نَفْسِهٖ وَأَهَاجَتْ عَلَيْهِ غُمُوْمًا وَهُمُوْمًا لَا إِرْجَاءَ لَهَا.

بہر حال! یہ سب باتیں ان کے معیشت کے اصولوں میں اس طرح رچ بس گئیں کہ ان کے دلوں سے نکلتی ہی نہ تھیں مگر یہ کہ ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں، نوبت بایں جا رسید کہ ان لوگوں میں ایک ایسا تھکا دینے والا مرض ناسور پیدا ہو گیا جو کہ شہر کے تمام لوگوں میں سرایت کر گیا اور اسکی وجہ سے عظیم مصیبت پیدا ہو گئی، جس سے ان کا کوئی فرد، بازار گنجان آبادیاں، امراء، اور فقراء وغرباء بھی محفوظ نہ رہے، الغرض سب پر یہ مصیبت چھا گئی اور ان لوگوں کو ان کے گریبانوں سے پکڑ لیا اور ان کو اپنے نفس میں عاجز ومجبور کر دیا اور ان کو ایسی پریشانیوں اور مصائب میں گھیر دیا جن کے ختم ہونے کا زمانہ قریب نہ تھا۔

تمزع: مزع (تفعّل) تمزّعا جدا جدا کرنا، تقسیم کرنا (ف) مَزْعًا آہستہ سے چھلانگ مارنا، متفرق کرنا۔ عضال: عضل (ن) عَضْلًا، سخت ہونا، منع کرنا (ض، س، ن) عِضْلًا، عِضلانًا منع کرنا (س) عَضَلًا بہت سخت گوشت والا ہونا، پنڈلی کے پٹھے کا موٹا ہونا۔ رستاقهم: دیہات [جمع] رَسَاتِيْق۔ بتلا بيبه: [مفرد] تلبيب گریبان، بتکلف عقل کا اظہار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۵۶ پر ہے۔ إرجاء: رجأ (إفعال) إرجاءً زمانہ قریب ہونا، مؤخر کرنا۔

وَذٰلِكَ أَنَّ تِلْكَ الْأَشْيَاءَ لَمْ تَكُنْ لِتَحْصُلَ إِلَّا بِبَذْلِ أَمْوَالٍ خَطِيْرَةٍ وَلَا تَحْصُلُ تِلْكَ الْأَمْوَالُ إِلَّا بِتَضْعِيْفِ الضَّرَائِبِ عَلَى الْفَلَّاحِيْنَ وَالتُّجَّارِ وَأَشْبَاهِهِمْ، وَالتَّضْيِيْقِ عَلَيْهِمْ فَإِنِ امْتَنَعُوْا قَاتَلُوْهُمْ وَعَذَّبُوْهُمْ وَإِنْ أَطَاعُوْا جَعَلُوْهُمْ بِمَنْزِلَةِ الْحَمِيْرِ وَالْبَقَرِ يَسْتَعْمِلُ * تُسْتَعْمَلُ * فِي النَّضْحِ وَالدِّيَاسِ وَالْحَصَادِ، وَلَا تُقْتَنٰى إِلَّا لِيُسْتَعَانَ بِهَا فِي الْحَاجَاتِ. ثُمَّ لَا تُتْرَكُ سَاعَةً مِّنَ الْعَنَاءِ حَتّٰى صَارُوْا لَا يَرْفَعُوْنَ رُؤُوْسَهُمْ إِلَى السَّعَادَةِ الْأُخْرَوِيَّةِ أَصْلًا وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ذٰلِكَ.

یہ بات بھی مسلم ہے کہ یہ تمام چیزیں مال کثیر خرچ کئے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی تھیں اور اس ''مال کثیر'' کو حاصل کرنے کا واحد راستہ صرف یہی تھا کہ کسانوں، تاجروں اور ان جیسے دوسرے لوگوں پر عشر وخراج (یعنی ٹیکسز) دوگنے کر دیے جائیں اور ان پر زندگی تنگ کر دی جائے چنانچہ اگر یہ کسان وغیرہ ان ٹیکسز سے انحراف کرتے تو وہ لوگ ان سے جنگ وجدال کا معاملہ کرتے اور تکلیفیں پہنچاتے۔ اگر یہ کسان وغیرہ ان کی اطاعت وفرمانبرداری

کرتے تو وہ لوگ ان کو گدھوں اور گائے کی مانند کھیتوں کے سیراب کرانے اور کھیتی و غلہ گہانے اور کاٹنے وغیرہ میں استعمال کرتے اور ان کو جمع ہی اس لئے کیا جاتا تھا کہ ان سے اپنی حاجات میں مدد لی جائے، پھر ان کو تھکاوٹ و مشقت کے لحات سے ایک لحہ بھی دور نہیں رکھا جاتا یہاں تک کہ ان کی حالت ایسی ہوگئی کہ سعادت اخروی کی طرف کبھی سر اٹھا کر دیکھا اور نہ ہی وہ اس کی قوت و طاقت رکھتے تھے۔

الضرائب: [مفرد] ضَرِيبَۃٌ جزیہ، عادت، طبیعت۔ النضح: پانی جس سے کھیت سیراب کیا جائے، پانی وغیرہ کا چھڑکاؤ، ہر وہ چیز جو پانی کی طرح رقیق ہو۔ نَضَحَ (ف، ض) نَضْحًا چھڑکنا (ف) نَضْحًا، نَضَحَانًا ٹپکنا، پسینہ والا ہونا (إفعال) إنضاحًا آلودہ کرنا۔

الدیاس: دوس (ن) دَوْسًا، دِيَاسَۃً گاہنا، کسی کو ذلیل کرنا، صیقل کرنا (انفعال) اندیاسۃً پاؤں سے روندا جانا (مفاعلہ) مداوسۃً جنگ میں ایک دوسرے کو پاؤں سے روندنا۔ لا تقتني: قنو (افتعال) اقتناءً جمع کرنا، اپنے لئے حاصل کرنا (ن) قَنْوًا، قُنُوانًا جمع کرنا، پیدا کرنا (ض، س) قَنُوًا لازم پکڑنا، غنی کرنا (س) قَنًا تنگ ہونا (تفعل) تقنّیًا نفقہ سے بچے ہوئے کا ذخیرہ کرنا۔

العناء: عنی (س) عَنَاءً تھکنا (ض) عَنْيًا واقع ہونا، مفید ہونا، عِنَايَۃً حفاظت کرنا (إفعال) إعناءً (تفعیل) تعنیۃً تکلیف پہنچانا (مفاعلہ) معاناۃً مشقت برداشت کرنا، مدارات کرنا (افتعال) اعتناءً اہتمام کرنا۔

وَرُبَمَا كَانَ إِقْلِيمٌ وَاسِعٌ لَيْسَ فِيهِمْ أَحَدٌ يُهِمُّهُ دِينُهُ، وَلَمْ يَكُنْ لِيَحْصُلَ أَيْضًا إِلَّا بِقَوْمٍ يَتَكَسَّبُونَ بِتَهْيِئَةِ تِلْكَ الْمَطَاعِمِ وَالْمَلَابِسِ وَالْأَبْنِيَةِ وَغَيْرِهَا وَيَتْرُكُونَ أُصُولَ الْمَكَاسِبِ الَّتِي عَلَيْهَا بِنَاءُ نِظَامِ الْعَالَمِ وَصَارَ عَامَّةُ مَنْ يَطُوفُ عَلَيْهِمْ يَتَكَلَّفُونَ مُحَاكَاةَ الصَّنَادِيدِ فِي هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ وَإِلَّا لَمْ يَجِدُوا عِنْدَهُمْ حِظْوَةً وَلَا كَانُوا عِنْدَهُمْ عَلَى بَالٍ.

بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ایک بہت بڑی ریاست ہوتی تھی لیکن اس میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہوتا تھا جسکے نزدیک اسکا دین اہمیت رکھتا ہو اور اسکو حاصل کرنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا تھا ہاں مگر ایسی قوم وہاں آباد ہوتی تھی جن کی کمائی کے مصارف کھانے، لباس اور عمارات وغیرہ ہی تھیں اور وہ کمائی کے ان اصولوں کو جن پر نظام عالم کی بنیاد تھی چھوڑ دیتے تھے چنانچہ ان کے پاس آنے والے عام لوگ بھی اس پر مجبور ہوتے تھے کہ وہ ان کے سامنے ان اشیاء کے متعلق سرداروں کی حکایات و قصص بیان کریں وگرنہ وہ ان کے نزدیک کوئی مقام

رکھتے تھے اور نہ ہی ان کی کوئی حیثیت ہوتی تھی۔

وَصَارَ جُمْهُورُ النَّاسِ عَيَالًا عَلَى الْخَلِيفَةِ يَتَكَفَّفُونَ مِنْهُ تَارَةً عَلَى أَنَّهُمْ مِنَ الْغُزَاةِ وَالْمُدَبِّرِينَ لِلْمَدِينَةِ يَتَرَسَّمُونَ بِرُسُومِهِمْ وَلَا يَكُونُ الْمَقْصُودُ دَفْعَ الْحَاجَةِ وَلٰكِنَّ الْقِيَامَ بِسِيرَةِ سَلَفِهِمْ ،وَتَارَةً عَلَى أَنَّهُمْ شُعَرَاءُ جَرَتْ عَادَةُ الْمُلُوكِ بِصِلَتِهِمْ،وَتَارَةً عَلَى أَنَّهُمْ زُهَّادٌ وَفُقَرَاءُ يَقْبُحُ مِنَ الْخَلِيفَةِ أَنْ لَا يَتَفَقَّدَ حَالَهُمْ فَيَضِيقُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وَتَتَوَقَّفُ مَكَاسِبُهُمْ عَلَى صُحْبَةِ الْمُلُوكِ وَالرِّفْقِ بِهِمْ وَحُسْنِ الْمُحَاوَرَةِ مَعَهُمْ وَالتَّمَلُّقِ مِنْهُمْ وَكَانَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَنُّ الَّذِي تَتَعَمَّقُ أَفْكَارُهُمْ فِيهِ وَتَضِيعُ أَوْقَاتُهُمْ مَعَهُ .

چنانچہ لوگوں کا ایک بڑا طبقہ خلیفہ کی زیر کفالت تھا، وہ لوگ خلیفہ کے سامنے دست سوال دراز کرتے کبھی اس عنوان سے کہ وہ غازیوں میں سے اور شہر کے خیر خواہوں میں سے ہیں اور ان کے طریقے پر گامزن ہیں۔ انکا مقصد حاجت کو پورا کرنا نہیں ہوتا تھا بلکہ اپنے سلف کی سیرت وکردار کو اختیار کرنا ہوتا تھا، کبھی اس عنوان سے کہ وہ شعراء میں سے ہیں اور بادشاہوں کی عادت ہے کہ وہ ان کو صلہ دیتے ہیں اور کبھی اس عنوان سے کہ وہ زاہد وفقیر ہیں اور خلیفہ کو یہ بات ناگوار تھی کہ ان زُہاد کے حالات سے ناآشنا ہو کہ وہ ایک دوسرے پر بوجھ بن جائیں بادشاہوں کی صحبت، انکے ساتھ نرمی، اچھی گفتگو اور خوشامد وچاپلوسی ہی ان کی کمائی کا مدار تھی اور یہ ایک ایسا فن تھا جس میں ہی ان کی فکریں ڈوبی ہوئی تھیں اور اسی میں انکا وقت ضائع ہوتا تھا۔

<u>یتکففون</u> : کفف (تفعّل) تکفّفا مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلانا، مٹھی بھر یا بھوک روکنے کے لائق مانگنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۱ پر ہے۔<u>یقبح</u>: قبح (ک) قبحا، قباحۃً برا ہونا، بدصورت ہونا۔<u>یتفقد</u>: فقد (تفعّل) تفقدا (افتعال) افتقادا گم شدہ کی تلاش کرنا۔<u>التملق</u>: ملق (تفعّل) تملّقا چاپلوسی کرنا، چبانا (س) مَلَقا (مفاعلہ) ممالقۃً چاپلوسی کرنا (ن) مَلْقا مٹانا، نرم کرنا (إفعال) إملاقا محتاج ہوجانا، ضائع کردینا (انفعال) انملاقا نرم وچمکدار ہونا، بچ نکلنا۔

فَلَمَّا كَثُرَتْ هٰذِهِ الْأَشْغَالُ تَشَبَّعَ فِي نُفُوسِ النَّاسِ هَيَآتٌ خَسِيسَةٌ وَأَعْرَضُوا عَنِ الْأَخْلَاقِ الصَّالِحَةِ ،وَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَعْرِفَ حَقِيقَةَ هٰذَا الْمَرَضِ فَانْظُرْ إِلَى قَوْمٍ لَيْسَتْ فِيهِمُ الْخِلَافَةُ وَلَا هُمْ مُتَعَمِّقُونَ فِي لَذَائِذِ الْأَطْعِمَةِ وَالْأَلْبِسَةِ تَجِدُ كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ بِيَدِهِ أَمْرُهُ وَلَيْسَ عَلَيْهِ مِنَ الضَّرَائِبِ الثَّقِيلَةِ مَا يُثْقِلُ ظَهْرَهُ فَهُمْ يَسْتَطِيعُونَ التَّفَرُّغَ لِأَمْرِ الدِّينِ وَالْمِلَّةِ، ثُمَّ تَصَوَّرْ حَالَهُمْ لَوْ

كَانَ فِيهِمِ الْخِلَافَةُ وَمَلَأُهَا وَسَخَّرُوا الرَّعِيَّةَ وَتَسَلَّطُوا عَلَيْهِمْ .

چنانچہ جب یہ اشغال بڑھ گئے تو لوگوں میں بری اور خراب کیفیات ظاہر ہونے لگیں اور وہ اچھے اخلاق سے روگردانی کرنے لگے ،اگر آپ چاہتے ہیں کہ اس مرض کی حقیقت کو پہچان لیں تو اولاً ایک ایسی قوم کا تصور کریں جس میں نہ ہی خلافت ہو،اور نہ ہی وہ لوگ کھانے پینے کی لذتوں میں مستغرق ہوں ،اسمیں ہر آدمی کو اپنا خود کفیل پائیں گے اور نہ ہی اس پر بھاری ٹیکسز ہوں گے جو اس کی پیٹھ کو جھکا دیں ،تو وہ لوگ دین اور امت کے لئے فرصت پا سکتے ہیں پھر آپ اس قوم کا تصور کریں جسمیں خلافت ہو اور اس کا نگران وسربراہ ہو جس نے لوگوں کو اور رعایا کو مسخر کر رکھا ہو اور لوگوں پر مسلط ہو گیا ہو (تو پھر آپ پر اس مرض کی حقیقت آشکار ہو جائیگی)۔

فَلَمَّا عَظُمَتْ هٰذِهِ الْمُصِيبَةُ وَاشْتَدَّ هٰذَا الْمَرَضُ سَخِطَ عَلَيْهِمُ اللّٰهُ وَالْمَلَائِكَةُ الْمُقَرَّبُونَ وَكَانَ رِضَاهُ تَعَالٰى فِي مُعَالَجَةِ هٰذَا الْمَرَضِ بِقَطْعِ مَادَّتِهِ فَبَعَثَ نَبِيًّا أُمِّيًّا ﷺ لَمْ يُخَالِطِ الْعَجَمَ وَالرُّومَ وَلَمْ يَتَرَسَّمْ بِرُسُومِهِمْ وَجَعَلَهُ مِيزَانًا يُعْرَفُ بِهِ الْهُدٰى الصَّالِحُ الْمَرْضِيُّ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ الْمَرْضِيِّ وَأَنْطَقَهُ بِذَمِّ عَادَاتِ الْأَعَاجِمِ وَقُبْحِ الْاِسْتِغْرَاقِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَالْاِطْمِئْنَانِ بِهَا، وَنَفَثَ فِي قَلْبِهِ أَنْ يُحَرِّمَ عَلَيْهِمْ رُؤُوسَ مَا اعْتَادَهُ الْأَعَاجِمُ وَتَبَاهَوْا بِهَا كَلُبْسِ الْحَرِيرِ وَالْقَسِّيِّ وَالْأُرْجُوَانِ، وَاسْتِعْمَالِ أَوَانِي الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَحُلِيِّ الذَّهَبِ غَيْرِ الْمُقَطَّعِ، وَالثِّيَابِ الْمَصْنُوعَةِ فِيهَا الصُّوَرُ وَتَزْوِيقِ الْبُيُوتِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ، وَقَضٰى بِزَوَالِ دَوْلَتِهِمْ بِدَوْلَتِهِ وَرِيَاسَتِهِمْ بِرِيَاسَتِهِ وَبِأَنَّهُ إِذَا هَلَكَ كِسْرٰى فَلَا كِسْرٰى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ .

چنانچہ جب یہ مصیبت بڑی ہوگئی اور یہ مرض شدت اختیار کر گیا تو اللہ رب العزت اور اس کے مقرب فرشتے ان سے ناراض ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اس میں ہوئی کہ وہ اس مرض کا علاج اس کے مادّے کو ختم کر کے کریں چنانچہ نبی امی (ہاشمی سرور کونین ،تاجدار دو عالم محمد) ﷺ کو مبعوث فرمایا جنکی عجم وروم کے لوگوں سے کوئی مخالطت تھی اور نہ ہی ان کے رسوم سے وہ آراستہ تھے ،اللہ تعالیٰ نے اس نبی کو ایسا معیار بنا دیا جس کے ذریعہ صالح اور مقبول عند اللہ ہدایت کو غیر مقبول ہدایت سے امتیاز کر لیا جاتا تھا ،انکو عادات عجم کی برائی سے آگاہ فرمایا اور دنیاوی زندگی میں انہماک اور اس کے ساتھ اطمینان کو ناپسند فرمایا۔ ان کے دل میں

القاء فرمایا کہ وہ ان لوگوں پر ایسی برائیوں کی جڑیں جیسے ریشم کا استعمال، ریشمی لباس اور کپڑوں کا پہننا، سونے چاندی کے برتن کا استعمال، غیر ڈھلے ہوئے سونے کے زیورات، تصاویر پر مشتمل کپڑے اور گھروں کے نقش ونگار وغیرہ، حرام کردیں جن کو اعاجم نے اختیار کیا اور ان کے ساتھ فخر کیا اور یہ فیصلہ فرمایا کہ ان کے ملک وسلطنت کا زوال ان (ﷺ) کے ملک وسلطنت کے بدلے میں اور ان (روم وعجم) کی ریاست کا زوال اس (ﷺ) کی ریاست کے بدلے میں ہے۔ جب کسریٰ ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہے اور جب قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہے۔

نفث: نفث (ن،ض) نَفْثًا ،نَفَثَانًا القاء کرنا تھوک پھینکنا (مفاعلہ) منافثۃ چپکے چپکے بات کرنا۔ تزویق: زوق (تفعیل) تزویقًا نقش ونگار کرنا، آراستہ کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

أَهْلُ الطَّبقَةِ الْعُلْيَا مِنَ الْأُمَّةِ

(لسید عبدالرحمن الكواكبي(۱)

اَلْفُتُوْرُ بَالِغٌ فِیْ غَالِبِ أَهْلِ الطَّبْقَةِ الْعُلْيَا مِنَ الْأُمَّةِ وَلَا سِيَّمَا فِي الشُّيُوْخِ، مُرَتَّبَةٌ (الْخَوَرَ فِي الطَّبِيْعَةِ) لِأَنَّنَا نَجِدُهُمْ يَنْتَقِصُوْنَ أَنْفُسَهُمْ فِیْ كُلِّ شَيْئٍ، وَيَتَقَاصَرُوْنَ عَنْ كُلِّ عَمَلٍ وَيَحْجُمُوْنَ عَنْ كُلِّ إِقْدَامٍ، وَيَتَوَقَّعُوْنَ الْخَيْبَةَ فِیْ كُلِّ أَمَلٍ، وَمِنْ أَقْبَحِ آثَارِ هٰذَا الْخَوَرِ نَظْرُهُمْ الْكَمَالَ فِي الْأَجَانِبِ كَمَا يَنْظُرُ الصِّبْيَانُ الْكَمَالَ فِیْ آبَائِهِمْ وَمُعَلِّمِيْهِمْ، فَيَنْدَفِعُوْنَ لِتَقْلِيْدِ الْأَجَانِبِ وَأَتْبَاعِهِمْ،

(۱) سید عبدالرحمان الکواکبی حلب کے ایک معزز گھرانے میں ۱۲۶۵ھ میں پیدا ہوئے انمیں بڑے لوگوں کا فخر پایا جاتا تھا اور آپ نے ایسی فضا میں جو اپنی بلند و بالا عزت وشرافت، غیرت وحمیت جیسی رسوم کیساتھ ممتاز تھی، پرورش پائی اور اسی پرورش کی وجہ سے آپ کی طبیعت ایسی ہوگئی کہ بات میں سنجیدگی، فکر میں گہرائی اور شرافت میں پاکبازی تھی۔ اپنی قوم کے دیگر افراد کی طرح آپ نے لغت عربی اور دیگر علوم کو حاصل کیا (لیکن) آپ نے اس تعلیم پر اکتفاء نہ کیا بلکہ علوم ریاضیہ اور طبعیہ (فزکس) کی وادی پرخاش میں اترے اور اس مرحلے کو بھی بخیر وخوبی طے کیا، آپ فارسی اور ترکی زبانوں پر دسترس حاصل کر کے تاریخی کتب اور عثمانی طرز حکومت کے قوانین کے مطالعہ میں منہمک ہوگئے۔ آپ بہت سارے حکومتی عہدوں اور مناصب پر فائز ہوئے۔ حلب میں ''الشہباء'' نامی تحریک آزادی کا رسالہ نکالتے تھے جسمیں حلب میں (جابر) حکمرانوں کی جارحیت کی خوب خبر لیتے تھے، آپ مسلمانوں کے خراب احوال کے بارے میں بڑے حساس تھے چنانچہ آپ نے کرہ ارض کے تمام مسلمانوں کے تعارف، انکے امراض کی تشخیص اور اسکے علاج کی جستجو کیلئے زندگی کا ایک بڑا حصہ مختص کردیا اور یہ متن میں مذکور امراض بھی اسی جستجو کا ایک حصہ ہیں، امراض بھی بیان کیے اور ساتھ میں علاج بھی، اسی طلب وجستجو میں انھوں نے مشرق سے مغرب تک کے مسلمانوں کے تمام شہروں میں سیاحت کی یہاں تک کہ مصر میں ۶ ربیع الاول ۱۳۲۰ھ میں انکو موت نے آلیا۔

فِيمَا يَظُنُّونَهُ رِقَّةً وَظَرَافَةً وَتَمَدُّنًا وَيَنخَدِعُونَ لَهُمْ فِيمَا يَغُشُّونَهُم بِهِ، كَاستَحسَانِ تَرْكِ التَّصَلُّبِ فِي الدِّينِ وَالِافتِخَارِ بِهِ،

امت کے اونچے طبقے کے لوگ

سستی امت کے اکثر اونچے طبقے والوں اور خصوصا اس طبقے کے سرداروں میں طبعی کمزوری کے درجے کو پہنچ چکی ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ وہ ہر چیز میں اپنے آپ کو ناقص سمجھتے ہیں، ہر عمل کی انجام دہی میں کوتاہی کرتے ہیں، ہر قسم کے اقدام سے باز رہتے ہیں اور ہر امید میں محرومی کی توقع رکھتے ہیں اس کمزوری کا قبیح ترین اثر ان کا اجنبی لوگوں میں کمال کو اس طرح دیکھنا ہے جیسے بچے اپنے والدین اور اساتذہ میں دیکھتے ہیں۔ چنانچہ وہ اجنبیوں اور ان کے پیروکاروں کی تقلید ان چیزوں میں تیزی سے کرتے ہیں جسے وہ آسودگی، ذہانت اور تہذیب خیال کرتے ہیں اور وہ ایسی چیزوں میں انکے دھوکہ میں آجاتے ہیں جس کے ذریعہ وہ (اجانب) انہیں دھوکہ میں مبتلا کریں جیسے دین میں سختی چھوڑ دینے کو اچھا سمجھنا اور اس پر فخر کرنا۔

الفتور: [مفرد] الفترکمزوری، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۱۷ پر ہے۔ الخور: خور (س) خَوَرًا کمزور وست ہونا، ٹوٹنا (تفعیل) تخویرًا کمزور ہونا، ڈھیلا ہونا (إفعال) إخارة موڑنا (استفعال) استخارۃً مہربانی چاہنا۔ یحجمون: حجم (إفعال) إحجامًا بصلہ [عن] ڈر کر باز رہنا، پیچھے ہٹنا (ن،ض) حَجْمًا بصلہ [عن] پھیرنا، پچھنے لگانا (ن) حُجُمًا ابھرنا (افتعال) احتجامًا پچھنے لگوانا۔ الخيبة: خيب (ض) خَيْبَةً (تفعّل) تخيبًا محروم ہونا (إفعال) إخابة (تفعيل) تخييبًا محروم کرنا۔ رقة: آسودگی، مہربانی، رحمت، شرم، باریکی، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۲ پر ہے۔ ظرافة: ظرف (ک) ظَرَافةً، ظَرُفًا ذہین ہونا، خوش شکل وچالاک ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۷ پر ہے۔ تمدنا: مدن (تفعّل) تمدّنًا شائستہ ہونا (ن) مُدُونًا اقامت کرنا، شہر میں آنا (تفعیل) تمدینًا شہر آباد کرنا۔

فَمِنهُم مَّن يَستَحيِي مِنَ الصَّلَاةِ فِي غَيرِ الخَلَوَاتِ، وَكَإِهمَالِ التَّمَسُّكِ بِالعَادَاتِ القَومِيَّةِ، فَمِنهُم مَّن يَستَحيِي مِن عِمَامَتِهِ، وَكَالبُعدِ عَنِ الِاعتِزَازِ بِالعَشِيرَةِ كَأَنَّ قَومَهُم مِن سَقَطِ البَشَرِ، وَكَنَبذِ التَّحَزُّبِ لِلرَّأيِ كَأَنَّهُم خُلِقُوا قَاصِرِينَ، وَكَالغَفلَةِ عَن إِيثَارِ الأَقرَبِينَ فِي المَنَافِعِ، وَكَالقُعُودِ عَنِ التَّنَاصُرِ وَالتَّرَاحُمِ بَينَهُم كَي لَا يُشَمَّ مِن ذٰلِكَ رَائِحَةُ التَّعَصُّبِ الدِّينِيِّ، وَإِن كَانَ عَلَى الحَقِّ إِلَى نَحوِ ذٰلِكَ مِنَ الخِصَالِ الذَّمِيمَةِ فِي أَهلِ الخَورِ مِنَ المُسلِمِينَ ١٨

الْحَمِيدَةِ فِي الْأَجَانِبِ، لِأَنَّ الْأَجَانِبَ يُمَوِّهُوْنَ عَلَيْهِمْ بِأَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ التَّحَلِّيَ بِهَا دُوْنَهُمْ .

چنانچہ ان میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو تنہائی کے علاوہ نماز پڑھنے سے شرم محسوس کرتے ہیں۔ اسی طرح قومی عادات اپنانے کو جان بوجھ کر چھوڑ دینا، بعض پگڑی پہننے سے شرم کرتے ہیں، اسی طرح اپنے قبیلہ پر فخر کرنے سے دور رہنا گویا انکی قوم گرے پڑے لوگ ہیں، اسی طرح رائے (مشورہ) کے لئے جمع ہونے کو پس پشت ڈال دینا گویا کہ وہ ناقص (اور گھٹیا) پیدا کیے گئے ہیں۔ اسی طرح ضرورت کی چیزوں میں رشتہ داروں کیلئے قربانی دینے سے غفلت برتنا. اسی طرح آپس میں ایک دوسرے کی مدد اور شفقت کو چھوڑ دینا تاکہ اس سے دینی تعصب کی بو نہ سونگھی جا سکے اگر چہ وہ تعصب حق ہی کیوں نہ ہو. اس طرح کی جتنی بری عادتیں کمزور مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں، وہ سب اجانب کے حق میں اچھی ہیں، اس لیے کہ اجانب ان کو یہ باور کراتے ہیں کہ وہی ان صفات کے زیور سے آراستہ ہیں نہ کہ دوسرے لوگ۔

اهمال: همل (إفعال) إهمالاً جان بوجھ کر یا بھولے سے چھوڑ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۸ پر ہے۔ الاعتزاز: عزز (افتعال) اعتزاز فخر کرنا، اپنے آپ کو طاقتور وقوی سمجھنا (ض) عزیز ہونا، قوی ہونا (تفعیل) تعزیزاً تعظیم کرنا (إفعال) إعزازاً عزیز بنانا۔ التحزب: حزب (تفعّل) تحزباً جمع ہونا، پارٹی پارٹی ہونا (ن) حزباً پہنچنا، سخت ہونا (تفعیل) تحزیباً پارٹی پارٹی کر کے جمع کرنا۔ یموھون: موہ (تفعیل) تمویھاً جھوٹی بات خلاف واقعہ سنانا (ن) مَوْھاً داخل ہونا، ملانا (إفعال) إماھةً ملنا، ملانا۔

وَهٰؤُلَاءِ الْوَاهِنَةُ يَحِقُّ لَهُمْ أَنْ تَشُقَّ عَلَيْهِمْ مُفَارَقَةُ حَالَاتٍ أَلِفُوْهَا عُمْرَهُمْ، كَمَا قَدْ يَأْلَفُ الْجِسْمُ السُّقْمَ فَلَا تَلَذُّ لَهُ الْعَافِيَةُ فَإِنَّهُمْ مُنْذُ نُعُوْمَةِ أَظْفَارِهِمْ تَعَلَّمُوا الْأَدَبَ مَعَ الْكَبِيْرِ يُقَبِّلُوْنَ يَدَهُ أَوْ ذَيْلَهُ أَوْ رِجْلَهُ، وَأَلِفُوا الْإِحْتِرَامَ فَلَا يَدُوْسُوْنَ الْكَبِيْرَ وَلَوْ دَاسَ رِقَابَهُمْ، وَأَلِفُوا الثَّبَاتَ ثَبَاتَ الْأَوْتَادِ تَحْتَ الْمَطَارِقِ، وَأَلِفُوا الْإِنْقِيَادَ وَلَوْ إِلَى الْمَهَالِكِ، وَأَلِفُوْا أَنْ تَكُوْنَ وَظِيْفَتُهُمْ فِي الْحَيَاةِ دُوْنَ النَّبَاتِ، ذَاكَ يَتَطَاوَلُ وَهُمْ يَتَقَاصَرُوْنَ. ذَاكَ يَطْلُبُ السَّمَاءَ وَهُمْ يَطْلُبُوْنَ الْأَرْضَ ، كَأَنَّهُمْ لِلْمَوْتِ مُشْتَاقُوْنَ .

ان کمزور (بزدل) لوگوں کے مناسب ہے کہ ان حالات کی جدائی ان پر گراں ہو

جن سے تمام عمر یہ ایسے مانوس تھے جیسے کبھی جسم بیماری سے مانوس ہو جاتا ہے اور اسے عافیت میں لذت نہیں آتی اسلئے کہ انہوں نے اپنی کامیابیوں کی نعمتوں میں بڑے کیساتھ ایسا ادب کرنا سیکھا کہ اسکے ہاتھ، دامن یا پاؤں چومتے ہیں اور (اسکے ساتھ) ایسا احترام کرنے سے مانوس ہوئے کہ اسکو کبھی ذلیل نہیں کرتے چاہے وہ انکی گردن کچل دے، ایسی ثابت قدمی سے مانوس ہوئے جیسے میخوں کی ہتھوڑے تلے ثابت قدمی ہوتی ہے اور تابعداری کے (بھی) عادی تھے چاہے وہ ہلاکت کیطرف لے جانے والی ہو اور اس سے بھی مانوس ہو گئے تھے کہ زندگی میں انکا رزق مقرر ہو جائے نہ کہ زمین سے اگنے والی شے (یعنی ان کو ماہانہ وظیفہ رقم کی صورت میں درکار تھا) وہ بڑا ترقی کرتا رہتا ہے اور یہ تنزلی کا شکار رہتے ہیں وہ آسمان کی بلندیوں کا طالب ہوتا ہے اور یہ زمین کی پستیوں کے طالب ہوتے ہیں گویا یہ موت کے امیدوار ہیں۔

المطارق: [مفرد] المِطرَق ہتھوڑا، روئی اون دھننے کا ڈنڈا۔ طرق (ن) طَرْقًا ہتھوڑا مارنا، اون دھنا، کھٹکھٹانا۔

وَهٰكَذَا طُوْلُ الْأُلْفَةِ عَلٰى هٰذِهِ الْخِصَالِ قَلَبَ فِيْ فِكْرِهِمُ الْحَقَائِقَ وَ جَعَلَ عِنْدَهُمُ الْمَخَازِيَ مَفَاخِرَ، فَصَارُوْا يُسَمُّوْنَ التَّصَاغُرَ أَدَبًا. وَالتَّذَلُّلَ لُطْفًا، وَالتَّمَلُّقَ فَصَاحَةً. وَاللُّكْنَةَ رَزَانَةً، وَتَرْكَ الْحُقُوْقِ سَمَاحَةً، وَقُبُوْلَ الْإِهَانَةِ تَوَاضُعًا، وَالرِّضَاءَ بِالظُّلْمِ طَاعَةً، كَمَا يُسَمُّوْنَ دَعْوَى الْإِسْتِحْقَاقِ غُرُوْرًا. وَ الْخُرُوْجَ عَنِ الشَّأْنِ الذَّاتِيِّ فُضُوْلًا. وَمَدَّ النَّظْرِإِلَى الْغَدِ أَمَلًا، وَالْإِقْدَامَ تَهَوُّرًا، وَ الْحَمِيَّةَ حَمَاقَةً، وَالشَّهَامَةَ شَرَاسَةً وَحُرِّيَّةَ الْقَوْلِ وَقَاحَةً وَحُبَّ الْوَطَنِ جُنُوْنًا.

اسی طرح ان خصائل پر ان کی دیرینہ انسیت نے حقائق کو انکے ذہنوں میں الٹ دیا اور ان کے ہاں ذلت کی چیزوں کو فخر کی اشیاء بنا دیا۔ چنانچہ یہ ہیچمندی کو ادب، ذلت کو نزاکت، چاپلوسی کو فصاحت، لکنت کو سنجیدگی (اپنے) حقوق چھوڑنے کو سخاوت، ذلت قبول کرنے کو انکساری اور ظلم پر راضی ہونے کو اطاعت کا نام دینے لگے جیسا کہ طلبِ حقوق کے دعویٰ کو بے جا امید، ذاتی حالت سے نکلنے کو بے کار بات، کل کیلئے غور و فکر کرنے کو ''امید'' جرأت کو لاپرواہی، خودداری کو بیوقوفی، جوانمردی کو بدخلقی، آزاد کلامی کو گستاخی اور (جذبہ) حب الوطنی کو جنون کا نام دینے لگے۔

اللکنة: تتلاہٹ، ہلکا پن۔ لکن (س) لَکَنًا، لُکْنَۃً گفتگو میں اٹکنا، ہکلانا (تفاعل) تلاکنا ہنسانے کیلئے ہکلا کے بولنا۔ رزانة: رزن (ک) رَزَانَۃً سنجیدہ و باوقار ہونا، بوجھل

ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۷ پر ہے۔ سماحة: سَمُحَ (ک) سَماحۃً، سَماحًا، فیاض ہونا (ف) سَماحۃً، سَماحًا دینا (تفعیل) تسمیحًا نرم ہونا، دوڑنا (إفعال) إسماحًا فیاض وسخی ہونا۔ تهورا: معاملہ میں لاپرواہی کرنا۔ الشهامة: قابل مدح بڑے بڑے کاموں کو سرانجام دینے کے لئے خود آگے بڑھنا، اس کا مرادی معنی جوانمردی کے ساتھ کیا گیا ہے، ورنہ لغوی معنی تیز فہم ہونا اور ذکی ہونا آتا ہے۔ شراسة: شرس (س) شَرَاسۃً شَرَسًا، شَرِسًا بد خلق ہونا (ن) شَرَسًا سخت کلامی سے جلانا، لگام کھینچنا۔ وقاحة: وقح (ک) وَقاحۃً (ض) قِحَۃً (س) وَقَحًا قبیح افعال پر جری ہونا، بے حیاء و بے شرم ہونا (تفاعل) تواقحًا بے حیائی ظاہر کرنا۔

وَلْيُعْلَمْ أَنَّ النَّاشِئَةَ الَّذِيْنَ تَعْقِدُ الْأُمَّةُ آمَالَهَا بِأَحْلَامِهِمْ عَسٰى يَصْدُقُ مِنْهَا شَيْئٌ وَتَتَعَلَّقُ الْأَوْطَانُ بِحِبَالِ هِمَّتِهِمْ عَسَاهُمْ يَأْتُوْنَ فِعْلًا ، هُمْ أُولٰئِكَ الشَّبَابُ وَمَنْ فِيْ حُكْمِهِمِ الْمُحَمَّدِيُّوْنَ الْمُهَذَّبُوْنَ الَّذِيْنَ يُقَالُ فِيْهِمْ إِنَّ شَبَابَ رَأْيِ الْقَوْمِ عِنْدَ شَبَابِهِمْ ، اَلَّذِيْنَ يَفْتَخِرُوْنَ بِدِيْنِهِمْ فَيَحْرِصُوْنَ عَلَى الْقِيَامِ بِمَبَانِيْهِ الْأَسَاسِيَّةِ نَحْوَ الصَّلَاةِ وَالصَّوْمِ وَيَتَجَنَّبُوْنَ مَنَاهِيَهُ الْأَصْلِيَّةَ نَحْوَ الْمَيْسِرِ وَالْمُسْكِرَاتِ،اَلَّذِيْنَ لَايَقْصُرُوْنَ بِنَاءَ قُصُوْرِ الْفَخْرِ عَلٰى عِظَامٍ نَخَرَهَا الدَّهْرُ، وَلَا يَرْضَوْنَ أَنْ يَّكُوْنُوْا حَلْقَةً سَاقِطَةً بَيْنَ الْأَسْلَافِ وَالْأَخْلَافِ. اَلَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ أَنَّهُمْ خُلِقُوْا أَحْرَارًا ، فَيَأْبُوْنَ الذُّلَّ وَالْإِسَارَ ،اَلَّذِيْنَ يَوَدُّوْنَ أَنْ يَّمُوْتُوْا كِرَامًا ، وَلَا يَحْيَوْنَ لِئَامًا ، اَلَّذِيْنَ يَجْهَدُوْنَ أَنْ يَّنَالُوْا حَيَاةً رَضِيَّةً ، حَيَاةَ قَوْمٍ كُلُّ فَرْدٍ مِّنْهُمْ سُلْطَانٌ مُسْتَقِلٌّ فِيْ شُؤُوْنِهٖ لَايَحْكُمُهٗ غَيْرُ الدِّيْنِ، وَشَرِيْكٌ أَمِيْنٌ لِقَوْمِهٖ يُقَاسِمُهُمْ وَيُقَاسِمُوْنَهُ الشَّقَاءَ وَالْهَنَاءَ ، وَوَلَدٌ بَارٌّ لِوَطَنِهٖ لَايَبْخَلُ عَلَيْهِ بِجُزْءٍ طَفِيْفٍ مِنْ فِكْرِهٖ وَوَقْتِهٖ وَمَالِهٖ،اَلَّذِيْنَ يُحِبُّوْنَ وَطَنَهُمْ حُبَّ مَنْ يَعْلَمُ أَنَّهٗ خُلِقَ مِنْ تُرَابٍ،اَلَّذِيْنَ يَعْشَقُوْنَ الْإِنْسَانِيَّةَ وَيَعْلَمُوْنَ أَنَّ الْبَشَرِيَّةَ هِيَ الْعِلْمُ ، وَالْبَهِيْمِيَّةَ هِيَ الْجَهَالَةُ،اَلَّذِيْنَ يَعْتَبِرُوْنَ أَنَّ خَيْرَ النَّاسِ أَنْفَعُهُمْ لِلنَّاسِ،اَلَّذِيْنَ يَعْرِفُوْنَ أَنَّ الْقُنُوْطَ وَبَاءُ الْآمَالِ،وَالتَّرَدُّدَ وَبَاءُ الْأَعْمَالِ،اَلَّذِيْنَ يَفْقَهُوْنَ أَنَّ الْقَضَاءَ وَالْقَدَرَ هُمَا السَّعْيُ وَالْعَمَلُ،اَلَّذِيْنَ يُوْقِنُوْنَ أَنَّ كُلَّ مَا عَلَى الْأَرْضِ مِنْ أَثَرٍ هُوَ مِنْ عَمَلِ أَمْثَالِهِمُ الْبَشَرِ فَلَا يَتَخَيَّلُوْنَ إِلَّا الْمَقْدُرَةَ وَلَا يَتَوَقَّعُوْنَ مِنَ الْأَقْدَارِ إِلَّا الْخَيْرَ.

مزید یہ (بھی) معلوم ہونا چاہیے کہ جوانوں کا وہ طبقہ جن کی عقلوں سے امت کی امیدیں وابستہ ہیں، ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ سچی ثابت ہوں اور جن کی ہمتوں کی رسیوں

سے وطنوں (کی بقاء) متعلق ہے قریب ہے کہ وہ کوئی کارنامہ سرانجام دیں یہی جوان اور جو محمدی (ﷺ) تہذیب یافتہ ان جیسے کہ جن کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ قوم کی مضبوط رائے انکے نوجوانوں کے پاس ہے یہی وہ طبقہ ہے جو اپنے دین پر فخر کرتا ہے، نماز، روزہ جیسی بنیادی چیزوں کو ادا کرنے کا حرص رکھتا ہے، جو اور نشہ آور چیزوں جیسی منہیات سے پرہیز کرتا ہے یہی وہ لوگ ہیں جو ہڈیوں (جیسی بنیادوں) پر ایسے بلند وبالا محلات تعمیر نہیں کرتے جن کو زمانہ ہی بوسیدہ کردے اور اس پر راضی نہیں ہوتے کہ متقدمین ومتاخرین کے درمیان ایک حقیر سا گروہ بنیں، یہی وہ لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ وہ آزاد پیدا ہوئے ہیں چنانچہ ذلت اور غلامی سے انکاری (ناخوش) ہوتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو معزز لوگوں کی طرح مرنا پسند کرتے ہیں اور کمینوں کی طرح زندہ رہنا نہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کوشش کرتے ہیں کہ ایسی قوم جیسی خوش عیش زندگی حاصل کرلیں جس کا ہر فرد، اپنے حالات کا ایک مستقل بادشاہ ہو، دین کے علاوہ کوئی اور اس کا حاکم نہ ہو، یہ اپنی قوم کا امانت دار شریک ہے، قوم اس کو اور یہ اس کو غمی وخوشی میں (برابر) شریک کرتا ہے۔ اپنے وطن کا خیر خواہ لڑکا ہے اپنی فکر، وقت اور اپنے مال میں سے تھوڑے سے حصے کا بھی وطن کیلئے بخل نہیں کرتا۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے وطن سے اس شخص کی طرح محبت رکھتے ہیں جو جانتا ہے کہ وہ مٹی سے پیدا ہوا ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو انسانیت سے عشق کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ بشریت ہی علم ہے اور حیوانیت جہالت ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے جانچ لیا ہے کہ لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچانے والا ہو۔ یہی وہ لوگ ہیں جو پہچانتے ہیں کہ مایوسی امیدوں کیلئے وبالِ جان ہے، تردد اعمال کیلئے بربادی ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو خوب سمجھتے ہیں کہ قضاء وقدر کوشش وکارنامے کا نام ہے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو یقین رکھتے ہیں کہ زمین پر جو بھی اثر ہے وہ ان جیسے انسانوں کے عمل کی وجہ سے ہے چنانچہ یہ مقدر چیزوں کا ہی خیال کرتے ہیں اور تقدیر سے ہی خیر کی امید رکھتے ہیں۔

نخر: نخر (تفعیل) تنخیراً بوسیدہ کرنا، گفتگو کرنا (س) نَخَرً ابوسیدہ ہونا (ض، ن) نَخْرًا، نَخِيرً اخراٹے لینا۔ لئاما: [مفرد] لئیم۔ لأم (ک) لؤمًا، مَلأمَةً ذلیل ہونا، بخیل ہونا (ف) لأمًا کمینگی کی طرف نسبت کرنا (تفعیل) تلئیمًا ایسا کام کرنا جس سے لوگ کمینہ کہیں۔ (افتعال) التئامًا آپس میں چمٹ جانا (استفعال) استیلامًا کمینوں میں شادی کرنا۔ الھناء: ھنأ (ض) ھنأً خوشگوار ہونا، مبارک ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ طفیف: حقیر، خسیس، کم، نامکمل۔ طفف (ن، ض) طفًا قریب ہونا، اٹھانا (تفعیل) تطفیفًا بخل کرنا (اِفعال) اِطفافًا

جھانکنا، مشتمل ہونا، جھکانا۔

وَأَمَّا النَّاشِئَةُ الْمُتَفَرْنِجَةُ فَلا خَيْرَ فِيهِمْ لِأَنْفُسِهِمْ فَضْلًا عَنْ أَنْ يَّنْفَعُوْا أَقْوَامَهُمْ وَأَوْطَانَهُمْ شَيْئًا، وَذٰلِكَ لِأَنَّهُمْ لَاخَلاقَ لَهُمْ تَتَجَاذَبُهُمُ الْأَهْوَاءُ كَيْفَ شَاءَتْ لَا يَتْبَعُوْنَ مَسْلَكًا، وَلَا يَسِيْرُوْنَ عَلٰى نَامُوْسٍ مُطَّرِدٍ لِأَنَّهُمْ يَحْكُمُوْنَ الْحِكْمَةَ فَيَفْتَخِرُوْنَ بِدِيْنِهِمْ وَلٰكِنْ لَّا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَهَاوُنًا وَكَسَلًا، وَيَرَوْنَ غَيْرَهُمْ مِنَ الْأُمَمِ يَتَبَاهَوْنَ بِأَقْوَامِهِمْ وَيَسْتَحْسِنُوْنَ عَادَاتِهِمْ وَمُمَيِّزَاتِهِمْ فَيَمِيْلُوْنَ لِمُنَاظَرَتِهِمْ وَلٰكِنْ لَّا يَقْوَوْنَ عَلٰى تَرْكِ التَّفَرْنُجِ كَأَنَّهُمْ خُلِقُوْا أَتْبَاعًا، وَيَجِدُوْنَ النَّاسَ يَعْشَقُوْنَ أَوْطَانَهُمْ فَيَنْدَفِعُوْنَ لِلتَّشَبُّهِ بِهِمْ فِي التَّشْبِيْبِ وَالْإِحْسَاسِ فَقَطْ دُوْنَ التَّشَبُّثِ بِالْأَعْمَالِ الَّتِيْ يَسْتَوْجِبُهَا الْحُبُّ الصَّادِقُ وَالْحَاصِلُ أَنَّ شُؤُوْنَ النَّاشِئَةِ الْمُتَفَرْنِجَةِ أَيْضًا لَاتَخْرُجُ عَنْ تَذَبْذُبٍ وَتَلَوُّنٍ وَنِفَاقٍ يَجْمَعُهَا وَصْفُ ((لَاخَلاقَ)) وَالْوَاهِنَةُ خَيْرٌ مِنْهُمْ مُتَمَسِّكُوْنَ بِالدِّيْنِ وَلَوْ رِيَاءً، وَبِالطَّاعَةِ وَلَوْ عَمْيَاءَ، عَلٰى أَنَّهٗ يُوْجَدُ فِي الْمُتَفَرْنِجَةِ أَفْرَادٌ غَيُوْرُوْنَ كَالرَّاسِخِيْنَ مِنْ أَحْرَارِ الْأَتْرَاكِ الْمُلْتَهِبِيْنَ غَيْرَةً تَقْتَضِيْ إِحْتِرَامَ مَزِيَّتِهِمْ.

رہی بات اس طبقہ کی جو بتکلف انگریز بنتے ہیں توان کی ذات میں ان کے لئے کوئی نفع نہیں چہ جائیکہ وہ اپنی قوم اور ہم وطنوں کو فائدہ پہنچائیں اور یہ اسلئے کہ ان کا بھلائی میں کوئی حصہ نہیں ہے، خواہشات ان کو جہاں چاہیں کھینچ کر لے جاتی ہیں، یہ کسی مسلک کی پیروی کرتے ہیں اور نہ ہی کسی عمومی قانون پر چلتے ہیں اسلئے کہ وہ عقلمندی کے فیصلے بھی کرتے ہیں اور اپنے دین پر فخر بھی کرتے ہیں لیکن اس کو حقیر سمجھتے ہوئے اور کاہلی کیوجہ سے اس پر عمل پیرا نہیں ہوتے۔ دوسری امتوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی قوم پر فخر کرتے ہیں اور ان کی عادات وخوبیوں کو اچھا سمجھتے ہیں توان کی مشابہت کی طرف مائل ہوتے ہیں لیکن انگریز کی مشابہت کو چھوڑنے پر ان کو قدرت نہیں ہوتی گویا یہ پیروکار بنا کر پیدا کئے گئے۔ یہ لوگوں کو دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے وطنوں سے عشق رکھتے ہیں تو یہ ان کے ساتھ محض محاسن واوصاف اور احساس کو بیان کرنے کی حدتک مشابہت کرنے کے لئے جلدی کرتے ہیں نہ کہ ان اعمال کو اختیار کرنے کے ساتھ جن کا سچی محبت تقاضا کرتی ہے خلاصہ کلام یہ کہ بتکلف انگریز بننے والے طبقہ کے احوال بھی تحیر، تزلزل اور نفاق سے باہر نہیں ہیں ان تمام احوال کا احاطہ کر لیتا ہے وصف ''لاخلاق'' (یعنی بھلائی میں کچھ حصہ نہ ہونا) اور کمزور طبقہ ان سے بہتر ہے کہ

اگر چہ دکھلاوے کیلئے ہو وہ دین کو اختیار کرتے ہیں اور اطاعت اگر چہ اندھی ہو اختیار کرتے ہیں لیکن اتنی بات ہے کہ بتکلف انگریز بننے والوں میں کچھ غیور افراد بھی پائے جاتے ہیں جیسے ترک کے آزاد لوگوں میں سے راسخین کہ جن میں ایسی غیرت شعلہ زن ہے جو ان کی خوبیوں کے احترام کی متقاضی ہے۔

المتفرنجة: انگریز جیسا بننا، فرنگی بننا۔ ناموس: شریعت، مبداء۔ یتباھون: بھی (تفاعل) تباھیا باہم فخر کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۶۷ پر ہے۔ التشبیب: شبب (تفعیل) تشبیبا محاسن واوصاف کو بیان کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۴۳ پر ہے۔ التشبث: شبث (تفعّل) تشبثا (س) شبثا چمٹنا، متعلق ہونا۔

☆☆☆☆☆☆☆

رِسالةُ مُحمَّد ﷺ (للشيخ محمد عبده(۱))

كَانَتْ دَوْلَتَا الْعَالَمِ (دَوْلَةُ الْفُرْسِ فِي الشَّرْقِ وَدَوْلَةُ الرُّوْمَانِ فِي الْغَرْبِ) فِيْ تَنَازُعٍ وَتَجَالُدٍ مُسْتَمِرٍّ: دِمَاءٌ بَيْنَ الْعَالَمِيْنَ مَسْفُوْكَةٌ، وَقُوًى مَنْهُوْكَةٌ، وَأَمْوَالٌ هَالِكَةٌ، وَظُلَمٌ مِّنَ الْأَحَنِ حَالِكَةٌ، وَمَعَ ذٰلِكَ فَقَدْ كَانَ الزَّهْوُ وَالتَّرَفُ وَالْإِسْرَافُ وَالْفَخْفَخَةُ وَالتَّفَنُّنُ فِي الْمَلَاذِ بَالِغَةً حَدًّا مَا لَا يُوْصَفُ فِيْ قُصُوْرِ

(۱) الشیخ محمد عبدہ ۱۲۶۶ھ میں کاشت کاروں کے ایک خاندان میں پیدا ہوئے جامعہ ازہر میں اس وقت تعلیم حاصل کی جب وہ قدیم طرز کا تھا، وہاں بارہ سال گزار کر عالیہ کی سند حاصل کی، آپ نے سید جمال الدین افغانی سے بھی ملاقات کی اور ان کی افکار اور روح سے اپنے کو سیراب کیا، تدریس صحافت اور وظائف میں مشغول رہے۔ الثورة العرابیہ میں آپ کو تین سال کیلئے جلاوطن کر دیا گیا اس دوران وہ بیروت میں رہے۔ پھر آپکے استاد سید جمال الدین افغانی نے بارلیس میں بلایا تو آپنے لبیک کہا پھر ان کے ساتھ ''العروۃ الوثقی'' مجلتہ کے نکالنے میں شریک ہوئے جس میں سید کی روح اور توجیہ تھی جبکہ شیخ کی تحریر اور بناوٹ تھی اس لیے اس نے انگریز اور فرانسیسیوں کو بہت پریشان اور مضطرب کر دیا چنانچہ ۱۸ شماروں تک یہ رسالہ منظر عام پر رہا اور اس کے بعد پردہ خفا میں چلا گیا لیکن اس رسالہ نے عالم اسلامی میں حریت کا بیج بو دیا اور افکار کو بھڑکا دیا پھر محمد عبدہ عالم اور معلم بن کر بیروت واپس آئے ''نہج البلاغہ اور مقامات بدیع الزمان'' کی شرح لکھی اور اپنے آپکو تدریس میں منہمک کر دیا پھر جب ان سے درگذر کیا گیا تو مصر واپس چلے گئے اور قضا کے مختلف عہدوں میں پلٹیں کھانے کے بعد قوانین کی مجلس شوری میں مستقل رکن اور مفتی متعین کر دیے گئے، ساتھ ہی جامع ازہر کی اصلاح میں مشغول ہوئے، اس کے تعلیمی پروگراموں اور افکار کی تیاریوں کی اصلاح کی اور اس سے سیاست عملیہ کا قلع قمع کیا اور اس کے لئے مصر میں دولت برطانیہ کی حمایت سے نفع اٹھایا شیخ نے اسالیب لغت عربی کا خاص اہتمام کیا اور آپنے ان متقدمین جو اصل ذوق کے حامل تھے کی کتابوں کو پڑھانے کی دعوت دی اور آپ ہی مصر کے ادبی اور لغوی قیام کے سبب تھے اور آپ مسجع اور مخیف کتابوں کو آسان اور خوبصورت کتابوں میں منتقل کرنے کا سبب بنے آپ نے ایک ایسا مدرسہ فکریہ چھوڑا جس کی تعلیمات مختلف اسلامی ممالک میں لی جاتی ہیں ۱۹۰۵ء میں آپ کی وفات ہوئی۔

السَّلاطِيـنِ وَالْأُمَـرَاءِ وَالْـقُوَّادِ وَرُؤَسَآءِ الْأَدْيَانِ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ،وَكَانَ شَرَهُ هٰذِهِ الـطَّبَـقَةِ مِـنَ الْأُمَـمِ لَايَقِفُ عِنْدَحَدٍّ،فَزَادُوْا فِي الضَّرَائِبِ وَبَـالَـغُوا فِيْ فَرْضِ الْإِتَـاوَاتِ حَتّٰـى أَثْـقَلُوْا ظُهُوْرَ الرَّعِيَّةِ بِمَطَالِبِهِمْ ، وَأَتَوْا عَلٰى مَافِيْ أَيْدِيْهَا مِنْ ثَـمَرَاتِ أَعْمَالِهَا،وَانْحَصَرَسُلْطَانُ الْقَوِيِّ فِي اخْتِطَافِ مَابِيَدِ الضَّعِيْفِ،وَفِكْرُ الْـعَاقِـلِ ، فِي الْإِحْتِيَالِ لِسَلْبِ الْعَاقِلِ ، وَتَبِعَ ذٰلِكَ أَنِ اسْتَوْلٰى عَلٰى تِلْكَ الشُّـعُوْبِ مِنْ ضُرُوْبِ الْفَقْرِوَالذُّلِّ وَالْإِسْتِكَانَةِ وَالْخَوْفِ وَالْإِضْطِرَابِ لِفَقْدِ الْأَمْنِ عَلَى الْأَرْوَاحِ وَالْأَمْوَالِ .

''محمد ﷺ کی رسالت''

دنیا کے دو ملک مشرق میں فارس اور مغرب میں روم ایک تنازع اور نہ ختم ہونیوالی جنگ میں تھے، دو عالموں کے درمیان خون کی ندیاں بہہ رہی تھیں، عقل لاغر و کمزور تھی، مال و دولت ہلاک ہو رہے تھے اور دشمنوں کا ظلم انتہائی سیاہ تھا لیکن اسکے باوجود شاہوں، امراء، قائدین اور ہر قوم کے مذہب کے رؤسا و سرداروں کے محلات میں فخر و تکبر، خوشحالی، اسراف، باطل چیزوں پر فخر اور جھوٹ میں مختلف طرق کا استعمال یہ سب اس حد تک پہنچ چکا تھا جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ امتوں میں سے اس طبقہ کی شدید حرص و لالچ کی کوئی حد نہیں تھی لہٰذا انہوں نے خراج میں زیادتی کی اور خراج کی مقدار میں انتہائی مبالغہ سے کام لینے لگے یہاں تک کہ اپنے مقاصد کی وجہ سے اپنی رعایا کی کمر بوجھل کر دی۔ رعایا کی محنت کا ثمرہ جو کچھ ان کے پاس ہوتا یہ اسے چھین لیتے، مضبوط بادشاہ کمزور کے ہاتھ میں جو کچھ ہوتا اسے اچک لینے میں منحصر ہو گیا، عقلمند کی فکر محض دوسرے عقلمند کے مال چھیننے کے حیلہ کرنے میں منحصر ہو گئی اور اس کے ساتھ وہ لوگ (بادشاہان) جان و مال کے غیر محفوظ ہونیکی بنا پر ان فقر و فاقہ، ذلت، ضعف، خوف اور پریشان حالی کے مارے لوگوں پر غالب ہو گئے۔

__قُوِي__: عقل، القوی خالی اور چٹیل میدان۔ __منهوكة__: نھک (س) نَھْکًا لاغر و دبلا کرنا، ختم کرنا۔ نَھْکَۃً سخت سزا دینا (ف) نَھْکًا، نَھَاکَۃً غالب ہونا، لاغر و دبلا کرنا (ک) نَھاکۃً دلیر ہونا (افتعال) انتھاکًا لاغر و دبلا کرنا، اپنی چال چلن خراب کرنا، بے عزتی و بے آبرو کرنا (إفعال) إنھاکًا سخت سزا دینا۔ __السواحن__: [مفرد] الإحْنَۃُ بغض، حسد، کینہ، دشمنی۔ أحن (س) أحَنًا پوشیدہ دشمنی اور کینہ رکھنا (مفاعلہ) مؤاحنۃً کسی سے دشمنی رکھنا۔ __حالكة__: حلک (س) حَلَکًا، حُلُوْکًا، حُلُوْکَۃً سخت سیاہ ہونا۔ __الـزهو__: فخر، تکبر، جھوٹ و باطل، ظلم۔ زھو

(ن) زَهوًا، زُهُوًّا تکبر کرنا، جھوٹ بولنا (تفعیل) تزهیۃً رنگ اختیار کرنا (افتعال) ازدهاءً مغرور بنانا، حقارت سے دیکھنا۔ الفخفخة: [مصدر] کا غذیا نئے کپڑے کی کھڑکھڑاہٹ۔ فخفخ (فعلل) فخفخۃً لغو و باطل کرنا۔ التفنن: فنن (تفعل) تفنناً قسم بہ قسم ہونا، مضطرب ہونا (ن) فنًّا مزین کرنا، مشقت میں ڈالنا (تفعیل) تفنیناً ملانا، جدا جدا کرنا (افتعال) افتناناً [فی الحدیث] اچھے اسلوب سے بیان کرنا [فی خصومته] قسم قسم کی باتیں کہنا۔ الملاذ: ملذ (ن) ملاذۃً محض باتوں ہی سے خوش کرنا اور کہنے کے مطابق عمل نہ کرنا، ملذاً جھوٹ بولنا (س) ملذاً اخالص دوستی نہ کرنا، خلاف ضمیر ظاہر کرنا۔ شره: [بکسر الشین وفتح الراء] لالچ، برائی، تیزی، چستی، غضب۔ الإتاوات: [مفرد] الإتاوۃ خراج، رشوت دیگر جمع إتاوی بھی ہے۔ أتو (ن) إتاوۃً رشوت دینا۔ أتوًا، إتاءً ا بصلہ [علی] چغلخوری کرنا، پھل آنا۔

غَمَرَتْ مَشِيئَةُ الرُّؤَسَاءِ إرَادَةَ مَنْ دُوْنَهُمْ فَعَادَهٰؤُلآءِ كَأَشْبَاحِ اللَّاعِبِ يُدِيْرُهَا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ، وَيَظُنُّهَا النَّاظِرُ إِلَيْهَا مِنْ ذَوِى الْأَلْبَابِ، فَفُقِدَ بِذٰلِكَ الْإِسْتِقْلَالُ الشَّخْصِيُّ، وَظَنَّ أَفْرَادُ الرَّعَايَا أَنَّهُمْ لَمْ يُخْلَقُوْا إِلَّا لِخِدْمَةِ سَادَاتِهِمْ، وَتَوْقِيرِ لِذَاتِهِمْ، كَمَا هُوَ الشَّأْنُ فِي الْعَجْمَاوَاتِ مَعْ مَنْ يَّقْتَنِيهَا، ضَلَّتِ السَّادَاتُ فِيْ عَقَائِدِ هَا وَأَهْوَائِهَا، وَغَلَبَتْهَا ﴿غَلَبَتْ﴾ عَلَى الْحَقِّ وَ الْعَدْلِ شَهَوَاتُهَا، وَلٰكِنْ بَقِيَ لَهَا مِنْ قُوَّةِ الْفِكْرِ أَرْدَأُ بَقَايَاهَا، فَلَمْ يُفَارِقْهَا الْحَذَرُ مِنْ أَنَّ بَصِيْصَ النُّوْرِ الْإِلٰهِيِّ الَّذِيْ يُخَالِطُ الْفِطْرَةَ الْإِنْسَانِيَّةَ قَدْ يَفْتِقُ الْغُلُفَ الَّتِيْ أَحَاطَتْ بِالْقُلُوْبِ وَيُمَزِّقُ الْحُجُبَ الَّتِيْ أَسْدَلَتْ عَلَى الْعُقُوْلِ، فَتَهْتَدِى الْعَامَّةُ إِلَى السَّبِيْلِ، وَيَثُوْرُ الْجَمُّ الْغَفِيْرُ عَلَى الْعَدَدِ الْقَلِيْلِ، وَلِذٰلِكَ لَمْ يَغْفَلِ الْمُلُوْكُ وَالرُّؤَسَآءُ أَنْ يُّنْشِئُوْا سُحُبًا مِّنَ الْأَوْهَامِ، وَيُهَيِّئُوْا كِسَفًا مِّنَ الْأَبَاطِيْلِ وَالْخُرَافَاتِ، لِيَقْذِفُوْا فِيْ عُقُوْلِ الْعَامَّةِ، فَيَغْلُظُ الْحِجَابُ وَيَعْظُمُ الرَّيْنُ، وَيُخْتَنَقُ بِذٰلِكَ نُوْرُ الْفِطْرَةِ، وَيَتِمُّ لَهُمْ مَا يُرِيْدُوْنَ مِنَ الْمَغْلُوْبِيْنَ لَهُمْ، وَصَرَّحَ الدِّيْنُ بِلِسَانِ رُؤَسَائِهِ أَنَّهُ عَدُوُّ الْعَقْلِ وَعَدُوُّ كُلِّ مَا يُثْمِرُهُ النَّظَرُ، إِلَّا مَا كَانَ تَفْسِيْرًا لِكِتَابٍ مُقَدَّسٍ، وَكَانَ لَهُمْ فِي الْمَشَارِبِ الْوَثَنِيَّةِ يَنَابِيْعُ لَاتَنْضِبُ، وَمَدَدٌ لَا يَنْفَدُ. هٰذِهِ حَالَةُ الْأَقْوَامِ كَانَتْ فِيْ مَعَارِفِهِمْ، وَذٰلِكَ كَانَ شَأْنُهُمْ فِيْ مَعَايِشِهِمْ، عَبِيْدٌ أَذِلَّاءُ، حَيَارٰى فِيْ جَهَالَةٍ عَمْيَاءَ، اَللّٰهُمَّ إِلَّا بَعْضَ شَوَارِدِ، مِّنْ بَقَايَا الْحِكْمَةِ الْمَاضِيَةِ، وَالشَّرَائِعِ السَّابِقَةِ، أَوَتْ إِلٰى بَعْضِ الْأَذْهَانِ، وَمَعَهَا مَقْتُ الْحَاضِرِ، وَنَقْصُ الْعِلْمِ بِالْغَابِرِ.

رؤسا کی خواہش نے غیروں کے ارادے کو ڈھانپ لیا اور وہ لوگ اس اشباح کھیلنے والے کی طرح لوٹ آئے، جو اسے پردہ کے پیچھے سے گھما تا رہتا ہے اور اس کو دیکھنے والا شخص اسے عقلمندوں میں سے خیال کرتا ہے، اسی وجہ سے شخصی استقلال کا فقدان ہو گیا اور رعایا نے یہی خیال کیا کہ وہ تو محض اپنے آقاؤں کی خدمت اور ان کی تعظیم وتکریم کیلئے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ یہ حالت چوپایوں میں ہوتی ہے کہ جو ان کو حاصل کرے (ان کی پرورش کرے تو وہ چوپائے اس کے خادم ہوتے ہیں) رؤسا اپنے عقائد اور اپنی خواہشات میں گمراہ ہو گئے اور حق والانصاف پر ان کی شہوتیں غالب ہوئیں لیکن انکی قوت فکر میں سے جور دی قسم کا ان کیلئے باقی رہا جس کی وجہ سے خوف نے ان کو نہیں چھوڑا (یہ خوف) کہ نور الٰہی کی وہ روشنی جو انسانی فطرت میں ملی ہوئی ہوتی ہے، کبھی دلوں کے گرد احاطہ کئے ہوئے غلافوں کو پھاڑ ڈالتی ہے، عقلوں پر پڑے پردوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتی ہے تو عامۃ الناس راستہ پالیتے ہیں اور ایک جم غفیر تھوڑے سے لوگوں پر بھڑک اٹھتا ہے، اسی (خوف کی) وجہ سے بادشاہ اور رؤسا اوہام کے بادلوں کے پیدا کرنے سے اور باطل وخرافات کے بادل تیار کرنے سے غافل نہ ہوئے، تا کہ عامۃ الناس کی عقلوں کو برباد کردیں جس کی وجہ سے عقلوں پر پڑا ہوا پردہ مزید موٹا ہو جائے، میل کچیل مزید ہو جائے، اس کی وجہ سے نور فطرت کا گلا گھٹ جائے اور جو کچھ وہ اپنے مغلوبین سے چاہتے ہیں وہ مکمل ہو جائے۔ مذہب نے اپنے رؤسا کی زبانی اس بات کی تصریح کی کہ وہ عقل کا دشمن ہے اور ہر اس شے کا دشمن ہے کہ جس کا فائدہ فکر دے سوائے اس کے کہ جو مقدس کتاب (قرآن کریم) کی تفسیر ہو۔ ان کے بت پرستی والے گھاٹوں میں ایسے ایسے چشمے تھے جو خشک نہیں ہوتے تھے اور ان کی ایسی فریاد رسی تھی جو ختم نہیں ہوتی تھی، اقوام کی یہ حالت ان کی شہرت کے مطابق تھی اور اس کی وجہ ان کی معاشی حالت تھی کہ غلام ذلیل اور اندھی جہالت میں حیران تھے۔ یا اللہ! سوائے ان بعض لوگوں کے جو حکمت ماضیہ اور شرائع سابقہ کے باقی ماندہ تھے کہ جنہوں نے بعض ذہنوں کی طرف پناہ لی جبکہ ان کے ساتھ حاضر کا بغض تھا اور باقی کے ساتھ علم کی کمی تھی۔

<u>أشباح</u>: کھیل کی دو لکڑیاں، اس کھیل کی صورت یہ ہوتی ہے کہ ایک لمبی لکڑی ہوتی ہے اس میں چودہ گڑھے دو صف میں بناتے ہیں اور ہر گڑھے میں سات سات کنکریاں ڈالتے ہیں اور پھر انکو گھماتے ہیں۔ <u>العجماوات</u>: [مفرد] العجماءُ چوپایہ، حدیث میں آتا ہے [جرح العجماء جبار] چوپایہ کے زخم پر کوئی تاوان نہیں ہے۔ <u>یقتنیھا</u>: قنی (ض) قَنْیًا، قُنْیَانًا حاصل کرنا،

لازم ہونا (تفعیل) تقنیۃً خوش کرنا (مفاعلہ) مقاناۃً موافق ہونا، خلط ملط کرنا (إفعال) إقناءً غنی کرنا، راضی کردینا۔ **بصیص**: چمک، کپکپی۔ بصص (ض) بصًّا، بصیصًا چمکنا، روشن ہونا (تفعیل) تبصیصًا (فعلل) بصبصۃً آنکھیں کھولنا، کونپل نکلنا۔ **یفتق**: فتق (ن، ض) فتقًا پھاڑنا، اختلاف پیدا کرنا (س) فتقًا سرسبز ہونا (إفعال) إفتاقًا کھل جانا۔ **یمزق**: مزق (ن، ض) مزقًا، مزقۃً پھاڑنا، عیب لگانا (تفعیل) تمزیقًا بکھیرنا، تباہ کرنا (مفاعلہ) ممازقۃً دوڑنے میں آگے بڑھ جانا۔ **یثور**: ثور (ن) ثورًا، ثورانًا بھڑکنا، جوش میں آنا (تفعیل) تثویرًا جوش دلانا، کھود کرید کرنا۔ **سحبا**: [مفرد] السحاب بادل، اگر [واحد] سحابۃ ہوتو جمع سحائب آتی ہے۔ **کسفا**: [مفرد] الکسفۃ ٹکڑا، دیگر [جمع] کِسَف، أکساف، کسوف آتی ہے۔ کسف (ض) کسوفًا آفتاب میں گہن لگنا، متغیر ہونا (تفعیل) تکسیفًا ٹکڑے ٹکڑے کرنا (ض) کسفًا کاٹنا، گہن لگانا۔ **الرین**: میل کچیل۔ رین (ض) رینًا، رُیُونًا بصلہ [علی، با] غالب ہونا [بہ] (مجہول) لاینحل مشکل میں پڑنا، غم میں مبتلا ہونا۔ **شوارد**: [مفرد] شاردۃٌ نامانوس، اجنبی، یہاں اس کا مرادی معنی بمطابق شواذ لیا گیا ہے، جس کا [مفرد] شاذ ہے، اجنبی، خلاف قیاس، جو شئے اجنبی ہو وہ قلیل ہوتی ہے اس لئے یہاں معنی باقی ماندہ کیا ہے۔ **مقت**: مقت (ن) مقتًا بہت بغض رکھنا (ک) مقاتۃ ناپسند ہونا (تفعیل) تمقیتًا بہت بغض رکھنا، مبغوض کردینا۔

ثَارَتِ الشُّبُهَاتُ عَلٰى أُصُوْلِ الْعَقَائِدِ وَفُرُوْعِهَا بِمَاانْقَلَبَ مِنَ الْوَضْعِ وَانْعَكَسَ مِنَ الطَّبْعِ ، فَكَانَ يُرٰى الدَّنَسُ فِيْ مَظَنَّةِ الطَّهَارَةِ ، وَالشَّرَهُ حَيْثُ تُنْتَظَرُ الْقَنَاعَةُ ، وَالدَّعَارَةُ حَيْثُ تُرْجَى السَّلَامَةُ وَالسَّلَامُ ، مَعَ قُصُوْرِ النَّظَرِ عَنْ مَعْرِفَةِ السَّبَبِ، وَانْصِرَافِهِ لِأَوَّلِ وَهْلَةٍ إِلٰى أَنَّ مَصْدَرَ كُلِّ ذٰلِكَ هُوَالدِّيْنُ، فَاسْتَوْلَى الْاِضْطِرَابُ عَلَى الْمَدَارِكِ، وَذَهَبَ بِالنَّاسِ مَذْهَبُ الْفَوْضٰى فِي الْعَقْلِ وَالشَّرِيْعَةِ مَعًا، وَظَهَرَتْ مَذَاهِبُ الْإِبَاحِيِّيْنَ وَالدَّهْرِيِّيْنَ فِيْ شُعُوْبٍ مُتَعَدِّدَةٍ، وَكَانَ ذٰلِكَ وَيْلًا عَلَيْهَا فَوْقَ مَارُزِئَتْ بِهٖ مِنْ سَائِرِ الْخُطُوْبِ.

عقائد کے اصول وفروع پر اس چیز کی وجہ سے جو اپنی وضع سے بدل گئی اور اپنی طبیعت سے منعکس ہوگئی شبہات پھیل گئے تو طہارت کے گمان پر میل کچیل دکھائی دیتا، جہاں قناعت کا انتظار کیا جاتا تو وہاں حرص دکھائی دیتا، جہاں امن وسلامتی کی امید کی جاتی وہاں جنگ اور فتنے، سبب کے پہنچاننے سے نظر وفکر کی کمی اور اول واہلہ میں اس نظر کا اس بات کی طرف چلنا کہ ان سب کا مصدر دین ہے، کے ساتھ دکھائی دیتے۔ اضطراب حواس پر غالب

آ گیا۔لوگوں کوعقل وشریعت میں مشترک مذہب ایک ساتھ لے گیا، اباحیین اور دھریین کے مذاہب مختلف جماعتوں میں ظاہر ہوئے اور یہ اس قوم پر ان تمام مصائب سے بڑی ہلاکت تھی جن میں وہ مبتلا ہوئی۔

الدعارة : برائی، فسق، فساد۔ دعر (ف،س) دَعارةً بدکار ہونا (س) دَعَرَ ابوسیدہ ہونا (تفعل) تدعُّرَ اخبیث ہونا، بری طرح داغدار ہونا۔ المدارک: حواس۔ درک (إفعال) إدراکًا لاحق ہونا، اپنے وقت پر پہنچنا (تفعیل) تدریکًا [المطر] پے درپے برسنا (تفاعل) تدارکًا تلافی کرنا۔ الاباحیین: [مفرد] الإباحی ممنوعات کوکرنے اور مامورات کوچھوڑنے کی اجازت دینے والا۔ بوح (إفعال) إباحةً ظاہر کرنا، مباح کرنا (ن) بَوْحًا ظاہر ہونا، مشہور ہونا۔ الدھریین : [مفرد] الدھریّ بددین جو عالم کے قدیم وغیرمخلوق ہونے کا قائل ہو۔ دھر (ف) دَھْرًا واقع ہونا [الدھر] زمانہ طویل، مصیبت، عادت۔

وَكَانَتِ الْأُمَّةُ الْعَرَبِيَّةُ قَبَائِلَ مُتَخَالِفَةً فِي النِّزَاعَاتِ، خَاضِعَةً لِلشَّهَوَاتِ، فَخْرُ كُلِّ قَبِيْلَةٍ فِيْ قِتَالِ أُخْتِهَا، وَسَفْكِ دِمَاءِ أَبْطَالِهَا، وَسَبْيِ نِسَائِهَا، وَسَلْبِ أَمْوَالِهَا، تَسُوْقُهَا الْمَطَامِعُ إِلَى الْمَعَامِعِ، وَيُزَيِّنُ لَهَا السَّيِّئَاتِ فَسَادُ الْإِعْتِقَادَاتِ، وَقَدْ بَلَغَ الْعَرَبُ مِنْ سَخَافَةِ الْعَقْلِ حَدًّا صَنَعُوْا فِيْهِ أَصْنَامَهُمْ مِنَ الْحَلْوٰى ثُمَّ عَبَدُوْهَا، فَلَمَّا جَاعُوْا أَكَلُوْهَا، وَبَلَغُوْا مِنْ تَضَعْضُعِ الْأَخْلَاقِ وَهْنًا قَتَلُوْا فِيْهِ بَنَاتِهِمْ تَخَلُّصًا مِنْ عَارِ حَيَاتِهِنَّ أَوْ تَنَصُّلًا مِنْ نَفَقَاتِ مَعِيْشَتِهِنَّ، وَبَلَغَ الْفُحْشُ مِنْهُمْ مَبْلَغًا لَمْ يُعَدَّ مَعَهُ لِلْعَفَافِ قِيْمَةٌ، وَبِالْجُمْلَةِ فَكَانَتْ رَبْطُ النِّظَامِ الْإِجْتِمَاعِيِّ قَدْ تَرَاخَتْ عُقَدُهَا فِيْ كُلِّ أُمَّةٍ، وَانْفَصَمَتْ عُرَاهَا عِنْدَ كُلِّ طَائِفَةٍ.

امت عربیہ ایسے قبائل میں تھی جوایک دوسرے کی ضد تھے، شہوات کی پیروکارتھی، ہر قبیلہ کا فخر مخالف قبیلہ کے قتل وقتال، اس کے بہادروں کے خون بہانے، ان کی عورتوں کے قید کرنے اور انکے مال کے سلب کرنے میں ہوتا۔ طمعیں انہیں جنگوں کی طرف کھینچ لاتیں، اعتقادات کے فساد نے ان کے لئے برائیاں خوشنما اور رنگین کردیں۔ عرب عقل کی بیہودگی میں اس حدتک آگے بڑھ گئے کہ انہوں نے پہلے حلوے سے بت بنائے، پھر ان کی عبادت کی اور جب بھوک لگی تو ان کو کھا گئے۔ اخلاق کی ذلت میں اس حدتک بڑھ گئے کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں کو زندگی کے عار سے یا انکی زندگی کے نفقہ سے بچنے کے لئے قتل کرڈالا۔ ان میں فحش اس حدتک پہنچ گیا کہ اس کے ساتھ عفت و پاکیزگی کی کوئی قیمت نہیں ہوتی تھی۔ خلاصہ

یہ ہے کہ اجتماعی نظام کا ربط و معاملہ ہر امت میں سست پڑ گیا، اور ہر جماعت کے نزدیک اس کا کڑا منقطع ہو گیا۔

المعامع: [مفرد] المَعْمَعَةُ لڑائیاں اور فتنے، لڑائی میں بہادروں کا شور، گرمی کی شدت۔ معمع (فعلل) معمعۃً جلدی کام کرنا، سخت جنگ کرنا، جنگ میں لڑنے والوں کا شور وغل کرنا۔ سخافة: ہر چیز کی کمزوری۔ سخف (ک) سُخْفًا، سَخَافَةً کمزور عقل والا ہونا، باریک ہونا (مفاعلہ) مساخفۃً بیوقوفی میں مدد دینا۔ تنصلا: نصل (تفعّل) تنصّلاً نکلنا، نکالنا، کسی کی ساری چیزیں لے لینا (ن) نَصْلاً، نُصولاً نکلنا، اتر جانا (تفعیل) تنصیلاً [السہم] تیر میں پیکان لگانا، جدا کرنا (تفاعل) تناصلاً (افتعال) انتصالاً نکلنا۔

أَفَلَمْ يَكُنْ مِّنْ رَحْمَةِ اللهِ بِأُولٰئِكَ الْأَقْوَامِ أَنْ يُؤَدِّبَهُمْ بِرَجُلٍ مِنْهُمْ يُوْحِيْ إِلَيْهِ رِسَالَتَهُ، وَيَمْنَحَهُ عِنَايَتَهُ، وَيَمُدَّهُ مِنَ الْقُوَّةِ بِمَا يَتَمَكَّنُ مَعَهُ مِنْ كَشْفِ تِلْكَ الْغُمَمِ، الَّتِيْ أَظَلَّتْ رُؤُوْسَ جَمِيْعِ الْأُمَمِ؟ نَعَمْ كَانَ ذٰلِكَ وَلَهُ الْأَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْ بَعْدُ.

کیا ان قوموں کے ساتھ اللہ کی رحمت نہیں تھی کہ ان ہی میں سے کسی آدمی کے ذریعہ کہ جسکی طرف اپنی رسالت کی وحی کر کے اور اس کو اپنی عنایات عطا فرما کر ان کو ادب سکھلاتے اور قوت کے ذریعہ اسکی مدد فرماتے کہ جس کے ذریعہ وہ ان غموں کے دور کرنے پر قادر ہو کہ جن غموں نے پوری امتوں کے سر جھکا دیئے۔ جی ہاں! اللہ کی رحمت تھی" اور اسی کے لئے ہے حکم پہلے بھی اور بعد میں بھی"۔

فِي اللَّيْلَةِ الثَّانِيَةَ عَشْرَةَ مِنْ رَبِيْعِ الْأَوَّلِ عَامَ الْفِيْلِ ((۲۰ ابریل سَنَة ۵۷۱ مِنْ مِيْلَادِ الْمَسِيْحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ) وُلِدَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ ابْنِ هَاشِمِ الْقُرَشِيُّ بِمَكَّةَ، وُلِدَ يَتِيْمًا، تُوُفِّيَ وَالِدُهُ قَبْلَ أَنْ يُّوْلَدَ، وَلَمْ يَتْرُكْ لَهُ مِنَ الْمَالِ إِلَّا خَمْسَةَ جِمَالٍ وَبَعْضَ نِعَاجٍ وَجَارِيَةً وَيُرْوٰى أَقَلُّ مِنْ ذٰلِكَ. وَفِي السَّنَةِ السَّادِسَةِ مِنْ عُمْرِهِ فَقَدَ وَالِدَتَهُ أَيْضًا فَاحْتَضَنَهُ جَدُّهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ، وَبَعْدَ سَنَتَيْنِ مِنْ كَفَالَتِهِ تُوُفِّيَ جَدُّهُ فَكَفَلَهُ مِنْ بَعْدِهِ عَمُّهُ أَبُوْ طَالِبٍ وَكَانَ شَهْمًا كَرِيْمًا غَيْرَ أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْفَقْرِ بِحَيْثُ لَايَمْلِكُ كَفَافَ أَهْلِهِ، وَكَانَ ﷺ مِنْ بَنِيْ عَمِّهِ وَصِبْيَةِ قَوْمِهِ كَأَحَدِهِمْ عَلٰى مَابِهِ مِنْ يُتْمٍ فَقَدَ فِيْهِ الْأَبَوَيْنِ مَعًا، وَفَقْرٍ لَمْ يَسْلَمْ مِنْهُ الْكَافِلُ وَالْمَكْفُوْلُ، وَلَمْ يَقُمْ عَلٰى تَرْبِيَتِهِ مُهَذِّبٌ، وَلَمْ يَعْنِ

بِتَثْقِيفِهٖ مُؤَدِّبٌ، بَيْنَ أَتْرَابٍ مِنْ نَبَتِ الْجَاهِلِيَّةِ، وَعُشَرَاءَ مِنْ حُلَفَاءِ الْوَثَنِيَّةِ، وَأَوْلِيَاءٍ مِنْ عَبَدَةِ الْأَوْهَامِ، وَأَقْرِبَاءٍ مِنْ حَفَدَةِ الْأَصْنَامِ، غَيْرَ أَنَّهٗ مَعَ ذٰلِكَ كَانَ يَنْمُوْا وَيَتَكَامَلُ بَدَنًا وَعَقْلًا وَفَضِيْلَةً وَأَدَبًا، حَتّٰى عُرِفَ بَيْنَ أَهْلِ مَكَّةَ وَهُوَ فِيْ رَيْعَانِ شَبَابِهٖ بِالْأَمِيْنِ، أَدَبٌ إِلٰهِيٌّ لَمْ تَجْرِ الْعَادَةُ بِأَنْ تُزَيَّنَ بِهٖ نُفُوْسُ الْأَيْتَامِ مِنَ الْفُقَرَاءِ، خُصُوْصًا مَعَ فَقْرِ الْقُوَّامِ، فَاكْتَهَلَ ﷺ كَامِلًا وَالْقَوْمُ نَاقِصُوْنَ، رَفِيْعًا وَالْقَوْمُ مُنْحَطُّوْنَ، مُوَحِّدًا وَهُمْ وَثَنِيُّوْنَ، سِلْمًا وَهُمْ شَاغِبُوْنَ، صَحِيْحَ الْاِعْتِقَادِ وَهُمْ وَاهِمُوْنَ، مَطْبُوْعًا عَلَى الْخَيْرِ وَهُمْ بِهٖ جَاهِلُوْنَ، وَعَنْ سَبِيْلِهٖ عَادِلُوْنَ.

۱۲ ربیع الاول کی رات عام الفیل میں ۲۰ اپریل ۵۷۱ء کو محمد (ﷺ) بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم القرشی مکہ مکرمہ میں یتیمی کی حالت میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش سے قبل ہی ان کے والد ماجد وفات پا گئے تھے اور ترکہ میں ان کے لئے صرف پانچ اونٹ، کچھ بھیڑیں اور ایک باندی چھوڑی بعض روایت میں تو اس سے بھی کم بیان کیا گیا ہے۔ عمر کے چھٹے سال میں والدہ ماجدہ بھی فوت ہو گئیں تو آپ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کو اپنی پرورش میں لے لیا، ان کی کفالت میں رہتے ہوئے دو سال ہوئے تھے کہ وہ بھی فوت ہو گئے تو ان کے بعد آپکے چچا ابو طالب نے آپکو اپنی کفالت میں لے لیا۔ ابو طالب انتہائی ذکی اور کریم آدمی تھے لیکن فقر کی وجہ سے وہ اپنے اہل وعیال کے نان ونفقہ پر بھی قادر نہ تھے، آپ ﷺ اپنے چچا زاد اور ہم قوم میں سے اس شخص کی طرح تھے جس نے یتیمی کی حالت میں اپنے ابوین (والد اور والدہ دونوں کو) کھویا اور یہ ایسا فقر تھا کہ جس سے کافل اور مکفول دونوں ہی نہ بچے تھے۔ جاہلیت کی پیداوار ہم عمروں، بتوں کے دسیوں حلیفوں اور اوہام کے عبادت گزار اولیاء، اور بتوں کے خدام اقرباء کے درمیان آپ ﷺ کی تربیت کا اہتمام کسی مہذب نے کیا اور نہ ہی اپنی ثقافت سکھلانے پر کسی مؤدب نے مدد کی، ہاں! مگر اس کے باوجود آپ ﷺ پرورش پاتے رہے، جسم وعقل اور فضیلت وادب کے اعتبار سے کامل ہوتے رہے یہاں تک کہ آپ ﷺ اٹھتی جوانی میں ہی اہل مکہ کے درمیان "امین" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ ادب الٰہی کی یہ عادت جاری نہیں تھی کہ فقراء میں سے یتیموں کے نفوس اس (خاصیت) کے ساتھ مزین ہوں، خصوصاً امراء کے فقر کے ساتھ لہٰذا آپ ﷺ کہولت کی عمر کو پہنچ گئے جبکہ پوری قوم ناقص رہی، آپ ﷺ بلند وبالا ہوئے جبکہ قوم پستی میں رہی، آپ ﷺ توحید بیان کرنے والے تھے جبکہ قوم بتوں کی پجاری، آپ ﷺ صحیح وسالم تھے جبکہ وہ لوگ فسادی، آپ ﷺ صحیح الاعتقاد

جبکہ وہ لوگ وہموں میں پڑے ہوئے، آپ ﷺ خیر پر مہر لگائے گئے تھے جبکہ وہ لوگ خیر سے جاہل اور خیر کے راستے سے اعراض کرنیوالے تھے۔

فاحتضنه : حضن (افتعال) احتضانًا (ن) حَضْنًا ،حِضَانَۃً پرورش کرنا، گود میں لینا (ک) حضانًا ایک چھوٹے اور ایک بڑے پستان والی (إفعال) إحضانًا حقارت کرنا، حق مار لینا۔ شهما: ذکی، تیز خاطر، وہ سردار جس کا حکم جاری ہو [جمع] شُهُوْمٌ ۔شهم (ک) شَهَامَۃً ، شُهُوْمَۃً تیز فہم ہونا، ذکی ہونا (ف،ن) شَهْمًا ڈانٹنا، خوفزدہ کرنا۔ بتثقيفه: ثقف (تفعیل) تثقیفًا مہذب بنانا، تعلیم دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۹ پر ہے۔ ريعان: ہر چیز کا اول وافضل، زیادتی ریع (ض) رَیْعًا ، رَیَعَانًا ، رُیُوْعًا نشو ونما پانا، زائد ہونا (تفعیل) ترییعًا جمع ہونا، بڑھانا (تفعّل) تریّعًا ٹھہرنا، بیقرار ہونا۔ شاغبون: شغب (ف،س) شَغْبًا (تفعیل) تشغیبًا تباہی ڈالنا، ہٹنا

مِنَ السُّنَنِ الْمَعْرُوْفَةِ أَنَّ يَتِيْمًا فَقِيْرًا أُمِّيًّا مِثْلَهٗ تَنْطَبِعُ نَفْسُهٗ بِمَا تَرَاهُ مِنْ أَوَّلِ نَشْأَتِهٖ إِلٰى زَمَنِ كُهُوْلَتِهٖ،وَيَتَأَثَّرُ عَقْلُهٗ بِمَا يَسْمَعُهٗ مِمَّنْ يُخَالِطُهٗ وَلَا سِيَّمَا إِنْ كَانَ مِنْ ذَوِىْ قَرَابَتِهٖ ، وَأَهْلِ عَصَبَتِهٖ ، وَلَا كِتَابٌ يُرْشِدُهٗ وَلَا أُسْتَاذٌ يُنَبِّهُهٗ،وَلَا عَضُدٌ إِذَا عَزَمَ يُؤَيِّدُهٗ،فَلَوْجَرٰى الْأَمْرُ فِيْهِ عَلٰى جَارِى السُّنَنِ لَنَشَأَ عَلٰى عَقَائِدِهِمْ،وَأَخَذَ بِمَذَاهِبِهِمْ،إِلٰى أَنْ يَّبْلُغَ مَبْلَغَ الرِّجَالِ،وَيَكُوْنَ لِلْفِكْرِ وَالنَّظْرِ مَجَالٌ،فَيَرْجِعُ إِلٰى مُخَالَفَتِهِمْ،إِذَا قَامَ لَهُ الدَّلِيْلُ عَلٰى خِلَافِ ضَلَالَاتِهِمْ كَمَا فَعَلَ الْقَلِيْلُ مِمَّنْ كَانُوْا عَلٰى عَهْدِهٖ .

یہ بات بالکل معروف ہے کہ یتیم ،فقیر اور امی جیسا شخص جو کچھ اپنے بچپن کے زمانے سے ادھیڑ عمری تک دیکھتا ہے وہ اسکے دل پر نقش ہو جاتا ہے اور اپنے ساتھ میل جول رکھنے والے سے جو کچھ سنتا ہے عقل اس کا اثر قبول کرتی ہے بالخصوص اس وقت جبکہ وہ اس کے رشتہ داروں اور خاندان والوں میں سے ہو اور حالت یہ ہو کہ کوئی ایسی کتاب ہو جو اسے راہ دکھلائے اور نہ ہی کوئی ایسا استاذ ہو کہ جو تنبیہ وغیرہ کرے اور نہ ہی کوئی ایسا بازو ہو کہ جب وہ ارادہ کرے تو وہ اس کی تائید کرے اگر معاملہ اسی طرح چلتا جس طرح یہ طریقہ معروفہ ہے تو آپ ﷺ ضرور ان کے عقائد پر ہی پرورش پاتے اور انکے مذاہب اختیار کرتے یہاں تک کہ جوانوں کی عمروں کو پہنچ جاتے اور غور وفکر کی مجال ہوتی تو پھر انکی مخالفت کرتے جبکہ ان کی گمراہی پر کوئی دلیل بھی قائم ہوتی ، جیسا کہ ان تھوڑے بہت لوگوں نے کیا جو آپ کے زمانے میں تھے۔

وَلٰكِنَّ الْأَمْرَ لَمْ يَجْرِ سُنَّتَهٗ،بَلْ بُغِّضَتْ إِلَيْهِ الْوَثَنِيَّةُ مِنْ مَبْدَأِ عُمْرِهٖ.

فَعَاجَلَتْهُ طَهَارَةُ الْعَقِيْدَةِ، كَمَا بَادَرَهُ حُسْنُ الْخَلِيْقَةِ ،وَمَا جَاءَ فِي الْكِتَابِ مِنْ قَوْلِهِ:(وَوَجَدَكَ ضَالًّا فَهَدٰى)لَايُفْهَمُ مِنْهُ أَنَّهُ كَانَ عَلٰى وَثَنِيَّةٍ قَبْلَ الْاِهْتِدَاءِ إِلَى التَّوْحِيْدِ،أَوْ عَلٰى غَيْرِ السَّبِيْلِ الْقَوِيْمِ،قَبْلَ الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ،حَاشَ لِلّٰهِ،إِنَّ ذٰلِكَ هُوَالْإِفْكُ الْمُبِيْنُ،وَإِنَّمَا هِيَ الْحَيْرَةُ تُلِمُّ بِقُلُوْبِ أَهْلِ الْإِخْلَاصِ، فِيْمَا يَرْجُوْنَ لِلنَّاسِ مِنَ الْخَلَاصِ،وَطَلَبِ السَّبِيْلِ إِلٰى مَاهَدُوْا إِلَيْهِ مِنْ إِنْقَاذِالْهَالِكِيْنَ،وَ إِرْشَادِ الضَّالِّيْنَ،وَقَدْ هَدَى اللّٰهُ نَبِيَّهُ إِلٰى مَاكَانَتْ تَتَلَمَّسُهُ بَصِيْرَتُهُ بِاصْطِفَائِهِ لِرِسَالَتِهِ،وَاخْتِيَارِهِ مِنْ بَيْنِ خَلْقِهِ لِتَقْرِيْرِ شَرِيْعَتِهِ .

لیکن معاملہ اپنی عادت کے مطابق نہ چلا بلکہ بتوں سے بغض وعداوت آپ کو اپنی ابتدائی عمر ہی سے تھی تو عقیدہ کی طہارت نے آپکے ساتھ ایسے جلدی کی جیسے حسن خلق نے آپ کے ساتھ جلدی کی (کہ آپ ﷺ بچپن سے ہی طہارۃ العقیدہ اور بہترین اخلاق والے ہوگئے)اور جو قرآن کی آیت "ووجدک ضالًّا فهدی" ہے(اور تم کو پایا ناواقف راہ تو راہ دکھلائی)اس آیت سے ہر گز یہ بات مفہوم نہیں کہ آپ ﷺ توحید کی طرف ہدایت سے پہلے بتوں کی عبادت پر تھے یا عظیم اخلاق سے پہلے سیدھے راستے پر نہ تھے۔"اس مفہوم سے اللہ کی پناہ" بیشک یہ تو کھلا اور واضح جھوٹ ہے، بلکہ یہ تو وہ حیرانی ہے جو اخلاص والوں کے دلوں پر نازل ہوتی ہے اس چیز میں کہ جس کی وہ لوگوں کی خلاصی کے لئے امید کرتے ہیں ،اور ایسے راستہ کی طلب میں کہ جس پر چل کر وہ ہالکین کو بچائیں ،اور گمراہوں کو سیدھی راہ دکھائیں اور اللہ تعالی نے اپنے نبی کو اس چیز کی طرف ہدایت دی کہ جس کی طرف اس کی بصیرت اپنی رسالت کیلئے چننے اور اپنی شریعت کے مقرر کرنے کے لئے مخلوق میں سے کسی کو اختیار کرنے کی تلاش وجستجو میں تھی۔

تُلِم: لَمَّم (ن) لَمًّا کسی کے پاس آکر نازل ہونا ،جمع کرنا ،درست کرنا (إفعال) إلماما چھوٹے گناہوں کا مرتکب ہونا ، بلوغ وپختگی کے قریب پہنچنا (افتعال) التماما زیارت کرنا ،آکر اترنا۔إنقاذ : نقذ (إفعال) إنقاذًا (تفعیل) تنقیذًا (ن) نَقذ انجات دینا۔

وَجَدَ شَيْئًا مِّنَ الْمَالِ يَسُدُّ حَاجَتَهُ (وَقَدْ كَانَ لَهُ فِي الْاِسْتِزَادَةِ مِنْهُ مَا يَرْفَهُ مَعِيْشَتَهُ)بِمَا عَمِلَ لِخَدِيْجَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فِيْ تِجَارَتِهَا، وَبِمَا اخْتَارَتْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ زَوْجًا لَهَا، وَكَانَ فِيْمَا يَجْتَنِيْهِ مِنْ ثَمْرَةِ عَمَلِهِ غِنَاءٌ لَهُ ، وَعَوْنٌ عَلٰى بُلُوْغِهِ مَاكَانَ عَلَيْهِ أَعَاظِمُ قَوْمِهِ،لٰكِنَّهُ لَمْ تَرُقْهُ الدُّنْيَا، وَلَمْ تَغُرَّهُ زَخَارِفُهَا ،وَلَمْ

یَسْلُکُ مَا کَانَ یَسْلُکُهُ مِثْلُهُ فِی الْوُصُوْلِ إِلٰی مَاتَرْغَبُهُ الْأَنْفُسُ مِنْ نَعِیْمِهَا، بَلْ کُلَّمَا تَقَدَّمَتْ بِهِ السِّنُّ زَادَتْ فِیْهِ الرَّغْبَةُ عَمَّا کَانَ عَلَیْهِ الْکَافَّةُ ،وَنَمَا فِیْهِ حُبُّ الْإِنْفِرَادِ وَالْإِنْقِطَاعِ إِلَی الْفِکْرِ وَالْمُرَاقَبَةِ،وَالتَّحَنُّثِ بِمُنَاجَاةِ اللّٰهِ تَعَالٰی، وَالتَّوَسُّلِ إِلَیْهِ فِیْ طَلَبِ الْمَخْرَجِ مِنْ هَمِّهِ الْأَعْظَمِ فِیْ تَخْلِیْصِ قَوْمِهِ وَنَجَاةِ الْعَالَمِ مِنَ الشَّرِّ الَّذِیْ تَوَلَّاهُ ، إِلٰی أَنِ انْفَتَقَ لَهُ الْحِجَابُ عَنْ عَالَمٍ کَانَ یَحُثُّهُ إِلَیْهِ الْإِلْهَامُ الْإِلٰهِیُّ وَتَجَلّٰی عَلَیْهِ النُّوْرُ الْقُدْسِیُّ،وَهَبَطَ عَلَیْهِ الْوَحْیُ مِنَ الْمَقَامِ الْعُلٰی،فِیْ تَفْصِیْلٍ لَیْسَ هٰذَا مَوْضِعُهُ.

آپ ﷺ نے تھوڑا بہت مال لیا کہ جس سے اپنی ضرورت پوری کرسکیں حالانکہ آپ ﷺ اگر چاہتے تو اس کام کی وجہ سے جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کیلئے ان کی تجارت میں کیا تھا اور جس کی وجہ سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے بعد میں آپ ﷺ کو باعتبارِ شوہر کے اختیار کیا، زیادتی طلب کرسکتے تھے کہ جس کے ذریعے آپکی معاشی زندگی آسودہ اور خوشگوار ہوجاتی اور جو کچھ آپ ﷺ اپنے عمل کے ثمرہ سے حاصل کرتے وہ آپ کے لئے کافی ہوتا اور آپ کو اس مقام تک پہنچنے میں معاون ہوتا جس پر آپ کی قوم کے بڑے بڑے لوگ تھے لیکن دنیا آپ کو بھلی لگی اور نہ ہی دنیا کی خوبصورتی اور رنگینی نے آپ کو دھوکا دیا اور نہ ہی آپ ﷺ اس راستے پر چلے کہ جس پر آپ جیسا شخص چل کر دنیا کی ان نعمتوں کی طرف کہ جن کی طرف نفس مائل ہوتا ہے، پہنچتا ہے بلکہ جیسے جیسے آپ ﷺ کی عمر میں اضافہ ہوتا رہا ویسے ویسے آپ کا اس چیز سے اعراض بھی بڑھتا رہا جس پر تمام لوگ تھے۔ آپ ﷺ میں فکر ومراقبہ اور اللہ کی عبادت مناجات کے ذریعے کرنے کیلئے اکیلے پن اور تنہائی کی محبت بڑھنے لگی اور آپ ﷺ میں عظیم ارادوں سے اپنی قوم اور پورے عالم کو اس شر سے بچانے کیلئے جس کی وہ آماجگاہ بن چکا تھا راستے کی طلب میں اللہ کی طرف توسل کی طلب بڑھنے لگی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے لئے ایک ایسے عالم سے حجاب چھٹ گیا کہ جس کی طرف الہام الٰہی آپ ﷺ کو برانگیختہ کرتا تھا، آپ پر نور قدسی کی تجلی ہوئی اور بلند مقام سے آپ پر وحی نازل ہوئی۔ اس کی بہت تفصیل ہے اور یہ مقام اسکا متحمل نہیں۔

یرفه : رفه (ن) رَفْهًا ، رُفُوْهًا خوشحال وآسودہ ہونا [عیشه] زندگی کا آسودہ وخوشگوار ہونا۔ (ک) رَفَاهَةً (إفعال) إرهافا وسعت والا ہونا، مطمئن وبے فکر ہونا (تفعیل) ترفیها راحت پہنچانا۔ یجتنیه: جنی (افتعال) اجتناءً چننا (ض) جَنْیًا [الثمر] پھل توڑنا۔ جَنْیًا نکالنا،

جِنایۃً گناہ کرنا (اِفعال) اِجناءًا پکنا (مفاعلہ) مجاناۃً ناکردہ گناہ کی نسبت کرنا۔ **لم ترقہ**:
روق (ن) رَوقانًا بھلی لگنا، پسند آنا۔ رُوقًا صاف وشفاف ہونا، فوقیت رکھنا (س) رَوقًا اوپر
کے لمبے دانتوں والا ہونا (تفعیل) ترویقا تاریکی پھیلا دینا، صاف کرنا [البیت] برآمدہ بنانا

وَلَمْ يَكُنْ مِّنْ آبَائِهِ مَلِكٌ فَيُطَالِبُ بِمَا سُلِبَ مِنْ مُلْكِهِ، وَكَانَتْ نُفُوسُ قَوْمِهِ فِي انْصِرَافٍ تَامٍّ عَنْ طَلَبِ مَنَاصِبِ السُّلْطَانِ، وَفِي قَنَاعَةٍ بِمَا وَجَدُوهُ مِنْ شَرَفِ النِّسْبَةِ إِلَى الْمَكَانِ، دَلَّ عَلَيْهِمَا مَا فَعَلَهُ جَدُّهُ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ عِنْدَ زَحْفِ أَبْرَهَةَ الْحَبَشِيِّ عَلَى دِيَارِهِمْ، جَاءَ الْحَبَشِيُّ لِيَنْتَقِمَ مِنَ الْعَرَبِ بِهَدْمِ مَعْبَدِهِمِ الْعَامِّ، وَبَيْتِهِمِ الْحَرَامِ، وَمُنْتَجَعِ حَجِيجِهِمْ وَمُسْتَوَى الْعُلْيَةِ مِنْ آلِهَتِهِمْ، وَمُنْتَهَى حُجَّةِ الْقُرَشِيِّينَ فِي مُفَاخَرَتِهِمْ لِبَنِي قَوْمِهِمْ، وَتَقَدَّمَ بَعْضُ جُنْدِهِ فَاسْتَاقَ عَدَدًا مِنَ الْإِبِلِ فِيهَا لِعَبْدِ الْمُطَّلِبِ مِائَتَا بَعِيرٍ، وَخَرَجَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ فِي بَعْضِ قُرَيْشٍ لِمُقَابَلَةِ الْمَلِكِ فَاسْتَدْنَاهُ وَسَأَلَهُ حَاجَتَهُ، فَقَالَ هِيَ أَنْ تَرُدَّ إِلَيَّ مِائَتَيْ بَعِيرٍ أَصَبْتَهَا لِي، فَلَامَهُ الْمَلِكُ عَلَى الْمَطْلَبِ الْحَقِيرِ، وَقْتَ الْخَطْبِ الْخَطِيرِ، فَأَجَابَهُ: أَنَا رَبُّ الْإِبِلِ وَأَمَّا الْبَيْتُ فَلَهُ رَبٌّ يَحْمِيهِ.

آپ ﷺ کے آباؤ اجداد میں سے کوئی بادشاہ نہیں تھا کہ اپنی ملکیت میں سے کسی مسلوب چیز کا مطالبہ کرتا اور آپ کی قوم کے نفوس بادشاہی کے مناصب کی طلب سے مکمل روگرداں تھے، بیت اللہ کی طرف نسبت کے شرف کی وجہ سے جو کچھ انہوں نے پایا اس پر قناعت پسند تھے اس پر وہ کام دلالت کرتا ہے جو آپ کے دادا عبدالمطلب نے اس وقت سرانجام دیا جبکہ ابرہہ حبشی ان کے علاقہ پر حملہ آور ہونے کے لئے آیا تھا۔ ابرہہ اس لئے آیا تھا کہ عرب کے عام معبد خانے، بیت الحرام اور انکے حاجیوں کی چراہگاہ کو ڈھا کر، ان کے الٰہوں کے چبوترے کو برابر کر کے اور قریش کی اپنی قوم کے لئے فخر کی حجت کو منتہا تک پہنچا کر ان سے انتقام لے۔ اسکے کچھ سپاہی آئے اور بہت سارے اونٹ جن میں عبدالمطلب کے دوسو اونٹ بھی تھے ہانک کر لے گئے، عبدالمطلب بادشاہ کے پاس جانے کیلئے بعض قریشی لوگوں کے ساتھ نکلے، اس کے قریب ہوئے اور اپنی حاجت کے بارے میں سوال کیا (یعنی اپنے دوسو اونٹ سے متعلق کہا) اور فرمایا: آپ نے میرے جو دوسو اونٹ لئے ہیں وہ مجھے لوٹا دو بادشاہ نے بڑے خطرے کے وقت حقیر مطلب پر ان کو ملامت کی تو انہوں نے جواب دیا: میں تو اونٹوں کا مالک ہوں (اس لئے انہی کو مانگتا ہوں) اور رہا معاملہ بیت اللہ کا

تو اسکا جو رب ہے وہی اس کی حفاظت کریگا۔

منتجع : نجع (افتعال) انتجاعا (تفعّل) تنجعا چراہگاہ کی تلاش کرنا (استفعال) استنجاعا بخشش مانگنے کے لئے کسی کے پاس آنا، بصلہ [با، عن] ہضم ہونا، موٹا ہونا (ف) نجُوعا فائدہ مند ہونا، چراہگاہ کی تلاش میں جانا (إفعال) إنجاعا مفید ہونا، کامیاب ہونا۔ حجیجھم: دلیل میں غالب آنے والا، وہ شخص جس کے زخم کو سلائی ڈال کر معلوم کیا جائے۔

هٰذَا غَايَةُ مَايَنْتَهِيْ إِلَيْهِ الْإِسْتِسْلَامُ، وَعَبْدُ الْمُطَّلِبِ فِيْ مَكَانَتِهٖ مِنَ الرِّئَاسَةِ عَلٰى قُرَيْشٍ، فَأَيْنَ مِنْ تِلْكَ الْمَكَانَةِ مُحَمَّدٌ ﷺ فِيْ حَالِهٖ مِنَ الْفَقْرِ، وَمَقَامِهٖ فِي الْوَسْطِ مِنْ طَبَقَاتِ أَهْلِهٖ، حَتّٰى يَنْتَجِعَ مَلِكًا أَوْ يَطْلُبَ سُلْطَانًا؟ لَامَالَ لَاجَاهَ، لَا جُنْدَ لَا أَعْوَانَ، لَاسَلِيْقَةَ فِي الشِّعْرِ، لَابَرَاعَةَ فِي الْكِتَابِ، لَا شُهْرَةَ فِي الْخِطَابِ، لَاشَيْئَ كَانَ عِنْدَهٗ مِمَّا يَكْسِبُ الْمَكَانَةَ فِيْ نُفُوْسِ الْعَامَّةِ أَوْ يَرْقٰى بِهٖ إِلٰى مَقَامٍ مَابَيْنَ الْخَاصَّةِ. مَا هٰذَا الَّذِيْ رَفَعَ نَفْسَهٗ فَوْقَ النُّفُوْسِ؟ مَاالَّذِيْ أَعْلٰى رَأْسَهٗ عَلَى الرُّؤُوْسِ؟ مَاالَّذِيْ سَمَا بِهِمَّتِهٖ عَلَى الْهِمَمِ، حَتّٰى انْتَدَبَ لِإِرْشَادِ الْأُمَمِ وَكَفَالَتِهٖ لَهُمْ كَشْفَ الْغَمَمِ، بَلْ وَإِحْيَاءِ الرِّمَمِ؟ مَا كَانَ ذٰلِكَ إِلَّامَاأَلْقَى اللّٰهُ فِيْ رُوْعِهٖ مِنْ حَاجَةِ الْعَالَمِ إِلٰى مُقَوِّمٍ لِمَّازَاغَ عَنْ عَقَائِدِهِمْ وَمُصْلِحٍ لِمَّا فَسَدَ مِنْ أَخْلَاقِهِمْ وَعَوَائِدِهِمْ، مَاكَانَ ذٰلِكَ إِلَّا وِجْدَانَهٗ رِيْحَ الْعِنَايَةِ الْإِلٰهِيَّةِ تَنْصُرُهٗ فِيْ عَمَلِهٖ، وَتَمُدُّهٗ فِي الْإِنْتِهَاءِ إِلٰى أَمَلِهٖ قَبْلَ بُلُوْغِ أَجَلِهٖ، مَاهُوَ إِلَّا الْوَحْيُ الْإِلٰهِيُّ يَسْعٰى نُوْرُهٗ بَيْنَ يَدَيْهِ يُضِيْئُ لَهُ السَّبِيْلَ، وَيَكْفِيْهِ مُؤْنَةَ الدَّلِيْلِ، مَاهُوَ إِلَّا الْوَحْيُ السَّمَاوِيُّ، قَامَ لَدَيْهِ مَقَامَ الْقَائِدِ وَالْجُنْدِيِّ،

یہ تو وہ غایت ہے کہ جہاں تک فرمانبرداری و تابع داری کی انتہا ہوئی حالانکہ عبدالمطلب اپنی جگہ پر قریش کے بڑے رئیسوں میں سے تھے تو محمد ﷺ اپنے فقر کی حالت اور اپنے لوگوں کے طبقوں میں سے متوسط مقام پر ہونے کی وجہ سے ان درجوں میں سے کس درجہ پر تھے کہ کسی بادشاہ یا سلطنت کی تلاش میں نکلتے؟ آپ ﷺ کے پاس مال تھا نہ مرتبہ، فوج تھی نہ مددگار، شعر کا کوئی سلیقہ تھا نہ لکھنے میں کوئی کمال اور نہ خطابت میں کوئی شہرت تھی۔ آپ ﷺ کے پاس کوئی چیز بھی ایسی نہ تھی کہ جس کے ذریعہ عامۃ الناس کے دلوں میں کوئی مرتبہ حاصل کر سکتے یا اس کے ذریعہ خاص لوگوں کے درمیان کسی مرتبہ و مقام کو پہنچ سکتے۔ (مگر) وہ کون سی چیز تھی جس نے آپ ﷺ کے نفس کو دیگر نفوس پر رفعت دی؟ وہ کون سی چیز

تھی کہ جس نے آپ ﷺ کے سر کو دیگر سروں پر بلند کیا؟ وہ کونسی چیز تھی کہ جس نے آپ ﷺ کی ہمت کو تمام ہمتوں پر اتنا بلند کر دیا کہ آپ ﷺ امت کی ہدایت اور غموں کے کھولنے میں اس کی کفالت کیلئے بلکہ مردہ ہڈیوں کے زندہ کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ یہ محض اللہ تعالی کے اس القاء کی وجہ سے تھا جو اللہ نے اس وقت جبکہ عالم اپنے عقائد سے ہٹ گیا تھا اسکو ایک مقوم اور اخلاق و ہمدردیوں میں فساد کی وجہ سے ایک مصلح کی ضرورت تھی، آپ ﷺ کے ذہن و عقل میں ڈالا اور یہ محض اس عنایتِ الٰہی کی خوشبو پانے کی بنا پر تھا جو کہ آپ ﷺ کے عمل میں آپ ﷺ کی مدد کرتی اور مدت کے پہنچنے سے قبل آپ ﷺ کو امید کے حد درجہ تک لے جاتی، یہ محض وحی الٰہی تھی کہ جس کا نور آپ ﷺ کے سامنے سعی کرتا، آپ ﷺ کیلئے راستہ روشن کرتا اور آپ ﷺ کو دلیل کی ذمہ داری سے کافی ہوتا۔ یہ محض آسمانی وحی تھی کہ آپ ﷺ اس پر قائد اور سپاہی کے کھڑے ہونیکی طرح کھڑے ہوئے۔

سلیقة: طبیعت [جمع] سلائق۔ سلق (ن) سَلْقًا ابالنا، بدزبانی سے تکلیف پہنچانا (إفعال) إسلاقًا کسی چیز کے دستہ میں لکڑی داخل کرنا (تفعّل) تسلقًا چت سونا، دیوار پر چڑھنا (انفعال) انسلاقًا چھل جانا (استفعال) استلقآءً اچت لیٹنا۔ انتدب: ندب (افتعال) انتدابًا تر دید کرنا (ن) نَدْبًا [المیت] میت پر رونا، برانگیختہ کرنا (س) نَدَبًا، نُدوبًا زخم کا نشان ہونا (ک) نَدابۃً زیرک ہونا، ہوشیار و چست ہونا۔ الرمم: [مفرد] الرِّمَّۃُ بوسیدہ ہڈی، پرانی رسی کا ٹکڑا، چیونٹی دیگر [جمع] رِمام بھی آتی ہے۔ رمم (ض) رِمَّۃً، رَمیمًا ہڈی کا بوسیدہ ہونا، ٹوٹنا (ن،ض) رَمًّا، مَرَمَّۃً درست کرنا (إفعال) إرمامًا بوسیدہ ہونا، مائل ہونا۔ روعہ: ذھن، عقل، دل کا سیاہ نقطہ، بقولِ بعض دل میں ڈر کی جگہ۔ روع (ن) رَوْعًا گھبرانا، تعجب میں ڈالنا (ن،ض) رُوَاغًا لوٹنا (إفعال) إراعۃ (تفعیل) ترویعًا گھبرا دینا، تعجب میں ڈالنا۔ زاغ: زوغ (ن) زَوْغًا، زَوَغانًا اعتدال سے ہٹنا، تشدد برتنا، جھکانا۔

أَرَأَيْتَ كَيْفَ نَهَضَ وَحِيْدًا فَرِيْدًا يَدْعُو النَّاسَ كَافَّةً إِلَى التَّوْحِيْدِ، وَالْإِعْتِقَادِ بِالْعَلِيِّ الْمَجِيْدِ، وَالْكُلُّ مَابَيْنَ وَثَنِيَّةٍ مُفْرِقَةٍ، وَدَهْرِيَّةٍ وَزَنْدَقَةٍ؟ نَادٰى فِي الْوَثَنِيِّيْنَ بِتَرْكِ أَوْثَانِهِمْ وَنَبْذِ مَعْبُوْدَاتِهِمْ، وَفِي الْمُشَبِّهِيْنَ الْمُنْغَمِسِيْنَ فِي الْخَلَطِ بَيْنَ اللَّاهُوْتِ الْأَقْدَسِ وَبَيْنَ الْجِسْمَانِيَاتِ بِالتَّطَهُّرِ مِنْ تَشْبِيْهِهِمْ، وَفِي الثَّانَوِيَّةِ بِإِفْرَادِ إِلٰهٍ وَاحِدٍ بِالتَّصَرُّفِ فِي الْأَكْوَانِ وَرَدِّ كُلِّ شَيْئٍ فِي الْوُجُوْدِ إِلَيْهِ، أَهَابَ بِالطَّبِيْعِيِّيْنَ لِيَمُدُّوْا بَصَائِرَهُمْ إِلٰى مَاوَرَآءِ حِجَابِ الطَّبِيْعَةِ فَيَتَنَوَّرُوْا

سِرَّ الْوُجُوْدِ الَّذِیْ قَامَتْ بِہٖ، صَاحَ بِذَوِی الزَّعَامَۃِ لِیَھْبِطُوْا إِلٰی مَصَافِّ الْعَامَّۃِ، وَفِی الْاِسْتِکَانَۃِ إِلٰی سُلْطَانِ مَعْبُوْدٍ وَاحِدٍ، ھُوَ فَاطِرُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ، وَالْقَابِضُ عَلٰی أَرْوَاحِھِمْ فِیْ ھَیَاکِلِ أَجْسَادِھِمْ.

کیا آپ نے دیکھا کہ آپ ﷺ کس طرح اکیلے تن تنہا تمام لوگوں کو توحید کی طرف اور بزرگ و برتر پر ایمان لانے کی دعوت دینے کے لئے جبکہ تمام لوگ مختلف قسم کے بتوں کی عبادت، دھریہ اور زندقہ کے درمیان تھے، نکل کھڑے ہوئے؟ آپ ﷺ نے بتوں کے پجاریوں کے درمیان بتوں کو چھوڑنے اور معبودوں کے پھینکنے کی آواز لگائی اور ان لوگوں کے جولاہوت اقدس اور جسمانیات کے درمیان اپنی تشبیہات کے ذریعے ان میں تطہیر کرنے کیلئے اختلاط میں غوطے کھاتے رہتے تھے، درمیان آواز لگائی اور ان لوگوں کے درمیان جو دوالہوں کے قائل تھے آواز لگائی کہ الٰہ صرف ایک ہے جو تمام کائنات کا متصرف ہے اور ہر اس شے کو رد کیا جس کی نسبت اس کے وجود کیطرف تھی۔ آپ ﷺ نے طبعیین کو اس کی دعوت دی کہ وہ طبیعات کے پردہ کے پیچھے جو کچھ ہے اسکی طرف اپنی نگاہیں دوڑائیں اور اس وجود کا راز جس کے ساتھ وہ طبعیات قائم ہیں روشن و واضح کریں، آپ ﷺ نے سرداروں کے سامنے باواز بلند ندا کی تاکہ وہ عامۃ الناس کی صفوں میں اور ایک بادشاہ کی طرف جو معبود واحد ہے، وہی آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمانے والا ہے انکے جسمانی ڈھانچوں میں انکی ارواح پر قبضہ رکھنے والا ہے، تابعداری میں اتر آئیں (کرنے لگ جائیں)۔

<u>اللاھوت</u>: خداوندی، اصل اس کی ''لاہ'' بمعنی الٰہ ہے واو اور تا کی زیادتی مبالغہ کیلئے ہے جیسے جبروت، ملکوت [علم لاھوت] عقائد متعلقہ ذات وصفات باری تعالیٰ کا علم۔ <u>الثانویۃ</u>: اس سے مراد فرقہ مانویہ ہے جو کہ دو خداؤں کے قائل ہیں ایک معبود خیر اور دوسرا معبود شر انکو نور اور ظلم سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ <u>أھاب</u>: ھیب (إفعال) إھابۃً کسی کو کوئی کام کرنے کے لئے پکارنا، دعوت دینا (ف) ھَیْبًا، مَھَابَۃً تعظیم وتکریم کرنا، ڈرنا۔

تَنَاوَلَ الْمُنْتَحِلِیْنَ مِنْھُمْ لِمَرْتَبَۃِ التَّوَسُّطِ بَیْنَ الْعِبَادِ وَبَیْنَ رَبِّھِمُ الْأَعْلٰی فَبَیَّنَ لَھُمْ بِالدَّلِیْلِ. وَکَشَفَ لَھُمْ بِنُوْرِ الْوَحْیِ، أَنَّ نِسْبَۃَ أَکْبَرِھِمْ إِلَی اللّٰہِ کَنِسْبَۃِ أَصْغَرِ الْمُعْتَقِدِیْنَ بِھِمْ، وَطَالَبَھُمْ بِالنُّزُوْلِ عَمَّا انْتَحَلُوْہُ لِأَنْفُسِھِمْ مِّنَ الْمَکَانَاتِ الرَّبَّانِیَّۃِ، إِلٰی أَدْنٰی سُلَّمٍ مِّنْ فِی الْعُبُوْدِیَّۃِ، وَالْاِشْتِرَاکِ مَعَ کُلِّ ذِیْ نَفْسٍ إِنْسَانِیَّۃٍ، فِی الْاِسْتِعَانَۃِ بِرَبٍّ وَاحِدٍ یَسْتَوِیْ جَمِیْعُ الْخَلْقِ فِی النِّسْبَۃِ

إِلَيْهِ، لَايَتَفَاتُوْنَ إِلَّا فِيْمَافَضَّلَ بِهٖ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ مِنْ عِلْمٍ أَوْ فَضِيْلَةٍ

آپ نے ان میں سے بندوں اور انکے بزرگ رب کے درمیان ثالثی کے مرتبہ کیلئے منتخلین کولیا اور ان کو دلیل کے ذریعے اور نور وحی کے ذریعے اس حقیقت سے آشنا فرمایا کہ: انکے بڑے کی نسبت اللہ رب العزت کی طرف ایسی ہے جیسی ان کے ساتھ اعتقاد رکھنے والوں میں سے سب سے چھوٹے کی نسبت ہوتی ہے اور ان سے ان ربانی مرتبوں سے جو انہوں نے اپنے لئے بنا رکھے تھے بندگی کی ادنی ترین سیڑھی کی طرف اترنے اور ہر انسانی نفس کیساتھ ایک رب سے مدد مانگنے کیلئے کہ جس کی طرف نسبت میں تمام مخلوق برابر ہے علم یا فضیلت کہ جس کی وجہ سے اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے کے علاوہ کسی کو دوسرے پر تفاوت حاصل نہیں ہے، مل جانے کا مطالبہ کیا۔

وَخَزَابِوَعْظِهٖ عَبِيْدُ الْعَادَاتِ وَأَسْرَاءُ التَّقْلِيْدِ ، لِيُعْتِقُوْا أَرْوَاحَهُمْ مِمَّا اسْتَعْبَدُوْالَهُ، وَيَحُلُّوْاأَغْلَالَهُمُ الَّتِيْ أَخَذَتْ بِأَيْدِيْهِمْ عَنِ الْعَمَلِ، وَاقْتَطَعَتْهُمْ دُوْنَ الْأَمَلِ، مَالَ عَلٰى قُرَّاءِ الْكُتُبِ السَّمَاوِيَّةِ، وَالْقَائِمِيْنَ عَلٰى مَاأُوْدِعَتْهُ مِنَ الشَّرَائِعِ الْإِلٰهِيَّةِ، فَبَكَّتَ الْوَاقِفِيْنَ عِنْدَحُرُوْفِهَابِغَبَاوَتِهِمْ، وَشَدَّدَ النَّكِيْرَ عَلَى الْمُحَرِّفِيْنَ لَهَا، اَلصَّارِفِيْنَ لَأ لُفَاظِهَا إِلٰى غَيْرِمَا قُصِدَ مِنْ وَحْيِهَا، اِتِّبَاعًا لِشَهَوَاتِهِمْ، وَ دَعَاهُمْ إِلٰى فَهْمِهَا، وَالتَّحَقُّقِ بِسِرِّعِلْمِهَا، حَتّٰى يَكُوْنُوْا عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهِمْ .

عادات کے غلام اور تقلید کے قیدیوں نے آپ ﷺ کے وعظ پر طعن و تشنیع کی تا کہ اپنی روحوں کو اس چیز سے آزاد کرائیں کہ جس کی عبادت کا ان سے مطالبہ کیا گیا تھا اور اپنی وہ بیڑیاں کھول دیں کہ جن بیڑیوں نے ان کو عمل سے روک دیا اور جن بیڑیوں نے ان کو بلا امید اپنے لئے لے رکھا تھا۔ وہ کتب سماوی کے پڑھنے پر اور ان لوگوں کی طرف مائل ہوئے جو ایسی چیزوں پر قائم تھے جو شریعت الہیہ سے ودیعت تھیں، تو آپ ﷺ نے ان لوگوں کو سرزنش فرمائی جو اپنی بیوقوفی اور کم فہمی سے ان کتب کے محض حروف سے واقف تھے اور ان کتب کی تحریف کرنے والے لوگوں پر شدید نکیر فرمائی جو ان کے الفاظ کو ایسے معنی کی طرف پھیرتے تھے جو وحی سے غیر مقصود تھا اور یہ تحریف وہ لوگ محض اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہوئے کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کتب کے سمجھنے اور ان کے علمی راز سے باخبر ہونیکی دعوت دی تاکہ وہ لوگ ایسے نورِ ہدایت پر آجائیں جو ان کے رب کی طرف سے ہے۔

خــــزا : خزو (ن) خَزْوًا دشمنی کرنا، غالب آنا، سیاست کرنا، خواہشِ نفسانی سے

روکنا۔ فبکت: بکک (ن) بکًّا مزاحمت کرنا، پھاڑنا محتاج ہونا (تفاعل) تباکًّا ہجوم کرنا۔

وَلَفَتَ كُلَّ إِنْسَانٍ إِلٰى مَاأُوْدِعَ فِيْهِ مِنَ الْمَوَاهِبِ الْإِلٰهِيَّةِ، وَدَعَاالنَّاسَ أَجْمَعِيْنَ ذُكُوْرًاوَإِنَاثًا عَامَّةً وَسَادَاتٍ إِلٰى عِرْفَانِ أَنْفُسِهِمْ، وَأَنَّهُمْ مِنْ نَوْعٍ خَصَّهُ اللّٰهُ بِالْعَقْلِ، وَمَيَّزَهُ بِالْفِكْرِ، وَشَرَّفَهُ بِهِمَاوَبِحُرِّيَّةِ الْإِرَادَةِ فِيْمَا يُرْشِدُهُ إِلَيْهِ عَقْلُهُ وَفِكْرُهُ وَأَنَّ اللّٰهَ عَرَضَ عَلَيْهِمْ جَمِيْعَ مَابَيْنَ أَيْدِيْهِمْ مِنَ الْأَكْوَانِ وَسَلَّطَهُمْ عَلٰى فَهْمِهَا وَالْإِنْتِفَاعِ بِهَا بِدُوْنِ شَرْطٍ وَلَا قَيْدٍ إِلَّا الْإِعْتِدَالَ وَالْوُقُوْفَ عِنْدَ حُدُوْدِ الشَّرِيْعَةِ الْعَادِلَةِ، وَالْفَضِيْلَةِ الْكَامِلَةِ، وَأَقْدَرَهُمْ بِذٰلِكَ عَلٰى أَنْ يَّصِلُوْا إِلٰى مَعْرِفَةِ خَالِقِهِمْ بِعُقُوْلِهِمْ وَأَفْكَارِهِمْ بِدُوْنِ وَاسِطَةِ أَحَدٍ، إِلَّامَنْ خَصَّهُمُ اللّٰهُ بِوَحْيِهِ، وَقَدْ وَكَّلَ إِلَيْهِمْ مَعْرِفَتَهُمْ بِالدَّلِيْلِ، كَمَا كَانَ الشَّأْنُ فِيْ مَعْرِفَتِهِمْ لِمُبْدِعِ الْكَائِنَاتِ أَجْمَعَ، وَالْحَاجَةُ إِلٰى أُولٰئِكَ الْمُصْطَفَيْنَ إِنَّمَا هِيَ فِيْ مَعْرِفَةِ الصِّفَاتِ الَّتِيْ أَذِنَ اللّٰهُ أَنْ تُعْلَمَ مِنْهُ، وَلَيْسَتْ فِي الْإِعْتِقَادِ بِوُجُوْدِهِ، وَقَرَّرَأَنْ لَّا سُلْطَانَ لِأَحَدٍ مِّنَ الْبَشَرِ عَلٰى آخَرَ مِنْهُ إِلَّا مَارَسَمَتْهُ الشَّرِيْعَةُ وَفَرَضَهُ الْعَدْلُ، ثُمَّ الْإِنْسَانُ بَعْدَ ذٰلِكَ يَذْهَبُ بِإِرَادَتِهِ إِلٰى مَا سُخِّرَتْ لَهُ بِمُقْتَضَى الْفِطْرَةِ۔

آپ ﷺ نے ہر انسان کو اس چیز کی طرف متوجہ کیا جو الٰہی عطاؤں سے اس میں ودیعت کی گئی تھی، مردوں، عورتوں، عام وخاص تمام لوگوں کو اپنے آپ کو پہچاننے کی دعوت دی اور اس کی طرف متوجہ کیا کہ ان کا تعلق ایک ایسی نوع سے ہے جس کو اللہ رب العزت نے عقل دیکر (خاص) فضیلت عطا فرمائی اور غور وفکر کی صفت دیکر دیگر تمام اشیاء سے ممتاز فرمایا ہے اور اس نوع کو عقل وفکر کے ذریعہ اس چیز کی طرف کہ جس کی طرف عقل وفکر راستہ دکھلائے ارادہ کی آزادی کے ذریعہ بھی شرف بخشا ہے اور اس طرف متوجہ کیا کہ اللہ رب العزت نے ان لوگوں پر کائنات میں سے جو کچھ بھی ان کے سامنے ہے پیش کر دیا ہے اور ان کو اس کا پابند کیا ہے کہ وہ ان چیزوں کو عادلانہ شریعت اور کامل فضیلت کی حدود میں رہتے ہوئے اعتدال وسکون کے ساتھ بلاکسی شرط اور بلاکسی قید کے سمجھیں اور ان سے فائدہ حاصل کریں اور ان کو اس پر قدرت دی کہ محض اپنی عقلوں اور فکروں کے ذریعہ بلاکسی واسطہ کے اپنے خالق کی معرفت تک پہنچیں، سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو اللہ نے اپنی وحی کے لئے خاص فرمایا اور ان کی طرف ان کی معرفت کو دلیل کے ذریعہ سونپ دیا جیسا کہ تمام کائنات کے پیدا کرنے والے کے لئے انکی معرفت میں ایک شان تھی۔ اور ان چیدہ لوگوں کی طرف

حاجت یقیناً یہ حاجت ان صفات کی معرفت میں تھی جن کے جاننے کی اللہ نے اجازت دی اوران صفات کا وجود اعتقاد میں نہیں تھا۔ اوراس بات کومقرر فرمایا کہ بشر میں سے کسی کا کوئی بادشاہ نہیں سوائے اس کے جس کو شریعت نے لکھ دیا اور انصاف نے مقرر کر دیا (صرف وہ سلطان ہے) پھراس کے بعد انسان اپنے ارادہ کو اس چیز کی طرف لیجائے جو فطرت کے مقتضی کے ساتھ اس کیلئے مسخر ہو۔

لفت: لفت (ض) لَفْتًا دائیں یا بائیں موڑنا، اتارنا (تفعیل) تلفیتًا موڑنا (افتعال) التفاتًا چہرہ پھیرنا، جھکنا۔

دَعَا الْإِنْسَانَ إِلٰى مَعْرِفَةِ أَنَّهُ جِسْمٌ وَرُوْحٌ ، وَأَنَّهُ بِذٰلِكَ مِنْ عَالَمَيْنِ مُتَخَالِفَيْنِ،وَإِنْ كَانَامُمْتَزِجَيْنِ،وَأَنَّهُ مُطَالَبٌ بِخِدْمَتِهِمَا جَمِيْعًا وَإِيْفَاءِ كُلٍّ مِنْهُمَا مَاقَرَّرَتْ لَهُ الْحِكْمَةُ الْإِلٰهِيَّةُ مِنَ الْحَقِّ. دَعَاالنَّاسَ كَآفَّةً إِلَى الْاِسْتِعْدَادِ فِيْ هٰذِهِ الْحَيَاةِ لِمَاسَيُلَاقُوْنَهُ فِي الْحَيَاةِ الْأُخْرٰى،وَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّ خَيْرَ زَادٍ يَتَزَوَّدُهُ الْعَامِلُ هُوَالْإِخْلَاصُ لِلّٰهِ فِي الْعِبَادَةِ ،وَالْإِخْلَاصُ لِلْعِبَادِ فِي الْعَدْلِ وَالنَّصِيْحَةِ وَالْإِرْشَادِ

آپ ﷺ نے انسان کواس کے پہچاننے کی دعوت دی کہ وہ جسم اور روح ہے اور اس کی وجہ سے دو مخالف جہانوں میں سے ہے اگر چہ یہ دونوں جہاں ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں اوراس کی دعوت دی کہ وہ ان دونوں (جسم وروح) کی خدمت کا مطالب ہے اور حق سے حکمت الھیہ نے جو کچھ جسم اور روح میں سے ہر ایک کیلئے مقرر کیا ہے اس کو پورا کرنے کا مطالب ہے۔ آپ ﷺ نے تمام لوگوں کو دعوت دی کہ اس دنیا میں اس کی تیاری کریں جس سے وہ دوسری زندگی میں ملاقات کریں گے اوران کو یہ بات بتلادی کہ بہترین توشہ جو عامل جمع کرتا ہے وہ عبادت میں اللہ کیلئے اخلاص ہے اور بندوں کیلئے اخلاص عدل، نصیحت اور ہدایت میں ہے۔

قَامَ بِهٰذِهِ الدَّعْوَةِ الْعُظْمٰى وَحْدَهُ ،وَلَاحَوْلَ لَهُ وَلَا قُوَّةَ ،كُلُّ هٰذَا كَانَ مِنْـهُ وَالنَّاسُ أَحِبَّاءُ مَا أَلِفُوْا وَإِنْ كَانَ خُسْرَانَ الدُّنْيَا وَحِرْمَانَ الْآخِرَةِ،أَعْدَاءُ مَاجَهِلُوْاوَإِنْ كَانَ رَغَدَ الْعَيْشِ وَعِزَّةَ السِّيَادَةِ وَمُنْتَهَى السَّعَادَةِ ،كُلُّ هٰذَا وَالْقَوْمُ حَوَالَيْهِ أَعْدَاءُ أَنْفُسِهِمْ،وَعَبِيْدُ شَهَوَاتِهِمْ،لَايَفْقَهُوْنَ دَعْوَتَهُ،وَلَايَعْقِلُوْنَ رِسَالَتَهُ، عُـقِدَتْ أَهْدَابُ بَصَائِرِ الْعَامَّةِ مِنْهُمْ بِأَهْوَاءِ الْخَاصَّةِ،وَحُجِبَتْ عُقُوْلُ الْخَاصَّةِ بِغُرُوْرِالْـعِزَّةِ عَنِ الـنَّظْرِ فِيْ دَعْـوٰى فَقِيْرٍأُمِّيٍّ مِثْلِهٖ،لَايَـرَوْنَ فِيْـهِ مَا يَرْفَعُهُ إِلٰى

نَصِيحَتِهِمْ وَالتَّطَاوُلِ إِلٰى مَقَامَاتِهِمُ الرَّفِيعَةِ بِاللَّوْمِ وَالتَّعْنِيفِ.

آپ ﷺ جبکہ آپکے پاس طاقت تھی اور نہ قوت تن تنہا اس دعوت عظمی کو لیکر کھڑے ہوئے، یہ سب تو آپ ﷺ کی جانب سے تھا اور لوگ اس چیز سے محبت کرنیوالے تھے جس کو انہوں نے پسند کیا اگرچہ وہ دنیا کے خسارہ اور آخرت کی محرومی کا باعث ہو اور اس چیز کے دشمن تھے جس سے وہ جاہل تھے اگرچہ وہ چیز آسودہ زندگی، بادشاہی کی عزت اور خوش بختی کا منتہیٰ ہو، یہ سب اپنی جگہ لیکن انکے اردگرد کی قوم اپنی جان کی دشمن اور اپنی خواہشاتِ نفس کی غلام تھی، وہ لوگ آپ ﷺ کی دعوت کو سمجھتے تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کی رسالت کو سمجھتے تھے۔ خاص لوگوں کی خواہشات کی وجہ سے ان کے عام لوگوں کی آنکھوں کی پلکوں پر بھی گرہ لگی ہوئی تھی اس جیسے فقیر امی کے دعوی میں غور وفکر کرنے سے عزت کے گھمنڈ میں پڑے خاص لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑا ہوا تھا، وہ لوگ آپ میں اس شے کو نہیں دیکھ رہے تھے جو آپ کو، ان کو نصیحت کرنے لئے بلند کررہی تھی اور ان کے بلند مقامات کو دیکھنے کیلئے ملامت اور طعن کے ساتھ گردن لمبی کرنے کیلئے بلند کررہی تھی۔

رغد: رغد (س) رَغَدًا (ک) رَغَادَةً آسودہ وخوشحال ہونا (إفعال) ارغادًا آسودہ زندگی والا ہونا، آزاد چھوڑنا (افعلال) ارغداد ارائے میں متردد ہونا۔ أهداب: [مفرد] هُدْبَةٌ پلک۔ هدب (س) هَدَبًا [العین] آنکھ کا لمبی پلکوں والا ہونا (ض) هَدْبًا کاٹنا، توڑنا (تفعّل) تهدُّبًا لٹکنا۔ التعنيف: عنف (تفعیل) تعنیفا سختی سے معاملہ کرنا، عتاب کرنا (ک) عَنْفًا، عَنَافَةً سختی کرنا۔

لٰكِنَّهُ فِيْ فَقْرِهِ وَضُعْفِهِ كَانَ يُقَارِعُهُمْ بِالْحُجَّةِ، وَيُنَاضِلُهُمْ بِالدَّلِيْلِ، وَيَأْخُذُهُمْ بِالنَّصِيْحَةِ، وَيُزْعِجُهُمْ بِالزَّجْرِ، وَيُنَبِّهُهُمْ لِلْعِبَرِ، وَيَحُوْطُهُمْ مَعَ ذٰلِكَ بِالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ، كَأَنَّمَا هُوَ سُلْطَانٌ قَاهِرٌ فِيْ حُكْمِهِ، عَادِلٌ فِيْ أَمْرِهِ وَنَهْيِهِ، أَوْ أَبٌ حَكِيْمٌ فِيْ تَرْبِيَةِ أَبْنَائِهِ، شَدِيْدُ الْحِرْصِ عَلٰى مَصَالِحِهِمْ، رَؤُوْفٌ بِهِمْ فِيْ شِدَّتِهِ، رَحِيْمٌ فِيْ سُلْطَتِهِ. مَاهٰذِهِ الْقُوَّةُ فِيْ ذٰلِكَ الضُّعْفِ؟ مَاهٰذَا السُّلْطَانُ فِيْ مَظَنَّةِ الْعَجْزِ؟ مَاهٰذَا الْعِلْمُ فِيْ تِلْكَ الْأُمِّيَّةِ؟ مَاهٰذَا الرَّشَادُ فِيْ غَمَرَاتِ الْجَاهِلِيَّةِ؟ إِنْ هُوَ إِلَّا خِطَابُ اللهِ الْقَادِرِ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ الَّذِيْ وَسِعَ كُلَّ شَيْئٍ رَحْمَةً وَعِلْمًا، ذٰلِكَ أَمْرُ اللهِ الصَّادِعِ، يَقْرَعُ الْآذَانَ، وَيَشُقُّ الْحُجُبَ، وَيُمَزِّقُ الْغُلُفَ، وَيَنْفُذُ إِلَى الْقُلُوْبِ، عَلٰى لِسَانِ مَنِ اخْتَارَهُ لِيَنْطِقَ بِهِ، وَاخْتَصَّهُ بِذٰلِكَ

وَهُوَ أَضْعَفُ قَوْمِهِ،لِيُقِيمَ مِنْ هٰذَاالإِخْتِصَاصِ بُرْهَانًا عَلَيْهِ بَعِيْدًا عَنِ الظِّنَّةِ ، بَرِيْئًا مِّنَ التُّهْمَةِ ، لِإِتْيَانِهِ عَلٰى غَيْرِ الْمُعْتَادِ بَيْنَ خَلْقِهِ.

لیکن آپ ﷺ اپنے فقر اور کمزوری میں دلیل و برھان کے ذریعہ ان سے (قرعہ اندازی یا) جنگ کرتے ، دلیل کے ذریعہ ان سے مقابلہ کرتے ، نصیحت کے ذریعہ ان کو پکڑتے ، زجر کے ذریعہ انکو دھمکاتے ، عبرتوں کے ذریعہ ان کو تنبیہ فرماتے اور اس کے ساتھ آپ ﷺ انکو موعظۂ حسنہ کے ذریعہ گھیرتے ، گویا کہ وہ اپنے فیصلہ میں ایک قہر والا بادشاہ ہے، اپنے امرونہی میں نہایت عادل ہے یاگویا کہ وہ اپنے بچوں کی تربیت میں ایک حکیم باپ ہے، ان کی مصلحتوں پر شدید حریص ہے، اپنی سختی میں بھی ان کے ساتھ محبت کرنے والا ہے اور اپنے غلبہ میں رحم کرنے والا ہے۔ یہ اس کمزور میں کون سی قوت ہے؟ عجز کے گمان کی جگہ میں یہ کون سا بادشاہ ہے؟ یہ اس امی میں کون سا علم ہے؟ یہ جاہلیت کے اندھیروں میں کون سی ہدایت ہے؟ یہ محض اس اللہ رب العزت کا جو ہر چیز پر قادر ہے، اور رحمت اور علم کے اعتبار سے ہر چیز پر پھیلا ہوا ہے، خطاب ہے یہ اس اللہ کا جو قاضی ہے، کانوں کو کھٹکھٹاتا ہے، پردوں کو چاک کرتا ہے، غلاف کو تار تار کرتا ہے اور دلوں تک پہنچ جاتا ہے، فیصلہ ہے اس شخص کی زبان پر جس کو اسکے ذریعہ نطق اور بولنے کا اختیار دیا اور اس کے ذریعہ اس کو خصوصیت بخشی حالانکہ اپنی قوم میں سب سے کمزور تھے تاکہ وہ اس اختصاص کے ذریعے گمان سے دور رہتے ہوئے تہمت سے بری ہو کر مخلوق کے درمیان غیر معتاد چیز کو لانے سے دلیل قائم کریں۔

<u>یقارعهم</u> : قرع (مفاعلہ) مقارعۃً (تفاعل) تقارعًا قرعہ ڈالنا، بعض کا بعض کو تلوار مارنا (ف) قَرْعًا کھٹکھٹانا، مارنا، اچانک پیش آنا (ن) قَرْعًا قرعہ میں غالب آنا (س) قَرَعًا خالی ہونا، تیر اندازی میں مغلوب ہونا (تفعیل) تقریعًا جھڑکی دینا، کاٹنا (إفعال) إقراعًا بازرہنا، طاقت رکھنا۔<u>یناضلهم</u>: نضل (مفاعلہ) مناضلۃً، نضالاً تیر اندازی میں مقابلہ کرنا، کسی کی حمایت کرنا (ن) نَضْلًا تیر اندازی میں سبقت کرنا (س) نَضَلًا دبلا ہونا تھکنا (إفعال) إنضالاً لاغر کرنا (افتعال) انتضالاً نکالنا، چننا۔<u>یزعجهم</u>: زعج (ف) زَعْجًا (إفعال) إزعاجًا بیقرار کرنا، ہٹانا (انفعال) انزعاجًا بیقرار ہونا، ہٹنا۔<u>غمرات</u>: [مفرد] الغمرۃ سختی، دیگر [جمع] غِمار، غُمَرٌ بھی آتی ہے، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۹ پر ہے۔<u>الصادع</u>: قاضی، دور تک پھیلا ہوا۔ صدع (ف) صَدْعًا بات کو کھلم کھلا بیان کرنا، کر گزرنا، حق کا فیصلہ کرنا۔ صُدُوْعًا مائل ہونا (تفعیل) تصدیعًا پھاڑنا، طے کرنا (تفعّل) تصدّعًا متفرق ہونا، غائب ہونا۔

أَیُّ بُرْهَانٍ عَلَى النُّبُوَّةِ أَعْظَمُ مِنْ هٰذَا ؟ أُمِّیٌّ قَامَ یَدْعُو الْكَاتِبِیْنَ إِلٰی فَهْمِ مَایَكْتُبُوْنَ وَمَایَقْرَءُوْنَ ،بَعِیْدٌ عَنْ مَدَارِسِ الْعِلْمِ صَاحَ بِالْعُلَمَاءِ لِیُمَحِّصُوْا مَاكَانُوْایَعْلَمُوْنَ ،فِیْ نَاحِیَةٍ عَنْ یَنَابِیْعِ الْعِرْفَانِ جَاءَ یُرْشِدُالْعُرَفَاءَ ،نَاشِئٌ بَیْنَ الْوَاهِمِیْنَ لِتَقْوِیْمِ عِوَجِ الْحُكَمَاءِ ،غَرِیْبٌ فِیْ أَقْرَبِ الشُّعُوْبِ إِلٰی سَذَاجَةِ الطَّبِیْعَةِ،وَأَبْعَدُهَا عَنْ فَهْمِ نِظَامِ الْخَلِیْقَةِ،وَالنَّظْرِ فِیْ سَنَنِهِ الْبَدِیْعَةِ،أَخَذَ یُقَرِّرُ لِلْعَالَمِ أَجْمَعَ أُصُوْلَ الشَّرِیْعَةِ ،وَیَخُطُّ لِلسَّعَادَةِ طُرُقًا لَنْ یَّهْلِكَ سَالِكُهَا، وَلَنْ یَّخْلُصَ تَارِكُهَا.

نبوت پراس سے بڑی دلیل اور کیا ہوگی؟ کہ ایک امی شخص کھڑے ہوکر کاتبین کو اس کے سمجھنے کی جسکو وہ لکھتے اور پڑھتے ہوں دعوت دیتا ہو، جوعلم کے مدارس سے دور ہواور علماء کی جماعت میں بلند آواز سے چیخے تاکہ وہ اس چیز سے آلودگی دور کریں جس کو جانتے ہیں، جومعرفت کے چشموں سے ایک کنارے پر کھڑاہواور آکر جانے والوں کوراستہ دکھلائے، واہمین کے مابین پلنے بڑھنے والا حکماء کے ٹیڑھے پن کوسیدھا کرنے کیلئے کھڑا ہو۔ لوگوں کی جماعت میں بالکل اجنبی ،انتہائی سادہ طبیعت والا ،نظام خلقت کے فہم سے اوراس کے انوکھے طریقوں میں غورکرنے سے بہت دور ہوایسا شخص پورے عالم کے لئے شریعت کے اصول مقرر کرنے لگتا ہے اور سعادت کیلئے ایسے راستے تیار کرتا ہے جن پر چلنے والا ہرگز ہلاک نہیں ہوگا ،اوراس کوچھوڑنے والا ہرگز چھٹکارانہیں پائیگا۔

<u>لیمحصوا</u>: محص (تفعیل) تحمیصاً آلودگی دورکرنہ خالص بنانا (ف) بھاگ جانا، چمکنا، دورکرنا۔<u>ینابیع</u>: [مفرد] یَنْبُوْعٌ چشمہ، بہت پانی والا نالہ۔ نبع (ن،س،ک) نَبْعًا، نُبُوْعًا چشمہ سے نکلنا۔<u>الشعوب</u>: [مفرد] الشَّعْبُ (مصدر) لوگوں کی جماعت، بڑاقبیلہ، مثل، دوری، شگاف۔ شعب (ف) شَعْبًا جمع کرنا ،متفرق کرنا ،درست کرنا، بگاڑنا (تفعیل) تشعیبًا ہمیشہ کے لئے جداہونا ،مرنا۔<u>سذاجة</u>: سادگی۔

مَاهٰذَا الْخِطَابُ الْمُفْحِمُ ؟ مَاذٰلِكَ الدَّلِیْلُ الْمُلْجِمُ ؟ أَأَقُوْلُ مَا هٰذَا بَشَرًاإِنْ هٰذَاإِلَّامَلَكٌ كَرِیْمٌ ؟لَا. لَاأَقُوْلُ ذٰلِكَ،وَلٰكِنْ كَمَاأَمَرَهُ اللّٰهُ أَنْ یَّصِفَ نَفْسَهٗ،إِنْ هُوَإِلَّابَشَرٌمِّثْلُكُمْ یُوْحٰی إِلَیْهِ ،نَبِیٌّ صَدَّقَ الْأَنْبِیَاءَ وَلٰكِنْ لَمْ یَأْتِ فِی الْإِقْنَاعِ بِرِسَالَتِهٖ بِمَا یُلْهِی الْأَبْصَارَ،أَوْ یُحَیِّرُالْحَوَاسَ،أَوْ یُدَهِّشُ الْمَشَاعِرَ، وَ لٰكِنْ طَالَبَ كُلَّ قُوَّةٍ بِالْعَمَلِ فِیْمَا أُعِدَّتْ لَهٗ،وَاخْتَصَّ الْعَقْلَ بِالْخِطَابِ ،وَ

حَاكَمَ إِلَيْهِ الْخَطَاءَ وَالصَّوَابَ وَجَعَلَ فِيْ قُوَّةِ الْكَلَامِ وَسُلْطَانِ الْبَلَاغَةِ وَصِحَّةِ الـدَّلِيْلِ مَبْلَغَ الْحُجَّةِ ، وَآيَةُ الْحَقِّ الَّذِيْ (لَايَأْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ).

یہ لاجواب کردینے والا خطاب کیا ہے؟ وہ لگام دینے والی دلیل کونسی ہے؟ کیا میں یہ کہوں کہ "یہ تو کوئی بشر نہیں بلکہ یہ تو کوئی کرم والا فرشتہ ہے"۔ نہیں، میں یہ نہیں کہوں گا۔ لیکن میں ویسے ہی کہوں گا جیسے اللہ تعالی نے ان کو حکم دیا کہ اپنی صفت اس طرح بیان کریں: **إن هو إلّا بشر مثلكم يوحى إليه** "نہیں ہیں وہ مگر تمہاری ہی طرح ایک بشر جن کی طرف وحی آتی ہے"۔ ایک ایسے نبی کہ جنہوں نے تمام انبیاء کرام کی تصدیق کی لیکن اپنی رسالت کے ذریعہ قناعت کرتے ہوئے وہ چیز نہیں لائے جو آنکھوں کو خیرہ کردے، یا حواس کو حیران کردے یا جذبات کو دہشت میں مبتلا کردے، لیکن ہر قوت جو اس عمل کے لئے تیار کی گئی تھی کو عمل کے ذریعہ طلب کیا۔ خطاب کے ذریعہ عقل کو خصوصیت دی اور خطاء وصواب کا محاکمہ اسی عقل کے سپرد کیا، کلام کی قوت، بلاغت کی بادشاہت اور دلیل کی صحت میں حجت وبرہان کی انتہاء کی اور اس حق کی آیت: "**لايأتيه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تنزيل من حكيم حميد**" ہے (ترجمہ) قرآن وہ ہے جس میں غیر واقعی بات نہ اس کے آگے کی طرف سے آسکتی ہے اور نہ پیچھے کی طرف سے اور یہ اللہ عزوجل حکیم محمود کی طرف سے نازل کیا گیا ہے۔

__المفحم__: فَحم (إفعال) إفحامًا دلیل دیکر خاموش کردینا (ف) فَحْمًا جواب سے ساکت ہونا (ن) فُحُومًا ٹھہر جانا (ک) فُحُومًا، فُحُومَةً کالا ہونا (تفعیل) تفحیمًا کالا کرنا۔

__المشاعر__: [مفرد] المَشْعَر جذبات۔

☆☆☆☆☆☆☆

اَلْكُوْخُ وَالْقَصْرُ (لسید مصطفی لطفی المنفلوطی(۱))

أَنَا إِنْ كُنْتُ حَاسِدًا أَحَدًا عَلٰى نِعْمَةٍ فَإِنِّي أَحْسُدُ صَاحِبَ الْكُوْخِ عَلٰى كُوْخِهٖ . قَبْلَ أَنْ أَحْسُدَ صَاحِبَ الْقَصْرِ عَلٰى قَصْرِهٖ ،وَلَوْلَاأَنَّ لِلْأَوْهَامِ سُلْطَانًا عَلَى النُّفُوْسِ لَمَا تَضَاءَ لَ الْفُقَرَاءُ بَيْنَ أَيْدِي الْأَغْنِيَاءِ ، وَلَا وَرِمَ أَنْفُ الْأَغْنِيَاءِ أَنْ يَّتَّخِذَهُمُ الْفُقَرَاءُ أَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللهِ .

جھونپڑی اور محل

میں اگر کسی شخص کی نعمت پر حسد کرتا تو میں صاحب محل کے محل پر حسد کرنے سے پہلے جھونپڑی والے کی جھونپڑی پر حسد کرتا اور اگر وہم وخیالات کی دلوں پر بادشاہت نہ ہوتی تو فقراء مالداروں کے سامنے حقیر نہ ہوتے اور نہ مالداروں کا اس بات سے ناک خاک آلود ہوتا کہ فقراء نے انہیں اللہ کے سوارب مانا ہے۔

<u>تضاء ل</u>: ضَئَل (تفاعل) تضائلاً حقیر وکمزور ہونا (ک) ضَآلَۃً ،ضُؤُولَۃً لاغر ہونا، حقیر ہونا۔

أَنَا لَا أَغْبِطُ الْغَنِيَّ إِلَّا فِيْ مَوْطِنٍ وَاحِدٍ مِنْ مَّوَاطِنِهٖ ، إِنْ رَأَيْتُهٗ يُشْبِعُ الْجَائِعَ ،وَيُوَاسِي الْفَقِيْرَ ،وَيَعُوْدُ بِالْفَضْلِ مِن مَّالِهٖ عَلَى الْيَتِيْمِ الَّذِيْ سَلَبَهُ الدَّهْرُ أَبَاهُ ، وَالْأَرْمَلَةِ الَّتِيْ فَجَعَهَا الْقَدَرُ فِيْ عَائِلِهَا ، وَيَمْسَحُ بِيَدِهٖ دَمْعَةَ الْبَائِسِ وَالْمَحْزُوْنِ ، ثُمَّ أَرْثِيْ لَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ فِيْ جَمِيْعِ مَوَاطِنِهِ الْأُخْرٰى .

میں مالدار پر سوائے ایک مقام کے کسی اور مقام پر رشک نہیں کرتا (اور وہ مقام یہ ہے) اگر میں اسکو دیکھوں کہ وہ بھوکے کو سیر کر رہا ہے، فقیر کی دلجوئی کر رہا ہے اور وہ یتیم کہ جس کے باپ کو زمانے نے چھین لیا ہے اس پر اور اس بیوہ پر جس کو تقدیر نے معاشی تنگی میں مبتلا کر رکھا ہے اپنے مال کے ذریعے فضل کا معاملہ کر رہا ہے۔ پریشان حال اور غمزدہ لوگوں

(۱) سید مصطفی لطفی مصر کے ضلع اسیوط کی تحصیل منفلوط میں پیدا ہوئے۔ آپ نے حفظ قرآن کریم اور تعلیم ''جامعہ ازھر'' میں حاصل کی اور شیخ محمد عبدہ کے اسباق میں پابندی سے شرکت کی۔ بلغاء کی کتابوں، شعراء کے دیوانوں کو پڑھنے، یاد کرنے اور انسبر کرنے میں منہمک ہو گئے۔ آپ ایسے خداداد ادیب تھے کہ نثر کو مضبوط، سلیس اور مٹھاس بھرے پیرائے میں بیان کرتے تھے۔ آپ حساس طبع، نرم دل، عمدہ طرز تصنیف، آسان انداز بیان، مٹھاس بھری عبادت اور بارونق چہرہ کے مالک تھے۔ آپ ''المؤید'' نامی اخبار میں '' نظرات'' کے عنوان سے ایک کالم لکھتے تھے جسکو ادباء اور نوجوان طبقہ بڑے شوق سے پڑھتا تھا (بعد میں) وہ تمام مضامین ایک کتابی شکل میں جمع کر دیے گئے جسکا نام انہوں نے ''النظرات'' رکھا اور انکی ایک کتاب ''العبرات'' ہے منفلوطی کی چنیدہ اور مشہور روایات میں سے ''ماجدولین'' ہے آپ ۱۹۴۳ء کو انتقال کر گئے۔

کے آنسوؤں کو اپنے ہاتھ سے صاف کررہا ہے پھران تمام مواقع کے علاوہ دوسرے موقعوں پر مجھے مالدار پر رحم آتا ہے۔

یواسی: أسو (مفاعلہ) مواساۃً غم خواری کرنا، برابری کرنا (ن) أسْوًا، أسًا صلح کرانا، علاج کرنا (س) أسًیا علاج کرنا بصلہ [علی] رنجیدہ ہونا (تفعّل) تأسّیا اتباع کرنا۔
الأرملة: وہ عورت جس کا شوہر مرگیا ہو [مذکر] الأرمل رنڈوا۔ رمل (تفعیل) ترمیلاً بیوہ ہونا (ن) رَملًا آلودہ کرنا (إفعال) إرمالاً محتاج ہونا۔ أرثي: رثي (ض) رَثیًا، رِثاءً، بصلہ [ل] ترس کھانا، مردہ پر رونا۔ رَثیًا ضعف لاحق ہونا (ن) رَثْوًا، رِثاءً کسی کی خوبیاں بیان کر کے رونا

أَرْثِي لَهُ إِنْ رَأَيْتُهُ يَتَرَبَّصُ وُقُوْعَ الضَّائِقَةِ بِالْفَقِيْرِ لِيَدْخُلَ عَلَيْهِ مَدْخَلَ الشَّيْطَانِ مِنْ قَلْبِ الْإِنْسَانِ فَيَمْتَصُّ الثُّمَالَةَ الْبَاقِيَةَ لَهُ مِنْ مَالِهِ لِيَسُدَّ فِيْ وَجْهِهِ بَابَ الْأَمَلِ ،وَأَرْثِيْ لَهُ إِنْ رَأَيْتُهُ يَعْتَقِدُ أَنَّ الْمَالَ هُوَ مُنْتَهَى الْكَمَالِ الْإِنْسَانِيِّ، فَلَا يَطْمَعُ فِيْ فَضِيْلَةٍ،وَلَا يُحَاسِبُ نَفْسَهُ عَلٰى رَذِيْلَةٍ ،وَأَرْثِيْ لَهُ وَأَبْكِي عَلٰى عَقْلِهِ إِنْ مَشٰى الْخُيَلَاءَ.وَطَاوَلَ بِعُنُقِهِ السَّمَاءَ،وَسَلَّمَ بِإِيْمَاءِ الطَّرْفِ،وَإِشَارَةِ الْكَفِّ،وَمَشٰى فِيْ طَرِيْقِهِ يَخْزُرُ بِعَيْنَيْهِ خَزْرًا لِيَرٰى هَلْ سَجَدَ النَّاسُ لِمِشْيَتِهِ أَوْ صَعِقُوْا مِنْ هَيْبَتِهِ،وَأَرْحَمُهُ الرَّحْمَةَ كُلَّهَا إِنْ عَاشَ شَحِيْحًا جَعْدًا مُقْتِرًا عَلٰى نَفْسِهِ وَعَيَالِهِ،بَغِيْضًا إِلٰى قَوْمِهِ وَأَهْلِهِ،يَنْقِمُوْنَ عَلَيْهِ حَيَاتَهُ،وَيَسْتَبْطِئُوْنَ سَاعَةَ حَتْفِهِ.

مجھے اس پر رحم آتا ہے اگر میں دیکھوں کہ وہ فقیر پر تنگی کے واقع ہونے کا انتظار کررہا ہے تاکہ وہ فقیر پر انسان کے دل میں شیطان کے داخل ہونے کی طرح داخل ہوجائے اور فقیر کے بچے کھچے مال کو بھی چاٹ جائے تاکہ فقیر کے سامنے امید کا دروازہ بند ہوجائے مجھے اس پر رحم آتا ہے اگر میں دیکھوں کہ وہ مال ہی کو کمال انسانی کی انتہا سمجھتا ہے جس کی وجہ سے وہ اچھائی میں آگے بڑھتا ہے اور نہ برائی پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا ہے۔ مجھے اس پر رحم آتا ہے اور اس کی عقل پر رونا آتا ہے اگر وہ متکبرین کے راستے پر چلے، اپنی گردن کو آسمان کی طرف اونچا کرے، آنکھ اور ہاتھ کے اشارے سے سلام کرے اور چلتا ہوا کن انکھیوں سے راستے میں دیکھے کہ لوگ اس کے سامنے جھک رہے ہیں یا اس کی ہیبت سے ان پر خوف طاری ہوا ہے یا نہیں؟ اور مجھے بھرپور رحم آتا ہے اگر وہ بخیل اور کمینہ لالچی طبیعت والا اپنے اور اپنے اہل وعیال پر تنگی، اپنی قوم اور اسکے اہل پر غصہ کرنے والے کی طرح زندگی گزارے (لہٰذا اس کی قوم) اس پر اسکی زندگی کو قابل ملامت بناتی ہے اور اس کی موت کی منتظر رہتی ہے۔

يتربص: ربص (تفعل) تربصًا انتظار کرنا (ن) رَبصًا بصلہ [با] کسی کیلئے خیر یا شر کا انتظار کرنا، برائی پہنچانے کیلئے موقع کی تاک میں رہنا۔ الثمالة: [جمع] ثُمال باقی ماندہ، جھاگ۔ يخزر: خزر (ن) خَزرًا کن اکھیوں سے دیکھنا، چالاک ہونا (س) خَزرًا تنگ آنکھ والا ہونا (تفعیل) تخزیرًا تنگ کرنا (تفاعل) تخازرًا نگاہ تیز کرنے کیلئے پلکوں کو سمیٹنا۔ شحيحا: حریص، بخیل [جمع] شِحَاحٌ، أشحّة۔ شحّ (ن، ض، س) شُحًّا حرص کرنا، بخل کرنا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۰ پر ہے۔ جعدا: بخیل وکمینہ، اسی لئے بھیڑیے کی کنیت اُبُو جُعَادَۃ اور اُبُو جَعْدَۃ ہے [جمع] جِعَادٌ۔ مقترا: قتر (إفعال) إقتارًا نان ونفقہ میں تنگی کرنا، مال کم ہونا۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۷ پر ہے۔

أَمَّا الْفَقِيْرُ فَهُوَ أَسْعَدُ النَّاسِ عَيْشًا. وَأَرْوَحُهُمْ بَالًا إِلَّا إِذَا كَانَ جَاهِلًا مَخْدُوْعًا يَظُنُّ أَنَّ الْغَنِيَّ أَسْعَدُ مِنْهُ حَظًّا. وَأَرْغَدُ عَيْشًا، وَأَثْلَجُ صَدْرًا، فَيَحْسُدُهُ عَلَى النِّعْمَةِ الَّتِيْ أَسْبَغَهَا اللهُ عَلَيْهِ، وَيَجْلِسُ فِيْ كِسْرِ بَيْتِهِ جِلْسَةَ الْكَئِيْبِ الْمَحْزُوْنِ، يُصَعِّدُ الزَّفْرَةَ فَالزَّفْرَةَ، وَيُرْسِلُ الْعَبْرَةَ فَالْعَبْرَةَ، وَلَوْلَا جَهْلُهُ وَبَلَاهَةُ عَقْلِهِ لَعَلِمَ أَنَّ رُبَّ صَاحِبِ قَصْرٍ يَتَمَنّٰى كُوْخَ الْفَقِيْرِ وَعَيْشَهُ، وَيَرٰى أَنَّ ذٰلِكَ السِّرَاجَ الضَّعِيْفَ الَّذِيْ لَايَكَادُ يُنِيْرُ نَفْسَهُ أَسْطَعُ ذُبَالًا، وَأَكْثَرُ لَأْلَاءً، مِنْ تِلْكَ الشُّمُوْعِ الْبَاهِرَاتِ الَّتِيْ تَأْتَلِقُ بَيْنَ يَدَيْهِ، وَأَنَّ تِلْكَ الْحَشِيَّةَ مِنَ الشَّعْرِ أَوِ الْوَبَرِ أَنْعَمُ مَلْمَسًا، وَأَلْيَنُ مَضْجَعًا مِنْ وَسَائِدِ الْحَرِيْرِ وَنَضَائِدِ الدِّيْبَاجِ.

رہا غریب تو وہ لوگوں میں سب سے زیادہ خوش عیش زندگی گزارنے والا اور فارغ البالی کی وجہ سے سب سے زیادہ راحت والا ہے مگر جب جاہل اور فریب زدہ ہو کر یہ گمان کرے کہ مالدار اس سے زیادہ خوش نصیب، خوشحال زندگی گزارنے والا اور بے غم ہے (لہٰذا یہ سوچ کر) ان نعمتوں پر جو اللہ تعالیٰ نے مالدار کو بے تحاشا عطا کی ہیں حسد کرتا ہے۔ چنانچہ شکستہ دل اور غمزدہ ہو کر مالدار کے گھر کے ایک گوشے میں بیٹھ جاتا ہے اور جب آہ بھرتا ہے تو لمبی لمبی آہیں بھرتا ہے اور آنسو بہاتا ہے تو پھر خوب آنسو بہاتا ہے۔ اگر غریب کی جہالت اور کم عقلی نہ ہوتی تو وہ جان لیتا کہ کتنے مالدار ہیں جو غریب کی جھونپڑی اور اسکی زندگی کی تمنا کرتے ہیں (مالدار بھی اپنی زندگی کو غریب کی طرح گزارنے کے خواہشمند ہوتے ہیں) اور مالدار شخص یہ سمجھتا ہے کہ یہ ٹمٹماتی ہوئی روشنی والا چراغ، جو خود اس لائق بھی نہیں کہ اپنے آپ کو روشن رکھ سکے لیکن ان تمام چراغوں سے جو اپنی تمام ظاہری چمک دمک سے اس کے سامنے

روشن ہیں، اپنی بتی کو بلند رکھنے والا اور خوب چمکانے والا ہے۔ بالوں اور اونٹ کی کھال کا بستر زیادہ آرام دہ اور راحت کے اعتبار سے ریشم اور دیباج کے نرم و نازک تکیوں اور بستر سے زیادہ نرم ہے۔

بالا: حالت، اہمیت، امید کمایقال [مرتاح البال، ناعم البال] مطمئن، پرسکون، خوشحال۔ أثلج: ثلج (إفعال) إثلاجًا خوش کرنا، ختم ہونا، برف میں داخل ہونا (ن) ثلجًا برف گرانا، ثلوجًا خوش ہونا۔ کسر: [بکسر الکاف وفتحہا وسکون السین] کوٹھڑی کا ایک گوشہ، خیمہ کا وہ کنارہ جو زمین پر لگا ہوا ہو [جمع] أکسار، کسور۔ الکئیب: کئب (س) کئبًا، کأبۃً شکستہ دل ہونا (إفعال) إکئابًا غمگین ہونا۔ الزُفرۃ: گرم سانس۔ زفر (ض) زفرًا، زفیرًا لمبے لمبے سانس لینا، بھڑکنے کے وقت آگ کی آواز کا نکلنا۔ بلاھۃ: بلہ (س) بلاھۃً، بلھًا ضعیف العقل ہونا، کمزور رائے والا ہونا (إفعال) إبلاھًا بیوقوف پانا۔ أسطع: سطع (ف) سطعًا، سطوعًا بلند ہونا، پھیلنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔ ذبالا: بتی [جمع] ذبال۔ لألاء: لألأ (فعلل) لألأۃً چمکنا، بھڑکنا، بہانا۔ تأتلق: ألق (افتعال) ائتلاقًا (تفاعل) تألقًا بجلی چمکنا (ض) ألیقًا چمکنا، روشن ہونا۔ الحشیۃ: وہ گدی جس کو عورتیں بدن کے کسی حصے کو نمایاں کرنے کیلئے باندھتی ہیں [جمع] حشایا۔ حشو (ن) حشوًا [بالقطن] روئی بھرنا کسی کے پیٹ کے اندر کی چیزوں پر مارنا (افتعال) احتشاءً ابھر جانا، آسودہ ہو جانا۔ نضائد: [مفرد] نضیدۃٌ تکیہ، بھری ہوئی چیز، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۶ پر ہے۔

وَلَقَدْ بَلَغَ الضُّعْفُ وَصِغَرُ النَّفْسِ بِكَثِيْرٍ مِّنَ النَّاسِ أَنَّهُمْ يَحْفِلُوْنَ بِالْأَغْنِيَاءِ لِأَنَّهُمْ أَغْنِيَاءُ، وَإِنْ كَانُوْا لَايَنَالُوْنَ مِنْهُمْ مَايَبُلُّ غُلَّةً، أَوْ يُسِيْغُ غُصَّةً، وَلَيْتَ شِعْرِيْ إِنْ كَانَ لَابُدَّ لَهُمْ مِنْ إِجْلَالِ الْمَالِ وَإِعْظَامِهِ حَيْثُ وُجِدَ فَلِمَ لَايُقَبِّلُوْنَ أَيْدِيْ الصَّيَارِفَةِ وَلَايَنْهَضُوْنَ إِجْلَالًا لِلْكِلَابِ الْمُطَوَّقَةِ بِالذَّهَبِ، وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ أَنْ لَافَرْقَ بَيْنَ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ.

بہت سارے لوگوں میں کمزوری اور احساس کمتری اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مالداروں کی مجالس میں انکے مالدار ہونے کی وجہ سے شرکت کرتے ہیں اگرچہ وہ مالداروں سے اتنا مال بھی حاصل نہ کر سکیں جو ان کی سخت پیاس (حلق) کو تر کر دے اور غم کو خوشگواری سے بدل دے (غم کو خوشگوار بنادے) کاش میرا احساس (ان تک بھی پہنچتا) جن کے لئے مال کی شان اور عظمت جہاں بھی وہ پایا جائے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے تو پھر وہ سناروں کے

ہاتھوں کو کیوں نہیں چومتے اور اس کتے کو بڑا سمجھتے ہوئے کیوں نہیں کھڑے ہوتے جس کے گلے میں سونے کا پٹہ ہے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ان دونوں میں کوئی فرق نہیں۔

غلة: سخت پیاس، کپڑے کے نیچے پہننے کا کپڑا، وہ گدی جس کو عورتیں سرین پر باندھتی ہیں تاکہ بڑی نظر آئے۔ یسیغ: سوغ (إفعال) إساغۃً خوشگوار بنانا (ن) سَوْغًا، خوشگوار ہونا، جائز ہونا (تفعیل) تسویغًا جائز کرنا۔ غصة: غم، اندوہ [جمع] غُصَص۔ غصص (س، ن) غَصَصًا اُچھولگنا (افتعال) اغتصاصًا تنگ ہونا۔ الصیارفة: [مفرد] الصَّیرفی، صرّاف نقدی کی تجارت کرنے والا، روپیہ پرکھنے والا۔ لاینهضون: نهض (ف) نَهْضًا، نُهُوْضًا کھڑا ہونا، مستعد ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۳ پر ہے۔

لَوْ عَامَلَ الْفُقَرَاءُ بُخَلاءَ الْأَغْنِيَاءِ بِمَا يَجِبُ أَنْ يُعَامَلُوْا بِهِ لَوَجَدُوْا أَنْفُسَهُمْ فِيْ وَحْشَةِ أَنْفُسِهِمْ، وَلَشَعَرُوْا أَنَّ بَدْرَاتِ الذَّهَبِ الَّتِيْ يَكْنِزُوْهَا إِنَّمَا هِيَ أَسَاوِدُ مُلْتَفَّةٌ عَلٰى أَقْدَامِهِمْ وَأَغْلَالٌ آخِذَةٌ بِأَعْنَاقِهِمْ، وَلَعَلِمُوْا أَنَّ الشَّرَفَ فِيْ كَمَالِ الْأَدَبِ، لَافِيْ رَنِيْنِ الذَّهَبِ، وَفِيْ جَلَائِلِ الْأَعْمَالِ لَافِيْ أَحْمَالِ الْمَالِ. فَلْيُعَظِّمِ النَّاسُ الْكُرَمَاءَ، وَلْيَحْتَقِرُوْا الْأَغْنِيَاءَ، وَلِيَعْلَمُوْا أَنَّ الشَّرَفَ شَيْئٌ وَرَاءَ الْغِنٰى وَالْفَقْرِ، وَأَنَّ السَّعَادَةَ أَمْرٌ وَرَاءَ الْكُوْخِ وَالْقَصْرِ.

اگر غریب افراد بخیل مالداروں کے ساتھ وہی معاملہ کریں جس کے وہ مستحق ہیں تو وہ مالدار اپنے آپ میں وحشت محسوس کریں گے اور انہیں اس کا احساس ہوگا کہ سونے کی تھیلیاں جوان بخیلوں نے جمع کر رکھی ہیں درحقیقت ان کے قدموں میں لپٹنے والے سانپ اور ان کی گردنوں کو گھیرنے والے طوق ہیں اور وہ جان لیں گے کہ عزت و بزرگی کمال ادب میں ہے نہ کہ سونے کی جھنکار میں اور عزت و بزرگی اعمال میں ہے نہ کہ مال اٹھانے میں۔ لہٰذا لوگوں کو چاہیے کہ وہ شرفاء کی تعظیم کریں اور مالداروں کی تحقیر کریں تاکہ وہ جان لیں کہ عزت و بزرگی مالداری اور فقر سے ماوراء ہے اور سعادت و خوش بختی ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق جھونپڑی اور محل سے نہیں۔

بدرات: [مفرد] بَدْرَۃٌ مال کی تھیلی۔ بدر (ن) بَدْرًا [القمر] چاند مکمل ہونا۔ بُدُوْرًا جلدی کرنا (إفعال) إبدارًا چاند کی روشنی میں آنا (مفاعلہ) مبادرۃً جلدی کرنا (افتعال) ابتدارًا [عیناہ] آنسو بہانا۔ أساود: [مفرد] الأسود بڑا کالا سانپ جس کو حنش بھی کہتے ہیں، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۱ پر ہے۔ رنین: آواز، غمگین آواز۔ رنن (ض) رَنِیْنًا رونے میں آواز

بلند کرنا، فریاد کرنا (تفعیل) ترنیناً چیخنا، آواز نکالنا (استفعال) استرنانًا کھیل کود کرنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سَيِّدِي أَحْمَدُ الشَّرِيفُ السَّنُوسِيُّ

(للامیر شکیب ارسلان(۱))

عِنْدَ مَا قَدِمْتُ إِلَى الْآسْتَانَةِ فِي أَوَاخِرِ سَنَةِ ۱۹۲۳، وَهِيَ أَوَّلُ مَرَّةٍ دَخَلْتُهَا بَعْدَ الْحَرْبِ قَرَّرْتُ لِأَجْلِ الْإِسْتِجْمَامِ مِنْ عَنَاءِ الْأَشْغَالِ وَتَرْوِيحِ النَّفْسِ بَعْدَ طُولِ النِّضَالِ، أَنْ أَسْكُنَ بِبَلَدٍ صَغِيرٍ تَتَهَيَّأُ لِي فِيهِ الْعُزْلَةُ وَتَسْهُلُ الرِّيَاضَةُ، وَيَكُونُ دَانِيًا مِنْ وَطَنِي سُورِيَةَ لِمُلَاحَظَةِ شُغْلِي الْخَاصِّ، وَتَعَهُّدِ أَمْلَاكِي فِيهَا، فَاخْتَرْتُ مَرْسِينَ وَأَلْقَيْتُ مِرْسَاةَ غُرْبَتِي فِيهَا.

سیدی احمد الشریف السنوسیؒ

۱۹۲۳ء کے اواخر میں جب میں دار السلطنت آیا تو لڑائی کے بعد پہلی مرتبہ اس میں آیا تھا، میں نے مصروفیات کی تھکن سے راحت پانے اور لمبی مدت کی جنگ وغیرہ کے بعد اپنے آپ کو راحت وآرام پہنچانے کیلئے یہ عزم کیا کہ ایک ایسے چھوٹے شہر میں رہوں جس میں تنہائی میسر ہو اور ورزش کرنا آسان ہو، اپنے خاص مشغلے کی نگرانی اور اپنی املاک کے اسمیں پابند ہونے کی وجہ سے یہ بھی عزم کیا کہ وہ میرے وطن سوریہ (شام) کے قریب ہو اس لئے میں نے مرسین کا انتخاب کیا اور اس میں ڈیرہ ڈال دیا (اقامت اختیار کر لی)۔

---

(۱) یہ ایک قادر الکلام خطیب اور مشرق کے بہت بڑے ادیب امیر شکیب ارسلان ہیں جنکا تعلق شام میں سکونت پذیر عرب قبیلہ امرائے دروز سے ہے انکا نسب نامہ بادشاہ منذر بن نعمان جو کہ ابو قابوس کے نام سے مشہور ہیں کے ساتھ جاملتا ہے۔ ۱۸۶۹ء میں "شویفات" میں پیدا ہوئے۔اور زمانہ طفولیت سے ہی ادب، انشاء اور سیاست میں دلچسپی لی، آپ سید جمال الدین افغانی اور استاد محمد عبدہ کی صحبت سے بھی مستفید ہوئے، اس مدرسے اور عقیدہ اسلامی سے محبت آپ کے دل ودماغ میں بچپن سے ہی راسخ ہوگئی تھی۔ آپ مجلس مبعوثان ترکی کے نمائندہ بھی منتخب ہوئے۔طرابلس کی جنگ میں حاضر ہوئے پھر جنیف کیطرف منتقل ہوگئے جہاں اپنی زندگی کا ایک بڑا حصہ مسلمانوں اور (خاص طور پر) عربوں کے مسائل کے دفاع میں گزار دیا۔اور پھر انکو ان کے قلم نے اکثر اسلامی شہروں میں سفر کرنے سے روک دیا اور آخر عمر میں اپنے وطن کی طرف منتقل ہوگئے اور بیروت میں دسمبر ۱۹۴۶ء میں رحلت فرماگئے اور "شویفات" میں دفن ہوئے انہوں نے وصیت کی تھی کہ انکو اہل سنت کے طریقہ کے مطابق غسل دیا جائے، کفن اور نماز جنازہ بھی انہی کے مطابق ہو، اللہ ان پر رحمت فرمائے۔امیر شکیب ارسلان اس زمانے کے ادباء پر لغت عربی میں رسوخ اور غرب ضرب الامثلہ اور اسلوب قدیم پر دسترس کی وجہ سے ممتاز ہوگئے تھے، کبھی کبھار سجع بندی بھی (متوازن اوزان) اپنے کلام میں لاتے ہیں اور آپ کے کلام مرسل میں حسن اور بداعت ہوتی ہے، بیسیوں کتابیں تالیف کیں اور ہزاروں صفحات لکھے۔ ان میں سب سے عمدہ اور مشہور موجودہ عالم اسلامی پر انکے حواشی (نوٹ) [illegible] اور "سید سنوسی" کے یہ حالات زندگی بھی اسے سے ماخوذ ہیں۔

الاستجمام: جمم (استفعال) استجماماً بہلانا، چھوڑ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۷ پر ہے۔ترویح: روح (تفعیل) ترویحاً آرام پہنچانا، شام کے وقت جانا [بالجماعۃ] تراویح کی نماز پڑھنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۱ پر ہے۔النضال: نضل (مفاعلہ) نضالاً، مناضلۃً تیر اندازی میں مقابلہ کرنا، کسی کی حمایت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۹۸ پر ہے۔مرساۃ: کشتی یا جہاز کا لنگر [جمع] مَرَاسٍ۔ کمایقال "ألقی مراسیۃ" وہ رہ پڑا، لنگر ڈال رہنے سے کنایہ ہوا اسلئے یہاں معنی اقامت اختیار کرنے سے کیا ہے (إفعال) إرساۃً لنگر انداز کرنا، کھونٹے کو ٹھونکنا۔

وَكَانَ السَّيِّدُالسَّنُوسِيُّ بَلَغَهُ قُدُومِيْ إِلَى دَارِالسَّعَادَةِ، فَكَتَبَ لِيْ يَرْغَبُ إِلَيَّ فِيْ سُرْعَةِ الْمَجِيْئِ وَيُرَحِّبُ بِيْ، فَلَمَّاجِئْتُ إِلَى مَرْسِيْنَ، ذَهَبْتُ تَوًّا لِزِيَارَتِهِ فَأَبَى إِلَّا أَنْ أَنْزِلَ عِنْدَهُ، رَيْثَمَاأَكُوْنُ اِسْتَاجَرْتُ مَنْزِلًا فِي الْبُلْدَةِ، وَقَدْرَأَيْتُ فِيْ هٰذَا السَّيِّدِ السَّنَدِ بِالْعَيَانِ مَاكُنْتُ أَتَخَيَّلُهُ عَنْهُ بِالسَّمَاءِ وَحَقَّ لِيْ وَاللهِ أَنْ أُنْشِدَ :

كَانَتْ مُحَادَثَةُ الرُّكْبَانِ تُخْبِرُنَا عَنْ جَعْفَرِبْنِ فَلَاحٍ أَطْيَبَ الْخَبَرِ
حَتَّى الْتَقَيْنَافَلَا وَاللهِ مَاسَمِعَتْ أُذُنِيْ بِأَحْسَنَ مِمَّاقَدْ رَأَى بَصَرِيْ

سید السنوسی کو میرے دار السعادۃ آنے کی خبر مل چکی تھی انہوں نے مجھے خط لکھا جس میں میرے جلدی آنے پر خوشی کا اظہار کیا تھا اور مجھے مرحبا کہا تھا، جب میں مرسین آیا تو ان کی زیارت کے ارادے سے ان کی خدمت میں حاضر ہوا (جب واپسی کی اجازت مانگی تو اجازت دینے سے) یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ جب تک میں اپنے لئے شہر میں کوئی مکان کرایہ پر نہ لے لوں اتنی مدت تک ان کے پاس ہی ٹھہروں۔ اس بہادر سید کے بارے میں باتیں سن سن کر میں نے جو ایک تصور قائم کر رکھا تھا ان تمام باتوں کا کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا تھا تو مجھ پر یہ بات لازم ہو گئی کہ میں ان کی شان میں یہ اشعار پڑھوں: (ترجمہ) "اونٹوں پر سوار مسافروں کی آپس کی بات چیت ہم کو جعفر بن فلاح کے بارے میں نہایت ہی اچھی خبر دیتی تھی، یہاں تک کہ ہم ان سے ملے اللہ کی قسم! میرے کانوں نے ان کے بارے میں اس سے زیادہ اچھا نہیں سنا جتنا کہ میری آنکھوں نے دیکھا"۔

توا: پختہ قصد، ایک لڑی کی بٹی رسی [جمع] أَتْوَاءٌ، کمایقال "جاء توًّا" وہ قصد کر کے آ گیا ہے اب کوئی چیز اس کو باز نہیں رکھ سکتی۔

رَأَيْتُ فِي السَّيِّدِ حِبْرًا جَلِيْلًا وَسَيِّدًاغِطْرِيْفًاوَأُسْتَاذًا كَبِيْرًا، مِنْ أَنْبَلِ

مَنْ وَقَعَ نَظَرِیْ عَلَیْهِمْ مُدَّةَ حَیَاتِیْ، جَلَالَةَ قَدْرٍ، وَسَرَاوَةَ حَالٍ وَرَجَاحَةَ عَقْلٍ، وَسَجَاحَةَ خُلُقٍ، وَكَرَمَ مَهْزَةٍ وَسُرْعَةَ فَهْمٍ، وَسَدَادَ رَأْيٍ. وَقُوَّةَ حَافِظَةٍ، مَعَ الْوَقَارِ الَّذِیْ لَاتَغُضُّ مِنْ جَانِبِهِ الْوِدَاعَةُ، وَالْوَرَعُ الشَّدِیْدُ فِیْ غَیْرِ رِئَاءٍ وَلَا سُمْعَةٍ

میں نے سید کو بڑے نیک عالم، خوبصورت سردار، بہت بڑے استاذ، ان لوگوں میں سب سے زیادہ فضیلت والے جن کو میں نے اپنی زندگی میں دیکھا، بڑی شان والے، مروت اور سخاوت والے، بردبار عقل والے، نرم (خوش) اخلاق والے، نوازنے والے، زیرک، درست رائے، مضبوط حافظے والے، ان باتوں کے ساتھ ساتھ ان میں ایسا وقار تھا جوان کی طرف سے سکون واطمینان کو کم نہیں کرتا اور انتہائی ورع وتقویٰ والے جس میں نام ونمود اور شہرت نہ ہو، دیکھا۔

حبر ا: نیک عالم، خوشی ونعمت، پوپ، یہودیوں کے نزدیک کاہنوں کا سردار [جمع] أحبار، حُبُور۔ حبر (ن) حَبْرً امزین کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۷ پر ہے۔ غطریفا: خوبصورت، خوش طبع جوان، سخی، سردار [جمع] غطاریف، غَطارِفة۔ غطرف (تفعلل) تغطر فًا ناز وانداز سے چلنا، تکبر کرنا۔ أنبل: نبل (ن) نَبْلًا نجابت وشرافت میں غالب ہونا، تیر مارنا، نرمی برتنا (ک) نَبالَۃً نجیب وشریف ہونا (افتعال) انتبالًا مرنا اور بدبودار ہونا، قتل کرنا۔ سراءۃ: سرو (ن، ک، س) سَرْوًا، سَرَاوۃً صاحب مروت وسخاوت ہونا (انفعال) انسراءً غم دور ہونا (مفاعلہ) مساراۃً ایک دوسرے پر فخر کرنا (استفعال) استراءً اختیار کرنا، چننا۔ رجاحۃ: رجح (ف، ن، ض) رَجاحۃً حلیم وبرباد ہونا، بوجھل ہونا۔ رُجْحَانًا، رُجُوحًا جھکنا، غالب ہونا (تفعیل) ترجیحًا (إفعال) إرجاحًا جھکا دینا (تفعّل) ترجّحًا غالب وبرتر ہونا، مائل ہونا۔ سجاحۃ: سجح (س) سَجْحًا، سَجاحۃً اخلاق کا نرم ہونا، اعتدال کے ساتھ طویل ہونا (إفعال) إسجاحًا معاف کرنا، نرم ولطافت آمیز گفتگو کرنا (انفعال) انسجاحًا سخاوت وجوانمردی کرنا (تفعیل) تسجیحًا تعریض کرنا، اشارہ وکنایہ سے بات کرنا۔ سداد: سدد (س، ض) سَدَدًا، سَدَادًا درست ہونا، سیدھا ہونا (ن) سَدًّا بند کرنا، درست کرنا (تفعیل) تسدیدًا راہ راست کی طرف رہنمائی کرنا، سیدھا کرنا (إفعال) إسدادًا سیدھا ہونا، راہ راست کی طرف پہنچنا یا طلب کرنا۔ الوداعۃ: ودع (ک) وَدَاعۃً مطمئن ہونا۔

سَمِعْتُ أَنَّهُ لَایَرْقُدُ فِی اللَّیْلِ أَكْثَرَ مِنْ ثَلَاثِ سَاعَاتٍ، وَیَقْضِیْ سَائِرَ لَیْلَةٍ فِی الْعِبَادَةِ وَالتِّلَاوَةِ، وَالتَّهَجُّدِ، وَرَأَیْتُهُ مِرَارًا تُنْفَخُ بَیْنَ یَدَیْهِ السُّفَرُ

الْفَاخِرَةُ اللَّائِقَةُ بِالْمُلُوكِ فَيَأْكُلُ الضُّيُوفُ وَالْحَاشِيَةُ وَيَجْتَزِئُ هُوَ بِطَعَامٍ وَاحِدٍ لَايُصِيبُ مِنْهُ إِلَّا قَلِيلًا وَهٰكَذَا هِيَ عَادَتُهُ.

میں نے یہ سنا تھا کہ وہ رات کو تین گھنٹوں سے زیادہ نہیں سوتے اور پوری رات عبادت، تلاوت اور تہجد میں صرف کرتے ہیں۔ میں نے کئی مرتبہ یہ مشاہدہ کیا کہ آپ کے سامنے نہایت ہی عمدہ (کئی قسم کے) کھانے جو بادشاہوں کے لائق ہوتے تھے چنے جاتے، (رکھے جاتے) مہمان اور آپ کے خاص لوگ کھاتے اور آپ ایک ہی قسم پر اکتفا کرتے اور اس میں سے بھی بہت ہی کم تناول فرماتے یہی ان کی عادت تھی۔

تنفج: نفج (ن) نَفْجًا، نُفُوجًا چھانا، ظاہر ہونا، نکل بھاگنا، بھڑکانا (تفعّل) تنفّجًا بلند ہونا، کودنا (استفعال) استنفاجًا نکالنا، ظاہر کرنا۔ یجتزئ: جزء (افتعال) اجتزاءًا (تفعّل) تجزءًا کسی چیز پر اکتفا کرنا (ف) جَزْءًا اجزا میں تقسیم کرنا، ایک جز لینا (تفعیل) تجزیئۃً تقسیم کرنا (إفعال) إجزاءًا تسلی دینا، قانع بنانا۔

وَلَهُ مَجْلِسٌ كُلَّ يَوْمٍ بَيْنَ صَلَاتَيِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ لِتَنَاوُلِ الشَّايِ الْأَخْضَرِ الَّذِيْ يُؤْثِرُهُ الْمَغَارِبَةُ، فَيَأْمُرُ بِحُضُورِ مَنْ هُنَاكَ مِنَ الْأَضْيَافِ وَرِجَالِ الْمَعِيَّةِ، وَيَتَنَاوَلُ كُلٌّ مِّنْهُمْ ثَلَاثَةَ أَقْدَاحِ شَايٍ مَمْزُوْجًا بِالْعَنْبَرِ، فَأَمَّا هُوَ فَيَتَحَامٰى شُرْبَ الشَّايِ لِعَدَمِ مُلَاءَمَتِهِ لِصِحَّتِهِ، وَقَدْ يَتَنَاوَلُ قَدَحًا مِّنَ النَّعْنَاعِ.

روزانہ ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان آپکی ایک مجلس سبز چائے کی جسکو اہل مغرب نے ایجاد کیا ہے، ہوتی تھی اور وہاں جو مہمانان اور دوسرے لوگ ہوتے ان کو اس مجلس میں حاضر ہونے کی دعوت دیتے، ان میں سے ہر ایک عنبر ملی چائے کے تین کپ اٹھالیتا لیکن وہ خود اپنی طبیعت کے موافق نہ آنے کی بناء پر چائے پینے سے احتراز کرتے البتہ کبھی کبھار عرق پودینہ کا کپ اٹھالیتے۔

یؤثره: أثر (إفعال) إیثارًا پسند کرنا، فضیلت و برتری دینا، اکرام و عزت کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۳ پر ہے۔ ممزوجا: مزج (ن) مَزْجًا، مِزَاجًا ملانا، بھڑکانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۸ پر ہے۔ فیتحامی: حمی (تفاعل) تحامیًا بچنا (تفعّل) تحمیًا پرہیز کرنا (مفاعلہ) محاماۃً حمایت کرنا (ض) حُمِیًا، حِمَایۃً روکنا، بچانا۔ حِمْیَۃً پرہیز کرانا (س) حَمِیَّۃً کسی کام کے کرنے سے ناک چڑھانا۔ ملاء متہ: لئم (مفاعلہ) ملاءمۃً موافق ہونا، جمع کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۷ پر ہے۔ النعناع: [مفرد] نُعْنُعۃٌ، نُعْنَاعۃٌ پودینہ۔ نعع (فعلل) نَعْنَعَۃً

ہکلاہٹ ہونا (تفعلل) تتعتعاً مضطرب ہونا۔

وَمِنْ عَادَتِهٖ أَنَّهٗ يُوْقِدُ فِيْ مَجَالِسِهٖ غَالِبًا الطِّيْبَ ، وَيَنْبَسِطُ السَّيِّدُ إِلَى الْـحَـدِيْـثِ ، وَأَكْثَرُ أَحَادِيْثِهٖ فِيْ قِصَصِ رِجَالِ اللهِ وَأَحْوَالِهِمْ وَرَقَائِقِهِمْ وَسِيَرِ سَلَفِهِ السَّيِدِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ السَّنُوْسِيِّ ، وَالسَّيِّدِ الْمَهْدِيِّ ، وَغَيْرِهِمَا مِنَ الْأَوْلِيَـاءِ وَالـصَّـالِحِيْنَ وَإِذَا تَكَلَّمَ فِي الْعُلُوْمِ قَالَ قَوْلًا سَدِيْدًا، سَوَاءً فِيْ عِلْمِ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ .

(ان کی عادات) میں سے ایک عادت یہ ہے کہ اکثر اوقات وہ اپنی محفلوں میں خوشبو سلگاتے ہیں، گفتگو کے لئے بے تکلفانہ طرز اختیار کرتے ہیں، انکی اکثر باتیں رجال اللہ (اللہ والوں) کے قصے، احوال، ان کی رقت اور اپنے آباء واجداد (بزرگوں) سید محمد بن علی بن سنوسیؒ، سید مہدیؒ اور ان کے علاوہ دوسرے اولیاء اللہ اور نیک لوگوں کے بارے میں ہوتیں اور جب وہ علوم میں بات کرتے (یعنی علمی بات کرتے) چاہے علوم ظاہرہ میں ہو یا علوم باطنہ میں تو بالکل سیدھی اور نپی تلی بات کہہ دیتے۔

<u>ینبسط</u>: بسط (انفعال) انبساطاً (تفعّل) تبسطاً بے تکلف ہوجانا، پھیلنا، سیر و تفریح کرنا (ن) بَسْطاً پھیلانا، فضیلت دینا (تفعیل) تبسیطاً پھیلانا۔ <u>رقائقھم</u>: [مفرد] رقیق نفیس، کمایقال "رقیق المعانی" نفیس مطلب والا، آسان وشیریں لفظ۔ رقق (ن) رَقِیْقٌ آسان وشیریں لفظ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۲ پر ہے۔

وَقَـدْ لَـحَـظْتُ مِنْهُ صَبْرًا أَقَلَّ أَنْ يُّوْجَدَ فِيْ غَيْرِهٖ مِنَ الرِّجَالِ وَعَزْمًا شَـدِيْدًا تَلُوْحُ سِيْمَاؤُهٗ عَلٰى وَجْهِهٖ ، فَبَيْنَا هُوَ فِيْ تَقْوَاهُ مِنَ الْأَبْدَالِ إِذَا هُوَ فِيْ شَجَاعَتِهٖ مِنَ الْأَبْطَالِ. وَقَدْ بَلَغَنِيْ أَنَّهٗ كَانَ فِيْ حَرْبِ طَرَابُلُسَ يَشْهَدُ كَثِيْرًا مِّنَ الْوَقَائِعِ بِنَفْسِهٖ، وَيَمْتَطِيْ جَوَادَهٗ بِضْعَ عَشْرَةَ سَاعَةً عَلَى التَّوَالِيْ بِدُوْنِ كَلَالٍ، وَكَثِيْرًا مَّا كَانَ يُغَامِرُ بِنَفْسِهٖ وَلَا يَقْتَدِيْ بِالْأُمَرَاءِ وَقُوَّادِ الْجُيُوْشِ الَّذِيْنَ يَتَأَخَّرُوْنَ عَنْ مَيْدَانِ الْحَرْبِ مَسَافَةً كَافِيَةً ،أَنْ لَّا تَصِلَ إِلَيْهِمْ يَدُ الْعَدُوِّ فِيْمَا لَوْ وَقَعَتْ هَـزِيْـمَةٌ، وَفِيْ إِحْدَى الْمِرَارِ أَوْشَكَ أَنْ يَّقَعَ فِيْ أَيْدِي الطَّلْيَانِ، وَشَاعَ أَنَّهُمْ أَخَذُوْهُ أَسِيْرًا، وَقَدْ سَأَلْتُهٗ عَنْ تِلْكَ الْوَاقِعَةِ فَحَكٰى لِيْ خَبَرَهَا بِتَفَاصِيْلِهٖ وَهُوَ أَنَّـهٗ كَـانَ بِبَـرْقَةَ فَبَـلَـغَ الـطَّـلْيَـانَ بِـوَاسَطَةِ الْجَوَاسِيْسِ أَنَّ السَّيِّدَ فِيْ قِلَّةٍ مِنَ الْـمُـجَاهِدِيْنَ ،وَغَيْرَبَعِيْدٍ عَنْ جَيْشِ الـطَّـلْيَانِ ،فَسَرَحُوْا إِلَيْهِ قُوَّةً عِدَّةِ آلَافٍ وَ

مَعَهَا كَهْرَبَاءٌ خَاصَّةٌ لِرُكُوبِهِ ،إِذْ كَانَ اِعْتِقَادُهُمْ أَنَّهُ لَايَفْلُتُ مِنْ أَيْدِيهِمْ تِلْكَ الْـمَرَّةِ،فَبَلَغَهُ خَبَرُزَحْفِهِمْ وَكَانَ يُمْكِنُهُ أَنْ يَّخِيمَ عَنِ اللِّقَاءِ أَوْأَنْ يَّتَحَرَّفَ بِنَفْسِهِ إِلٰى جِهَةٍ يَكُوْنُ فِيهَا بِمَنْجَاةٍ مِنَ الْخَطَرِ،أَوْ يَتْرُكَ الْحَرْبَ لِلْعَرَبِ تُصَادِمُهُمْ فَلَمْ يَفْعَلْ وَقَالَ لِيْ: (خِفْتُ أَنَّنِي إِنْ طَلَبْتُ النَّجَاةَ بِنَفْسِيْ أَصَابَ الْمُجَاهِدِيْنَ الْوَهَلُ. فَدَارَتْ عَلَيْهِمُ الدَّائِرَةُ،فَثَبَتَ لِلطَّلْيَانِ وَهُمْ بِضْعَةُ آلَافٍ بِثَلٰثِمِائَةِ مُقَاتِلٍ لَاغَيْرَ،وَاسْتَمَاتَ الْعَرَبُ وَصَدَمُوْا الْعَدُوَّ، فَلَمَّا رَاٰى وَفْرَةَ مَنْ وَقَعَ مِنَ الْـقَتْـلٰى وَالْجَرْحٰى اِرْتَدُّوْا عَلٰى أَعْقَابِهِمْ ،وَخَلَصْنَا نَحْنُ إِلٰى جِهَةٍ وَأَفْتَنَا فِيهَا جُمُوْعَ الْمُجَاهِدِيْنَ).

یقیناً میں نے ان سے ایسے صبر واستقامت کا مشاہدہ کیا جوان کے علاوہ دوسرے لوگوں میں بہت کم ہی پایا جاتا ہےاورایسے پختہ ارادے کا مشاہدہ کیا جس کی علامات ان کے چہرے سے ظاہر تھیں، جب وہ اپنی پرہیز گاری میں ابدالوں میں سے تھے تو اس وقت وہ اپنی بہادری میں دلیروں میں سے بھی تھے اور مجھے یہ اطلاع بھی ملی کہ طرابلس کی لڑائی میں وہ بہت سے معرکوں میں بنفس نفیس شریک ہوا کرتے تھےاور وہ بغیر کسی تھکاوٹ کے اپنے عمدہ گھوڑے پر مسلسل دس گھنٹے سے بھی زیادہ سواری کیا کرتے تھے، بہت سارے مواقع پر ایسا ہوتا کہ وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال دیتے اوراس معاملہ میں ان امراءاورقائدین جیش کی پیروی نہیں کرتے جو میدان کارزار سے کافی حدتک پیچھے رہتے ہیں تا کہ شکست خوردگی کی صورت میں دشمن کا ہاتھ ان تک نہ پہنچ سکے،ایک مرتبہ تو قریب تھا کہ وہ اٹلی والوں کے ہاتھ لگ جاتے اور یہ افواہ بھی پھیل گئی کہ اٹلی والوں نے ان کو گرفتار کر کے قیدی بنالیا ہے۔ میں نے خود ان سے اس واقعہ کے متعلق پوچھا توانہوں نے مجھے وہ قصہ تمام تر تفصیلات کے ساتھ بتلایا: واقعہ اس طرح ہوا کہ وہ مقام برقہ پر تھے اٹلی والوں کو جاسوسوں کے ذریعہ اطلاع ملی کہ سید صاحب مجاہدین کی ایک چھوٹی سی جماعت میں موجود ہیں اوروہ اٹلی والوں کی فوج سے زیادہ دور بھی نہیں ہیں توانہوں نے ان کی طرف کئی ہزار کا لشکر روانہ کیا اوراس لشکر کے ساتھ ایک خاص قسم کی الیکٹرک گاڑی بھی ان کی سواری کے لئے روانہ کی کیونکہ ان کو یقین ہوگیا تھا کہ وہ اس مرتبہ ان کے ہاتھوں سے بچ نہ سکیں گے۔سید صاحب کو بھی انکی پیش قدمی کی خبر پہنچی اوران کے لئے یہ بات ممکن تھی کہ وہ دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ سے اعراض کرتے یا خود کسی ایسی جانب بھاگ نکلتے جوان کیلئے خطرے میں جائے پناہ ہوتی یا جنگ کو عربوں کیلئے

چھوڑ دیتے کہ وہ ان سے مقابلہ کریں مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا، انہوں نے مجھے بتلایا'' مجھے اس کا اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اپنی جان بچانی چاہی تو مجاہدین کو صدمہ ورنج پہنچے گا اوران پر مصائب ومشکلات گھیرا ڈال دیں گی، تو اٹالیوں (اٹلی والوں) کے کئی ہزار کے لشکر کے مقابلے میں مجاہدین کے ۳۰۰ مقاتلین جم گئے اور عربوں نے بھی موت چاہی (شوق شہادت میں خوب جم کرلڑے) دشمن کے ساتھ خونریز تصادم کیا، جب اٹلی والوں نے مقتولین اورزخمیوں کی کثرت کو دیکھا تو وہ پسپا ہوکر پیچھے ہٹ گئے اور ہم چھٹکارا پاکر ایک طرف ہٹ گئے۔ ہم نے وہاں مجاہدین کی جماعت کو سحر انگیز کر دیا۔

سیماؤہ: نشان، علامت، شکل [مفرد] السِّیمَۃ، السُّوْمَۃ۔ سوم (تفعّل) تسوما نشان لگانا۔ یمتطی: مطی (افتعال) امتطاءً اسوار ہونا (س) مطًا پھیلنا اورلمبا ہونا (إفعال) إمطاءً اسوار ہونا، سوار کرنا۔ کلال: کلل (ض) کلًّا، کلالًا تھکنا، بے والد اور بے اولاد ہونا، کند ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۰۳ پر ہے۔ یغامر: غمر (مفاعلہ) مغامرۃً مقاتلہ کرنا اورموت کی پرواہ نہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۹ پر ہے۔ بُرقۃ: [جمع] بُرَقٌ سخت زمین جس میں ریت، گارا، پتھر ہوں۔ الجواسیس: [مفرد] الجاسوس، حالات کی تفتیش کرنے والا۔ جس (تفعّل) تجسُّسًا تفتیش کرنا (افتعال) اجتساسًا پتہ لگانے کے لئے ہاتھ سے چھونا، ٹٹولنا۔ فسرحوا: سرح (ف) سَرْحًا، سُرُوْحًا بھیجنا، چھوڑنا (س) سَرَحًا کسی کا اپنے امور کیلئے نکلنا (تفعیل) تسریحًا آزاد کرنا، طلاق دینا (انفعال) انسراحًا چت لیٹنا، ٹانگیں کشادہ کرنا، نرم ہونا، تیز چلنا۔

کھرباۃ: دراصل یہ عجمی زبان کالفظ ہےاور عربی میں دخیل ہے اصل میں'' کاہ ربا'' تھا یعنی گھاس تنکا وغیرہ کھینچنے والا، بجلی جو حرارت یا رگڑ یا کیمیائی عمل سے پیدا ہوتی ہے اس کا عمل جذب وکشش اور روشنی دینا ہے، ایک درخت کا گوند ہے کہ اس کو رگڑ دیا جائے تو تنکے وغیرہ کو کھینچ لیتا ہے، الکھربائیہ بجلی کی قوت۔ کھرب (فعلل) کھربۃً قوت کہربائیہ بھرنا۔ یخیم: خیم (ض) خَیْمًا، خِیَامًا بزدل ہونا، پیچھے لوٹنا، جنگ میں کامیاب نہ ہونا (تفعیل) تخییمًا خیمہ لگانا، اقامت کرنا (إفعال) إخامۃً خیمہ نصب کرنا۔ منجاۃ: باعث نجات [جمع] مَناجٍ۔ نجو (ن) نَجاۃً، نَجْوًا، نَجاءً انجات پانا۔ نَجاءً اتیز چل کر آگے بڑھنا (مفاعلہ) مناجاۃً سرگوشی کرنا (تفعیل) تنجیۃً رہائی دلانا (افتعال) انتجاءً ارازدار بنانا۔ الوھل: گھبراہٹ، خوف۔ وھل (س) وَھَلًا گھبرانا، کمزور ہونا، پناہ لینا، بھولنا (ض، ف) وَھْلًا ایسی چیز کی طرف وہم جانا جس کا ارادہ نہ ہو (تفعیل) توھیلًا خوف دلانا۔ الدائرۃ: مصیبت، شکست، حلقہ [جمع] دَوائر۔

استمات: موت (استفعال) استماتۃً موت چاہنا، کسی چیز کو طلب کرنا، لاغری کے بعد موٹا ہونا (ن) مَوْتًا مرنا۔ مَوَاتًا ویران ہونا، بند ہونا (تفعیل) تمویتًا مار ڈالنا (إفعال) إماتۃً مار ڈالنا، غصہ پی جانا (تفاعل) تماوتًا بتکلف مردہ بننا، خاموشی اور کمزوری ظاہر کرنا۔

قَالَ لِیْ :وَفِیْ هٰذِهِ الْوَقْعَةِ جُرِحَ الضَّابِطُ نَجِیْبُ الْحَوْرَانِیُّ،اَلَّذِیْ كَانَ مِنْ أَشْجَعِ أَبْطَالِ الْحَرْبِ الطَّرَابُلُسِيَّةِ ،كَانَ قَائِدًا وَلٰكِنَّهٗ كَانَ يُغَامِسُ بِنَفْسِهٖ فِیْ كُلِّ وَاقِعَةٍ،فَجُرِحَ مَرَّتَيْنِ وَاسْتُشْهِدَ فِی الثَّالِثَةِ رَحِمَهُ اللّٰهُ ،وَلَمْ يَحْزَنِ السَّيِّدُ عَلٰى أَحَدٍ حُزْنَهٗ عَلَيْهِ لِبَاهِرِ شَجَاعَتِهٖ وَشَدِيْدِ إِخْلَاصِهٖ ،وَكَانَ السَّيِّدُ يَكْتُبُ لِیْ مِنَ الْجَبَلِ الْأَخْضَرِ وَافِرَ الثَّنَاءِ عَلَيْهِ،وَهُوَ الْيَوْمَ دَائِمُ التَّرَحُّمِ عَلَيْهِ،وَالشَّهِيْدُ الْمَذْكُوْرُ هُوَ نَجِيْبُ بَكْ بْنُ الشَّيْخِ سَعْدِ الْعَلِیِّ،مِنْ مَشَائِخِ بِلَادِ عَجْلُوْنَ،تَرَكَ فِیْ بِلَادِ الْغَرْبِ ذِكْرًا خَالِدًا .

پھر مجھے مزید تفصیلات بتلاتے ہوئے فرمایا: اس معرکہ میں آفیسر نجیب حورانی زخمی ہو گئے جو کہ طرابلس کی جنگ کے سب سے زیادہ بہادروں میں سے تھے، فوج کے پیشوا (کمانڈر) تھے لیکن ہر لڑائی میں اپنی جان کو لیکر خطرے میں کود پڑتے تھے، دو مرتبہ زخمی ہوئے اور تیسری مرتبہ میں شہید کر دیے گئے (رحمہ اللہ) سید صاحب ان کی حیرتناک بہادری اور انتہائی خلوص کی بناء پر اتنے رنجیدہ ہوئے کہ کسی اور پر اتنے حزین نہیں ہوئے تھے، سید صاحب جبل اخضر سے مجھے انکی مدح سرائیوں سے بھرے خطوط لکھتے تھے، آج بھی ان پر ہمیشہ کی طرح رحمہ اللہ کہتے ہیں اور شہید مذکور نجیب بیگ بن الشیخ سعد العلی ہیں جو کہ عجلون کے مشائخ میں سے ہیں، انہوں نے بلاد غرب (مغرب) میں ہمیشہ کے لئے اپنا یادگار تذکرہ چھوڑا ہے

یغامس: غمس (مفاعلہ) مغامسۃً خطرات میں کود پڑنا، ایک دوسرے کو پانی میں غوطہ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۱ پر ہے۔

وَالسَّيِّدُ أَحْمَدُ الشَّرِيْفُ سَرِيْعُ الْخَاطِرِ،سَيَّالُ الْقَلَمِ، لَايَمَلُّ الْكِتَابَةَ أَصْلًا،وَلَهٗ عِدَّةُ كُتُبٍ مِنْهَا كِتَابٌ كَبِيْرٌ أَطْلَعَنِیْ عَلَيْهِ فِیْ تَارِيْخِ السَّادَةِ السَّنُوْسِيَّةِ ، وَأَخْبَارِ الْأَعْيَانِ مِنْ مُرِيْدِيْهِمْ وَالْمُتَّصِلِيْنَ بِهِمْ،يَنْوِیْ طَبْعَهٗ وَنَشْرَهٗ فَيَكُوْنُ أَحْسَنَ كِتَابٍ لِمَعْرِفَةِ أَخْبَارِ السَّنُوْسِيِّيْنَ .

سید احمد شریف تیز رجحان والے، ایسے رواں قلم والے تھے جو لکھائی سے بالکل نہیں تھکتا تھا اور ان کی کئی ایک تصانیف ہیں جن میں سے ایک بڑی کتاب جس کے بارے

میں مجھے بتایا وہ سادات السنوسیۃ ہے جوکہ ان کے خاص مریدین اور جانشینوں کے بارے میں ہے، جس کی نشرواشاعت کے وہ متمنی ہیں اگروہ چھپ گئی تو سنوسین کی تاریخ کے بارے میں بہت اچھی کتاب ہوگی۔

سیال: زور سے بہنے والا۔ سیل (ض) سَیلاً، سَیلاناً بہنا، لمبا چوڑا ہونا (إفعال) إسالۃ (تفعیل) تسییلاً جاری کرنا، پگھلانا، لمبا کرنا (تفاعل) تسایلاً ہر طرف سے آنا۔

وَإِنَّمَا يَفْهَمُ الْإِنْسَانُ مِنْ مُطَالَعَةِ أَخْبَارِ سَيِّدِيْ مُحَمَّدِ السَّنُوْسِيِّ، وَ وَلَدِهٖ سَيِّدِيْ الْمَهْدِيِّ، وَمُحَادَثَةِ سَيِّدِيْ أَحْمَدَ الشَّرِيْفِ، أَنَّ طَرِيْقَتَهُمْ طَرِيْقَةٌ عَمَلِيَّةٌ، تَعْمَلُ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَلَا تَكْتَفِيْ بِالْأَذْكَارِ وَالْأَوْرَادِ، دُوْنَ الْقِيَامِ بِعَزَائِمِ الْإِسْلَامِ، كَمَا كَانَ عَلَيْهِ الصَّدْرُ الْأَوَّلُ وَلِذَالِكَ وُفِّقُوْا لِلْجِهَادِ وَ وَقَفُوْا فِيْ وَجْهِ دَوْلَةٍ عَظِيْمَةٍ كَدَوْلَةِ إِيْطَالِيَّةَ، مُنْذُ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً، (لَوْلَا هُمْ كَانَتْ سَيِّدَةً لِطَرَابُلُسَ وَبَرْقَةَ مُنْذُ أَوَّلِ شَهْرٍ مِنْ غَارَاتِهَا عَلَيْهِمَا، وَيَذْكُرُ النَّاسُ أَنَّ الطَّلْيَانَ قَدَّرُوْا لِتَدْوِيْخِ طَرَابُلُسَ وَبَرْقَةَ كُلِّهِمَا مُدَّةَ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا مِنْ أَوَّلِ نُزُوْلِهِمْ، وَإِنَّ قُوَّادَ مِّنَ الْإِنْكِلِيْزِ الْمُحَنَّكِيْنَ فِيْ حُرُوْبِ الْمُسْتَعْمَرَاتِ وَالْبَوَادِيْ قَالُوْا إِنَّ الطَّلْيَانَ أَفْرَطُوْا فِي التَّفَاؤُلِ بِظَنِّهِمُ الْإِسْتِيْلَاءَ عَلٰى بَرِّ طَرَابُلُسَ فِيْ ١٥ يَوْمًا، وَالْحَقِيْقَةُ أَنَّهٗ قَدْ تَأْخُذُ هٰذِهِ الْمَسْأَلَةُ مَعَهُمْ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ ... فَلْيَنْظُرِ الْإِنْسَانُ كَيْفَ أَنَّ الْمُدَّةَ الَّتِيْ قَدَّرَهَا أَرْكَانُ الْحَرْبِ فِيْ إِيْطَالِيَّةَ ١٥ يَوْمًا وَقَدَّرَهَا أَرْكَانُ الْحَرْبِ فِيْ إِنْكِلْتَرَةَ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ تَطَاوَلَتْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ سَنَةً كَامِلَةً، وَالْحَرْبُ الْيَوْمَ هِيَ كَمَا كَانَتْ فِيْ بِدَايَتِهَا، وَكُلُّ هٰذَا بِفَضْلِ السَّادَةِ السَّنُوْسِيَّةِ، وَلَا سِيَّمَا هٰذَا السَّيِّدُ الْعَظِيْمُ سَيِّدِيْ أَحْمَدُ الشَّرِيْفُ.

میرے سردار محمد السنوسی، ان کے فرزند سیدی المہدی کے حالات اور میرے سردار احمد شریف کی نئی نئی باتوں کا مطالعہ کرنے سے انسان بخوبی یہ سمجھ لیتا ہے کہ ان کا طریقہ عملی طریقہ تھا جس میں کتاب وسنت پر عمل ہوتا تھا اور اسلام کے اہم امور کو چھوڑ کر صرف اذکار و اوراد پر اکتفاء نہیں کیا جاتا تھا جیسا کہ اس پر ابتدائی زمانے میں عمل ہوتا تھا اور اسی لئے تو ان کو جہاد کی توفیق دی گئی اور وہ اٹلی جیسی بڑی حکومت کے مقابلے میں تیرہ سال سے ڈٹ گئے اگر وہ نہ ہوتے تو طرابلس اور برقہ پر جب پہلی مرتبہ دشمن نے حملہ کیا تھا اس کے پہلے ماہ میں ہی اس کو سلطنت مل جاتی۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ اٹالین نے طرابلس اور برقہ دونوں پر ابتدائے

آمد سے پندرہ دن کی مدت میں قبضہ کرنے کا اندازہ لگایا اور استعماری لڑائیوں کے تجربہ کار انگریزوں کے کمانڈر اور قبائلی کہتے کہ اٹلی والے طرابلس کی سرزمین پر پندرہ دن میں قبضہ کرنے کی خوش فہمی میں حد سے تجاوز کر گئے تھے (اس لئے انہوں نے ایک دوسری مدت تین ماہ کی مقرر کردی تھی جس کا تذکرہ آگے آرہا ہے) اور حقیقت یہ ہے کہ یہ مسئلہ ان کے ساتھ تین مہینے اور لے گا (اب)......انسان کو یہ دیکھنا چاہئے کہ وہ مدت جس کو جنگجوؤں نے اٹلی کے بارے میں ۱۵ دن مقرر کیا تھا اور انگلینڈ کے جنگجوؤں نے تین مہینے بتلایا تھا وہ مدت پورے تیرہ سال کے عرصے تک طویل ہوگئی ہے اور آج بھی لڑائی ویسے ہی ہے جیسے پہلے تھی اور یہ سب کچھ سنوسی خاندان بالخصوص اس بڑے سردار سیدی احمد الشریف کی مہربانیوں کی بدولت ہوا ہے۔

تدویخ: دوخ (تفعیل) تدویخًا غالب ہونا، کسی کو ذلیل کرنا (ن) دَوْخًا ذلیل ہونا، فروتنی کرنا (إفعال) إداخۃً ذلیل کرنا۔ المحنکین: حنک (إفعال) إحناکًا تجربہ کار بنادینا، مہذب بنانا (ن، ض) حَنْکًا سمجھنا (تفعیل) تحنیکًا چبا کر نرم بنانا (تفعّل) تحنّکًا پگڑی کو ٹھوڑی کے نیچے سے لاکر باندھنا (افتعال) احتنا کا غالب ہونا. المستعمرات: [مفرد] مستعمرۃ وہ حصۂ زمین جس پر غیر ملکی جماعت قابض ہو، کالونی، نوآبادی، اس سے استعماری طاقتیں یعنی سامراجی طاقتیں مراد ہیں۔ التفاؤل: فول (تفاعل) تفاؤلًا اچھا شگون لینا (تفعیل) تفئیلًا فال لینا۔

وَكَانَ الْأُورُبِيُّونَ فِيْ عَهْدِ السُّلْطَانِ عَبْدِ الْحَمِيْدِ يَشْكُوْنَ إِلَى السُّلْطَانِ حَرَكَةَ السَّنُوْسِيِّ وَيَتَوَجَّسُوْنَ خِيفَةً مِنْ تَشْكِيْلَاتِهٖ وَحَرَكَاتِهٖ وَيَرَوْنَ فِيْهِ أَعْظَمَ خَصْمٍ لِلدَّعْوَةِ الْأُورُبِيَّةِ فِيْ أَفْرِيْقِيَّةَ، وَطَالَمَا ضَغَطَتْ دُوَلُ أُورُبَا عَلَى السُّلْطَانِ لِأَجْلِ أَنْ يَسْتَدْعِيَ السَّيِّدَ الْمَهْدِيَّ إِلَى الْآسْتَانَةِ وَيَأْمُرَهٗ بِالْإِقَامَةِ بِهَا، وَلَا يَأْذَنُ لَهٗ بِالْعَوْدَةِ إِلٰى وَطَنِهٖ، لِيَخْلُوَ لِلْأُورُبِيِّيْنَ الْجَوُّ فِيْ تَقْسِيْمِ أَوَاسِطِ أَفْرِيْقِيَّةَ وَخَضْدِ الشَّوْكَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ فِيْ تِلْكَ الدِّيَارِ فَكَانَ السُّلْطَانُ يُمَاطِلُ هَاتِيْكَ الدُّوَلَ، وَيَعْتَذِرُ لَهُمْ بِصُنُوْفِ الْأَعْذَارِ، بَلْ كَانَ يُلَاطِفُ السَّنُوْسِيَّ كَثِيْرًا بِالْهَدَايَا وَالْكِتَابَاتِ، إِلٰى أَنِ اشْتَدَّ الضَّغْطُ عَلَى السُّلْطَانِ فِيْ قَضِيَّةِ السَّنُوْسِيِّ، فَأَرْسَلَ رَجُلًا اِسْمُهٗ عِصْمَتُ بَكْ إِلٰى بَنْغَازِيْ. وَمِنْهَا إِلٰى جَغْبُوْبَ بِمَأْمُوْرِيَّةٍ سِرِّيَّةٍ، فَبَلَغَ الْمَهْدِيَّ مَا هُوَ عَلَيْهِ السُّلْطَانُ مِنَ الْاِرْتِبَاكِ مِنْ جِهَةِ ضَغْطِ الدُّوَلِ عَلَيْهِ، فِيْ أَمْرِ الدِّعَايَةِ السَّنُوْسِيَّةِ، فَأَجَابَهُ السَّيِّدُ مَهْدِيٌّ بِحَسَبِ مَا قَرَأْتَ فِي التَّارِيْخِ

الَّذِیْ تَقَدَّمَ ذِکْرُهٗ، بِکَلَامٍ لَایَتَضَمَّنُ نَفْیًا وَلَا إِیْجَابًا، وَإِنَّمَا تَلَا لَهٗ آیَاتٍ کَرِیْمَةً فِیْ مَعْنَی الْاِتِّکَالِ عَلَی اللّٰہِ

یورپ والے سلطان عبدالحمید کے زمانے میں سنوسی کی تحریک کی سلطان کو شکایت کرتے تھے، انکے انتظامات اور تحریکات سے ڈر محسوس کرتے تھے اور افریقہ میں یورپی دعوت کیلئے اس میں بڑی مخالفت دیکھتے تھے۔ سلطان پر جب یورپی مملکتیں تنگ ہوگئیں (یعنی اس پر دباؤ ڈالا) کہ وہ سید مہدی صاحب کو دارالسلطنت بلائے ان کو وہاں ٹھہرنے کا حکم دے اور اپنے وطن واپس جانے کی اجازت نہ دے، تاکہ یورپیوں کیلئے وسطی افریقہ کی تقسیم اور ان علاقوں میں اسلامی سلطنت کے توڑ کیلئے راستے کھل جائیں (کھلے آسمان تلے موقع مل سکے) سلطان ان مملکتوں کو اپنی طرف سے ڈھیل دیتے تھے اور ان سے مختلف قسم کی معذرت خواہی کرتے بلکہ سنوسی کیساتھ ہدایا اور خطوط کے ذریعے بہت دلداری کیا کرتے یہاں تک کہ سنوسی کے معاملے میں سلطان پر تنگی اور دباؤ مزید سخت ہوگیا تو انہوں نے عصمت بیگ نامی شخص کو مغازی برقہ کی طرف بھیج دیا اور وہاں سے بہت اہم حکم کے ساتھ جغبوب نامی علاقہ کی طرف بھیج دیا، مہدی کو یہ اطلاع مل گئی کہ سلطان ان مملکتوں کی طرف سے دباؤ کی وجہ سے جو مقدمۂ سنوسیہ کی وجہ سے اس پر ڈالا گیا ہے، کتنے تردد میں ہیں تو مہدی نے ان کو ایسا جواب دیا جو اثبات ونفی میں سے کسی پر مشتمل نہ تھا جس کو آپ اس تاریخ میں جس کا تذکرہ ابھی گزرا ہے پڑھ چکے ہیں، پھر انہوں نے سلطان کیلئے اللہ پر توکل کے معنی سے متعلق چند آیات تلاوت کیں۔

یتوجسون: وجس (تفعّل) توجّسًا گھبراہٹ محسوس کرنا، آہٹ پر کان لگانا (ض) وجسًا پوشیدہ ہونا، آہٹ محسوس کرنا (إفعال) إیجاسًا محسوس کرنا اور دل میں چھپانا۔ ضغطت: ضغط (ف) ضَغْطًا تنگی کرنا، بھینچنا (انفعال) انضغاطًا مغلوب ہونا (افتعال) اضتغاطًا تاوان وغیرہ میں سختی کرنا۔ خضد: خضد (ض) خَضْدًا بغیر جدا کئے ہوئے توڑنا، موڑنا، کاٹنا (تفعیل) تخضیدًا کاٹنا (انفعال) انخضادًا پارہ پارہ ہونا۔ یماطل: مطل (مفاعلہ) مماطلةً ادائیگی میں ٹال مٹول کرنا (ن) مَطْلًا تاننا، لمبا کرنے کے لئے کوٹنا، ٹال مٹول کرنا (افتعال) امتطالًا ٹال مٹول کرنا، لمبا اور گنجان ہونا۔ الارتباک: ربک (افتعال) ارتباکًا پھنس کے رہ جانا، کرنا، رک رک کر گفتگو کرنا، تڑپنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۱۹ پر ہے۔ الاتکال: وکل (افتعال) اتکالا بھروسہ کرنا، مطیع وفرماں بردار ہونا (تفعّل) توکلا وکیل بننا، کامیابی کا ضامن ہونا [فی الامر] عاجزی ظاہر کرنا اور غیر پر اعتماد کرنا (ض) وکلًا سپرد کرنا، کسی پر بھروسہ کر کے کام چھوڑ دینا۔

وَلٰكِنَّ السَّيِّدَ الْمَهْدِيَّ لَمْ يُعَتِّمْ،بَعْدَهَا أَنْ فَارَقَ الْجَغْبُوْبَ إِلٰى وَاحَةِ الْكَفْرَةِ وَبَنٰى فِيْهَا زَاوِيَةَ التَّاجِ ، وَعَمَّرَ الْكَفْرَةَ عِمَارَةً جَعَلَتْهَا جَنَّةً فِيْ وَسْطِ الصَّحْرَاءِ.وَالْأَغْلَبُ أَنَّ سَبَبَ تَحَوُّلِهٖ مِنْ وَاحَةِ الْجَغْبُوْبِ الْقَرِيْبَةِ مِنْ مِصْرَوَ بَرْقَةَ إِلٰى وَاحَةِ الْكَفْرَةِ الَّتِيْ هِيَ فِيْ أَوَاسِطِ الصَّحْرَاءِ الْكُبْرٰى ثُمَّ تَوَغُّلِهٖ مِنَ الْكَفْرَةِ إِلٰى نَاحِيَةِ قُرُوٍّ الَّتِيْ اخْتَارَهُ اللّٰهُ فِيْهَا، وَهِيَ عَلٰى أَبْوَابِ السُّوْدَانِ هُمَا مِنِ ارْتِيَاحِهٖ إِلَى الْعُزْلَةِ،وَمَيْلِهٖ إِلَى التَّنَائِيْ عَنْ مَرَاكِزِ السُّلْطَةِ الرَّسْمِيَّةِ ،وَ الْخُرُوْجِ عَنْ مَنَاطِقِ تَأْثِيْرِ الدُّوَلِ الْاِسْتِعْمَارِيَّةِ بِحَيْثُ اِنْتَبَذَ مَرَاكِزَ مُحَاطَةً بِالْفَيَافِيْ وَالْقِفَارِ ، مَأْهُوْلَةً بِأَقْوَامٍ لَا يَزَالُوْنَ عَلَى الْفِطْرَةِ ،فَأَصْبَحَ حُرًّا فِيْ بَثِّ دَعْوَتِهٖ لَاتَصِلُ إِلَيْهِ يَدٌ بِضَغْطٍ،وَلَا تَعْلُوْفَوْقَ كَلِمَتِهٖ كَلِمَةٌ وَعَكَفَ عَلٰى تَهْذِيْبِ تِلْكَ الْأَقْوَامِ،وَنَشَّأَهُمْ فِيْ طَاعَةِ اللّٰهِ بَعْدَ أَنْ كَانُوْا يَتَسَكَّعُوْنَ فِيْ مَهَامِهِ الْجَهْلِ فَبَدَّلَتْ بِهِ الْأَرْضُ غَيْرَالْأَرْضِ،وَانْقَلَبَتْ بِهٖ أَخْلَاقُ هَاتِيْكَ الْأُمَمِ اِنْقِلَابًا حَيَّرَ الْعُقُوْلَ،وَلَمْ يَقِفْ فِي الدِّعَايَةِ الرُّوْحِيَّةِ عَلٰى وَاحَاتِ الصَّحْرَاءِ وَأَطْرَافِ السَّوَادِيْنِ،بَلْ بَثَّ دُعَاتَهٗ فِيْ أَوَاسِطِ أَفْرِيْقِيَّةَ فَكَانَ مِنْهُمْ مِثْلُ الشَّيْخِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السَّنِيُّ ، وَالشَّيْخُ حَمُوْدَةُ الْمَقْعَاوِيُّ،وَالسَّيِّدُ طَاهِرُ الدَّغْمَارِيُّ، وَرِجَالَاتٌ آخَرُوْنَ جَالُوْا السَّوَادِيْنَ مُبَشِّرِيْنَ وَهَادِيْنَ،فَكَانَ السَّيِّدُ الْمَهْدِيُّ هُوَ الْمُزَاحِمُ الْأَكْبَرُ لِجَمْعِيَاتِ الْمُبَشِّرِيْنَ الْأُوْرُبِيَّةِ ، اَلْمُنْبَثَّةِ فِيْ قَارَّةِ أَفْرِيْقِيَّةَ كُلِّهَا،وَعَلٰى يَدِهٖ وَبِسَبَبِ دُعَايَتِهِ الْحَثِيْثَةِ اهْتَدٰى لِلْإِسْلَامِ مَلَايِيْنَ مِنَ الزُّنُوْجِ، فَلِهٰذَا جَمْعِيَاتُ الْمُبَشِّرِيْنَ بِأَسْرِهَا تَشْكُوْحُزْنَهَا ، وَبَثَّهَا مِنْ نَجَاحِ الْإِسْلَامِ فِيْ أَوَاسِطِ أَفْرِيْقِيَّةَ،مِثْلِ بِلَادِ النِّيْجَرِ،وَالْكُوْنْغُوْ وَالْكَامِرُوْنَ ، وَدِيَارِبُحَيْرَةِ تُشَادُ،وَتَوَجَّهَ أَكْثَرُ شِكْوَاهَا إِلَى الطَّرِيْقَةِ السَّنُوْسِيَّةِ،كَمَا طَالَعْنَا ذٰلِكَ فِيْ مُؤَلَّفَاتٍ أُوْرُبِيَّةٍ عَدِيْدَةٍ .

(ایسا جواب تو دیدیا) لیکن سید مہدی اس کے بعد ٹھہرے نہیں بلکہ جغبوب کو چھوڑ کر کفرہ (نامی ایک جگہ) کے ریتلے علاقے میں جا کر آباد ہوئے اور اس میں ''زاویۃ التاج'' بنایا (ایک نئی جگہ آباد کی اور اس کا نام زاویۃ التاج رکھا) انہوں نے کفرہ کو اس انداز میں آباد کیا جیسے وہ عین وسط صحراء میں جنت بنا دیا گیا ہو، جغبوب کی ریتلی زمین سے جو کہ مصر اور برقہ کے قریب تھی واحۃ الکفرۃ کے ریتلے علاقے جو کہ بڑے صحراء کے درمیان میں ہیں کی

طرف منتقل ہونا، پھر کفرہ سے قرو کے ایک کونے کی طرف منتقل ہونا جس کو اللہ نے چن لیا تھا اور وہ سوڈان کے دروازوں پر ہے، دونوں کی طرف منتقل ہونے کا بڑا سبب لوگوں سے علیحدہ ہوکر راحت پانا تھا اور حکومتی مراکز کو چھوڑنے اور ان علاقوں سے جن میں استعماری حکومت ان پر اثر انداز ہوسکتی تھی نکلنے پر اس طرح آمادہ ہوچکے تھے کہ ان حکومتی مراکز کو ایسے جنگل اور چارے والے علاقوں کے بدلے میں چھوڑ دیا جائے جن میں ایسی قوم آباد ہو جو کہ فطرت پر قائم ہو (جب یہ انتقال ہو چکا تو) وہ اپنی دعوت کو پھیلانے میں اس طرح آزاد ہو گئے کہ کوئی ظالم ہاتھ ان تک نہیں پہنچتا تھا اور انکی بات پر کسی کی بات غالب نہ ہوتی تھی اس قوم کو مہذب بنانے پر انہوں نے کمر باندھ لی اور انکو اللہ کی اطاعت پر کھڑا کر دیا جبکہ وہ پہلے اپنے اس دور افتادہ صحراء میں جہالت پر تھے انکی وجہ سے زمین دوسری زمین سے تبدیل ہوگئی (یعنی اس علاقے کی کایا پلٹ گئی) اور ان قوموں کے اخلاق میں حیران کن تبدیلی آگئی۔ انہوں نے اپنی اس اصل دعوت میں صرف صحراء کے ریتلے علاقے اور سوادین کے اطراف پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی دعوت کو وسط افریقہ میں بھی پھیلایا۔ سوادین میں خوشخبری دیتے ہوئے اور رہنمائی کرتے ہوئے جو حضرات پھرے ان میں سے ایک شیخ محمد بن عبداللہ السنی، ایک شیخ حمودۃ المقعاوی، ایک سید طاہر الدغماری، اور دیگر حضرات (قابل ذکر ہیں)۔ پورے افریقہ میں پھیلی ہوئی یورپین مبشرین (عیسائی مبلغین) کی جماعتوں کے سب سے بڑے مزاحم سید مہدی تھے جن کے ہاتھ پر اور انکی دعوت سریعہ کی وجہ سے لاکھوں حبشی افراد مشرف بہ اسلام ہوئے اور اسی وجہ سے مبشرین کی ساری جماعتیں اپنے غم کی شکایت کرتی ہیں، بہت ساری یورپین تالیفات کا مطالعہ کرتے ہوئے اسی قسم کی شکایات ملی ہیں اور وسط افریقہ (کے ان علاقوں) میں اسلام کی اشاعت کی شکایت کرتی ہیں جیسے نائیجیریا، کانگو، کیمبرون کے شہروں اور بحیرہ کے بلند کیے گئے علاقے اور ان مبشرین نے اپنے شکووں کا اکثر رخ طریقہ سنوسیہ کی طرف موڑا ہے۔

<u>لم یعتم</u>: عتم (تفعیل) تعتیمًا دیر کرنا، رک جانا (ض) عَتمًا ایک حصہ گزرنا، رک جانا (إفعال) إعتامًا دیر کرنا، مؤخر ہونا۔ <u>واحة</u>: ریگستان میں سرسبز زمین [جمع] وَاحات۔ <u>توغله</u>: وغل (تفعّل) توغّلًا جانا اور دور تک جانا (ض) وُغُولًا جانا اور دور تک جانا، داخل ہو کر چھپنا (إفعال) إیغالًا داخل کرنا، تیز چلنا، دشمن کے ملک میں دور تک گھستے ہوئے چلے جانا، پوری طرح جدوجہد کرنا۔ <u>التنائی</u>: تنأ (ف) تُنُوءًا [بالمکان] اقامت کرنا۔ <u>الفیافی</u>: [مفرد] الفَیفاء، الفَیفیٰ، الفَیفَاۃ وہ جنگل جس میں پانی نہ ہو، ہموار جگہ، الفَیفاء چکنا پتھر۔

القفار: [مفرد] القفر گھاس، پانی، آدمی سے خالی زمین۔ قفر (ن) قَفرًا پیچھے جانا، تلاش کرنا (س) قَفَرًا کم ہونا (تفعیل) تقفیرًا جمع کرنا (إفعال) إقفارًا بیابان بے آب وگیاہ کی طرف جانا، بھوکا ہونا۔ مأهولة: أهل (س) أَهَلًا آباد ہونا، انس حاصل کرنا (ن،ض) أَهلًا، أُهُولًا شادی شدہ ہونا (إفعال) إيهالًا شادی کر دینا، کسی کو اهلا وسهلا کہنا (تفعّل) تأهّلًا شادی شدہ ہونا، لائق ہونا۔ عكف: عكف (ن،ض) عَكْفًا کسی چیز پر روکے رکھنا، ہمیشہ لازم رہنا، چکر لگانا (افتعال) اعتكافًا بند رہنا (تفعیل) تعكيفًا تہہ بہ تہہ رکھنا، روکنا۔ يتسكعون: سكع (تفعّل) تسكّعًا مدت تک باطل میں رہنا، حیران پھرنا (ف،س) سَكَعًا لاعلمی میں پھرنا۔ مهامه: [مفرد] المَهْمَه، المَهْمَهَة دور کا جنگل، ویران ملک۔

هٰذَا مِنْ جِهَةِ الْقُوَّةِ الرُّوحِيَّةِ وَأَمَّا مِنْ جِهَةِ الْقُوَّةِ الْمَادِيَّةِ، فَقَدْ كَانَ السَّيِّدُ الْمَهْدِيُّ يَهْدِيْ هَدْيَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ، لَايَقْتَنِعُ بِالْعِبَادَةِ دُوْنَ الْعَمَلِ، وَيَعْلَمُ أَنَّ أَحْكَامَ الْقُرْآنِ مُحْتَاجَةٌ إِلَى السُّلْطَانِ، فَكَانَ يَحُثُّ إِخْوَانَهُ وَمُرِيْدِيْهِ دَائِمًا عَلَى الْفُرُوْسِيَّةِ وَالرِّمَايَةِ، وَيَبُثُّ فِيْهِمْ رُوْحَ الْأَنَفَةِ وَالنَّشَاطِ، وَيَحْمِلُهُمْ عَلَى الطِّرَادِ وَالْجِلَادِ وَيُعَظِّمُ فِيْ أَعْيُنِهِمْ فَضِيْلَةَ الْجِهَادِ، وَقَدْ أَثْمَرَ غِرَاسُ وَعْظِهِ فِيْ مَوَاقِعَ كَثِيْرَةٍ لَاسِيَّمَا فِي الْحَرْبِ الطَّرَابُلُسِيَّةِ الَّتِيْ أَثْبَتَ بِهَا السَّنُوْسِيَّةُ أَنَّ لَدَيْهِمْ قُوَّةً مَادِيَّةً تُضَارِعُ قُوَّةَ الدُّوَلِ الْكُبْرٰى وَتُضَارِعُ أَعْظَمَهَا جَبَرُوْتًا وَكِبْرًا، وَلَيْسَتِ الْحَرْبُ الطَّرَابُلُسِيَّةُ وَحْدَهَا هِيَ الَّتِيْ كَانَتْ مَظْهَرَ بَطْشِ السَّنُوْسِيِّيْنَ بَلْ سَبَقَتْ لَهُمْ حُرُوْبٌ مَعَ الْفَرَنْسِيْسِ فِيْ مَمْلَكَةِ كَانِمَ وَمَمْلَكَةِ وَادَاي مِنَ السُّوْدَانِ اِسْتَمَرَّتْ مِنْ سَنَةِ ١٣١٩ إِلٰى سَنَةِ ١٣٣٢ هِجْرِيَّةٍ.

یہ تو روحانی طاقت کی جہت سے ہے اور البتہ مادی طاقت کی جہت سے سید مہدی صحابہ ﷺ اور تابعین رحمہم اللہ کی سیرت پر چلنے کی رہنمائی کرتے تھے، عمل کو چھوڑ کر صرف عبادت پر اکتفاء نہیں کرتے تھے اور جانتے تھے کہ قرآن کریم کے احکامات کو بادشاہ کی بھی ضرورت ہے چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں اور مریدوں کو ہمیشہ گھڑ سواری اور نیزہ بازی پر ابھارتے تھے اور ان میں خودداری اور چستی کی روح پھونکتے تھے، انکو آپس میں ایک دوسرے سے مقابلہ اور تلوار زنی کرنے پر برانگیختہ کرتے تھے، ان کی نظروں میں جہاد کی فضیلت کی عظمت پیدا کرتے تھے اور بلاشبہ ان کے وعظ کی شجرکاری نے کئی مواقع پر پھل دیا خاص کر طرابلس کی اس لڑائی میں جس میں سنوسیہ نے یہ ثابت کر دکھلایا کہ انکے پاس دول کبری جیسی مادی طاقت وقوت موجود

ہےاوران کی بڑی طاقت کے مشابہ ہے۔تنہاطرابلسیہ کی لڑائی ہی سنوسین کی طاقت کامظہر نہیں تھی بلکہ پہلے بھی ان کی انگریزوں کے ساتھ ملک کانم اورسوڈان کے ملک وادای میں لڑائیاں ہوچکی تھیں اوروہ ۱۳۱۹ھ سے لیکر ۱۳۳۲ھ تک جاری رہیں۔

الانـفة : أنِف (س) أنَفًا خوددار ہونا، ناپسند کرنا، ناک میں درد ہونا (ن،ض) أنفًا ناک پر مارنا (استفعال) استینافًا ازسرنو کرنا۔ الطـراد: طرد (مفاعلہ) طرادًا ومطاردةً ایک کادوسرے پرحملہ کرنا (ن) طَرْدًا، طَرَدًا دھتکارنا، جلاوطن کرنا (س) طَرَدًا شکار کا پیچھا کرنا (تفعیل) تطریدًا اٹھانا (إفعال) إطرادًا جلاوطن کرنے کاحکم دینا (افتعال) اطّرادًا دور ہونا، ایک دوسرے کے پیچھے ہونا (استفعال) استطرادًا فریب دینے کیلئے شکست ظاہر کرنا۔ الـجلاد : جلد (مفاعلہ) جلادًا ومجالدةً تلوار کے ذریعہ ایک دوسرے کو مارنا، تلوارزنی کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۲۷ پر ہے۔ غـراس: [مفرد] الغَرْس لگایاہواپودا، دیگرجمع أغراس بھی آتی ہے۔غرس (ض) غَرْسًا (انفعال) انغراسًا پودالگنا۔ تضارع: ضرع (تفاعل) تضارعًا ایک دوسرے کے مشابہہ ہونا (ن) ضَرْعًا سدھانا (ف،ک) ضَرَاعةً کمزور ہونا، فروتنی کرنا (تفعیل) تضریعًا چپکے چپکے قریب آنا، قریب ہونا (إفعال) إضراعًا ظاہر ہونا یا بڑا ہونا (تفعّل) تضرّعًا ذلیل ہونا، عاجزی سے دعا کرنا۔ جبروتا : طاقت، قدرت، عظمت۔

وَحَدَّثَنِي السَّيِّدُ أَحْمَدُ الشَّرِيْفُ أَنَّ عَمَّهُ الْمَهْدِيَّ كَانَ عِنْدَهُ خَمْسُوْنَ بُنْدُقِيَّةً خَاصَّةً بِهٖ، وَكَانَ يَتَعَاهَدُهَا بِالْمَسْحِ وَالتَّنْظِيْفِ بِيَدِهٖ لَايَرْضٰى أَنْ يَّمْسَحَهَا لَهٗ أَحَدٌ مِّنْ أَتْبَاعِهِ الْمَعْدُوْدِيْنَ بِالْمِئَاتِ قَصْدًا وَعَمْدًا لِيَقْتَدِيَ بِهِ النَّاسُ وَيَحْتَفِلُوْا بِأَمْرِ الْجِهَادِ ، وَعُدَّتِهٖ وَعَتَادِهٖ ، وَكَانَ نَهَارُ الْجُمُعَةِ يَوْمًا خَاصًّا بِالتَّمْرِيْنَاتِ الْحَرْبِيَّةِ، مِنْ طِرَادٍ وَرِمَايَةٍ، وَمَاأَشْبَهَ ذٰلِكَ، فَكَانَ يَجْلِسُ السَّيِّدُ فِيْ مَرْقَبٍ عَالٍ وَالْفُرْسَانُ تَنْقَسِمُ صَفَّيْنِ، وَيُبْدَأُ الطِّرَادُ، فَلَا يَنْتَهِيْ إِلَّا فِيْ آخِرِ النَّهَارِ، وَأَحْيَانًا يَضَعُوْنَ هَدَفًا ، وَيَأْخُذُوْنَ بِالرِّمَايَةِ حَتّٰى كُنْتَ تَرٰى طَلَبَةَ الْعِلْمِ وَالْمُرِيْدِيْنَ أَكْثَرَهُمْ فُرْسَانًا وَرُمَاةً ، لِكَثْرَةِ مَاكَانَ يَأْخُذُهُمْ بِهٰذَا الْمِرَانِ ، وَكَانَ يُجِيْزُ الَّذِيْنَ يَسْبِقُوْنَ فِي الطِّرَادِ وَيُقَرْطِسُوْنَ فِي الرَّمْيِ بِجَوَائِزَ ذَاتِ قِيْمَةٍ تَرْغِيْبًا لَهُمْ فِيْ فَضَائِلِ الْحَرْبِ كَمَا أَنَّهٗ كَانَ يَوْمُ الْخَمِيْسِ مِنْ كُلِّ أُسْبُوْعٍ مُخَصَّصًا عِنْدَهُمْ لِلشُّغْلِ بِالْأَيْدِيْ فَيَتْرُكُوْنَ فِيْ ذٰلِكَ الْيَوْمِ الدُّرُوْسَ كُلَّهَا، وَيَشْتَغِلُوْنَ بِأَنْوَاعِ الْمِهَنِ مِنْ بِنَاءٍ ، وَنِجَارَةٍ وَحِدَادَةٍ ، وَنِسَاجَةٍ ، وَصِحَافَةٍ وَغَيْرِ ذٰلِكَ

سید احمد الشریف نے مجھے بتلایا ان کے اپنے چچا مہدی کے پاس ان کی اپنی ذاتی پچاس بندوقیں تھیں، ان کو اپنے ہاتھوں سے پونچھنے اور صاف کرنے کا ذمہ لیا تھا۔ وہ اس پر راضی نہیں ہوتے تھے کہ انکے سینکڑوں مریدین میں سے کوئی دوسرا ان کو صاف کرے اور وہ یہ کام جان بوجھ کر اور اس ارادے سے کرتے کہ لوگ ان کے نقش قدم پر چلیں اور جہاد کی تیاری، آلات حرب اور سامان حرب کی ذمہ داری کو احسن انداز سے پہچانیں۔ جمعہ کا دن جنگی مشقوں مثلاً نیزہ بازی، گھوڑوں کے ذریعے ایک دوسرے پر حملہ اور اس جیسی دوسری مشقوں کیلئے مختص کیا گیا تھا۔ سید صاحب بلند جگہ پر بیٹھ کر نگرانی کرتے تھے۔ گھڑ سوار دو صفوں میں تقسیم ہو جاتے اور آپس میں ایک دوسرے پر حملہ شروع ہو جاتا۔ مقابلہ دن کے اختتام پر جا کر ختم ہوتا تھا اور کبھی کبھار ہدف رکھتے اور نیزہ بازی کرتے۔ انہوں نے اس عادت کو اس کثرت سے اختیار کیا تھا کہ آپ اکثر طلبہ اور مریدین کو گھوڑ سوار اور نیزہ باز دیکھیں گے، سید صاحب ان لوگوں کو جو گھوڑ دوڑ میں آگے بڑھتے اور ان کو جو نیزہ بازی میں درست نشانہ لگاتے قیمتی انعامات دیتے تا کہ ان کو لڑائی و جہاد کے فضائل کی طرف رغبت ہو جائے، جیسا کہ ہر ہفتے میں جمعرات کا دن اپنے ہاتھوں سے کام کرنے کے لئے مخصوص ہوتا تھا، اس دن سارے اسباق چھوڑ دیتے تھے اور کاریگری کے مختلف قسم کے کام یعنی کارپینٹری، لوہاگری، بُنائی اور صحافت وغیرہ جیسے کاموں میں مشغول رہتے تھے۔

<u>یحتفلوا</u>: حفل (افتعال) احتفالاً اچھی طرح انتظام کرنا، بھرنا (ض) حَفلاً، حُفُولاً کثرت سے جمع ہونا، صیقل کرنا، پرواہ کرنا۔ <u>عدتہ</u>: [مفرد] العُدّۃ تیاری، سامان حرب وغیرہ۔ عدد (اِفعال) اِعداداً تیار کرنا، حاضر ہونا۔ <u>عتادۃ</u>: سامان جنگ، سامان جو کسی مقصد کیلئے تیار کیا جائے، بڑا پیالہ [جمع] اُعْتُد، عُتُد، اُعْتِدَۃ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۱۲ پر ہے۔ <u>المران</u>: مرن (ن) مَرانۃً سختی کے ساتھ نرم ہونا، عادی ہونا (ن) مَرْناً نرم کرنا، بھاگنا، بیخ دینا (تفعیل) تمریناً نرم کرنا، مشق کرنا۔ <u>ویقرطسون</u>: قرطس (فعلل) قرطسۃً نشانہ لگانا (تفعلل) تقرطسۃً ہلاک ہونا۔ <u>المھن</u>: [مفرد] المِھنۃ، المَھنۃ کام کی مہارت، خدمت۔ <u>نجارۃ</u>: بڑھئی کا پیشہ۔ نجر (ن) نجراً [الخشب] لکڑی کو چھیل کر ہموار کرنا، گرم ہونا، مار کر ہٹانا۔ <u>نساجۃ</u>: کپڑا بننے کا پیشہ۔ نسج (ن، ض) نَسْجاً بننا، آراستہ کرنا، گنجان کرنا (افتعال) انتساجاً بنا جانا [النَّسَّاج] بننے والا، جھوٹا، کلام کو آراستہ کرنے والا۔ <u>صحافۃ</u>: ایڈیٹری [عالم الصحافۃ] محررین اخبار۔

لاتجد منهم ذلك اليوم إلا عاملا بيده،والسيد المهديُّ نفسه يعمل بيده لايفتر حتى ينبه فيهم روح النشاط للعمل،وكان السيد المهديُّ وأبوه من قبله يهتمان جدًّاالاهتمام بالزراعة والغرس تستدلُّ على ذلك من الزوايا التي شادوها،والجنان التي نسقوهابجوارها،فلا تجدزاويةً إلا لها بستانٌ أو بساتين،وكانوا يستجلبون أصناف الأشجار الغريبة إلى بلادهم من أقاصي البلدان،وقد أدخلوا في الكفرة وجغبوب زراعاتٍ وأغراسًا لم يكن لأحد هناك عهدٌ بها،وكان بعض الطلبة يلتمسون من السيد محمد السنوسيِّ أن يعلمهم الكيمياء فيقول لهم:(الكيمياءُ تحت سكة المحراث) وأحيانًا يقول لهم: الكيمياءُ هي كدُّ اليمين وعرق الجبين) وكان يشوّق الطلبة والمريدين إلى القيام على الحرف والصناعات،ويقول لهم جُملا تطيب خواطرهم،وتزيد رغبتهم في حرفهم،حتى لايزدروابهاأويظنوا أن طبقتهم هي أدنى من طبقة العلماء،فكان يقول لهم :(يكفيكم من الدين حسن النية والقيام بالفرائض الشرعية،وليس غيركم بأفضل منكم) و أحيانًا يدمج نفسه بين أهل الحرف،ويقول لهم وهو يشتغل معهم:(يظنُّ أهل الأوريقات والسبيحات أنهم يسبقوننا عند الله لا والله مايسبقوننا) يريدبأهل الأوريقات العلماء وبأهل السبيحات العابدين والقانتين فكأنه يريدأن يقول للمحترفين والصناع لاتظنُّواأنكم دون العلماء والزهاد مقامًا، بمجرد كونكم صنّاعًا وعملةً،وكونهم هم علماء وقرّاء ،هذا ليزيدهم رغبةً وشوقًا ، ويعلّم الناس حرمة الصناعة التي لا مدنيّة إلا بها .

آج بھی آپ ان میں سے ہر ایک کو اپنے ہاتھ سے کام کرتا دیکھیں گے سید مہدی صاحب خود بھی اپنے ہاتھ سے کام کرتے ہیں اور اسمیں اسوقت تک پیچھے نہیں ہٹتے جب تک کہ کام میں مشغول رہنے کیلئے ان میں ہوشیاری وچستی کی روح نہ پھونکدیں۔ سید مہدی صاحب اور انکے والد صاحب اس سے پہلے بھی کھیتی باڑی اور درخت لگانے کا حد سے زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے، جس پر وہ اونچی عمارات دلالت کرتی ہیں جن کو انہوں نے بنایا ہے اور وہ باغات دلالت کرتے ہیں جنکی ہم ان عمارات کے قرب وجوار میں آبپاشی کرتے ہیں، آپکو کوئی کونا نہیں ملے گا مگر یہ کہ اس میں ایک باغ یا کئی باغات ہوں گے۔ وہ بہت دور دراز کے

ممالک سے عجیب وغریب اقسام کے درخت اپنے علاقے کی طرف درآمد (امپورٹ) کرتے تھے اور یقیناً انہوں نے کفرہ اور جغبوب میں ایسے بیج اور پودے درآمد کئے جنکی وہاں کسی کو پہچان بھی نہیں تھی۔ بعض طلبہ کرام نے سید محمد سنوسی سے درخواست کی کہ وہ ان کو کیمیا کی تعلیم دیں، وہ ان سے کہنے لگے علم کیمیا ہل میں لگے ہوئے لوہے کے نیچے ہے اور کبھی کبھار ان سے کہتے علم کیمیا ہاتھ کی جفاکشی، سخت محنت اور پیشانی کا پسینہ ہے، طلباء اور مریدین کو حرفت و صنعت اپنانے کی طرف بہت شوق دلاتے تھے، ان کو ایسے ایسے فقرے کہہ ڈالتے جو انکے دلوں کو خوش کریں اور ان کے پیشوں، کسبوں میں ان کی لگن اور شوق کو بڑھائیں، تاکہ وہ ان میں شرم محسوس نہ کریں یا یہ گمان نہ کریں کہ ان کا یہ طبقہ علماء کے طبقے سے پست ہے، اس وجہ سے ان سے کہتے کہ دین میں سے آپ کیلئے حسن نیت اور فرائض شرعیہ کو قائم کرنا کافی ہے اور تمہارے علاوہ دوسرے لوگ تم سے افضل نہیں ہیں۔ بعض اوقات اپنے آپ کو بھی پیشہ ور لوگوں میں داخل فرماتے اور ان کے ساتھ مشغولیت کی حالت میں ان سے کہتے کہ ''علماء وعابدین یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہم سے سبقت لے جائیں گے اللہ کی قسم وہ ہم سے سبقت نہیں لے جاسکیں گے'' اہل اوریقات سے انکی مراد علماء اور اہل سبحات سے عابدین اور قائمین ہیں گویا کہ وہ یہ چاہتے تھے کہ حرفت وصنعت والوں سے یہ کہیں کہ تم یہ گمان نہ کرو کہ صرف تمہارے صنعتی اور مزدور ہونے کی وجہ سے تمہارا مرتبہ علماء وزھاد سے کمتر ہوگا اور ان کا علماء اور قراء ہونے کی وجہ سے مقام زیادہ ہوگا۔ یہ صرف اس لئے فرماتے تاکہ ان کی رغبت اور شوق میں زیادتی آجائے اور لوگوں کو ان صنعتوں کی عزت وحرمت جن کے ساتھ شہریت قائم ہوتی سکھلاتے تھے۔

شادوھا: شید (ض) شیدًا (تفعیل) تشییدًا بلند کرنا، گچ کرنا (إفعال) إشادةً بلند کرنا، مشہور کرنا۔ یستجلبون: جلب (استفعال) استجلابًا کسی چیز کو حاصل کرنا (ن،ض) جَلَبًا ہانک کرلانا (إفعال) إجلابًا جمع کرنا، دھمکانا (س) جلَبًا اکٹھا ہونا (ن) جلْبًا گناہ کرنا۔ سکۃ: ہل کا پھار، سیدھا راستہ، درختوں کی قطار، سکہ ڈھالنے کا سانچہ، پیغام رساں کا گھر [جمع] سِکَک۔ المحراث: ہل، کریلنی [جمع] مَحارِیث۔ حرث (ن،ض) حَرْثًا ہل چلانا، جمع کرنا (افتعال) احتراثًا کھیتی کرنا۔ یدمج: دمج (تفعیل) تدمیجًا داخل کرنا، گاڑنا (ن) دُمُوجًا مضبوط گڑ جانا (مفاعلہ) دِمَاجًا موافقت کرنا (إفعال) إدماجًا لپیٹنا۔

هٰذِهِ الْفِرْقَةُ عَمَلِيَّةٌ لَا تَعْتَمِدُ عَلٰى مُجَرَّدِ التِّلَاوَةِ وَالذِّكْرِ دُوْنَ الْعَمَلِ

وَالسَّيْر ،فَهِيَ تَجْمَعُ بَيْنَ الْعَمَلِ الشَّرْعِيِّ بِحَذَافِيْرِهِ،وَالتَّجَرُّدِ الصُّوْفِيِّ إِلٰى أَقْصٰى دَرَجَاتِهِ،وَتَنْظِمُ بَيْنَ الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ ،نَظْمًا لَمْ يُوَفَّقْ إِلَيْهِ غَيْرُهَا،وَيَظْهَرُ أَنَّ مُؤَسِّسِي هٰذِهِ الطَّرِيْقَةِ السَّيِّدُ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ السَّنُوْسِيِّ،وَوَلَدَيْهِ السَّيِّدَ الْمَهْدِيَّ،وَالسَّيِّدَ الشَّرِيْفَ،وَكِبَارَ أَعْوَانِهِمْ مِثْلَ سَيِّدِيْ أَحْمَدَ الرِّيْفِيِّ، وَسَيِّدِيْ عِمْرَانَ بْنِ بَرَكَةَ،وَسَيِّدِيْ أَحْمَدَ التَّوَاتِيِّ،وَسَيِّدِيْ عَبْدِ الرَّحِيْمِ بْنِ أَحْمَدَ،وَسَيِّدِيْ عَبْدِ اللهِ السَّنِيِّ،وَسَيِّدِيْ أَبِي الْقَاسِمِ الْعِيْسَاوِيِّ،وَغَيْرِهِمْ كَانُوْا عَلٰى أَخْلَاقٍ عَظِيْمَةٍ وَمَدَارِكٍ سَامِيَةٍ ، تَدُلُّ عَلَيْهَا أَقْوَالُهُمْ وَأَفْعَالُهُمْ .

یہ جماعت ایک عملی جماعت ہے جو عمل وکوشش کو چھوڑ کر صرف تلاوت و ذکر و اذکار پر اعتماد نہیں کرتی۔ عملِ شرعی کو جنگجوؤں اور محض صوفیاء کے درمیان اس کے تمام اسرار و رموز اور انتہائی کمال درجے کے ساتھ جمع کرتی ہے۔ظاہر و باطن کو اس طرح پروتی ہے کہ کسی دوسری جماعت کو اس طرح توفیق نہیں ہوئی (۱) ظاہر ہوتا ہے کہ اس طریقے کو ایجاد کرنیوالے محمد بن علی بن السنوسی ،ان کے دونوں بیٹے السید المہدی ،السید الشریف اور ان کے بڑے مددگار ساتھی مثلاً سیدی احمد الریفی ،سیدی عمران بن برکۃ ،سیدی احمد التواتی ،سیدی عبد الرحیم ابن احمد، سیدی عبد اللہ السنی،اور سیدی ابو القاسم عیساوی وغیرہ ہیں، یہ سارے حضرات بڑے بااخلاق اور قابل فخر حواس والے تھے،اور اس پر انکے اقوال اور افعال دلالت کرتے ہیں۔

بحذافیرہ : [مفرد] الحِذ فار، الحُذ فور آمادۂ جنگ لوگ، جماعت کثیر۔

حَدَّثَنِيْ سَيِّدِيْ أَحْمَدُ الشَّرِيْفُ أَنَّ عَمَّهُ الْأُسْتَاذَ الْمَهْدِيَّ كَانَ يَقُوْلُ لَهُ: (لَاتَحْقِرَنَّ أَحَدًا،لَامُسْلِمًا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَا يَهُوْدِيًّا وَلَا كَافِرًا،لَعَلَّهُ يَكُوْنُ فِيْ نَفْسِهِ عِنْدَ اللهِ أَفْضَلَ مِنْكَ،إِذْ أَنْتَ لَا تَدْرِيْ مَاذَا تَكُوْنُ خَاتِمَتُهُ) وَبِمِثْلِ هٰذِهِ الْآدَابِ كَانُوْا يَأْخُذُوْنَ أَوْلَادَهُمْ وَمُرِيْدِيْهِمْ،فَكَانَ مِنْ هٰؤُلَاءِ أَقْطَابٌ وَأَبْطَالٌ ،يَتَجَمَّلُ التَّارِيْخُ بِذِكْرِهِمْ،وَوَاسِطَةُ عِقْدِهِمُ الْيَوْمَ هُوَ السَّيِّدُ أَحْمَدُ الشَّرِيْفُ الَّذِيْ نَحْنُ فِيْ تَرْجَمَتِهِ .وَقَدْ ذَرَّفَ السَّيِّدُ الْمُشَارُ إِلَيْهِ عَلَى الْخَمْسِيْنَ وَلٰكِنَّ هَيْئَتَهُ لَا تَدُلُّ عَلٰى وُصُوْلِهِ إِلٰى هٰذِهِ السِّنِّ، لِنُدُوْرَةِ الشَّيْبِ

(۱) یہ مصنف کا اپنا خیال ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اس طرح کا منظم و مربوط نظام سرزمین ہند پر سید احمد بن عرفان المعروف سید احمد شہیدؒ بنا کر چلا چکے تھے اور اس نظام کو ایک اسلامی نظام کہا جاتا ہے یہ وہی سید احمد شہید ہیں جو طریقت و جہاد دونوں میں امام تھے اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اس جیسا نظام پہلے کسی نے نہیں بنایا، پھر اسکے ساتھ ساتھ رئیس حکومت بھی تھے آپکے دست و باز و شاہ اسماعیل شہیدؒ تھے۔مزید تفصیل کے لئے حضرت مؤلفؒ کی کتاب ''سیرت سید احمد شہیدؒ'' کا مطالعہ کیا جائے۔

فِيْ شَعْرِهٖ،وَهُوَ رَائِعُ الْمَنْظَرِ ،بَهِيُّ الطَّلْعَةِ،عَبْلُ الْجِسْمِ،قَوِيُّ الْبِنْيَةِ،لَايُمْكِنُ أَنْ يَرَاهُ أَحَدٌ بِدُوْنِ أَنْ يُجِلَّهٗ وَيَحْتَرِمَهٗ .

سید احمد شریف نے مجھے یہ بات بتلائی کہ ان کے چچا استاذ مہدی نے ان سے فرمایا: تم ہرگز کسی کی تحقیر نہ کرو، کسی مسلمان کی اور نہ ہی کسی نصرانی کی، کسی یہودی کی اور نہ ہی کسی کافر کی شاید کہ وہ اپنی ذات کے اعتبار سے اللہ تعالی کے نزدیک تجھ سے زیادہ فضیلت والا ہو،اس لئے جب تو نہیں جانتا کہ اسکا خاتمہ (انجام) کیسا ہوگا'' (تو پھر تحقیر کیوں؟) ان جیسے آداب وہ اپنی اولاد اور مریدوں کو سکھلاتے تھے (جس کی وجہ سے) ان لوگوں میں سے بعض قطب اور بعض ابطال ہوگئے ۔ تاریخ ان حضرات کے ذکر سے مزین ہوگئی۔ آج بھی ان سے بھی سب سے فضیلت والے سید احمد شریف ہیں، جن کے حالات ہم لکھ رہے ہیں۔ سید موصوف کی عمر یقیناً پچاس سال سے بڑھ چکی ہے لیکن ان کی ظاہری ہیئت سے یہ معلوم نہیں ہوتا ہے کیونکہ ان کے بالوں میں بڑھاپا بہت کم ہے (گنے چنے بال ہی سفید ہیں) وہ خوش منظر، خوش طبع ، بڑی جسامت والے اور مضبوط فطرت والے ہیں، یہ ممکن نہیں ہے کہ کوئی ایک انکو بڑا اور احترام کے لائق نہ سمجھتے ہوئے دیکھے (بلکہ یہ سمجھتے ہوئے دیکھتا ہے)

<u>واسطة</u>: [مذکر] الواسطُ ہار کے بیچ کا عمدہ جوہر۔<u>عقد</u>: ہار [جمع] عُقُود،اب جملہ [واسطةُ عقد هم] کا مطلب یہ ہوگا کہ ان تمام اولاد و مریدوں کا جو حلقہ (ہار) ہے ان کا درمیان خود سید صاحب تھے یعنی ان میں وہ صفات اکمل درجہ کی تھیں۔<u>ذرف</u>: ذرف (تفعیل) تذریفًا زائد ہونا، قریب المرگ کرنا، خبردار کرنا (ض) ذَرْفًا ، ذَرِيفًا بہنا ، بہانا ، ذَرْفَانًا سست چال چلنا۔<u>عبل</u>: [جمع] عِبالٌ ۔عبل (س) عَبَلًا (ک) عُبُوْلًا موٹا ہونا (إفعال) إعبالًا موٹا ہونا، سفید ہونا۔<u>البنية</u>: فطرت، شکل، ڈھانچہ، کما یقال [فلان صحيح البنية] فلاں صحیح الفطرت ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

اَلدِّيْنُ الصِّنَاعِيُّ

(للدكتور احمد أمين(1))

هَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الْحَرِيْرِ الطَّبِيْعِيِّ وَالْحَرِيْرِ الصِّنَاعِيِّ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الْأَسَدِ وَصُوْرَةِ الْأَسَدِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الدُّنْيَا فِي الْخَارِجِ وَالدُّنْيَا عَلَى الْخَرِيْطَةِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ عَمَلِكَ فِي الْيُقْظَةِ وَعَمَلِكَ فِي الْمَنَامِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ إِنْسَانٍ يَسْعٰى فِي الْحَيَاةِ، وَبَيْنَ إِنْسَانٍ مِنْ جَبْسٍ وُضِعَ فِيْ مُتَّجَرٍ لِتُعْرَضَ عَلَيْهِ الْمَلَابِسُ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ النَّائِحَةِ الثَّكْلٰى وَالنَّائِحَةِ الْمُسْتَأْجَرَةِ، وَبَيْنَ التَّكَحُّلِ فِي الْعَيْنَيْنِ وَالْكَحَلِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ السَّيْفِ يُمْسِكُهُ الْجُنْدِيُّ الْمُحَارِبُ وَبَيْنَ السَّيْفِ الْخَشَبِيِّ يُمْسِكُهُ الْخَطِيْبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ النَّاسِ فِي الْحَيَاةِ وَالنَّاسِ عَلَى الشَّاشَةِ الْبَيْضَاءِ؟ وَهَلْ تَعْرِفُ الْفَرْقَ بَيْنَ الصَّوْتِ وَالصَّدٰى؟ إِنْ عَرَفْتَ ذٰلِكَ فَهُوَ بِعَيْنِهِ الْفَرْقُ بَيْنَ الدِّيْنِ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ الصِّنَاعِيِّ.

مصنوعی دین

کیا آپ کو قدرتی ریشم اور مصنوعی ریشم کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ شیر اور شیر کی تصویر کے درمیان کیا فرق ہے؟ کیا آپ کو حقیقی دنیا اور نقشے پر بنی دنیا کے خاکے کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو اپنی بیداری کی حالت میں کام کرنے اور سونے کی حالت میں کام کرنے کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو اس انسان کے درمیان جو دنیا کے کام کاج میں محنت وکوشش کرتا ہے اور اس گارے مٹی کے بنے انسان کے درمیان جس کو کسی تجارت خانہ میں رکھا گیا ہوتا کہ اس پر کپڑوں کی نمائش کی جائے، فرق معلوم ہے؟

(1) ڈاکٹر احمد امین ۱۸۸۶ء میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور جامعہ الازھر اور اس شرعیہ مدرسہ میں تعلیم حاصل کی جس میں وکالت شرعیہ کا کورس کرایا جاتا تھا، چنانچہ وہاں سے قاضی بن کر نکلے۔ انگریزی زبان بھی سیکھی تھی۔ اپنے علمی مقالات اور ادبی بحثوں کی وجہ سے مشہور ہوگئے ۱۹۳۶ء میں الجامعۃ المصریۃ کے شعبہ کلیۃ الادب (ڈپارٹمنٹ آف لٹریچر) میں استاد کے طور پر تعینات ہوئے اور جلد ہی اس کالج کے چیئر مین منتخب ہوگئے۔ ۱۹۴۸ء میں پہلے انعام کے ساتھ ڈاکٹری کا لقب پایا اور جامعہ عربیہ میں ثقافتی ادارے (ڈپارٹمنٹ آف آرٹ اینڈ کلچر) کے مدیر (چیئر مین) منتخب ہوئے اور تیس سال تک نشر واشاعت اور تالیف وترجمہ کی کمیٹی کے نگران رہے اور بہت ساری کتابوں کی طباعت کا شرف حاصل کیا۔ وفات ۱۹۵۴ء میں ہوئی، انکی تالیفات میں جو سب سے زیادہ مشہور ہوئیں اور بہت زیادہ پھیلیں ''فجر الاسلام'' اور ''ضحیٰ الاسلام'' کے سلسلے ہیں اور یہ انکے ذاتی سلسلے ہیں۔ سات جلدوں میں انکے مقالات کا مجموعہ ''فیض الخاطر'' ہے استاد احمد امین مصری اس زمانے کے بڑے مولفین اور انشاء نگاروں میں سے ہیں انکے انشاء پر بھی روانگی اور عدم تکلف غالب ہوتا ہے اور مباحث علمیہ میں بھی متانت والا طریقہ اختیار کرتے ہیں اور چند مسائل میں انکی اپنی آراء ہیں جو کہ شاذ اور علماء کے خلاف ہیں جنکی وجہ سے علماء کو ان سے اختلاف ہے۔

کیا آپ کو اپنے بچے کی گمشدگی پر اور اجرت پر نوحہ کرنیوالی عورت کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو سرمہ ڈلی آنکھوں اور سرمئی آنکھوں کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپکو ایسی تلوار جسے جنگجو فوجی تھامتا ہے اور لکڑی کی وہ تلوار جسے خطیب جمعہ کے دن تھامتا ہے کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپکو زندہ لوگوں اور سفید اسکرین پر موجود لوگوں کے درمیان فرق معلوم ہے؟ کیا آپ کو آواز اور صدائے بازگشت کے درمیان فرق معلوم ہے؟ اگر آپ نے یہ فرق پہچان لیا تو پھر سمجھ لیجئے کہ دینِ حق اور بناوٹی دین کے درمیان بعینہ یہی فرق ہے۔

الخریطة: ملک کا نقشہ، تھیلا۔ خرط (ن،ض) خَرطًا تھیلے میں جمع کرنا، ہاتھ مار کر جھاڑنا۔ متجر: تجر (افتعال) اتّجارًا (ن) تَجْرًا، تجارۃً (مفاعلہ) متاجرۃً سوداگری کرنا۔ الشاشة: پردۂ سیمیں۔ الصدی: آواز بازگشت، گونج، دماغ، سخت پیاس۔ صدی (س) صَدًی سخت پیاسا ہونا، لمبا ہونا (إفعال) إصداءً گونجنا۔

يَكُدُّ الْبَاحِثُونَ أَذْهَانَهُمْ، وَيَجْهَدُ الْمُؤَرِّخُونَ أَنْفُسَهُمْ فِيْ تَقْلِيبِ صُحُفِهِمْ وَوَثَائِقِهِمْ عَنْ تَعَرُّفِ السَّبَبِ فِيْ أَنَّ الْمُسْلِمِيْنَ أَوَّلَ أَمْرِهِمْ أَتَوْا بِالْعَجَائِبِ، فَغَزَوْا وَفَتَحُوْا وَسَادُوْا، وَالْمُسْلِمِيْنَ فِيْ آخِرِ أَمْرِهِمْ أَتَوْا بِالْعَجَائِبِ أَيْضًا فَضَعُفُوْا وَذَلُّوْا وَاسْتَكَانُوْا، وَالْقُرْآنُ هُوَ الْقُرْآنُ، وَتَعَالِيْمُ الْإِسْلَامِ هِيَ تَعَالِيْمُ الْإِسْلَامِ، وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ هِيَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، وَكُلُّ شَيْئٍ هُوَ كُلُّ شَيْئٍ، وَيَذْهَبُوْنَ فِيْ تَعْلِيْلِ ذٰلِكَ مَذَاهِبَ شَتّٰى، وَيَسْلُكُوْنَ مَسَالِكَ مُتَعَدِّدَةً، وَلَا أَرٰى لِذٰلِكَ إِلَّا سَبَبًا وَاحِدًا وَهُوَ الْفَرْقُ بَيْنَ الدِّيْنِ الْحَقِّ وَالدِّيْنِ الصِّنَاعِيِّ.

بحث وجستجو کرنے والوں نے اپنے اذہان کو تھکا دیا، مؤرخین نے اپنے آپکو اپنے صحیفوں اور دستاویزوں کے صفحات پلٹنے میں مشقت میں ڈال دیا اس کا سبب جاننے کیلئے کہ مسلمان اپنے دور اول میں عجائبات لاتے رہے (شروع میں مسلمانوں نے) جنگیں لڑیں (اس کے نتیجے میں بہت سے ملکوں کو) فتح کیا اور حکمرانی کی۔ مسلمان اپنے آخری دور میں بھی عجائبات لاتے رہے (اس دور میں) وہ کمزور، ذلیل وخوار اور عاجز ہو گئے جبکہ قرآن وہی قرآن ہے، اسلام کی تعلیمات بھی وہی تعلیمات ہیں، کلمہ لا الہ الا اللہ بھی وہی کلمہ ہے اور ہر چیز وہی ہے۔ (لیکن پھر بھی دورِ اول ودورِ آخر میں اتنا تفاوت!!) اس کی توجیہ بیان کرنے میں مختلف اقوال کی طرف چلے گئے اور بہت سے طرق پر چلنے لگے لیکن میں اس کا صرف ایک ہی سبب سمجھتا ہوں اور وہ ہے "دینِ حق اور مصنوعی دین کے مابین فرق"

يكد: كدد(ن) كدًّا تھکانا، کام میں محنت کرنا، کھجلانا (تفعیل) تکدیدًا سختی سے ہٹانا (اِفعال) إكدادًا (افتعال) اكتدادًا کنجوسی کرنا، بخل کرنا۔ صحفهم: [مفرد] الصحيفة لکھا ہوا کاغذ، ورق، کھال، دیگر جمع صحائف بھی آتی ہے (تفعیل) تصحيفًا (تفعّل) تصحّفًا [الکلمۃ] پڑھنے میں غلطی کرنا (اِفعال) إصحافًا صحیفوں کو جمع کرنا۔ وثائقهم: [مفرد] الوثيقة قابل اعتماد کام کی مضبوطی۔ سادوا: سود(ن) سِيادةً، سُودَدًا سردار ہونا، بزرگ ہونا۔ استكانوا: كون (استفعال) استكانةً عاجزی ظاہر کرنا، فروتنی کرنا۔

اَلدِّيْنُ الصِّنَاعِيُّ حَرَكَاتٌ وَسَكَنَاتٌ وَأَلْفَاظٌ، وَلَا شَيْئَ وَرَاءَ ذٰلِكَ، وَالدِّيْنُ الْحَقُّ دِيْنُ رُوْحٍ وَقَلْبٍ وَحَرَارَةٍ. اَلصَّلَاةُ فِي الدِّيْنِ الصِّنَاعِيِّ أَلْعَابٌ رِيَاضِيَّةٌ، وَالْحَجُّ حَرَكَةٌ آلِيَّةٌ وَرِحْلَةٌ بَدَنِيَّةٌ، وَالْمَظَاهِرُ الدِّيْنِيَّةُ أَعْمَالٌ مَسْرَحِيَّةٌ أَوْ أَشْكَالٌ بَهْلَوَانِيَّةٌ. وَ(لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ) فِي الدِّيْنِ الصِّنَاعِيِّ قَوْلٌ جَمِيْلٌ لَا مَدْلُوْلَ لَهُ، أَمَّا فِي الدِّيْنِ الْحَقِّ فَهِيَ كُلُّ شَيْئٍ، هِيَ ثَوْرَةٌ عَلٰى عِبَادَةِ الْمَالِ، وَثَوْرَةٌ عَلٰى عِبَادَةِ السُّلْطَانِ، وَثَوْرَةٌ عَلٰى عِبَادَةِ الْجَاهِ، وَثَوْرَةٌ عَلٰى عِبَادَةِ الشَّهَوَاتِ، وَثَوْرَةٌ عَلٰى كُلِّ مَعْبُوْدٍ غَيْرِ اللّٰهِ. (لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ) فِي الدِّيْنِ الصِّنَاعِيِّ تَتَّفِقُ مَعَ إِحْنَاءِ الرَّأْسِ وَالْخُضُوْعِ لِشَهْوَةِ الْبَدَنِ، وَتَتَّفِقُ مَعَ الذِّلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ، وَ(لَاإِلٰهَ إِلَّااللّٰهُ) فِي الدِّيْنِ الْحَقِّ لَا تَتَّفِقُ إِلَّا مَعَ الْحَقِّ (لَاإِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ) فِي الدِّيْنِ الصِّنَاعِيِّ تَذْهَبُ مَعَ الرِّيْحِ وَفِي الدِّيْنِ الْحَقِّ تُزَلْزِلُ الْجِبَالَ. اَلدِّيْنُ الصِّنَاعِيُّ صِنَاعَةٌ كَصِنَاعَةِ التِّجَارَةِ وَالْحِيَاكَةِ، يَمْهُرُ فِيْهَا الْمَاهِرُ بِالْحِذْقِ وَالْمِرَانِ، أَمَّا الدِّيْنُ الْحَقُّ فَرُوْحٌ وَقَلْبٌ وَعَقِيْدَةٌ، لَيْسَ عَمَلًا وَلٰكِنْ يَبْعَثُ عَلٰى كُلِّ عَمَلٍ جَلِيْلٍ وَكُلِّ عَمَلٍ نَبِيْلٍ.

مصنوعی دین حرکات، سکنات اور صرف الفاظ ہیں ان کے علاوہ کچھ نہیں جبکہ دین حق روح، قلب اور حرارتِ ایمانی کا دین ہے۔ مصنوعی دین میں نماز محض ورزشی کھیل ہے اور حج دبنے کی چکی والی حرکت اور بدنی سفر ہے۔ دینی مظاہر چراہ گاہ والے اعمال یا پہلوانی شکلیں ہیں (یعنی کھانا اور جسم بڑھانا مقصد ہے)۔ لا الہ الا اللہ مصنوعی دین میں ایک ایسا اچھا قول ہے جس کا کوئی مدلول نہیں جبکہ دینِ حق میں یہی کلمہ ہی سب کچھ ہے۔ یہی مال کی عبادت، بادشاہ کی عبادت، جاہ مرتبہ کی عبادت، شہوات کی عبادت اور اللہ کے سوا ہر معبود کی عبادت کے خلاف بغاوت ہے۔ ''لا الہ الا اللہ'' مصنوعی دین میں بدن کی شہوت کی خاطر سر جھکانے

اور ذلیل ہونے کے ساتھ اور ذلت و مسکنت کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے جبکہ ''لا الہ الا اللہ'' دینِ حق میں صرف حق کے ساتھ ہی جمع ہوتا ہے۔ مصنوعی دین میں ''لا الہ الا اللہ'' ہوا کے ساتھ اڑ جاتا ہے جبکہ دینِ حق میں ''لا الہ الا اللہ'' پہاڑوں کو ڈگمگا دیتا ہے۔ مصنوعی دین تجارت و کپڑے بننے کی صنعت کی طرح ایک صنعت ہے جس میں ماہر شخص حذاقت و پختگی کی بدولت تجربہ کار ہوتا ہے جبکہ دین حق روح قلب اور عقیدہ (کا نام) ہے یہ کوئی عمل نہیں ہے لیکن ہر بڑے اور عظیم عمل پر ابھارتا ہے۔

إلعاب: لعب (إفعال) إلعابًا کھیل کرنا، لذت و تفریح کے لئے کوئی ایسا کام کرنا جس میں کوئی نفع مقصود نہ ہو، رال ٹپکانا (س، ف) لَعْبًا رال ٹپکانا (مفاعلہ) ملاعبۃً باہم کھیلنا، عورتوں کے ساتھ کھیل کود کرنا۔ آلیۃ: دنبہ کی چکی۔ ألی (س) ألیًا دنبہ کی چکی کا بڑھ جانا [صفت] آلی، ألیان۔ ثورۃ: ثور (ن) ثورًا، ثورانًا حملہ کرنا، جوش میں آنا۔ إحناء: حنو (إفعال) إحناءً امائل ہونا (ن) حُنُوًا (ض) حِنایۃً موڑنا (ن) حُنُوًّا مائل ہونا۔ الحیاکۃ: حوک (ن) حَوْکًا، حِیاکۃً بننا (إفعال) إحاکۃً کاٹنا، مؤثر ہونا۔ یمھر: مھر (ف، ن) مَھْرًا، مُھورًا حاذق ہونا (ف، ن) مَھْرًا مہر دینا، مہر مقرر کرنا (إفعال) إمھارًا مہر کے بدلہ میں کسی شخص سے نکاح کرنا (مفاعلہ) مماھرۃً ماہر ہونے میں مقابلہ کرنا۔ الحذق: حذق (ض، س) حَذْقًا، حِذاقًا ماہر ہونا (ض) حُذوقًا بہت کھٹا ہونا۔ حَذْقًا کاٹنا (تفعیل) تحذیقًا ماہر بنانا (انفعال) انحذاقًا کٹ جانا۔ المران: مرن (ن) مُرُونۃً، مَرانۃً سخت ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۱ پر ہے۔ نبیل: فضیلت والا، شرافت والا [جمع] نِبالٌ۔ نبل (ن) نَبْلًا تیر مارنا، تیر دینا، نجابت و شرافت میں غالب ہونا (تفعّل) تنبّلًا ذکی ہونا، نجیب و شریف ہونا۔

اَلدِّیْنُ الْحَقُّ (اِکْسِیْرٌ) یَحُلُّ فِی الْمَیِّتِ فَیَحْیَا، وَفِی الضَّعِیْفِ فَیَقْوٰی، هُوَ حَجَرُ الْفَلَاسِفَةِ تَضَعُهُ عَلَى النُّحَاسِ وَالْفِضَّةِ وَالرَّصَاصِ فَتَكُوْنُ ذَهَبًا، هُوَ الْعَقِیْدَةُ الَّتِیْ تَأْتِیْ بِالْمُعْجِزَاتِ فَیَقِفُ الْعِلْمُ وَالتَّارِیْخُ وَالْفَلْسَفَةُ أَمَامَهَا حَائِرَةً: بِمَ تُعَلِّلُ، وَكَیْفَ تُشْرِحُ؟ هُوَ التِّرْیَاقُ الَّذِیْ تَتَعَاطٰی مِنْهُ قَلِیْلًا فَیَذْهَبُ بِكُلِّ سُمُوْمِ الْحَیَاةِ، هُوَ الْعُنْصُرُ الْكِیْمِیَاوِیُّ الَّذِیْ تَمْزُجُ بِهِ الشَّعَائِرُ الدِّیْنِیَّةَ فَتَطِیْرُ بِکَ إِلَى اللّٰهِ، وَتَمْزُجُ بِهِ الْأَعْمَالَ الدُّنْیَوِیَّةَ فَتَذَلَّلُ الْعَقَبَاتُ مَهْمَا صَعُبَتْ، وَتَصِلُ بِکَ إِلَى الْغَرَضِ مَهْمَا لَاقَتْ. هُوَ الَّذِیْ وَجَدَهُ كُلُّ مَنْ نَجَحَ، وَهُوَ الَّذِیْ فَقَدَهُ كُلُّ مَنْ خَابَ، هُوَ الْكَهْرُبَاءُ الَّذِیْ یَتَّصِلُ فَیَدُوْرُ الْعَجَلُ، وَیَسِیْرُ الْعَمَلُ،

وَيَنقَطِعُ فَلا حَرَكَةَ وَلا عَمَلَ،هُوَالَّذِيْ يَحُلُّ فِي الْأَوْتَار فَتَوَقَّعُ، وَكَانَتْ قَبْلُ حِبَالًا،وَفِي الصَّوْتِ فَيُغْنِيْ وَكَانَ قَبْلُ هَوَاءً .

دینِ حق ایسا ’اکسیر‘‘ ہے جو مردہ میں سرایت کر جائے تو وہ زندہ ہو جائے ،کمزور میں سرایت کر جائے تو طاقتور ہو جائے ۔یہ(دین حق)فلاسفروں کا ایک ایسا پتھر ہے کہ وہ اس کو تانبہ، چاندی اور سیسہ پر رکھتے ہیں تو سونا ہو جاتا ہے، یہ(دینِ حق)ایسا عقیدہ ہے جو معجزات لیکر آتا ہے تو علم ،تاریخ اور فلسفہ اس کے سامنے حیران ہو کر کھڑے ہو جاتے ہیں، کس چیز سے اس عقیدہ کی توجیہ بیان کی جائے ؟اور کس طرح اس کی تشریح کی جائے ؟یہ(دینِ حق)تو ایسا تریاق ہے آپ اس میں سے معمولی سا استعمال کریں تو زندگی کے تمام زہر کو لے جائے (ختم ہو جائیں)یہ(دین حق)ایسا کیمیاوی عنصر ہے کہ آپ اس میں دینی شعائر کی آمیزش کر دیں تو یہ آپ کو اللہ رب العزت تک پہنچا دے اور اگر اس میں دنیاوی اعمال کی آمیزش کر دیں تو نتیجہ کتنا ہی کٹھن کیوں نہ ہو آسان ہو جائے گا اور آپ کو مقصود تک (جب بھی پہنچائے)پہنچا دیگا دین حق وہی ہے جس کو ہر کامیاب شخص نے حاصل کر لیا اور ہر ناکام شخص نے اس کو گم کر دیا۔یہ(دین حق)ایسی بجلی ہے کہ جیسے ہی پہنچتی ہے پہیہ کو گھمانا شروع کر دیتی ہے، کام کو آسان بنا دیتی ہے اور جب یہ بجلی منقطع ہو جائے تو پہیہ میں کوئی حرکت ہوتی ہے اور نہ ہی عمل ۔یہی وہ بجلی ہے جو سارنگی میں سرایت کر جائے تو وہ سارنگی ساز اُگل دے حالانکہ اس سے پہلے وہ سارنگی محض دھاگوں پر مشتمل تھی اور جب آواز میں سرایت کر جائے تو وہ گانا شروع کر دے جبکہ اس سے پہلے اس آواز کی حیثیت محض ہوا کی سی تھی۔

اکسیر : وہ چیز جو چاندی وغیرہ کو سونا بنا دے۔النحاس : تانبا،آگ ،دھواں بغیر شعلہ کے۔الرصاص :[مفرد]رصاصۃ سیسہ، قلعی ۔رصص (تفعیل)ترصیصًا سیسہ کی قلعی کرنا۔الترياق : وہ دوا جو دافع زہر ہو۔تمزج : مزج (ن)مَزْجًا،مِزاجًا ملانا الکھرباء : بجلی ،ایک درخت کا گوند ہے کہ اس کو رگڑ دیا جائے تو تنکے وغیرہ کو کھینچ لیتا ہے، الکہربائیہ بجلی کی قوت ۔کھرب (فعلل)کھربۃً قوت کھربائیہ بھرنا۔الأوتار :[مفرد] وَتَرۃٌ کمان کی تانت [جمع]وَتَرٌ [جج]اُوتار۔وتر (ض) وَتْرًا،وَتِرۃٌ تانت لگانا، گھبرا دینا (اِفعال)اِیتارًا کمان کے لئے تانت بنانا، کمان میں تانت لگانا (تفعُّل)توتُّرًا پٹھے وغیرہ کا تانت کی مانند سخت ہونا۔

اَلدِّيْنُ الْحَقُّ يَحْمِلُ صَاحِبَهُ عَلٰى أَنْ يَّحْيَا لَهُ وَيُحَارِبَ لَهُ ،وَالدِّيْنُ

الصِّنَاعِيُّ يَحْمِلُ صَاحِبَهُ عَلٰى أَنْ يَّحْيَابِهٖ ،وَيُتَاجِرَبِهٖ وَيَحْتَالَ بِهٖ.وَالدِّيْنُ الْحَقُّ صَاحِبُهُ فَوْقَ كُلِّ سُلْطَةٍ وَفَوْقَ كُلِّ سِيَاسَةٍ .وَالدِّيْنُ الصِّنَاعِيُّ يَحْمِلُ صَاحِبَهُ عَلٰى أَنْ يَلْوِىَ الدِّيْنَ لِيَخْدِمَ السُّلْطَاتِ وَيَخْدِمَ السِّيَاسَةَ .اَلدِّيْنُ الْحَقُّ قَلْبٌ وَقُوَّ ةٌ،وَالدِّيْنُ الصِّنَاعِيُّ نَحْوٌ وَصَرْفٌ وَإِعْرَابٌ وَكَلَامٌ وَتَأْوِيْلٌ ،اَلدِّيْنُ الْحَقُّ اِمْتِزَاجٌ بِالرُّوْحِ وَالدَّمِ وَغَضَبٌ لِلْحَقِّ وَنُفُوْرٌ مِّنَ الظُّلْمِ وَمَوْتٌ فِيْ تَحْقِيْقِ الْعَدْلِ ،وَالدِّيْنُ الصِّنَاعِيُّ عِمَامَةٌ كَبِيْرَةٌ وَقُبَاءٌ يَلْمَعُ وَفَرَجِيَّةٌ وَاسِعَةُ الْأَكْمَامِ.

دین حق اپنے صاحب کواس پر برانگیختہ کرتا ہے کہ وہ اس کے لئے زندہ رہے اور اسی کے لئے لڑتا رہے جبکہ مصنوعی دین اپنے صاحب کواس پر آمادہ کرتا ہے کہ وہ اسی کے ساتھ زندہ رہے، اسی کے ذریعہ کماتا اور حیلہ بازی کرتا رہے۔ دین حق والا ہر حکومت وسیاست پر فوقیت رکھتا ہے جبکہ مصنوعی دین اپنے صاحب کواس پر برانگیختہ وآمادہ کرتا ہے کہ وہ حکومت وسیاست کی خدمت کی خاطر دین کوعلم بنائے۔ دین حق قلب اورقوت ہے جبکہ مصنوعی دین محض صرف ونحو، ترکیب، کلام اور تاویل ہے۔ دین حق روح اور خون کے امتزاج، حق کی خاطر غیض وغضب، ظلم سے باہر نکلنے اور عدل ومساوات کی تلاش میں مرمٹنا ہے۔ جبکہ مصنوعی دین بڑے عمامے، چمکدار اور کشادہ آستین والی قبا ہے۔

<u>سلطة</u>: ملکیت، قدرت۔ سلط (س،ک) سَلاطۃً ،سُلوطۃً زبان دراز ہونا (تفعیل) تسلیطاً قدرت دینا (تفعلل) تسلطاً کسی پر غالب ہونا۔<u>یلمع</u>: لمع (ف) لَمْعًا، لَمَعانا چمکنا، پھڑ پھڑانا (إفعال) إلماعًا اچک لینا، لیجانا، اشارہ کرنا (تفعیل) تلمیعًا مختلف رنگوں کا بننا۔<u>فرجیة</u>: یہ قبا کی ایک قسم ہے جسکی آستین لمبی ہوتی ہے۔

(اَلشَّهَادَةُ) فِي الدِّيْنِ الْحَقِّ هِيَ مَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى:(إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ).وَالشَّهَادَةُ فِي الدِّيْنِ الصِّنَاعِيِّ إِعْرَابُ جُمْلَةٍ وَتَخْرِيْجُ مَتْنٍ وَتَفْسِيْرُ شَرْحٍ وَتَوْجِيْهُ حَاشِيَةٍ وَتَصْحِيْحُ قَوْلِ مُؤَلِّفٍ وَالْاِعْتِرَاضُ عَلَيْهِ .

دین حق میں شہادت وہ ہے جس کواللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا کہ: ''إن الله اشترى من المؤمنين أنفسهم وأموالهم بأن لهم الجنة يقاتلون في سبيل الله فيقتلون ويقتلون'' ترجمہ: ''اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور ان کے اموال اس قیمت پر کہ ان کے لئے جنت ہے، لڑتے ہیں اللہ کی راہ میں پھر مارتے ہیں اور

مرتے ہیں'' اور مصنوعی دین میں ''شہادت'' کسی جملہ کی ترکیب، کسی تفسیر کی تشریح، کسی حاشیہ کی توجیہ اور کسی مرتب کے قول کی تصحیح اور اس پر ہونے والے اشکال کا نام ہے۔

اَلدِّيْنُ الْحَقُّ تَحْسِيْنُ عَلاقَةِ الْإِنْسَانِ بِاللهِ ، وَتَحْسِيْنُ عَلاقَةِ الْإِنْسَانِ بِالْإِنْسَانِ لِتَحْسُنَ عَلاقَتُهُمْ جَمِيْعًا بِاللهِ ،وَالدِّيْنُ الصِّنَاعِيُّ تَحْسِيْنُ عَلاقَةِ صَاحِبِهِ بِالْإِنْسَانِ لِاسْتِدْرَارِ رِزْقٍ أَوْكَسْبِ جَاهٍ أَوْ تَحْصِيْلِ مَغْنَمٍ أَوْ دَفْعِ مَغْرَمٍ لَقَدْ صَدَقَ مَنْ قَالَ: (إِنَّ هٰذَا الدِّيْنَ لَايَصْلُحُ آخِرُهُ إِلَّا بِمَا صَلُحَ بِهٖ أَوَّلُهُ ؟) وَهَلْ كَانَ أَوَّلُهُ إِلَّا دِيْنَ رُوْحٍ وَهَلْ كَانَ آخِرُهُ إِلَّا دِيْنَ صِنَاعَةٍ ؟جِنَايَةُ أَهْلِ كُلِّ دِيْنٍ أَنْ يَّبْتَعِدُوْا ، كُلَّمَا تَقَدَّمَ بِهِمُ الزَّمَانُ،عَنْ رُوْحِهٖ وَيَحْتَفِظُوْا بِشَكْلِهٖ، وَأَنْ يَّقْلِبُوْا الْأَوْضَاعَ،وَيَعْكِسُوْا التَّقْدِيْرَ، فَلا يَكُوْنُ لِلرُّوْحِ قِيْمَةٌ ، وَيَكُوْنُ لِلشَّكْلِ كُلُّ الْقِيْمَةِ.

دین حق انسان کے اللہ رب العزت کیساتھ اور دوسرے انسان کے ساتھ بہترین تعلق کا نام ہے تاکہ تمام انسانوں کا اللہ رب العزت کیساتھ بہترین تعلق قائم ہو جبکہ مصنوعی دین ایک انسان کی زیادتیٔ رزق یا جاہ و مرتبہ کمانے یا بہت سامال حاصل کرنے یا ضرر و نقصان کو دور کرنے کی خاطر اپنے صاحب کے ساتھ بہترین تعلق قائم کرنے کا نام ہے۔ جس نے کہا سچ ہی کہا: (''اس دین کا آخر درست نہیں ہوسکتا مگر اس شے کے ساتھ جس کے ساتھ اول حصہ درست ہوا تھا'') اس کا اول حصہ روح کا دین تھا کیا آخری حصہ مصنوعی دین ہوگا؟ ہر دین کے حاملین کا قصور یہ ہے کہ وہ زمانے کے گزرنے کیساتھ ساتھ دین کی روح سے دور ہوتے گئے محض اس کی شکل و صورت کو محفوظ کرلیا، اوضاع کو بدل ڈالا اور تقدیر کو الٹ دیا۔ (تو اس طرح) روح کی کوئی قیمت نہ رہی بلکہ پوری کی پوری قیمت صرف شکل وصورت ہی کی ہوگئی۔

<u>استدرار</u>: درر (استفعال) استدرار ازیادہ ہونا، برسانا (ن،ض) دَرًّا زیادہ ہونا، روشن ہونا (س،ض) دَرًّا رونق آجانا۔<u>مغرم</u>: غرم (س) غُرْمًا،مَغْرَمًا،غَرامۃً نقصان اٹھانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۷ پر ہے۔

شَأْنُ (الْإِيْمَانِ) شَأْنُ الْعِشْقِ،يُحَوِّلُ الْبُرُوْدَةَ حَرَارَةً،وَالْخُمُوْلَ نَبَاهَةً، وَالرَّذِيْلَةَ فَضِيْلَةً،وَالْأَثَرَةَ إِيْثَارًا .وَالْإِيْمَانُ الْحَقُّ كَالْعَصَا السِّحْرِيَّةِ ،لَا تَمَسُّ شَيْئًا إِلَّا أَلْهَبَتْهُ،وَلَا جَامِدًا إِلَّا أَذَابَتْهُ،وَلَا مَوَاتًا إِلَّا أَحْيَتْهُ.مَنْ لِيْ بِمَنْ يَأْخُذُ

الدِّيْنَ الصِّنَاعِيَّ بِكُلِّ مَافِيْهِ ، وَيَبِيْعُنِيْ ذَرَّةً مِّنَ الدِّيْنِ الْحَقِّ فِيْ أَسْمٰى مَعَانِيْهِ ؟

وَلِـيَ كَبِدٌ مَقْرُوْحَةٌ مَنْ يَّبِيْعُنِيْ بِهَـا كَبِـدًا لَيْسَـتْ بِذَاتِ قُـرُوْحٍ

ایمان کی شان تو عشق کی شان کا نام ہے جو برودت کو حرارت میں، گمنامی کو شہرت میں، رزائل کو فضیلت میں اور خودغرضی کو ایثار میں بدل دیتی ہے۔ ایمانِ حق جادو کی چھڑی کی مانند ہے، کسی چیز کو چھوتے ہی اسکو جلا ڈالتا ہے کسی ٹھوس چیز کو چھوتے ہی اس کو پگھلا دیتا ہے اور کسی مردہ کو چھوتے ہی اس کو زندہ کر دیتا ہے۔ کون ہے جو مصنوعی دین مکمل طور پر مجھ سے لے لے اور اس کے بدلہ دینِ حق کا صرف ایک ذرہ صحیح معنوں میں مجھے بیچ دے؟

میرے پاس زخمی جگر ہے کون ہے جو مجھے اسکے بدلے ایسا جگر فروخت کرے جو زخموں والا نہ ہو۔

<u>الخمول</u>: خمل (ن) خُمولاً پوشیدہ و کمزور ہونا (إفعال) إخمالاً گمنام و بے قدر کرنا (افتعال) اختمالاً [الماشية] جانوروں کا اچھی گھاس والی زمین میں چرنا۔ <u>نبـــاهة</u>: شہرت، شرافت۔ نبہ (س) نَباهَةً مشہور ہونا، شریف ہونا (س) نَبِهًا سمجھ جانا، نُبهًا بیدار کرنا (تفعیل) تنبیهًا بیدار کرنا، مشہور کرنا (إفعال) إنباهًا بھولنا۔ <u>الأثرة</u>: خودغرضی، پسندیدگی، ترجیح، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۴۳ پر ہے۔ <u>ألهبـه</u>: لهب (إفعال) إلهابًا (تفعیل) تلهيبًا آگ بھڑکانا، دوڑنے میں غبار اڑانا، غضبناک ہونا، پے در پے کوندنا (س) لَهَبًا شعلہ بھڑکنا (س) لَهبًا، لَهَبَانًا پیاسا ہونا (تفعیل) تلهيبًا آگ بھڑکانا، غصہ سے جلنا۔ <u>مقروحة</u>: قرح (س) قَرَحًا پھوڑوں والا ہونا (ف) قَرْحًا (تفعیل) تقریحًا زخمی کرنا (ف) قُرُوحًا، قِراحًا حمل ظاہر ہونا (إفعال) إقراحًا آبلے ڈالنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

سَالِمُ مَوْلٰی أَبِیْ حُذَیْفَةَ رضی اللہ عنہ (للدکتور طٰہٰ حسین(۱)

أَقْبَلَ سَلَّامُ بْنُ جُبَيْرٍ الْقُرَظِيُّ مِنَ الشَّامِ ، كَعَهْدِهِ فِيْ كُلِّ عَامٍ ، بِتِجَارَةٍ عَظِيْمَةٍ فِيْهَا فُنُوْنٌ مِنَ الْعُرُوْضِ وَضُرُوْبٌ مِّنَ الْمَتَاعِ ،بَعْضُهُ مِمَّا تَخْرُجُ الشَّامُ، وَبَعْضُهُ مِمَّا يَصْنَعُ أَهْلُ الْجَزِيْرَةِ ،وَبَعْضُهُ مِمَّا تَحْمِلُهُ الرُّوْمُ إِلٰى دِمَشْقَ وَبَصْرٰى وَتَبِيْعُهُ مِنْ قَوَافِلِ الْعَرَبِ وَالْيَهُوْدِ لِيَحْمِلُوْهُ إِلَى الْأَرْضِ الْبَعِيْدَةِ الَّتِيْ لَا تَصِلُ إِلَيْهَا يَدُ قَيْصَرَ وَلَا يَبْلُغُهَا سُلْطَانُهُ فِيْ نَجْدٍ وَالْحِجَازِ وَفِيْ تِهَامَةَ وَالْيَمَنِ، وَلَمْ يَكَدْ سَلَّامُ بْنُ جُبَيْرٍ يَسْتَقِرُّ فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَيُرِيْحُ نَفْسَهُ مِنْ سَفَرٍ شَاقٍّ طَوِيْلٍ، حَتّٰى عَرَضَ مَتَاعَهُ ذَاكَ الْمُخْتَلِفَ لِلنَّاسِ ،فَأَقْبَلَ عَلَيْهِ أَهْلُ يَثْرِبَ مِنَ الْأَوْسِ وَ الْخَزْرَجِ ،وَأَقْبَلَ عَلَيْهِ مَنْ حَوْلَ يَثْرِبَ مِنْ يَهُوْدٍ يَنْظُرُوْنَ وَيَشْتَرُوْنَ ،وَلَمْ تَمْضِ أَيَّامٌ حَتّٰى كَانَ سَلَّامُ بْنُ جُبَيْرٍ قَدْ بَاعَ تِجَارَتَهُ وَأَفَادَ مِنْهَا مَالًا كَثِيْرًا،

سالم ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام

سلّام بن جبیر قرظی شام سے اپنے ہر سال کے معمول کے مطابق ایک بڑی تجارت کر کے واپس آیا جس میں مختلف قسم کا سازوسامان اور اسباب موجود تھے، ان میں سے کچھ چیزیں ملک شام میں تیار کی جاتیں، کچھ جزیرہ کے لوگ تیار کرتے۔ کچھ چیزوں کو روم والے دمشق اور بصری لے جاتے پھر عرب اور یہود کے قافلوں کو بیچ دیتے تاکہ وہ ان چیزوں کو ان دور دراز جگہوں تک لے جائیں جہاں قیصر کی حکومت نہیں اس کی حکومت نجد، حجاز، تہامہ اور یمن تک نہیں پہنچتی تھی۔ سلّام بن جبیر ابھی تک بنوقریظہ میں آکر ٹھہرا بھی نہیں تھا اور نہ ہی اپنے آپ کو مشقت آمیز لمبے سفر سے راحت پہنچائی تھی کہ اس نے اپنے مختلف

(۱) مصر میں ۱۸۸۹ء میں پیدا ہوئے اور صغرسنی میں ہی بصارت کھو بیٹھے۔ قرآن حفظ کرنے کے بعد جامعۃ الازہر میں داخلہ لیا لیکن تعلیم مکمل نہیں کی، ادباء کی مجالس میں بیٹھے اور ادب عربی کی تعلیم پر خوب ہمت صرف کی "پاریس" کی طرف سفر کیا اور وہاں کی یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی اور جامعہ مصریہ کے کلیۃ الآداب میں استاد متعین ہوئے اور پھر اسی کالج کے نگران منتخب ہوئے اسکے بعد اپنے آپکو انشاءنگاری اور تالیف وتصنیف کیلئے مختص کردیا، بعض مسائل میں جمہور کے مشہور مسلک سے اختلاف کیا اور اعتدال سے ہٹ گئے ان کی کتاب "الشعر الجاہلی" نے مصر میں شور برپا کردیا جسکی وجہ سے اکثر دیندار اور اہل علم طبقہ ان سے ناراض ہوگیا۔ ۱۹۴۹ء میں وزیر تعلیم منتخب ہوئے۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے عربی زبان میں رسوخ پیدا کیا اور قدیم ادبی ماخذ پر دسترس حاصل کی اور سیرۃ اور تاریخ کی کتابوں کے اسلوب کو بھی چکھا اور انکی تقلید کا اپنا ایک خاص اسلوب ہے جس سے وہ پہچانے جاتے ہیں وہ کلمات کی خوبصورتی، وسعت موضوع اور تکرار مادہ کی بناپر ایک امتیازی صلاحیت رکھتے ہیں، کسی بھی ایسی چیز پر جسکو لوگ اچھا نہ سمجھتے ہوں اور اس کیلئے جوش نہ دکھاتے ہوں ڈاکٹر طٰہٰ بہت خوب لکھتے ہیں اور یہ ایک ایسا فن ہے جس پر ہر ایک عبور نہیں رکھتا۔ بہت سی تاریخی اور ادبی کتابوں کے علاوہ "علی ہامش السیرۃ" اور "الوعد الحق" مشہور ہیں۔

قسم کے سامان کو لوگوں کے سامنے بیع کیلئے پیش کیا۔ چنانچہ اس کے پاس مدینہ والوں میں سے قبیلہ اوس وخزرج اور اسی طرح مدینہ کے اردگرد کے یہود بھی آ کر سامان کو دیکھنے اور خریدنے لگے، چند دن بھی نہ گزرے تھے کہ سلّام بن جبیر نے اپنا سارا مال تجارت بیچ دیا اور اس سے اس کو بہت زیادہ فائدہ ہوا۔

فنون: [مفرد] الفنّ قسم، حال، دیگر جمع أفنان بھی آتی ہے [جج] أفانین مختلف اسلوب۔ فنّ (ن) فنًّا مزین کرنا، مشقت میں ڈالنا (تفعیل) تفنینًا ملانا (تفعّل) تفنّنًا قسم بہ قسم ہونا (افتعال) افتنانًا اچھے اسلوب سے بیان کرنا۔ العروض: [مفرد] العَرْض سامان، اسباب، چوڑائی، وسعت، بڑا لشکر۔ المتاع: سونے چاندی کے علاوہ سامان زندگی، ہر وہ شی جس کو انسان پہنے یا بچھائے، ہر وہ چیز جس سے تھوڑا سا نفع اٹھایا جائے پھر فنا ہو جائے، [جمع] أمتعة [جج] أمَاتِع، أمَاتِيع۔

وَلَوْلَا هٰذَا الصَّبِيُّ الَّذِيْ عَرَضَهُ سَلَّامٌ عَلَى الْعَرَبِ فَرَغِبُوْا عَنْهُ، وَعَلَى الْيَهُوْدِ فَزَهِدُوْا فِيْهِ، لَرَضِيَتْ نَفْسُ سَلَّامٍ كُلَّ الرِّضَا، وَلَأَنْفَقَ الْأَشْهُرَ الْمُقْبِلَةَ مُطْمَئِنًّا مُغْتَبِطًا مُجَوِّلًا فِيْ أَحْيَاءِ يَثْرِبَ مُرْسِلًا رَقِيْقَهُ وَأَحْلَافَهُ فِيْمَا حَوْلَ يَثْرِبَ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ وَالْيَهُوْدِ وَفِيْ أَعْمَاقِ الْبَادِيَةِ، يَجْلِبُوْنَ لَهُ مِنَ الْمَتَاعِ الَّذِيْ يَحْمِلُهُ إِلَى الشَّامِ مَتٰى أَقْبَلَ فَصْلُ الرِّحْلَةِ إِلَى الشَّامِ، وَلٰكِنْ هٰذَا الصَّبِيُّ كَانَ غُصَّةً فِيْ حَلْقِهِ وَحَسْرَةً فِيْ قَلْبِهِ، قَدِ اشْتَرَاهُ فِيْ بُصْرٰى مِنْ بَعْضِ الْكَلْبِيِّيْنَ بِثَمَنٍ بَخْسٍ زَهِيْدٍ، وَقَدَّرَ فِيْ نَفْسِهِ أَنَّهُ سَيَبِيْعُهُ مِنْ بَعْضِ أَهْلِ يَثْرِبَ فَيَرْبَحُ فِيْ ثَمَنِهِ ذَاكَ الَّذِيْ أَدَّاهُ مِثْلَيْهِ أَوْ أَمْثَالَهُ، وَلٰكِنَّ أَهْلَ يَثْرِبَ مِنَ الْعَرَبِ وَالْيَهُوْدِ لَمْ يَعْهَدُوْا سَلَّامًا جَالِبًا لِلرَّقِيْقِ أَوْ مُتَّجِرًا فِيْهِ، فَلَمَّا رَأَوْهُ يَعْرِضُ عَلَيْهِمْ هٰذَا الصَّبِيَّ وَيُلِحُّ فِيْ عَرْضِهِ وَيُرَغِّبُ فِيْ شِرَائِهِ، أَنْكَرُوْا مِنْهُ ذٰلِكَ وَظَنُّوْا بِهِ الظُّنُوْنَ، وَقَالَ قَائِلُهُمْ: إِنَّمَا اشْتَرٰى سَلَّامٌ هٰذَا الْغُلَامَ لِنَفْسِهِ، فَلَا نَأْمَنُ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ رَأٰى فِيْهِ مِنَ الْعَيْبِ أَوِ الْآفَةِ مَا زَهَّدَهُ فِيْهِ، فَهُوَ يَبِيْعُنَا مَا لَيْسَ لَهُ فِيْهِ أَرَبٌ.

اگر یہ بچہ نہ ہوتا جسکو سلّام نے عرب پر تجارت کیلئے پیش کیا مگر انہوں نے اعراض کیا اور یہود پر تجارت کیلئے پیش کیا تو انہوں نے بے رغبتی برتی، تو سلّام کا نفس بہت زیادہ خوش رہتا اور وہ آنے والے مہینوں میں اطمینان اور خوشی کی حالت میں مدینہ کے محلوں میں گھوم پھر کر خرچ کرتا، اپنے غلاموں اور دوستوں کو مدینہ کے اردگرد عرب اور یہود کے محلوں اور

دور دراز کے دیہاتوں میں بھیجتا وہ اس کیلئے وہ سامان لاتے جس کو موسم سفر میں شام کی طرف جاتے ہوئے شام لے جاتا۔ لیکن یہ بچہ اس کے حلق کا پھندا اور دل کی حسرت بنا ہوا تھا اس نے اس بچہ کو بُصریٰ میں کسی کلبی (یعنی بنو کلب کے کسی فرد سے) سے بہت تھوڑی اور کم قیمت میں خریدا تھا اور اپنے دل میں یہ سوچا تھا کہ وہ عنقریب اسے مدینہ والوں میں سے کسی کو بیچ کر اس کی قیمت خرید سے دوگنا یا کئی گنا نفع کمائے گا لیکن عرب کے اہل مدینہ اور یہود کو یہ علم نہ ہوسکا کہ سلاّم غلام سے جان چھڑانا چاہتا ہے یا اس کی تجارت کرنا چاہتا ہے؟ جب انہوں نے دیکھا کہ وہ ان پر بچے کو تجارت کیلئے پیش کرتا ہے، اس کی تجارت میں اصرار اور بیچنے میں رغبت کرتا ہے تو ان کو اس سے اچھنبا لگا (اس کو اوپرا سمجھا) اور اس (سلاّم) کے بارے میں مختلف گمان قائم کرنے لگے۔ ان میں سے کسی نے کہا ''سلاّم نے اس غلام کو اپنے لئے خریدا تھا ہمیں اس سے امن نہیں ہے (ہمیں خوف ہے) کہ اس نے اس میں کوئی عیب یا آفت دیکھ لی ہے جس بناء پر اس نے اس سے بے رغبتی کی چنانچہ اب وہ ہمیں ایسا غلام بیچتا ہے جس میں اسے خود حاجت نہیں''۔

فزھدوا: زھد (س، ف، ک) زُھْدًا، زَھادۃً بے رغبتی کر کے چھوڑ دینا، منہ موڑ لینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۵۸ پر ہے۔ مغتبطا: غبط (افتعال) اغتباطًا خوشی اور اچھی حالت میں رہنا (ض) غَبْطًا کسی شے کو معلوم کرنے کے لئے ہاتھ سے ٹٹولنا (ض، ف) غبطًا، غِبطۃً کسی کی نعمت کو دیکھ کر ویسی کی اپنے لئے بھی تمنا کرنا (تفعیل) تغبیطًا رشک دلانا (إفعال) إغباطًا ڈھانپ لینا [السحاب] لگاتار بارش ہونا۔ رقیق: غلام، پتلا، خوش حالی اور آسودگی، آسان وخوشگوار [جمع] أرِقاء۔ أحلافہ: [مفرد] الحِلف دوستی، عہد و پیمان، وہ دوست جو بیوفائی نہ کرنے کی قسم کھائے۔ حلف (ض) حَلْفًا قسم کھانا (إفعال) إحلافًا (تفعیل) تحلیفًا قسم کھلانا (مفاعلہ) محالفۃً معاہدہ کرنا۔ یجلبون: جلب (ن، ض) جَلْبًا ہانک کر لانا (إفعال) إجلابًا جمع کرنا، دھمکانا، آگے بڑھنے پر اکسانا، شوروغوغا کرنا (س) جَلَبًا اکٹھا ہونا (ن) جَلْبًا گناہ کرنا (تفعیل) تجلیبًا چیخنا، ڈانٹنا۔ زھید: کم، حقیر [مونث] زھیدۃٌ [جمع] زُھدان۔ یلح: لَحّ (إفعال) إلحاحًا اصرار کرنا، تھک کر دیر کرنا (س) لَحًّا، لَحًا کیچڑ سے چپکنا۔ أرب: حاجت، ضرورت، انتہا [جمع] آراب۔

وَكَانَ الصَّبِيُّ بَادِيَ السُّقْمِ ظَاهِرَ الضَّرِّ، كَأَنَّهُ قَدْ لَقِيَ مِنَ الَّذِيْنَ اتَّجَرُوْا فِيْهِ شَرًّا وَنُكْرًا، وَلَمْ يَكُنْ يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ، بَلْ لَمْ يَكُنْ يَسْتَطِيْعُ أَنْ يُفْصِحَ

عَنْ ذَاتِ نَفْسِهِ،وَلَمْ يَكُنْ يُحْسِنُ الرُّوْمِيَّةَ بَلْ لَمْ يَكُنْ يَنْطِقُ مِنْهَاحَرْفًا،وَإِنَّمَا كَانَ إِذَا كَلَّمَهُ سَيِّدُهُ أَوْغَيْرُسَيِّدِهِ مِنَ النَّاسِ الْتَوٰى لِسَانُهُ بِأَلْفَاظٍ فَارِسِيَّةٍ لَا يَفْهَمُهَاعَنْهُ أَحَدٌ،وَكَانَ سَلَّامٌ يَزْعَمُ لِلنَّاسِ أَنَّ هٰذَا الصَّبِيَّ ذَكِيُّ الْفُؤَادِ صَنَاعُ الْيَدِ مَوْفُوْرُالنَّشَاطِ إِذَا صَلُحَتْ حَالُهُ وَوَجَدَ مِنَ الطَّعَامِ مَايُقِيْمُ أَوْدَهُ.وَكَانَ يَزْعَمُ لَهُمْ أَنَّهُ سَلِيْلُ أُسْرَةٍفَارِسِيَّةٍ شَرِيْفَةٍ أَقْبَلَتْ مِنْ أَصْطَخْرَ حَتّٰى اسْتَقَرَّتْ فِي الْأُبُلَّةِ،فَمَلَكَتْ أَرْضَاوَاسِعَةً وَزَارَعَتْ فِيْهَا النَّبْطَ،وَمَلَكَتْ تِجَارَةً عَرِيْضَةً كَانَتْ تُصَرِّفُهَا فِيْ أَطْرَافِ الْعِرَاقِ،فَاذَا سُئِلَ مِنْ أَنْبَاءِ هٰذِهِ الْأُسْرَةِ عَنْ أَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ لَمْ يُحْرِجَوَابًا،وَإِنَّمَا يَقُوْلُ:زَعَمَ لِيْ مَنْ بَاعَنِيْ هٰذَا الصَّبِيَّ أَنَّ الْعَرَبَ اخْتَطَفُوْهُ حِيْنَ أَغَارُوْا مَعَ الرُّوْمِ عَلَى الْأُبُلَّةِ، فَبَاعُوْهُ مِنْ بَنِيْ كَلْبٍ ، وَتَعَرَّضَ بِهٖ بَنُوْ كَلْبٍ فِيْ بَصْرٰى يُرِيْدُوْنَ أَنْ يَّبِيْعُوْهُ لِبَعْضِ تُجَّارِ الْعَرَبِ أَوِالْيَهُوْدِ، وَقَدْ رَأَيْتُهُ فَرَقَّ لَهُ قَلْبِيْ وَمَالَتْ إِلَيْهِ نَفْسِيْ،وَقَدَّرْتُ أَنْ سَيَكُوْنَ لَهُ شَأْنٌ أَيُّ شَأْنٍ، فَاشْتَرَيْتُهُ فِيْمَا اشْتَرَيْتُ مِنَ الْمَتَاعِ وَالْعُرُوْضِ .

بچہ بہت زیادہ بیمار اور تکلیف میں تھا ایسا معلوم ہوتا تھا گویا کہ اس نے ان لوگوں سے جنہوں نے اسمیں تجارت کی تھی ، برائی اور سختی سے ملاقات کی تھی (جن لوگوں نے اسکی تجارت کی تھی اسکوان سے سختی اور برائی پہنچی تھی) عربی اچھی طرح نہیں جانتا تھا بلکہ وہ اپنے بارے میں بھی کچھ بیان کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔اسی طرح رومی زبان بھی اچھی طرح نہیں جانتا تھابلکہ اسکا ایک حرف بھی نہیں بول سکتا تھا۔ جب اس سے اسکا آقا یا اسکے علاوہ کوئی دوسرا شخص بات کرتا تو اسکی زبان فارسی الفاظ کی طرف مڑ جاتی جس کو کوئی بھی نہ سمجھ سکتا، سلام لوگوں کو یہ باور کراتا کہ یہ بچہ تیز خاطر ، کاریگری میں ماہر اور بہت پھرتیلا ہے بشرطیکہ اس کی حالت ٹھیک ہوجائے اور اس کو اتنا کھانا ملے جو اس کے ٹیڑھے پن کو درست کردے،وہ یہ بھی باور کراتا کہ یہ معزز فارسی خاندان کی اولاد ہے جو اصطخر سے آکر مقام ابلہ میں (جو کہ بصرہ کے قریب ہے) آباد ہوگیا تھا،وہ وسیع زمین کا مالک ہوا اور اس میں قوم نبط سے مزارعت کی اس طرح وہ بہت لمبی چوڑی تجارت کا مالک ہوگیا جس کو وہ عراق کے اردگرد بیچا کرتا تھا جب اس سے اس خاندان کے متعلق اس سے زیادہ پوچھا جاتا تو اس سے جواب نہ بنتا،وہ کہا کرتا "اس شخص نے مجھے باور کرایا جس نے یہ بچہ بیچا کہ عرب نے اسکو اس وقت اغوا کیا تھا جبکہ انہوں نے رومیوں کے ساتھ مل کر ابلہ پر غارت گری کی (اغوا کرنے کے بعد) پھر انہوں

نے اسے بنوکلب کے ہاتھوں بیچ ڈالا اور بنوکلب اسے بُصریٰ میں لے آئے، انکی خواہش تھی کہ اسے عرب یا یہود کے کسی تاجر کو بیچ دیں جب میں نے اسے دیکھا تو میرا دل اس کیلئے نرم اور نفس اس کی طرف مائل ہوگیا میں نے یہ اندازہ لگایا کہ عنقریب اسکی کوئی نہ کوئی شان ضرور ہوگی چنانچہ میں نے دیگر سامان اور اسباب خریدنے کے ساتھ ساتھ اسے بھی خرید لیا"۔

الضر: تنگی، بدحالی، نقصان، سختی [جمع] اُضرار۔ نکرا: بہت برا کام، چالاکی، تیز فہمی۔ نکر (س) نکرًا ناواقف ہونا (ک) نکارۃً دشوار ہونا (تفعیل) تنکیرًا (مفاعلہ) مناکرۃً دھوکہ دینا لڑائی کرنا (إفعال) إنکارًا جاہل ہونا (تفعّل) تنکرًا اچھی حالت سے بدحال ہونا، اجنبی ہونا، بدخلق ہونا (تفاعل) تناکرًا دانستہ ناواقف بننا، آپس میں دشمنی کرنا۔ التوی: لوی (افتعال) التواءً امڑنا، دشوار ہونا (س) لویً ٹیڑھا ہونا، خشک ہونا (مفاعلہ) ملاواۃً لپٹنا (إفعال) إلواءً امیر کے جھنڈے کو سینا، اشارہ کرنا (تفعّل) تلوّیًا مڑنا (تفاعل) تلاویًا جمع ہونا، ایک دوسرے پر لپٹنا (استفعال) استلواءً ہلاک ہونا۔ ذکی: [صفت] ذکی [جمع] أذکیاء۔ ذکی (ف، س، ک) ذکاءً تیز خاطر ہونا (تفعیل) تذکیۃً بھڑکانا، ذبح کرنا (ن) ذکًا، ذکاۃً ذبح کرنا (إفعال) إذکاءً بھڑکانا، روشن کرنا۔ صناع الید: کاریگری میں ماہر۔ صنع (ف) صُنعًا بنانا۔ صَنعۃً اچھی تربیت کرنا (تفعیل) تصنیعًا مزین کرنا (إفعال) إصناعًا سیکھنا، دوسرے کو مدد دینا (مفاعلہ) مصانعۃً نرمی کرنا، رشوت دینا (افتعال) اصطناعًا تیار کرنے کا حکم دینا، پیش کرنا۔ موفور: مکمل چیز۔ وفر (ض) وَفرًا پورا کرنا، حفاظت کرنا۔ النشاط: [مفرد] النّشیط چست و پھرتیلا، چست اہل عیال والا۔ نشط (س) نشاطًا ہشاش بشاش ہونا، پھرتیلا و چست ہونا (تفعیل) تنشیطًا گرہ دینا، چست بنانا۔ اود: ٹیڑھاپن، مشقت۔ أود (س) أوَدًا ٹیڑھا ہونا (ن) أوْدًا گرانبار کرنا، تھکا دینا (تفعّل) تأوّدًا شاق گزرنا۔ النبط: ایک عجمی قوم جو عراقین کے درمیان آباد رہتی تھی پھر اس لفظ کا استعمال عوام الناس کیلئے ہونے لگا [واحد] نبطی، نباطی [جمع] أنباط، نبیط۔ لم یحر: حری (إفعال) إحراءً گھٹانا، کم کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۵۷ پر ہے۔ اختطفوہ: خطف (افتعال) اختطافًا اچک لینا، کھینچنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۳ پر ہے۔

هُنَالِکَ کَانَ النَّاسُ یَقُولُونَ لَهُ: فَلِمَ لَا تُمْسِکُهُ عَلَیْکَ إِذَنْ؟ فَیَقُولُ: إِنَّ مَا أَنْفَقْتُ مِنَ الْمَالِ فِیهِ أَحَبُّ إِلَیَّ وَ آثَرُ عِنْدِیْ مِنْهُ، وَمَاذَا أَصْنَعُ بِصَبِیٍّ لَا أُحْسِنُ الْقِیَامَ عَلَیْهِ وَلَا یُحْسِنُ هُوَ أَنْ یَقُومَ عَلٰی نَفْسِهِ، وَلَیْسَ لِیْ أَهْلٌ أَکِلُهُ إِلَیْهِمْ؟ وَالصَّبِیُّ مَعَ ذٰلِکَ ذَکِیُّ الْقَلْبِ صَنَّاعُ الْیَدِ مَوْفُورُ النَّشَاطِ إِنْ صَلُحَتْ

حَالُهُ وَأَصَابَ مِنَ الطَّعَامِ مَايُقِيمُ أَوَدَهُ ، أُنْظُرُوْا إِلٰى عَيْنَيْهِ كَيْفَ تَدُوْرَانِ وَلَا تَكَادَانِ تَسْتَقِرَّانِ عَلٰى شَيْئٍ،إِنَّهُ سَرِيْعُ الْحِسِّ يَخْطَفُ مَايَرٰى دُوْنَ أَنْ يُّثْبِتَهُ ، وَانْظُرُوْا إِلَيْهِمَا كَيْفَ تَتَوَقَّدَانِ كَأَنَّهُمَا جَذْوَتَانِ،وَلٰكِنَّ النَّاسَ كَانُوْا يَسْمَعُوْنَ وَيَضْحَكُوْنَ وَيَنْصَرِفُوْنَ وَيَتْرُكُوْنَ سَلَّامًا وَفِيْ قَلْبِهٖ حَسْرَةٌ عَلٰى مَا أَنْفَقَ مِنْ مَّالٍ وَعَلٰى مَاكَانَ يَرْجُوْ مِنْ رِبْحٍ ،

وہاں لوگ اسے کہتے اب تو اسے اپنے پاس کیوں نہیں رکھتا ؟ وہ جواب دیتا جو مال میں نے اس کے خریدنے میں خرچ کیا وہ مجھے زیادہ محبوب اور اس سے زیادہ پسند ہے۔ میں ایسے بچے کا کیا کروں گا جس کی میں اچھی طرح نگہبانی کرسکتا ہوں اور نہ ہی وہ خود اپنی حفاظت کرسکتا ہے اور نہ ہی میرا خاندان ہے جو اس کے کھانے کی ذمہ داری لے؟ اس کے باوجود بچہ تیز خاطر، کاریگری میں ماہر اور انتہائی پھرتیلا ہے بشرطیکہ اس کی حالت درست ہو جائے اور اسکو اتنا کھانا ملے جو اس کے ٹیڑھے پن کو درست کردے۔ اس کی آنکھوں کو دیکھو کیسے گھومتی ہیں؟ اور کسی ایک چیز پر جمتی نہیں، اس کی حس بہت تیز ہے جس چیز کو دیکھتا ہے اس پر نگاہیں ٹکائے بغیر (دیکھتے ہی) اچک لیتا ہے اور ذرا آنکھوں کو تو دیکھو کیسے انگارے کی طرح چمک رہی ہیں؟ لیکن لوگ (یہ سب کچھ) سن کر ہنس دیتے اور چلے جاتے۔ وہ سلّام کو ایسی حالت میں چھوڑتے کہ خرچ کئے ہوئے مال اور اس منافع پر جس کی اس نے امید لگائی تھی اس کے دل میں حسرت باقی رہ جاتی۔

<u>یثبتہ</u>: ثبت (إفعال) إثباتًا پوری طرح سے پہچاننا (ن) ثَبَاتًا ثبوتًا ثابت ہونا، مؤکد ہونا (ک) ثَبَاتۃً بہادر ہونا، صاحب عزم ہونا (تفعیل) تثبیتًا ثابت کرنا (تفعّل) تثبّتًا جلدی نہ کرنا، مشورہ کرنا اور حقیقت کی جستجو کرنا۔ <u>تتوقدان</u>: وقد (تفعّل) توقدًا (تفعیل) توقیدًا چمکنا، بھڑکانا (ض) وقدًا بھڑکنا، روشن ہونا۔ <u>جذوتان</u>: [مفرد] الجَذْوۃ، بھڑکتا ہوا انگارہ [جمع] جِذٰی، جُذٰی، جِذَآء۔

وَتَمُرُّ ثُبَيْتَةُ بِنْتُ يَعَارِ الْأَوْسِيَّةُ بِسَلَّامٍ ذَاتَ ضُحًى وَهُوَ يَعْرِضُ صَبِيَّهُ هٰذَا فِيْ أَسْوَاقِ يَثْرِبَ،فَلَا تَكَادُ تَنْظُرُ إِلَى الصَّبِيِّ حَتّٰى تَرْحَمَهُ،ثُمَّ لَا تَكَادُ تُطِيْلُ النَّظَرَ إِلَيْهِ حَتّٰى تَقَعَ فِيْ قَلْبِهَا الرَّغْبَةُ فِيْ شِرَائِهٖ.قَالَتْ ثُبَيْتَةُ:مَا اسْمُ صَبِيِّكَ هٰذَا يَا ابْنَ جُبَيْرٍ؟ قَالَ سَلَّامٌ:زَعَمَ مَنْ بَاعَهُ لِيْ مِنْ بَنِيْ كَلْبٍ أَنَّ اسْمَهُ سَالِمٌ، قَالَتْ: سَالِمٌ ابْنُ مَنْ؟ قَالَ سَلَّامٌ :لَاأَدْرِيْ ! وَلٰكِنِّيْ اشْتَرَيْتُهُ مِنْ كَلْبِيٍّ يُسَمّٰى

مَعْقِلًا ،وَزَعَمَ لِیُ أَنَّ أُسْرَتَهُ أُسْرَةٌ شَرِيْفَةٌ أَقْبَلَتْ ...

ایک صبح ثبیتہ بنت یعار اوسیہ کا سلّام کے پاس سے گزر ہوا تو وہ اس بچے کو مدینہ کے بازاروں میں بیع کے لئے پیش کر رہا تھا جونہی ثبیتہ کی نظر بچے پر پڑی اس کو بچے پر رحم آ گیا پھر تھوڑی دیر اس کو دیکھ لینے پر اس کے دل میں بچے کے خریدنے کی رغبت پیدا ہوئی، ثبیتہ کہنے لگی ''ابن حبیر! آپ کے اس بچے کا نام کیا ہے؟ سلّام نے کہا بنی کلب کے جس شخص نے مجھے یہ بچہ بیچا تھا اس نے اس بچے کا نام سالم باور کرایا تھا'' ثبیتہ نے پوچھا ''سالم بن'' کون؟ سلّام نے کہا میں نہیں جانتا، لیکن میں نے اسے ایک کلبی جس کا نام معقل ہے سے خریدا تھا اور اس نے مجھے بتلایا کہ اسکا خاندان ایک شریف خاندان ہے جو آیا.........

قَالَتْ ثُبَيْتَةُ: أَقْبَلَتْ مِنْ أَصْطَخْرَ فَنَزَلَتِ الْأُبُلَّةَ وَزَارَعَتِ النَّبطَ وَصَرَّفَتْ تِجَارَتَهَا فِيْ أَطْرَافِ الْعِرَاقِ،قَدْ حَفِظْنَاذٰلِکَ عَنْ ظَهْرِ قَلْبٍ ،فَإِنِّی لَهُ مُشْتَرِيَةٌ، فَبِكَمْ تَبِيْعُهُ مِنِّيْ؟قَالَ سَلَّامٌ وَقَدِ ابْتَسَمَ قَلْبُهُ وَرَضِيَتْ نَفْسُهُ ،وَلٰكِنَّهُ اسْتَبْقٰى فِيْ وَجْهِهِ الْجِدَّ وَالْحَزْمَ:فَإِنِّی لَاأُرِيْدُ إِلَّا مَاأَدَّيْتُ مِنْ ثَمَنٍ وَمَا أَنْفَقْتُ عَلَيْهِ مُنْذُ اشْتَرَيْتُهُ،وَتَتَّصِلُ الْمُسَاوَمَةُ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ،وَتَعُوْدُ إِلٰى دَارِهَا بِالصَّبِيِّ وَقَدْ رَبِحَ الْيَهُوْدِيُّ فَأَحْسَنَ الرِّبْحَ ، وَرَبِحَتْ هِيَ بِشِرَاءِ هٰذَا الصَّبِيِّ رِبْحًا لَايَقُوَّمُ بِالدَّرَاهِمِ وَلَا بِالدَّنَانِيْرِ.

ثبیتہ کہنے لگی (گویا کہ اس نے سلام کی بات درمیان سے اچک لی) ہاں! ہاں! جو اصطخر سے آ کر ابلہ میں آباد ہو گیا تھا پھر انہوں نے نبطیوں سے مزارعت کی اور اپنی تجارت کو عراق کے ارگرد پھیر دیا (پھیلا دیا) ہمیں یہ باتیں دل سے یاد ہو گئی ہیں، اب میں اسے خریدنا چاہتی ہوں، تم مجھے کتنے میں فروخت کرو گے؟ تو سلّام نے ایسی حالت میں کہ اس کا دل خوش اور جی راضی تھا لیکن اس نے چہرے پر سنجیدگی اور پختگی کو برقرار رکھا، کہا میں اتنی ہی قیمت چاہتا ہوں جتنی میں نے ادا کی تھی اور خریدنے کے بعد جتنی اس پر خرچ کی، چنانچہ ثبیتہ اس سے بھاؤ تاؤ کرنے کے بعد بچے کو لیکر اپنے گھر واپس آئی، یقیناً یہودی نے بڑا اچھا نفع اٹھایا لیکن ثبیتہ نے اس بچے کو خرید کر ایسا نفع اٹھایا کہ دراہم اور دنانیر اس کی برابری نہیں کر سکتے۔

<u>المساومة</u>: بیع کی ایک قسم کا نام ہے یعنی کسی سامان وغیرہ کو بیچنا بغیر اس کے سابقہ ثمن کو بیان کئے، یعنی ثمن خرید کی طرف بالکل توجہ نہ ہو۔ بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۸ پر ہے۔

ذٰلِکَ أَنَّهَا لَمْ تَشْتَرِهُ مُتَجِرَةً وَلَا مُبْتَغِيَةً كَسْبًا ، وَإِنَّمَا آثَرَتْ بِشِرَاءِ هٖ

الْخَيْرَ وَالْبِرَّ وَالْمَعْرُوْفَ،لَمْ تُرِدْ إِلٰى شَيْئٍ آخَرَ،وَكَانَتْ تَقُوْلُ لِنَفْسِهَا فِيْ نَفْسِهَا وَهِيَ عَائِدَةٌ بِالصَّبِيِّ إِلٰى دَارِهَا:بُعْدًا لِهٰذِهِ الْحَيَاةِ الَّتِيْ لَايَرْحَمُ الْإِنْسَانُ فِيْهَا الْإِنْسَانَ،وَلَا يَرْأَفُ الْقَوِيُّ فِيْهَا بِالضَّعِيْفِ،وَلَا تَرِقُّ فِيْهَا الْقُلُوْبُ لِلْأُمِّ حِيْنَ تَفْقِدُ صَبِيَّهَا،وَلِلصَّبِيِّ حِيْنَ يَنْشَأُ لَايَعْرِفُ لِنَفْسِهٖ أُمًّا وَلَا أَبًا وَلَا فَصِيْلَةً يَأْوِيْ إِلَيْهَا،وَكَانَتْ تَقُوْلُ لِنَفْسِهَا فِيْ نَفْسِهَا وَهِيَ عَائِدَةٌ بِالصَّبِيِّ إِلٰى دَارِهَا:لَوْأَنَّ لِيْ صَبِيًّا مِثْلَهٗ فَعَدَا عَلَيْهِ الْعَادُوْنَ وَمَضَوْا بِهٖ فِيْ غَيْرِ مَذْهَبٍ مِنَ الْأَرْضِ كَيْفَ كُنْتُ أُلْقِيْ ذٰلِكَ ! وَكَيْفَ كُنْتُ أَحْتَمِلُهٗ أَوْ أَصْبِرُ عَلَيْهِ ! وَهَلْ كُنْتُ أَسْلُوْ عَنْ صَبِيٍّ آخِرَ الدَّهْرِ! هَيْهَاتَ !

کیونکہ شبیتہ نے اسے تجارت یا کمائی کی غرض سے نہیں خرید ا تھا بلکہ اس کو خرید کر بھلائی ،نیکی اور اچھائی کو چاہا تھا اور اس کے علاوہ کسی اور چیز کا ارادہ نہ تھا،وہ بچے کو گھر لے جاتے ہوئے اس کے بارے میں دل ہی دل میں کہہ رہی تھی ’’ہلاکت ہے ایسی زندگی کیلئے جس میں ایک انسان دوسرے پر رحم نہ کرے،قوی کمزور پر مہربان نہ ہو اور جس میں دل ماں کے بچے کے گم ہو جانے پر نرم نہ ہو اور ہلاکت ہے ایسے بچے کیلئے جب پروان چڑھ رہا ہو اس کو اپنے ماں باپ کا پتہ ہو اور نہ ہی اس خاندان کا جس کی طرف وہ ٹھکانہ پکڑے۔وہ بچے کو گھر لے جاتے ہوئے اس کے بارے میں دل ہی دل میں یہ بھی کہہ رہی تھی ’’اگر میرا اس جیسا بچہ ہوتا اور کچھ حملہ آور حملہ کر کے اسے زمین کے کسی اور حصے میں لے جاتے تو میں اس سے ملاقات کیسے کرتی ؟اور اس غم کو کیسے برداشت کرتی یا اس پر کیسے صبر کر سکتی ؟ کیا میں زمانہ بھر اپنے بچے کو بھلا سکتی ؟ ایسا ہو ہی نہیں سکتا (کہ میں اسے بھلا دوں)۔

لایـرأف : رأف (ف) رَأْفَۃً (ک) رَآفَۃ (س) رَأْفًا بہت مہربانی کرنا۔

فصیلة: [مذکر] فصیلٌ کنبہ،ران یا اعضاءِ جسم کے گوشت کا ٹکڑا [جمع] فصائل۔

لَوْكَانَ لِيْ صَبِيٌّ مِثْلُهٗ وَعَدَاعَلَيْهِ الْعَادُوْنَ وَذَهَبُوْا بِهٖ فِيْ غَيْرِ مَذْهَبٍ مِنَ الْأَرْضِ لَذَكَرْتُهٗ مُصْبِحَةً وَمُمْسِيَةً،وَلَذَكَرْتُهٗ يَقْظٰى وَنَائِمَةً،وَلَتَبِعَتْهُ نَفْسِيْ وَذَهَبَتْ فِيْ تَصَوُّرِ حَالِهِ الْمَذَاهِبَ،وَلَمَا اطْمَأْنَنْتُ لِلْعَيْشِ وَلَانَعِمْتُ بِالْحَيَاةِ وَلَااسْتَمْتَعْتُ بِطَيِّبَاتِ هٰذِهِ الدُّنْيَا،وَكَانَتْ تَرٰى أُمَّ الصَّبِيِّ وَقَدِانْتُزِعَ مِنْهَا ابْنُهَا وَهِيَ تَشْهَدُانْتِزَاعَهٗ،أَوِاخْتُطِفَ اِبْنُهَا وَهِيَ لَا تَرٰى اِخْتِطَافَهٗ،وَكَانَتْ تَرٰى تَوَلُّهَ تِلْكَ الْأُمِّ وَتَفَجُّعَهَا وَحَسْرَتَهَا الَّتِيْ لَا تَخْمُدُ،وَلَوْعَتَهَا الَّتِيْ لَا تَنْطَفِئُ وَ

دُمُوْعَهَا الَّتِیْ لَا تَغِیْضُ،

اگر میرا اس جیسا بچہ ہوتا اور اس کو حملہ آور حملہ کر کے زمین کے کسی اور حصے میں لے جاتے تو میں اسے صبح و شام، سوتے جاگتے یاد کرتی، میرا دل اسکے پیچھے پیچھے رہتا اور کئی قسم کے حالات میں گزر جاتا، میں زندگی میں کبھی آرام کرتی اور نہ ہی کبھی خوش ہوتی اور نہ ہی اس دنیا کی حلال چیزوں سے نفع اٹھاتی۔ جب بچے کی ماں سے اسکا بیٹا چھینا گیا وہ یا تو اسے دیکھ رہی تھی اور اسکے چھینے جانے کے وقت موجود تھی یا پھر اسکے بیٹے کو اس طرح اغوا کیا گیا کہ وہ اس کے اغوا ہونے کو نہیں دیکھ رہی تھی اور شبیتہ اس ماں کے شدت غم، اسکے درد، اسکی نہ ختم ہونے والی حسرت، اسکے نہ بجھنے والے غم کی جلن اور اسکے نہ رکنے والے آنسوؤں کو سمجھ رہی تھی۔

قوله: وله (تفعّل) تولّھا (ض،س،ح) بہت زیادہ غمگین ہونا یہاں تک کہ عقل زائل ہونے کے قریب ہو جائے، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۶۴ پر ہے۔ **تفجعها:** فجع (تفعّل) تفجعًا دردمند ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ **لاتخمد:** خمد (ن،س) خَمدًا، خُمودًا ختم ہو جانا، تیزی کا کم ہو جانا (إفعال) إخمادًا بے حرکت ہونا، خاموش ہونا، آگ کی لپیٹ (بھڑک) کو بجھانا۔ **لوعة:** غم یا عشق و محبت کی جلن۔ لوع (ف) لَوعۃً غم یا عشق سے دل جلنا، گھبرانا، مریض ہونا (ن) لَوعًا بیمار کر دینا (إفعال) إلاعۃً رنگ بدل دینا (افتعال) التیاعًا [قلبه] دل کا غم یا عشق سے جل اٹھنا۔ **تنطفئ:** طفأ (انفعال) انطفآءً، بجھنا (س) طفوءًا بجھنا، بے نور ہونا (إفعال) إطفاءً، بجھانا۔ **لاتغیض:** غیض (ض) غَیضًا (تفعیل) تغییضًا [دمعه] آنسو روکنا، کم کرنا (ض) غَیضًا (تفعل) تغیّضًا (انفعال) انغیاضًا پانی کا کم ہونا۔

وَكَانَتْ تَقُوْلُ لِنَفْسِهَا فِیْ نَفْسِهَا وَهِیَ عَائِدَةٌ بِالصَّبِیِّ إِلٰی دَارِهَا : هٰذَا غُلَامٌ قَدِ اخْتُطِفَ مِنْ مُلْكِ كِسْرٰی، لَمْ يَسْتَطِعْ جُنْدُ كِسْرٰی أَنْ يَّحْمُوْهُ وَلَا أَنْ يَرُدُّوْا عَنْهُ الْعَادِيَاتِ، فَكَيْفَ بِنَا نَحْنُ فِیْ يَثْرِبَ، هٰذِهِ الْمَدِيْنَةِ الْخَائِفَةِ الَّتِیْ يُحِيْطُ بِهَا الْيَهُوْدُ وَالْأَعْرَابُ مِنْ جَمِيْعِ أَقْطَارِهَا، وَالَّتِیْ يَسُلُّ بَعْضُ أَهْلِهَا السَّيْفَ عَلٰی بَعْضٍ، وَالَّتِیْ لَا يَأْمَنُ أَهْلُهَا أَنْ تَدُوْرَ عَلَيْهِمْ دَائِرَةٌ، أَوْ تَنُوْبَهُمْ نَائِبَةٌ، أَوْ يُلِمَّ بِهِمْ خَطْبٌ مِّنَ الْخُطُوْبِ !

وہ بچے کو گھر لے جاتے ہوئے اسکے بارے میں دل ہی دل میں یہ بھی کہہ رہی تھی ''یہ وہ لڑکا ہے جسے کسریٰ کے ملک سے اغوا کیا گیا، کسریٰ کا لشکر اس کی حفاظت کر سکا اور نہ ہی اس سے تکلیفیں دور کر سکا تو ہمارے ساتھ مدینہ میں کیسا معاملہ ہوگا؟ یہ تو ایسا خطرناک شہر ہے

جس کے تمام اطراف کو یہودیوں اور دیہاتیوں نے گھیر رکھا ہے جس کے باشندے ایک دوسرے پر تلوار سونت لیتے ہیں اور جس کے رہنے والوں کو اپنے اوپر کسی مصیبت یا حادثے کے اترنے یا کسی تکلیف کے نازل ہونے سے امن نہیں ہے۔

یحموہ: حمی (ض) حَمْیًا، حِمْیۃً، حِمَایۃً بچانا، روکنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۰۹ پر ہے۔

العادیات: [مفرد] العادیۃ ضرر، غصہ کی تیزی۔ عدو (ن) عَدْوًا، عَدَوَانًا تجاوز کرنا، باز رکھنا، چھوڑ دینا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۶۴ پر ہے۔ خائفۃ: [جمع] خائفات۔ خوف (س) خوفًا، خِیفًا گھبرانا، احتیاط کرنا۔

فَلَمَّا بَلَغَتِ الدَّارَ وَاسْتَقَرَّتْ فِيْهَا، وَعَنِيَتْ بِالصَّبِيِّ حَتّٰى أَمِنَ بَعْدَ خَوْفٍ وَأَنِسَ بَعْدَ وَحْشَةٍ وَطَعِمَ بَعْدَ جُوْعٍ، قَالَتْ لِنَفْسِهَا فِيْ نَفْسِهَا: هَيْهَاتَ أَنْ أَتَّخِذَ الْأَزْوَاجَ أَوْ أَنْ يَكُوْنَ لِيْ مِنَ الْوَلَدِ مَنْ يُصِيْبُهُ مِثْلُ مَا أَصَابَ هٰذَا الصَّبِيَّ، وَمَنْ أَذُوْقُ فِيْهِ مِنَ الْحُزْنِ وَالثُّكْلِ مِثْلَ مَا ذَاقَتْ فِيْ هٰذَا الصَّبِيِّ أُمُّهُ تِلْكَ الْفَارِسِيَّةُ وَنِسَاءٌ أَمْثَالُهَا كَثِيْرٌ، وَلَوِ اسْتَجَابَتِ الْحَيَاةُ لِثُبَيْتَةَ لَأَنْفَقَتْ أَيَّامَهَا مَعْنِيَّةً بِهٰذَا الصَّبِيِّ الْفَارِسِيِّ، وَلَا تَّخَذَتْهُ لِنَفْسِهَا وَلَدًا أَوْ شَيْئًا يُشْبِهُ الْوَلَدَ، وَلٰكِنَّ النَّاسَ يُقَدِّرُوْنَ وَيُدَبِّرُوْنَ، وَالْأَيَّامُ تَجْرِيْ عَلٰى غَيْرِ مَا قَدَّرُوْا وَدَبَّرُوْا.

ثبیتہ جب گھر پہنچ کر اس میں رہنے لگی اور بچے کے ساتھ مشغول ہوگئی یہاں تک کہ بچہ خوف کے بعد مامون، وحشت کے بعد مانوس اور بھوک کے بعد سیر ہوگیا تو اس (ثبیتہ) نے اس کے بارے میں دل ہی دل میں کہا "ایسا ہرگز نہیں ہوگا کہ میں کسی سے شادی کروں تاکہ میری بھی اولاد ہو جس پر اس بچے کی طرح مصائب آئیں اور میں بھی اس کے متعلق غم اور گمشدگی کا مزہ اس طرح چکھوں جس طرح اس بچے کے لئے اس کی فارسی ماں اور اس جیسی بہت سی عورتوں نے (غم کے) مزے چکھے ہیں۔ اگر قبیلہ ثبیتہ کو اجازت دیتا تو وہ اپنی تمام زندگی اس فارسی بچے کی فرمانبرداری (خدمت کرنے) میں خرچ کر دیتی اور وہ اسے اپنا بیٹا یا بیٹے کی طرح کچھ اور بنا لیتی، لیکن لوگ فیصلے اور تدبیریں کرتے رہتے ہیں اور زمانہ ان کے فیصلوں اور تدبیروں کے خلاف چلتا ہے۔

فَقَدْ عَنِيَتْ ثُبَيْتَةُ بِسَالِمٍ حَتّٰى رَبَا جِسْمُهُ وَنَمَا عَقْلُهُ وَأَصْبَحَ غُلَامًا ذَكِيَّ الْقَلْبِ سَرِيْعَ الْحِسِّ حَدِيْدَ اللِّسَانِ كَمَا قَدَّرَ الْيَهُوْدِيُّ، أَوْ أَكْثَرَ مِمَّا قَدَّرَ، وَكَانَتْ ثُبَيْتَةُ لَهُ مُحِبَّةً وَبِهٖ مُغْتَبِطَةً وَعَنْهُ رَاضِيَةً، وَقَدْ خَطَبَهَا الرِّجَالُ مِنَ الْأَوْسِ

وَالْخَزْرَجِ وَمِنْ أَشْرَافِ الْبَادِيَةِ حَوْلَ يَثْرِبَ، فَامْتَنَعَتْ عَلَيْهِمْ ، وَاعْتَلَّتْ عَلٰى أَهْلِهَا فِيْ ذٰلِكَ حَتّٰى أَعْيَتْهُمْ.

ثبیتہ سالم کے ساتھ (خدمت کرنے میں) مشغول ہوگئی تا آنکہ وہ فربہ جسم ہوگیا اوراس کی عقل بھی زیادہ ہوگئی۔ وہ اس طرح تیز خاطر، خوب حساس اور چرب زبان نوجوان ہوا جس طرح یہودی نے اندازہ لگایا تھا بلکہ اس کے اندازہ سے بھی زیادہ۔ ثبیتہ اس سے محبت کرنے والی، اس پر رشک کرنے والی اوراس سے خوش تھی۔ اس ثبیتہ کو اوس وخزرج اور یثرب کے اردگرد کے دیہاتوں کے معزز لوگوں نے پیغام نکاح بھیجا تو اس نے انکار کردیا اور اپنے گھر والوں کو اس بارے میں عذر پیش کرتے کرتے عاجز کردیا۔

اعتلت: علل (افتعال) اعتلالاً عذر بیان کرنا، مشغول رہنا (ن،ض) علاًّ، عَلَلاً دوسری مرتبہ پینا، پلانا (تفعیل) تعلیلاً بار بار پلانا، علت بیان کرنا (إفعال) إعلالاً گھونٹ گھونٹ پلانا، بیمار کرنا (تفعّل) تعلّلاً حجت ظاہر کرنا، مشغول رہنا۔ أعيتهم: عيى (إفعال) إعياءً اعاجز کردینا، تھکانا (ف،س) عيًّا عاجز ہونا (س) عِيًّا رک جانا (تفعیل) تعيئةً (مفاعلہ) معاياةً غیر مفہوم کلام کہنا، پیچیدہ گفتگو کرنا۔

وَلٰكِنَّ وَفْدَ قُرَيْشٍ يَمُرُّوْنَ بِيَثْرِبَ مُنْصَرَفَهُمْ مِنَ الشَّامِ ذَاتَ عَامٍ، فَيَمْكُثُوْنَ فِيْهَا أَيَّامًا وَيَسْمَعُ أَبُوْحُذَيْفَةَ هُشَيْمُ بْنُ عُتْبَةَ بْنِ رَبِيْعَةَ بِحَدِيْثِ ثُبَيْتَةَ هٰذِهِ وَقِصَّةَ غُلَامِهَا ذَاكَ، فَيُعْجِبُهُ مَايَسْمَعُ، ثُمَّ يُحِبُّ أَنْ يَتَزَيَّدَ مِنْ أَخْبَارِهَا فَيُلِمُّ بِقَوْمِهَاوَيَقُوْلُ لَهُمْ وَيَسْمَعُ مِنْهُمْ، فَتَقَعُ ثُبَيْتَةُ مِنْ نَفْسِهِ مَوْقِعًا حَسَنًا، مَعَ أَنَّهُ لَمْ يَرَهَا وَلَمْ يَسْمَعْ لَهَا، وَإِنَّمَا سَمِعَ عَنْهَا فَرَضِيَ،

لیکن جب قریش کا ایک وفد شام سے واپسی پر یثرب سے اس سال گزرا تو چند دن کیلئے وہاں ٹھہر گیا اور ابو حذیفہ ہشیم بن عتبہ بن ربیعہ نے اس ثبیتہ اور اسکے اس غلام کا قصہ سنا تو اسکو یہ بڑا بھلا لگا پھر اس نے چاہا کہ اسکی مزید معلومات حاصل کرے، اسکے قبیلہ کے پاس جاتا ہے، ان سے کچھ کہتا اور سنتا ہے جسکی وجہ سے اس کے دل میں باوجود اسکے کہ اس نے ثبیتہ کو دیکھا تھا اور نہ اس سے کچھ سنا تھا اچھی جگہ پالی، بس صرف اسکے بارے میں سن کر ہی تیار ہوگیا تھا۔

فیلم: لمم (ن) لمًّا کسی کے پاس آکر نازل ہونا، جمع کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۸۸ پر ہے

وَإِذَا هُوَ يَخْطُبُ هٰذِهِ الْفَتَاةَ الْأَبِيَّةَ ، فَتَمْتَنِعُ عَلَيْهِ أَوَّلَ الْأَمْرِ ،حَتّٰى إِذَا عَلِمَتْ بِمَكَانِهِ مِنْ قُرَيْشٍ وَبِأَنَّهُ مِنْ أَشْرَافِهَا وَذَوِي الْمَنْزِلَةِ الرَّفِيْعَةِ فِيْهَا،وَ بِأَنَّهُ

مِنْ أَصْحَابِ الْبَيْتِ وَأَهْلِ الْحَرَمِ الَّذِي رُدَّ عَنْهُ أَصْحَابُ الْفِيلِ،وَالَّذِي لَا يَعْدُوْ عَلَيْهِ إِلَّاالْفَجَرَةُ الْآثِمُوْنَ، شَكَّتْ يَوْمًا وَيَوْمًا، ثُمَّ أَصْبَحَتْ مُسْتَجِيبَةً لِخِطْبَةِ هٰذَا الْمَكِّيِّ،

جب اس نے اس خوددار لڑکی کو پیغام نکاح بھیجا تو اس نے پہلی مرتبہ انکار کر دیا لیکن جب اس کو قریش میں ابوحذیفہ کے مقام، اس کا معزز اور بلند مرتبہ والا ہونا معلوم ہوا نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ بیت اللہ والوں میں سے اور اس حرم والوں میں سے ہے جس سے ہاتھیوں والوں کو لوٹا دیا گیا تھا اور جس پر سوائے فاجر و گناہ گاروں کے کوئی حملہ آور نہیں ہوسکتا تو دن بدن مائل ہونا شروع ہوگئی پھر اس مکی شخص کے پیغام نکاح کو قبول کر لیا۔

وَيَعُوْدُ أَبُوْحُذَيْفَةَ بِأَهْلِهِ وَبِسَالِمٍ إِلٰى مَكَّةَ فِيْ وَفْدِ قُرَيْشٍ،فَلَا يَكَادُ يَسْتَقِرُّ حَتّٰى يُنْكِرَ مِنْ أَمْرِهَا بَعْضَ الشَّيْئِ،لَقَدْ أَصْبَحَ فَغَدَا عَلٰى أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ، ثُمَّ أَمْسٰى فَرَاحَ إِلٰى أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ،وَلٰكِنَّهُ يَعْرِفُ مِنْ أَمْرِ هٰذِهِ الْأَنْدِيَةِ كَثِيْرًا،وَ يُنْكِرُ مِنْ أَمْرِهَا كَثِيْرًا،تُرِيْدُ نَفْسُهُ أَنْ تَطْمَئِنَّ وَأَنْ تَأْمَنَ وَأَنْ تَرْضٰى، كَمَا تَعَوَّدَتْ مِنْ قَبْلُ،وَلٰكِنَّهَا لَاتَجِدُ إِلَى الطُّمَأْنِيْنَةِ وَلَا إِلَى الْأَمْنِ وَلَا إِلَى الرِّضَا سَبِيْلًا .

ابوحذیفہ اپنی زوجہ اور سالم غلام کو لے کر قریش کے وفد کے ساتھ مکہ واپس آتا ہے، ٹھہرتا ہی ہے کہ مکہ میں کچھ توحش سا محسوس کرتا ہے صبح ہوتے ہی قریش کی محفلوں میں جاتا اور شام کو بھی انکی مجلسوں میں جاتا لیکن ان مجلسوں کا بہت سارا معاملہ جانتا تھا اور کافی سارے معاملات سے اجنبی تھا اس کا جی چاہتا کہ حسب سابق مطمئن، مامون اور خوش رہے لیکن اس کو اطمینان، امن اور خوشی کا کوئی راستہ نہ ملا۔

<u>أنـدية</u> :[مفرد] نادی مجلس جب تک کہ لوگ اس میں موجود رہیں، دیگر جمع نوادٍ بھی آتی ہے[جج]أندیات۔ندی (مفاعلہ) منادٰاۃ پکارنا مجلس میں ہم نشین ہونا (افتعال) انتداءً مجلس میں جمع ہونا۔

يُحِسُّ أَبُوْحُذَيْفَةَ كَأَنَّ شَيْئًا يَنْقُصُ هٰذِهِ الْأَنْدِيَةَ،وَكَأَنَّ حَدَثًا قَدْ حَدَثَ فِيْ مَكَّةَ لَايُدْرٰى أَيَسِيْرٌ هُوَ أَمْ خَطِيْرٌ،وَلٰكِنْ شَيْئًا قَدْ حَدَثَ فَغَيَّرَ مِنْ أَمْرِ قَوْمِهٖ تَغْيِيْراً يُحِسُّهُ وَلَا يُحَقِّقُهُ،ثُمَّ يَلْتَمِسُ بَعْضَ صَدِيْقِهٖ فِيْ أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ فَلَا يَجِدُ هُمْ، يَسْأَلُ :أَيْنَ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ الْأُمَوِيُّ؟وَأَيْنَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيُّ؟ وَأَيْنَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ مِنْ ذَوِيْ مَوَدَّتِهٖ؟ فَلَا يُجِيْبُهُ قَوْمُهُ بِالتَّصْرِيْحِ ، وَإِنَّمَا يُؤْثِرُ بَعْضُهُمْ

الصَّمْتَ، وَيَذْهَبُ بَعْضُهُمْ مَذْهَبَ التَّوْرِيَةِ، وَيَلْوِي بَعْضُهُمْ أَلْسِنَتَهُمْ بِأَحَادِيْثَ لَاتُفْصِحُ وَلَا تُبِيْنُ ،

ابوحذیفہ نے محسوس کیا گویا کہ ان مجلسوں میں کچھ کمی لگتی ہے اور مکہ میں کچھ نہ کچھ ہو چکا ہے وہ نہیں جانتا کہ چھوٹا واقعہ ہوا ہے یا بڑا لیکن بہر حال کچھ نہ کچھ ہو چکا تھا جس نے اسکی قوم میں تبدیلی پیدا کر دی تھی جسے یہ محسوس تو کر چکا تھا لیکن حقیقت تک رسائی نہ ہو سکی تھی پھر قریش کی محفلوں میں اپنے کچھ دوستوں کو تلاش کرتا ہے، نہ ملنے پر پوچھتا ہے عثمان بن عفان اموی کہاں ہے؟ طلحہ بن عبید اللہ تیمی کہاں ہے؟ فلاں اور فلاں دوست کہاں ہے؟ قوم نے کوئی واضح جواب نہ دیا، بعض نے خاموشی اختیار کی، بعض نے توریہ اختیار کیا اور بعض نے اپنی زبانوں کو ایسی باتوں کی طرف موڑ دیا جو ظاہر اور واضح نہ تھیں (یعنی طرف لسانی سے کام لیا)

وَيَرٰى أَبُوْحُذَيْفَةَ وَيَسْمَعُ، فَيَبْعُدُ الْأَمَدُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الطُّمَأْنِيْنَةِ وَالْأَمْنِ وَالرِّضَا، ثُمَّ يُصْبِحُ ذَاتَ يَوْمٍ وَقَدِ انْجَلَتْ لَهُ بَصِيْرَتُهُ، وَوَضَحَ لَهُ وَجْهُ الْحَزْمِ مِنْ أَمْرِهِ، أَنَّ صَدِيْقَهُ أُولٰئِكَ بِمَكَّةَ لَمْ يُفَارِقُوْهَا وَلَمْ يَبْرَحُوْا أَرْضَ الْحَرَمِ، فَمَالَهُ يَسْأَلُ عَنْهُمْ وَلَا يُلِمُّ بِهِمْ، وَلَا يَكَادُ هٰذَا الْخَاطِرُ يَخْطُرُ لَهُ حَتّٰى يَقْصُدَ قَصْدَ فُلَانٍ أَوْ فُلَانٍ مِنْ أُولٰئِكَ الصَّدِيْقِ .

ابوحذیفہ دیکھتا اور سنتا رہتا لیکن اسکے اور اطمینان ، امن اور خوشی کے درمیان فاصلوں نے دوری پیدا کر دی، پھر ایک دن صبح ہوتے ہی اس کی بصیرت نے کام دکھایا اور اس پر معاملے کی پریشانی کی وجہ واضح ہوگئی (وہ یہ کہ) اس کے وہ دوست تو مکہ ہی میں ہیں اس سے جدا ہوئے ہیں نہ ارض حرم کو چھوڑ کر گئے ہیں، پھر اس کو کیا ہے کہ ان سے پوچھتا ہے اور نہ ان کے پاس جاتا ہے؟ یہ خیال آنا ہی تھا کہ اس نے ان دوستوں میں سے فلاں یا فلاں کے پاس جانے کا ارادہ کر لیا۔

وَقَدْ أَلَمَّ بِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ وَكَانَ لَهُ خَلِيْلًا عَلٰى مَاكَانَ بَيْنَهُمَامِنْ تَفَاوُتٍ فِي السِّنِّ، كَانَ عُثْمَانُ قَدْ تَخَطَّى الْأَرْبَعِيْنَ أَوْكَادَ، وَكَانَ أَبُوْحُذَيْفَةَ لَمْ يَبْلُغِ الثَّلَاثِيْنَ بَعْدُ، وَلٰكِنَّ الْوُدَّ كَانَ بَيْنَهُمَا قَدِيْمًا مَتِيْنًا، زَادَتْهُ الصُّحْبَةُ فِي الْأَسْفَارِ قُوَّةً وَأَيْدًا، فَلَمَّا بَلَغَ أَبُوْحُذَيْفَةَ دَارَ عُثْمَانَ وَدَخَلَ عَلَيْهِ تَلَقَّاهُ صَدِيْقُهُ بِمَا تَعَوَّدَ أَنْ يَّتَلَقَّاهُ بِهِ مِنَ الْبِشْرِ وَالْبَشَاشَةِ وَمِنَ الرِّفْقِ وَاللِّيْنِ، وَلٰكِنَّ أَبَا حُذَيْفَةَ آنَسَ مِنْ صَدِيْقِهِ عَلٰى ذٰلِكَ كُلِّهِ شَيْئًا مِّنْ تَحَفُّظٍ وَاحْتِشَامٍ ،

اور وہ (ابو حذیفہ) حضرت عثمان بن عفان ﷛ کے پاس آیا جو عمروں میں باہم تفاوت کے باوجود اسکے گہرے دوست تھے، حضرت عثمان ﷛ کی عمر چالیس سال سے متجاوز ہو چکی تھی یا ہونے کے قریب تھی اور ابو حذیفہ کی عمر تو ابھی تیس سال بھی نہیں تھی لیکن ان دونوں کی باہمی محبت پرانی اور مضبوط تھی، اسفار میں باہمی مرافقت نے قوت اور زیادہ مضبوطی پیدا کر دی تھی۔ چنانچہ جب ابو حذیفہ حضرت عثمان ﷛ کے گھر پہنچے اور اندر داخل ہوئے تو حضرت عثمان ﷛ حسب عادت خندہ پیشانی اور ہنس کر نرمی اور مہربانی سے ملے، ابو حذیفہ ان سب باتوں کی وجہ سے اپنے دوست سے مانوس تو ہوئے لیکن کچھ ہچکچاہٹ اور ناگواری سی محسوس کی۔

تخطی: خطو (تفعّل) تخطیًا (افتعال) اختطاءً تجاوز کرنا، پھاندنا (ن) خطوًا قدموں کے درمیان کشادگی کر کے چلنا (تفعیل) تخطئۃً قدموں کو کشادہ کر کے چلنا، زائل کیا جانا۔ متینا: مضبوط، قوی۔ متن (ک) متانۃً مضبوط وقوی ہونا (ن) متونًا اقامت کرنا، قسم کھانا (ن،ض) متنًا پیٹھ پر مارنا (تفعیل) تمتینًا مضبوط بنانا (مفاعلہ) مماتنۃً ٹالنا۔ أیدا: أید (ض) أیدًا مضبوط وسخت ہونا، قوی کرنا، ثابت کرنا (تفعّل) تأیّدًا قوی ہونا۔ البشر: کشادہ روئی، چہرہ کی رونق۔ بشر (ض،س) بشرًا خوش ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۴۸ پر ہے۔ احتشام: حشم (افتعال) احتشامًا منقبض ہونا، غضبناک ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۰۸ پر ہے۔

قَالَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ: لَقَدِ الْتَمَسْتُكَ أَبَا عَمْرٍو فِيْ أَنْدِيَةِ قُرَيْشٍ مُنْذُ عَادَ الْوَفْدُ إِلٰى مَكَّةَ فَلَمْ أَجِدْكَ، فَمَا عَسٰى أَنْ يَّكُوْنَ قَدْ حَبَسَكَ عَنْ قَوْمِكَ؟ قَالَ عُثْمَانُ: لَمْ أَنْشَطْ لِهٰذِهِ الْأَنْدِيَةِ وَلَا لِمَا يَدُوْرُ فِيْهَا مِنْ حَدِيْثٍ، قَالَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ: فَهَلْ أَنْكَرْتَ مِنْ قَوْمِكَ شَيْئًا؟ وَهُنَا سَكَتَ عُثْمَانُ وَلَمْ يُجِبْ، فَأَعَادَ عَلَيْهِ أَبُوْ حُذَيْفَةَ مَقَالَتَهٗ، فَأَمْعَنَ عُثْمَانُ فِي الصَّمْتِ، قَالَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ: إِنَّ لَكَ أَبَا عَمْرٍو لَشَأْنًا وَلَا وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى، وَلٰكِنَّ عُثْمَانَ لَمْ يَكَدْ يَسْمَعُ قَسَمَهٗ هٰذَا حَتّٰى لَوٰى وَجْهَهٗ. وَيَنْظُرُ أَبُوْ حُذَيْفَةَ فَإِذَا وَجْهُ صَاحِبِهٖ قَدِ ارْبَدَّ وَظَهَرَ فِيْهِ غَضَبٌ لَمْ يَأْلَفْهُ مِنْهُ قَطُّ، قَالَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ: وَيْحَكَ أَبَا عَمْرٍو! إِنَّكَ لَتَعْرِفُ مَا بَيْنَكَ وَبَيْنِيْ مِنَ الْوُدِّ، وَإِنَّكَ لِيْ لَخَلِيْلٌ وَفِيٌّ أَمِيْنٌ، فَأَظْهِرْنِيْ عَلٰى ذَاتِ نَفْسِكَ، قَالَ عُثْمَانُ فِيْ صَوْتٍ وَادِعٍ لَيِّنٍ: فَإِنْ شِئْتَ أَنْ تَسْتَبْقِيَ مَا بَيْنَنَا مِنَ الْوُدِّ فَلَا تَذْكُرِ اللَّاتَ وَالْعُزّٰى وَهٰذِهِ الْآلِهَةَ الَّتِيْ لَا تُغْنِيْ عَنْكُمْ شَيْئًا،

ابو حذیفہ گویا ہوئے کہ اے ابو عمرو! جب سے وفد مکہ واپس آیا ہے میں نے اس

وقت سے آپ کو قریش کی محفلوں میں تلاش کیا لیکن آپ کو نہیں پایا، وہ کیا چیز ہوسکتی ہے جس نے آپ کو اپنی قوم سے روکا؟ حضرت عثمان ﷺ نے جواباً فرمایا میں ان مجلسوں میں جانے کو بالکل تیار نہیں ہوں اور نہ ہی ان باتوں کے لئے جو وہاں ہوتی ہیں، ابو حذیفہ نے کہا کیا آپ اپنی قوم سے کسی شے کا انکار کرتے ہیں؟ اسوقت حضرت عثمان ﷺ خاموش ہو گئے اور کوئی جواب نہ دیا۔ ابو حذیفہ نے اپنی بات دہرائی لیکن حضرت عثمان ﷺ خاموشی میں دور تک چلے گئے (انکی خاموشی گہری ہوگئی) ابو حذیفہ نے کہا اے ابو عمرو! لات وعزیٰ کی قسم! آپ کا کوئی اہم معاملہ ہے، لیکن حضرت عثمان نے یہ قسم سنی نہ تھی (سن تو چکے تھے لیکن سنتے ہی فوراً ردعمل ظاہر فرمایا اس قسم کا سننا تھا) کہ حضرت عثمان ﷺ نے اپنا چہرہ پھیر لیا ابو حذیفہ نے دیکھا کہ اچانک ان کے چہرے کا رنگ بدل چکا ہے اور غصہ کے ایسے آثار نمایاں ہیں جن کے بارے میں حضرت عثمان سے وہ مانوس نہ تھا (جو ان سے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے) تو ابو حذیفہ نے کہا اے ابو عمرو! تیرے لئے ہلاکت ہو میری اور آپ کی جو محبت ہے اس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں اور بلاشبہ آپ میرے گہرے دوست اور میرے معتمد آدمی ہیں مجھے اپنے بارے میں باخبر کیجئے، تب حضرت عثمان ﷺ نے پر اطمینان اور نرم لہجے میں کہا کہ اگر آپ چاہتے ہیں کہ میری اور آپ کی محبت بحال رہے تو لات، عزیٰ اور ان دوسرے جھوٹے معبودوں کا ذکر چھوڑ دو یہ ایسے الہ ہیں جو تجھے کچھ نفع نہیں پہنچا سکتے۔

<u>أمعن</u> : معن (إفعال) إمعاناً مبالغہ کرنا، معاملہ کی گہرائی تک پہنچنا، حق کے انکار کے بعد اقرار کرنا (ن) مَعْنًا ناشکری کرنا (ف) مَعْنًا (ک) مُعُوْنًا آہستہ آہستہ بہنا (تفعّل) تمعّناً ذلیل وحقیر ہونا۔ <u>لوي</u>: لوی (ض) لَيًّا، لَوْيًا موڑنا، بٹنا۔ لَيًّا پوشیدہ رکھنا، اعراض کرنا (افتعال) التواءً دشوار ہونا، سستی کرنا۔ <u>اربد</u>: ربد (افعلال) اربداداً خاکستری رنگ والا ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۷ پر ہے۔

وَهُنَا لِکَ وَجَمَ أَبُوحُذَيْفَةَ وَجْمَةً قَصِيرَةً، ثُمَّ قَالَ: وَيْحَکَ أَبَا عَمْرٍو! فَإِنَّکَ إِذَنْ قَدْ صَبَوْتَ؟ قَالَ عُثْمَانُ فِي صَوْتٍ أَشَدَّ دَعَةً وَأَعْظَمَ لِيْنًا: لَمْ أَصْبُ أَبَاحُذَيْفَةَ، وَإِنَّمَا اهْتَدَيْتُ، إِنَّکَ فَتًى حَازِمٌ رَشِيْدٌ لَمْ تَتَقَدَّمْ بِکَ السِّنُّ بَعْدُ، وَ لٰكِنَّکَ قَدْ رَأَيْتَ الدُّنْيَا وَطَوَّفْتَ فِي أَقْطَارِ الْأَرْضِ وَبَلَوْتَ أَخْبَارَ النَّاسِ وَ جَرَّبْتَ الْأَحْدَاثَ وَالْخُطُوْبَ، أَفَتَرَى مِنَ الرُّشْدِ أَنْ يُؤْمِنَ مِثْلُکَ وَمِثْلِي لِأَنْصَابٍ مِنْ خَشَبٍ وَصَخْرٍ صَوَّرَهَا النَّاسُ بِأَيْدِيْهِمْ، وَيَسْتَطِيْعُ مَنْ شَاءَ مِنْهُمْ أَنْ يَجْعَلَهَا

جُـذَاذًا ؟ قَـالَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ: مَا أَرَاكَ أَبَا عَمْرٍو إِلَّا رَشِيْدًا، وَلٰكِنِّيْ لَمْ أُفَكِّرُ فِيْ هٰذِهِ الْأَشْيَاءِ قَطُّ، وَإِنَّمَا وَجَدْتُ قَوْمَنَا يَعْبُدُوْنَ هٰذِهِ الْأَنْصَابَ فَصَنَعْتُ صَنِيْعَهُمْ.

اب تو ابو حذیفہ کے ماتھے پر بھی کچھ بل پڑ گئے اور بولے اے ابو عمرو! ہلاکت ہو تیرے لئے کیا تو اسوقت صابی (آبائی دین چھوڑنے والا) ہو گیا ہے؟ حضرت عثمان ﷜ نے انتہائی زیادہ پر اطمینان اور نرم لہجے میں کہا اے ابو حذیفہ! میں نے آبائی دین چھوڑا نہیں بلکہ ہدایت یافتہ ہو گیا ہوں، بلاشبہ آپ ایک دور اندیش اور عقلمند آدمی ہیں ابھی تک آپ کی اتنی عمر نہیں گزری لیکن آپ نے دنیا دیکھی ہے اور روئے زمین کے مختلف خطوں میں گھومے ہیں اور لوگوں کی خبروں کو آزمایا ہے، مصائب اور پریشان کن حالات کو پرکھا ہے کیا یہ عقلمندی کی بات ہوگی کہ مجھ جیسا اور تجھ جیسا شخص ان بتوں اور مورتیوں پر جن کو لکڑی اور پتھر سے لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے تراشا (گھڑا) ہے اور ان میں سے جو چاہے اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر سکتا ہے ایمان لائے؟ ابو حذیفہ نے کہا اے ابو عمرو! میں آپ کو عقلمند آدمی ہی سمجھتا ہوں لیکن میں نے تو کبھی ان چیزوں کے بارے میں غور نہیں کیا، میں نے اپنی قوم کو ان بتوں کی عبادت کرتے دیکھا میں بھی انہی کی طرح کرنے لگ گیا۔

وجم: وجم (ض) وَجْمًا، وُجومًا شدت غم کی وجہ سے ترش رو ہو کر سر جھکانا، مکا مارنا شدت غیظ یا خوف سے گفتگو سے عاجز رہنا، ناپسند کرنا، نرم دل اور غمگین ہونا۔ صبوت: صبا (ف،ک) صَبْأً، صُبوءًا تبدیلِ مذہب کرنا، صابئین کا دین اختیار کرنا، اچانک پہنچ جانا [الصابی] ایک قوم جو ستاروں کی پرستش کرتی تھی، ایک قول میں وہ نوح ؑ کے دین کے پیروکار تھے، ایک قول یہ ہے کہ انکے علاوہ کوئی اور تھے۔ حازم: حزم (ک) حَزْمًا ہوشیاری اور دور اندیشی سے کام لینا (ض) حَزْمًا باندھنا (س) حَزْمًا سینہ میں کسی چیز کا پھنس جانا (إفعال) إحزامًا تنگ کرنا (افتعال) احتزامًا (تفعّل) تحزّمًا رسی وغیرہ سے کمر کسنا۔ أنصاب: [مفرد] النُّصُب بت، کھڑی کی ہوئی چیز مصیبت۔ نصب (ض،ن) نصبًا کھڑا کرنا تھکانا (س) نَصَبًا تھکنا، کوشش کرنا (تفعیل) تنصیبًا بلند کرنا (مفاعلہ) مناصبۃً دشمنی کرنا، مقابلہ کرنا۔ جذاذا: ٹکڑا، توڑا ہوا۔ جذ (ن) جذًّا توڑنا، تیز چلنا (تفعیل) تجذیذًا قوم سے اپنی پیروی چاہنا اور انکی نہ ماننا (تفعّل) تجذذًا ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔

قَـالَ عُثْمَـانُ: وَإِذَا أَسْفَرَ الْهُدٰى وَحَصْحَصَ الْحَقُّ؟ قَالَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ: فَقَدْ وَجَبَ عَلَيْنَا أَنْ نَهْتَدِيَ وَنَتَّبِعَ الْحَقَّ، مَتٰى تَسْتَصْحِبُنِيْ إِلٰى مُحَمَّدٍ؟ قَالَ

عُثْمَانُ: اَلآن إِنْ شِئْتَ،وَأَمْسىٰ أَبُوْ حُذَيْفَةَ مُسْلِمًا،وَدَخَلَ بِإِ سْلَامِهٖ عَلَىٰ ثُبَيْتَةَ فَلَمْ تَكَدْ تَسْمَعُ لَهٗ حَتّٰى آمَنَتْ بِمُحَمَّدٍ وَمَا جَاءَ بِهٖ،وَسَمِعَ الْغُلَامُ سَالِمٌ حَدِيْثَهُمَا فَمَالَتْ إِلَيْهِ نَفْسُهٗ،وَإِذَا هُوَ يُؤْمِنُ كَمَا آمَنَا،وَلَمْ يَتَقَدَّمِ اللَّيْلُ حَتّٰى زَادَتْ بُيُوْتُ الْإِسْلَامِ فِيْ مَكَّةَ بَيْتًا.

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا جب ہدایت اور حق روز روشن کی طرح واضح ہو جائیں (تو پھر؟) ابو حذیفہ بولے! تو پھر ہم پر لازم ہے کہ ہدایت پائیں اور حق کی پیروی کریں تو آپ مجھے کب اپنے ساتھ محمد ﷺ کے پاس لے کر جاؤ گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر آپ چاہیں تو ابھی (چلتے ہیں) اور (بالآخر) ابو حذیفہ مسلمان ہو گئے اور اپنے اسلام کے ساتھ ثبیتہ کے پاس تشریف لائے انہوں نے جونہی انکی بات سنی وہ بھی محمد ﷺ پر اور جو کچھ وہ لائے تھے اس پر ایمان لے آئیں، انکے غلام سالم نے ان دونوں کی بات سنی تو اس کا جی بھی اسلام کی طرف للچایا تو اسی لمحہ ان دونوں کی طرح وہ بھی ایمان لے آئے (اس طرح) ایک رات بھی نہ گزری تھی کہ مکہ کے اندر اسلام کے گھروں میں ایک اور گھر کا اضافہ ہو گیا۔

<u>أسفر</u> : سفر (اِفعال) اِسفارٌ اروشن ہونا، واضح ہونا (ن) سُفورٌ اروشن ہونا، چہرہ کھولنا، سفر کے لئے روانہ ہونا <u>حصحص</u>: حصحص (فعلل) حصحصۃً پوشیدگی کے بعد ظاہر ہونا، مضبوط و مستحکم کرنے کے لئے حرکت دینا (تفعلل) تحصحصًا زمین سے چمٹنا اور برابر ہونا (تفعلل) تحصحصًا زمین سے چمٹنا، اور برابر ہونا۔

وَتَمْضِيْ أَيَّامٌ قَلِيْلَةٌ وَإِذَا ثُبَيْتَةُ تَعْلَمُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَدْعُوْ إِلٰى إِعْتَاقِ الرَّقِيْقِ، وَيَعِدُ الَّذِيْنَ يَفُكُّوْنَ الرِّقَابَ مَغْفِرَةً مِّنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةً وَرِضْوَانًا : فَتَدْعُوْ إِلَيْهَا غُلَامَهَا ذَاكَ الْفَارِسِيَّ وَتَقُوْلُ لَهٗ: اِذْهَبْ سَالِمُ فَإِنِّيْ قَدْ سَيَّبْتُكَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَوَالِ مَنْ شِئْتَ ، قَالَ سَالِمٌ لِأَبِيْ حُذَيْفَةَ : فَهَلْ لَكَ فِيْ أَنْ تَكُوْنَ لِيْ وَلِيًّا؟ قَالَ أَبُوْ حُذَيْفَةَ: هَيْهَاتَ! لَنْ أَتَّخِذَكَ مَوْلًى، وَإِنَّمَا أَنْتَ اِبْنٌ لِيْ مُنْذُ الْيَوْمِ.

تھوڑے ہی دن گزرے تھے جب حضرت ثبیتہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ محمد ﷺ غلام کو آزاد کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور ان لوگوں کے لئے جو گردنوں (انسانوں) کو غلامی سے نجات دلاتے ہیں مغفرت و رحمتِ خداوندی اور باری تعالیٰ کی رضا کا وعدہ فرماتے ہیں تو انہوں نے اپنے اس فارسی غلام کو اپنے پاس بلایا اور اس سے فرمایا اے سالم رضی اللہ عنہ! جا تجھے میں نے اللہ کے لئے آزاد کیا چنانچہ تو جس کو چاہے اپنا آقا بنا لے تو سالم رضی اللہ عنہ نے ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ

سے عرض کیا، کیا آپ میرے آقا بننا پسند کریں گے؟ ابوحذیفہ ﷺ نے فرمایا یہ نہیں ہوسکتا، میں ہرگز آپ کو اپنا مولی نہیں بناؤں گا بلاشبہ آج سے آپ میرے بیٹے ہیں۔

سیبتک: سیب (تفعیل) تسییبًا آزاد کرنا (ض) سَیْبًا ہر طرف کو بہنا، تیز چلنا، بغیر غور و فکر کے بولنا۔

اِسْتَوْثَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ لِدَعْوَتِہٖ وَلِأَصْحَابِہٖ وَلِنَفْسِہٖ مِنْ حَيَّيْ يَثْرِبَ: اَلْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، وَعَاهَدَهُمْ أَنْ يُؤْوُوْهُ وَيَنْصُرُوْهُ وَيَحْمُوْا ظَهْرَهٗ وَيُقَاتِلُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَنْ بَغٰى عَلَيْهِ أَوْ أَرَادَهٗ بِسُوْءٍ حَتّٰى يُبَلِّغَ رِسَالَاتِ رَبِّهٖ. وَبَايَعَهٗ عَلٰى هٰذَا الْعَهْدِ نُقَبَاءُ هٰذَيْنِ الْحَيَّيْنِ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ، ثُمَّ أَذِنَ اللّٰهُ بَعْدَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ فِي الْهِجْرَةِ إِلٰى مُسْتَقَرِّهِمُ الْجَدِيْدِ، وَكَانَ الْإِسْلَامُ قَدْ سَبَقَهُمْ إِلٰى يَثْرِبَ، بَشَّرَ بِهٖ مَنْ أَرْسَلَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِيُبَشِّرَ بِهٖ، فَكَانَتِ الْهِجْرَةُ إِلٰى دَارٍ اِسْتَقَرَّ فِيْهَا الْإِسْلَامُ قَبْلَ أَنْ يَسْتَقِرَّ فِيْهَا الْمُهَاجِرُوْنَ، وَقَدْ أَذِنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ لِأَصْحَابِهٖ فِي الْهِجْرَةِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ، فَجَعَلُوْا يَذْهَبُوْنَ إِلَيْهَا أَرْسَالًا، وَهُوَ ﷺ مُقِيْمٌ بِمَكَّةَ يَنْتَظِرُ أَنْ يَأْذَنَ اللّٰهُ لَهٗ فِي الْخُرُوْجِ.

رسول اللہ ﷺ نے یثرب کے دو قبیلوں اوس وخزرج سے اپنی دعوت، اپنے اصحاب اور اپنی جان کا وثیقہ لیا اور ان سے معاہدہ کیا کہ وہ آپ کو ٹھکانہ دیں گے، آپ کی مدد اور پشت پناہی کریں گے اور جو آپ ﷺ پر زیادتی کرے گا یا برائی کا ارادہ کریگا اسکے خلاف جنگ کریں گے یہاں تک کہ وہ (آپ) اپنے رب کے پیغامات پہنچا دیں، اوس وخزرج دونوں قبیلوں کے سرداروں نے اس معاہدہ پر بیعت کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ اور مسلمانوں کو نئے ٹھکانے کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت مرحمت فرمادی۔ اسلام تو ان سے پہلے ہی یثرب میں پھیل چکا تھا اسکی خوشخبری اس شخص نے دی جس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تاکہ وہ اسکی خبر لائے، یہ ایسے دار کی طرف ہجرت تھی جس میں مہاجرین کے ٹھہرنے سے پہلے اسلام کا غلبہ ہو چکا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دی، تو صحابہ کرام مدینہ کی طرف گروہ در گروہ جانے لگے اور آپ ﷺ خود مکہ مکرمہ ہی میں قیام پذیر ہوکر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نکلنے کی اجازت کا انتظار فرمانے لگے۔

وَاجْتَمَعَتْ جَمَاعَةُ الْمُسْلِمِيْنَ الْمُهَاجِرِيْنَ إِلٰى إِخْوَانِهِمْ مِنَ الْأَنْصَارِ فِيْ قُبَاءَ، وَجَعَلُوْا يَنْتَظِرُوْنَ أَنْ يَقْدَمَ عَلَيْهِمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، وَكَانُوْا فِيْ أَثْنَاءِ ذٰلِكَ

يُقِيمُونَ الصَّلاةَ كَمَا كَانُوا يُقِيمُونَهَا بِمَكَّةَ، وَيَنْظُرُ الْمُسْلِمُونَ فَإِذَا أَقْرَؤُهُمْ لِلْقُرْآنِ وَأَحْفَظُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ سَالِمُ بْنُ أَبِي حُذَيْفَةَ، فَيُقَدِّمُونَهُ لِيَؤُمَّهُمْ فِي الصَّلاةِ وَفِيهِمْ أَعْلامٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِينَ، مِنْهُمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ الَّذِي كَانَ إِسْلامُهُ فَتْحًا، وَهِجْرَتُهُ نَصْرًا، وَخِلافَتُهُ رَحْمَةً، كَمَا قَالَ فِيمَا بَعْدُ عَبْدُ اللهِ بْنُ مَسْعُودٍ.

ادھر مسلمان مہاجرین کی جماعت اپنے انصار بھائیوں کے پاس قبا میں جمع ہوگئی اور سب (مل کر) رسول اللہ ﷺ کی آمد کا انتظار کرنے لگے، اس دوران وہ اسی طرح نماز پڑھتے رہتے تھے جس طرح مکہ میں پڑھتے تھے اور مسلمانوں نے غور وفکر کیا (جس کے نتیجہ میں) ان پر ظاہر ہوا کہ) ان سب میں بڑے ماہر قرآن اور نبی کریم ﷺ سے زیادہ محفوظ کرنے والے سالم بن ابی حذیفہ ؓ ہیں چنانچہ نماز کی امامت کے لئے ان کو آگے کرتے حالانکہ ان کے اندر مہاجرین کی نمایاں شخصیات موجود تھیں جن میں ایک حضرت عمر ؓ تھے جن کا اسلام فتح، ہجرت نصرت اور خلافت رحمت تھی جیسا کہ بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا تھا

وَيَنْظُرُ الْمُشْرِكُونَ وَالْمُنَافِقُونَ مِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ فَيَرَوْنَ هٰذِهِ الْجَمَاعَةَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ يُقَدِّمُونَ سَالِمًا لِيَؤُمَّهُمْ فِي الصَّلاةِ، فَيُكْبِرُونَ مِنْ أَمْرِ سَالِمٍ هٰذَا بَادِئَ الرَّأْيِ، ثُمَّ لَا يَلْبَثُونَ أَنْ يَذْكُرُوهُ وَيَعْرِفُوهُ، يَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ إِلَى هٰذَا الرَّجُلِ الَّذِي يُصَلِّي بِهٰذِهِ النَّاجِمَةِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ مَنْ هَاجَرَ مِنْهُمْ إِلَى الْمَدِينَةِ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِهَا! إِنَّهُ سَالِمٌ، أَلَا تَذْكُرُونَ سَالِمًا؟ فَيَجْهَدُ الْقَوْمُ أَنْفُسَهُمْ لِيَذْكُرُوهُ، وَلٰكِنَّ بَعْضَهُمْ يُعِيدُ عَلَيْهِمْ قِصَّةَ ذٰلِكَ الْيَهُودِيِّ الَّذِي كَانَ يَعْرِضُ عَلَى الْعَرَبِ وَالْيَهُودِ صَبِيًّا حَدَثًا لَا يُحْسِنُ الْعَرَبِيَّةَ وَلَا يَفْهَمُهَا. وَمَا هِيَ إِلَّا أَنْ يَسْمَعُوا بَدْءَ هٰذِهِ الْقِصَّةِ حَتّٰى يَسْتَحْضِرُوا سَائِرَهَا، وَحَتّٰى يَرَوْا ذٰلِكَ الصَّبِيَّ الَّذِي مَسَّهُ الضُّرُّ وَظَهَرَ عَلَيْهِ الْبُؤْسُ وَزَهَدَ فِيهِ الْعَرَبُ وَالْيَهُودُ جَمِيعًا، وَاشْتَرَتْهُ ثُبَيْتَةُ بِنْتُ يَعَارٍ لَا رَغْبَةً فِيهِ بَلْ عَطْفًا عَلَيْهِ،

اوس وخزرج کے مشرک اور منافق لوگ جائزہ لیتے تو دیکھتے کہ مہاجرین اور انصار کی یہ جماعت نماز کی امامت کیلئے سالم کو آگے کرتے ہیں، بظاہر وہ حضرت سالم ؓ کے اس معاملہ کو بڑا سمجھتے پھر ان کا استحضار کرنے اور پہچاننے سے توقف نہ کرتے ایک دوسرے کو کہتے کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو اس شخص کو جو محمد ﷺ کے اصحاب کی اس نئی جماعت کو نماز پڑھاتا

ہے؟ جن میں سے بعض نے تو مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے اور بعض مدینہ ہی کے باسی ہیں، یقیناً یہ شخص سالم ہے کیا تمہیں سالم کا استحضار نہیں ہے؟ ساری قوم ان کو ذہن میں لانے کی کوشش کرتی تاکہ ان کو یاد کریں کہ اچانک ان میں سے کوئی ان کیلئے اس یہودی کا قصہ دہراتا جو عرب اور یہودیوں کو ایک ایسا نوعمر بچہ پیش کرتا تھا جو اچھے طریقہ سے عربی جانتا تھا اور نہ ہی سمجھتا تھا۔ یہ صرف اس لئے کرتے کہ وہ اس واقعہ کی ابتداء سن کر بقیہ قصہ کا استحضار کریں اور اس بچے کو دیکھیں جس کو تکلیف لاحق ہوئی، تنگ حالی اس پر غالب آگئی اور عرب و یہود سب نے اس کو حقیر سمجھا اور شبیتہ بنت یعار نے بھی اس کو چاہت کی بناء پر نہیں بلکہ اس پر رحم کھاتے ہوئے خریدا۔

ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: لَوْعَاشَ سَلَّامُبْنُ جُبَيْرٍ لَرَأى مِنْ صَبِيِّهِ ذَاكَ عَجَبًا،ثُمَّ يَقُوْلُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ: أَلَا تَرَوْنَ إلٰى هٰذِهِ النَّاجِمَةِ مِنْ أَصْحَابِ مُحَمَّدٍ يَؤُمُّهُمْ فَارِسِيٌّ قَدْ كَانَ بِالْأَمْسِ عَبْدًا؟ ثُمَّ يَرُدُّ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ رَجْعَ هٰذَا الْحَدِيْثِ فَيَقُوْلُ: إنَّ لِهٰؤُلَاءِ النَّاسِ لَشَأْنًا. إنَّهُمْ يُسَوِّدُوْنَ الْعَبِيْدَ، وَيُلْغُوْنَ مَا بَيْنَ الْأَحْرَارِ وَالرَّقِيْقِ مِنَ الْفُرُوْقِ،وَإنَّا لَنَرْحَمُ قُرَيْشًا مِمَّا أَلَمَّ بِهَا، وَإنَّا لَنَعْذِرُ قُرَيْشًا مِمَّا فَعَلَتْ بِمُحَمَّدٍ وَأَصْحَابِهِ،وَلَوِ اسْتَطَعْنَا لَفَتَنَّا هُمْ كَمَا فَتَنَتْهُمْ قُرَيْشٌ،وَلَنَفَيْنَا هُمْ عَنْ أَرْضِنَا كَمَا نَفَتْهُمْ قُرَيْشٌ،وَلٰكِنْ هَلْ إلٰى هٰذَا مِنْ سَبِيْلٍ ؟ فَيَقُوْلُ قَائِلُهُمْ: هَيْهَاتَ! لَقَدْ آمَنَ لَهُمْ أُولُوا الْبَأْسِ وَالْقُوَّةِ مِنْ قَوْمِنَا،

پھر ایک دوسرے سے کہتے کہ اگر سلّام بن جبیر زندہ ہوتا تو اپنے اس غلام کو انوکھا سمجھتا پھر ایک دوسرے سے کہتے کہ کیا تم دیکھتے نہیں ہو محمد ﷺ کے اصحاب کی اس نئی جماعت کو جن کی امامت ایک ایسا فارسی کرتا ہے جو کل تک غلام تھا؟ ایک دوسرے کو اس (مذکورہ) بات کا جواب دیتے ہوئے کہتے ان لوگوں کا تو کوئی الگ معاملہ ہے، یہ غلام کو سردار بناتے ہیں، آزاد اور غلام کے درمیان تمام فرق ختم کرتے ہیں۔ یقیناً قریش پر ان کی وجہ سے جو (ضرر) لاحق ہوا ہے ہمیں شفقت کرنی چاہئے اور قریش نے جو معاملہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کے ساتھ کیا اس میں انہیں معذور سمجھنا چاہیے اگر ہم قادر ہوتے تو ان کو ایسے ہی سخت تکلیف دیتے جیسے قریش نے ان کو سخت تکلیف دی ہے اور ہم بھی ان کو اپنی زمین سے ایسے نکال دیتے جیسے قریش نے ان کو نکالا لیکن اس کا کوئی طریقہ ہے؟ انہیں میں سے کسی نے کہا کہ ایسا کرنا تو بہت بعید ہے کیونکہ انکو ہماری قوم کے طاقتور اور قوی لوگوں نے پناہ دی ہے۔ مد ۲

یلغون : لغو(إفعال) إلغاءً اباطل کرنا، محروم کرنا (ن) لغوًا (س) لغی غلطی کرنا بصلہ [با] مشتاق ہونا (مفاعلہ) ملاغاۃً ہنسی مذاق کرنا (استفعال) استلغاءً اگفتگو کرانا، لغت سننا۔

وَلٰكِنَّ فَرِيقًا مِّنْ هٰؤُلَاءِ الْمُتَحَدِّثِينَ يَسْمَعُونَ ثُمَّ يُنْكِرُونَ ثُمَّ يُؤْثِرُونَ الصَّمْتَ، ثُمَّ يَخْلُوا بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ فَيَسْتَأْنِفُونَ بَيْنَهُمْ حَدِيثًا جَدِيدًا يَعْجَبُونَ فِيهِ مِنْ أَمْرِ هٰذَا الَّذِي كَانَ عَبْدًا بِالْأَمْسِ، ثُمَّ هُوَ يَؤُمُّ الْأَحْرَارَ فِي صَلَاتِهِمُ الْيَوْمَ، ثُمَّ يَتَتَبَّعُونَ الْمُهَاجِرِينَ فَيَرَوْنَ فِيهِمْ نَفَرًا غَيْرَ قَلِيلٍ مِنَ الرَّقِيقِ الَّذِينَ أُعْتِقُوا، أَعْتَقَهُمْ إِسْلَامُهُمْ، ثُمَّ يَتَتَبَّعُونَ سِيرَةَ الْأَحْرَارِ الْأَشْرَافِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ مَعَ هٰؤُلَاءِ الَّذِينَ رُدَّتْ عَلَيْهِمُ الْحُرِّيَّةُ بَعْدَ أَنْ نَشَأُوا فِي الرِّقِّ،

لیکن ان باتیں کرنے والوں میں سے ہی ایک گروہ ایسا بھی تھا جوان کی باتیں سنتا، اوبرا سمجھتا، خاموشی اختیار کرتا پھر علیحدگی میں ایک دوسرے سے ملتے تو ایک نئی بات شروع کرتے اس میں اس شخص کے معاملہ کو بھلا سمجھتے جو پہلے غلام تھا اور آج نماز میں آزاد لوگوں کی امامت کرتا ہے پھر وہ مہاجرین کی ٹوہ میں لگتے تو دیکھتے کہ ان میں ایک غیر معمولی جماعت ان غلاموں کی ہے جو آزاد کیے گئے اور انکوانکے اسلام نے آزاد کرایا پھر وہ آزاد شریف الاصل مسلمانوں کی ٹوہ میں لگتے ہیں کہ ان کا معاملہ ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے غلامی میں نشو ونما پائی اور پھر آزاد کردیئے گئے کیسا ہے؟

فَيَرَوْنَهَا تَقُومُ عَلَى الْإِخَاءِ وَالْعَدْلِ وَالنَّصَفَةِ وَالْمُسَاوَاةِ، ثُمَّ يَتَحَدَّثُونَ فِي ذٰلِكَ إِلَى الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَوْمِهِمْ، فَيَقُولُ لَهُمْ هٰؤُلَاءِ: إِنَّ الْإِسْلَامَ لَا يُفَرِّقُ بَيْنَ الْحُرِّ وَالرَّقِيقِ، وَلَا بَيْنَ النَّاسِ إِلَّا بِالتَّقْوٰى وَبِمَا يُقَدِّمُونَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِمْ مِنَ الْبِرِّ وَالْخَيْرِ وَعَمَلِ الصَّالِحَاتِ، هُنَا لِكَ تَطْمَحُ قُلُوبُهُمْ إِلٰى هٰذِهِ الْمُسَاوَاةِ الَّتِي لَمْ يَسْمَعُوا بِهَا مِنْ قَبْلُ، وَإِلٰى هٰذَا الْعَدْلِ الَّذِي لَمْ يَأْلَفُوهُ، وَإِذَاهُمْ يَمِيلُونَ إِلَى الْإِسْلَامِ، ثُمَّ يَسْرَعُونَ إِلَيْهِ، ثُمَّ يَحْرِصُونَ عَلٰى أَنْ يَؤُمَّهُمْ سَالِمُ بْنُ أَبِي حُذَيْفَةَ، ذٰلِكَ الَّذِي كَانَ عَبْدًا بِالْأَمْسِ فَأَصْبَحَ يَؤُمُّ الْأَشْرَافَ مِنْ قُرَيْشٍ وَمِنَ الْأَوْسِ وَالْخَزْرَجِ حِينَ يَقُومُونَ بِصَلَاتِهِمْ بَيْنَ يَدَيِ اللهِ.

چنانچہ وہ دیکھتے کہ وہ بھائی چارگی، عدل وانصاف اور برابری کو قائم رکھتے ہیں پھر اس بارے میں اپنی قوم کے مسلمانوں سے بات کرتے تو وہ مسلمان ان کو بتلاتے کہ اسلام

بلاشبہ آزاد، غلام اور دوسرے لوگوں کے درمیان محض تقویٰ، ان کی نیکی، اچھائی اور ان اعمالِ صالحہ کی وجہ سے، جو وہ اپنے لئے آئندہ کی زندگی کیلئے کرتے ہیں، تفریق کرتا ہے (وگرنہ ان میں کوئی تفریق نہیں ہے) اب ان کے دل اس مساوات کی طرف جس کو پہلے انہوں نے کبھی نہ سنا تھا اور اس انصاف کی طرف جو کہ ان کے لئے نامانوس تھا، متوجہ ہوئے اور اسلام کی طرف رغبت کرنے لگے پھر اسکی طرف جلدی کی (جلد ہی اس میں داخل ہو گئے) پھر یہ بھی حرص کرنے لگے کہ وہی سالم بن حذیفہ ﷛ جو کل تو غلام تھے اور اب قریش اور اوس و خزرج کے معزز لوگ جب اللہ کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں وہ ان کی امامت کرتے ہیں، ان کی امامت کریں۔

تطمح: طمح (ف) طُمُحًا، طماحًا دیکھنا، نگاہ اٹھنا، مغرور ہونا (ف) طماحًا سرکش ہونا (تفعیل) تطمیحًا پھینکنا، اگلی ٹانگوں کو اٹھانا۔

☆☆☆☆☆☆☆

اَلْفِرْدَوْسُ الْإِسْلَامِیُّ فِیْ قَارَّةِ آسِیَا

(للاستاذ علی الطنطاوی(۱))

نَحْنُ أَلآنَ فِيْ الْهِنْدِ، فِي الْقَارَّةِ الَّتِيْ حَكَمْنَاهَا أَلْفَ سَنَةٍ، فِي الدُّنْيَا الَّتِيْ كَانَتْ لَنَاوَحْدَنَا، وَكُنَّا نَحْنُ سَادَتُهَا، فِي (الْفِرْدَوْسِ الْإِسْلَامِيِّ الْمَفْقُوْدِ) حَقًّا وَلَئِنْ كَانَتْ لَنَا فِيْ أَسْبَانِيَا أُنْدُلُسُ فِيْهَا عِشْرُوْنَ مِلْيُوْنًا، فَلَقَدْ كَانَ لَنَا هٰهُنَا أُنْدُلُسُ أَكْبَرُ، فِيْهَا الْيَوْمُ أَرْبَعمِائَةِ مِلْيُوْنَ، خُمُسُ سُكَّانِ الْأَرْضِ، وَلَئِنْ

(۱) علی بن مصطفےٰ طنطاوی ۱۳۲۷ھ میں دمشق میں پیدا ہوئے، آپکے والد ماجد بہت بڑے مفتی تھے آپ نے علماء دمشق سے شرف تلمذ حاصل کیا، آپکے مایہ ناز اساتذہ میں شیخ ابو خیر میدانی اور شیخ صالح تیونی سر فہرست ہیں، کچھ عرصہ مدرسہ نظامیہ میں بھی اپنے علم کی پیاس بجھائی، سال سے کچھ کم عرصہ دار العلوم مصریہ میں بھی تعلیم حاصل کرنے کا شرف حاصل ہوا، اسکے بعد ایک طویل عرصہ تک عراق، مصر اور لبنان میں صحافت اور لغت عربیہ کی خدمات میں مشغول رہے، ۱۹۴۰ء میں قضا کے عہدے پر فائز ہونے کے باوجود درس و تدریس کا مشغلہ نہ چھوڑا، آپ دمشق میں عدالت تمیز کے مشیر کار بھی رہے، پھر زمانے کے ناگہانی حوادث کی وجہ سے آپ کو سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر حجاز منتقل ہونا پڑا، وہاں مکہ کی ایک یونیورسٹی میں استاذ کے مرتبہ پر فائز رہے، وہیں سے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر احادیث بیان کرنے اور سوالات کے جواب دینے میں مصروف ہوئے اور اپنے وسیع علم و ادب سے عوام کو بہت فائدہ پہنچایا، استاذ علی طنطاوی ان کبار ادباء میں سے تھے جن کو عرب دنیا میں بہت ہی پذیرائی حاصل ہوئی آپ کا انداز تصنیف خوشنما، فصاحت و بلاغت سے مزین اور جدید و قدیم انداز کے محاسن سے مرقع ہے، یہ مقالہ جس میں تاریخ ہند ہے ہندوستان کی سیاحت کے بعد لکھا اور اس میں بھی آپکا عربی ادب میں شہسوار ہونا معلوم ہوتا ہے، آپکی بہت ساری تصانیف میں سے چند مشہور تصانیف "ابو بکر الصدیق، عمر بن خطاب، رجال فی التاریخ، قصص من التاریخ" ہیں۔

تَركنَافِي الْأُنْدُلُسِ مِنْ بَقَايَا شُهَدَائِنَا وَدِمَاءِ أَبْطَالِنَا، وَلَئِنْ خَلَّفْنَا فِيْهَا مَسْجِدَ قُرْطُبَةَ وَالْحَمْرَاءَ، فَإِنَّ لَنَافِي كُلِّ شِبْرٍمِّنْ هٰذِهِ الْقَارَّةِ دَمًازَكِيًّا أَرَقْنَاهُ، وَحَضَارَةً خَيِّرَةً وَشَّيَتْ جَنَبَاتِهَا، وَطَرَّزَتْ حَوَاشِيَهَا، بِالْعِلْمِ وَالْعَدْلِ وَالْمَكْرُمَاتِ وَالْبُطُولَاتِ، وَإِنَّ لَنَافِيْهَامَعَاهِدَوَمَدَارِسَ، كَمْ أَنَارَتْ عُقُوْلًا وَفَتَحَتْ لِلْحَقِّ قُلُوْبًا وَلَا تَزَالُ تَفْتَحُ الْقُلُوْبَ وَتُنِيْرُ الْعُقُوْلَ، وَإِنَّ لَنَا فِيْهَا آثَارًا تَفُوْقُ بِجَمَالِهَا وَجَلَالِهَا الْحَمْرَاءَ وَحَسْبُكُمْ (تَاجْ مَحَل) أَجْمَلُ بِنَاءٍ عَلَا ظَهْرَ الْأَرْضِ.

برِاعظم ایشیا میں گلشن اسلامی

ہم اب ہندوستان میں اس براعظم میں ہیں جس پر ہزار سال تک ہم نے حکومت کی، اس دنیا میں جو صرف اور صرف ہماری تھی اور ہم ہی اس (گم کردہ جنت نما اسلامی قلمرو) کے حکمران تھے، اگر ہسپانیہ میں ہمارے لئے اندلس تھا جس کی آبادی بیس ملین تھی تو ہمارے لئے یہاں ایک بڑا اندلس (ہندوستان) ہے، جس میں آج چارسو ملین لوگ یعنی زمین کی کل آبادی کا پانچواں حصہ (۱/۵) رہ رہے ہیں، اگر اندلس میں ہم اپنے شہداء کی باقیات اور اپنے بہادروں کے خون چھوڑ آئے ہیں اور اگر ہم نے وہاں جامع مسجد قرطبہ اور قلعہ حمراء چھوڑا تو اس سرزمین (ہندوستان) کی ہر بالشت پر ہم نے اپنا مقدس لہو گرایا ہے، اس کے کونے کونے میں ایسی شائستہ تہذیب (چھوڑی) ہے جس نے اسکے کونے کونے کو مزین کردیا ہے اور ملک کے گوشوں پر علم، عدل، سخاوت اور شجاعت کے ذریعے اپنا رنگ جمایا، یہاں پر ہمارے معاہد اور مدارس ہیں جنہوں نے کتنی عقلوں کو منور کیا، حق کیلئے کتنے دلوں کو کھولا اور تا حال عقلوں کو منور اور دلوں کو کھول رہے ہیں اس میں ہمارے کچھ ایسے آثار ہیں جو اپنے جمال وجلال کی وجہ سے حمراء پر فائق ہیں (سے بڑھ گئے ہیں) آپ تاج محل کو لے لیجئے جو روئے زمین کی (بنائی گئی عمارتوں میں سے) خوبصورت ترین عمارت ہے۔

قارۃ: براعظم، خشکی [جمع] قارّات۔ أسبانيا: ہسپانیہ، جہاں پہلے مسلمانوں کی حکمرانی تھی اس کو اندلس کہتے تھے آج عیسائیوں کی حکومت ہے اور اس کا موجودہ نام اسپین ہے۔ أبطال: [مفرد] بَطَلٌ بہادر۔ بطل (ک) بَطَالَۃً، بُطُولۃً دلیر ہونا (إفعال) إبطالاً لغو کام کرنا، ضائع کرنا (تفعّل) تبطلاً بہادر بننا، بے کار رہنا۔ أرقنا: روق (إفعال) إراقۃً گرانا، بہانا (ن) رَوْقًا صاف ہونا، فضیلت وخوبی میں بڑھ جانا۔ رَوْقانًا تعجب میں ڈالنا، پسند آنا۔ حضارۃ: شہر کی بود وباش، شہر اور آباد مکانات، اسکے مدمقابل بَدَاوَۃٌ (دیہات)

آتا ہے۔**وشیت**: وشی (ض) وَشْیًا، وَشِیَۃً منقش کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔**جنباتھا**: [مفرد] الجانبُ جانبین، گوشے، انسان کا پہلو، دیگر جمع جوانب بھی آتی ہے۔جنب (اِفعال) اِجنابًا پہلو میں چلنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۸۲ پر ہے۔**طرزت**: طرز (تفعیل) تطریزًا بیل بوٹے بنانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔

لَقَدْ مَرَّتْ بِالْهِنْدِ أَرْبَعَةُ عُهُوْدٍ إِسْلَامِيَّةٍ،عَهْدُ الْفَتْحِ الْعَرَبِيِّ،ثُمَّ عَهْدُ الْفَتْحِ الْأَفْغَانِيِّ،ثُمَّ عَهْدُ الْمَمَالِيْكِ،ثُمَّ عَهْدُ الْمُغْلِ. كَانَ أَوَّلُ مَنْ حَمَلَ إِلَى الْهِنْدِ لِوَاءَ الْإِسْلَامِ،مُحَمَّدَ بْنَ الْقَاسِمِ الثَّقَفِيَّ،الْقَائِدَ الشَّابَّ الَّذِيْ هَجَرَ مَنَازِلَ قَوْمِهٖ فِي الطَّائِفِ،وَمَشٰى إِلَى الْعِرَاقِ فِيْ رِكَابِ ابْنِ عَمِّهِ الْحَجَّاجِ،الَّذِيْ ظَلَمَ كَثِيْرًا وَقَسَا كَثِيْرًا،وَكَانَتْ لَهٗ هَنَاتٌ غَيْرُ هَيِّنَاتٍ ، وَلٰكِنَّهٗ هُوَ الَّذِيْ أَبْقٰى لَنَا الْعِرَاقِيْنَ وَفَتَحَ لَنَا الْمَشْرِقَ كُلَّهٗ وَالسِّنْدَ فَبَعَثَ الْمُهَلَّبَ الْعَظِيْمَ حَتّٰى أَطْفَأَ نَارَ الْحَرْبِ الْأَهْلِيَّةِ الَّتِيْ ضَرَمَهَا الْخَوَارِجُ،وَأَرْسَلَ قُتَيْبَةَ الْعَظِيْمَ حَتّٰى فَتَحَ سَمَرْقَنْدَ وَبُخَارٰى وَتُرْكِسْتَانَ،وَأَوْفَدَ ابْنَ عَمِّهٖ مُحَمَّدًا الْعَظِيْمَ حَتّٰى فَتَحَ السِّنْدَ

ہندوستان پر اسلامی تاریخ کے چار ادوار گزرے ہیں:
(۱) عربی فتوحات کا دور (۲) افغانی فتوحات کا دور (۳) دور سلاطین
(۴) مغل دور حکومت۔

ہندوستان کی طرف پہلی دفعہ اسلام کا جھنڈا جس نے اٹھایا وہ محمد بن قاسم (۱) الثقفی ہیں یہ وہ نوجوان قائد ہیں جنہوں نے طائف میں اپنی قوم کے مسکن کو خیر باد کہا اور اپنے چچازاد حجاج کی جماعت میں عراق آئے، وہ حجاج جس نے بہت ظلم ڈھائے، بہت سختی کی اور اس کیلئے ایسی مصیبتیں ہیں (ایسے گھناؤنے اعمال ہیں) جو کمزور نہیں ہیں لیکن یہ وہی ہے جس نے ہمارے لئے عراقین کو باقی (قابو میں) رکھا اور ہمارے لئے پورے مشرق اور

(۱) محمد بن القاسم بن الحکم بن ابی عقیل الثقفی ، یہ حجاج بن یوسف کے چچازاد بھائی اور داماد تھے، حجاج نے ان کو سندھ کی طرف لشکر دے کر بھیجا، انہوں نے سندھ کو فتح کیا اور پھر آگے بڑھتے گئے اور علاقوں پر علاقے فتح کرتے ہوئے ملتان کو بھی فتح کیا، ادھر حجاج بن یوسف اور ولید بن عبدالملک وفات پا گئے، سلیمان بن عبدالملک نے ولید بن عبدالملک کی جگہ سنبھالی اور یزید بن عبدالملک سندھ کا گورنر بنا، اس نے محمد بن قاسم کو قید کیا ان کی یہ حالت دیکھ کر اہل سندھ کی چیخیں نکل گئیں، ان کی تصویریں بھی بنائی گئیں صالح نامی شخص نے جو کہ سلیمان کے زمانہ میں عراق کا گورنر تھا محمد بن قاسم اور ان کے قبیلہ والوں کو بہت اذیتیں دیں بالآخر محمد بن قاسم سمیت سب کو شہید کر دیا گیا یوں صالح نے اپنے بھائی آدم کے قتل کا بدلہ چکا لیا جس کو حجاج نے قتل کرایا تھا، سندھ کی فتح کے وقت محمد بن قاسم کی عمر ۱۷ سال تھی ۹۶ھ میں ان کو شہید کر دیا گیا۔

سندھ کو فتح کیا۔ اس نے عظیم کمانڈر مہلب کو (خوارج کی سرکوبی کے لئے) بھیجا اور انہوں نے دروں خانہ کی وہ آگ جو خوارج نے بھڑکائی تھی بجھائی، عظیم کمانڈر قتیبہ کو روانہ کیا جنہوں نے سمرقند و بخارا اور ترکستان کو سرنگوں کیا اور اپنے چچازاد عظیم کمانڈر محمد بن قاسم کو بھیجا جنہوں نے سندھ کو زیر کردیا۔

قسا: قسو (ن) قَسْوًا، قَسْوَۃً، قَسَاوَۃً سخت و درشت ہونا۔ ھنات: مصیبت [جمع] ھَنَوات۔ ضرمھا: ضرم (تفعیل) تضریمًا بھڑکانا، روشن کرنا (س) ضَرَمًا بھوک یا غصہ سے بھڑکنا۔

وَلَوْلَا الْإِيْمَانُ الَّذِىْ يَصْنَعُ الْعَجَائِبَ، وَلَوْلَا الْهِمَمُ الْكِبَارُ الَّتِىْ تُزِيْحُ الْجِبَالَ، وَلَوْلَا الْبُطُوْلَةُ الَّتِىْ وَضَعَهَا مُحَمَّدٌ ﷺ فِىْ قُلُوْبِ الْعَرَبِ لَمَا اسْتَطَاعَ هٰذَا الْجَيْشُ أَنْ يَّقْطَعَ خُمُسَ مُحِيْطِ الْكُرَّةِ الْأَرْضِيَّةِ، وَهُوَ مَاشٍ عَلَى الْأَقْدَامِ، أَوْ مُعْتَلٍ ظُهُوْرَ الْإِبِلِ وَالدَّوَابِّ، مَاعَرَفَ قِطَارًا وَلَا سَيَّارَةً، وَلَا رَاٰى عَلٰى مَتْنِ الْجَوِّ طَيَّارَةً، وَلَمَّا وَضَعَ ابْنُ الْقَاسِمِ الْحَجَرَ الْأَوَّلَ فِىْ هٰذَا الصَّرْحِ الْهَائِلِ، وَأَدْخَلَ الشُّعَاعَةَ الْأُوْلٰى مِنْ هٰذِهِ الشَّمْسِ الَّتِىْ أَشْرَقَتْ فِىْ مَكَّةَ إِلٰى هٰذِهِ الْقَارَّةِ، وَفَتَحَ السِّنْدَ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنُّهُ سِنَّ تَلَامِيْذِ الْبَكَالُوْرِيَا!

اگر یہ ایمان نہ ہوتا جو عجیب و غریب کرشمے دکھاتا ہے، اگر یہ بلند ہمتیں نہ ہوتیں جو پہاڑوں کو ہلا دیتی ہیں اور اگر وہ شجاعت نہ ہوتی جسے محمد ﷺ نے عربوں کے دلوں میں بسایا تو یہ لشکر پیدل، اونٹوں اور جانوروں پر سوار ہوکر کبھی کرہ ارض کے پانچویں حصے کو قطع نہ کرسکتا جبکہ اسنے کوئی کار دیکھی اور نہ ریل اور نہ ہی فضا میں اڑتے ہوئے طیارے کی شکل دیکھی ۔ جب محمد بن قاسم نے اس عظیم عمارت کی خشت اول رکھی، مکہ میں روشن ہونے والے سورج کی پہلی شعاع ہندوستان میں داخل کی اور جب سندھ فتح کیا تو انکی عمر گریجویٹ کے طلبہ جتنی بھی نہ تھی۔

تزیح: زوح (إفعال) إزاحۃً جگہ سے ہٹانا، پورا کرنا، انجام تک پہنچانا (انفعال) انزیاحًا زائل ہونا۔ معتل: علو (افتعال) اعتلاءً، بلند ہونا، غالب ہونا، سوار ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۹ے پر ہے۔ الھائل: خوفناک، گھبراہٹ میں ڈالنے والا۔ ھول (ن) ھَوْلًا، گھبراہٹ میں ڈالنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۰ے پر ہے۔

وَعَادَ إِلَيْهَا لِوَاءُ الْإِسْلَامِ مَرَّةً ثَانِيَةً فِى الْقَرْنِ الرَّابِعِ، عَادَ بِالْفَتْحِ عَلٰى

يَدِ السُّلطَانِ الْعَظِيمِ مَحْمُوْدِ الْغَزْنَوِيِّ، الَّذِيْ خَرَجَ مِنْ غَزْنَةَ وَكَانَتْ قَصْبَةَ بِلَادِ الْأَفْغَانِ، وَهِيَ إِلَى الْجُنُوبِ مِنْ كَابُلٍ، فَاخْتَرَقَ مَمَرَّ خَيْبَرَ، الْمُضَيَّقَ الْمَهُوْلَ الَّذِيْ يَشُقُّ تِلْكَ الْجِبَالَ الشَّاهِقَةَ شَقًّا، وَالَّذِيْ تَجْزَعُ أَنْ تَسْلُكَهُ مِنْ وُعُوْرَتِهِ وَوَحْشَتِهِ أُسْدُ الْفَلَا. وَجِنُّ اللَّيَالِي السُّوْدِ، ثُمَّ دَخَلَ الْهِنْدَ وَخَاضَ عَشَرَاتٍ مِّنَ الْمَعَامِعِ الْحُمْرِ، اَلَّتِيْ يَرْقُصُ فِيْهَا الْمَوْتُ، وَيَشْتَعِلُ الدَّمُ، وَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ أُمَرَاءُ الْهِنْدِ وَأَقْيَالُهَا جَمِيْعًا، فَطَحَنَ أَبْطَالَهُمْ وَمَزَّقَ جُيُوْشَهُمْ، وَمَضٰى حَتّٰى جَابَ الْبُنْجَابَ، وَاسْتَجَابَتْ لَهُ هَاتِيْكَ الْبِلَادُ فَأَقَامَ فِيْهَا حُكْمَ اللّٰهِ، وَأَذَاقَ أَهْلَهَا عَدَالَةَ الْإِسْلَامِ.

چوتھی صدی ہجری میں یہاں دوبارہ اسلام کا جھنڈا اسوقت داخل ہوا جب سلطان محمود غزنوی کے ہاتھوں دوبارہ فتح ہوا، سلطان غزنی سے نکلے اور غزنی افغانیوں کا مرکزی شہر تھا جو کہ کابل کے جنوب میں واقع ہے (غزنی سے نکل کر) اس درہ خیبر سے گزرے جو پیچ در پیچ تنگ اور ہولناک ہے جو یہاں کے بلند و بالا پہاڑوں کو چیر پھاڑ کر نکل جاتا ہے جس کی تنگی اور وحشت کی وجہ سے صحراء کے شیر اور کالی راتوں کے جن بھی اسکو پار کرنے سے گھبراتے ہیں پھر ہند میں داخل ہوئے اور دسیوں ایسے خونریز معرکوں میں کودے، جہاں موت رقص کرتی تھی اور خون کے فوارے پھوٹتے تھے، ہندوستان کے رؤساء اور شاہان ان کے خلاف جمع ہوئے لیکن آپ نے ان کے سورماؤں کو روندا، لشکروں کو منتشر کر دیا اور چلتے چلتے پورے پنجاب میں گھومے، اس کے شہر بھی آپ کے سامنے سرنگوں ہوئے۔ وہاں شریعت نافذ کی اور اس کے باسیوں کو اسلامی عدالت کے سائے میں لے آئے۔

<u>الشاهقة</u>: شھق (ف،ض،س) شُھُوقاً بلند ہونا، جما دینا، شَھِیْقاً گدھے کا رینکنا، رونے میں سسکی لینا (تفعّل) تشھقاً نظریں جما دینا۔ <u>وعورية</u>: وعر (ک) وَعارَۃً ،وُعُورَۃً (ض) وَعْراً ،وُعُوْراً (س) وَعَراً سخت ہونا، دشوار گزار ہونا (تفعیل) توعیراً سخت بنانا، ہٹانا (إفعال) إیعاراً دشوار ہونا۔ <u>الفلا</u>: [مفرد] الفلاۃ وسیع بیابان، دیگر جمع فلوات، فُلِیٌّ، فُلِیٌّ بھی آتی ہیں۔ <u>المعامع</u>: لڑائیاں، فتنے [مفرد] المعمع، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۸۵ پر ہے۔ <u>أقيال</u>: [مفرد] القَیل رئیس حمیر کے بادشاہوں کا لقب، اونٹنی جس کو دوپہر میں دوہا جائے (تفعّل) تقیّلاً دوپہر میں سونا، مشابہ ہونا۔

وَجَاءَ مِنْ هٰذَا الطَّرِيْقِ بَعْدَ أَكْثَرَ مِنْ قَرْنٍ، اَلسُّلْطَانُ شِهَابُ الدِّيْنِ

الْغَوْرِیُّ، فَوَصَلَ مِنْ هٰذَا الْفَتْحِ مَاكَانَ مُنْقَطِعًا، وَأَكْمَلَ مِنْهُ مَا كَانَ نَاقِصًا، وَمَلَكَ شِمَالِي الْهِنْدِ، وَبَلَغَتْ جُيُوْشُهُ دِهْلِيَّ، فَأَوْقَدَتْ فِيْهَا مَنَارَ الدَّعْوَةِ الْإِسْلَامِيَّةِ، فَضُوْأَتْ بَعْدَ الظُّلْمَةِ، وَأَبْصَرَتْ بَعْدَ الْعِمٰى، وَدَوّٰى فِيْ أَرْجَائِهَا اَلصَّوْتُ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْ بَطْنِ مَكَّةَ، صَوْتُ الْمُؤَذِّنِ يُنَادِيْ فِيْ قَلْبِ الْهِنْدِ ذَاتَ الْأَرْبَابِ وَالْآلِهَةِ وَالْأَصْنَامِ، أَنْ خَابَتْ آلِهَتُكُمْ، وَهَوَتْ أَصْنَامُكُمْ، إِنَّمَا هُوَ إِلٰهٌ وَاحِدٌ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ. قَامَتْ فِي الْهِنْدِ حُكُوْمَةٌ إِسْلَامِيَّةٌ قَرَارُتُهَا دِهْلِيُّ.

صدی کے کچھ عرصہ بعد اسی راستے سے شہاب الدین غوری داخل ہوئے اور اس فتح سے اس چیز کو جو منقطع ہوگئی تھی، ملا دیا اور جو نا تمام رہ گیا تھا اسکو پورا کر دیا، ہند کے دونوں شمال (شمال مغرب، شمال مشرق) کو زیر کر دیا اور ان کا لشکر دہلی جا پہنچا، وہاں دعوت اسلامی کی شمع روشن کی تو دہلی تاریکیوں کے بعد روشنیوں سے آشنا ہوا، اندھے پن کے بعد اسے بینائی نصیب ہوئی اور اسکے کونوں میں وہ آواز گونجی جو مکہ سے نکلی تھی۔ موذن کی آواز قلب ہند میں بہت سے بتوں، خداؤں اور دیوتاؤں کے پجاریوں کو پکار پکار کر بتا رہی تھی کہ تمہارے خدا ناکام ہوگئے اور تمہارے بت گر گئے، اِلٰہ صرف ایک ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ہندوستان میں اسلامی حکومت قائم ہوگئی جس کا دار الخلافہ دہلی تھا۔

دوی: دوی (تفعیل) تدویۃً گرجنا، گنگناہٹ سنائی دینا (ض) دویًا گنگناہٹ سنائی دینا۔ هـوت: هوی (ض) هُوِیًا، هَوَیَانًا اوپر سے نیچے گرنا۔ هُوَّةً چڑھنا (س) هَوًی محبت کرنا (اِفعال) اِهواءً گرنا، بڑھنا۔

وَبَيْنَمَا كَانَ قُطْبُ الدِّيْنِ أَيْبَكُ قَائِدُ السُّلْطَانِ الْغَوْرِيِّ يَفْتَحُ الْمُدُنَ بِسَيْفِهٖ كَانَ الشَّيْخُ مُعِيْنُ الدِّيْنِ الْجِشْتِيُّ يَفْتَحُ الْقُلُوْبَ بِدَعْوَتِهٖ فَدَخَلَ النَّاسُ فِي الْإِسْلَامِ أَفْوَاجًا وَكَانَ هٰذَا الْفَتْحُ أَبْقٰى وَأَخْلَدَ، وَكَانَ مِنْهُ الْيَوْمَ ثَمَانُوْنَ مِلْيُوْنًا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ فِيْ بَاكِسْتَانَ، وَأَرْبَعُوْنَ مِلْيُوْنًا غَيْرُهُمْ فِيْ هِنْدُوْسَتَانَ، وَسَيَبْقَى الْإِسْلَامُ فِيْ تِلْكَ الدِّيَارِ إِلٰى آخِرِ الزَّمَانِ.

اسی دوران (ایک طرف) سلطان شہاب الدین غوریؒ کے کمانڈر قطب الدین ایبک بزور شمشیر شہر پر شہر فتح کر رہے تھے تو (دوسری طرف) شیخ معین الدین چشتیؒ (1) اپنی

(1) الشیخ الامام الزاہد الکبیر الحسن ابن الحسن السجزی معین الدین اجمیری ۵۳۷ھ میں سجستان میں پیدا ہوئے (جاری ہے)

دعوت سے دلوں کو فتح کر رہے تھے اور لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہو رہے تھے، یہ فتح بہت پائیدار اور دیر پا تھی۔ آج جو پاکستان میں ۸۰ ملین اور اس کے علاوہ بھارت میں ۴۰ ملین مسلمان ہمیں نظر آتے ہیں، یہ اسی فتح کا نتیجہ ہے اور امید ہے کہ اسلام قیامت تک یہاں ایک زندہ دین کی حیثیت سے باقی رہے گا (انشاء اللہ)۔

وَوَلِيَ الْمُلْكَ بَعْدَ السُّلْطَانِ الْغُوْرِيِّ قَائِدُهُ قُطْبُ الدِّيْنِ ،الَّذِىْ فَتَحَ دِهْلِيَّ وَبَدَأَ بِهِ عَهْدُ الْمَمَالِيْكِ،وَكَانَ مِنْهُمْ مُلُوْكٌ عِظَامٌ حَقًّا،مِنْهُمْ قُطْبُ الدِّيْنِ هٰذَا بَانِيُّ مَنَارَةِ قُطْبِ (قُطْبُ مِيْنَارْ) اَلَّذِىْ يَقِفُ الْيَوْمَ أَمَامَ عَظْمَتِهَا كُلُّ سَائِحٍ يَرِدُ دِهْلِيَّ،وَشَمْسُ الدِّيْنِ الْأَلْتَمَش وَغَيَاثُ الدِّيْنِ بِلْبَنُ .

سلطان شہاب الدین غوریؒ کے بعد اس کے کمانڈر قطب الدین ایبک تخت نشین ہوئے جنہوں نے دہلی فتح کیا تھا اور اسی کے ساتھ ہی عہد سلاطین کا آغاز کیا تھا (اور اس میں کوئی شک نہیں) کہ ان میں سے چند بڑے بادشاہ ہوئے جن میں سے ایک یہی قطب الدین ہیں جو قطب مینار کے بانی ہیں جس کی عظمت کی وجہ سے دہلی میں آنے والا ہر سیاح اسکے سامنے ٹھہرتا ہے اور ان بادشاہوں میں سے شمس الدین التمش اور غیاث الدین بلبن بھی ہیں۔

ثُمَّ جَاءَ الْخِلْجُ وَكَانَ مِنْهُمُ الْمَلِكُ الْعَظِيْمُ عَلَاءُ الدِّيْنِ الْخِلْجِيُّ اَلَّذِىْ عَدَلَ فِي النَّاسِ،وَضَبَطَ الْبِلَادَ،وَبَسَطَ الْأَمْنَ،وَأَوْغَلَ فِي الْهِنْدِوَجَاءَ مِنْ بَعْدِهِمْ آلُ تغلق،وَكَانَ مِنْهُمُ الْمَلِكُ الصَّالِحُ الْمُصْلِحُ فِيْرُوْزُ،ثُمَّ جَاءَ اللُّوْدهِيُّوْنَ،وَكَانَ فِيْ أَحْمَدَ آبَادِ مُلُوْكٌ ذَكَّرُوا النَّاسَ بِالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ كَمُظَفَّرِ الْحَلِيْمِ الْكُجْرَاتِيِّ .

پھر خلجی آئے اور ان میں سے عظیم بادشاہ علاؤ الدین خلجیؒ تھے جنہوں نے لوگوں میں عدل وانصاف قائم کیا، شہروں کو منظم کیا، امن پھیلایا اور ہندوستان میں دور تک چلے گئے۔ ان کے بعد آل تغلق آئے، فیروز بادشاہ جو کہ ایک صالح اور مصلح بادشاہ تھے کا تعلق ان

ابتدائی تعلیم وہیں حاصل کی، اسکے بعد علوم عالیہ کیلئے متعدد اسفار کئے، پھر نیشاپور کی بستی ہارون میں شیخ عثمانی ہارونی کی خدمت میں حاضر ہوئے، بیس سال تک انکی صحبت میں تزکیہ نفس کراتے رہے، آپ انہیں کے ہاتھ پر بیعت تھے، پھر نیشاپور سے دہلی آ گئے، کچھ عرصہ وہاں رہنے کے بعد اجمیر تشریف لے گئے اور پھر آخر حیات تک وہیں مقیم رہے آپکے ہاتھوں پر ہزاروں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے اور آپ ہی کی برکات سے ان شہروں میں اسلام کی شمع روشن ہوئی، بالآخر ۶۳۲ھ میں محبوب حقیقی سے جا ملے اور وہیں اجمیر (ہندوستان) میں دفن ہوئے۔

سے تھا، پھر لودھی آئے اور احمد آباد میں ایسے بادشاہ بھی گزرے ہیں مثلاً مظفر حلیم گجراتی جنھوں نے لوگوں کو خلفاء راشدین ﷺ کی یاد دلادی۔

أوغل: وغل (إفعال) إیغالاً دشمن کے ملک میں دور تک گھستے ہوئے چلے جانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۱۸ پر ہے۔

وَكَانَ لِلْعُلَمَاءِ فِيْ دَوْلَةِ الْمَمَالِيْكِ دَوْلَةٌ أَكْبَرُ مِنْهَا،وَكَانَ لَهُمْ سُلْطَانٌ أَكْبَرُمِنْ سُلْطَانِ الْمُلُوْكِ،وَلَقَدرَوٰى أَخُوْنَاأَبُوالْحَسَنِ عَلِيٌّ الْحَسَنِيُّ النَّدْوِيُّ أَنَّ السُّلْطَانَ شَمْسَ الدِّيْنِ الْأَلْتَمَشْ الَّذِيْ دَانَتْ لَهُ الْبِلَادُ كُلُّهَا (وَكَانَ فِي الْقَرْنِ السَّابِعِ الْهِجْرِيِّ)وَخَضَعَ لَهُ مُلُوْكُ الْهِنْدِ جَمِيْعًا، كَانَ يَسْتَأْذِنُ عَلَى الشَّيْخِ بَخْتِيَارِ الْكَعْكِيِّ. فَيَدْخُلُ زَاوِيَتَهُ وَيَسَلِّمُ عَلَيْهِ تَسْلِيْمَ الْمَمْلُوْكِ عَلَى الْمَلِكِ وَلَايَزَالُ يَكْبِسُ رِجْلَيْهِ وَيَخْدِمُهُ وَيُذَرِّفُ الدُّمُوْعَ عَلٰى قَدَمَيْهِ حَتّٰى يَدْعُوَ لَهُ الشَّيْخُ وَيَأْمُرُهُ بِالْإِنْصِرَافِ.

حکومت سلاطین میں علماء کی بھی ایک حکومت تھی جو ان بادشاہوں کی حکومت سے بڑی تھی اور ان کا بھی ایک بادشاہ تھا جو سلطان ملوک سے بڑا تھا۔ ہمارے (بڑے) بھائی (حضرت مؤلف) ابوالحسن علی ندویؒ نے بتایا کہ سلطان شمس الدین التمش جس کیلئے شہر کے شہر سرنگوں ہوئے (اور یہ ساتویں صدی ہجری کا واقعہ ہے) اور ہندوستان کے بادشاہوں نے ان کی حکومت تسلیم کرلی، شیخ بختیار کعکیؒ (۱) سے اجازت مانگ کر ان کی خدمت میں خانقاہ میں داخل ہوتے اور ان کو ایسے سلام کرتے جیسے غلام بادشاہ کو کرتے ہیں، پھر انکے پاؤں دباتے اور برابر انکی خدمت میں لگے رہتے، اور ان کے قدموں پر آنسو گراتے، یہاں تک کہ شیخ ان کے لئے دعا فرماتے اور ان کو واپس جانے کا حکم دیتے (کی اجازت دیتے)

دانت: دون (ن) دَوْنًا کمزور ہونا، گھٹیا ہونا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۴۰ پر ہے۔ یکبس: کبس (ض) کَبْسًا بھینچنا اور حملہ کرنا (س) کَبَسًا بڑے سر والا ہونا (تفعیل) تکبیسًا گھس پڑنا، جسم کو ہاتھوں سے مل کر نرم کرنا۔ یذرف: ذرف (تفعیل) تذریفًا بہانا، قریب المرگ کرنا۔

وَإِنَّ عَلَاءَ الدِّيْنِ الْخِلْجِيَّ أَكْبَرُ مُلُوْكِ الْهِنْدِ فِيْ زَمَانِهِ اسْتَأْذَنَ الشَّيْخَ

(۱) شیخ الاسلام قطب الدین بختیار الاوشی المعروف کعکیؒ کا شمار بہت بڑے اولیاء میں ہوتا ہے، آپ نے شیخ معین الدین چشتیؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور بیس سال کی عمر میں خلیفہ ہونے کی سعادت حاصل کی، پھر دہلی تشریف لے گئے اور اسی کو اپنا وطن بنالیا، وہاں آپنے دعوت وتبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا جس سے لوگوں کو بہت نفع ہوا، آپ کے خلفاء میں سے مشہور خلیفہ شیخ فریدالدین گنج شکر ہیں ... ... ۶۳۳ھ میں اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔

نِظَامَ الدِّيْنِ الْبَدَايُوْنِيَّ، اَلدِّهْلَوِيَّ فِيْ أَنْ يَّزُوْرَهُ فَلَمْ يَأْذَنْ لَهُ الشَّيْخُ. وَلَمَّا مَرِضَ الشَّيْخُ الدَّوْلَةُ آبَادِيُّ الْمُفَسِّرُ وَأَشْرَفَ عَلَى الْمَوْتِ عَادَهُ السُّلْطَانُ إِبْرَاهِيْمُ الشَّرْقِيُّ، وَدَعَا عِنْدَ رَأْسِهِ أَنْ يَّكُوْنَ هُوَ (أَيِ السُّلْطَانُ) فِدَاءَهُ مِنَ الْمَوْتِ. وَكَانَتْ زَاوِيَةُ نِظَامِ الدِّيْنِ الْبَدَايُوْنِيِّ، أَحْفَلَ بِالْقُصَّادِ، وَأَزْخَرَ بِالنَّاسِ مِنْ قَصْرِ الْمَلِكِ، وَكَانَ سُلْطَانُهُ الرُّوْحِيُّ أَعْظَمَ مِنْ سُلْطَانِ الْمَلِكِ الْمَادِّيِّ. كَانَ ذٰلِكَ يَاسَادَةُ، لَمَّا تَجَرَّدَ هٰؤُلَاءِ الْعُلَمَاءُ مِنْ أَثْوَابِ الْمَطَامِعِ وَالرَّغَبَاتِ، وَزَهِدُوْا بِمَا فِيْ أَيْدِي الْمُلُوْكِ، فَسَعٰى إِلٰى أَبْوَابِهِمُ الْمُلُوْكُ، وَنَزَعُوْا حُبَّ الدُّنْيَامِنْ قُلُوْبِهِمْ فَأَلْقَتْ بِنَفْسِهَا عَلٰى أَقْدَامِهِمُ الدُّنْيَا.

(حضرت مؤلفؒ نے مزید فرمایا) علاؤ الدین خلجی نے جو کہ اپنے زمانے میں ہندوستان کے سب سے بڑے حکمران تھے، شیخ نظام الدین بدایونی دہلویؒ (۱) سے زیارت کی اجازت چاہی لیکن شیخؒ نے اجازت نہیں دی۔ جب مفسر شیخ دولت آبادیؒ (۲) بیمار ہوئے اور موت کے قریب ہوئے تو سلطان ابراہیم شرقی نے انکی عیادت کی اور شیخؒ کے سرہانے دعا کی کہ شیخؒ کی موت کے بدلے اس (سلطان) کا نفس فدا ہو جائے۔ قصر شاہی کے مقابلے میں نظام الدین بدایونیؒ کی خانقاہ آپکی خدمت میں حاضری کیلئے آنے والوں سے بہت زیادہ بھری رہتی تھی اور لوگوں کے نزدیک قصر شاہی سے زیادہ زینت والی تھی۔ آپکی روحانی سلطنت مادی بادشاہ کی سلطنت سے بڑی تھی جی ہاں، سردارو! (یہ علماء کو خطاب ہے) یہ تب تھا جب یہ علماء طمع اور رغبت کی چادروں سے فارغ ہو گئے (اپنے سے دور رکھا) اور بادشاہوں کے اموال سے منہ موڑا پھر بادشاہ ان کے دروازوں پر آئے، انہوں نے اپنے دلوں سے دنیا کی محبت کو نکالا تو دنیا نے اپنے آپ کو ان کے قدموں میں ڈال دیا۔

<u>أحفل</u>: حفل (ض) حَفْلًا، حُفُوْلًا کثرت سے جمع کرنا، صیقل کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ

(۱) علماء کے سرتاج احمد بن عمر شہاب الدین دولۃ آبادی نحو کے بہت بڑے امام اور علم تفسیر میں ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر تھے، دہلی میں پیدا ہوئے اور ۸۴۹ھ جونپور (ہندوستان) میں وفات پائی۔

(۲) الشیخ الامام نظام الدین محمد بن احمد البدایونیؒ ہندوستان کے مشہور اولیاء اللہ میں سے تھے، لوگوں کو دنیا سے بے رغبتی دلا کر اللہ کی طرف بلانے اور سلوک کے راستوں پر چلانے میں انتہا کر دی، ۶۳۶ھ میں بدایون میں پیدا ہوئے، پھر دہلی کا سفر کیا اور وہاں کے اساتذہ سے استفادہ کیا، اسکے بعد آپ نے ایودھیا کا سفر کیا، شیخ فرید الدین گنج شکر کی صحبت میں رہے انکے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے اجازت بھی لی پھر اللہ کی طرف ظاہراً و باطناً متوجہ ہو گئے اور دعوت و تبلیغ و تربیت میں مشغول ہو گئے، یہاں تک کہ اللہ کی طرف منتقل ہونے کا وقت آ پہنچا اور ۷۲۵ھ میں وفات پا گئے۔

نمبر ۹۸ پر ہے۔ أزخر: زخر(ف) زَخْرًا، زُخُورًا آراستہ کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۸ پر ہے۔

وَفِيْ عَهْدِ السُّلْطَانِ إبْرَاهِيْمَ اللُّوْدِهِيِّ سَنَةَ ۹۳۳ ھ جَاءَ بَابَرُ حَفِيْدُ تَيْمُوْرَ لَنْكَ مِنْ كَابُلٍ وَكَسَرَ جُيُوْشَ اللُّوْدِهِيِّ وَكَانَتْ مِائَةَ أَلْفٍ، بِاثْنَيْ عَشَرَ أَلْفًا مِنْ فُرْسَانِ الْمُغَلِ الْمُسْلِمِيْنَ، وَأَسَّسَ دَوْلَةَ الْمُغَلِ الَّتِيْ كَانَتْ أَكْبَرَ الدُّوَلِ الْإِسْلَامِيَّةِ فِي الْهِنْدِ وَكَانَ مِنْ مُلُوْكِهَا، اَلْمَلِكُ الصَّالِحُ أَوْرَنْكَ زِيْب.

۹۳۳ھ میں سلطان ابراہیم لودھی کے دور حکومت میں بابر تیمور لنگ کا پوتا کابل سے مغل مسلمانوں کے بارہ ہزار شہسواروں کو لے کر نکلا اور لودھی کے لشکر جس کی تعداد ایک لاکھ کے قریب تھی، کے چھکے چھڑا دیے اور مغل دور حکومت کی بنیاد ڈالی جو ہندوستان میں اسلامی حکومتوں میں سب سے بڑی حکومت تھی اور ان ہی بادشاہوں میں سے نیک اور پارسا بادشاہ اورنگ زیب تھا۔

وَلَمَّا مَاتَ بَابَرُ، وَوَلِيَ ابْنُهُ هُمَايُوْن، وَثَبَ عَلَيْهِ رَجُلٌ عِصَامِيٌّ لَمْ يَكُنْ مِنْ بَيْتِ الْمَلِكِ وَلٰكِنْ كَانَتْ لَهُ هِمَمُ الْمُلُوْكِ، فَانْتَزَعَ الْبِلَادَ مِنْهُ وَأَقَامَ دَوْلَةً كَانَتْ نَادِرَةً فِي الدُّوَلِ، وَنَظَّمَ الْإِدَارَةَ وَالْمَالِيَةَ وَالْجَيْشَ تَنْظِيْمًا لَمْ يُسْبَقْ إِلٰى مِثْلِهٖ، هُوَ السُّلْطَانُ شَيْر شَاه اَلسُّوْرِيُّ وَلَمَّا مَاتَ عَادَ الْمُلْكُ إِلٰى ابْنِ هُمَايُوْنَ وَهُوَ الْأَمْبَرَاطُوْرُ أَكْبَرُ وَكَانَ مِنْ أَعَاظِمِ الْمُلُوْكِ، حَكَمَ الْهِنْدَ كُلَّهَا إِلَّا قَلِيْلًا، وَطَالَ حُكْمُهٗ فَكَفَرَ فِيْ آخِرِ أَيَّامِهٖ بِاللهِ وَأَكْرَهَ النَّاسَ عَلَى الْكُفْرِ وَابْتَدَعَ لَهُمْ دِيْنًا جَدِيْدًا، وَأَزَالَ مَعَالِمَ الْإِسْلَامِ، وَأَبْطَلَ شَعَائِرَهٗ، وَكَانَ مَعَهُ الْجَيْشُ، وَكَانَ مَعَهُ الْأُمَرَاءُ، وَكَانَتِ الْبِلَادُ كُلُّهَا فِيْ يَدِهٖ، فَمَنْ يَقُوْمُ فِيْ وَجْهِهٖ، وَمَنْ يَنْصُرُ الْإِسْلَامَ، وَمَنْ يُدَافِعُ عَنِ الدِّيْنِ ؟

بابر کی موت کے بعد اس کا بیٹا ہمایوں تخت نشین ہوا تو ایک شریف آدمی نے جو کہ شاہی خاندان سے تو تعلق نہیں رکھتا تھا البتہ بادشاہوں والی ہمت رکھتا تھا اس سے حکومت چھینی اور حکومتوں میں ایک بے مثال حکومت قائم کی، حکومتی اداروں، مالیاتی نظام اور فوج کو ایسا منظم کیا جسکی کوئی نظیر پہلے نہیں ملتی یہ سلطان شیر شاہ سوری تھے، انکی وفات کے بعد حکومت ایک بار پھر ہمایوں کے بیٹے شہنشاہ اکبر کے ہاتھوں میں چلی گئی اس کا شمار بڑے بادشاہوں میں ہے، تھوڑے سے حصے کے علاوہ پورے ہندوستان پر اس نے حکومت کی۔ اسکی حکومت لمبی ہوئی اور اس نے اپنے آخری ایام میں خود بھی کفر کیا اور لوگوں کو بھی کفر پر مجبور کیا، ان کے

لئے ایک نئے دین کی بنیاد ڈالی، اسلامی علامات کو مٹایا اور اسلامی شعائر کو ختم کر دیا۔ فوج اس کے ہاتھ میں، امراء اسی کے تابع، تمام شہر اس کے قبضے میں، اس صورت میں کون اس کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو؟ کون اسلام کی حمایت کرے؟ اور کون دین کا دفاع کرے؟ (ہر ایک کیلئے یہ لمحہ فکر یہ تھا، نظریں کسی پر ٹکتی نہ تھیں ان حالات میں کسی کو اس کے مدمقابل آنے کی ہمت بھی نہ پڑ رہی تھی لیکن قدرت اس کا بندوبست کر رہی تھی)

وثب: وثب (ض) وَثْبًا، وُثُوبًا دفعۃً پہنچنا (تفعیل) توثیبًا گدی پر بٹھانا، فرش بچھانا (اِفعال) اِیثابًا کدوانا۔ عصامی: عالی ہمت، بڑا آدمی، ذاتی شرافت رکھنے والا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۵۵ پر ہے۔

لَقَدْ قَامَ بِذٰلِکَ شَیْخٌ ضَعِیْفُ الْجِسْمِ، قَلِیْلُ الْمَالِ وَالْجَاهِ وَالْأَعْوَانِ وَلٰکِنَّهٗ قَوِیُّ الْإِیْمَانِ بِاللّٰهِ، کَبِیْرُ النَّفْسِ وَالْقَلْبِ، قَدِاسْتَصْغَرَ الدُّنْیَا فَهُوَ لَایَحْفِلُ بِکُلِّ مَافِیْهَا مِنْ مَالٍ وَمَنَاصِبَ وَلَذَائِذَ، وَاسْتَهَانَ بِالْحَیَاةِ فَهُوَ لَا یُبَالِیْ عَلٰی أَیِّ جَنْبٍ کَانَ فِی اللّٰهِ مَصْرَعُهٗ، هُوَ الشَّیْخُ أَحْمَدُ السَّرْهَنْدِیُّ، وَلَمْ یَکُنْ یَطْمَعُ بِإِصْلَاحِ الْأَمْبَرَاطُوْرِ، وَلَا یَجِدُ فِیْهِ أَمَلًا، فَجَعَلَ یَتَّصِلُ بِالْقُوَّادِ الصِّغَارِ، وَ بِالْحَاشِیَةِ، وَیُعِدُّ لِانْقِلَابٍ شَامِلٍ، لَا لِانْقِلَابٍ عَسْکَرِیٍّ ثَوْرِیٍّ، بَلْ لِانْقِلَابٍ رُوْحِیٍّ فِکْرِیٍّ، وَکَانَ یُرْسِلُ الرَّسَائِلَ تَلْتَهِبُ بِالْحَمَاسَةِ الدِّیْنِیَّةِ وَالْعَاطِفَةِ وَالْإِیْمَانِ، وَلَمَّا مَاتَ أَکْبَرُ وَوَلِیَ ابْنُهٗ جَهَانْکِیْرُ اِسْتَطَاعَ الشَّیْخُ مُحَمَّدٌ مَعْصُوْمٌ السَّرْهَنْدِیُّ ابْنُ الشَّیْخِ السَّرْهِنْدِیِّ أَنْ یُشْرِفَ عَلٰی تَرْبِیَةِ طِفْلٍ صَغِیْرٍ، هُوَ أَحَدُ حَفَدَةِ جَهَانْکِیْرَ.

ان سب باتوں کے باوجود ایک ایسے شیخ نے کمر ہمت باندھی جو جسم کے لحاظ سے کمزور، مال اور جاہ میں کم اور مددگار ان کے تھوڑے تھے لیکن اللہ پر پختہ ایمان رکھتے تھے، مضبوط نفس اور دل کے مالک تھے، دنیا کو انہوں نے حقیر سمجھا، اس میں جو کچھ مال، مناصب اور لذتیں ہیں انہیں اس کی کوئی پرواہ نہیں تھی، زندگی کو انہوں نے حقیر سمجھا اور ان کو اسکی کوئی پرواہ نہیں تھی کہ اللہ کے راستے میں کس کروٹ گریں گے، یہ شخصیت شیخ احمد سرہندیؒ (۱) کی

(۱) امام ربانی شیخ احمد بن عبدالاحد فاروقی سرہندی مجدد الف ثانیؒ سرہند میں پیدا ہوئے علوم دینیہ میں رسوخ حاصل کرنے کے بعد ۱۰۱۴ھ میں شیخ عبدالباقی نقشبندی کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان سے اجازت حاصل کر کے خلیفہ مجاز بن گئے پھر دعوت وتبلیغ کے ذریعے جہاں کفر والحاد اور بدعت کے خلاف بہت زیادہ کام کیا وہیں احیاء سنت رسول کا خصوصا اہتمام کیا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپکے اور آپکے خلفاء کے ذریعے لوگوں کو بہت نفع پہنچایا انہی کی کوشش کے نتیجہ سے ہندوستان میں (جاری ہے)

ہے انہیں شہنشاہ کی اصلاح کی کوئی طمع تھی اور نہ ہی وہ اس بارے میں پر امید تھے لہذا انہوں نے چھوٹے چھوٹے کمانڈروں اور بادشاہ کے مقربین سے ملنا شروع کیا اور ایک عمومی انقلاب کی تیاری کرنے لگے، کوئی فوجی انقلاب نہیں بلکہ ایک فکری اور روحانی انقلاب، وہ ایسے خطوط بھیجا کرتے تھے جو دینی سختی، شفقت اور ایمان کو بھڑکا دیتے تھے، اکبر کی وفات کے بعد جب ان کا بیٹا جہانگیر والی بنایا گیا تو شیخ سرہندیؒ کے فرزند محمد معصوم سرہندیؒ جہانگیر کے پوتوں میں سے ایک چھوٹے بچے کی تربیت پر قادر ہو سکے۔

القواد: [مفرد] القائد قیادت کرنے والا، کمانڈر۔ قود (ن) قَوْدًا، قِیَادَةً آگے آگے چلنا، لشکر کا سردار ہونا۔ تلتھب: لھب (افتعال) التھابًا آگ بھڑکانا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۳۳۳ پر ہے۔ حفدة: [مفرد] حافدٌ پوتا، مددگار، تابع، خادم۔

وَلَمْ يَكُنْ هٰذَا الطِّفْلُ أَكْبَرَ إِخْوَتِهٖ، وَلَا كَانَ وَلِيَّ الْعَهْدِ، وَلَمْ يَكُنْ يُؤْمَلُ لَهٗ أَنْ يَّلِيَ الْمُلْكَ، وَلٰكِنَّ الشَّيْخَ وَضَعَ فِيْ تَرْبِيَّتِهٖ جُهْدَهٗ، وَبَذَلَ لَهٗ رِعَايَتَهٗ كُلَّهَا، فَنَشَأَ نَشْأَةَ طَالِبٍ فِيْ مَدْرَسَةٍ دِيْنِيَّةٍ دَاخِلِيَّةٍ، بَيْنَ الْمَشَايِخِ وَ الْمُدَرِّسِيْنَ، فَقَرَأَ الْقُرْآنَ وَجَوَّدَهٗ، وَالْفِقْهَ الْحَنَفِيَّ وَبَرَعَ فِيْهِ وَالْخطَّ وَأَتْقَنَهٗ، وَأَلَمَّ بِعُلُوْمِ عَصْرِهٖ، وَرُبِّيَ مَعَ ذٰلِكَ عَلَى الْفُرُوْسِيَّةِ، وَدُرِّبَ عَلَى الْقِتَالِ وَلَمَّامَاتَ جَهَانْكِيْرُ وَوُلِّيَ شَاه جَهَان، وَلّٰى كُلًّا مِنْ أَبْنَائِهٖ قُطْرًا مِنْ أَقْطَارِ الْهِنْدِ وَكَانَ نَصِيْبُ هٰذَا الطِّفْلِ وَهُوَ (أُوْرَنْكَ زِيْب) وِلَايَةَ الدَّكَنِ.

یہ بچہ اپنے بھائیوں میں سے بڑا تھا اور نہ ہی ولی عہد اور اس کے بارے میں کوئی امید بھی نہیں کی جا سکتی تھی کہ یہ بادشاہ بنے گا لیکن شیخ نے اس کی تربیت میں اپنی محنتوں کو خرچ کیا (خوب محنت کی) اور اپنی تمام تر توجہات اس پر صرف کیں۔ اس کی زندگی ایسی تھی جیسے کسی دینی مدرسہ میں مشائخ اور مدرسین کے درمیان ایک طالبعلم کی ہوتی ہے، اس نے قرآن مجید پڑھا اور تجوید کے ساتھ پڑھا، فقہ حنفی پڑھی اور اسمیں کمال پیدا کیا، خوشخطی سیکھی اور اس میں مہارت پیدا کی، علوم عصریہ کو بھی پڑھا اس کے ساتھ ساتھ اس کو گھڑ سواری اور جنگ کی تربیت بھی دی گئی، جب جہانگیر کی وفات کے بعد شاہ جہاں والی بنایا گیا تو اس نے اپنے ہر بیٹے کو کچھ ولایت دی اور اس بچے (اورنگزیب) کے حصے میں دکن کی ولایت آئی۔

برع: برع (ن، س، ک) بَرَاعَةً، بُرُوْعًا علم یا فضیلت یا جمال میں کامل ہونا، بقیہ

اسلام روشن ہوا تھا، یہی حضرت مجدد الف ثانیؒ کے نام سے مشہور ہیں، بالآخر ۱۰۳۴ میں اپنے محبوب حقیقی سے جا ملے۔

تفصیل صفحہ نمبر ۲۶ پر ہے۔ أتقنه: تقن (إفعال) إتقاناً مضبوطی سے کرنا (تفعیل) تتقیناً [الارض] پیداوار زیادہ ہونے کے لئے زمین کو سینچنا۔

وَكَانَ لِشَاهْجَهَانُ زَوْجَةٌ لَانَظِيْرَ لِحُسْنِهَا فِي الْحُسْنِ، وَلَامَثِيْلَ لِحُبِّهِ إِيَّاهَا فِي الْحُبِّ هِيَ (مُمْتَازمَحَلْ) فَمَاتَتْ، فَرَثَاهَا وَلٰكِنْ لَا بِقَصِيْدَةٍ مِنَ الشِّعْرِ، وَخَلَّدَهَا وَلٰكِنْ لَابِصُوْرَةٍ وَلَا تِمْثَالٍ، لَقَدْ رَثَاهَا فَخَلَّدَهَا بِقِطْعَةٍ فَنِّيَّةٍ مِنَ الرُّخَامِ مَاقَالَ شَاعِرٌ قَصِيْدَةً أَشْعَرَ مِنْهَا، وَلَا لَحَنَ مُوْسِيْقِيٌّ أُغْنِيَةً أَعْذَبَ مِنْهَا، وَلَامُصَوِّرٌ لَوْحَةً أَرْوَعَ مِنْهَا، فَهِيَ شِعْرٌ، وَهِيَ أُغْنِيَةٌ وَهِيَ صُوْرَةٌ، وَهِيَ أَعْظَمُ تُحْفَةٍ فِيْ فَنِّ الْعُمْرَانِ .هِيَ تَاجْ مَحَل، هٰذَا الْبِنَاءُ الْعَجِيْبُ الَّذِيْ أَدْهَشَ بِجَمَالِهِ الدُّنْيَا، وَمَا زَالَ يُدْهِشُهَا، وَالَّذِيْ لَانَ فِيْهِ الرُّخَامُ لِهٰذِهِ الْأَيْدِيْ الْعَبْقَرِيَّةِ فَجَعَلَتْ مِنْهُ أَجْمَلَ بِنَاءٍ شِيْدَ عَلٰى ظَهْرِهٰذِهِ الْأَرْضِ بِلَا خِلَافٍ، وَنَقَشَتْهُ هٰذَا النَّقْشَ الَّذِيْ لَمْ يُعْرَفْ قَطُّ نَقْشٌ فِيْ مِثْلِ دِقَّتِهٖ وَفَنِّهٖ وَسِحْرِهٖ .

شاہ جہاں کی ایک بیوی تھی حسن میں اسکے حسن کے مقابلے میں کوئی نظیر ہے اور نہ ہی شاہ جہان کی اس سے بے مثال محبت کی کوئی مثال ہے وہ ممتاز محل تھی، یہ وفات پاگئی تو شاہ جہاں نے اسکا مرثیہ کہا لیکن شعروالا قصیدہ کہہ کر نہیں اور اسکی یاد کو زندہ جاوید کیا، لیکن اس کی صورت کی مورتی تراش کر نہیں، شاہ جہاں نے اس کا مرثیہ بھی کہا اور اس کو زندہ جاوید بھی کیا لیکن سنگ مرمر کے ایک فنی شاہکار سے (یہ مرثیہ ایسا مرثیہ تھا کہ) کسی شاعر نے اس سے بہتر قصیدہ کہا اور نہ کسی موسیقی کی موسیقار نے اس سے اچھا ترنم پیش کیا اور نہ کسی مصور نے اس سے عمدہ تصویر بنائی، وہ اپنے آپ میں شعر بھی ہے گیت بھی، تصویر بھی اور فن تعمیر میں سب سے عظیم تحفہ بھی۔ یہ تاج محل ہے۔ یہ ایک ایسی عجیب عمارت ہے جس کے حسن و جمال نے دنیا کو حیران کر دیا تھا اور ابھی تک حیران کر رہا ہے۔ یہ وہ محل ہے جس میں سنگ مرمر ماہر ہاتھوں میں جا کر نرم ہو گیا تو ان (ماہر ہاتھوں) نے اس کے ذریعے روئے زمین کی بلا شک وشبہ خوبصورت ترین عمارت بنائی اور اس کو ایسے نقش ونگار سے منقش کیا کہ اس جیسا نقش و نگار ایسے سحر اور فن میں اس سے پہلے نہیں دیکھا گیا۔

الرخام: سنگ مرمر، ایک ٹکڑے کو رُخامہ کہتے ہیں۔

هٰذَا الْقَبْرُ الَّذِيْ يَأْتِي الْيَوْمَ السَّيَّاحُ، نَحْنُ ﴿مِنْ﴾ أَقْصٰى أَمِيْرِكَا إِلٰى (آكَرَهْ) قُرْبَ دِهْلِيْ لِيُشَاهِدُوْهُ، وَيَسْمَعُوْاقِصَّتَهُ وَهِيَ أَعْظَمُ قِصَصِ الْحُبِّ

عَلَى الْإِطْلَاقِ ،لَقَدْ صَدَّعَ مَوْتُ هٰذِهِ الزَّوْجَةِ الْحَبِيبَةِ الْأَمْبَرَاطُوْرَ الْعَظِيْمَ ، فَزَهَدَ فِيْ دُنْيَاهُ لِأَنَّهَا كَانَتْ هِيَ دُنْيَاهُ ،وَحَقَّرَ مُلْكَ الْهِنْدِ لِأَنَّهَا كَانَتْ أَعْظَمَ عِنْدَهُ مِنْ مُلْكِ الْهِنْدِ،وَلَمْ يَعُدْ لَهُ أَرَبٌ بَعْدَهَا إِلَّا أَنْ يُمْلَصَ مِنْ حَاضِرِهٖ، وَيُوْغِلَ بِذِكْرِيَاتِهٖ فِيْ مَسَارِبِ الْمَاضِيْ،لِيَعِيْشَ بِخَيَالِهٖ مَعَهَاوَيَسْتَرْوِحَ رَيَّاهَا، وَيَسْتَجْلِيَ جَمَالَهَا،وَيَسْمَعَ خَفِيَّ نَجْوَاهَا،وَيُحِسَّ حَرَارَةَ أَنْفَاسِهَا،ثُمَّ اسْتَحَالَ حُبُّهُ إِيَّاهَاحُبًّا لِهٰذَاالْقَبْرِالَّذِيْ شَادَهُ لَهَا،فَجُنَّ بِهٖ جُنُوْنًا،وَصَارَيُحِسُّ فِيْ بُرُوْدَتِهٖ حَرَارَتَهَا،وَفِيْ جُمُوْدِهٖ خَطَرَاتِهَا،وَفِيْ صَمْتِهٖ حَدِيْثَهَا، وَانْصَرَفَ عَنِ الْمُلْكِ وَأَهْمَلَهُ فَوَثَبَ اِبْنُهُ الْأَكْبَرُ فَوَلِيَ الْمُلْكَ إِلَّا اسْمَهُ،وَتَصَرَّفَ بِالْأَمْرِوَحْدَهُ، وَنَازَعَهُ إِخْوَتُهُ،وَجَاءَ كُلٌّ مِّنْ إِمَارَتِهٖ،شُجَاعٌ مِّنَ الْبِنْغَالِ،وَمُرَادُ بَخْش مِنَ (الْكُجْرَاتِ) وَأَوْرَنْكَ زِيْب هٰذَا مِنَ الدَّكَّنِ،وَاسْتَطَاعَ أَنْ يَّغْلِبَهُمْ جَمِيْعًا وَ يَنْفَرِدَ بِالْأَمْرِ وَوَضَعَ أَبَاهُ فِيْ قَصْرٍ مِّنْ قُصُوْرِ الْمَلِكِ،جَعَلَ لَهُ فِيْهِ مَا يَشْتَهِيْهِ مِنَ الْفَرْشِ وَالطَّعَامِ وَاللِّبَاسِ وَالْحَاشِيَةِ وَالْجَوَارِيْ،وَجَعَلَ لَهُ حِيَالَ سَرِيْرِهٖ مِرْآةً أُقِيْمَتْ عَلٰى صِنَاعَةٍ عَجِيْبَةٍ لَا تَزَالُ تُدْهِشُ السَّيَّاحَ يَرٰى مِنْهَا (تَاج مَحَل) عَلَى الْبُعْدِ وَهُوَ مُضْطَجِعٌ فِيْ سَرِيْرِهٖ كَأَنَّهُ أَمَامَهُ ، وَكَانَ ذٰلِكَ كُلُّ مَابَقِيَ لَهُ مِنْ لَذَائِذِ دُنْيَاهُ !

یہ مقبرہ کہ جہاں آج بھی سیاح ہماری مراد امریکہ ہے، سے آگرہ جو کہ دہلی کے قریب ہے، آتے ہیں تا کہ اس کا مشاہدہ کریں اور اس کا قصہ سنیں اور وہ علی الاطلاق محبت کے قصوں میں عظیم قصہ ہے۔محبوب بیوی کی موت نے اس عظیم شہنشاہ کے دل کو پارہ پارہ کر دیا۔اس نے اس کے بعد دنیا سے بے رغبتی اختیار کی کیونکہ یہی اس کی دنیا تھی اور ہندوستان کی بادشاہت اس کی نظر میں ہیچ ہوگئی کیونکہ اس کی بیوی اس کے ہاں بادشاہت سے زیادہ عظیم تھی، بیوی کے بعد اس کو کوئی حاجت نہ رہی بس صرف یہ کہ زمانۂ حال سے نجات پالے اور ماضی کے جھروکوں میں اپنی یادوں کے ساتھ گم ہو جائے تا کہ اپنے خیال میں وہ اس کے ساتھ زندہ رہے، اس کی خوشبوؤں کو سونگھے، اسکے جمال کا نظارہ کرے، اس کی چھپی ہوئی سرگوشیوں کو سنے اور اس کی سانسوں کی حرارتوں کو محسوس کرے پھر اس کی یہ محبت اس مقبرہ کی محبت میں جس کو اس نے اپنی بیوی کی یاد میں بنایا تبدیل ہوگئی تو وہ مجنون ہو گیا قبر (اگر چہ ٹھنڈی تھی لیکن اس) کی ٹھنڈک میں بیوی کی حرارت محسوس کرتا تھا قبر (ساکن تھی لیکن اس)

کی جمودت میں بیوی کی حرکتوں کو محسوس کرتا تھا قبر (خاموش تھی لیکن وہ قبر) کی خاموشی میں ممتاز محل کی باتوں کو محسوس کرتا تھا۔ اس نے حکومت سے منہ موڑا اور اس کی طرف سے غافل ہوا تو بڑے بیٹے نے آکر حکومت سنبھالی، صرف نام اسکا بادشاہ نہیں تھا۔ تمام امور میں اکیلے تصرف کرنے لگا تو بھائیوں نے جنگ چھیڑ دی ہر ایک اپنی ولایت سے آیا۔ شجاع بنگال سے مراد بخش گجرات سے اور یہ اورنگزیب دکن سے آیا اس میں اتنی طاقت تھی کہ سب پر غالب آجائے اور حکومت میں اکیلا ہو اور بلاشرکت غیرے حکومت قائم کرے (اور ایسا ہی ہوا، سب پر غالب رہے اور بلاشرکت غیرے حکومت قائم کی) اپنے والد کو شاہی محلات میں سے ایک محل میں ٹھہرایا اور وہاں پر ان کے لئے بچھونا، پوشاک، حشم و خدم سب کچھ جو وہ چاہتے تھے مہیا کیا۔ ان کی چار پائی کے سامنے عجیب صنعت گری سے آئینہ نصب کرایا گیا جو آج بھی سیاح کی آنکھوں کو خیرہ کرتا ہے وہ چار پائی پر لیٹے لیٹے دور سے تاج محل کا نظارہ اس طرح کیا کرتے تھے گویا کہ وہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہے، دنیا کی لذتوں میں سے ان کیلئے باقی کا حاصل صرف یہی تھا۔

صدع: صدع (تفعیل) تصدیعًا پھاڑنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۹۸ پر ہے۔ یملص: ملص (إفعال) إملاصًا پھسلانا (س) مَلَصًا چکنا ہونے کی وجہ سے پھسل جانا (تفعّل) تملُّصًا بچ نکلنا، پھسل جانا۔ مسارب: [مفرد] مسربٌ جانے کی جگہ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۱۵ پر ہے۔ یستروح: روح (استفعال) استرواحًا سونگھنا، آرام پانا۔ الریا: عمدہ خوشبو۔

وَكَانَ جُلُوْسُهٗ عَلٰى سَرِيْرِ الْمُلْكِ سنة ١٠٦٨ھ (قَبْلَ ثَلٰثِمِائَةِ سَنَةٍ) وَكَأَنِّيْ بِكُمْ تَظُنُّوْنَ إِنَّ هٰذَا الْمَلِكَ الَّذِيْ رُبِّيَ بَيْنَ كُتُبِ الْفِقْهِ وَأَوْرَادِ النَّقْشَبَنْدِيَّةِ، سَيَدْخُلُ خَلْوَتَهٗ، وَيَعْمَلُ مِنْ قَصْرِهٖ مَدْرَسَةً أَوْ تَكِيَّةً، يُصَلِّيْ وَيَقْرَأُ فِيْ كُتُبِ الْفِقْهِ، وَيُسَيِّبُ أُمُوْرَ الدُّنْيَا وَيُهْمِلُهَا زَاهِدًا فِيْهَا، كَلَّا يَا سَادَةُ، وَمَا هٰذِهٖ خَلَائِقُ الْإِسْلَامِ، وَلَا هٰذِهٖ طَرِيْقَتُهٗ، إِنَّ الْعَمَلَ لِإِسْعَادِ النَّاسِ، وَإِقَامَةِ الْعَدْلِ، وَرَفْعِ الظُّلْمِ، وَجِهَادِ الْكَافِرِيْنَ الْمُفْسِدِيْنَ فِي الْأَرْضِ، كُلُّ ذٰلِكَ صَلَاةٌ كَالصَّلَاةِ فِي الْمِحْرَابِ، بَلْ هُوَ خَيْرٌ مِّنْ صَلَاةِ النَّفْلِ، وَصَوْمِ التَّطَوُّعِ، وَعَدْلُ سَاعَةٍ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً.

آپ کی تخت نشینی ۱۰۶۸ھ میں عمل میں آئی یعنی آج سے تین سو سال پہلے، مجھے معلوم ہے گویا کہ آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ بادشاہ جو کتب فقہ اور اوراد نقشبندیہ میں تربیت

دیا گیا عنقریب خلوت گاہ میں داخل ہو جائیگا اور اس نے اپنے شاہی محل کو ایک مدرسہ یا خانقاہ میں تبدیل کر دیا ہوگا، اسکا مشغلہ نماز اور کتب فقہ پڑھنا ہوگا اور امور دنیا کو جان بوجھ کر چھوڑ دیگا اور ان سے اعراض کرتے ہوئے انکو موٴخر کر دیگا۔ نہیں ہرگز نہیں، حضرات! یہ اسلام کا مزاج ہے اور نہ ہی بہکی بہکی باتیں کرنا (ایسا سوچنا) اسکا طریقہ ہے۔ لوگوں کی خوشحالی کیلئے، عدل قائم کرنے کیلئے، ظلم کو رفع کرنے کیلئے اور زمین میں فساد مچانے والے کافروں کے خلاف برسر پیکار رہنے کیلئے کوشاں رہنا یہ تمام اعمال ایسے ہی نماز ہیں جیسے محراب والی نماز بلکہ یہ نفل نماز و روزے سے بہتر ہیں اور تھوڑی دیر کا عدل چہل سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

لِذٰلِکَ تَرَوْنَهُ لَبِسَ لَأْمَةَ الْحَرْبِ مِنْ أَوَّلِ يَوْمٍ (وَكَانَ يَوْمَئِذٍ فِي الْأَرْبَعِيْنَ) وَنَهَضَ بِنَفْسِهِ، يَقْضِيْ عَلَى الْخَارِجِيْنَ، وَيَقْمَعُ الْمُتَمَرِّدِيْنَ، وَيَفْتَحُ الْبِلَادَ، وَيُقَرِّرُ الْعَدَالَةَ وَالْأَمْنَ فِي الْأَرْضِ، وَمَازَالَ يَنْتَقِلُ مِنْ مَعْرِكَةٍ يَخُوْضُهَا إِلٰى مَعْرِكَةٍ، وَمِنْ بَلَدٍ يُصْلِحُهُ إِلٰى بَلَدٍ، حَتّٰى امْتَدَّ سُلْطَانُهُ مِنْ سُفُوْحِ هِمَالِيَةٍ، إِلٰى سَيْفِ الْبَحْرِ مِنْ جُنُوْبِ الْهِنْدِ، وَكَادَ يَمْلِكُ الْهِنْدَ كُلَّهَا، حَتّٰى قُضِيَ شَهِيْدًا فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فِيْ أَقْصَى الْجُنُوْبِ بَعِيْدًا عَنْ عَاصِمَتِهِ بِأَكْثَرَ مِنْ أَلْفٍ وَخَمْسِمِائَةِ كِيْلٍ.

اس لئے آپ انہیں دیکھیں گے کہ پہلے ہی دن سے (جبکہ عمر کی چالیس بہاریں لٹ چکیں تھیں) جنگی زرہ پہنی اور باغیوں کی سرکوبی اور فسادیوں کی بیخ کنی کے لئے بنفس نفیس میدان میں اترے، شہر پر شہر فتح کئے، زمین پر عدل اور امن کا دور دورہ کر دیا۔ وہ برابر ایک جنگ میں کودنے کے بعد دوسری جنگ اور ایک شہر کو ٹھیک کرنے کے بعد دوسرے شہر منتقل ہوتے رہے، یہاں تک کہ ان کی حکومت ہمالیہ کے دامن سے لے کر جنوبی ہند میں سیف البحر تک پھیلی اور قریب تھا کہ پورا ہندوستان قبضہ میں آجاتا کہ اپنے دار الخلافہ سے پندرہ سو کلو میٹر سے زیادہ دور جنوبی ہند کے آخری حصے میں جام شہادت نوش فرما گئے۔

لأمة: [جمع] لأم زرہ، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۲۷۷ پر ہے۔ **یقمع**: قمع (إفعال) إقماعًا ہٹانا، ذلیل وخوار کرنا، بقیہ تفصیل صفحہ نمبر ۱۸۲ پر ہے۔ **المتمردین**: مرد (تفعّل) تمرّدًا سرکشی کرنا، سرکشوں کے پاس آنا (ن) مُرُوْدًا (ک) مَرَادَةً، سرکشی کرنا (ن) مَرْدًا نرم کرنا، صاف کاٹنا۔ **سفوح**: دامن [جمع] سَفْح۔

مَنْ خَاضَ هٰذِهِ الْمَعَارِكَ، اِسْتَنْفَدَتْ وَقْتَهُ كُلَّهُ، وَلَمْ تَدَعْ لَهُ بَقِيَّةً

لِإِصْلَاحِ فِي الدَّاخِلِ ، أَوْ نَظَرٍ فِيْ أُمُوْرِ النَّاسِ وَلٰكِنْ أَوْرَنْكْ زِيْبْ ،حَقَّقَ مَعَ ذٰلِكَ مِنَ الْإِصْلَاحِ الدَّاخِلِيِّ مَالَمْ يُحَقِّقْ مِثْلَهُ إِلَّا قَلِيْلٌ ...... مِنَ الْمُلُوْكِ. كَانَ يَنْظُرُ فِيْ شُؤُوْنِ الرَّعِيَّةِ مِنْ أَدْنٰى بَلَادِهٖ إِلٰى أَقْصَاهَا،بِمِثْلِ عَيْنِ الْعِقَابِ، كَمَاكَانَ يَبْطِشُ بِالْمُفْسِدِيْنَ بِمِثْلِ كَفِّ الْأَسَدِ،فَأَسْكَنَ كُلَّ نَامَّةِ فَسَادٍ، وَأَقَرَّ كُلَّ بَادِرَةِ اضْطِرَابٍ،ثُمَّ أَخَذَ بِالْإِصْلَاحِ فَأَزَالَ مَاكَانَ بَاقِيًا مِنَ الزَّنْدَقَةِ الَّتِيْ جَاءَ بِهَا(أَكْبَرُ) أَبُوْجَدِّهٖ،وَكَانَتِ الضَّرَائِبُ الظَّالِمَةُ تُرْهِقُ النَّاسَ وَلَا يَنَالُ أُمَرَاءَ الْمَجُوْسِ لَفْحٌ مِنْ نَارِهَا،فَأَبْطَلَ مِنْهَا ثَمَانِيْنَ نَوْعًا،وَسَنَّ لِلضَّرَائِبِ سُنَّةً عَادِلَةً،وَأَوْجَبَهَا عَلَى الْجَمِيْعِ فَكَانَ هُوَأَوَّلُ مَنْ أَخَذَهَا مِنْ هٰؤُلَاءِ الْأُمَرَاءِ، وَلَوْ لَاهَيْبَتُهٗ وَشِدَّتُهٗ فِي الْحَقِّ لَأَبَوْهَا عَلَيْهِ وَأَصْلَحَ الطُّرُقَ الْقَدِيْمَةَ،وَشَقَّ طُرُقًا جَدِيْدَةً،وَيَكْفِيْ لِتُدْرِكُوْاطُوْلَ هٰذِهِ الطُّرُقِ أَنْ تَعْرِفُوْاأَنَّ طَرِيْقًاوَاحِدًامِمَّا كَانَ فَتَحَهٗ شِيْرشَاه السُّوْرِيُّ، كَانَ يَمْشِيْ فِيْهِ الْمُسَافِرُثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ، وَكَانَتْ تَحُفُّ بِهِ الْأَشْجَارُ مِنَ الْجَانِبَيْنِ عَلٰى طُوْلِهٖ وَتَتَعَاقَبُ فِيْهِ الْمَسَاجِدُ وَالْخَانَاتُ !وَبَنَى الْمَسَاجِدَ فِيْ أَقْطَارِ الْهِنْدِ،وَأَقَامَ لَهَاالْأَئِمَّةَ وَالْمُدَرِّسِيْنَ،وَأَسَّسَ دُوْرَالْعَجَزَةِ وَمَارِسْتَانَاتٍ لِلْمَجَانِيْنَ،وَمُسْتَشْفَيَاتٍ لِلْمَرْضٰى.

جوان جنگوں میں کودتا ہے جنگیں اسکے تمام اوقات لے لیتی ہیں اور اس کیلئے درونِ ملک کی اصلاح یاعوام کے مسائل میں غور وفکر کرنے کیلئے کچھ بھی باقی نہیں چھوڑتیں لیکن اورنگزیب نے بایں ہمہ درونِ خانہ کی اصلاح کے وہ کارنامے دکھائے جومعدودے چند بادشاہوں کے کوئی اور نہ کرسکا۔ وہ عقابی نظروں سے قریب کے علاقے سے دور کے علاقے تک عوام کے مسائل میں ایسے غور وفکر کرتے جیسے وہ مفسدین پر شیر کی طرح جھپٹتے تھے،فساد کے ہرنعرے کوخاموش کردیااور بے چینی کی ہرحرکت کوٹھنڈا کردیا۔ پھراصلاح کی طرف توجہ کی اوران کے پردادااکبر جوبے دینی ساتھ لائے تھےاس کے باقی ماندہ کوصاف کیا،ظالمانہ ٹیکسوں کی وجہ سے عوام کی زندگی دوبھر ہوگئی تھی حالانکہ مجوسیوں کے امراء کواس آگ کی تپش بھی نہیں پہنچتی تھی ،ٹیکس کی ان اقسام میں سے ۸۰ اقسام کوختم کرکے عادلانہ طریقے سے اس کا ایک ضابطہ مقرر کیا اوراس کوسب پر لاگو کردیاچنانچہ وہ پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے ان امراء سے ٹیکس لیااور اگرحق کے معاملے میں ان کارعب اورسختی نہ ہوتی تو وہ امراءٹیکس دینے سے انکار کردیتے۔قدیم سڑکوں کی مرمت کی اور جدیدسڑکیں تعمیر کیں،ان

سڑکوں کی لمبائی معلوم کرنے کے لئے اتنا جان لینا ہی کافی ہے کہ ایک سڑک جس کو شیر شاہ سوری نے نکالا تھا، مسافر اس پر تین مہینوں تک سفر کرتا، اس طویل راستے کے دونوں جانبوں کا درختوں، مساجد اور مسافر خانون نے احاطہ کیا ہوا تھا۔ ہندوستان کے علاقوں میں مسجدیں تعمیر کیں، ان میں ائمہ اور مدرسین مقرر کئے، عاجزوں کیلئے گھر، پاگلوں کے لئے شفا خانے اور مریضوں کے لئے ہسپتال قائم کئے۔

شؤون: [مفرد] الشأن بڑے بڑے امور واحوال، معاملہ، حالت۔ نأمة: آواز، نغمہ۔ نیم (ف،ض) نَئِیمًا آواز نکالنا، آہستہ آہستہ رونا۔ ترهق: رهق (إفعال) إرهاقًا سختی ڈالنا، طاقت سے زیادہ کام پر اکسانا (س،ک) رَهقًا بیوقوف ہونا (تفعیل) ترهیقًا برائی کی تہمت لگانا (مفاعلہ) مراهقۃً جوانی کے قریب پہنچنا۔ لفح: تپش، لپٹ۔ لفح (ف) لَفْحًا لفحانًا، [النارُ بحرّها] جھلس دینا۔ تحف: حفف (ن) حَفًّا گھیرنا، احاطہ کر لینا (ض) حَفِیفًا سرسراہٹ ہونا، حُفُوفًا خشک ہونا، بہرا ہونا (تفعیل) تحفیفًا احاطہ کرنا، مبتلائے مصیبت ہونا (إفعال) إحفافًا برائی سے یاد کرنا۔ الخانات: [مفرد] الخانُ سرائے، دوکان اور خان ترکوں کے بادشاہ کا لقب ہے۔ مارستانات: [مفرد] المارَستان شفا خانہ۔

وَأَقَامَ الْعَدْلَ فِي النَّاسِ جَمِيعًا، فَلَا يَكْبُرُ أَحَدٌ عَنْ أَنْ يُنَفَّذَ فِيهِ حُكْمُ الْقَضَاءِ، وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ جَعَلَ لِلْقَضَاءِ قَانُونًا فَكَانَ يَحْكُمُ فِي الْقَضَايَا الْكُبْرٰى بِنَفْسِهٖ لَاحُكْمًا كَيْفِيًّا بَلْ حُكْمًا بِالْمَذْهَبِ الْحَنَفِيِّ مُعَلَّلًا لَهٗ مُدَلَّلًا عَلَيْهِ، وَ نَصَبَ الْقُضَاةَ لِلنَّاسِ فِيْ كُلِّ بَلْدَةٍ وَقَرْيَةٍ، وَكَانَ لِلْأَمْبَرَاطُوْرِ اِمْتِيَازَاتٌ فَأَلْغَاهَا كُلَّهَا، وَجَعَلَ نَفْسَهٗ تَابِعًا لِلْمَحَاكِمِ الْعَادِيَةِ، وَأَنَّ مَنْ لَهٗ عَلَيْهِ حَقٌّ أَنْ يُقَاضِيَهٗ بِهٖ أَمَامَ الْقَاضِيْ مَعَ السُّوْقَةِ وَالسَّوَادِ مِنَ النَّاسِ. كَانَ الرَّجُلُ عَالِمًا، فَقِيْهًا بَارِعًا فِي الْفِقْهِ الْحَنَفِيِّ، فَأَدْنَى الْعُلَمَاءَ وَلَازَمَهُمْ، وَجَعَلَهُمْ خَاصَّتَهٗ وَمُسْتَشَارِيْهِ وَبَنٰى لَهُمُ الْمَدَارِسَ، وَجَعَلَ الرَّوَاتِبَ،

تمام لوگوں میں عدل قائم کیا۔ کوئی بھی اس سے ماوراء نہیں تھا کہ اس کے بارے میں عدالت کا حکم نافذ ہو۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے عدالت کیلئے باقاعدہ قانون بنایا، وہ بذات خود بڑے مسائل میں فیصلہ کیا کرتے تھے مگر وہ کوئی کیفی حکم نہیں ہوا کرتا تھا بلکہ فقہ حنفی کے مطابق مدلل ومعلل فیصلہ ہوا کرتا تھا (اس سلسلے میں) گاؤں گاؤں، شہر شہر قاضی مقرر کئے۔ شہنشاہ کے کچھ امتیازات ہوا کرتے تھے آپ نے وہ ختم کر دیے اور خود اپنے آپکو عام

محاکم (عدالتوں) کے تابع کیا، جسکا بادشاہ کے خلاف کوئی حق ہو اس کو یہ حق حاصل تھا وہ رعیت اور عام شہریوں کے ساتھ قاضی کے سامنے اس سے اس حق کا مطالبہ کرسکتا ہے۔ وہ ایک عالم اور فقہ حنفی میں ماہر فقیہ تھے انہوں نے علماء کو قریب کیا، اپنے ساتھ لگائے رکھا، اپنا خواص اور مشیر بنایا، ان کے لئے مدرسے قائم کئے اور وظائف مقرر کئے۔

الرواتب: [مفرد] راتبٌ وظیفہ، تنخواہ، سنن مؤکدہ۔ رتب (ن) رَتبًا، رُتُوبًا قائم وثابت ہونا (تفعیل) ترتیبًا مرتبہ کے لحاظ سے رکھنا، ثابت کرنا (تفعّل) ترتبًا ترتیب وار ہونا، سیدھا کھڑا ہونا۔

وَوُفِّقَ إِلٰى أَمْرَيْنِ، لَمْ يَسْبِقْهُ إِلَيْهِمَا أَحَدٌ مِّنْ مُلُوْكِ الْمُسْلِمِيْنَ الْأَوَّلُ: إِنَّهُ كَانَ لَمْ يَكُنْ يُعْطِيْ عَالِمًا عَطِيَّةً أَوْ رَاتِبًا إِلَّا طَالَبَهُ بِالْعَمَلِ، بِتَأْلِيْفٍ أَوْ تَدْرِيْسٍ، لِئَلَّا يَأْخُذَ الْمَالَ وَيَتَكَاسَلَ، فَيَكُوْنُ قَدْ جَمَعَ بَيْنَ السَّيِّئَتَيْنِ، أَخْذِ الْمَالِ بِلَا حَقٍّ، وَكِتْمَانِ الْعِلْمِ، فَمَا قَوْلُ مُدَرِّسِيْ الْإِفْتَاءِ وَالْأَوْقَافِ؟ وَالثَّانِيْ: أَنَّهُ أَوَّلُ مَنْ عَمِلَ عَلٰى تَدْوِيْنِ الْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ، فِيْ كِتَابٍ وَاحِدٍ، يُتَّخَذُ قَانُوْنًا، فَوُضِعَتْ لَهُ وَبِأَمْرِهٖ وَبِأَشْرَافِهٖ وَنَظْرِهِ الْفَتَاوٰى الَّتِيْ نُسِبَتْ إِلَيْهِ فَسُمِّيَتِ الْفَتَاوٰى الْعَالَمْكِيْرِيَّةُ، وَاشْتَهَرَتْ بِالْفَتَاوٰى الْهِنْدِيَّةِ، وَيَعْرِفُهَا كُلُّ مَنْ يَقْرَأُ هٰذَا الْمَقَالَ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِأَنَّهَا مِنْ أَشْهَرِ كُتُبِ الْفِقْهِ الْإِسْلَامِيِّ، وَأَجْوَدِهَا تَرْتِيْبًا وَتَصْنِيْفًا.

انہیں ایسے دو کاموں کی توفیق دی گئی جنکی طرف پہلے کے مسلمان بادشاہوں نے سبقت نہیں کی:

(۱) جب بھی وہ کسی عالم کو عطیہ یا وظیفہ جاری کرتے تو اس سے کسی عمل تالیف یا تدریس کا مطالبہ کرتے تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ مال لے لے اور سستی کا شکار ہو جائے، کیونکہ اس صورت میں وہ دو برائیوں ایک بغیر استحقاق کے مال لینا اور دوسری علم کو چھپانا کو جمع کرنے والا ہوگا۔ تو پھر افتاء اور اوقاف کے مدرسین کا کیا کہنا؟ (یہ تو عام عالم کو وظیفہ دیتے وقت انکا طرز تھا، اصحابِ اِفتاء اور اوقاف والوں سے تو اس سے بھی زیادہ کام لیتے ہونگے)

(۲) وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ایک کتاب میں احکام فقہیہ کی تدوین کا کام کیا، وہ قانون بنادی گئی (اس کو قانون کا درجہ دیا گیا) ان کے حکم اور ان کی نگرانی میں ان کے لئے وہ فتاویٰ مرتب کئے گئے جو ان کی طرف فتاویٰ عالمگیریہ کے نام سے منسوب ہے اور پھر فتاویٰ ہندیہ کے نام سے مشہور ہوئے ہیں اور جو علماء اس کتاب کو پڑھتے ہیں انہیں اس کا پتہ ہے کیونکہ

ترتیب اور تصنیف کے اعتبار سے فقہ اسلامی کی مشہور اور اچھی کتابوں میں اس کا شمار ہوتا ہے

وَكَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ كُلِّهٖ يُؤَلِّفُ، أَلَّفَ كِتَابًا فِي الْحَدِيْثِ وَشَرَحَهٗ وَتَرْجَمَهٗ إِلَى الْفَارِسِيَّةِ، وَيَكْتُبُ الرَّسَائِلَ الْبَلِيْغَةَ، الَّتِيْ تُعَدُّ فِيْ لِسَانِهِمْ مِنْ رَوَائِعِ الْبَيَانِ، وَيَكْتُبُ بِخَطِّهِ الْمَصَاحِفَ وَيَبِيْعُهَا لِيَعِيْشَ بِثَمَنِهَا لِمَا زَهِدَ فِيْ أَمْوَالِ الْمُسْلِمِيْنَ وَتَرَكَ الْأَخْذَ مِنْهَا، وَإِنَّهٗ حَفِظَ الْقُرْآنَ بَعْدَ أَنْ وُلِّيَ الْمُلْكَ، وَإِنَّهٗ كَانَ شَاعِرًا مُوْسِيْقِيًّا، وَلٰكِنَّهٗ تَرَكَ ذٰلِكَ، وَكَرِهَهٗ وَأَبْطَلَ مَا كَانَ لِلشُّعَرَاءِ وَالْمُوْسِيْقِيِّيْنَ مِنْ هِبَاتٍ وَعَطَايَا وَلَمْ يَكُنْ يَرَاهُمْ لَازِمِيْنَ لِأُمَّةٍ لَا تَزَالُ تَبْنِيْ فِي الْأَرْضِ صَرْحَ مَجْدِهَا.

ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ وہ مؤلف بھی تھے، حدیث میں ایک کتاب تالیف کی پھر فارسی میں اسکی شرح اور ترجمہ کیا، وہ بلیغ رسائل لکھا کرتے تھے جو انکی زبان میں بیان کے خوبصورت شاہکار شمار کئے جاتے ہیں چونکہ انہوں نے اموال مسلمین سے بے رغبتی اختیار کی تھی اور اس سے (وظیفہ) لینا چھوڑ دیا تھا اسلئے وہ اپنے قلم سے مصحف (قرآن کریم) لکھتے اور گذر اوقات کرنے کیلئے اس کو بیچا کرتے تھے اور (عجیب بات یہ کہ) ملک سنبھالنے کے بعد انہوں نے قرآن حفظ کیا۔ بہترین شاعر تھے لیکن اسکو اچھا نہ سمجھتے ہوئے چھوڑ دیا۔ شعراء اور اہل موسیقی کو جو کچھ ہدایا اور تحائف ملتے تھے ان کو ختم کر دیا اور ان چیزوں کو ایک ایسی امت پر جو روئے زمین پر اپنی شرافت کا محل تعمیر کر رہی ہو، لازم نہیں سمجھتے تھے۔

روائع: [مفرد] الرَّوْعَة حسن و جمال کا حصہ، ڈر۔ روع (ن) رَوْعًا تعجب میں ڈالنا (ن،ض) رُوَاعًا لوٹنا۔

وَكَانَ يُصَلِّي الْفَرَائِضَ فِيْ أَوَّلِ وَقْتِهَا مَعَ الْجَمَاعَةِ لَا يَتْرُكُ ذٰلِكَ بِحَالٍ، وَالْجُمُعَةَ فِي الْمَسْجِدِ الْكَبِيْرِ وَلَوْ كَانَ غَائِبًا عَنِ الْمِصْرِ لِأَمْرٍ مِنَ الْأُمُوْرِ يَأْتِيْهِ يَوْمَ الْخَمِيْسِ لِيُصَلِّيَ الْجُمُعَةَ، ثُمَّ يَذْهَبُ حَيْثُ شَاءَ، وَكَانَ يَصُوْمُ رَمَضَانَ مَهْمَا اشْتَدَّ الْحَرُّ، وَمَا أَدْرَاكُمْ مَا حَرُّ الْهِنْدِ؟ وَيُحْيِي اللَّيَالِيَ بِالتَّرَاوِيْحِ، وَيَعْتَكِفُ فِي الْعَشْرِ الْأَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ فِي الْمَسْجِدِ، وَيَصُوْمُ الْإِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسَ وَالْجُمُعَةَ، فِيْ كُلِّ أُسْبُوْعٍ مِنْ أَسَابِيْعِ السَّنَةِ، وَيُدَاوِمُ عَلَى الطَّهَارَةِ بِالْوُضُوْءِ وَيُحَافِظُ عَلَى الْأَذْكَارِ، وَيُمِدُّ أَهْلَ الْحَرَمَيْنِ بِالصِّلَاتِ الْمُتَكَرِّرَةِ الدَّائِمَةِ.

فرض نمازوں کو اول اوقات میں جماعت کے ساتھ پڑھنے کی پابندی کیا کرتے

تھے اور کسی بھی حال میں انکونہیں چھوڑتے تھے، شہر کی بڑی مسجد میں نماز جمعہ ادا کیا کرتے تھے اور کسی کام کی وجہ سے شہر میں موجود نہ ہوتے تو جمعرات کو آجاتے تا کہ نماز جمعہ شہر میں ادا فرمائیں پھر جہاں چاہتے تشریف لے جاتے۔ وہ رمضان کے روزے ہر حال میں رکھا کرتے تھے چاہے گرمی کتنی ہی سخت کیوں نہ ہو اور آپکو کیا معلوم ہندوستان کی گرمی کتنی سخت ہے؟ تراویح کے ذریعہ راتوں کو زندہ فرماتے اور رمضان کے آخری عشرے کا مسجد میں اعتکاف کرتے، سال کے تمام ہفتوں میں سے ہر ہفتے میں پیر، جمعرات اور جمعہ کا روزہ رکھتے، ہمیشہ باوضو رہتے اور ذکر کی پابندی کرتے، اہل حرمین کو دائمۃ متکررہ ہدایا بھیجا کرتے تھے۔

وَكَانَ مَعَ ذٰلِكَ آيَةً فِي الْحَزْمِ وَالْعَزْمِ، وَالْبَرَاعَةِ فِيْ فُنُوْنِ الْحَرْبِ، وَفِي التَّنْظِيْمِ الْإِدَارِيِّ، فَكَيْفَ اسْتَطَاعَ أَنْ يَّجْمَعَ هٰذَا كُلَّهُ؟ كَيْفَ قَدَرَ أَنْ يَّتَعَبَّدَ هٰذِهِ الْعِبَادَةَ؟ وَيَقْضِيَ بَيْنَ النَّاسِ؟ وَيُؤَلِّفَ فِي الْعِلْمِ؟ وَيَكْتُبَ الْمَصَاحِفَ؟ وَيَحْفَظَ الْقُرْآنَ؟ وَيُدِيْرَ هٰذِهِ الْقَارَّةَ الْهَائِلَةَ؟ وَيَخُوْضَ هٰذِهِ الْمَعَارِكَ الْكَثِيْرَةَ؟

وہ اس کے ساتھ ساتھ دور اندیشی اور پختگی عزم، جنگی فنون کی مہارت اور حکومتی اداروں کو منظم چلانے میں اپنی مثال آپ تھے، یہ سب کرنے کی انکو استطاعت کیسے ملی؟ ایسی عبادت، لوگوں کے درمیان فیصلے، علمی تالیفات، مصاحف کا (اپنے قلم سے) لکھنا، قرآن کا حفظ، اس عظیم براعظم کا نظم چلانا اور ایسے خونریز معرکوں میں کودنا، یہ سب کچھ وہ کیسے کر سکے؟؟؟

لَقَدْ كَانَ يُقَسِّمُ بَيْنَ ذٰلِكَ أَوْقَاتَهُ، وَيَعِيْشُ حَيَاةً مُرَتَّبَةً، فَوَقْتٌ لِنَفْسِهِ وَوَقْتٌ لِأَهْلِهِ، وَوَقْتٌ لِرَبِّهِ، وَلِلْإِدَارَةِ وَالْقِتَالِ وَالْقَضَاءِ أَوْقَاتُهَا. حَكَمَ الْهِنْدَ كُلَّهَا خَمْسِيْنَ سَنَةً كَوَامِلَ، وَكَانَ أَعْظَمَ مُلُوْكِ الدُّنْيَا فِيْ عَصْرِهِ وَكَانَتْ بِيَدِهِ مَفَاتِيْحُ الْكُنُوْزِ، وَكَانَ يَعِيْشُ عَيْشَ الزُّهْدِ وَالْفَقْرِ، مَامَدَّ يَدَهُ وَلَا عَيْنَهُ إِلٰى حَرَامٍ، وَلَا أَدْخَلَهُ بَطْنَهُ، وَلَا كَشَفَ لَهُ إِزَارَهُ، كَانَ يَمُرُّ عَلَيْهِ رَمَضَانُ كُلُّهُ لَا يَأْكُلُ إِلَّا أَرْغِفَةً مَعْدُوْدَةً مِنْ خُبْزِ الشَّعِيْرِ مِنْ كَسْبِ يَمِيْنِهِ مِنْ كِتَابَةِ الْمُصْحَفِ لَا مِنْ أَمْوَالِ الدَّوْلَةِ. رَحْمَةُ اللهِ عَلٰى رُوْحِهِ الطَّاهِرَةِ.

(دیکھئے! وہ یہ سب اس طرح انجام دیتے تھے کہ) ان تمام کاموں کو انجام دینے کیلئے انہوں نے اپنے اوقات کو تقسیم کیا ہوا تھا اور ایک مرتب زندگی گزارا کرتے تھے اپنے لئے، اہل خانہ کیلئے، اپنے رب کیلئے، ادارہ، قتال اور قضاء ہر ایک کیلئے اوقات مخصوص تھے۔

پوری نصف صدی تک پورے ہندوستان کے حکمران رہے اور اپنے زمانے میں دنیا کے بادشاہوں میں سب سے بڑے بادشاہ تھے ان کے ہاتھوں میں خزانوں کی چابیاں تھیں لیکن زاہدانہ فقیرانہ زندگی بسر کرتے تھے، حرام کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور نہ اس کی طرف ہاتھ بڑھایا، اس کو اپنے پیٹ میں ڈالا اور نہ ہی اس کے لئے اپنا ازار کھولا۔ رمضان کا پورا مہینہ ان پر گزر جاتا مگر ان کی خوراک جو کی چند روٹیاں اور وہ بھی حکومت کے مال سے نہیں بلکہ مصحف لکھ کر اپنے ہاتھ سے کمائے ہوئے مال سے ہوا کرتی تھیں۔

اللہ تعالیٰ ان کی پاک روح پر رحمت فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

☆☆☆☆☆☆☆

وصلى الله تعالى على خير خلقه محمد وآله وأصحابه
وأزواجه وذريا ته وأهل بيته وعلينا معهم أجمعين امين.
بجاه سيد المرسلين ﷺ برحمتک يا أرحم الراحمين.
تمت بالخير. والحمد لله على ذالک.